فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب



فیضانِ شریعت

شرح بہارِ شریعت

10-11-12

مصنف: حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ
اعظمی، رضوی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی

شارح: علامہ ابوتراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

فیضانِ شریعت
شرح
بہارِ شریعت

مصنف
حضرت مولانا محمد امجد علی علیہ الرحمۃ

شارح
مولانا محمد ناصر الدین ناصر

جلد دہم

باراول	مئی 2017
پرنٹرز	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	النافع گرافکس
تعداد	600/-
ناشر	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	/= روپے

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836778

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

لُقْطَہ، وَقْف، لَقِیط
اور
کاروباری شراکت کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

لقیط کا بیان

احادیث

حدیث ۱: امام مالک نے ابو جمیلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانہ میں ایک پڑا ہوا بچہ پایا۔ کہتے ہیں میں اُسے اُٹھا لایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لے گیا، اُنھوں نے فرمایا: تم نے اِسے کیوں اُٹھایا؟ جواب دیا، کہ میں نہ اُٹھاتا تو ضائع ہوجاتا پھر ان کی قوم کے سردار نے کہا، اے امیرالمومنین! یہ مرد صالح ہے یعنی یہ غلط نہیں کہتا۔ فرمایا: اِسے لے جاؤ، یہ آزاد ہے، اس کا نفقہ ہمارے ذمہ ہے یعنی بیت المال سے دیا جائے گا۔(1)

حدیث ۲: سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لقیط لایا جاتا تو اُس کے مناسب حال کچھ مقرر فرما دیتے کہ اُس کا ولی (ملتقط) ماہ بماہ لیجایا کرے اور اُس کے متعلق بھلائی کرنے کی وصیت فرماتے اور اُس کی رضاعت کے مصارف (دودھ پلانے کے اخراجات) اور دیگر اخراجات بیت المال سے مقرر کرتے۔(2)

حدیث ۳: تمیم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک لقیط پایا، اُسے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لائے، اُنھوں نے اُسے اپنے ذمہ لیا۔(3)

حدیث ۴: امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے لقیط پایا، اُسے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس لایا اُنھوں نے فرمایا: یہ آزاد ہے اور اگر میں اس کا متولی ہوتا یعنی میں اُٹھانے والا ہوتا تو مجھے فلاں فلاں چیز سے یہ زیادہ محبوب ہوتا۔(4)

---

(1) الموطا، للامام مالک، کتاب الاقضیۃ، باب القضاء فی المنبوذ، الحدیث: ۱۴۸۲، ج۲، ص۲۶۰.

(2) نصب الرایۃ، کتاب اللقیط، ج۳، ص۴۰۷.

(3) المصنف، لعبد الرزاق، باب اللقیط، الحدیث: ۱۳۹۱۶، ج۷، ص۳۶۰.

(4) فتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۳.

عرفِ شرع (یعنی شریعت کی اصطلاح) میں لقیط اُس بچہ کو کہتے ہیں جس کو اُس کے گھر والے نے اپنی تنگدستی یا بدنامی کے خوف سے پھینک دیا ہو۔(5)

❁❁❁❁❁

(5) الدرالمختار، کتاب اللقیط، ج٦، ص ٤١٢.

گرے پڑے بچے کو اٹھاتے وقت گواہ نہ بنانا

امام احمد بن حجر المکی الہیتمی علیہ رحمۃ اللہ القوی الزّواجر عن اقتراف الکبائر میں تحریر فرماتے ہیں:

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کے کبیرہ گناہ ہونے کی صراحت فرمائی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ میں نے گذشتہ ابواب میں جو کبائر بیان کئے ہیں ان کا کبیرہ گناہ ہونا اس سے زیادہ ظاہر ہے، کیونکہ اس کے مقابلہ میں ان کا کبیرہ ہونا ان کی بڑی خرابیوں کی وجہ سے زیادہ مناسب ہے اگرچہ اس میں بھی خرابی پائی جاتی ہے کیونکہ گواہ نہ بنانا کبھی اس بچے کے غلام ہونے کا دعویٰ کرنے پر اُکساتا ہے۔ پس جب فساد کی طرف لے جانے والی چیز کبیرہ گناہ ہے تو یہ عمل بھی کبیرہ گناہ ہوگا کیونکہ یہ کبیرہ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور وہ آزاد کے غلام ہونے کا دعویٰ کرنا ہے۔ خواہ وہ کہے کہ یہ نسل در نسل میرا غلام ہے۔ یا کہے کہ میں نے اُسے خریدا ہے۔ جیسا کہ لقیط میں ہوتا ہے۔ اور اس بچے کی آزادی کا حکم بھی اسی طرح ہے اور ہم نے یہ اس لئے کہا کیونکہ وسائل کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو مقاصد کا ہوتا ہے پس اولیٰ وہی ہے جو میں نے ذکر کردیا ہے۔ کیونکہ یہ عمل بذاتِ خود فساد ہے یا اس سے بڑے فساد کی طرف لے جانے والا ہے یا واقع ہونے کے اعتبار سے فساد کے زیادہ قریب ہے۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: جس کو ایسا بچہ ملے اور معلوم ہو کہ نہ اُٹھالائے تو ضائع و ہلاک ہو جائیگا تو اُٹھالانا فرض ہے اور ہلاک کا غالب گمان نہ ہو تو مستحب۔ (1)

مسئلہ ۲: لقیط آزاد ہے اس پر تمام احکام وہی جاری ہوں گے جو آزاد کے لیے ہیں اگرچہ اُس کا اُٹھالانے والا غلام ہو ہاں اگر گواہوں سے کوئی شخص اسے اپنا غلام ثابت کردے تو غلام ہوگا۔ (2)

مسئلہ ۳: ایک مسلمان اور ایک کافر دونوں نے پڑا ہوا بچہ پایا اور ہر ایک اُس کو اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو مسلمان کو دیا جائے۔ (3)

مسئلہ ۴: لقیط کی نسبت کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے تو اُسی کا لڑکا قرار دیدیا جائے اور اگر کوئی شخص اوسے اپنا غلام بتائے تو جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے غلام قرار نہ دیا جائے۔ (4)

مسئلہ ۵: ایک کے دعویٰ کرنے کے بعد دوسرا شخص دعویٰ کرتا ہے تو وہ پہلے ہی کا لڑکا ہو چکا دوسرے کا دعویٰ باطل ہے ہاں اگر دوسرا شخص گواہوں سے اپنا دعویٰ ثابت کردے تو اس کا نسب ثابت ہو جائے گا۔ دو شخصوں نے بیک وقت اُس کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں ایک نے اُس کے جسم کا کوئی نشان بتایا اور دوسرا نہیں تو جس نے نشانی بتائی اُسی کا ہے مگر جبکہ دوسرا گواہوں سے ثابت کردے کہ میرا لڑکا ہے تو یہی مستحق ہوگا اور اگر دونوں کوئی علامت بیان نہ کریں نہ گواہوں سے ثابت کریں یا دونوں گواہ قائم کریں تو لقیط دونوں میں مشترک قرار دیا جائے اور اگر ایک نے کہا لڑکا ہے دوسرا کہتا ہے لڑکی تو جو صحیح کہتا ہے اُسی کا ہے۔ مجہولُ النسب (یعنی جس کا باپ معلوم نہ ہو) بھی اس حکم میں لقیط کی مثل ہے یعنی دعوی النسب (نسب کے دعویٰ) میں جو حکم لقیط کا ہے وہی اس کا ہے۔ (5)

---

(1) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۵.

(2) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۵.

وفتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۲.

(3) فتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۴.

(4) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶.

(5) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۵، وغیرہا.

مسئلہ ٦: لقیط کی نسبت دو شخصوں نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا لڑکا ہے ان میں ایک مسلمان ہے ایک کافر تو مسلمان کا لڑکا قرار دیا جائے۔ یوہیں اگر ایک آزاد ہے اور ایک غلام تو آزاد کا لڑکا قرار دیا جائے۔(6)

مسئلہ ٧: خاوند والی عورت لقیط کی نسبت دعویٰ کرے کہ یہ میرا بچہ ہے اور اُس کے شوہر نے تصدیق کی یا دائی نے شہادت دی یا دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں نے ولادت پر گواہی دی تو اُسی کا بچہ ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں تو عورت کا قول مقبول نہیں۔ اور بے شوہر والی عورت نے دعویٰ کیا تو دو مردوں کی شہادت سے اُس کا بچہ قرار پائیگا۔(7)

مسئلہ ٨: مُلتقِط (یعنی اُٹھا لانے والے) سے لقیط کو جبراً کوئی نہیں لے سکتا قاضی و بادشاہ کو بھی اس کا حق نہیں ہاں اگر کوئی سبب خاص ہو تو لیا جاسکتا ہے مثلاً اُس میں بچہ کی نگہداشت کی صلاحیت نہ ہو یا ملتقط فاسق فاجر شخص ہے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ بدکاری کریگا ایسی صورتوں میں بچہ کو اُس سے جدا کرلیا جائے۔(8)

مسئلہ ٩: ملتقِط کی رضا مندی سے قاضی نے لقیط کو دوسرے شخص کی تربیت میں دیدیا پھر اس کے بعد ملتقط واپس لینا چاہتا ہے تو جب تک یہ شخص راضی نہ ہو واپس نہیں لے سکتا۔(9)

مسئلہ ١٠: لقیط کے جملہ اخراجات کھانا کپڑا رہنے کا مکان بیماری میں دوا یہ سب بیت المال کے ذمہ ہے اور لقیط مرجائے اور کوئی وارث نہ ہو تو میراث بھی بیت المال میں جائے گی۔(10)

مسئلہ ١١: ایک شخص ایک بچہ کو قاضی کے پاس پیش کر کے کہتا ہے یہ لقیط ہے میں نے ایک جگہ پڑا پایا ہے تو ہوسکتا ہے کہ محض اُس کے کہنے سے قاضی تصدیق نہ کرے بلکہ گواہ مانگے اس لیے کہ ممکن ہے خود اُسی کا بچہ ہو اور لقیط اس غرض سے بتاتا ہے کہ مصارف (یعنی پرورش کے اخراجات) بیت المال سے وصول کرے اور یہ ثبوت بہم پہنچ جانے کے بعد کہ لقیط ہے نفقہ وغیرہ بیت المال سے مقرر کردیا جائے۔(11)

مسئلہ ١٢: لقیط کے ہمراہ کچھ مال ہے یا لقیط کسی جانور پر ملا اور اُس جانور پر کچھ مال بھی ہے تو مال لقیط کا ہے، لہٰذا

---

(6) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶۔

(7) الدرالمختار، کتاب اللقیط، ج٦، ص۴۱۵، ۴۱٦

(8) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۵۔

و فتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۳۔

(9) خلاصۃ الفتاوی، کتاب اللقیط، ج۴، ص۳۴۴۔

(10) الدرالمختار، کتاب اللقیط، ج٦، ص۴۱۲، ۴۱۳۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقیط، ج۲، ص۲۸٦

وہ مال لقیط پر صرف کیا جائے مگر صرف کرنے کے لیے قاضی سے اجازت لینی پڑے گی۔ اور وہ مال اگر لقیط کے ہمراہ نہیں بلکہ قریب میں ہے تو لقیط کا نہیں بلکہ لقطہ ہے۔(12) (جس کا بیان آگے آتا ہے)۔

مسئلہ ۱۳: ملتقط نے بغیر حکم قاضی جو کچھ لقیط پر خرچ کیا اس کا کوئی معاوضہ نہیں پاسکتا اور قاضی نے حکم دے دیا ہو کہ جو کچھ خرچ کریگا وہ دین (قرض) ہوگا اور اُس کا معاوضہ ملے گا اگر لقیط کا کوئی باپ ظاہر ہوا تو اُس کو دینا پڑے گا ورنہ بالغ ہونے کے بعد لقیط دے گا۔(13)

مسئلہ ۱۴: لقیط پر خرچ کرنے کی ولایت ملتقط کو ہے اور کھانے پینے لباس وغیرہ ضروری اشیاء خریدنے کی ضرورت ہو تو اس کا ولی بھی ملتقط ہے لقیط کی کوئی چیز بیع نہیں کرسکتا نہ کوئی چیز بے ضرورت اُدھار خرید سکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: لقیط کو کسی نے کوئی چیز ہبہ کی (تحفے میں دی) یا صدقہ کیا تو ملتقط کو قبول کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ تو نرا فائدہ ہی فائدہ ہے اس میں نقصان اصلاً نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۶: لقیط کو علم دین کی تعلیم دلائیں اور علم حاصل کرنے کی صلاحیت اس میں نظر نہ آئے تو کام سکھانے کے لیے صنعت وحرفت (ہنر ودستکاری وغیرہ) کے اُستادوں کے پاس بھیج دیں تاکہ کام سیکھ کر ہوشیار ہو اور کام کا آدمی بنے، ورنہ بیکاری میں نکما ہو جائے گا۔(16)

مسئلہ ۱۷: ملتقط کو یہ اختیار نہیں کہ لقیط کا نکاح کردے اور اصح یہ ہے کہ اسے اجارہ پر بھی نہیں دے سکتا۔(17)

مسئلہ ۱۸: لقیط اگر سمجھ وال ہونے سے پہلے مرجائے تو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اُس کو مسلمان اُٹھالایا ہو یا کافر(18)۔ ہاں اگر کافر نے اسے ایسی جگہ پایا ہے جو خاص کافروں کی جگہ ہے مثلاً بُت خانہ میں تو اس

---

(12) الدرالمختار، کتاب اللقیط، ج۶، ص۴۱۸، وغیرہ۔

(13) فتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقیط، ج۲، ص۲۸۶۔

(14) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶۔

وفتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۷۔

(15) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶۔

وفتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۷۔

(16) ردالمحتار، کتاب اللقیط، مطلب فی قولھم: الغرم بالغنم، ج۶، ص۴۱۹، وغیرہ۔

(17) الھدایۃ، کتاب اللقیط، ج۱، ص۴۱۶۔

(18) خلاصۃ الفتاوی، کتاب اللقیط، ج۴، ص۴۳۴۔

کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے۔(19)

❁❁❁❁❁

(19) فتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۴۶.

لقطہ کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص کسی کی گم شدہ چیز کو پناہ دے (اوٹھائے)، وہ خود گمراہ ہے اگر تشہیر کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔(1)

حدیث ۲: دارمی نے جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے (2) یعنی اس کا اٹھالینا سبب عذاب ہے، اگر یہ مقصود ہو کہ خود مالک بن بیٹھے۔

حدیث ۳: بزار و دارقطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

---

(1) صحیح مسلم، کتاب اللقطۃ، باب فی لقطۃ الحاج، الحدیث: ۱۲(۱۷۲۵)، ص ۹۵۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ غالب یہ ہے کہ گمی چیز سے مراد گما ہوا جانور ہے کیونکہ ضال اکثر جاندار گمے ہوئے کو کہا جاتا ہے اور لقطہ عام ہے، جان دار بیجان گمشدہ سب کو لقطہ کہتے ہیں مگر اکثر بے جان چیز پر بولا جاتا ہے۔(مرقات)

۲؎ یعنی جو گمشدہ چیز اٹھا کر اعلان نہ کرے وہ بدنیت اور خائن ہے بہتر ہے کہ اٹھاتے وقت ہی اعلان کردے کہ میں یہ چیز مالک تک پہنچانے کے لیے اٹھا رہا ہوں، پھر چیز کا اعلان شروع کرے کہ اس میں اپنے کو تہمت سے بچانا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۶۲۹)

(2) سنن الدارمی، کتاب البیوع، باب فی الضالۃ، الحدیث: ۲۶۰۱، ج۲، ص ۳۴۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کا نام جارود ابن معلی ہے، ۹ھ میں وفد عبدالقیس کے ساتھ آپ حاضر بارگاہ ہوئے، پھر اولًا بصرہ میں بعد میں فارس میں مقیم رہے، بزمانہ فاروق ۲۱ھ میں وفات پائی۔(اشعہ)

۲؎ یعنی جو مسلمان کی گمی چیز بدنیتی سے اٹھائے کہ مالک کو پہنچانے کا ارادہ نہ ہو خیانت کی نیت ہو وہ دوزخی ہے اگرچہ ذمی کافر کا لقطہ بھی کھانا جائز نہیں مگر مسلمان کے لقطہ میں ڈبل عذاب ہے اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر ہوا۔

۳؎ یہ حدیث احمد، ترمذی، نسائی، ابن حبان نے انہی جارود سے بروایت عبداللہ ابن شخیر نقل کی اور طبرانی نے عصمہ ابن مالک سے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۶۳۳)

لقطہ کے متعلق سوال ہوا؟ ارشاد فرمایا: لقطہ حلال نہیں اور جو شخص پڑا مال اٹھائے اُسکی ایک سال تک تشہیر کرے، اگر مالک آجائے تو اسے دیدے اور نہ آئے تو صدقہ کردے۔ (3)

حدیث ۴: امام احمد و ابوداود و دارمی عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص پڑی ہوئی چیز پائے تو ایک یا دو عادل کو اُٹھاتے وقت گواہ کرلے اور اسے نہ چھپائے اور نہ غائب کرے پھر اگر مالک مل جائے تو اُسے دیدے، ورنہ اللہ (عزوجل) کا مال ہے، وہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ (4)

اس حدیث میں گواہ کر لینے کا حکم اس مصلحت سے ہے کہ جب لوگوں کے علم میں ہوگا تو اب اس کا نفس یہ طمع نہیں کرسکتا کہ میں اِسے ہضم کر جاؤں اور مالک کو نہ دوں اور اگر اس کا اچانک انتقال ہو جائے یعنی ورثہ سے نہ کہہ سکا کہ یہ لقطہ ہے تو چونکہ لوگوں کو لقطہ ہونا معلوم ہے ترکہ میں شمار نہیں ہوگی اور یہ بھی فائدہ ہے کہ مالک اس سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتا کہ یہ چیز اتنی ہی نہ تھی بلکہ اس سے زیادہ تھی۔

حدیث ۵: ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ ایک دینار پایا۔ اُسے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا (یعنی اس وقت ان کو ضرورت تھی یہ پوچھا کہ صرف (خرچ) کرسکتا ہوں یا نہیں؟) ارشاد فرمایا: یہ اللہ (عزوجل) نے رزق دیا ہے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس سے کھایا اور علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

(3) سنن الدارقطنی، کتاب الرضاع، الحدیث ۴۳۴۳، ج ۴، ص ۲۱۵۔

(4) سنن أبي داود، کتاب اللقطۃ، [باب] التعریف باللقطۃ، الحدیث: ۱۷۰۹، ج ۲، ص ۱۹۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ عیاض ابن حمار ابن ناجیہ ابن عقال ہیں، تمیمی مجاشی ہیں، بصرہ کے رہنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے پرانے محبوب ساتھی تھے جو ہمیشہ حضور کو خوش کیا کرتے تھے، آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایات لیں۔

۲۔ یعنی اٹھاتے وقت ہی کہہ دے کہ گواہ رہنا میں یہ چیز اس لیے اٹھا رہا ہوں کہ مالک کو پہنچادوں یہ حکم استحبابی ہے، بعض کے نزدیک وجوبی، اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ اس اعلان کے بعد نفس میں خیانت کا خیال نہ پیدا ہوگا، اگر یہ اچانک فوت ہوجائیں تو اس کے ورثاء اسے میراث نہ بناسکیں گے، مالک کچھ زیادتی کی کا دعویٰ نہ کرسکے گا کہ میری چیز زیادہ تھی یا اچھی تھی تم نے کم یا خراب کردی۔ (لمعات)

۳۔ یعنی نہ تو اٹھاتے وقت ہی جیب میں ڈالنے کی کوشش کرے اور نہ اس کے بعد اسے لاپتہ کردے، بعض نے فرمایا کہ کتم سے مراد لقطہ کا چھپانا اور غائب کرنے سے مراد ہے ملے ہوئے جانور کو بدنیتی سے اور جگہ بھیج دینا۔

۴۔ یعنی اگر تلاش کرنے پر بھی مالک نہ ملے تو سمجھ لے کہ یہ روزی مجھے رب نے دی ہے۔ غریب ہو تو استعمال کرے امیر ہو تو خیرات کردے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۳۳)

عنہانے بھی کھایا پھر ایک عورت دینار ڈھونڈتی آئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: اے علی وہ دینار اسے دیدو۔ (5)

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

(5) سنن أبي داود، کتاب اللقطۃ، [باب] التعریف باللقطۃ، الحدیث: ۱۷۱۴، ج ۲، ص ۱۹۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ لہذا تم اپنے خرچ میں لاؤ۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علماء نے فرمایا کہ تھوڑے لقطہ کا اعلان کرنا واجب نہیں کیونکہ حضرت علی کو حضور انور نے فوراً خرچ کر لینے کی اجازت دے دی، اعلان کا حکم نہ دیا۔ فَاُتی اور فَسْئَالَ سے معلوم ہوا کہ لقطہ پاتے ہی بغیر تاخیر خرچ کر لینے کی اجازت دے دی مگر اس استدلال میں دو طرح گفتگو ہے: ایک یہ کہ دینار تھوڑا مال نہیں بلکہ مال کثیر ہے۔ دوسرے یہ کہ ف کبھی تراخی پر بھی استعمال ہوتی ہے لہذا کہا جاتا ہے تَکَحتُ فُوْلِنَ میں نے نکاح کیا تو اللہ نے مجھے بچہ دیا، دیکھو بچہ نکاح سے نو ماہ بعد ہوتا ہے مگر یہاں ف بولا گیا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً" اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی اتارتا ہے تو زمین ہری بھری ہو جاتی ہے، دیکھو بارش کے کچھ عرصہ بعد زمین ہری بھری ہوتی ہے نہ کہ فوراً مگر یہاں ف ارشاد ہوا۔ معلوم ہوا کہ ف کبھی تراخی کے لیے بھی آجاتی ہے ایسے ہی یہاں حضرت علی کو اعلان وغیرہ کے بعد لقطہ استعمال کرنے کی اجازت دی گئی لہذا حق یہی ہے کہ لقطہ کا اعلان ضروری ہے۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ لقطہ وہ بھی کھا سکتا ہے جو صدقہ نہیں کھا سکتا یعنی بنی ہاشم۔ بعض حضرات نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ لقطہ غنی بھی کھا سکتا ہے، دیکھو حضرت علی بھی غنی تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو غنی گر مگر ان دونوں بزرگوں نے لقطہ کھایا لیکن یہ استدلال ضعیف ہے کیونکہ لقطے کے بارے میں غنی سے مراد وہ ہے جو چاندی سونے وغیرہ کا صاحب نصاب ہو، یہ غنا یعنی چاندی سونے کا اجتماع ان دونوں گھروں میں اس وقت تو کیا کبھی بھی نہ ہوا۔ حضرت علی مرتضی نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنی تلوار گروی رکھی اور فرمایا کہ اگر میرے گھر میں ایک وقت کا بھی کھانا ہوتا تو میں تلوار کبھی گروی نہ رکھتا، یہ حضرات انسانی لباس میں فرشتے تھے۔ شعر

شیر نر در پوستین برہ — آفتابے در لباس ذرہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ کی زرہ گروی تھی۔ شعر

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا — سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

لہذا یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں، حق یہی ہے کہ غنی لقطہ نہیں کھا سکتا۔ (از مرقات)

۳۔ غالبًا اس عورت کی صداقت وحی یا دیگر دلائل سے معلوم ہوگئی ہوگی، ورنہ بغیر تحقیقات کسی کو لقطہ کا مالک نہیں مانا جاتا جیسا کہ گزشتہ احادیث سے معلوم ہوا لہذا یہ حدیث نہ گزشتہ احادیث کے خلاف ہے نہ حکم فقہی کے مخالف۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۶۳)

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے لقطہ کے متعلق سوال کیا؟ ارشاد فرمایا: اُس کے ظرف (یعنی تھیلی) اور بندش (یعنی تھیلی کی گانٹھ) کو شناخت کرلو پھر ایک سال اس کی تشہیر کرو، اگر مالک مل جائے تو دیدو، ورنہ تم جو چاہو کرو۔ اُس نے دریافت کیا، گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ تمھارے لیے ہے یا تمھارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔ (یعنی اس کا لینا جائز ہے کہ کوئی نہیں لے گا تو بھیڑیا لے جائے گا) اُس نے دریافت کیا، گم شدہ اُونٹ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: تم اُسے کیا کرو گے، اُس کے ساتھ اُس کی مشک اور جوتا ہے، وہ پانی کے پاس آکر پانی پی لے گا اور درخت کھاتا رہے گا یہاں تک اُس کا مالک پا جائے گا۔ (6) یعنی اُس کے لینے کی اجازت نہیں۔

(6) صحیح البخاري، کتاب في اللقطۃ، باب اذا لم یوجد صاحب اللقطۃ... إلخ، الحدیث: ۲۴۲۹، ج ۲، ص ۱۲۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ مشہور صحابی ہیں، ۷۵ پچھتر سال عمر پائی، ۸۷ھ میں کوفہ میں وفات پائی، امیر معاویہ یا عبدالملک کے زمانہ میں، آخری بات صحیح ہے کیونکہ امیر معاویہ ۶۰ھ میں وفات پاچکے تھے۔ (از اشعہ)

۲۔ یعنی یہ کہو کہ جس کی یہ چیز ہو وہ اس کا تھیلہ برتن اور بندھن مال کی تعداد وغیرہ بیان کرے اور ہم سے لے لے، یہ مطلب نہیں کہ تم خود ہی بتادو کہ اس مال کی مقدار یہ ہے برتن وغیرہ ایسا کہ اس صورت میں تو جھوٹے لوگ دعویٰ کریں گے کہ ہمارا مال ہے۔

(مرقات واشعہ)

۳۔ یہ اعلان مساجد اور بازاروں مجمعوں میں وقتاً فوقتاً کیا جائے روزانہ مسلسل کرنا واجب نہیں، امام محمد وشافعی واحمد کے نزدیک ہر قسم کے لقطہ کا اعلان ایک سال کرے ان کی دلیل یہ حدیث ہے، امام اعظم و مالک کے ہاں معمولی لقطہ کا اعلان کچھ روز کرے، درمیانی کا ایک سال، اعلیٰ قیمتی چیز کا تین سال، یہ فرمان عالی درمیان کے لیے ہے، ورنہ حضرت ابی ابن کعب کو تین سال اعلان کا حکم دیا گیا کہ وہاں لقطہ بہت قیمتی تھا لہٰذا مذہب احناف قوی ہے۔

۴۔ جو شخص لقطہ کا برتن بندھن مال کی مقدار دیگر علامات درست بیان کردے تو امام مالک واحمد کے ہاں اسے دے دینا واجب ہے مگر امام اعظم وشافعی کے ہاں اگر پانے والے کا دل گواہی دے کہ یہ سچا ہے تو دے دے، ورنہ اس مدعی سے گواہ طلب کرے گواہی لے کر دے کہ ہوسکتا ہے اس شخص نے مالک مال سے یہ اوصاف سنے ہوں اور سن کر بیان کررہا ہو اگر لقطہ پانے والا فقیر ہو تو بعد مایوسی خود استعمال کرے ورنہ خیرات کردے لیکن اگر بعد میں مالک مل گیا تو اسے چیز کی قیمت دینا ہوگی۔ بعض کے نزدیک غنی بھی استعمال کرسکتا ہے۔

۵۔ یعنی گمی بکری ضرور پکڑلو ورنہ بھیڑیا کھائے گا نہ تمہیں ملے گی نہ مالک کو۔

۶۔ خلاصہ یہ ہے گم شدہ اونٹ نہ پکڑو کہ اس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں، پانی کا تھیلہ اس کے پیٹ میں ہے۔ پاؤں اس کے مضبوط ہیں، درندے سے بھاگ کر جان بچاسکتا ہے، لمبا سفر طے کرسکتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جنگل میں گے ہوئے اونٹ کو نہ پکڑے لیکن بستی میں گے ہوئے کو پکڑے کہ وہاں اسے لوگ چرالیں گے اور اب تو جنگل وبستی میں جہاں بھی چوری کا خطرہ ہو پکڑے، یہ حکم عرب ←

حدیث ۷: ابوداود نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، وہ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عصا اور کوڑے اور رسی اور اس جیسی چیزوں کو اُٹھا کر اسے کام میں لانے کی رخصت دی ہے۔ (7)

حدیث ۸: صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے سے ایک ہزار دینار قرض مانگے، اس نے کہا گواہ لاؤ جن کو گواہ بنالوں۔ اُس نے کہا، کَفٰی بِاللہِ شَھِیْدًا اللہ (عزوجل) کی گواہی کافی ہے۔ اس نے کہا، کسی کو ضامن لاؤ۔ اُس نے کہا کَفٰی بِاللہِ کَفِیْلًا اللہ (عزوجل) کی ضمانت کافی ہے اس نے کہا، تُو نے سچ کہا اور ایک ہزار دینار اُسے دیدیے اور ادا کی ایک میعاد مقرر کردی۔ اُس شخص نے سمندر کا سفر کیا اور جو کام کرنا تھا انجام کو پہنچایا پھر جب میعاد پوری ہونے کا وقت آیا تو اُس نے کشتی تلاش کی کہ جا کر اُس کا دَین (قرض) ادا کرے مگر کوئی کشتی نہ ملی، ناچار اُس نے ایک لکڑی میں سوراخ کرکے ہزار اشرفیاں بھر دیں اور ایک خط لکھ کر اُس میں رکھا اور خوب اچھی طرح بند کردیا پھر اس لکڑی کو دریا کے پاس

کے لیے تھا جہاں چوری بالکل ختم ہوچکی تھی۔ (از مرقات)

۷۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں ثُمَّ محض عطف کے لیے ہے جیسے رب تعالٰی فرماتا ہے: "ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ" لہذا دو سال تک مشہور کرنا ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ثم اعرف الخ پہلے جملہ عَرِّفْهَا سَنَةً کا بیان ہے اور بعض شارحین فرماتے ہیں کہ ثُمَّ ترتیب کے لیے ہے۔ لقطہ پانے والے کو مناسب یہ ہے کہ پہلے ایک سال تک مشہور کرے، پھر جب اپنے استعمال میں لانے لگے پھر اعلان کرے، یہاں بیان استحباب کے لیے ہے۔

۸۔ خرچ کرنے کا حکم اباحت کے لیے ہے اور فاَدِّھا وجوب کے لیے یعنی ایک سال گزرنے پر تمہیں لقطہ خود خرچ کرلینا جائز ہے، پھر اگر خرچ کرلینے کے بعد مالک لے تو اس کی مثل یا قیمت مالک کو ادا کرنا ضروری ہے اور اگر خیرات کردیا پھر بعد کو مالک آیا تو اسے اختیار ہے جو لقطہ پانے والے سے قیمت لے یا فقیر سے جسے خیرات دی گئی۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۲۸)

(7) سنن أبي داود، کتاب اللقطۃ، [باب] التعریف باللقطۃ، الحدیث: ۱۷۱۷، ج ۲، ص ۱۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ معمولی حقیر چیز جو پڑی ہوئی مل جائیں اور مالک انکی پرواہ بھی نہ کرتے ہوں اسے بغیر اعلان بھی استعمال کرنا جائز ہے۔ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کھجور پڑی ہوئی دیکھی تو فرمایا کہ اگر اس کے صدقہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم کھالیتے، کھیت اٹھاتے وقت بالیاں رہ جاتی ہیں یا گر جاتی ہیں ایسے ہی ترکاریاں، ایک آدھ گرا ہوا پھل وغیرہ جس کو مالک تلاش بھی نہیں کرتا یہ سب اسی میں داخل ہیں، لیکن اگر بعد میں ان چیزوں کا مالک آکر مطالبہ کرے تو اسے قیمت یا مثل دینا پڑے گا۔ حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ لقطہ کو پانے کا خوب استعمال کرتا رہے اور جب مالک مل جائے تو خراب کیا ہوا لقطہ اسے دیدے کہ یہ تو سخت ممنوع ہے۔ لقطہ امانت ہوتا ہے اور امانت کا استعمال جائز نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۳۵)

لایا اور یہ کہا، اے اللہ! (عزوجل) تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرض طلب کیا، اُس نے کفیل مانگا میں نے کہا کفٰی باللہ کفیلاً وہ تیری کفالت پر راضی ہوگیا پھر اُس نے گواہ مانگا میں نے کہا کفٰی باللہ شھیدًا وہ تیری گواہی پر راضی ہوگیا اور میں نے پوری کوشش کی کہ کوئی کشتی مل جائے تو اُس کا دَین پہنچا دوں، مگر میسر نہ آئی اور اب یہ اشرفیاں میں تجھ کو سپرد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ لکڑی دریا میں پھینک دی اور واپس آیا مگر برابر کشتی تلاش کرتا رہا کہ اُس شہر کو جائے اور دَین ادا کرے۔ اب وہ شخص جس نے قرض دیا تھا ایک دن دریا کی طرف گیا کہ شاید کسی کشتی پر اس کا مال آتا ہو کہ دفعۃً (اچانک) وہی لکڑی ملی جس میں اشرفیاں بھری تھیں۔ اُس نے یہ خیال کرکے کہ گھر میں جلانے کے کام آئے گی اُس کو لے لیا، جب اُس کو چیرا تو اشرفیاں اور خط ملا پھر کچھ دنوں بعد وہ شخص جس نے قرض لیا تھا، ہزار دینار لیکر آیا اور کہنے لگا، خدا کی قسم! میں برابر کوشش کرتا رہا کہ کوئی کشتی مل جائے تو تمھارا مال تم کو پہنچا دوں مگر آج سے پہلے کوئی کشتی نہ ملی۔ اُس نے کہا، کیا تم نے میرے پاس کوئی چیز بھیجی تھی؟ اس نے کہا، میں کہہ تو رہا ہوں کہ آج سے پہلے مجھے کوئی کشتی نہیں ملی۔ اُس نے کہا، جو کچھ تم نے لکڑی میں بھیجا تھا، خدا نے اُس کو تمھاری طرف سے پہنچا دیا، یہ اپنی ایک ہزار اشرفیاں لیکر بامراد واپس ہوا۔ (8)

❀❀❀❀❀

---

(8) صحیح البخاري، کتاب الکفالۃ، باب الکفالۃ في القرض... إلخ، الحدیث: ۲۲۹۱، ج ۲، ص ۷۳۔

مسائل فقہیہ

لقطہ اُس مال کو کہتے ہیں جو پڑا ہوا کہیں مل جائے۔(1)

مسئلہ ۱: پڑا ہوا مال کہیں ملا اور یہ خیال ہو کہ میں اس کے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گا تو اُٹھا لینا مستحب ہے اور اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو نہ تلاش کروں تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر ظن غالب (یعنی غالب گمان) ہو کہ مالک کو نہ دونگا تو اُٹھانا ناجائز ہے اور اپنے لیے اُٹھانا حرام ہے اور اس صورت میں بمنزلہ غصب کے ہے (یعنی غصب کرنے کی طرح ہے) اور اگر یہ ظن غالب ہو کہ میں نہ اُٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع و ہلاک ہو جائے گی تو اُٹھالینا ضرور ہے لیکن اگر نہ اٹھاوے اور ضائع ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں۔(2)

مسئلہ ۲: لقطہ کو اپنے تصرف (استعمال) میں لانے کے لیے اُٹھایا پھر نادم ہوا کہ مجھے ایسا کرنا نہ چاہیے اور جہاں سے لایا وہیں رکھ آیا تو بری الذمہ نہ ہوگا یعنی اگر ضائع ہوگیا تو تاوان دینا پڑے گا بلکہ اب اس پر لازم ہے کہ مالک کو تلاش کرے اور اُس کے حوالہ کردے اور اگر مالک کو دینے کے لیے لایا تھا پھر جہاں سے لایا تھا رکھ آیا تو تاوان نہیں۔(3)

مسئلہ ۳: ہر قسم کی پڑی ہوئی چیز کا اُٹھا لانا جائز ہے مثلاً متاع (سامان وغیرہ) یا جانور بلکہ اُونٹ کو بھی لا سکتا ہے کیونکہ اب زمانہ خراب ہے یہ نہ لائے گا تو کوئی دوسرا لے جائے گا اور مالک کو نہ دے گا بلکہ ہضم کر جائیگا۔(4)

مسئلہ ۴: لقطہ (گری ہوئی گمشدہ چیز) ملتقط (اُٹھانے والے) کے ہاتھ میں امانت ہے یعنی تلف (ضائع) ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں بشرطیکہ اُٹھانے والا اُٹھانے کے وقت کسی کو گواہ بنادے یعنی لوگوں سے کہہ دے کہ اگر کوئی شخص اپنی گم ہوئی چیز تلاش کرتا آئے تو میرے پاس بھیج دینا اور گواہ نہ کیا تو تلف ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا مگر جبکہ وہاں کوئی نہ ہو اور گواہ بنانے کا موقع نہ ملا یا اندیشہ ہو کہ گواہ بنائے تو ظالم چھین لے گا تو ضمان

---

(1) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶،ص۴۲۱.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب اللقطۃ، ج۶،ص۴۲۲.

(3) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶،ص۴۲۲.

(4) فتح القدیر، کتاب اللقطۃ، ج۵،ص۳۵۴،وغیرہ.

نہیں۔(5)

مسئلہ ۵: پڑا مال اوٹھالایا اور اس کے پاس سے ضائع ہوگیا اب مالک آیا اور چیز کا مطالبہ کرتا ہے اور تاوان مانگتا ہے کہتا ہے کہ تم نے بدنیتی سے اپنے صرف میں لانے کے لیے اُٹھایا تھا، لہٰذا تم پر تاوان ہے یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اپنے لیے نہیں اُٹھایا تھا بلکہ اس نیت سے لیا تھا کہ مالک کو دوں گا تو محض اس کہنے سے ضمان سے بری نہیں جب تک بصورت امکان گواہ نہ کرے۔(6)

مسئلہ ۶: دو شخصوں نے لقطہ کو اُٹھایا تو دونوں پر تشہیر (اعلان کرنا) لازم ہے اور لقطہ کے جمیع احکام دونوں پر ہیں اور اگر دونوں جارہے تھے ایک نے کوئی چیز دیکھی اس نے دوسرے سے کہا اُٹھالاؤ اُس نے اپنے لیے اُٹھائی تو یہ ذمہ دار ہے اور لقطہ کے احکام اس پر ہیں حکم دینے والے پر نہیں۔(7)

مسئلہ ۷: ملتقط پر تشہیر لازم ہے یعنی بازاروں اور شارع عام (عام راستہ) اور مساجد میں اتنے زمانہ تک اعلان کرے کہ ظن غالب ہوجائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔ یہ مدت پوری ہونے کے بعد اُسے اختیار ہے کہ لقطہ کی حفاظت کرے یا کسی مسکین پر تصدق کردے (صدقہ کردے)۔ مسکین کو دینے کے بعد اگر مالک آگیا تو اسے اختیار ہے کہ صدقہ کو جائز کردے یا نہ کرے اگر جائز کردیا ثواب پائے گا اور جائز نہ کیا تو اگر وہ چیز موجود ہے اپنی چیز لے لے اور ہلاک ہوگئی ہے تو تاوان لے گا۔ یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مسکین سے، جس سے بھی لے گا وہ دوسرے سے رجوع نہیں کرسکتا۔(8)

مسئلہ ۸: بچہ نے پڑا مال اُٹھایا اور گواہ نہ بنایا تو ضائع ہونے کی صورت میں اسے بھی تاوان دینا پڑیگا۔(9)

مسئلہ ۹: بچہ کو کوئی پڑی ہوئی چیز ملی اور اُٹھالایا تو اُس کا ولی یا وصی (یعنی بچے کے باپ نے جس کو وصیت کی ہے) تشہیر کرے اور مالک کا پتا نہ ملا اور وہ بچہ خود فقیر ہے تو ولی یا وصی خود اُس بچہ پر تصدق کرسکتا ہے اور بعد میں مالک آیا اور تصدق کو اُس نے جائز نہ کیا تو ولی یا وصی کو ضمان دینا ہوگا۔(10)

---

(5) تبیین الحقائق، کتاب اللقطۃ، ج ۴، ص ۲۰۹۔
والبحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج ۵، ص ۲۵۴۔
(6) الھدایۃ، کتاب اللقطۃ، ج ۱، ص ۴۱۷۔
(7) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب اللقطۃ، الجزء الاول، ص ۴۵۹۔
(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج ۲، ص ۲۸۹۔
(9) البحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج ۵، ص ۲۵۴۔
(10) البحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج ۵، ص ۲۵۶،۲۵۵۔

مسئلہ ۱۰: اگر ملتقط تشہیر سے عاجز ہے مثلاً بوڑھا یا مریض ہے کہ بازار وغیرہ میں جا کر اعلان نہیں کرسکتا تو دوسرے کو اپنا نائب بنا سکتا ہے کہ یہ اعلان کردے اور نائب کو دینے کے بعد اگر واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا اور نائب کے پاس سے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اُس سے تاوان نہیں لے سکتا۔(11)

مسئلہ ۱۱: اُٹھانے والا اگر فقیر ہے تو مدت مذکورہ تک اعلان کے بعد خود اپنے صرف (استعمال) میں بھی لا سکتا ہے اور مالدار ہے تو اپنے رشتہ والے فقیر کو دے سکتا ہے مثلاً اپنے باپ، ماں، شوہر، زوجہ، بالغ اولاد کو دے سکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: اوٹھانے والا فقیر تھا اور اعلان کے بعد اپنے صرف میں لایا پھر یہ شخص مالدار ہوگیا تو یہ واجب نہیں کہ اتنا ہی فقرا پر تصدق کرے۔(13)

مسئلہ ۱۳: بادشاہ یا حاکم لقطہ کو قرض دے سکتا ہے چاہے خود ملتقط کو قرض دیدے یا دوسرے کو۔ یوہیں کسی کو بطور مضاربت بھی دے سکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: ملتقط کے ہاتھ سے لقطہ ضائع ہوگیا پھر اس چیز کو دوسرے کے پاس دیکھا تو یہ دعویٰ کر کے نہیں لے سکتا۔(15)

مسئلہ ۱۵: بدمست (نشہ میں دھت) آدمی راستہ میں پڑا ہوا ہے اور اس کا کوئی کپڑا بھی وہیں گرا ہے اس کو حفاظت کی غرض سے جو کوئی اُٹھائے گا تاوان دینا پڑے گا کہ اگرچہ وہ نشہ میں ہے اُس کی چیزوں کے حفظ (حفاظت) کی ضرورت نہیں کیونکہ ایسوں سے لوگ خود ڈرتے ہیں ان کی چیزیں نہیں اُٹھاتے۔(16)

مسئلہ ۱۶: جو چیزیں خراب ہوجانے والی ہیں جیسے پھل اور کھانے ان کا اعلان صرف اتنے وقت تک کرنا لازم ہے

---

(11) البحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۵، ۲۵۶.
ومنحۃ الخالق علی البحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۶.

(12) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۲۷.

(13) ردالمحتار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۲۷.

(14) فتح القدیر، کتاب اللقیط، ج۵، ص۳۵۲.
والبحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۷.

(15) حاشیۃ الشلبی علی التبیین، کتاب اللقطۃ، ج۴، ص۲۱۴.
والجوہرۃ النیرۃ، کتاب اللقطۃ، الجزء الاول، ص۴۵۹.

(16) حاشیۃ الشلبی علی التبیین، کتاب اللقطۃ، ج۴، ص۲۱۴.

کہ خراب نہ ہوں اور خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسکین کو دیدے۔(17)

مسئلہ ۱۷: کوئی ایسی چیز پائی جو بے قیمت ہے جیسے کھجور کی گٹھلی انار کا چھلکا ایسی اشیاء میں اعلان کی حاجت نہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے اِسے چھوڑ دینا اباحت ہے کہ جو چاہے لے لے اور اپنے کام میں لائے اور یہ چھوڑنا تملیک (دوسرے کو مالک بنانا) نہیں کہ مجہول (نامعلوم) کی طرف سے تملیک صحیح نہیں، لہٰذا وہ اب بھی مالک کی مِلک میں باقی ہے۔(18) اور بعض فقہا یہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ وہ متفرق (بکھری ہوئی) ہوں اور اگر اکٹھی ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ مالک نے کام کے لیے جمع کر رکھی ہیں، لہٰذا محفوظ رکھے خرچ نہ کرے۔(19)

مسئلہ ۱۸: لقطہ کی نسبت اگر معلوم ہے کہ یہ ذمی کی چیز ہے تو اِسے بیت المال میں جمع کردے خود اپنے تصرف (استعمال) میں نہ لائے نہ مساکین کو دے۔(20)

مسئلہ ۱۹: اگر مالک کے پتہ چلنے کی اُمید ہے اور ملتقط کے مرنے کا وقت قریب آ گیا تو وصیت کر جانا یعنی یہ ظاہر کردینا کہ یہ لقطہ ہے واجب ہے۔(21)

مسئلہ ۲۰: ملتقط کو لقطہ کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی اگرچہ کتنی ہی دور سے اُٹھا لایا ہو اور لقطہ اگر جانور رہو اور اُس کے کھلانے میں کچھ خرچ کیا ہو تو اس کا معاوضہ بھی نہیں پائے گا ہاں اگر قاضی کی اجازت سے ہو اور اُس نے کہہ دیا ہو کہ اس پر خرچ کرو جو کچھ خرچ ہوگا مالک سے وصول کرلینا تو اب مصارف (اخراجات) لے سکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۲۱: جو کچھ حاکم کی اجازت سے خرچ کیا ہے اسے وصول کرنے کے لیے لقطہ کو مالک سے روک سکتا ہے مصارف دینے کے بعد وہ لے سکتا ہے اور نہ دے تو قاضی لقطہ کو بیچ کر مصارف ادا کردے اور جو بچے مالک کو دیدے۔(23)

مسئلہ ۲۲: لقطہ پر خرچ کرنے کی قاضی سے اجازت طلب کی تو قاضی گواہ طلب کریگا اگر گواہوں سے لقطہ ہونا ثابت ہوگیا تو مصارف کی اجازت دے گا ورنہ نہیں اور اگر ملتقط (گری ہوئی چیز اٹھانے والا) کہتا ہے میرے پاس

(17) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۲۵، وغیرہ۔

(18) ردالمحتار، کتاب اللقطۃ، مطلب: فیمن وجد حطبا... إلخ، ج۶، ص۴۳۵۔

(19) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۶۔

(20) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۲۸۔

(21) المرجع السابق۔

(22) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۶۰۔

(23) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۳۔

گواہ نہیں ہیں تو قاضی یہ حکم دے گا کہ اگر تو سچا ہے اس پر خرچ کر، مالک آئیگا تو وصول کرلینا اور اگر تو غاصب (نا جائز طریقے سے لینے والا) ہے تو کچھ نہ ملے گا۔(24)

مسئلہ ۲۳: لقطہ اگر ایسی چیز ہو جس سے منفعت حاصل ہوسکتی ہے مثلاً بیل گدھا گھوڑا کہ ان کوکرایہ پر دیکر اُجرت حاصل کرسکتا ہے تو حاکم کی اجازت سے کرایہ پر دے سکتا ہے اور جو اُجرت حاصل ہو اسی میں سے اُسے خوراک بھی دیجائے اور اگر ایسی چیز لقطہ ہو جس سے آمدنی نہ ہو اور سردست (فی الحال) مالک کا پتا نہیں چلتا اور اس پر خرچ کرنے میں مالک کا نقصان ہے کہ کچھ دنوں میں اپنی قیمت کی قدر (قیمت کے برابر) کھاجائے گا تو قاضی اس کو بیچ کر اسکی قیمت محفوظ رکھے کہ اسی میں مالک کا نفع ہے اور قاضی نے بیع کی یا قاضی کے حکم سے ملتقط نے، تو یہ بیع نافذ ہے مالک اس بیع کو رد نہیں کرسکتا۔(25)

مسئلہ ۲۴: لقطہ ایسی چیز تھی جس کے رکھنے میں مالک کا نقصان تھا۔ اُسے خود ملتقط نے بغیر اجازت قاضی بیچ ڈالا تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی بلکہ اجازتِ مالک پر موقوف رہے گی اگر مالک آیا اور چیز مشتری (خریدار) کے پاس موجود ہے تو اُسے اختیار ہے۔ بیع کو جائز کرے یا باطل کردے اور چیز اُس سے لے لے اور اگر مالک اُس وقت آیا کہ مشتری کے پاس وہ چیز نہ رہی تو اُسے اختیار ہے کہ مشتری سے اُس کی قیمت کا تاوان لے یا بائع (بیچنے والے) سے، اگر بائع سے تاوان لے گا تو بیع نافذ ہوجائے گی اور زرِثمن (یعنی بیع میں جو روپیہ وصول ہوا وہ) بائع کا ہوگا مگر زرِثمن جتنا قیمت سے زائد ہو اُسے صدقہ کردے۔(26)

مسئلہ ۲۵: لقطہ کا مدعی پیدا ہوگیا (یعنی کسی نے اس کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے) اور وہ نشان اور پتا بتاتا ہے جو لقطہ میں موجود ہے یا خود ملتقط اُس کی تصدیق کرتا ہے تو دیدینا جائز ہے اور قاضی نے حکم کردیا تو دینا لازم اور بغیر حکم قاضی دیدیا تو اُس کا کفیل یعنی ضامن لے سکتا ہے۔(27) اور علامت بتانے کی صورت میں اگر دینے سے انکار کرے تو مدعی کو گواہ سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہ اُسی کی ملک ہے۔(28)

---

(24) الہدایۃ، کتاب اللقطۃ، ج۱، ص۴۱۸، ۴۱۹۔

(25) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۶۱۔

والدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۲۔

(26) فتح القدیر، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۳۵۵۔

(27) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۳۔

(28) الھدایۃ کتاب اللقطۃ، ج۱، ص۴۱۹۔

مسئلہ ۲۶: مدعی نے علامت بیان کی یا ملتقط نے اُس کی تصدیق کی اور لقطہ دیدیا اس کے بعد دوسرا مدعی پیدا ہوگیا اور یہ گواہوں سے اپنی ملک ثابت کرتا ہے تو اگر چیز موجود ہے اسے دلادی جائے اور تلف ہو چکی ہے تو تاوان لے سکتا ہے۔ اور یہ اختیار ہے کہ ملتقط سے تاوان لے یا مدعی اول سے۔(29)

❁❁❁❁❁

(29) ردالمحتار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص ۴۳۴۔

لقطہ کے مناسب دوسرے مسائل

مسئلہ ۲۷: راستہ پر بھیڑ مری ہوئی پڑی تھی اس نے اُس کی اُون کاٹ لی تو اسے اپنے کام میں لاسکتا ہے اور مالک آکر اس کا مطالبہ کرے تو لے سکتا ہے اور اگر اُس کی کھال نکال کر پکالی اور مالک لینا چاہے تو لے سکتا ہے مگر پکانے کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں اضافہ ہوا ہے دینا پڑے گا۔(1)

مسئلہ ۲۸: خربزہ (خربوزہ) اور تربز (تربوز) کی پالیز (کھیت) کو لوگوں نے لوٹ لیا اگر اُس وقت لوٹی جب مالک کی طرف سے اجازت ہوگئی کہ جس کا جی چاہے لے جائے جیسا کہ عام طور پر جب فصل ختم ہو جایا کرتی ہے تھوڑے سے خراب پھل باقی رہ جاتے ہیں مالک اجازت دیدیا کرتے ہیں تو لوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔(2)

مسئلہ ۲۹: نکاح میں چھوہارے لوٹائے جاتے ہیں ایک کے دامن میں گرے تھے اور دوسرے نے اُٹھا لیے اس کی دوصورتیں ہیں جس کے دامن میں گرے تھے اگر اُس نے اسی غرض سے دامن پھیلائے تھے تو دوسرے کو لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۳۰: شادیوں میں روپے پیسے لٹانے کے لیے جس کو دیے وہ خود لٹائے دوسرے کو لٹانے کے لیے نہیں دے سکتا اور کچھ بچا کر اپنے لیے رکھ لے یا گرا ہوا خود اُٹھالے یہ جائز نہیں۔ اور شکر چھوہارے لٹانے کو دیے تو بچا کر کچھ رکھ سکتا ہے اور دوسرے کو بھی لٹانے کے لیے دے سکتا ہے اور دوسرے نے لٹائے تو اب وہ بھی لوٹ سکتا ہے۔(4)

مسئلہ ۳۱: کھیت کٹ جانے کے بعد کچھ بالیاں گری پڑی رہ جاتی ہیں اگر کاشتکار نے چھوڑ دی ہیں کہ جس کا جی چاہے اُٹھالیجائے تو لیجانے میں حرج نہیں مگر مالک کی مِلک اب بھی باقی ہے اور چاہے تو لے سکتا ہے مگر جمع کرنے کے بعد اُس سے لے لینا دناءت (گھٹیا پن) ہے اور اگر کاشتکار نے چند خاص لوگوں سے کہہ دیا کہ جو چاہے لیجائے تو اب جمع کرنے والوں کا ہوگیا۔(5)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج۲،ص۲۹۳۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج۲،ص۲۹۳۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب اللقطۃ، ج۲،ص۳۵۸۔

(5) البحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵،ص۲۵۶۔

مسئلہ ۳۲: اگر تیموں کا کھیت ہے اور بالیاں اتنی زائد ہیں کہ اُجرت پر چنوائی جائیں (اکٹھی کروائی جائیں) تو معقول مقدار (مناسب مقدار) میں بچیں گی تو چھوڑنا جائز نہیں اور اتنی ہیں کہ چنوائی جائیں تو اُتنی ہی مزدوری بھی دینی پڑے گی یا مزدوری دینے کے بعد قدرِ قلیل (بہت کم مقدار میں) بچیں گی تو چھوڑ دینا جائز ہے۔(6)

مسئلہ ۳۳: اخروٹ وغیرہ کے متعدد دانے ملے یوں کہ پہلے ایک ملا پھر دوسرا پھر اور ایک وعلیٰ ہذا القیاس اتنے ملے کہ اب ان کی قیمت ہوگئی تو احوط (زیادہ محتاط بات) یہ ہے کہ بہرصورت ان کی حفاظت کرے اور مالک کو تلاش کرے اور سیب، امرود پانی میں پڑے ہوئے ملے تو لینا جائز ہے اگرچہ زیادہ ہوں ورنہ پانی میں خراب ہو جائیں گے۔(7)

مسئلہ ۳۴: بارش میں اس لیے برتن رکھ دیے کہ ان میں پانی جمع ہو تو دوسرے کو بغیر اجازت اُن برتنوں کا پانی لینا جائز نہیں اور اگر اس لیے نہیں رکھے ہیں تو جائز ہے۔ یوہیں اگر سکھانے کے لیے جال پھیلایا اس میں کوئی جانور پھنس گیا تو جس نے پکڑا اُس کا ہے اور جانور پکڑنے کے لیے جال تانا تو جانور جال والے کا ہے۔(8)

مسئلہ ۳۵: کسی کی زمین میں محلہ والے راکھ کوڑا وغیرہ ڈالتے ہیں اگر مالک زمین نے اُس کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہے کہ جب زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے گی تو اپنے کھیت میں ڈالوں گا تو دوسرے کو اُٹھانا جائز نہیں اور اگر زمین اس لیے نہیں چھوڑی ہے تو جو پہلے اُٹھا لے اُس کی ہے۔ یوہیں اُونٹ والے کسی کے مکان پر کرایہ کے لیے اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں کہ جس کو ضرورت ہو یہاں سے کرایہ پر لیجائے اور یہاں بہت سی مینگنیاں جمع ہوگئیں اگر مالک مکان کا خیال ان کے جمع کرنے کا تھا تو اسکی ہیں دوسرا نہیں لے سکتا ورنہ جس کا جی چاہے لیجائے۔(9)

مسئلہ ۳۶: جنگلی کبوتر نے کسی کے مکان میں انڈے دیے اگر مالک مکان نے پکڑنے کے لیے دروازہ بھیڑا تھا (بند کیا تھا) کہ دوسرے نے آکر پکڑلیا تو یہ مالک مکان کا ہے ورنہ جو پکڑلے اُس کا ہے الگ کی کبوتری سے دوسرے کے کبوتر کا جوڑا لگ گیا اور انڈے بچے ہوئے تو کبوتری والے کے ہیں۔(10)

وتبیین الحقائق، کتاب اللقطۃ، ج ۴، ص ۲۱۵، وغیرہما۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج ۲، ص ۲۹۴.

(7) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج ۵، ص ۲۵۶.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج ۲، ص ۲۹۴.

(9) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج ۵، ص ۵۶.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج ۲، ص ۲۹۴.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج ۲، ص ۲۹۴.

مسئلہ ۳۷: جنگلی کبوتروں میں پلاؤ (پالتو) کبوتر مل گیا تو اس کا پکڑنا جائز نہیں اور پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے دیدے۔(11)

مسئلہ ۳۸: باز یا شکرا وغیرہ پکڑا جس کے پاؤں میں جُھنجُھنی (پازیب) بندھی ہے جس سے گھریلو معلوم ہوتا ہے تو یہ لقطہ ہے (گری پڑی چیز کے حکم میں ہے) اعلان کرنا ضروری ہے۔ یوہیں ہرن پکڑا جس کے گلے میں پٹا یا ہار پڑا ہوا ہے یا پالتو کبوتر پکڑا تو اعلان کرے اور مالک معلوم ہوجائے تو اُسے واپس کرے۔(12)

مسئلہ ۳۹: کاشتکار اپنے کھیتوں میں کئی کئی دن گائیں یا بھیڑیں رات میں ٹھہراتے ہیں تاکہ ان کے پاخانہ پیشاب سے کھیت درست ہوجائے، لہٰذا یہاں سے گوبر یا مینگنیاں دوسرے کو لینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۴۰: مجمعوں یا مساجد میں اکثر جوتے بدل جاتے ہیں ان کو کام میں لانا جائز نہیں ہاں اگر یہ کسی فقیر کو اگرچہ اپنی اولاد کو تصدق کردے پھر وہ اِسے ہبہ کردے تو تصرف میں لاسکتا ہے یا اس کا اچھا جوتا کوئی اُٹھا لے گیا اور اپنا خراب چھوڑ گیا کہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اُس نے قصداً (جان بوجھ کر) ایسا کیا ہے دھوکے سے نہیں ہوا ہے تو جب یہ شخص خراب جوڑا اُٹھالایا اس کو پہن سکتا ہے کہ یہ اُس کا عوض ہے۔(13)

مسئلہ ۴۱: کسی کے مکان پر کوئی اجنبی مسافر آیا اور مرگیا تجہیز وتکفین (کفن، دفن) کے بعد اُس کے ترکہ میں کچھ روپیہ بچا تو مالک مکان اگرچہ فقیر ہو ان روپوں کو اپنے صرف (استعمال) میں نہیں لاسکتا کہ یہ لقطہ نہیں۔(14)

مسئلہ ۴۲: کسی نے اپنا جانور قصداً چھوڑ دیا اور کہہ دیا جس کا جی چاہے پکڑ لے جیسے توتا مینا وغیرہ پالتو جانور اکثر چھوڑ دیا کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں جس کا جی چاہے پکڑ لے تو اب جو پکڑے گا اُسی کا ہے۔(15)

مسئلہ ۴۳: دریا میں لکڑی بہتی ہوئی آئی اگر اُس کی قیمت ہے تو لقطہ ہے ورنہ لینے والے کے لیے حلال ہے۔(16)

---

(11) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۶.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج۲، ص۲۹۴.

والبحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۷.

(13) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۶۵.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج۲، ص۲۹۵.

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب اللقطۃ، ج۲، ص۲۹۵.

(16) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۵.

مسئلہ ۴۴: مسافر آدمی کسی کے یہاں ٹھہرا اور مرگیا اگر اُس کا ترکہ پانچ درہم تک ہے تو صاحب خانہ ورثہ کو تلاش کرے پتا نہ چلے تو مساکین کو دیدے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور پانچ درہم سے زیادہ ہے اور ورثہ کا پتا نہ چلے تو بیت المال میں داخل کر دے۔(17)

مسئلہ ۴۵: مسافرت میں (دورانِ سفر) کوئی مرگیا تو اُس کے رفقا (ہمسفر دوست احباب) کو اختیار ہے کہ سامان بیچ کر دام جو کچھ ملے ورثہ کو پہنچادیں جبکہ خود سامان لاد کر لیجانے میں اتنے مصارف ہوں جو سامان کی قیمت کو پہنچ جائیں کہ اس صورت میں ورثہ کا فائدہ بیچ ڈالنے میں ہے۔(18)

مسئلہ ۴۶: بیرون شہر درختوں کے نیچے جو پھل گرے ہوں اگر اُن کی نسبت معلوم ہو کہ کھالینے کی صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہے جیسے اُن مواقع میں جہاں کثرت سے پھل پیدا ہوتے ہیں راہگیروں سے تعرض (روک ٹوک) نہیں کرتے ایسے مواقع میں کھانے کی اجازت ہے مگر درختوں سے توڑ کر کھانے کی اجازت نہیں مگر جہاں اس کی بھی اجازت ثابت ہو تو توڑ کر بھی کھا سکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۴۷: مکان خریدا اور اُس کی دیوار وغیرہ میں روپے ملے اگر بائع کہتا ہے یہ میرے ہیں تو اُسے دیدے ورنہ لقطہ ہے۔(20)

مسئلہ ۴۸: مسجد میں سویا تھا اس کے ہاتھ میں کوئی شخص روپے کی تھیلی رکھ کر چلا گیا تو یہ روپے اس کے ہیں اپنے خرچ میں لاسکتا ہے۔(21)

مسئلہ ۴۹: جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہے اُس نے اعلان کیا کہ جو اُس کا پتا بتائے گا اُس کو اتنا دوں گا تو اجارہ باطل ہے۔(22) اور بطور انعام دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۰: لوگوں کے دَین یا حقوق اس کے ذمہ ہیں مگر نہ اُن کا پتا ہے نہ اُن کے ورثہ کا تو اُتنا ہی اپنے مال میں

---

(17) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۵۔

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب اللقطۃ، مطلب: فیمن مات فی سفرہ...إلخ، ج۶، ص۴۳۵۔

(19) الدرالمختار، کتاب اللقطۃ، ج۶، ص۴۳۶، وغیرہ۔

(20) ردالمحتار، کتاب اللقطۃ، مطلب: فیمن وجد دراہم...إلخ، ج۶، ص۴۳۷۔

(21) المرجع السابق۔

(22) البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۹۔

ومنحۃ الخالق علی البحرالرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۵۹۔

سے فقرا پر تصدق کرے آخرت کے مؤاخذہ (پوچھ گچھ) سے بری ہو جائے گا اور اگر قصداً غصب کیا ہے تو توبہ بھی کرے اور اگر کسی کا مطالبہ اس کے ذمہ ہے اور اس کے پاس مال نہیں کہ ادا کرے اور مالک کا پتا بھی نہیں کہ معاف کرائے تو توبہ و استغفار کرے اور مالک کے لیے دعا کرے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ بری کر دے۔(23)

مسئلہ ۵۱: چور نے اگر کسی کو کوئی چیز دیدی اگر مالک معلوم ہے تو مالک کو دیدے ورنہ تصدق کر دے خود اُس چور کو واپس نہ دے۔(24)

فائدہ: جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ إِنَّ اللهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ.

ضَالَّتِيْ کی جگہ پر اُس چیز کا نام ذکر کرے وہ چیز مل جائے گی۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اسکو میں نے آزمایا ہے گمی ہوئی چیز جلد مل جاتی ہے۔(25)

دوسری ترکیب یہ ہے کہ بلند جگہ قبلہ کو موتھ کر کے کھڑا ہو اور فاتحہ پڑھ کر اُسکا ثواب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نذر کرے پھر سیدی احمد بن علوان کو ہدیہ کر کے یہ کہے۔

يَا سَيِّدِيْ أَحْمَدُ يَا ابْنَ عَلْوَانَ رُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ وَإِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيْوَانِ الْأَوْلِيَاءِ.

ان کی برکت سے چیز مل جائیگی۔(26)

---

(23) الدر المختار ورد المحتار، کتاب اللقطۃ، مطلب: فیمن علیہ دیون... إلخ، ج۶، ص۴۳۴.

(24) البحر الرائق، کتاب اللقطۃ، ج۵، ص۲۶۶.

(25) رد المحتار، کتاب اللقطۃ، مطلب: سرق مکعبہ ووجد مثلہ او دونہ، ج۶، ص۴۳۸.

(26) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

علامہ زیادی، پھر علامہ اجہوری صاحب تصانیف کثیرہ مشہورہ پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحب رد المحتار حاشیہ در مختار گم شدہ چیز ملنے کے لیے فرماتے ہیں کہ: بلندی پر جا کر حضرت سیّدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ، کے لیے فاتحہ پڑھے پھر انہیں نداء کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان ۲۔ (۲۔ حواشی الشامی علی رد المحتار کتاب اللقطہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۲۴)

شامی مشہور و معروف کتاب ہے، فقیر نے اس کے حاشیہ کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامش تکملہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ اولیاء و علماء ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعتِ قلیلہ میں جمع کیے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہیے کہ عثمان بن حنیف وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ وشاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و شرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہیے کہ اللہ تمہیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں ←

....

❁❁❁❁❁

کھول کر دیکھوتو کسے کہا اور کیا کچھ کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" اور جان لیجئے کہ مذہب کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذ اللہ مشرک وکافر ٹھہریں۔ وہ مذہب خدا اور رسول کو کس قدر دشمن ہوگا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۹، ص ۵۶۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفقود کا بیان

احادیث

حدیث: دارقطنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مفقود کی عورت جب تک بیان نہ آجائے (یعنی اُس کی موت یا طلاق نہ معلوم ہو) اُسی کی عورت ہے۔(1) عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مفقود کی عورت کے متعلق فرمایا: کہ وہ ایک عورت ہے جو مصیبت میں مبتلا کی گئی، اُس کو صبر کرنا چاہیے، جب تک موت یا طلاق کی خبر نہ آئے۔(2) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے، کہ اُس کو ہمیشہ انتظار کرنا چاہیے (3) اور ابوقلابہ و جابر بن یزید و شعبی و ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔(4)

❀❀❀❀❀

---

(1) سنن الدارقطني، كتاب النكاح، الحديث: ۳۸۰۴، ج۳، ص۳۷۱.

(2) المصنف، لعبد الرزاق، باب التي لا تعلم مهلك زوجها، الحديث: ۱۲۳۷۸، ج۷، ص۶۷.

(3) المرجع السابق، الحديث: ۱۲۳۸۱.

(4) فتح القدير، كتاب المفقود، ج۵، ص۳۷۲.

مسائل فقہیّہ

مفقود اُسے کہتے ہیں جس کا کوئی پتا نہ ہو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا۔(1)

مسئلہ ۱: مفقود خود اپنے حق میں زندہ قرار پائیگا، لہٰذا اُس کا مال تقسیم نہ کیا جائے اور اُسکی عورت نکاح نہیں کر سکتی اور اُس کا اجارہ فسخ نہ ہوگا اور قاضی کسی شخص کو وکیل مقرر کر دیگا کہ اُس کے اموال کی حفاظت کرے اور اُسکی جائداد کی آمدنی وصول کرے اور جن دیون کا قرضداروں نے خود اقرار کیا ہے اُنھیں وصول کرے اور اگر وہ شخص اپنی موجودگی میں کسی شخص کو ان امور (ان کاموں) کے لیے وکیل مقرر کر گیا ہے تو یہی وکیل سب کچھ کریگا قاضی کو بلا ضرورت دوسرا وکیل مقرر کرنے کی حاجت نہیں۔(2)

مسئلہ ۲: قاضی نے جسے وکیل کیا ہے اُسکا صرف اتنا ہی کام ہے کہ قبض کرے اور حفاظت میں رکھے مقدمات کی پیروی نہیں کر سکتا یعنی اگر مفقود پر کسی نے دَین (قرض) یا ودیعت (امانت) کا دعویٰ کیا یا اُسکی کسی چیز میں شرکت کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ وکیل جوابدہی نہیں کر سکتا اور نہ خود کسی پر دعویٰ کر سکتا ہے ہاں اگر ایسا دَین ہو جو اسکے عقد سے لازم ہوا ہو تو اس کا دعویٰ کر سکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۳: مفقود کا مال جسکے پاس امانت ہے یا جس پر دَین ہے یہ دونوں خود بغیر حکم قاضی ادا نہیں کر سکتے اگر امین نے خود دیدیا تو تاوان دینا پڑیگا اور مدیون نے دیا تو دَین سے بری نہ ہوا بلکہ پھر دینا پڑیگا۔(4)

مسئلہ ۴: مفقود پر جن لوگوں کا نفقہ واجب ہے یعنی اُسکی زوجہ اور اصول و فروع اُن کو نفقہ اُسکے مال سے دیا جائیگا یعنی روپیہ اور اشرفی یا سونا چاندی جو کچھ گھر میں ہے یا کسی کے پاس امانت یا دَین ہے اِن سے نفقہ دیا جائے اور نفقہ کے لیے جائداد منقولہ یا غیر منقولہ بیچی نہ جائے ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی

---

(1) الدرالمختار، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۴۸.

(2) الدرالمختار، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۴۸.

(3) الدرالمختار، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۵۰.

والھدایۃ، کتاب المفقود، ج۱، ص۴۲۳.

(4) البحرالرائق، کتاب المفقود، ج۵، ص۲۷۴۔۲۷۶.

اُسے بیچ کر ثمن محفوظ رکھے گا اور اب اس میں سے نفقہ بھی دیا جا سکتا ہے۔(5)

مسئلہ ۵: مفقود اور اُسکی زوجہ میں تفریق اُس وقت کی جائیگی کہ جب ظنِ غالب یہ ہو جائے کہ وہ مرگیا ہوگا اور اُسکی مقدار یہ ہے کہ اُسکی عمر سے ستر ۷۰ برس گزر جائیں اب قاضی اُسکی موت کا حکم دیگا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کرسکتی ہے اور جو کچھ املاک ہیں اُن لوگوں پر تقسیم ہونگے جو اس وقت موجود ہیں۔(6)

مسئلہ ۶: دوسروں کے حق میں مفقود مردہ ہے یعنی اس زمانہ میں کسی کا وارث نہیں ہوگا مثلاً ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اور ایک لڑکا اور اسکے بھی بیٹے اور بیٹیاں ہیں لڑکا مفقود ہو گیا اسکے بعد وہ شخص مرا تو آدھا مال لڑکیوں کو دیا جائے اور آدھا محفوظ رکھا جائے اگر مفقود آجائے تو یہ نصف اُسکا ہے ورنہ حکمِ موت کے بعد اس نصف کی ایک تہائی مفقود کی بہنوں کو دیں اور دو تہائیاں مفقود کی اولاد پر تقسیم کریں۔(7)

یعنی دوسروں کے اموال لینے کے لیے مفقود مردہ تصور کیا جائے مورث کی موت کے وقت جو لوگ زندہ تھے وہی وارث ہونگے مفقود کو وارث قرار دیکر اسکے ورثہ کو وہ اموال نہیں ملیں گے۔(8) یہ اُسوقت ہے کہ جب سے گم ہوا ہے اُسکا اب تک کوئی پتہ نہ چلا ہو اور اگر درمیان میں کبھی اُسکی زندگی کا علم ہوا ہے تو اس وقت سے پہلے جو لوگ مرے ہیں اُن کا وارث ہے بعد میں جو مریں گے اُن کا وارث نہیں ہوگا۔(9)

مسئلہ ۷: مفقود کے لیے کوئی شخص وصیت کر کے مرگیا تو مالِ وصیت محفوظ رکھا جائے اگر آگیا تو اسے دیدیں ورنہ موصی کے ورثہ کو دینگے اسکے وارث کو نہیں ملے گا۔(10)

مسئلہ ۸: مفقود اگر کسی وارث کا حاجب(11) ہو تو اُس محجوب(12) کو کچھ نہ دینگے بلکہ محفوظ رکھیں گے

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب المفقود، ج۲، ص۳۰۰.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب المفقود، مطلب: قضاء القاضی ثلاثۃ اقسام، ج۶، ص۴۵۱.

(6) فتح القدیر، کتاب المفقود، ج۵، ص۳۷۴.

(7) المرجع السابق.

(8) الدرالمختار، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۵۶.

(9) البحرالرائق، کتاب المفقود، ج۵، ص۲۷۸

(10) الدرالمختار، کتاب المفقود، ج۶، ص۴۵۳.

(11) یعنی اس کی وجہ سے کسی وارث کو میراث سے حصہ نہ مل رہا ہو یا مقررہ حصے سے کم مل رہا ہو۔

(12) وہ وارث جو کسی دوسرے وارث کی وجہ سے میراث سے محروم ہو جائے یا اسے مقررہ حصے سے کم ملے۔

مثلاً مفقود کا باپ مرا تو مفقود کے بیٹے مجوب ہیں اور اگر مفقود کی وجہ سے کسی کے حصہ میں کمی ہوتی ہے تو مفقود کو زندہ فرض کرکے سہام (حصے) نکالیں پھر مردہ فرض کرکے نکالیں دونوں میں جو کم ہو وہ موجود کو دیا جائے اور باقی محفوظ رکھا جائے۔(13)

❁❁❁❁❁

(13) الدرالمختار، کتاب المفقود، ج٦، ص٤٥٦۔

شرکت کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک غزوہ میں لوگوں کے توشہ (زادِراہ) میں کمی پڑگئی، لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اُونٹ ذبح کرنے کی اجازت طلب کی (کہ اسی کو ذبح کرکے کھالینگے) حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اجازت دیدی۔ پھر لوگوں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ملاقات ہوئی، انھوں نے خبر دی (کہ اونٹ ذبح کرنے کی ہم نے اجازت حاصل کرلی ہے) حضرت عمر نے فرمایا، اونٹ ذبح کرڈالنے کے بعد تمھاری بقا کی کیا صورت ہوگی یعنی جب سواری نہ رہے گی اور پیدل چلو گے، تھک جاؤ گے اور کمزور ہوجاؤ گے پھر دشمنوں سے جہاد کیونکر کرسکو گے اور یہ ہلاکت کا سبب ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اونٹ ذبح ہوجانے کے بعد لوگوں کی بقا کی کیا صورت ہوگی؟ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ اعلان کردو کہ جو کچھ توشہ لوگوں کے پاس بچا ہے، وہ حاضر لائیں۔ ایک دسترخوان بچھا دیا گیا، لوگوں کے پاس جو کچھ توشہ بچا ہوا تھا لاکر اُس دسترخوان پر جمع کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور دعا کی پھر لوگوں سے فرمایا: اپنے اپنے برتن لاؤ۔ سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے پھر حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اللہ (عزوجل) کا رسول ہوں۔ (1)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ في الطعام والنھد... إلخ، الحدیث: ۲۴۸۴، ج۲، ص۱۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ تبوک ایک مشہور بستی ہے حجاز اور شام کے درمیان خیبر سے پانچ سو میل جانب عمان ہے اور خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو چالیس میل ہے تبوک کو بعض نحویوں نے منصرف مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے کہ وزن فعل ہے اور علم، بعض نے کہا کہ تانیث ہے اور علم مگر قوی یہ ہے کہ مونث نہیں کہ ایک جگہ کا نام ہے جگہ مذکر ہے۔ یہ غزوہ ۹ ہجری ماہ رجب میں ہوا یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے اونٹ کی سواری سے مدینہ منورہ سے ایک ماہ کا راستہ ہے، اب تو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے عمان ڈھائی گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی غزوہ کا ذکر سورۂ توبہ شریف میں ہے یہ غزوہ سخت گرمی میں واقع ہوا تھا لوگوں پر بہت سختی تھی۔ ←

حدیث ۲: صحیح بخاری شریف میں ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ قبیلہ اشعری کے لوگوں کا جب غزوہ میں توشہ کم ہو جاتا ہے یا مدینہ ہی میں اُنکے آل وعیال کے کھانے میں کمی ہو جاتی ہے تو جو کچھ اُن کے پاس ہوتا ہے سب کو ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں پھر برابر برابر بانٹ لیتے ہیں (اس اچھی خصلت کی وجہ سے) وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ (2)

حدیث ۳: عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالی عنہ کو اُنکی والدہ زینب بنت حُمید رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لائیں اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اسکو بیعت فرمالیجئے۔ فرمایا: یہ

۲؎ اولًا لوگوں نے حضور انور سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اجازت دے دی گئی لوگ اونٹ ذبح کرکے کھانے لگے کئی اونٹ ذبح ہوگئے تب جناب فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس طرح ہماری ساری سواریاں ختم ہوجائیں گی پھر جہاد اور سفر کیسے ہوگا۔ حضور ذبح روک دیں اور یہ کرم فرمادیں آپ کی زبان پاک میں سب کچھ ہے۔ شعر

تمہاری ایک نگاہِ کرم میں سب کچھ ہے　　　پڑے ہوئے تو سرِ رہگزار ہم بھی ہیں

۳؎ غور کرو کہ شاہی فوج کا راشن یہ تھا اس بے سروسامانی میں کیسے کام انجام دیئے دنیا اس سے دست بدماں ہے آج کل فوجوں کے راشن اور ان کے آرام وعیش بھی دیکھو۔

۴؎ یہ سب کچھ جمع کرا تا بھی نہ تھا کہ ایک دن کا کھانا بھی ہوجائے۔

۵؎ یعنی ان موجودہ چیزوں میں سے جو بھی چاہو جتنی چاہو لے لو اپنے برتن ہر چیز سے بھر لو اس طرح کہ جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے۔

۷؎ اس گواہی سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالٰی کی توحید کے بھی گواہ ہیں اور اپنی نبوت کے بھی گواہ جیسے رب تعالٰی خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے فرماتا ہے: "شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" اور حضور انور کی یہ گواہی ہم سے گواہی دلوانے ہم کو گواہ بنانے کے لیے ہے۔ دوسرے یہ کہ معجزات اور آیات دیکھ کر بندہ کا یقین اور زیادہ ہوجانا چاہیے اور زیادتی یقین پر گواہی دینا سنت ہے گویا اب دیکھ کر نبوت ووحدانیت کی گواہی دے رہا ہے پہلے سن کر گواہی دی تھی اب دیکھ کر گواہی دی۔

۸؎ یعنی یہ ناممکن ہے کہ بندہ کا توحید ورسالت پر خاتمہ ہو اور پھر وہ جنت میں کبھی نہ جائے وہ جنت میں ضرور جائے گا خواہ اولًا ہی وہاں پہنچے یا کچھ سزا پاکر پاک وصاف ہوکر مگر شرط یہ ہے کہ اس گواہی میں تردد نہ کرے دل کے یقین سے گواہی دے لہذا اس بشارت سے منافقین خارج ہیں۔ خیال رہے کہ ان جیسی احادیث میں کلمہ سے مراد سارے ایمانی عقائد ہوتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے الحمد سے مراد ہے پوری سورۂ فاتحہ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مرزائی چکڑالوی سب ہی کلمہ پڑھتے ہیں کیا سب جنتی ہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے سارے دوزخی ہوں گے سوا ایک کے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۸، ص۱۶۹)

(2) المرجع السابق، الحدیث: ۲۴۸۶.

چھوٹا بچہ ہے۔ پھر ان کے سر پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ انکے پوتے زہرہ بن معبد کہتے ہیں، کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام مجھے بازار لیجاتے اور وہاں غلہ خریدتے تو ابن عمر و ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن سے ملتے اور کہتے ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمھارے لیے دعائے برکت کی ہے، وہ انھیں بھی شریک کرلیتے اور بسا اوقات ایک مسلّم اونٹ (پورا اونٹ) نفع میں مل جاتا اور اُسے گھر بھیج دیا کرتے۔(3)

(3) صحیح البخاري، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ في الطعام وغیرہ، الحدیث: ۲۵۰۱، ج ۲، ص ۱۴۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ حضرت زہرہ تابعین میں سے ہیں، تمام محدثین فرماتے ہیں کہ آپ اولیاء کاملین سے تھے۔ امام دارمی فرماتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے ابدال تھے، اپنے دادا عبداللہ ابن ہشام سے جو صحابی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص اور عبداللہ ابن زبیر سے ملاقات رکھتے ہیں ان حضرات سے روایات لیتے ہیں۔(اشعہ)

۲؎ تاکہ انہیں خرید و فروخت آجائے۔ معلوم ہوا کہ اولاد کو جیسے عبادات سکھائی جائیں ویسے ہی انہیں معاملات کی تعلیم دی جائے، تجربہ کرایا جائے کہ معاملات بھی عبادات کی طرح ضروری ہیں ان کے احکام سخت ہیں۔

۳؎ کہ اپنے مال میں ہمارا مال ملالو، اس سے غلہ خریدو، پھر فروخت کرو۔ نفع ہمارا تمہارا ہم اگر چہ تجارت جانتے ہیں مگر جو خصوصیت تم کو میسر ہے ہم کو نہیں وہ خصوصیت یہ ہے۔

۴؎ تمہیں ضرور ہر کام میں برکت و نفع ہوگا ہم بھی تمہارے ساتھ نفع میں شریک ہوجائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے دعا کی تھی کہ "وَاَشْرِکْهُ فِیْ اَمْرِیْ" خدایا انہیں بھی میرا شریک کار بنادے کہ ہم دونوں نبی ہوں، دونوں دینی خدمات کریں، اجر و ثواب میں شریک رہیں۔

۵؎ اونٹ سے مراد اونٹ کا بوجھ یعنی گندم کی بوریاں ہیں یعنی بسا اوقات ایک اونٹ گندم کا بیوپار کرتے تو پورا اونٹ نفع میں بچ رہتا جیسے ایک صحابی کو حضور انور نے اشرفی دی کہ قربانی کے لیے بکری خرید لاؤ انہوں نے ایک اشرفی کی بکری خریدی اور دو اشرفیوں کے عوض فروخت کردی پھر ایک اشرفی کی دوسری بکری خریدی، پھر بکری اور ایک اشرفی لاکر حضور انور کی بارگاہ میں پیش کی۔ حضور انور نے انہیں دعا دی اور اشرفی خیرات کردینے کا حکم دیا، یہ ہے پورا مال نفع میں بچ رہنا۔

۶؎ عبداللہ ابن ہشام کی والدہ کا نام زینب بنت حمید تھا، عبداللہ گود میں تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جب پیش ہوئے تو پیار میں حضور نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دے دی، پھر کیا تھا وارے نیارے ہوگئے۔ معلوم ہوا کہ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا دعا کرنا سنت ہے، بہار شریف میں ایک بزرگ گزرے ہیں حضرت مخدوم الملک، ایک بار انہیں ان کی چھوٹی بہن نے سلام کیا تو آپ نے جواب سلام دے کر فرمایا ٹھنڈی رہو، اللہ نے یہ دعا ایسی قبول فرمائی کہ ان کی قبر بھی ٹھنڈی کردی۔ ہم نے دوپہر کے وقت ان کی ←

حدیث ۴: صحیح بخاری شریف میں ہے، کہ اگر ایک شخص دام ٹھہرا رہا ہے دوسرے نے اُسے اشارہ کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے متعلق یہ حکم دیا کہ یہ اُسکا شریک ہوگیا (4) یعنی شرکت کے لیے اشارہ کافی ہے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حدیث ۵: ابوداود و ابن ماجہ و حاکم نے سائب بن ابی السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، اُنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی، زمانہ جاہلیت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے شریک تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بہتر شریک تھے کہ نہ مجھ سے مدافعت (روک ٹوک) کرتے اور نہ جھگڑا کرتے۔ (5)

حدیث ۶: ابو داود و حاکم و رزین نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ دو شریکوں کا میں ثالث رہتا ہوں، جب تک اُن میں کوئی اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت نہ کرے اور جب خیانت کرتا ہے تو ان سے جدا ہو جاتا ہوں۔ (6)

حدیث ۷: امام بخاری و امام احمد نے روایت کی، کہ زید بن ارقم و براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں شریک تھے اور انھوں نے چاندی خریدی تھی، کچھ نقد کچھ اُدھار۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا: کہ جو نقد خریدی ہے، وہ جائز ہے اور جو اُدھار خریدی، اُسے واپس کر دو۔ (7)

❀❀❀❀❀

قبر پر ہاتھ رکھا دھوپ قبر پر ہے، سخت دھوپ تھی تمام قبریں گرم تھیں مگر یہ قبر ٹھنڈی تھی حالانکہ چونا گچھ کی قبر تھی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۳۰)

(4) صحیح البخاري، کتاب الشرکۃ، باب الشرکۃ في الطعام وغیرہ، ج ۲، ص ۱۴۵۔

(5) سنن ابن ماجۃ، کتاب التجارات، باب الشرکۃ... إلخ، الحدیث: ۲۲۸۷، ج ۳، ص ۷۹۔

(6) سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب الشرکۃ، الحدیث: ۳۳۸۳، ج ۳، ص ۳۵۰۔

(7) صحیح البخاري، کتاب الشرکۃ، باب الاشتراک في الذہب... إلخ، الحدیث: ۲۴۹۷، ج ۲، ص ۱۴۴۔

شرکت کے اقسام اور اُن کی تعریفیں

مسئلہ ۱: شرکت دو قسم ہے: شرکت ملک۔ شرکت عقد۔
شرکت ملک کی تعریف یہ ہے، کہ چند شخص ایک شے کے مالک ہوں اور باہم عقد شرکت نہ ہوا ہو۔(1)

---

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

شرکت ملک:

اس میں ہر شریک دوسرے کے حصے سے محض اجنبی ہوتا ہے۔

عالمگیری میں ہے:

شركة ملك ان يتملك رجلان شيئا من غير عقد الشركة بينهما نحو ان يرثا مالا او يوهب لهما او يملكا بالشراء او الصدقة لايجوز لاحدهما ان يتصرف فى نصيب الآخر الا بامره وكل واحد منهما كالاجنبي فى نصيب صاحبه ويجوز بيع احدهما نصيبه بغير اذنه اھ ملتقطا۔

شرکت ملک یہ ہے کہ دو شخص کسی ایک چیز کے عقد شرکت کے بغیر مالک ہوجائیں مثلاً دونوں ایک چیز کے وارث ہیں یا ایک چیز دونوں کو ہبہ ہوئی یا خریداری یا صدقہ کے ذریعہ ایک چیز کے مالک بنے، تو اس میں دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے حصہ میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرسکتا اور اپنے حصہ میں دونوں ایک دوسرے سے اجنبی ہیں لہذا ہر ایک اپنے حصہ میں دوسرے کی اجازت کے بغیر تصرف کرسکتا ہے اھ ملتقطا (ت) (ا۔ فتاوی ہندیہ کتاب الشرکۃ الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲ /۳۰۱)

تنویر الابصار میں ہے:

شركة ملك وهى ان يملك متعدد عينا او دينا بارث او بيع او غيرهما وكل اجنبي فى مال صاحبه الخ ا۔

شرکت ملک یہ ہے کہ متعدد اشخاص عین یا دین میں وراثت یا بیع یا کسی اور طرح مشترکہ مالک ہوجائیں اور ہر ایک دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہوگا الخ۔ (ت) (ا۔ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الشرکۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱ /۳۷۰)

تو ظاہر ہے کہ اگر ان میں ایک کسی غاصب پر دعوٰی کرکے اپنے مقدار حصہ میں اپنا اثبات ملک واستقرار حق کرائے تو اس ثبوت واستقرار میں دوسرے شریک کا ہرگز کوئی استحقاق نہیں آسکتا کہ جو سہام ایک کو پہنچتے ہیں دوسرے کا اس میں کیا حق ہے اس کے لئے اس کے سہام جدا ہیں پس ایک کے تقرر حق میں مزاحم ہونا گویا بعینہ یہ کہنا ہے کہ تو اپنے سہام میں مجھے شریک کرلے اور اپنے خاص حق سے مجھے کچھ دے دے اس کے کوئی معنی نہیں، نہ ایسا دعوٰی قابل سماعت، ہاں اگر ایک شریک بے تقسیم شرعی ملک مشاع سے کسی معین ٹکڑے پر قبضہ کرلے تو بیشک دوسرے کا اس پر دعوٰی پہنچتا ہے کہ جب شیوع ہے ہر ہر ذرہ میں دونوں کا استحقاق ہے

شرکت عقد یہ ہے، کہ باہم شرکت کا عقد کیا ہو مثلاً ایک نے کہا میں تیرا شریک ہوں، دوسرے نے کہا مجھے منظور ہے۔

شرکت ملک دو قسم ہے کہ 1- جبری۔2- اختیاری۔

جبری یہ کہ دونوں کے مال میں بلا قصد و اختیار (یعنی خود بخود) ایسا خلط ہو جائے (آپس میں اس طرح مل جائے) کہ ہر ایک کی چیز دوسرے سے متمیز (ممتاز) نہ ہو سکے یا ہو سکے مگر نہایت دقت و دشواری سے مثلاً وراثت میں دونوں کو ترکہ ملا کہ ہر ایک کا حصہ دوسرے سے ممتاز نہیں یا دونوں کی چیز ایک قسم کی تھی اور مل گئی کہ امتیاز نہ رہا یا ایک کے گیہوں تھے دوسرے کے جَو اور مل گئے تو اگرچہ یہاں علیحدگی ممکن ہے مگر دشواری ضرور ہے۔

اختیاری یہ کہ ان کے فعل و اختیار سے شرکت ہوئی ہو مثلاً دونوں نے شرکت کے طور پر کسی چیز کو خریدا یا ان کو ہبہ اور صدقہ میں ملی اور قبول کیا یا کسی نے دونوں کو وصیت کی اور انھوں نے قبول کی یا ایک نے قصداً اپنی چیز دوسرے کی چیز میں ملا دی کہ امتیاز جاتا رہا۔(2)

❁❁❁❁❁

فلا یقبض شیئا معینا الا وقد قبض ملک صاحبه مخلوطا مع ملک نفسه کما نص علیه فی الکتب جمیعا.
توکسی معین چیز کا قبضہ دوسرے کے حصہ پر مخلوط قبضہ کے بغیر اپنے حصہ پر نہ ہو سکے گا جیسا کہ تمام کتب میں اس پر تصریح ہے۔(ت)
(فتاوی رضویہ، جلد ۱۸، ص ۱۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاوی الھندیة، کتاب الشرکة، الباب الاوّل فی بیان انواع الشرکة... إلخ، الفصل الاوّل، ج ۲، ص ۳۰۱.
والدرالمختار، کتاب الشرکة، ج ۶، ص ۴۶۰۔۴۶۸، وغیرھما.

شرکت ملک کے احکام

مسئلہ ۲: شرکتِ ملک میں ہر ایک اپنے حصہ میں تصرُّف (عمل دخل) کرسکتا ہے اور دوسرے کے حصہ میں بمنزلہ اجنبی (غیر کی طرح) ہے، لہٰذا اپنا حصہ بیع کرسکتا ہے اس میں شریک سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اُسے اختیار ہے شریک کے ہاتھ بیع کرے یا دوسرے کے ہاتھ مگر شرکت اگر اس طرح ہوئی کہ اصل میں شرکت نہ تھی مگر دونوں نے اپنی چیزیں ملادیں یا دونوں کی چیزیں مل گئیں اور غیر شریک کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے تو شریک سے اجازت لینی پڑے گی یا اصل میں شرکت ہے مگر بیع کرنے میں شریک کو ضرر (نقصان) ہوتا ہے تو بغیر اجازتِ شریک غیر شریک کے ہاتھ بیع نہیں کرسکتا مثلاً مکان یا درخت یا زراعت مشترک ہے تو بغیر اجازت بیع نہیں کرسکتا کہ مشتری تقسیم کرانا چاہے گا اور تقسیم میں شریک کا نقصان ہے ہاں اگر زراعت طیار ہے یا درخت کاٹنے کے لائق ہوگیا اور پھلدار درخت نہیں ہے تو اب اجازت کی ضرورت نہیں کہ اب کٹوانے میں کسی کا نقصان نہیں۔(1)

مسئلہ ۳: مشترک چیز اگر قابل قسمت (تقسیم کے قابل) نہ ہو جیسے حمام، چکی، غلام، چوپایہ اسکی بیع بغیر اجازت بھی جائز ہے۔(2)

❀❀❀❀❀

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۶۸، وغیرہ۔

(2) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۶۶۔

شرکت عقد کے شرائط

مسئلہ ۴: شرکت عقد میں ایجاب وقبول ضرور ہے خواہ لفظوں میں ہوں یا قرینہ سے ایسا سمجھا جاتا ہو مثلاً ایک نے ہزار روپے دیے اور کہا تم بھی اتنا نکالو اور کوئی چیز خرید و نفع جو کچھ ہوگا دونوں کا ہوگا، دوسرے نے روپے لے لیے تو اگرچہ قبول لفظاً نہیں مگر روپیہ لے لینا قبول کے قائم مقام ہے۔(1)

مسئلہ ۵: شرکت عقد میں یہ شرط ہے کہ جس پر شرکت ہوئی قابل وکالت ہو، لہٰذا مباح اشیاء(2) میں شرکت نہیں ہوسکتی مثلاً دونوں نے شرکت کے ساتھ جنگل کی لکڑیاں کاٹیں کہ جتنی جمع ہونگی دونوں میں مشترک ہونگی یہ شرکت صحیح نہیں ہر ایک اُسی کا مالک ہوگا جو اُس نے کاٹی ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ایسی شرط نہ کی ہو جس سے شرکت ہی جاتی رہے مثلاً یہ کہ نفع دس روپیہ میں لوں گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کُل دس ہی روپے نفع کے ہوں تو اب شرکت کس چیز میں ہوگی۔(3)

مسئلہ ٦: نفع میں کم وبیش کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے مثلاً ایک کی ایک تہائی اور دوسرے کی دو تہائیاں اور نقصان جو کچھ ہوگا وہ راس المال کے حساب سے ہوگا اسکے خلاف شرط کرنا باطل ہے مثلاً دونوں کے روپے برابر برابر ہیں اور شرط یہ کی کہ جو کچھ نقصان ہوگا اُسکی تہائی فلاں کے ذمہ اور دو تہائیاں فلاں کے ذمہ یہ شرط باطل ہے اور اس صورت میں دونوں کے ذمہ نقصان برابر ہوگا۔(4)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٨.

(2) یعنی ایسی چیزیں جن کے لینے دینے میں کوئی ممانعت نہیں ہوتی، مثلاً گری پڑی گٹھلیاں، جنگل کی لکڑیاں وغیرہ۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الثالث، ج٢، ص٣٠١۔٣٠٢

(4) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج٦، ص٤٦٩، وغیرہ

شرکتِ عقد کے اقسام اور شرکتِ مفاوضہ کی تعریف وشرائط

مسئلہ ۷: شرکت عقد کی چند قسمیں ہیں: 1 شرکت بالمال۔ 2 شرکت بالعمل۔ 3 شرکت وجوہ۔
پھر ہر ایک دو قسم ہے۔ 1 مفاوضہ۔ 2 عنان۔
یہ کل چھ قسمیں ہیں شرکت مفاوضہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کا وکیل وکفیل ہو یعنی ہر ایک کا مطالبہ دوسرا وصول کرسکتا ہے اور ہر ایک پر جو مطالبہ ہوگا دوسرا اُسکی طرف سے ضامن ہے اور شرکتِ مفاوضہ میں یہ ضرور ہے کہ دونوں کے مال برابر ہوں اور نفع میں دونوں برابر کے شریک ہوں اور تصرف و دَین (قرض) میں بھی مساوات ہو، لہٰذا آزاد و غلام میں اور نابالغ و بالغ میں اور مسلمان و کافر میں اور عاقل و مجنون میں اور دو نابالغوں میں اور دو غلاموں میں شرکت مفاوضہ نہیں ہوسکتی۔ (1)

مسئلہ ۸: شرکت مفاوضہ کی صورت یہ ہے کہ دو شخص باہم یہ کہیں کہ ہم نے شرکت مفاوضہ کی اور ہم کو اختیار ہے کہ یکجائی خرید و فروخت کریں یا علیحدہ علیحدہ، نقد بیچیں خریدیں یا اُدھار اور ہر ایک اپنی رائے سے عمل کریگا اور جو کچھ نفع نقصان ہوگا اُس میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ (2)

مسئلہ ۹: جس قسم کے مال میں شرکت مفاوضہ جائز ہے اُس قسم کا مال علاوہ اس راس المال کے جس میں شرکت ہوئی ان دونوں میں سے کسی کے پاس کچھ اور نہ ہو اگر اسکے علاوہ کچھ اور مال ہو تو شرکت مفاوضہ جاتی رہیگی اور اب یہ شرکت عنان ہوگی، (3) جس کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: شرکت مفاوضہ میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بوقتِ عقدِ شرکت (شرکت کا عقد کرتے ہوئے) لفظ مفاوضہ بولا جائے مثلاً دونوں نے یہ کہا کہ ہم نے باہم شرکت مفاوضہ کی اگرچہ بعد میں ان میں کا ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں لفظ مفاوضہ کے معنے نہیں جانتا تھا کہ اس صورت میں بھی شرکت مفاوضہ ہو جائیگی اور اُسکے احکام ثابت ہو جائینگے اور

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الاول فی بیان انواع الشرکۃ... إلخ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۳۰۱۔ ۳۰۸
والدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج ۶، ص ۴۶۹۔ ۴۸۰، وغیرھما.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۳۰۸.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۳۰۸.

معنی کا نہ جاننا عذر نہ ہوگا۔ اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ اگر لفظ مفاوضہ نہ بولیں تو تمام وہ باتیں جو مفاوضہ میں ضروری ہیں ذکر کردیں مثلاً دو ایسے شخص جو شرکت مفاوضہ کے اہل ہوں یہ کہیں کہ جس قدر نقد کے ہم مالک ہیں اُس میں ہم دونوں باہم اِس طرح پر شرکت کرتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو پورا پورا اختیار دیتا ہے کہ جس طرح چاہے خرید و فروخت میں تصرف کرے اور ہم میں ہر ایک دوسرے کا تمام مطالبات میں ضامن ہے۔(4)

مسئلہ ۱۱: ہندوستان میں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے مرجانے کے بعد اُسکے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوتے ہیں اور یکجائی شرکت میں کام کرتے رہتے ہیں لینا دینا تجارت زراعت کھانا پینا ایک ساتھ مدتوں رہتا ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود مختار ہوتا ہے وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اُسکے دوسرے بھائی اُسکی ماتحتی میں اُس بڑے کے رائے و مشورہ سے کام کرتے ہیں مگر یہاں نہ لفظ مفاوضہ کی تصریح ہوتی ہے اور نہ اُس کی ضروریات کا بیان ہوتا ہے اور مال بھی عموماً مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور علاوہ روپے اشرفی کے متاع اور اثاثہ اور دوسری چیزیں بھی ترکہ میں ہوتی ہیں۔ جن میں یہ سب شریک ہیں، لہٰذا یہ شرکت شرکتِ مفاوضہ نہیں بلکہ یہ شرکت ملک ہے اور اس صورت میں جو کچھ تجارت و زراعت اور کاروبار کے ذریعہ سے اضافہ کریں گے اُس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں اگرچہ کسی نے زیادہ کام کیا ہے اور کسی نے کم اور کوئی دانائی و ہوشیاری سے کام کرتا ہے اور کوئی ایسا نہیں اور اگر ان شرکا میں سے بعض نے کوئی چیز خاص اپنے لیے خریدی اور اُس کی قیمت مال مشترک سے ادا کی تو یہ چیز اُسی کی ہوگی مگر چونکہ قیمت مال مشترک سے دی ہے، لہٰذا بقیہ شرکا کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا۔(5)

مسئلہ ۱۲: شرکتِ مفاوضہ میں اگر دونوں کے مال ایک جنس اور ایک نوع (قسم) کے ہوں تو عدد میں برابری ضرور ہے۔ مثلاً دونوں کے روپے ہیں یا دونوں کی اشرفیاں ہیں اور اگر دو جنس یا دو نوع کے ہوں تو قیمت میں برابری ہو مثلاً ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اشرفیاں یا ایک کے روپے ہیں دوسرے کی اٹھنیاں چونیاں۔(6)

مسئلہ ۱۳: عقد مفاوضہ کے وقت دونوں مال برابر تھے مگر ابھی اس مال سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی کہ ایک کا مال قیمت میں زیادہ ہوگیا مثلاً اشرفی عقد کے وقت پندرہ ۱۵ روپے کی تھی اور اب سولہ ۱۶ کی ہوگئی تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی اور اب یہ شرکت عنان ہے۔ یوہیں اگر ان میں کسی ایک کا کسی پر قرض تھا اور بعد شرکت مفاوضہ وہ قرض وصول ہو گیا تو شرکت مفاوضہ جاتی رہی۔(7)

---

(4) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۷۱۔

(5) ردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فیما یقع کثیراً فی الفلاحین...الخ، ج۶، ص۴۷۲۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۳۰۸۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۳۰۸۔

شرکت مفاوضہ کے احکام

مسئلہ ۱۴: ایسے دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اُس میں شریک ہوگا البتہ اپنے گھر والوں کے لیے کھانا کپڑا خریدا یا کوئی اور چیز ضروریات خانہ داری (گھریلو ضروریات) کی خریدی یا کرایہ کا مکان رہنے کے لیے لیا یا حاجت کے لیے سواری کا جانور خریدا تو یہ تنہا خریدار کا ہوگا شریک کو اس میں نے لینے کا حق نہ ہوگا مگر بائع شریک سے بھی ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے کہ یہ شریک کفیل ہے پھر اگر شریک نے مال شرکت سے ثمن ادا کر دیا تو اُس خریدار سے اپنے حصہ کے برابر واپس لے سکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۱۵: ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی یا شاہی عطیہ یا ہبہ یا صدقہ یا ہدیہ میں کوئی چیز ملی تو یہ خاص اسکی ہوگی شریک کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔(2)

مسئلہ ۱۶: شرکت سے پہلے کوئی عقد کیا تھا اور اِس عقد کی وجہ سے بعد شرکت کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں بھی شریک حقدار نہیں مثلاً ایک چیز خریدی تھی جس میں بائع نے اپنے لیے خیار لیا تھا (یعنی تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا توڑ دوں) اور بعد شرکت بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور چیز مشتری کی ہوگئی مگر چونکہ یہ بیع پہلے کی ہے اس لیے یہ چیز تنہا اسی کی ہے شرکت کی نہیں۔(3)

مسئلہ ۱۷: اگر ایک کے پاس مال مضاربت ہے، اگرچہ عقد مضاربت پہلے ہوا ہے اور اب اس مال سے خرید و فروخت کی اور نفع ہوا تو جو کچھ نفع ملے گا اُس میں سے شریک بھی اپنے حصہ کی مقدار سے لے گا۔(4)

مسئلہ ۱۸: چونکہ اِن میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے، لہٰذا ایک پر جو دین لازم آیا دوسرا اسکا ضامن ہے دوسرے پر بھی وہ دین لازم ہے اور اِس دوسرے سے بھی دائن (قرض خواہ) مطالبہ کرسکتا ہے اب وہ دین خواہ تجارت کی وجہ سے لازم آیا ہو یا اُس نے کسی سے قرض (دستگردان) لیا ہو یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے ہلاک کردی ہو یا کسی کی امانت اپنے پاس رکھ کر قصداً اُسے ضائع کر دیا ہو یا امانت سے انکار کر دیا ہو یا کسی کی اسنے اُسکے کہنے سے ضمانت کی ہو

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص۴۷۱.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الثانی، ج۲،ص۳۰۹.

(3) المرجع السابق.

(4) المرجع السابق.

اور یہ دین خواہ گواہوں کے ذریعہ سے دائن نے اسکے ذمہ ثابت کیے ہوں یا خود اس نے ان دیون (قرضوں) کا اقرار کیا ہو ہر حال میں اسکا شریک بھی ضامن ہے مگر جبکہ اسنے ایسے شخص کے دین کا اقرار کیا ہو جسکے حق میں اسکی گواہی مقبول نہ ہو مثلاً اپنے باپ دادا وغیرہ اصول یا بیٹا پوتا وغیرہ فروع یا زوج یا زوجہ کے حق میں تو اس اقرار سے جو دین ثابت ہوگا اُسکا مطالبہ شریک سے نہیں ہوسکتا۔(5)

مسئلہ ۱۹: مہر یا بدل خلع یا دیت یا دم عمد میں اگر کسی شے پر صلح ہوگئی تو یہ دیون شریک پر لازم نہ ہونگے۔(6)

مسئلہ ۲۰: جن صورتوں میں ایک پر جو دین لازم آیا وہ دوسرے پر بھی لازم ہوا ان میں اگر دائن نے ایک پر دعویٰ کیا ہے اور گواہ پیش نہ کرسکا تو جس طرح اس مدعی علیہ (جس پر دعویٰ کیا جائے) پر حلف دے سکتا ہے (قسم لے سکتا ہے) اِسی طرح اسکے شریک سے بھی حلف لے سکتا ہے اگرچہ شریک نے وہ عقد نہیں کیا ہے مگر دونوں سے حلف کی ایک ہی صورت نہیں بلکہ فرق ہے وہ یہ کہ جس پر دعویٰ ہے اُس سے یوں قسم کھلائی جائیگی کہ میں نے اس مدعی سے یہ عقد نہیں کیا ہے مثلاً اگر اُس کا یہ دعویٰ ہے کہ اس نے فلاں چیز مجھ سے خریدی ہے اور اُس کا ثمن اسکے ذمہ باقی ہے اور یہ منکر ہے (یعنی انکار کرتا ہے) تو قسم کھائے گا کہ میں نے اس سے یہ چیز نہیں خریدی ہے یا میرے ذمہ ثمن باقی نہیں ہے اور شریک سے عدم فعل کی (یعنی عقد نہ کرنے کی) قسم نہیں کھلائی جاسکتی کیونکہ اُس نے خود عقد کیا نہیں ہے وہ قسم کھا جائے گا کہ میں نے نہیں خریدی پھر قسم کھلانے کا کیا فائدہ بلکہ اِس سے عدم علم (معلوم نہ ہونے) پر قسم کھلائی جائے یوں قسم کھائے کہ میرے علم میں نہیں کہ میرے شریک نے خریدی پھر اگر دونوں نے یا کسی ایک نے قسم کھانے سے انکار کیا تو قاضی دونوں پر دَین لازم کردیگا۔ اور اگر دونوں نے عقد کیا ہے یعنی ایجاب وقبول میں دونوں شریک تھے تو دونوں پر عدم فعل ہی کی قسم ہے کہ اس صورت میں فقط ایک نے نہیں بلکہ دونوں نے خریدا ہے اور قسم سے ایک نے بھی انکار کیا تو وہی حکم ہے۔ یوہیں مدعی (دعویٰ کرنے والا) نے جس پر دعویٰ کیا ہے غائب ہے اور اس کا شریک حاضر ہے تو مدعی اس حاضر پر حلف دے سکتا ہے پھر جب وہ غائب آجائے تو اُسپر بھی مدعی حلف دے سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۲۱: ان دونوں شریکوں میں سے ایک نے کسی پر دعویٰ کیا اور مدعی علیہ سے قسم کھلائی تو دوسرے شریک کو

---

(5) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص ۴۷۳، وغیرہ۔

(6) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص ۴۷۴۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الثالث، ج۲،ص ۳۱۰۔
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فیما یقع کثیرا فی الفلاحین۔۔۔ إلخ، ج۶،ص ۴۷۳، ۴۷۴۔

دوبارہ پھر اُس پر حلف دینے کا حق نہیں۔(8)

مسئلہ ۲۲: ان دونوں میں سے ایک نے کسی شے کی حفاظت کرنے کی نوکری کی یا اُجرت پر کسی کا کپڑا سیا یا کوئی کام اُجرت پر کیا تو جو کچھ اُجرت ملے گی وہ دونوں میں مشترک ہوگی۔(9)

مسئلہ ۲۳: اگر ایک نے کسی کو نوکر رکھا یا اُجرت پر کسی سے کوئی کام کرایا یا کرایہ پر جانور لیا تو مواجر ہر ایک سے اُجرت لے سکتا ہے۔(10)

❁❁❁❁❁

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الثالث، ج۲، ص۳۱۰.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الثالث، ج۲، ص۳۱۰.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الثالث، ج۲، ص۳۱۰.

شرکت مفاوضہ کے باطل ہونے کی صورتیں

مسئلہ ۲۴: ان دونوں میں سے ایک کی ملک میں اگر کوئی ایسی چیز آئی جس میں شرکت ہوسکتی ہے خواہ وہ چیز اسے کسی نے ہبہ کی یا میراث میں ملی یا وصیت سے یا کسی اور طریق پر حاصل ہوئی تو اب شرکت مفاوضہ جاتی رہی کہ اس میں برابری شرط ہے اور اب برابری نہ رہی اور اگر میراث میں ایسی چیز ملی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں مثلاً سامان واسباب ملے یا مکان اور کھیت وغیرہ جائداد غیر منقولہ ملی یا دَین ملا مثلاً مورث کا کسی کے ذمہ دین ہے اور اب یہ اُسکا وارث ہوا تو شرکت باطل نہیں مگر دین سونا چاندی کی قسم سے ہو تو جب وصول ہوگا شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی اور مفاوضہ باطل ہو کر اب شرکت عنان ہو جائیگی۔(1)

مسئلہ ۲۵: ایک نے اپنا کوئی سامان وغیرہ اس قسم کی چیز بیچ ڈالی جس میں شرکت مفاوضہ نہیں ہوتی یا ایسی کوئی چیز کرایہ پر دی تو ثمن یا اُجرت وصول ہونے پر شرکت مفاوضہ باطل ہو جائیگی۔(2)

مسئلہ ۲۶: شرکت عنان کے باطل ہونے کے جو اسباب ہیں اُن سے شرکت مفاوضہ بھی باطل ہو جاتی ہے۔(3)

مسئلہ ۲۷: شرکت مفاوضہ و عنان دونوں نقود (روپیہ اشرفی) میں ہوسکتی ہیں یا ایسے پیسوں میں جن کا چلن ہو(4) اور اگر چاندی سونے غیر مضروب ہوں (سکہ نہ ہوں) مگر ان سے لین دین کا رواج ہو تو اُنمیں بھی شرکت ہوسکتی ہے۔(5)

مسئلہ ۲۸: اگر دونوں کے پاس روپے اشرفی نہ ہوں صرف سامان ہو اور شرکت مفاوضہ یا شرکت عنان کرنا چاہتے ہوں تو ہر ایک اپنے سامان کے ایک حصہ کو دوسرے کے سامان کے ایک حصہ کے مقابل یا روپے کے بدلے بیچ ڈالے اسکے بعد اِس بیچے ہوئے سامان میں عقد شرکت کرلیں۔(6)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص ۴۷۴، وغیرہ۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الرابع، ج۲، ص ۳۱۱۔

(3) بدائع الصنائع، کتاب الشرکۃ، حکم شرکۃ المفاوضۃ، ج۵، ص ۹۸۔

(4) رائج الوقت ہو یعنی جس سے خرید وفروخت ہوتی ہو۔

(5) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص ۴۷۵۔

(6) المرجع السابق، ص ۴۷۶۔

مسئلہ ۲۹: اگر دونوں میں ایک کا مال غائب ہو (یعنی نہ وقت عقد اُس نے مال حاضر کیا اور نہ خریدنے کے وقت اُس نے اپنا مال دیا اگرچہ وہ مال جس پر شرکت ہوئی اُسکے مکان میں موجود ہو) تو شرکت صحیح نہیں۔ یوہیں اگر اُس مال سے شرکت کی جو اُسکے قبضے میں بھی نہیں بلکہ دوسرے پر دین ہے جب بھی شرکت صحیح نہیں۔(7)

مسئلہ ۳۰: جس قسم کا مال شرکت مفاوضہ میں اسکے پاس موجود ہے اُس جنس سے جو چیز چاہے خریدے یہ خریدی ہوئی چیز شرکت کی قرار پائیگی اگرچہ جتنا مال موجود ہے اُس سے زیادہ کی خریدے اور اگر دوسری جنس سے خریدی تو یہ چیز شرکت کی نہ ہوگی بلکہ خاص خریدنے والے کی ہوگی مثلاً اسکے پاس روپیہ ہے تو روپیہ سے خریدنے میں شرکت کی ہوگی اور اشرفی سے خریدے تو خاص اسکی ہے، یوہیں اسکا عکس۔(8)

❁❁❁❁❁

(7) المرجع السابق،ص۳۰۷۔

(8) الفتاوی الھندیۃ،کتاب الشرکۃ،الباب الثانی فی المفاوضۃ،الفصل الخامس،ج۲،ص۳۱۱۔

ہر ایک شریک کے اختیارات

مسئلہ ۳۱: ان میں سے ہر ایک کو یہ جائز ہے کہ شرکت کے مال میں سے کسی کی دعوت کرے یا کسی کے پاس ہدیہ وتحفہ بھیجے مگر اتنا ہی جسکا تاجروں میں رواج ہوتا جر اُسے اسراف نہ سمجھتے ہوں، لہٰذا میوہ، گوشت روٹی وغیرہ اسی قسم کی چیزیں تحفہ میں بھیج سکتا ہے روپیہ اشرفی ہدیہ نہیں کرسکتا نہ کپڑا دے سکتا ہے نہ غلہ اور متاع دے سکتا ہے۔ یوہیں اسکے یہاں دعوت کھانا یا اسکا ہدیہ قبول کرنا یا اس سے عاریت لیتا بھی جائز ہے اگرچہ معلوم ہو کہ بغیر اجازت شریک مال شرکت سے یہ کام کررہا ہے مگر اس میں بھی رواج ومتعارف (عرف) کی قید ہے۔ (1)

مسئلہ ۳۲: اسکو قرض دینے کا اختیار نہیں ہے ہاں اگر شریک نے صاف لفظوں میں اسے قرض دینے کی اجازت دے دی ہو تو قرض دے سکتا ہے اور بغیر اجازت اس نے قرض دیدیا تو نصف قرض کا شریک کے لیے تاوان دینا پڑے گا مگر شرکت بدستور باقی رہے گی۔ (2)

مسئلہ ۳۳: ایک شریک بغیر دوسرے کی اجازت کے تجارتی کاموں میں وکیل کرسکتا ہے اور تجارتی چیزوں پر صرف کرنے کے لیے مال شرکت سے وکیل کو کچھ دے بھی سکتا ہے پھر اگر یہ وکیل خرید وفروخت واجارہ کے لیے اس نے کیا ہے تو دوسرا شریک اسے وکالت سے نکال سکتا ہے اور اگر محض تقاضے کے لیے وکیل کیا ہے تو دوسرے شریک کو اسکے نکالنے کا اختیار نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳۴: مالِ شرکت کسی پر دَین ہے اور ایک شریک نے معاف کردیا تو صرف اسکے حصہ کی قدر معاف ہوگا دوسرے شریک کا حصہ معاف نہ ہوگا اور اگر دین کی میعاد (مدت) پوری ہوچکی ہے اور ایک نے میعاد میں اضافہ کردیا تو دونوں کے حق میں اضافہ ہوگیا اور اگر ان شریکوں پر میعادی دین ہے جسکی میعاد ابھی پوری نہیں ہوئی ہے اور ایک شریک نے میعاد ساقط کردی تو دونوں سے ساقط ہوجائے گی۔ (4)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الخامس، ج۲، ص۳۱۲.

(2) المرجع السابق، ص۳۱۳.

(3) البدائع الصنائع، کتاب الشرکۃ، دین التجارۃ، ج۵، ص۹۸،۹۹.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الخامس، ج۲، ص۳۱۳.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۳۱۴.

شرکت عنان کے مسائل

مسئلہ ۳۵: شرکت عنان یہ ہے کہ دو شخص کسی خاص نوع کی تجارت یا ہر قسم کی تجارت میں شرکت کریں مگر ہر ایک دوسرے کا ضامن نہ ہو صرف دونوں شریک آپس میں ایک دوسرے کے وکیل ہونگے، لہٰذا شرکت عنان میں یہ شرط ہے کہ ہر ایک ایسا ہو جو دوسرے کو وکیل بنا سکے۔(1)

مسئلہ ۳۶: شرکت عنان مرد و عورت کے درمیان، مسلم و کافر کے درمیان، بالغ اور نابالغ عاقل کے درمیان جبکہ نابالغ کو اسکے ولی نے اجازت دیدی ہو اور آزاد و غلام ماذون کے درمیان ہوسکتی ہے۔(2)

مسئلہ ۳۷: شرکت عنان میں یہ ہوسکتا ہے کہ اسکی میعاد مقرر کردیجائے مثلاً ایک سال کے لیے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں کے مال کم و بیش ہوں برابر نہ ہوں اور نفع برابر یا مال برابر ہوں اور نفع کم و بیش اور کل مال کے ساتھ بھی شرکت ہوسکتی ہے اور بعض مال کے ساتھ بھی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی اشرفی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صفت میں اختلاف ہو مثلاً ایک کے کھوٹے روپے ہوں دوسرے کے کھرے اگرچہ دونوں کی قیمتوں میں تفاوت (فرق) ہو اور یہ بھی شرط ہے (3) کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کردیے جائیں۔(4)

مسئلہ ۳۸: اگر دونوں نے اسطرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کریگا اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوگی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز۔ یوہیں اگر یہ ٹھہرا کہ کل نفع ایک شخص لے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کریگا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کریگا نفع میں اُس کا حصہ زیادہ قرار پایا یا برابر قرار پایا

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۷۷.
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۳۱۹.

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الشرکۃ، فصل فی شرکۃ العنان، ج۲، ص۴۹۱.

(3) بہار شریعت کے بعض نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ درست عبارت درمختار میں کچھ یوں ہے اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کردیے جائیں۔۔۔ علمیہ

(4) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۷۸۔۴۸۰.

یہ بھی جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۳۹: ٹھہرا یہ تھا کہ کام دونوں کریں گے مگر صرف ایک نے کیا دوسرے نے بوجہ عذر یا بلاعذر، بہرحال یہ دونوں کا کرنا قرار پائے گا۔(6)

مسئلہ ۴۰: ایک نے کوئی چیز خریدی تو بائع ثمن کا مطالبہ اسی سے کرسکتا ہے اسکے شریک سے نہیں کرسکتا کیونکہ شریک نہ عاقد ہے نہ ضامن پھر اگر خریدار نے مال شرکت سے ثمن ادا کیا جب تو خیر اور اگر اپنے مال سے ثمن ادا کیا تو شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے رجوع کرسکتا ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال شرکت نقد کی صورت میں موجود ہو اور اگر شرکت کا مال جو کچھ تھا وہ سامان تجارت خریدنے میں صَرف کیا جاچکا ہے اور نقد کچھ باقی نہیں ہے تو اب جو کچھ خریدا وہ خاص خریدار ہی کی ہے شرکت کی چیز نہیں اور اسکا ثمن خریدار کو اپنے پاس سے دینا ہوگا اور شریک سے رجوع کرنے کا حقدار نہیں۔(7)

مسئلہ ۴۱: ایک نے کوئی چیز خریدی اسکا شریک کہتا ہے کہ یہ شرکت کی چیز ہے اور یہ کہتا ہے میں نے خاص اپنے واسطے خریدی اور شرکت سے پہلے کی خریدی ہوئی ہے تو قسم کے ساتھ اسکا قول معتبر ہے اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدی اور یہ چیز اُس نوع میں سے ہے جسکی تجارت پر عقد شرکت واقع ہوا ہے تو شرکت ہی کی چیز قرار پائیگی اگرچہ خریدتے وقت کسی کو گواہ بنالیا ہو کہ میں اپنے لیے خریدتا ہوں کیونکہ جب اِس نوع تجارت پر عقد شرکت واقع ہوچکا ہے تو اسے خاص اپنی ذات کے لیے خریداری جائز ہی نہیں جو کچھ خریدے گا شرکت میں ہوگا اور اگر وہ چیز اُس جنس تجارت سے نہ ہو تو خاص اسکے لیے ہوگی۔(8)

مسئلہ ۴۲: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریک اپنی شرکت کی دوکان سے چیزیں خریدتا ہے یہ خریداری جائز ہے اگرچہ بظاہر اپنی ہی چیز خریدنا ہے۔(9)

مسئلہ ۴۳: اگر دونوں کے مال خریداری کے پہلے ہلاک ہوگئے یا ایک کا مال ہلاک ہوا تو شرکت باطل ہوگئی

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثالث فی العنان، الفصل الثانی، ج۲،ص ۳۲۰۔

وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فی توقیت الشرکۃ، ج۶،ص ۴۷۸۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثالث فی العنان، الفصل الثانی، ج۲،ص ۳۲۰۔

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فی دعوی الشریک أنہ ادی... إلخ، ج۶،ص ۴۸۱۔

(8) ردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: ادعی الشراء لنفسہ، ج۶،ص ۴۸۲۔

(9) المرجع السابق

پھر مال مخلوط (ملا ہوا) تھا تو جو کچھ ہلاک ہوا ہے دونوں کے ذمہ ہے اور مخلوط نہ تھا تو جس کا تھا اُسکے ذمہ اور اگر عقد شرکت کے بعد ایک نے اپنے مال سے کوئی چیز خریدی اور دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا اور ابھی اِس سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی ہے تو شرکت باطل نہیں اور وہ خریدی ہوئی چیز دونوں میں مشترک ہے مشتری اپنے شریک سے بقدر شرکت اُسکے ثمن سے وصول کرسکتا ہے۔ اور اگر عقد شرکت کے بعد خرید امگر خریدنے سے پہلے شریک کا مال ہلاک ہو چکا ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر دونوں نے باہم صراحۃً (واضح طور پر) ہر ایک کو وکیل کردیا ہے یہ کہدیا ہے کہ ہم میں جو کوئی اپنے اس مال شرکت سے جو کچھ خریدیگا وہ مشترک ہوگی تو اس صورت میں وہ چیز مشترک ہوگی کہ اُسکے حصہ کی قدر چیز دیدے اور اس حصہ کا ثمن لے لے اور اگر صراحۃً وکیل نہیں کیا ہے تو اِس چیز میں دوسرے کی شرکت نہیں کہ مال ہلاک ہونے سے شرکت باطل ہو چکی ہے اور اُسکے ضمن میں جو وکالت تھی وہ بھی باطل ہے اور وکالت کی صراحت نہیں کہ اسکے ذریعہ سے شرکت ہوتی۔(10)

مسئلہ ۴۴: شرکت عنان میں بھی اگر نفع کے روپے ایک شریک نے معین کردیے کہ مثلاً دس روپے میں نفع کے لونگا تو شرکت فاسد ہے کہ ہوسکتا ہے کل نفع اتنا ہی ہو پھر شرکت کہاں ہوئی۔(11)

مسئلہ ۴۵: اس میں بھی ہر شریک کو اختیار ہے کہ تجارت کے لیے یا مال کی حفاظت کے لیے کسی کو نوکر رکھے بشرطیکہ دوسرے شریک نے منع نہ کیا ہو اور یہ بھی اختیار ہے کہ کسی سے مفت کام کرائے کہ وہ کام کردے اور نفع اُس کو کچھ نہ دیا جائے اور مال کو امانت بھی رکھ سکتا ہے اور مضاربت کے طور پر بھی دے سکتا ہے کہ وہ کام کرے اور نفع میں اُس کو نصف یا تہائی وغیرہ کا شریک کیا جائے اور جو کچھ نفع ہوگا اس میں سے مضارب کا حصہ نکال کر باقی دونوں شریکوں میں تقسیم ہوگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ شریک دوسرے سے مضاربت کے طور پر مال لے پھر اگر یہ مضاربت ایسی چیز میں ہے جو شرکت کی تجارت سے علیحدہ ہے مثلاً شرکت کپڑے کی تجارت میں تھی اور مضاربت پر روپیہ غلہ کی تجارت کے لیے لیا ہے تو مضاربت کا جو نفع ملے گا وہ خاص اس کا ہوگا شریک کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر یہ مضاربت اُسی تجارت میں ہے جس میں شرکت کی ہے مگر شریک کی موجودگی میں مضاربت کی جب بھی مضاربت کا نفع خاص اسی کا ہے اور اگر شریک کی غیبت (غیر موجودگی) میں ہو یا مضاربت میں کسی تجارت کی قید نہ ہو تو جو کچھ نفع ملے گا شریک بھی اُس میں شریک ہے۔(12)

---

(10) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص ۴۸۳.

(11) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص ۴۸۴.

(12) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص ۴۸۵.

مسئلہ ۴۶: شریک کو یہ اختیار ہے کہ نقد یا اُدھار جس طرح مناسب سمجھے خرید وفروخت کرے مگر شرکت کا روپیہ نقد موجود نہ ہوتو اُدھار خریدنے کی اجازت نہیں جو کچھ اس صورت میں خریدے گا خاص اسکا ہوگا البتہ اگر شریک اس پر راضی ہے تو اس میں بھی شرکت ہوگی اور یہ بھی اختیار ہے کہ ارزاں (سستا) یا گراں (مہنگا) فروخت کرے۔(13)

مسئلہ ۴۷: شریک کو یہ اختیار ہے کہ مال تجارت سفر میں لیجائے جب کہ شریک نے اسکی اجازت دی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اور مصارف سفر مثلاً اپنا یا سامان کا کرایہ اور اپنے کھانے پینے کے تمام ضروریات سب اُسی مال شرکت پر ڈالے جائیں یعنی اگر نفع ہوا جب تو اخراجات نفع سے مجرا دیکر (نکال کر) باقی نفع دونوں میں مشترک ہوگا اور نفع نہ ہوا تو یہ اخراجات راس المال میں سے دیے جائیں۔(14)

مسئلہ ۴۸: ان میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ کسی کو اس تجارت میں شریک کرے، ہاں اگر اس کے شریک نے اجازت دیدی ہے تو شریک کرنا جائز ہے اور اس وقت اس تیسرے کے خرید وفروخت کرنے سے کچھ نفع ہوا تو یہ شخص ثالث اپنا حصہ لے گا اور اسکے بعد جو کچھ بچے گا اُس میں وہ دونوں شریک ہیں اور ان دونوں میں سے جس نے اُس تیسرے کو شریک نہیں کیا ہے اسکی خرید و فروخت سے کچھ نفع ہوا تو یہ انھیں دونوں پر منقسم (تقسیم) ہوگا ثالث (تیسرا فرد) کو اس میں سے کچھ نہ دیں گے۔(15)

مسئلہ ۴۹: شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اجازت مال شرکت کوکسی کے پاس رہن رکھدے ہاں مگر اُس صورت میں کہ خود اسی نے کوئی چیز خریدی تھی جس کا ثمن باقی تھا اور اس دَین کے مقابل مال شرکت کو رہن کر دیا تو یہ جائز ہے اور اگر کسی دوسرے سے خریدوایا تھا یا دونوں شریکوں نے مل کر خریدا تھا تو اب تنہا ایک شریک اس دَین کے بدلے میں رہن نہیں رکھ سکتا۔ یوہیں اگر کسی شخص پر شرکت کا دین تھا اُس نے ایک شریک کے پاس رہن رکھ دیا تو یہ رہن رکھ لینا بھی بغیر اجازت شریک جائز نہیں یعنی اگر وہ چیز اس شریکِ مرتہن کے پاس ہلاک ہوگئی اور اُسکی قیمت دَین کے برابر تھی تو دوسرا شریک اُس مدیون سے اپنے حصہ کی قدر مطالبہ کر کے لے سکتا ہے پھر وہ مدیون شریک مرتہن سے یہ رقم واپس لیگا اور اگر چاہے تو غیر مرتہن خود اپنے شریک ہی سے بقدر حصہ کے وصول کرلے اور جس صورت میں رہن رکھ سکتا ہے اوس میں رہن کا اقرار بھی کرسکتا ہے کہ میں نے فلاں کے پاس رہن رکھا ہے یا فلاں نے میرے پاس رہن رکھا ہے اور یہ

---

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: اشترکا علی ان ما اشتریا۔۔۔ إلخ، ج۶، ص۴۸۶۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل الخامس، ج۲، ص۳۱۲۔

والدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۸۷۔

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: اشترکا علی ان ما اشتریا۔۔۔ إلخ، ج۶، ص۴۸۷۔

اقرار دونوں پر نافذ ہوگا اور جہاں رہن رکھ نہیں سکتا رکھ نہیں سکتا اُس میں رہن کا اقرار بھی نہیں کرسکتا یعنی اگر اقرار کریگا تو تنہا اسکے حق میں وہ اقرار نافذ ہوگا شریک سے اسکو تعلق نہ ہوگا اور اگر شرکت دونوں نے توڑ دی تو اب رہن کا اقرار شریک کے حق میں صحیح نہیں۔(16)

مسئلہ ۵۰: شرکت عنان میں اگر ایک نے کوئی چیز بیع کی ہے تو اسکے ثمن کا مطالبہ اسکا شریک نہیں کرسکتا یعنی مدیون (مقروض) اسکو دینے سے انکار کرسکتا ہے۔ یوہیں شریک نہ دعویٰ کرسکتا ہے نہ اس پر دعویٰ ہوسکتا ہے بلکہ دین کے لیے کوئی میعاد بھی نہیں مقرر کرسکتا جبکہ عاقد (عقد کرنے والا) کوئی اور شخص ہے یا دونوں عاقد ہوں اور خود تنہا یہی عاقد ہے تو میعاد مقرر کرسکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۵۱: شریک کے پاس جو کچھ مال ہے اُس میں وہ امین ہے، لہٰذا اگر یہ کہتا ہے کہ تجارت میں نقصان ہوا یا کل مال یا اتنا ضائع ہوگیا یا اِس قدر نفع ملا یا شریک کو میں نے مال دیدیا تو قسم کے ساتھ اس کا قول معتبر (قابلِ قبول) ہے اور اگر نفع کی کوئی مقدار اس نے پہلے بتائی پھر کہتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی اُتنی نہیں بلکہ اتنی ہے مثلاً پہلے کہا دس ۱۰ روپے نفع کے ہیں پھر کہتا ہے کہ دس ۱۰ نہیں بلکہ پانچ ہیں تو چونکہ اقرار کر کے رجوع کررہا ہے، لہٰذا اسکی پچھلی بات مانی نہ جائیگی کہ اقرار سے رجوع کرتا ہے اور اسکا اسے حق نہیں۔(18)

مسئلہ ۵۲: ایک نے کوئی چیز بیچی تھی اور دوسرے نے اس بیع کا اقالہ (فسخ) کردیا تو یہ اقالہ جائز ہے اور اگر عیب کی وجہ سے وہ چیز خریدار نے واپس کردی اور بغیر قضاء قاضی (قاضی کے فیصلے کے بغیر) اُس نے واپس لے لی یا عیب کی وجہ سے ثمن سے کچھ کم کردیا یا ثمن کو مؤخر کردیا تو یہ تصرفات دونوں کے حق میں جائز و نافذ ہوں گے۔(19)

مسئلہ ۵۳: ایک نے کوئی چیز خریدی ہے اور اس مین کوئی عیب نکلا تو خود یہ واپس کرسکتا ہے اسکے شریک کو واپس کرنے کا حق نہیں یا ایک نے کسی سے اُجرت پر کچھ کام کرایا ہے تو اُجرت کا مطالبہ اِسی سے ہوگا شریک سے مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔(20)

مسئلہ ۵۴: ایک نے کسی کی کوئی چیز غصب کرلی یا ہلاک کردی تو اسکا مطالبہ ومؤاخذہ اسی سے ہوگا اسکے شریک

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: اشترکا علی ان ما اشتریا... الخ، ج۶، ص۴۸۷۔

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: یملک الاستدانۃ باذن شریکہ، ج۶، ص۴۸۹۔

(18) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۸۹، ۴۹۰۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۳۱۴، ۳۱۵۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الثانی فی المفاوضۃ، الفصل السادس، ج۲، ص۳۱۴۔

سے نہ ہوگا اور بطور بیع فاسد کوئی چیز خریدی اور اسکے پاس سے ہلاک ہوگئی تو اسکو تاوان دینا پڑیگا مگر جو کچھ تاوان دیگا اُس کا نصف یعنی بقدر حصۂ شریک سے واپس لے گا کہ وہ چیز شرکت کی ہے اور تاوان دونوں پر ہے۔ (21)

مسئلہ ۵۵: دونوں نے ملکر تجارت کا سامان خریدا تھا پھر ایک نے کہا میں تیرے ساتھ شرکت میں کام نہیں کرتا یہ کہہ کر غائب ہوگیا دوسرے نے کام کیا تو جو کچھ نفع ہوا تنہا اسی کا ہے اور شریک کے حصہ کی قیمت کا ضامن ہے یعنی اُس مال کی اُس روز جو قیمت تھی اُسکے حساب سے شریک کے حصہ کا روپیہ دیدے نفع نقصان سے اِسکو کچھ واسطہ نہیں۔ (22)

مسئلہ ۵۶: مال شرکت میں تعدی کی یعنی وہ کام کیا جو کرنا جائز نہ تھا اور اسکی وجہ سے مال ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا پڑیگا مثلاً اسکے شریک نے کہہ دیا تھا کہ مال لیکر پردیس کو نہ جانا یا فلاں جگہ مال لے کر جاؤ مگر وہاں سے آگے دوسرے شہر کو نہ جانا اور یہ پردیس مال لیکر چلا گیا یا جو جگہ بتائی تھی وہاں سے آگے چلا گیا یا کہا تھا اُدھار نہ بیچنا اُسنے اُدھار بیچ دیا تو ان صورتوں میں جو کچھ نقصان ہوگا اس کا ذمہ دار یہ خود ہے شریک کو اس سے تعلق نہیں۔ (23)

مسئلہ ۵۷: اسکے پاس جو کچھ شرکت کا مال تھا اُسے بغیر بیان کیے مر گیا یا لوگوں کے ذمہ شرکت کی بقایا تھی اور یہ بغیر بیان کیے مر گیا تو تاوان دینا پڑے گا کہ یہ امین تھا اور بیان نہ کرجانا امانت کے خلاف ہے اور اسکی وجہ سے تاوان لازم ہوجاتا ہے مگر جبکہ ورثہ جانتے ہوں کہ یہ چیزیں شرکت کی ہیں یا شرکت کی تجارت کا فلاں فلاں شخص پر اتنا اتنا باقی ہے تو اس وقت بیان کرنیکی ضرورت نہیں اور تاوان لازم نہیں۔ اور اگر وارث کہتا ہے مجھے علم ہے اور شریک منکر ہے اور وارث تمام اشیا کی تفصیل بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں تھیں اور ہلاک و ضائع ہوگئیں تو وارث کا قول مان لیا جائے گا۔ (24)

مسئلہ ۵۸: شریک نے اُودھار بیچنے سے منع کردیا تھا اور اُس نے اُدھار بیچ دی تو اسکے حصہ میں بیع نافذ ہے اور شریک کے حصہ کی بیع موقوف ہے اگر شریک نے اجازت دیدی کل میں بیع ہوجائیگی اور نفع میں دونوں شریک ہیں اور اجازت نہ دی تو شریک کے حصہ کی بیع باطل ہوگئی۔ (25)

---

(21) المبسوط للسرخسی، کتاب الشرکۃ، باب خصومۃ المفاوضین فیما بینھما، ج۶، ص۲۲۲۔

(22) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الشرکۃ، فصل فی شرکۃ العنان، ج۲، ص۴۹۲۔

(23) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فی قبول قولہ... الخ، ج۶، ص۴۹۰۔

(24) المرجع السابق، ص۴۹۰، ۴۹۱۔

(25) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۹۱۔

مسئلہ ۵۹: شریک نے پردیس میں مال تجارت لیجانے سے منع کر دیا تھا مگر یہ نہ مانا اور لے گیا اور وہاں نفع کے ساتھ فروخت کیا تو چونکہ شریک کی مخالفت کرنے سے غاصب ہو گیا اور شرکت فاسد ہو گئی، لہٰذا نفع صرف اسی کو ملے گا اور مال ضائع ہو گا تو تاوان دینا پڑیگا۔(26)

مسئلہ ۶۰: شریک پر خیانت کا (بددیانتی کا) دعویٰ کرے تو اگر دعویٰ صرف اتنا ہی ہے کہ اُس نے خیانت کی یہ نہیں بتایا کہ کیا خیانت کی تو شریک پر حلف نہ دینگے ہاں اگر خیانت کی تفصیل بتاتا ہے تو اُس پر حلف دینگے اور حلف کے ساتھ اُس کا قول معتبر ہوگا۔(27)

❀❀❀❀❀

(26) المرجع السابق۔

(27) ردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فیما لوادعی علی شریکہ خیانۃ مبھمۃ، ج۶، ص ۴۹۲.

شرکت بالعمل کے مسائل

مسئلہ ۶۱: شرکت بالعمل کہ اسی کو شرکت بالابدان اور شرکت تقبل و شرکت صنائع بھی کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دوکاریگرلوگوں کے یہاں سے کام لائیں اورشرکت میں کام کریں اور جو کچھ مزدوری ملے آپس میں بانٹ لیں۔(1)

مسئلہ ۶۲: اس شرکت میں یہ ضرورنہیں کہ دونوں ایک ہی کام کے کاریگر ہوں بلکہ دومختلف کاموں کے کاریگر بھی باہم یہ شرکت کرسکتے ہیں مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز، دونوں کپڑے لاتے ہیں وہ سیتا ہے یہ رنگتا ہے۔اور سلائی رنگائی کی جو کچھ اُجرت ملتی ہے اُس میں دونوں کی شرکت ہوتی ہے اور یہ بھی ضرورنہیں کہ دونوں ایک ہی دوکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دوکانیں ہوں جب بھی شرکت ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کام ایسے ہوں کہ عقداجارہ کی وجہ سے اُس کام کا کرنا ان پر واجب ہواور اگر وہ کام ایسا نہ ہومثلاً حرام کام پر اجارہ ہوا جیسے دونوحہ کرنے والیاں کہ اُجرت لیکرنوحہ کرتی ہوں ان میں باہم شرکت عمل ہوتو نہ ان کا اجارہ صحیح ہے نہ ان میں شرکت صحیح۔(2)

مسئلہ ۶۳: تعلیم قرآن وعلم دین اوراذان وامامت پر چونکہ بنابرقول مفتی بہ اُجرت لینا جائز ہے اس میں شرکت عمل بھی ہوسکتی ہے۔(3)

مسئلہ ۶۴: شرکت عمل میں ہرایک دوسرے کا وکیل ہوتا ہے، لہٰذا جہاں توکیل درست نہ ہو یہ شرکت بھی صحیح نہیں مثلاً چند گداگروں نے باہم شرکت عمل کی تو یہ صحیح نہیں کہ سوال کی توکیل درست نہیں۔(4)

مسئلہ ۶۵: اس میں یہ ضرورنہیں کہ جو کچھ کمائیں اُس میں برابر کے شریک ہوں بلکہ کم وبیش کی بھی شرط ہوسکتی ہے اور باہم جو کچھ شرط کرلیں اُسی کے موافق تقسیم ہوگی۔ یوہیں عمل میں بھی برابری شرط نہیں بلکہ اگر یہ شرط کرلیں کہ وہ زیادہ کام کریگا اور یہ کم جب بھی جائز ہے اور کم کام والے کو آمدنی میں زیادہ حصہ دیناٹھہرالیا جب بھی جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۶۶: یہ ٹھہرا ہے کہ آمدنی میں سے میں دوتہائی لوں گا اور تجھے ایک تہائی دوں گا اور اگر کچھ نقصان وتاوان

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص۴۹۲۔

(2) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص۴۹۳۔

(3) المرجع السابق۔

(4) المرجع السابق،ص۴۹۴۔

(5) الدرالمختاروردالمحتار، کتاب الشرکۃ،مطلب:فی شرکۃ التقبل، ج۶،ص۴۹۴۔

دینا پڑے تو دونوں برابر برابر دینگے تو آمدنی اُسی شرط کے بموجب تقسیم ہوگی اور نقصان میں برابری کی شرط باطل ہے اس میں بھی اُسی حساب سے تاوان دینا ہوگا یعنی ایک تہائی والا ایک تہائی تاوان دے اور دوسرا دو تہائیاں۔(6)

مسئلہ ۶۷: جو کام اُجرت کا ان میں ایک شخص لائیگا وہ دونوں پر لازم ہوگا، لہٰذا جس نے کام دیا ہے وہ ہر ایک سے کام کا مطالبہ کرسکتا ہے شریک یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ کام وہ لایا ہے اُس سے کہو مجھے اس سے تعلق نہیں۔ یوہیں ہر ایک اُجرت کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے اور کام والا ان میں جس کو اُجرت دیدیگا بری ہوجائیگا، دوسرا اُس سے اب اُجرت کا مطالبہ نہیں کرسکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس کو تم نے کیوں دیا۔(7)

مسئلہ ۶۸: دونوں میں سے ایک نے کام کیا ہے اور دوسرے نے کچھ نہ کیا مثلاً بیمار تھا یا سفر میں چلا گیا تھا جسکی وجہ سے کام نہ کرسکا یا بلاوجہ قصداً (جان بوجھ کر) اُس نے کام نہ کیا جب بھی آمدنی دونوں پر معاہدہ کے موافق تقسیم ہوگی۔(8)

مسئلہ ۶۹: یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ شرکت عمل کبھی مفاوضہ ہوتی ہے اور کبھی شرکت عنان، لہٰذا اگر مفاوضہ کا لفظ یا اسکے معنے کا ذکر کردیا یعنی کہہ دیا کہ دونوں کام لائینگے اور دونوں برابر کے ذمہ دار ہیں اور نفع نقصان میں دونوں برابر کے شریک ہیں اور شرکت کی وجہ سے جو کچھ مطالبہ ہوگا اُس میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے تو شرکت مفاوضہ ہے اور اگر کام اور آمدنی یا نقصان میں برابری کی شرط نہ ہو یا لفظ عنان ذکر کردیا ہو تو شرکت عنان ہے۔(9)

مسئلہ ۷۰: مطلق شرکت ذکر کی نہ مفاوضہ ذکر کیا نہ عنان نہ کسی کے معنے کا بیان کیا تو اس میں بعض احکام عنان کے ہونگے مثلاً کسی ایسے دَین (قرض) کا اقرار کیا کہ شرکت کے کام کے لیے میں فلاں چیز لایا تھا اور وہ خرچ ہوچکی اور اُسکے دام (قیمت) دینے ہیں یا فلاں مزدور کی مزدوری باقی ہے یا فلاں گزشتہ مہینہ کا کرایہ دوکان باقی ہے تو اگر گواہوں سے ثابت کردے جب تو اسکے شریک کے ذمہ بھی ہے ورنہ تنہا اسی کے ذمہ ہوگا اور بعض احکام مفاوضہ کے ہوں گے مثلاً کسی نے ایک کو یا دونوں کو کوئی کام دیا ہے تو ہر ایک سے وہ مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر ایک پر کوئی تاوان لازم ہوگا تو دوسرے سے بھی اس کا مطالبہ ہوگا۔(10)

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج۲، ص۳۲۸.

(7) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۹۴، وغیرہ.

(8) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۴۹۵.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج۲، ص۳۲۷.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج۲، ص۳۲۹.

مسئلہ ۷۱: باپ بیٹے ملکر کام کرتے ہوں اور بیٹا باپ کے ساتھ رہتا ہو تو جو کچھ آمدنی ہوگی وہ باپ ہی کی ہے بیٹا شریک نہیں قرار پائیگا بلکہ مددگار تصور کیا جائیگا یہاں تک کہ بیٹا اگر درخت لگائے تو وہ بھی باپ ہی کا ہے۔ یوہیں میاں بی بی مل کر کریں اور انکے پاس کچھ نہ تھا مگر دونوں نے کام کر کے بہت کچھ جمع کر لیا تو یہ سارا مال شوہر ہی کا ہے اور عورت مددگار سمجھی جائیگی۔ ہاں اگر عورت کا کام جداگانہ ہے مثلاً مرد کتابت کا کام کرتا ہے اور عورت سلائی کرتی ہے تو سلائی کی جو کچھ آمدنی ہے اُسکی مالک عورت ہے۔(11)

مسئلہ ۷۲: ایک شخص نے درزی کو یہ کہہ کر کپڑا دیا کہ اسے تم خود ہی سینا اور اِس درزی کا کوئی شریک ہے کہ دونوں میں شرکت مفاوضہ ہے تو کپڑا دینے والا ان دونوں میں جس سے چاہے مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر شرکت ٹوٹ گئی یا جس کو اُسنے کپڑا دیا تھا مر گیا تو اب دوسرے سے سینے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ نہیں کہا تھا کہ تم خود ہی سینا تو مرلے اور شرکت جاتی رہنے کے بعد بھی دوسرے سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ اُسے سی کر دے۔(12)

مسئلہ ۷۳: دو شریک ہیں اُن پر کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اُن کو سینے کے لیے کپڑا دیا تھا اُن میں ایک اقرار کرتا ہے دوسرا انکار تو وہ اقرار دونوں کے حق میں ہوگیا۔(13)

مسئلہ ۷۴: تین شخص جو باہم شریک نہیں ہیں اِن تینوں نے کسی سے کام لیا کہ ہم سب اس کام کو کرینگے مگر وہ کام تنہا ایک نے کیا باقی دو نے نہیں کیا تو اسکو صرف ایک تہائی اُجرت ملے گی کہ اس صورت میں ایک تہائی کام کا یہ ذمہ دار تھا بقیہ دو تہائیوں کا نہ اِس سے مطالبہ ہوسکتا تھا نہ اسکے اجارہ میں ہے تو جو کچھ اسنے کیا بطور تطوع (احسان) کیا اور اُسکی اُجرت کا مستحق نہیں۔(14) یہ حکم کہ صرف ایک تہائی اُجرت ملے گی قضاء ہے اور دیانت کا حکم یہ ہے کہ پوری اُجرت اسے دیدی جائے کیونکہ اس نے پورا کام یہی خیال کر کے کیا ہے کہ مجھے پوری مزدوری ملے گی اور اگر اسے معلوم ہوتا کہ ایک ہی تہائی ملے گی تو ہرگز پورا کام انجام نہ دیتا۔(15)

مسئلہ ۷۵: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو کسی کام کا اُستاد ہوتا ہے وہ اپنے شاگردوں کو دوکان پر بٹھالیتا ہے کہ ضروری کام اُستاد کرتے ہیں باقی سب کام شاگردوں سے لیتے ہیں اگر اِن اُستادوں نے شاگردوں کے ساتھ شرکت عمل کی

---

(11) المرجع السابق۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج۲، ص۳۳۰۔

(13) المرجع السابق۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج۲، ص۳۳۱۔

(15) ردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فی شرکۃ التقبل، ج۶، ص۴۹۴۔

مثلاً درزی نے اپنی دوکان پر شاگرد کو بٹھالیا کہ کپڑوں کو اُستاد قطع کریگا (کاٹ دے گا) اور شاگرد سیے گا اور اُجرت جو ہوگی اس میں برابر کے دونوں شریک ہونگے یا کاریگر نے اپنی دوکان پر کسی کو کام کرنے کے لیے بٹھالیا کہ اُسے کام دیتا ہے اور اُجرت نصفا نصف (یعنی آدھا آدھا) بانٹ لیتے ہیں یہ جائز ہے۔(16)

مسئلہ ۶۷: اگر یوں شرکت ہوئی کہ ایک کے اوزار ہونگے اور دوسرے کا مکان یا دوکان اور دونوں ملکر کام کرینگے تو شرکت جائز ہے اور یوں ہوئی کہ ایک کے اوزار ہونگے اور دوسرا کام کریگا تو یہ شرکت نا جائز ہے۔(17)

❁❁❁❁❁

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج ۲، ص ۳۳۱۔

(17) ردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: فی شرکۃ التقبل، ج ۶، ص ۴۹۳۔

شرکت وجوہ کے احکام

مسئلہ ۷۷: شرکت وجوہ یہ ہے کہ دونوں بغیر مال عقد شرکت کریں کہ اپنی وجاہت اور آبرو کی وجہ سے دوکانداروں سے اُدھار خرید لائینگے اور مال بیچ کر اُن کے دام دیدینگے اور جو کچھ بچے گا وہ دونوں بانٹ لینگے اور اسکی بھی دو قسمیں مفاوضہ و عنان ہیں اور دونوں کی صورتیں بھی وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور مطلق شرکت مذکور ہو تو عنان ہوگی اور اس میں بھی اگر مفاوضہ ہے تو ہر ایک دوسرے کا وکیل بھی ہے اور کفیل بھی اور عنان ہے تو صرف وکیل ہی ہے کفیل نہیں۔(1)

مسئلہ ۷۸: نفع میں یہاں بھی برابری ضرور نہیں اگر شرکت عنان ہے تو نفع میں برابری یا کم وبیش جو چاہیں شرط کرلیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفع میں وہی صورت ہو جو خرید کی ہوئی چیز میں ملک کی صورت میں ہو مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دو تہائی ہوگی اور ایک کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہوگا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم و بیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل و ناجائز ہے اور نفع اُسی ملک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔(2)

✿✿✿✿✿

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص۴۹۵، وغیرہ۔

(2) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶،ص۴۹۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الرابع فی شرکۃ الوجوہ وشرکۃ الاعمال، ج۲،ص۳۲۷۔

شرکت فاسدہ کا بیان

مسئلہ ۱: مباح چیز کے حاصل کرنے کے لیے شرکت کی یہ ناجائز ہے مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کی شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگی یا شکار کرنے یا پانی بھرنے میں شرکت کی یا جنگل اور پہاڑ کے پھل چننے میں شرکت کی یا جاہلیت (یعنی زمانہ کفر) کے دفینہ (دفن کیا ہوا مال) نکالنے میں شرکت کی یا مباح زمین سے مٹی اُٹھالانے میں شرکت کی یا ایسی مٹی کی اینٹ بنانے یا اینٹ پکانے میں شرکت کی یہ سب شرکتیں فاسد و ناجائز ہیں۔ اور اِن سب صورتوں میں جو کچھ جس نے حاصل کیا ہے اُسی کا ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ حاصل کیا اور معلوم نہ ہو کہ کس کا حاصل کردہ کتنا ہے کہ جو کچھ حاصل کیا وہ ملا دیا ہے اور پہچان نہیں ہے تو دونوں برابر کے حصہ دار ہیں چاہے چیز کی تقسیم کرلیں یا بیچ کر دام برابر برابر بانٹ لیں اِس صورت میں اگر کوئی اپنا حصہ زیادہ بتاتا ہو تو اِسکا اعتبار نہیں جب تک گواہوں سے ثابت نہ کردے۔(1)

---

(1) الدرالمختار،کتاب الشرکۃ،فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ،ج۶،ص۴۹۶.

والفتاوی الھندیۃ،کتاب الشرکۃ،الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ،ج۲،ص۳۳۲.

اعلیٰ حضرت،امام اہلسنت،مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تحصیل (۱) مباح کیلئے دوسرے کو اپنا نائب ووکیل وخادم ومعین بنانا باطل ہے درمختار کتاب الشرکۃ فصل شرکت فاسدہ میں ہے:

التوکیل فی اخذ المباح لایصح ۲ ۔

مباح چیز کو لانے کیلئے کسی کو وکیل بنانا درست نہیں ہے۔(ت) (۲ ؎ الدرالمختار شرکۃ فاسد مجتبائی دہلی ۱/۳۷۴)

جامع الصغار فصل کراہیت میں ہے:

الاستخدام فی الاعیان المباحۃ باطل ۳ ۔

اعیان مباحہ میں استخدام باطل ہے۔(ت) (۳ ؎ جامع احکام الصغار مع جامع الفصولین الکراہیۃ اسلامی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۷)

فتح القدیر میں ہے:

الشرع جعل سبب ملک المباح سبق الید الیہ فاذا وکلہ بہ فاستولی علیہ سبق ملکہ لہ ملک الموکل ۴ ۔

شریعت نے مباح اشیاء میں ملک کا سبب سبقت ید کو بتایا ہے،تو جب کسی نے اس پر کسی کو وکیل بنایا اور اس نے اس پر استیلاء حاصل کرلیا موکل کی ملک اس پر ثابت ہوجائیگی تو وکیل مالک ہوجائیگا۔(ت) (۴ ؎ فتح القدیر فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ سکھر ۵/۴۱۰)

←

مسئلہ ۲: مٹی کسی کی ملک ہے اور دو شخصوں نے اس سے اینٹ بنانے یا پکانے کی شرکت کی تو یہ صحیح ہے کہ اجرکا

ہندیہ اجارات باب ۱۶ میں قنیہ سے ہے:

قال(۱) نصیر (ھو ابن یحیی) قلت (ای للامام ابی سلیمٰن الجوزجانی رحمھما اللہ تعالٰی) فان استعان بانسان یحتطب ویصطاد لہ (ای من دون اجر) قال الحطب والصید للعامل و کذا ضربۃ القانص قال استاذنا (وھو البدیع استاذ الزاھدی) وینبغی ان یحفظ ھذا فقد ابتلی بہ العامۃ والخاصۃ یستعینون بالناس فی الاحتطاب والاحتشاش وقطع الشوک والحاج عہ واتخاذ المجمدۃ فیثبت الملک للاعوان فیھا ولا یعلم الکل بھا فینفقونھا قبل الاستیھاب بطریقہ اوالاذن فیجب علیھم مثلھا اوقیمتھا وھم لایشعرون لجھلھم وغفلتھم اعاذنا اللہ عن الجھل ووفقنا للعلم والعمل اھ

نصیر (ابن یحیٰی نے) کہا، میں نے کہا (یعنی امام ابوسلیمان الجوزجانی کو) اگر کسی شخص نے لکڑیاں جمع کرنے یا شکار کرنے کیلئے دوسرے شخص کی مدد حاصل کی (یعنی بلا اجر) فرمایا اس صورت میں لکڑیاں اور شکار اُسی کا ہے جس نے کیا ہو، اور اسی طرح شکاری کا ایک مرتبہ جال ڈال کر شکار نکالنا، ہمارے استاذ نے فرمایا (یعنی بدیع استاذ الزاہدی) اور اسے یاد کرلینا چاہئے کیونکہ اس میں ہر عام وخاص مبتلا ہے، لوگ دوسروں سے لکڑیاں جمع کرانے، کانٹے اکٹھے کرانے اور گھاس جمع کرانے میں مدد لیتے ہیں، اسی طرح ایک قسم کا درخت منگواتے ہیں یا آسمانی برف جمع کراتے ہیں، توجولوگ عملاً یہ کام کرتے ہیں ان پر انہی لوگوں کی ملک ثابت ہوجائے گی، لوگ یہ مسئلہ نہیں جانتے، وہ ان لوگوں سے نہ تو اجازت لیتے ہیں، اور نہ ہی بطور ہبہ لیتے ہیں اور ان اشیاء کوخرچ کر بیٹھتے ہیں، تو ان پر ان کا مثل واجب ہوگا یا قیمت لازم آئے گی، ان کو جہالت کی وجہ سے اس کا علم نہیں یا قیمت لازم آئے گی، ان کو جہالت کی وجہ سے اس کا علم نہیں اللہ ہمیں جہل سے محفوظ رکھے اور ہمیں علم وعمل کی توفیق دے (آمین) اھ (ت)

عہ: الحاج باھمال اولہ واعجام اٰخرہ جمع حاجۃ وھی الشوک وقیل نبت من الحمض وقال ابن سیدۃ ضرب من الشوک وقیل شجر وقال ابو حنیفۃ الدینوری الحاج مماتدوم خضرتہ وتذھب عروقہ فی الارض بعیدا یتداوی بطبیخہ ولہ ورق دقاق طوال کانہ مساو للشوک فی الکثرۃ اھ من تاج العروس ۱۲ منہ غفرلہ۔ (م)

الحاج، حاء مہملہ اور جیم کے ساتھ، جمع حاجہ کی ہے، کانٹوں کو کہتے ہیں، ایک قول کے مطابق ترش گھاس ہے۔ ابن سیدہ کے مطابق کانٹوں کی ایک قسم ہے۔ ایک قول کے مطابق درخت ہے۔ اور ابوحنیفہ الدینوری نے فرمایا یہ ایسا درخت ہے جو سدا بہار رہتا ہے اور اُس کی جڑیں زمین میں دور تک چلی جاتی ہیں اس کو ابال کر دوا کے کام میں لایا جاتا ہے، اُن کے پتے باریک اور لمبے ہوتے ہیں اور کانٹوں کی طرح زیادہ ہوتے ہیں اھ تاج العروس ۱۲ منہ غفرلہ (ت) (۱ـ فتاوٰی ہندیہ الباب السادس عشر پشاور ۴/ ۴۵۱)

اقول: وقولہ لایعلم الکل بھا اشارۃ الی الجواب عن سؤال وھو انھم اذا اتوا بہ الی المستعین واعطوہ واخذ کان ھبۃ بالتعاطی فاجاب بانہ ھذا یکون لو علموا ان الملک قد ثبت للاعوان فیکون الاعطاء والاخذ ←

مطلب یہ ہے کہ اُس سے مٹی خرید کر اینٹ بنائینگے اور اُسکو پکائیں گے اور اینٹیں بیچ کر مالک کو قیمت دیدیں گے اور جو

ایجاب الھبة وقبولھا لکنھم جمیعا عنه غافلون وانما یحسبون المعونة فی کفایة المؤنة کمن ارسل احدا الی دارہ لیحمل منھا کرسیا مثلا یاتیه به.

میں کہتا ہوں اس کا قول لا یعلم الکل بھا ایک سوال کے جواب کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کارندے اِن اشیاء کو اُس شخص کے پاس لے آئیں جس نے ان کو جمع کرنیکا حکم دیا ہے تو وہ اسکو دے دیں اور یہ حاصل کر لے تو گویا انکی طرف سے دینا شمار ہوگا اور اس کی طرف سے لینا ہوگا، اور یہ ہبہ کا ایجاب وقبول شمار ہوگا تو اس کا جواب دیا کہ یہ اس وقت ہے کہ جب انہیں علم ہو کہ اعوان کیلئے ملک ثابت ہے تو یہ دینا لینا ہبہ کا ایجاب قبول ہوگا لیکن وہ سب کے سب اس سے غافل ہیں، اور وہ مدد کفایت مؤنت میں سمجھتے ہیں مثلاً کسی شخص نے ایک آدمی کو گھر میں بھیجا کہ وہاں سے کرسی اٹھالائے۔(ت)

اقول: ھو کما قال لکن الاذن(۱) ثابت لا شك وھم انما ینوون الاخذ له ولا یؤدونه الیه الا لیتصرف فیه ولا غصب منه حتی یجب الضمان.

میں کہتا ہوں وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا لیکن اِذن بلاشبہ ثابت ہے اور ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ وہ اُس شخص کیلئے لیں، اور اس کو دیتے بھی اس لئے ہیں کہ وہ اُس میں تصرف کرے، وہ غصب تو نہیں کر رہا ہے کہ ضمان واجب ہو۔(ت)

فان قلت لا یحسبون انفسھم ملا که وھو یاخذہ بجعل نفسه کانه ھو المستولی علیه بیدہ فیتصرف فیه علی انه ملکه فلم یتحقق الاذن لانھم لا یدرون انه لھم ویجعلھم یصیرله حتی یأذنوا له فی التصرف وانما یظن ویظنون انه لمالك له ولا عبرة بالظن البین خطؤہ کمن حسب(۱) ان الشیئ الفلانی من ودائع زید عند ابیه فاداہ الی وارثیه فتصرفوا ثم تبین انه لابیه لا لزید فأن له ان یرجع علیھم به قائما اوبضمانه ھالکا.

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ لوگ اپنے آپ کو ان اشیاء کا مالک نہیں سمجھتے ہیں، اور وہ شخص ان چیزوں پر اس طرح قابض ہوتا ہے گویا وہ ان چیزوں کا پہلا مالک ہے، اور اس طرح تصرف کرتا ہے گویا وہ ان چیزوں کا مالک ہو تو ایسی صورت میں اذن متحقق نہ ہوگا کیونکہ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ یہ چیز ان کی ملکیت میں ہے اور اُس کی مِلک میں اُسی وقت ہوگی جب وہ اِذن دیں، اور اِس صورت میں اس کو گمان ہے کہ وہ مالک ہے اور ان کو بھی گمان ہے کہ وہی مالک ہے، اور جس گمان کا خطا ہونا ظاہر ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں، مثلاً کوئی شخص یہ گمان کر بیٹھے کہ فلاں چیز زید کی امانتوں میں سے اس کے باپ کے پاس ہے اور اس پر گمان پر وہ چیز زید کے وارثوں کو دے دیتا ہے اور وہ اس میں تصرف کر لیتے ہیں پھر بعد میں اس کو پتا چلتا ہے کہ وہ چیز تو اس کے باپ ہی کی ہے زید کی نہیں ہے، تو اگر وہ چیز موجود ہو تو وہ ان سے واپس لے سکتا ہے اور اگر ہلاک ہوگئی ہے تو اس کا ضمان لے سکتا ہے،

فی العقود الدریة من کتاب الشرکة من دفع شیأ الیس بواجب علیه فله استردادہ الا اذا دفعه علی وجه الھبة واستھلکه القابض کما فی شرح النظم الوھبانی وغیرہ من المعتبرات اھ وفیھا وفی الخیریة من کتاب الوقف قد صرحوا بان من(۲) ظن ان علیه دینا فبان خلافه یرجع بما ادی ولو کان قد استھلکه ←

نفع ہوگا وہ ہمارا ہے اور اس صورت میں یہ شرکت وجوہ ہوگی۔(2)

مسئلہ ۴۳: دو شخصوں نے مباح چیز کے حاصل کرنے میں عقد شرکت کیا اور ایک نے اُس کو حاصل کیا اور دوسرا اس کا معین و مددگار رہا مثلاً ایک نے لکڑیاں کاٹیں دوسرا جمع کرتا رہا اسکے گٹھے باندھے اُسے اُٹھا کر بازار وغیرہ لے گیا یا ایک نے شکار پکڑا دوسرا جال اوٹھا کر لے گیا یا اور کام کیے تو اِس صورت میں بھی چونکہ شرکت صحیح نہیں مالک وہی ہے جس نے حاصل کیا یعنی مثلاً جس نے لکڑیاں کاٹیں یا جس نے شکار پکڑا اور دوسرے کو اسکے کام کی اُجرت مثل دی جائیگی اور اگر جال تاننے میں شریک نے مدد کی اور شکار ہاتھ نہیں آیا جب بھی اُسکی اُجرت مثل ملے گی۔(3)

مسئلہ ۴۴: شکار کرنے میں دونوں نے شرکت کی اور دونوں کا ایک ہی کتا ہے جس کو دونوں نے شکار پر چھوڑا یا

رجع ببدلہ ۲ ۔اھ۔

العقود الدریہ کے کتاب الشرکۃ میں ہے کہ جس نے کوئی ایسی چیز دی جو اُس پر واجب نہ تھی تو وہ اس کو واپس لے سکتا ہے، ہاں اگر بطور ہبہ دی ہو اور اس کے قبضہ میں ہلاک ہوگئی ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہے، یہی چیز شرح نظم وہبانی وغیرہ معتبر کتب میں ہے اھ اور اس میں اور الخیریہ کے کتاب الوقف کے حوالہ سے ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ گمان کیا کہ اُس پر دین ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ غلط ہے، تو جو دیا ہے وہ واپس لے گا، اور اگر وہ ہلاک ہوگیا ہو تو اس کا بدل لے گا اھ (ت)

(۱ ـ عقود الدریۃ کتاب الشرکۃ قندھار افغانستان ۱/ ۹۱) (۲ ـ فتاوٰی خیریہ کتاب الوقف بیروت ۱/ ۱۳۰)

اقول: ھذا فیما لو علم انہ لیس للمدفوع الیہ لم یدفع الیہ اما ھنا فانما یاتون بہ لہ ولو علموا ان الملك یقع لھم لم یتخلفوا عن اعطائہ لہ فرضاھم بتصرفہ فیہ ثابت علی کل تقدیر ولھذا لم یکترث بہ الخاصۃ فضلا عن العامۃ کما اعترف بہ فلا وجہ لنسبتھم الی الجھل والغفلۃ واقامۃ النکیر۔ھذا ما عندی والعلم بالحق عند اللطیف الخبیر۔

میں کہتا ہوں یہ اُس صورت میں ہے جبکہ اس کو یہ علم ہوا ہو کہ یہ مدفوع الیہ کے لئے نہ تھا تو اُس کو نہ دے گا، اور یہاں تو وہ اُسی کیلئے لاتے ہیں اور اگر ان کو یہ علم ہو کہ مِلک ان کیلئے واقع ہوگی تو اس کے دینے سے تخلف نہ کریں گے، تو اُن کا اُس کے تصرف پر راضی ہونا بہر تقدیر ثابت ہے اور اس لئے خاص لوگ بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے چہ جائیکہ عام لوگ، جیسا کہ خود انہوں نے اعتراف کیا، تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کو جہل، غفلت کی طرف منسوب کیا جائے یا انہیں نکیر کی جائے ہذا ما عندی الخ (ت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۲، ص ۴۹۶ ـ ۴۹۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۲، ص ۳۳۲.

(3) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۶، ص ۴۹۷.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۲، ص ۳۳۲.

دونوں نے ملکر جال تانا (4) تو شکار دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اور اگر کُتا ایک کا تھا اور اُسی کے ہاتھ میں تھا مگر چھوڑا دونوں نے تو شکار کا مالک وہی ہے جس کا کُتا ہے مگر اس نے اگر دوسرے کو بطور عاریت کُتا دیدیا ہے تو دوسرا مالک ہوگا اور اگر دونوں کے دو کُتے ہیں اور دونوں نے ملکر ایک شکار پکڑا تو برابر برابر بانٹ لیں اور ہر ایک کُتے نے ایک ایک شکار پکڑا تو جس کے کُتے نے جو شکار پکڑا اُسکا وہی مالک ہے۔(5)

مسئلہ ۵: گداگروں نے عقد شرکت کیا کہ جو کچھ مانگ لائیں گے وہ دونوں میں مشترک ہوگا یہ شرکت صحیح نہیں اور جس نے جو کچھ مانگ کر جمع کیا وہ اُسی کا ہے۔(6)

مسئلہ ۶: اگر شرکت فاسدہ میں دونوں شریکوں نے مال کی شرکت کی ہے تو ہر ایک کو نفع بقدر مال کے ملے گا اور کام کی کوئی اُجرت نہیں ملے گی، مثلاً دونوں نے ایک ایک ہزار کے ساتھ شرکت کی اور ایک نے یہ شرط لگادی ہے کہ میں دس ۱۰ روپیہ نفع کے لوں گا، اس شرط کی وجہ سے شرکت فاسد ہوگئی اور چونکہ مال برابر ہے، لہٰذا نفع برابر تقسیم کرلیں اور فرض کرو کہ صورت مذکورہ میں ایک ہی نے کام کیا ہو جب بھی کام کا معاوضہ نہ ملے گا۔(7)

مسئلہ ۷: شرکت فاسدہ میں اگر ایک ہی کا مال ہو تو جو کچھ نفع حاصل ہوگا اِسی مال والے کو ملے گا اور دوسرے کو کام کی اُجرت دی جائیگی مثلاً ایک شخص نے اپنا جانور دوسرے کو دیا کہ اس کو کرایہ پر چلاؤ اور کرایہ کی آمدنی آدھی آدھی دونوں لینگے یہ شرکت فاسد ہے اور کل آمدنی مالک کو ملے گی اور دوسرے کو اجر مثل (8)۔ یوہیں کشتی چند شخصوں کو دیدی کہ اس سے کام کریں اور آمدنی مالک اور کام کرنے والوں پر برابر برابر تقسیم ہوجائیگی تو یہ شرکت فاسد ہے اور اسکا حکم بھی وہی ہے۔(9)

مسئلہ ۸: ایک شخص کے پاس اونٹ ہے دوسرے کے پاس خچر، دونوں نے انھیں اُجرت پر چلانے کی شرکت کی یہ شرکت فاسد ہے اور جو کچھ اُجرت ملے گی اُس کو خچر اور اونٹ پر تقسیم کردینگے اونٹ کی اُجرت مثل اونٹ والے کو اور خچر کی اُجرت مثل خچر والے کو ملے گی اور اگر خچر اور اونٹ کو کرایہ پر چلانے کی جگہ خود ان دونوں نے بار برداری (یعنی بوجھ

---

(4) یعنی مِلکر جال پھیلایا۔

(5) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۳.

(6) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۲.

(7) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۶، ص۴۹۸.

(8) یعنی عام طور پر بازار میں اس کام کی جو اجرت ہے اُتنی ہی اجرت۔

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج۶، ص۴۹۸.

اٹھانے) پر شرکت عمل کی کہ بار برداری کریں گے اور آمدنی بحصہ مساوی بانٹ لیں گے تو یہ شرکت صحیح ہے اب اگرچہ ایک نے خچر لاکر بوجھا لادا اور دوسرے نے اونٹ پر بار کیا دونوں کو حسب شرط برابر حصہ ملے گا۔(10)

مسئلہ ۹: ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو جو نفع ہوگا اُس کو بحصہ مساوی تقسیم کرلینگے یہ شرکت بھی فاسد ہے نفع کا مالک وہ ہے جس نے پھیری کی اور جانور والے کو اُجرت مثل دینگے۔ یونہی اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لیے دیا کہ جو مچھلی ملے گی اوسے برابر بانٹ لیں گے تو مچھلی اُسی کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو اُجرت مثل ملے گی۔(11)

مسئلہ ۱۰: چند حمالوں نے یوں شرکت کی کہ کوئی بوری میں غلہ بھریگا اور کوئی اُٹھا کر دوسرے کی پیٹھ پر رکھیگا اور کوئی مالک کے گھر پہنچائے گا اور مزدوری جو کچھ ملے گی اُسے سب بحصہ مساوی تقسیم کرلینگے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے۔(12)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص کی گائے ہے اُس نے دوسرے کو دی کہ وہ اسے پالے چارہ کھلائے نگہداشت کرے اور جو بچہ پیدا ہو اُس میں دونوں نصف نصف کے شریک ہونگے تو یہ شرکت بھی فاسد ہے، بچہ اُس کا ہوگا جسکی گائے ہے اور دوسرے کو اُسی کے مثل چارہ دلایا جائیگا، جو اُسے کھلایا اور نگہداشت وغیرہ جو کام کیا ہے اسکی اُجرت مثل ملے گی۔ یونہی بکریاں چرواہوں کو جو اسطرح دیتے ہیں کہ وہ چرائے اور نگہداشت (دیکھ بھال) کرے اور بچہ میں دونوں شریک ہونگے یہ اُجرت بھی فاسد ہے بچہ اُس کا ہے جسکی بکری ہے اور چرواہے کو چرائی اور نگہداشت کی اُجرت مثل ملے گی یا مرغی دوسرے کو دیدیتے ہیں کہ انڈے جو ہونگے وہ نصف نصف دونوں کے ہونگے یا مرغی اور انڈے بٹھانے کے لیے دوسرے کو دیتے ہیں کہ بچے ہوکر جب بڑے ہوجائینگے تو دونوں بحصہ مساوی تقسیم کرلینگے یہ شرکت بھی فاسد ہے اور اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اس کے جواز کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ گائے بکری مرغی وغیرہ میں آدھی دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالیں اب چونکہ ان جانوروں میں شرکت ہوگئی بچے بھی مشترک ہونگے۔(13)

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۲، ص ۳۳۳.

ورد المحتار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج ۶، ص ۴۹۹.

(11) الدر المختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۶، ص ۴۹۸.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۲، ص ۳۳۴.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۲، ص ۳۳۴.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ۲، ص ۳۳۵.

←

مسئلہ ۱۲: دونوں شریکوں میں کوئی بھی مرجائے اُسکی موت کا علم شریک کو ہو یا نہ ہو بہر حال شرکت باطل ہوجائے گی یہ حکم شرکت عقد کا ہے اور شرکت ملک اگرچہ موت سے باطل نہیں ہوتی مگر بجائے میت اب اُسکے ورثہ شریک ہونگے۔(14)

مسئلہ ۱۳: تین شخصوں میں شرکت تھی ان میں ایک کا انتقال ہوگیا تو دو باقیوں میں بدستور شرکت باقی ہے۔(15)

مسئلہ ۱۴: شریکوں میں سے معاذ اللہ کوئی مرتد ہوکر دارالحرب کو چلا گیا اور قاضی نے اُسکے دارالحرب میں لحوق کا حکم (یعنی دارالحرب میں چلے جانے کا حکم) بھی دیدیا تو یہ حکما موت ہے اور اُس سے بھی شرکت باطل ہوجاتی ہے کہ اگر وہ پھر مسلم ہوکر دارالحرب سے واپس آیا تو شرکت عود نہ کریگی (یعنی پہلی شرکت دوبارہ قائم نہ ہوگی) اور اگر مرتد ہوا مگر ابھی دارالحرب کو نہیں گیا یا چلا بھی گیا مگر قاضی نے اب تک لحوق کا حکم نہیں دیا ہے تو شرکت باطل ہونیکا حکم نہ دینگے بلکہ ابھی موقوف رکھیں گے اگر مسلمان ہوگیا تو شرکت بدستور ہے اور اگر مرگیا یا قتل کیا گیا تو شرکت باطل ہوگئی۔(16)

مسئلہ ۱۵: دونوں میں ایک نے شرکت کو فسخ (ختم) کردیا اگرچہ دوسرا اِس فسخ پر راضی نہ ہو جب بھی شرکت فسخ ہوگئی بشرطیکہ دوسرے کو فسخ کرنے کا علم ہو اور دوسرے کو معلوم نہ ہوا تو فسخ نہ ہوگی اور یہ شرط نہیں کہ مال شرکت روپیہ اشرفی ہو بلکہ اگر تجارت کے سامان موجود ہیں جو فروخت نہیں ہوئے اور ایک نے فسخ کردیا جب بھی فسخ ہوجائے گی۔(17)

مسئلہ ۱۶: ایک شریک نے شرکت سے انکار کردیا یعنی کہتا ہے میں نے تیرے ساتھ شرکت کی ہی نہیں تو شرکت جاتی رہی اور جو کچھ شرکت کا مال اُسکے پاس ہے اُس میں شریک کے حصہ کا تاوان دینا ہوگا کہ شریک امین ہوتا ہے اور امانت سے انکار خیانت ہے اور تاوان لازم اور اگر شرکت سے انکار نہیں کرتا بلکہ کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کام نہ کرونگا تو یہ بھی فسخ ہی ہے شرکت جاتی رہیگی اور اموال شرکت کی قیمت اپنے حصہ کے موافق شریک سے لیگا اور شریک نے اموال کو بیچ کر کچھ منافع حاصل کیے تو منفعت سے اسے کچھ نہ ملے گا۔(18)

وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج۶، ص۴۹۹۔

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج۶، ص۴۹۹۔

(15) البحرالرائق، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۵، ص۳۰۸۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۵۔

(17) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۶، ص۵۰۰۔

(18) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۶، ص۵۰۰۔

←

مسئلہ ۱۷: تین شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں دو شرکت کو توڑنا چاہتے ہوں تو جب تک تیسرا بھی موجود نہ ہو شرکت توڑ نہیں سکتے۔(19)

مسئلہ ۱۸: اگر ایک شریک پاگل ہوگیا اور جنوں بھی مُمتد ہے (طویل ہے) تو شرکت جاتی رہی اور دوسرے شریک نے بعد امتداد جنون (یعنی جنون کے طویل ہونے کے بعد) جو کچھ تصرف کیا یعنی شرکت کی چیزیں فروخت کیں اور نفع ملا تو سارا نفع اسی کا ہے مگر مجنون کے حصہ میں جو نفع آتا اُسے تصدق (صدقہ) کر دینا چاہیے کہ مِلک غیر (دوسرے کی ملکیت) میں بغیر اجازت تصرف کر کے نفع حاصل کیا ہے اور بطلان شرکت کی دوسری صورتوں میں بھی ظاہر یہی ہے کہ شریک کے حصہ کے مقابل میں جو نفع ہے اُسے تصدق کر دے۔(20)

❁❁❁❁❁

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۹.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الخامس فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۲، ص۳۳۶.

(20) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج۶، ص۵۰۰۔۵۰۱.

شرکت کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: شریک کو یہ اختیار نہیں کہ بغیر اسکی اجازت کے اسکی طرف سے زکاۃ ادا کرے اگر زکاۃ دیگا تاوان دینا پڑے گا اور زکاۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ہر ایک نے دوسرے کو زکاۃ دینے کی اجازت دی ہے اپنی اور شریک دونوں کی زکاۃ دیدی تو اگر یہ دینا بیک وقت ہو تو ہر ایک کو دوسرے کی زکاۃ کا تاوان دینا ہوگا اور دونوں باہم مقاصہ (ادلا بدلا) کر سکتے ہیں کہ نہ میں تم کو تاوان دوں نہ تم مجھ کو جبکہ دونوں نے ایک مقدار سے زکاۃ ادا کی ہو یعنی مثلاً اس نے اُسکی طرف سے دس ۱۰ روپے دیے اور اُس نے اسکی طرف سے دس ۱۰ روپے دیے اور اگر ایک نے دوسرے کی طرف سے زیادہ دیا ہے اور دوسرے نے اسکی طرف سے کم تو زیادہ کو واپس لے اور باقی میں مقاصہ کرلیں اور اگر بیک وقت دینا نہ ہوا ایک نے پہلے دیدی دوسرے نے بعد کو تو پہلے والا کچھ نہ دیگا اور بعد والا تاوان دے بعد والے کو معلوم ہو کہ اس نے خود زکاۃ دیدی ہے یا معلوم نہ ہو بہر حال تاوان اُسکے ذمہ ہے۔ یوہیں علاوہ شریک کے کسی اور کو زکاۃ یا کفارہ کے لیے اس نے مامور (مقرر) کیا تھا اور اس نے خود اس کے پہلے یا بیک وقت ادا کر دیا تو مامور کا ادا کرنا صحیح نہ ہوگا اور تاوان دینا پڑیگا۔(1)

مسئلہ ۲: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے ایک نے دوسرے سے وطی کرنے (ہمبستری کرنے) کے لیے کنیز (لونڈی) خریدنے کی اجازت مانگی دوسرے نے صریح لفظوں میں اجازت دیدی اُس نے خرید لی تو یہ کنیز مشترک نہ ہوگی بلکہ تنہا اُسی کی ہے اور شریک کی طرف سے اسکو ہبہ سمجھا جائیگا مگر بائع ہر ایک سے ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر شریک نے صاف لفظوں میں اجازت نہ دی مثلاً سکوت کیا (خاموش رہا) تو یہ اجازت نہیں اور وہ خریدے گا تو کنیز مشترک ہوگی اور وطی جائز نہیں ہوگی۔(2)

مسئلہ ۳: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اُس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کرلے مشتری نے کہا شریک کرلیا اگر یہ باتیں اُسوقت ہوئیں کہ مشتری نے مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کرلیا ہے تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اُسکے ہاتھ بیع کرنا ہے اور بیع اُسی چیز کی ہو سکتی

---

(1) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج ٦، ص ٥٠١۔

تبیین الحقائق، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج ٤، ص ٥٠١-٥٠٢۔

(2) الدر المختار، کتاب الشرکۃ، فصل في الشرکۃ الفاسدۃ، ج ٦، ص ٥٠١۔

ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہوگی تو نصف ثمن (آدھی قیمت) دینا لازم ہوگا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے البتہ اگر بیان کر دیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اُتنی ہی شرکت ہوگی اور اُسی کے موافق ثمن دینا لازم ہوگا۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے دوسرے نے کہا مجھے اس میں شریک کر لے اُسنے منظور کرلیا پھر تیسرا شخص اُسے ملا اسنے بھی کہا مجھے اس میں شریک کر لے اور اسکو شریک کرنا بھی منظور کیا تو اگر اس تیسرے کو معلوم تھا کہ ایک شخص کی شرکت ہو چکی ہے تو تیسرا ایک چوتھائی کا شریک ہے اور دوسرا نصف کا اور اگر معلوم نہ تھا تو یہ بھی نصف کا شریک ہوگیا یعنی دوسرا اور تیسرا دونوں شریک ہیں اور پہلا شخص اب اُس چیز کا مالک نہ رہا اور یہ شرکت شرکتِ ملک ہے۔(4)

مسئلہ ۵: ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو کچھ آج یا اس مہینے میں میں خریدوں گا اُس میں ہم دونوں شریک ہیں یا کسی خاص قسم کی تجارت کے متعلق کہا مثلاً جتنی گائیں یا بکریاں خریدوں گا اُن میں ہم دونوں شریک ہیں اور دوسرے نے منظور کیا تو شرکت صحیح ہے۔(5)

مسئلہ ۶: دو ۲ شخصوں کا دَین (قرض) ایک شخص پر واجب ہوا اور ایک ہی سبب سے ہو تو وہ دَین مشترک ہے مثلاً دونوں کی ایک مشترک چیز تھی اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچا یا دونوں نے اپنی چیز ایک عقد کے ساتھ کسی کے ہاتھ بیع کی تو یہ دین مشترک ہے یا دونوں نے اُسے ایک ہزار قرض دیا یا دونوں کے مورث کا (یہ دونوں جس کے وارث ہیں اس کا یعنی مرنے والے کا) کسی پر دین ہے یہ سب دین مشترک کی صورتیں ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اِس دَین میں کا ایک نے وصول کیا تو اس میں دوسرا بھی شریک ہے اپنے حصہ کے موافق تقسیم کرلیں اور جو چیز وصول کی ہے اُسکی جگہ پر اپنے شریک کو دوسری چیز دینا چاہتا ہے تو بغیر اُسکی مرضی کے نہیں دے سکتا یا یہ دوسری چیز لینا چاہتا ہے تو اسکی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا اور جس نے وصول نہیں کیا ہے اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وصول کنندہ (وصول کرنے والا) سے نہ لے بلکہ مدیون (مقروض) سے یہ بھی وصول کرے مگر جبکہ مدیون نے تمام مطالبہ ادا کر دیا ہے تو اب مدیون سے وصول نہیں کرسکتا بلکہ شریک ہی سے لے گا۔(6)

---

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، مطلب: یرجح القیاس، ج۶، ص۵۰۱۔۵۰۲۔

(4) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۶، ص۵۰۱۔۵۰۲۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب الاول فی بیان انواع الشرکۃ وأرکانھا... الخ، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۰۲، وغیرہ۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۶۔

مسئلہ ۷: دو شخصوں کا دین کسی پر واجب ہے مگر دونوں کا ایک سبب نہ ہو بلکہ دو سبب خواہ حقیقۃً دو ہوں یا حکماً تو یہ دین مشترک نہیں مثلاً دونوں نے اپنی دو چیزیں ایک شخص کے ہاتھ بیچیں اور ہر ایک نے اپنی چیز کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا یا دونوں کی ایک مشترک چیز تھی وہ بیچی اور اپنے اپنے حصہ کا ثمن بیان کر دیا تو اب دین مشترک نہ رہا اور ایک نے مشتری (خریدار) سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اس سے اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔(7)

مسئلہ ۸: ایک شخص پر ہزار روپیہ دَین تھا دو شخصوں نے اسکی ضمانت کی اور ضامنوں نے اپنے مشترک مال سے ہزار ادا کر دیے پھر ایک ضامن نے مدیون سے کچھ وصول کیا تو دوسرا بھی اس میں شریک ہے اور اگر ضامن نے اُس سے روپیہ وصول نہیں کیا بلکہ اپنے حصہ کے بدلے میں مدیون سے کوئی چیز خرید لی تو دوسرا اُس چیز کا نصف ثمن اُس سے وصول کر سکتا ہے اور اگر دونوں چاہیں تو اُس چیز میں شرکت کر لیں اور اگر ایک ضامن نے چیز نہیں خریدی بلکہ اپنے حصہ دین کے مقابل میں اُس چیز پر مصالحت (صلح) کی اور چیز لے لی اب دوسرا مطالبہ کرتا ہے تو پہلے کو اختیار ہے کہ آدھی چیز دیدے یا اُسکے حصہ کا آدھا دین ادا کر دے اور مال مشترک سے ادا نہ کیا ہو تو دوسرا اُس میں شریک نہیں اور اب جو کچھ اپنا حق وصول کریگا دوسرے کو اُس سے تعلق نہیں۔(8)

مسئلہ ۹: دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار روپے دین ہیں اُن میں ایک نے پورے ہزار سے سو روپیہ میں صلح کر لی اور یہ سو روپے اُس سے لے بھی لیے اسکے بعد شریک نے جو کچھ اُس نے کیا جائز رکھا تو سو میں سے پچاس اُسے ملیں گے اور اگر قابض کہتا ہے کہ وہ روپے میرے پاس سے ضائع ہو گئے تو شریک کو اسکا تاوان نہیں ملے گا کہ جب اُس نے سب کچھ جائز کر دیا تو یہ امین ہوا اور امین پر تاوان نہیں اور اگر شریک نے صلح کو جائز رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ جو کچھ اُس نے کیا میں نے سب جائز رکھا تو یہ شریک مدیون سے اپنے حصہ کے پچاس وصول کر سکتا ہے اور مدیون یہ پچاس اُس سے واپس لے گا جس کو سو روپے دیے ہیں کہ اس صورت میں صلح کی اجازت ہے قبضہ کی نہیں تو امین نہ ہوا۔(9)

مسئلہ ۱۰: ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہو گیا تو دوسرا بقدر اپنے حصہ کے اُس مکان میں سکونت (رہائش) کر سکتا ہے اور اگر وہ مکان خراب ہو گیا اور اسکی سکونت کی وجہ سے خراب ہوا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔(10)

---

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۴۷.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۴۶-۳۴۷.

(9) المرجع السابق، ص۳۴۰.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۴۱.

←

مسئلہ ۱۱: مکان دو شخصوں میں مشترک تھا اور تقسیم ہو چکی ہے اور ہر ایک کا حصہ ممتاز (معلوم) ہے اور ایک حصہ کا مالک غائب ہوگیا تو دوسرا اُس میں سکونت نہیں کرسکتا اور نہ بغیر اجازت قاضی اُسے کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر خالی پڑا رہنے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسکو کرایہ پر دیدے اور کرایہ مالک کے لیے محفوظ رکھے اور دو شخصوں میں مشترک کھیت ہے اور ایک شریک غائب ہوگیا تو اگر کاشت کرنے سے زمین اچھی ہوتی رہے گی تو پوری زمین میں کاشت کرے جب دوسرا شریک آجائے تو جتنی مدت اُس نے کاشت کی ہے وہ کرلے اور اگر کاشت سے زمین خراب ہوگی یا کاشت نہ کرنے میں اچھی ہوگی تو کُل زمین میں کاشت نہ کرے بلکہ اپنے ہی حصہ کی قدر میں زراعت کرے۔(11)

مسئلہ ۱۲: غلہ یا روپیہ مشترک ہے اور ایک شریک غائب ہے اور جو موجود ہے اُسے ضرورت ہے تو اپنے حصہ کے لائق (مطابق) لے کر خرچ کرسکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: دو شخص شریک ہوں اور ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہو اور شریک کو کام کرنا اور اُس پر خرچ کرنا ضروری ہو، اگر بغیر اجازت شریک خرچ کریگا تو یہ خرچ کرنا تبرع (احسان) ہوگا اور اسکا معاوضہ کچھ نہ ملے گا، مثلاً چکی دو ۲ شخصوں میں مشترک ہے اور عمارت خراب ہوگئی مرمت کی ضرورت ہے اور بغیر اجازت ایک نے مرمت کرادی تو اُس کا خرچہ شریک سے نہیں لے سکتا یا شریک سے اس نے اجازت طلب کی اُس نے کہہ دیا کہ کام چل سکتا ہے مرمت کی ضرورت نہیں اور اس نے صرف کردیا تو کچھ نہیں پائیگا یا کھیت مشترک ہے اور اُس پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے یا غلام مشترک ہے اُس کو نفقہ وغیرہ دینا ضروری ہے ان میں بھی بغیر اجازت صرف کرنے پر کچھ نہیں پائے گا کیونکہ ان سب شریکوں کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اگر وہ اجازت نہیں دیتا قاضی کے پاس دعویٰ کردے قاضی اُسے خرچ کرنے پر مجبور کریگا پھر اسے خرچ کرنے کی کیا حاجت رہی، لہٰذا تبرع ہے۔ اور اگر خرچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور یہ بغیر خرچ کیے اپنا کام نہیں چلاسکتا تو بغیر اجازت خرچ کرنا تبرع نہیں مثلاً دو منزلہ مکان ہے اوپر کا ایک شخص کا ہے اور نیچے کا دوسرے کا، نیچے کا مکان گر گیا اور یہ اپنا حصہ نہیں بنواتا کہ بالاخانہ والا اسکے اوپر تعمیر کرائے اور نیچے والا بنوانے پر مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا اگر بالاخانہ والے نے نیچے کے مکان کی تعمیر کرائی تو متبرع (احسان کرنے والا) نہیں۔ یوہیں مشترک دیوار ہے جس پر ایک شریک نے کڑیاں (شہتیر) ڈال کر اپنے مکان کی چھت پاٹی

والدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۶، ص۵۰۶

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۴۱-۳۴۲.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۴۲.

ہے اور یہ دیوار گرگئی شریک جب تک یہ دیوار تعمیر نہ کرائے اُسکا کام نہیں چل سکتا تو دیوار بنانا تبرع نہیں اور اگر شریک کواس کام کا کرنا ضروری نہ ہو اور بغیر اجازت کریگا تو تبرع ہے۔ جیسے دو شخصوں میں مکان مشترک ہے اور خراب ہو رہا ہے اسکی تعمیر ضروری ہے مگر بغیر اجازت جو صرفہ (خرچہ) کریگا اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا کہ ہوسکتا ہے مکان تقسیم کرا کے اپنے حصہ کی مرمت کرالے پورے مکان کی مرمت کرانے کی اسکو کیا ضرورت ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: تین جگہوں میں شریک کو مرمت و تعمیر پر مجبور کیا جائے گا۔ 1 وصی و 2 ناظرِ اوقاف (مال وقف کی نگرانی کرنے والا) 3 اور اُس چیز کے قابل قسمت (تقسیم کے قابل) نہ ہونے میں۔ وصی کی صورت یہ ہے کہ دو نابالغ بچوں میں دیوار مشترک ہے جس پر چھت پٹی ہے (ڈالی ہوئی ہے) اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے اور دونوں نابالغوں کے دو وصی ہیں ایک وصی مرمت کرانے کو کہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے قاضی ایک امین بھیجے گا اگر یہ بیان کرے کہ مرمت کی ضرورت ہے تو جو انکار کرتا ہے اُسے مرمت کرانے پر قاضی مجبور کریگا۔ یوہیں اگر مکان دو وقفوں میں مشترک ہے جسکی مرمت کی ضرورت ہے اور ایک کا متولی انکار کرتا ہے تو قاضی اُسے مجبور کریگا۔ اور غیر قابل قسمت مثلاً نہر یا کوآں یا کشتی اور حمام اور چکی کہ ان میں مرمت کی ضرورت ہوگی تو قاضی جبراً مرمت کرائے گا۔(14)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے دوسرے کو اِس طور پر مال دیا کہ اس میں کا آدھا اُسے بطور قرض دیا ہے اور دونوں نے اس روپیہ سے شرکت کی اور مال خریدا اور جس نے روپیہ دیا ہے وہ اپنے قرض کا روپیہ طلب کررہا ہے اور ابھی تک مال فروخت نہیں ہوا کہ روپیہ ہوتا اگر فروخت تک انتظار کرے فبہا (توصحیح) ورنہ مال کی جو اس وقت قیمت ہو اُسکے حساب سے اپنے قرض کے بدلے میں مال لے لے۔(15)

مسئلہ ۱۶: مشترک سامان لاد کر ایک شریک لے جارہا ہے اور دوسرا شریک موجود نہیں ہے راستے میں بار برداری کا جانور (سامان اٹھا کر لے جانے والا جانور) تھک کر گر پڑا اور مال ضائع ہونے یا نقصان کا اندیشہ ہے اس نے شریک کی عدم موجودگی میں بار برداری کا دوسرا جانور کرایہ پر لیا تو حصہ کی قدر شریک سے کرایہ لے گا اور اگر مشترک جانور تھا جو بیمار ہوگیا شریک کی عدم موجودگی میں ذبح کر ڈالا اگر اُسکے بچنے کی اُمید تھی تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں اور شریک کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کردے تو بہر حال تاوان ہے۔ یوہیں چرواہے نے بیمار جانور کو ذبح کر ڈالا اور اچھے

---

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب مہم: فیما اذا امتنع الشریک من العمارۃ...الخ، ج۶، ص۵۰۸.

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب مہم: فیما اذا امتنع الشریک من العمارۃ...الخ، ج۶، ص۵۰۸.

(15) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، ج۶، ص۵۰۵.

ہونے کی اُمید نہ تھی تو چرواہے پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے۔ اور اجنبی پر بہر حال تاوان ہے۔(16)

مسئلہ ۱۷: مشترک جانور بیمار ہوگیا اور بیطار (جانور کے علاج کرنے والے) نے داغنے کو کہا اور داغ دیا اس سے جانور مرگیا تو کچھ نہیں اور بغیر بیطار کی رائے کے خود کرے تو تاوان ہے۔(17)

مسئلہ ۱۸: کھیت مشترک تھا اسکو ایک شریک نے بغیر اجازت بودیا دوسرا شریک نصف بیج دینا چاہتا ہے تاکہ زراعت مشترک رہے اگر جمنے (اُگنے) کے بعد دیا ہے جائز ہے اور پہلے دیا تو ناجائز اور دوسرا شریک کہتا ہے کہ میں اپنا حصہ بھی زراعت کا اوکھاڑلوں گا (یعنی پودے جڑوں سمیت نکال لوں گا) تو تقسیم کردی جائے اسکے حصہ میں جتنی کھیتی پڑے اوکھڑوالے۔(18)

مسئلہ ۱۹: ایک شریک نے مدیون کی کوئی چیز ہلاک کردی اور اسکا تاوان لازم آیا اس نے مدیون سے مقاصہ (ادلا بدلا) کرلیا تو اس کا نصف دوسرا شریک اِس شریک سے وصول کرسکتا ہے کیونکہ مقاصہ کی وجہ سے نصف دین وصول ہوگیا۔ یوہیں ایک شریک نے اپنے حصہ دَین کے بدلے میں مدیون کی کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھی اور وہ چیز ہلاک ہوگئی تو دوسرا شریک اس کا نصف اس شریک سے وصول کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر مدیون نے ایک شریک کو اُسکے حصہ کے لائق کسی کو ضامن دیا یا کسی پر حوالہ کردیا تو ضامن یا حوالہ والے سے جو کچھ وصول ہوگا دوسرا شریک اس میں سے اپنا حصہ لے گا۔(19)

مسئلہ ۲۰: دوشریکوں کے ایک شخص پر ہزار روپے باقی ہیں اور ایک شریک دوسرے کے لیے مدیون کی طرف سے ضامن ہوا تو یہ ضمان باطل ہے اور اِس ضمان کی وجہ سے ضامن نے دوسرے کو اُسکا حصہ ادا کردیا تو اس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے اور اگر بغیر ضامن ہوئے شریک کو روپیہ ادا کردیا تو ادا کرنا صحیح ہے اور اِس میں سے اپنا حصہ واپس نہیں لے سکتا اور فرض کیا جائے کہ مدیون سے وصول ہی نہ ہوسکا جب بھی شریک سے مطالبہ نہیں کرسکتا اور اگر مدیون خود یا اجنبی نے اسکے شریک کا حصہ ادا کردیا ہے اور اُس نے برقرار رکھا اپنا حصہ اُس میں سے نہ لیا اور مدیون سے اسکا حصہ وصول نہیں ہوسکتا ہے تو شریک کو جو کچھ ملا ہے اُس میں سے اپنا حصہ واپس لے سکتا ہے۔(20)

---

(16) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الشرکۃ، فصل فی شرکۃ العنان، ج۲، ص۴۹۳۔

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: دفع الفاعلی أنّ نصفہ قرض... إلخ، ج۶، ص۵۰۶۔

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشرکۃ، مطلب: دفع الفاعلی ان نصفہ قرض ونصفہ... إلخ، ج۶، ص۵۰۶۔

(18) الدرالمختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، ج۶، ص۵۱۱۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۹۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ج۲، ص۳۳۶۔

وقف کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب انسان مرجاتا ہے اُسکے عمل ختم ہوجاتے ہیں، مگر تین چیزوں سے (کہ مرنے کے بعد اُنکے ثواب اعمال نامہ میں درج ہوتے رہتے ہیں۔) 1 صدقہ جاریہ (مثلاً مسجد بنادی، مدرسہ بنایا کہ اسکا ثواب برابر ملتا رہے گا)۔ یا 2 علم جس سے اُسکے مرنے کے بعد لوگوں کو نفع پہنچتا رہتا ہے۔ یا 3 نیک اولاد چھوڑ جائے جو مرنے کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے۔ (1)

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم و ترمذی و نسائی وغیرہا میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں ایک زمین ملی۔ اُنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ عرض کی، کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھ کو ایک زمین خیبر میں ملی ہے کہ اُس سے زیادہ نفیس کوئی مال مجھ کو

(1) صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، الحدیث: ۱۴-(۱۶۳۱)، ص۸۸۶

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ انسان سے مراد مسلمان ہے عمل سے مراد نیکیوں کا ثواب، جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ بعض مقبول قبر میں نماز وقرآن پڑھتے ہیں جیسا کہ احادیث میں ہے کیونکہ ان اعمال پر ثواب نہیں اسی لئے ہی مردے زندوں سے ثواب بخشنے کی تمنا کرتے ہیں جیسا کہ روایات میں ہے کیونکہ ثواب زندگی کے اعمال پر ہے۔

۲۔ یہ تین چیزیں جن کا ثواب مرنے کے بعد خواہ مخواہ پہنچتا رہتا ہے کوئی ایصال ثواب کرے یا نہ کرے۔ صدقہ جاریہ سے مراد اوقاف ہیں جیسے مسجدیں، مدرسے، وقف کیے ہوئے باغ جن سے لوگ نفع اٹھاتے رہتے ہیں، ایسے ہی علم سے مراد دینی تصانیف، نیک شاگرد جن سے دینی فیضان پہنچتے رہیں۔ نیک اولاد سے مراد عالم عامل بیٹا۔ مرقاۃ نے فرمایا کہ یَدْعُوْا کی قید ترغیبی ہے یعنی بیٹے کو چاہیئے کہ باپ کو دعائے خیر میں یاد رکھے حتی کہ نماز میں ماں باپ کو دعائیں پہلے دے بعد میں سلام پھیرے ورنہ اگر نیک بیٹا دعا بھی نہ کرے ماں باپ کو ثواب ملتا رہے گا۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اس کے خلاف نہیں جس میں ارشاد ہوا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے قیامت تک ثواب ملتا ہے یا فرمایا گیا کہ نمازی کو ہمیشہ ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ وہ سب چیزیں صدقہ جاریہ ہیں یا نافع علم میں داخل ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۱، ص۲۰۱)

کبھی نہیں ملا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسکے متعلق کیا حکم دیتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو اصل کو روک لو (وقف کردو) اور اسکے منافع کو تصدق کر دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو اس طور پر وقف کیا کہ اصل نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ اُسمیں وراثت جاری ہو اور اُسکے منافع فقرا اور رشتہ والوں اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر و مہمان میں خرچ کیے جائیں اور خود متولی اس میں سے معروف کے ساتھ کھائے یا دوسرے کو کھلائے تو حرج نہیں بشرطیکہ اُس میں سے مال جمع نہ کرے۔ (2)

(2) صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوقف، الحدیث: ۱۵۔(۱۶۳۲)، ص ۸۸۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ جس میں بہترین باغ تھے، اولاً تو زمین خیبر خود ہی بہت سبزہ زار ہے، پھر اس میں باغات بھی تھے جن کی آمدنی بہت تھی اس لیے آپ کو یہ زمین بہت ہی پسند آئی، یہ واقعہ غزوہ خیبر کے بعد کا ہے۔

۲۔ کیونکہ اولاتو مال غیر منقول ویسے بھی اعلیٰ ہوتا ہے، خصوصاً خیبر کی زمین زرخیز وسبزہ زار جو پشتہا پشت تک کام آئے، ایسا اعلیٰ مال میرے پاس کبھی نہ آیا تھا۔

۳۔ یعنی اس مال کو راہ خدا میں خیرات کرنا چاہتا ہوں مگر خبر نہیں کہ کیسی خیرات بہتر ہوگی۔ یہ عمل تھا اس آیت پر کہ "لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ" اپنی پیاری چیز خیرات کرنا افضل ہے۔

۴۔ یعنی بہتر یہ ہوگا کہ یہ باغ فقراء پر وقف کردو کہ مالک کوئی نہ ہوں، فروخت وغیرہ کا کسی کو حق نہ ہو اور اس سے نفع سارے فقراء اٹھائیں، یہ وقف صدقہ جاریہ ہوگا۔

۵۔ قرابتداروں سے مراد یا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتدار مراد ہیں یا اپنے یا دونوں۔ فقراء سے مراد عام مدینہ کے فقراء خصوصاً اہل صفہ، رقاب سے مراد مکاتب غلاموں کا بدل کتابت ادا کرکے انہیں آزاد کرنا یا مقروض کے قرض ادا کرنا مہمانوں سے مراد غرباء اہل مدینہ کے گھر آنے والے مہمان جن کی وہ خاطر تواضع مہمان نوازی نہ کرسکیں، ان مہمانوں کو اس باغ کی آمدنی سے دیا جائے، اللہ کی راہ سے مراد غازی، مسافر وغیرہ ہیں۔

٦۔ یعنی اس باغ کے منتظم و متولی کو بھی اجازت ہوگی کہ اپنی اجرت اس باغ سے لے لے کہ اسی میں سے کھائے، اپنے بچوں، دوستوں کو کھلائے مگر فساد کی نیت سے نہ ہو بلکہ اجرت وصول کرنے کی نیت سے۔

ے۔ یعنی دفع ضرورت کے لیے خرچ کرے، مال جمع نہ کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین یا باغ کا وقف درست ہے اور مال وقف کی نہ بیع درست ہے، نہ ہبہ، نہ تملیک، یہ بھی معلوم ہوا وقف کرنا بہت اعلیٰ عبادت ہے کہ یہ صدقہ جاریہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کیسے مخلص مومن تھے کہ ہمیشہ اعلیٰ کاموں میں سبقت فرماتے تھے، یہ بھی معلوم ہوا کہ خیبر صلح سے حاصل نہ ہوا بلکہ جنگ سے فتح کیا گیا اسی لیے وہاں کی زمین غازیوں میں تقسیم کردی گئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ صحت وقف کے لیے متولی مقرر کرنا لازم نہیں، دیکھو حضرت عمر نے ←

حدیث ۳: ابن جریر محمد بن عبدالرحمن قرشی سے راوی، کہ حضرت عثمان بن عفان و زبیر بن عوام و طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے مکانات وقف کیے تھے۔(3)

حدیث ۴: ابن عساکر نے ابی معشر سے روایت کی، کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقف میں یہ شرط کی تھی، کہ اُنکی اکابر اولاد سے جو دین دار اور صاحبِ فضل ہو، اُسکو دیا جائے۔(4)

حدیث ۵: ابوداود و نسائی سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، انھوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا (میں ایصالِ ثواب کے لیے کچھ صدقہ کرنا چاہتا ہوں) تو کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ (کہ پانی کی وہاں کمی تھی اور اسکی زیادہ حاجت تھی) اُنھوں نے ایک کوآں کھودوا دیا اور کہہ دیا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے (5) یعنی اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

کسی کو متولی نہ بنایا بلکہ قاعدہ مقرر فرمادیا کہ متولی کو یہ حقوق ہوں گے، یہ بھی معلوم ہوا کہ متولی وقف سے خرچ کرسکتا ہے کھا کھلا سکتا ہے۔خیال رہے کہ واقف خود بھی ایسے وقف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے،حضرت عثمان غنی نے بیر رومہ وقف کیا مگر خود بھی اس کا پانی پیتے تھے لہذا واقف اپنے وقف کردہ قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے،اپنی مسجد میں نماز،اپنے کنوئیں سے پانی حاصل کرسکتا ہے۔یہ حدیث بہت سے مسائل وقف کی اصل ہے۔اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمایئے۔وقف علی الاولاد بھی درست ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۰۶)

(3) کنز العمال، کتاب الوقف، قسم الافعال، الحدیث: ۴۶۱۴۳، ج ۱۶، ص ۲۷۰.

(4) کنز العمال، کتاب الوقف قسم الافعال، الحدیث: ۴۶۱۴۴، ج ۱۶، ص ۲۷۰.

(5) سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الحدیث: ۱۶۸۱، ج ۲، ص ۱۸۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی میں کونسا صدقہ دے کر ان کی روح کو اس کا ثواب بخشوں۔اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات میت کو نیک اعمال خصوصا مالی صدقہ کا ثواب بخشنا سنت ہے،قرآن کریم میں جو فرمایا گیا:"لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ" یا فرمایا گیا "لَيْسَ لِلْاِنْسٰنِ اِلَّا مَا سَعٰی"۔جن سے معلوم ہوا کہ انسان کو صرف اپنی کی ہوئی نیکیاں فائدہ مند ہیں وہاں بدنی فرائض مراد ہیں اسی لیے وہاں کسبت یا سعٰی ارشاد ہوا یعنی کوئی کسی کی طرف سے فرض نمازیں ادا نہیں کرسکتا ثواب ہر عمل کا بخش سکتے ہیں لہذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں،قرآن کریم سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ نیکوں کی برکت سے بروں کی آفتیں ٹل جاتی ہیں،رب تعالٰی فرماتا ہے:"وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا"۔

۲؎ یعنی ان کی طرف سے پانی کی خیرات کرو کیونکہ پانی سے دینی دنیوی منافع حاصل ہوتے ہیں خصوصا ان گرم وخشک علاقوں میں جہاں پانی کی کمی ہو بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں،عام مسلمان ختم فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی بھی رکھ دیتے ہیں ان سب کا ←

مُردوں کو ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کو نامزد کر دینا کہ یہ فلاں کے لیے ہے یہ بھی جائز ہے، نامزد کرنے سے وہ چیز حرام نہیں ہو جاتی۔

ماخذ یہ حدیث ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔

سے یعنی ام سعد کی روح کے ثواب کے لیے ہے۔ یہ لام نفع کا ہے نہ کہ ملکیت کا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ ثواب بخشتے وقت ایصال ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت صحابہ ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز پر میت کا نام آجانے سے وہ شئے حرام نہ ہوگی، دیکھو حضرت سعد نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام پر منسوب کیا، وہ کنواں اب تک آباد ہے اور اس کا نام بیرام سعد ہی ہے، فقیر نے اس کا پانی پیا ہے۔ یہ "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کے خلاف نہیں کہ وہاں وہ جانور مراد ہیں جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیے جائیں۔ خیال رہے کہ یہ حدیث چند اسنادوں سے مروی ہے۔ چنانچہ ابوداؤد کی ایک اسناد میں یوں ہے: "عَنْ اَبِیْ عَنْ اِسْحَاقَ السَّبِیْعِیْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ سَعْدِ ابْنِ عُبَادَةَ"۔ چونکہ اس میں عَنْ رَجُلٍ آگیا لہٰذا یہ اسناد مجہول ہوگئی۔ دوسری اسناد یوں ہے "عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ سَعْدًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ" الخ۔ یہ اسناد ابوداؤد و نسائی ابن حبان میں بھی ہے۔ تیسری اسناد یوں ہے "عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ" یہ دونوں اسنادیں منقطع ہیں کیونکہ سعید ابن مسیب اور حسن بصری کی ملاقات حضرت سعد ابن عبادہ سے نہ ہوئی۔ (از مرقات) مگر یہ انقطاع و جہالت کوئی مضر نہیں چند وجہوں سے: ایک یہ کہ حدیث اس بنا پر زیادہ سے زیادہ ضعیف ہو سکتی ہے اور یہ حدیث ضعیف فضائل اعمال اور ثبوت استحباب میں کافی ہوتی ہے دیکھو کتب فقہ اور شامی وغیرہ ایصال ثواب فرض یا واجب نہیں صرف سنت مستحبہ ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ کسی حدیث صحیح کے متعارض نہیں، کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ ایصال ثواب حرام ہے تاکہ یہ حدیث چھوڑ دی جائے۔ تیسرے یہ کہ اس حدیث کی تائید بہت سی احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے کرتے تھے اور فرماتے تھے الٰہی اسے قبول کر لے امت مصطفےٰ کی طرف سے۔ (مسلم، بخاری) اور سیدنا علی مرتضےٰ ہمیشہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرتے رہے، فرماتے تھے مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی) چوتھے یہ کہ اس حدیث کی تائید قرآنی آیات سے بھی ہوتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" اور فرماتا ہے: "وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ"۔ اس کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول اور فہرست القرآن میں ملاحظہ کیجئے۔ پانچویں یہ کہ ہمیشہ سے سارے مسلمان ایصال ثواب پر عمل کرتے رہے اور عمل امت کی وجہ سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے، دیکھو ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم اور شامی وغیرہ۔ چھٹے یہ کہ جب امام بخاری کی تعلیق قبول جس میں وہ اسناد بیان ہی نہیں کرتے سیدھے کہہ دیتے ہیں قال ابن عباس کیونکہ امام بخاری ثقہ ہیں تو حضرت سعید ابن مسیب اور خواجہ حسن بصری کا انقطاع بھی قبول کیونکہ یہ دونوں حضرات امام بخاری سے کم ثقہ نہیں بلکہ اپنے یقین کامل کی بنا پر براہ راست حضرت سعد کا واقعہ بیان کر دیا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۳، ص ۱۳۸) ←

حدیث ٦: ترمذی ونسائی و دارقطنی ثمامہ بن حزن قشیری سے راوی، کہتے ہیں میں واقعہ دار میں حاضر تھا (یعنی جب

کسی انسان یا جانور کو پانی پلانے یا کنواں کھدوانے کا ثواب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿7﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿8﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔ (پ30، الزلزال:8،7)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق وامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم نے فرمایا، ایک شخص کسی راستے سے گزر رہا تھا کہ اسے شدید پیاس محسوس ہوئی تو اس نے قریب ہی ایک کنواں پایا وہ اس میں اترا اور پانی پی کر نکل آیا۔ اس نے وہاں ایک کتے کو دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ کھا رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ اسے بھی اتنی ہی پیاس لگی ہوگی جتنی مجھے لگی تھی۔ پھر وہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھر کر اسے اپنے منہ میں دبایا اور اوپر آیا اور وہ پانی کتے کو پلا دیا۔ اللہ عزوجل کو اس کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت فرمادی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہمارے لئے چوپایوں میں بھی ثواب ہے؟ فرمایا، ہر جان والی چیز میں ثواب ہے۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم ۵۴۵، ج۱، ص ۳۷۸)

حضرت سیدنا محمود بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم! کوئی گمشدہ جانور میرے حوض پر آجائے تو اگر میں اسے پانی پلا دوں تو کیا اس میں میرے لئے ثواب ہے؟ فرمایا، اسے پانی پلا دیا کرو کیونکہ ہر جاندار میں ثواب ہے۔ (الاحسان بترتیب ابن حبان، کتاب البر والاحسان، رقم ۵۴۳، ج۱، ص ۳۷۷)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، جب میں اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے اپنا حوض بھرتا ہوں تو دوسروں کے اونٹ بھی پانی پینے کے لئے آجاتے ہیں تو میں انہیں بھی پانی پلا دیتا ہوں، کیا اس میں میرے لئے ثواب ہے؟ فرمایا، ہر جان والی چیز میں ثواب ہے۔ (الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۲۹، ج ۲، ص ۴۰)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سرکار والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک ومختار، حبیب پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وٰالہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، کون سا ایسا عمل ہے جسے کر کے میں جنت میں داخل ہو سکتا ہوں؟ فرمایا، کیا تو کسی ایسے شہر میں رہتا ہے جہاں پانی جمع کر لیا جاتا ہے؟ اس نے عرض کیا، ہاں۔ فرمایا، پھر تم ایک نئی مشک خرید و پھر اسے بھر لو اور اس کے پھٹنے تک لوگوں کو پانی پلاتے رہو اس طرح اس کے پھٹنے سے پہلے ہی تم جنتیوں کے عمل تک پہنچ جاؤ گے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۲۸، ج ۲، ص ۴۰)

حضرتِ سیدنا کُدَیر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے ←

باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا تھا جس میں وہ شہید ہوئے) حضرت عثمان رضی اللہ

تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا یہ دونوں باتیں تمہیں عمل پر ابھارتی ہیں؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ فرمایا، حق بات کہو اور جو زائد چیز تمہارے پاس ہو وہ کسی کو عطا کر دیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا، خدا کی قسم! میں ہر وقت حق بولنے کی استطاعت نہیں رکھتا اور نہ ہی زائد چیز عطا کر دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا، تو محتاجوں کو کھانا کھلا دیا کرو اور سلام کو عام کرو۔

اس نے عرض کیا، یہ بھی مشکل ہے۔ ارشاد فرمایا، کیا تمہارے پاس اونٹ ہے؟ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا، اپنے اونٹوں میں سے کوئی جوان اونٹ اور پانی کا مشکیزہ ساتھ لو اور پھر ایسا گھرانہ دیکھو جو ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن پانی پیتا ہو پھر اسے پانی پلاؤ تو نہ تیرا اونٹ ہلاک ہوگا اور نہ تیرا مشکیزہ پھٹے گا اور تیرے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ پھر وہ اعرابی تکبیر پڑھتے ہوئے چلا گیا تو اس کے اونٹ کے ہلاک ہونے اور مشکیزہ پھٹنے سے پہلے ہی اسے شہید کر دیا گیا۔ (طبرانی کبیر، کدیر الضبی، رقم ۴۲۲، ج۱۹، ص ۱۸۷)

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ دو شخص ایک صحراء سے گزر رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص عبادت گزار تھا جبکہ دوسرا بدکار تھا۔ ایک مرتبہ عبادت گزار شخص کو اتنی شدید پیاس لگی کہ وہ شدتِ پیاس سے غش کھا کر گر گیا۔ جب اس کے ساتھی نے اسے گرتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا، اللہ عزوجل کی قسم! اگر یہ نیک بندہ پیاسا مر گیا حالانکہ میرے پاس پانی موجود ہے تو میں اللہ عزوجل کی طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہ پا سکوں گا اور اگر میں اسے اپنا پانی پلا دوں تو میں ضرور پیاس کی وجہ سے مر جاؤں گا۔ پھر اس نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے ساتھی کو پانی پلانے کا پختہ ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے اس پر اپنا پانی چھڑکا اور باقی ماندہ پانی اسے پلا دیا۔ پھر وہ اٹھا اور صحراء پار کر گیا۔

(پھر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا)، جب اس بدکار کو حساب کے لئے روکا جائے گا اور اسے جہنم کا حکم دے دیا جائے گا تو ملائکہ اسے ہانکتے ہوئے لے جا رہے ہونگے کہ وہ اس عابد کو دیکھے گا تو اس سے کہے گا، اے فلاں! کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ وہ پوچھے گا، تو کون ہے؟ تو یہ جواب دے گا، میں وہی ہوں جس نے صحراء میں اپنی جان کے مقابلہ میں تجھے ترجیح دی تھی۔ یہ سن کر وہ عابد کہے گا، کیوں نہیں میں تجھے پہچانتا ہوں۔ پھر وہ فرشتوں سے کہے گا، رک جاؤ۔ تو وہ رک جائیں گے۔ پھر یہ اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اسے پکارے گا اور کہے گا، یا رب عزوجل! تو اسکی نیکی کو جانتا ہے کہ اس نے کس طرح مجھے اپنے آپ پر ترجیح دی تھی، یا رب عزوجل! اسے میرے حوالے کر دے۔ تو اللہ عزوجل فرمائے گا، وہ تیرے حوالے ہے۔ تو وہ عابد اپنے بھائی کے پاس آئے گا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البعث، باب شفاعۃ الصالحین، رقم ۱۸۵۴۹، ج ۱۰، ص ۶۹۴، بتغیر قلیل)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، اہلِ جنت میں سے ایک شخص قیامت کے دن اہلِ جہنم کو اوپر سے جھانک کر دیکھے گا تو جہنمیوں میں سے ایک شخص اسے پکار کر کہے گا، اے فلاں! کیا تو نے مجھے پہچانا؟ وہ جنتی شخص کہے گا، اللہ عزوجل کی قسم! میں نے تجھے نہیں پہچانا تو کون ہے؟ ←

تعالیٰ عنہ نے اپنے بالا خانہ سے سر نکال کر لوگوں سے فرمایا: میں تم کو اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر

تو وہ کہے گا، میں وہی ہوں کہ جب تو دنیا میں میرے پاس سے گزرا تھا تو تو نے مجھ سے پانی مانگا تھا اور میں نے تجھے پانی پلایا تھا۔ تو وہ جنتی کہے گا، میں نے تجھے پہچان لیا۔ تو وہ کہے گا کہ میرے لیے اس نیکی کی وجہ سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں شفاعت کرو۔

چنانچہ وہ شخص اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کا تذکرہ کر کے سوال کریگا اور کہے گا میں نے جہنم میں جھانکا تو مجھے ان میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا، کیا تو نے مجھے پہچانا؟ تو میں نے کہا، اللہ عزوجل کی قسم! میں نے نہیں پہچانا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں وہی ہوں کہ جب تو دنیا میں میرے قریب سے گزرا تھا تو تو نے مجھ سے پانی کا ایک گھونٹ مانگا تھا تو میں نے تجھے پانی پلایا تھا، لہٰذا تو اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں میری شفاعت کر، تو یا رب عزوجل! میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمالے۔ پھر اللہ عزوجل اسے جہنم سے نکالنے کا حکم دے گا تو اسے جہنم سے نکال دیا جائے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب البعث، باب شفاعۃ الصالحین، رقم ۱۸۵۵۰، ج ۱۰، ص ۶۹۵)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اب اگر میں انکی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا اسے نفع پہنچے گا؟ فرمایا، ہاں اور تجھ پر لازم ہے کہ تو پانی صدقہ کرے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ عن المیت، رقم ۴۷۶۷، ج ۳، ص ۳۳۵)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پانی سے بڑھ کر کوئی صدقہ زیادہ ثواب والا نہیں۔ (شعب الایمان، باب فی الزکاۃ، فصل فی اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۳۳۷۸، ج ۳، ص ۲۲۲)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم نے فرمایا، مؤمن کے انتقال کے بعد اس کے عمل اور نیکیوں میں سے جو کچھ اسے ملتا رہے گا، وہ یہ ہے (۱) اس کا وہ علم جسے اس نے سکھایا اور پھیلایا اور (۲) نیک بیٹا جسے اس نے چھوڑا، یا (۳) وہ قرآن پاک جسے ورثہ میں چھوڑا، یا (۴) وہ مسجد جسے اس نے بنایا، یا (۵) مسافر خانہ بنایا، یا (۶) کسی نہر کو جاری کیا، یا (۷) وہ صدقہ جاریہ جسے اس نے حالت صحت اور زندگی میں اپنے مال سے دیا، ان کا ثواب اسے موت کے بعد بھی ملتا رہے گا۔ (ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۲، ج ۱، ص ۱۵۸)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، سات چیزیں آدمی کو اس کی موت کے بعد اس کی قبر میں بھی ملتی رہتی ہیں، اس نے جو علم سکھایا، یا نہر جاری کروائی یا کنواں کھدوایا، یا درخت اگایا، یا مسجد بنوائی یا ورثہ میں مصحف چھوڑا، یا ایسا بچہ چھوڑ کر مرا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے استغفار کرے۔ (مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی من سن خیرا او غیرہ اودعا، رقم ۷۶۹، ج ۱، ص ۴۰۸)

حضرت سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلم! میری ماں انتقال کر گئی، (ان کے لئے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا، پانی۔ تو میں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا یہ اُمّ سعد کے لئے ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، رقم ۱۶۸۱، جلد ۲، ص ۱۸۰) ←

دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں سوا بیر رومہ (6) کے شیریں (میٹھا) پانی نہ تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کون ہے جو

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جس نے کنواں کھودا تو اس میں سے جن وانس اور پرندوں میں سے جو جاندار بھی پانی پیئے گا اللہ عزوجل اسے قیامت کے دن اس کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (الترغیب والترہیب، باب الترغیب فی اطعام الطعام وسقی الماء، رقم ۳۶، ج ۲ ص ۴۲)

حضرت سیدنا علی بن حسن بن شقیق علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا اے ابوعبدالرحمن! سات سال ہونے کو آئے میرے گھٹنے پر ایک پھوڑا نکلا ہے میں نے مختلف طریقوں سے اس کا علاج کرایا اور بہت سے طبیبوں سے اس کے بارے میں پوچھا مگر مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا، جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگ پانی کے محتاج ہوں اور وہاں ایک کنواں کھدواؤ، مجھے امید ہے کہ وہاں پانی نکلتے ہی تیرا خون بہنا بند ہو جائے گا۔ تو اس شخص نے ایسا ہی کیا اور شفایاب ہو گیا۔

(6) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

حدیث ۲۱۳: کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی مِلک میں ایک شیریں چشمہ مسمّٰی بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: بعنیھا بعین فی الجنۃ یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یارسول اللہ! میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ اتجعل لی مثل الذی جعلت لہ عینا فی الجنۃ اشتریتھا یارسول اللہ! کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ قال نعم فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے بئر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ الطبرانی ۲؎ فی الکبیر وابن عساکر عن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت) (۲؎ المعجم الکبیر عن بشیر اسلمی حدیث ۱۲۲۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲ /۴۱ و ۴۲) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴۱ /۴۹) (کنز العمال بحوالہ طب کر حدیث ۳۶۱۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۳ /۳۵ و ۳۶)

حدیث ۲۱۴: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اشتری عثمان بن عفان من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجنۃ مرتین یوم رومۃ ویوم جیش العسرۃ. الحاکم ۱؎ وابن عدی وعساکر عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(۱؎ المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ اشتری عثمان الجنۃ مرتین دارالفکر بیروت ۳ /۱۰۷) (تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۴۷۱۵ ←

بیر رومہ کوخرید کر اُس میں اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کر دے (یعنی وقف کر دے کہ تمام مسلمان اُس سے پانی بھریں) اور اُس کو اسکے بدلے میں جنت میں بھلائی ملے گی۔ تو میں نے اُسے اپنے خالص مال سے خریدا اور آج تم نے اُسی کوئیں کا پانی مجھ پر بند کر دیا ہے یہاں تک کہ میں کھاری (نمکین) پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا، ہاں ہم جانتے ہیں یہ بات صحیح ہے۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا: میں تم کو اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ مسجد تنگ تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو فلاں شخص کی زمین خرید کر مسجد میں اضافہ کرے، اسکے بدلے میں اُسے جنت میں بھلائی ملے گی۔ میں نے خاص اپنے مال سے اُسے خریدا اور آج اُسی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے تم مجھے منع کرتے ہو۔ لوگوں نے جواب میں کہا، ہاں ہم جانتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان نے فرمایا: کہ اللہ (عزوجل) اور اسلام کے حق کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوہِ ثبیر (7) پر تھے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ہمراہ ابوبکر و عمر تھے اور میں تھا کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا، یہاں تک کہ ایک پتھر ٹوٹ کر نیچے گرا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے پائے اقدس پہاڑ پر مارے اور فرمایا: اے ثبیر! ٹھہر جا اس لیے کہ تجھ پر نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا، ہاں ہم جانتے ہیں۔ حضرت عثمان نے تکبیر کہی اور کہا کہ کعبہ کے رب کی قسم! ان لوگوں نے گواہی دی کہ میں شہید ہوں۔ (8)

عثمان بن عفان دار احیاء التراث العربی بیروت ۴۱/ ۴۹) (الکامل لابن عدی ترجمہ بکر بن بکار دارالفکر بیروت ۲/ ۴۶۴)
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت خریدی بئر رومہ کے دن اور لشکر کی تنگدستی کے روز۔ (حاکم اور ابن عدی اور ابن عساکر نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۳۰، ص ۶۳۱ ۔ ۶۳۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) حکیم الامت کے مدنی پھول

ثبیر بروزن زبیر ایک شخص کا نام تھا، چونکہ وہ اس پہاڑ پر دفن کیا گیا تھا اس لیے اس پہاڑ کا نام بھی ثبیر ہو گیا۔ یہ مکہ معظمہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے جو مکہ سے شروع ہو کر منیٰ میں پہنچتا ہے دونوں جگہ سے نظر آتا ہے اس لیے بعض لوگوں نے اسے مکہ معظمہ کا پہاڑ کہا ہے، بعض نے منیٰ کا دونوں قول درست ہیں۔ جبل نور جس میں غار حرا واقع ہے اس مقابل کے سے یہ پہاڑ ثبیر بھی گزرتا ہے۔ (اشعہ، مرقات، لمعات)
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۸، ص ۳۱۷)

(8) جامع الترمذي، ابواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، الحديث: ۳۷۲۳، ج ۵، ص ۳۹۲، ۳۹۳.

حکیم الامت کے مدنی پھول

پہاڑ کیوں ہلا اس میں بہت قول ہیں۔ قوی اور ظاہر تر قول یہ ہے کہ حضور انور کے قدم پڑنے سے اسے شوق و محبت میں وجد آ گیا یہ حرکت اس کی وجدانی حالت تھی، ہوا چلتی ہے شاخیں ہلتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پڑتے ہیں پتھر اور پہاڑ ہلتے ہیں، قرآن کریم میں ←

حدیث ۷: صحیح مسلم و بخاری وغیرہما میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ (عزوجل) کے لیے مسجد بنائے گا، اللہ (عزوجل) اُسکے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (9)

حدیث ۸: ابوداود و نسائی و دارمی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ ہے، کہ لوگ مساجد کے متعلق تفاخر (10) کریں گے۔(11)

سارے صفات نور، ہدایت، شفا پہلے ہی سے تھی مگر حضور انور پر نازل ہونے سے اس میں مکی مدنی ہونے کی صفت پیدا ہوئی، اس میں درد سوز و گداز پیدا ہوا کہ لوگ اسے سن کر بغیر سمجھے ہوئے بھی تڑپتے ہیں "تَرٰۤی اَعۡیُنَہُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ" جیسے بیٹری جب کسی مشین سے چارج ہو جاوے تو اس میں پاور پیدا ہو جاتی ہے، یہ حدیث حضرات صوفیاء کے وجدان کے حال آنے کی اصل ہے۔

۱۲ـ پہاڑ کے نچلے حصے کو حضیض کہتے ہیں، اونچی چوٹی کو ذروہ یعنی وہ پہاڑ ایسا زور سے ہلا کہ اس کے پتھر پہاڑ کے نیچے گر گئے۔ جو لوگ صوفیاء کے وجد پر اعتراض کرتے ہیں ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں "فَہِیَ کَالۡحِجَارَۃِ اَوۡ اَشَدُّ قَسۡوَۃً"۔

۱۳ـ معلوم ہوا کہ پہاڑوں میں دانائی سمجھ بوجھ اور عشق رسول کی لگن ہے اس لیے حضور انور نے اسے ایڑی بھی ماری اور اس سے کلام بھی کیا وہ اس خطاب سے ٹھہر بھی گیا۔

۱۴ـ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بلکہ نبیوں کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یعنی قول و فعل حال و قال کے سچے اور حضرت عمر و عثمان دونوں شہید۔ خیال رہے کہ یہاں شہید سے مراد حقیقی شہید ہے یعنی نیزہ یا تلوار سے زخمی ہو کر وفات پانے والے ورنہ حکمی شہید تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور حضرت ابوبکر بھی کہ حضور انور نے خیبر والے زہر سے اور جناب ابوبکر نے غار ثور والے سانپ کے زہر سے وفات پائی، ان دونوں میں سے حضرت عمر شہید حقیقی ہیں مگر غیر فقہی اور حضرت عثمان شہید حقیقی بھی ہیں فقہی بھی ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۸، ص۳۱۷)

(9) صحیح مسلم، کتاب المساجد... إلخ، باب فضل بناء المساجد... إلخ، الحدیث: ۲۵۔(۵۳۳)، ص۲۷۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ـ یعنی مسجد بنانے والے کے لئے جنت میں ایسا گھر بنایا جائے گا جو وہاں دوسرے مکانوں سے ایسا افضل ہوگا جیسے مسجد دنیا کے دوسرے گھروں سے، ورنہ جنت کے گھروں کو یہاں کی عمارات سے کیا نسبت۔ خیال رہے کہ پوری مسجد بنانا اور تعمیر مسجد میں چندہ دینا دونوں کے لئے یہی بشارت ہے بشرطیکہ ریاء کے لئے نہ ہو اللہ کے لئے ہو، اسی لئے علماء مسجد پر اپنا نام لکھنے کو منع کرتے ہیں کہ اس میں ریاء کا شائبہ ہے، ہاں اگر طلب دعا کے لئے ہو تو حرج نہیں۔ (مرقاۃ) اسی حدیث کی بناء پر صحابہ کرام اور اسلامی بادشاہوں نے اپنی یادگاروں میں مسجدیں چھوڑیں، مسجد بڑی ہو یا چھوٹی، کچی ہو یا پکی ثواب بقدر اخلاص ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۶۵۷)

(10) یعنی ناموری، ریاکاری، اور بڑائی کی نیت سے مساجد تعمیر کریں گے، مساجد کو بہت خوبصورت بنائیں گے پھر ان میں بیٹھ کر باہم ایک دوسرے پر فخر کریں گے ذکر و تلاوت قرآن اور نماز میں مشغول نہیں ہوں گے۔ (شرح سنن أبي داود للعینی، ج۲، ص۳۴۳)۔

(11) سنن نسائي، کتاب المساجد، باب المباھاۃ في المساجد، الحدیث: ۶۸۶، ص۱۲۰.

حدیث ۹: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کسی نے عرض کی، کہ ابن جمیل وخالد بن ولید وعباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے زکاۃ نہیں دی۔ ارشاد فرمایا: کہ ابن جمیل کا انکار صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ فقیر تھا، اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اُسے غنی کردیا یعنی اُسکا انکار بلاسبب ہے اور قابل قبول نہیں اور خالد پر تم ظلم کرتے ہو (کہ اُس سے زکاۃ مانگتے ہو) اُسنے اپنی زرہیں اور تمام سامانِ حرب (جنگی سامان) اللہ (عزوجل) کی راہ میں وقف کردیا ہے یعنی وقف کے سوا کیا ہے جس کی زکاۃ تم مانگتے ہو اور عباس کا صدقہ میرے ذمہ ہے اور اتنا ہی اور یعنی دو سال کی زکاۃ اُن کی طرف سے میں ادا کروں گا پھر فرمایا: اے عمر! تمھیں معلوم نہیں کہ چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے۔ (12)

❁❁❁❁❁

---

(12) صحیح البخاري، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالیٰ (وفي الرقاب والغارمین وفي سبیل اللہ)، الحدیث: ۱۴۶۸، ج۱، ص۴۹۶.
صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب في تقدیم الزکاۃ ومنعھا، الحدیث: ۱۱-(۹۸۳)، ص۴۸۹.

مسائلِ فقہیّہ

وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شے کو اپنی ملک سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اس طرح کہ اُسکا نفع بندگانِ خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔(1)

مسئلہ ۱: وقف کو نہ باطل کرسکتا ہے نہ اس میں میراث جاری ہوگی نہ اسکی بیع ہوسکتی ہے نہ ہبہ ہوسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۲: وقف میں اگر نیت اچھی ہو اور وہ وقف کنندہ (وقف کرنے والا) اہل نیت یعنی مسلمان ہو تو مستحق ثواب ہے۔(3)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ وسببہ۔۔۔الخ، ج۲،ص۳۵۰.

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر وقف کرکے واپس نہ لو:

اپنے زمانے کے ممتاز واعظ ومبلغ اسلام حضرت سیدنا شعیب حریفیش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (متوفی:۸۱۰ھ) کی تصنیف اَلرَّوْضُ الْفَائِقُ فِی الْمَوَاعِظِ وَالرَّقَائِق صفحہ ۲۶۵ میں تحریر فرماتے ہیں:

جب حضرت سیّدُنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عمر پندرہ برس ہوئی تو اپنی ماں سے عرض کی: اے امی جان! مجھے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں وقف فرما دیجئے۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی والدہ کہنے لگیں: اے میرے بیٹے! بادشاہوں کو وہ چیز ہدیہ کی جاتی ہے، جو ان کے شایانِ شان ہو، اور تجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی شان کے مطابق ہو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حیاء آئی اور ایک کمرے میں داخل ہو کر پانچ سال تک وہیں عبادت کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی والدۂ محترمہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس آئیں اور دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ عبادت میں مصروف ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پر سعادت کے آثار نمایاں ہیں، تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! اب میں تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں وقف کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وہاں سے نکلے اور دس سال سفر میں رہے اور عبادت سے لذت حاصل کرتے رہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو اپنی والدۂ محترمہ کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو گھر کی طرف چل پڑے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی والدۂ محترمہ نے پردے کے پیچھے سے آواز دی: اے سفیان (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ)! جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر کوئی چیز وقف کر دیتا ہے وہ واپس نہیں لیتا اور میں نے تجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام پر پیش کر دیا ہے، اب میں تجھے صرف اسی کے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔

(2) المرجع السابق، وغیرہ.

(3) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶،ص۵۱۹.

مسئلہ ۳: وقف ایک صدقہ جاریہ ہے کہ واقف ہمیشہ اس کا ثواب پاتا رہے گا اور سب میں بہتر وہ وقف ہے جس کی مسلمانوں کو زیادہ ضرورت ہو اور جس کا زیادہ نفع ہو مثلاً کتابیں خرید کر کتب خانہ بنایا اور وقف کر دیا کہ ہمیشہ دین کی باتیں اسکے ذریعہ سے معلوم ہوتی رہیں گی۔(4) اور اگر وہاں مسجد نہ ہو اور اسکی ضرورت ہو تو مسجد بنوانا بہت ثواب کا کام

---

(4) الفتاوی الهندية، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر في المتفرقات، ج ۲، ص ۴۸۱-۴۸۲.

تعلیم، تصنیف اور روایت بیان کرنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیب پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلَّم نے فرمایا، مؤمن کے انتقال کے بعد اس کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیزیں اسے ملتی ہیں وہ یہ ہیں (۱) اس کا وہ علم جسے اس نے سکھایا اور پھیلایا اور (۲) نیک بیٹا جسے چھوڑ کر مرا، (۳) قرآن پاک جسے ورثہ میں چھوڑا، (۴) وہ مسجد جسے اس نے بنایا، (۵) مسافروں کے لئے کوئی گھر بنایا ہو، (۶) کسی نہر کو جاری کیا ہو، (۷) وہ صدقہ جاریہ جسے اس نے حالت صحت اور زندگی میں اپنے مال سے دیا ہو۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۲، ج ۱، ص ۱۵۷)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلَّم نے فرمایا، جب آدمی انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل جاری رہتے ہیں (۱) صدقہ جاریہ (۲) یا جس علم سے نفع حاصل کیا جاتا ہو (۳) یا نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرتا ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، رقم ۱۶۳۱، ص ۸۸۶)

حضرتِ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلَّم نے فرمایا کہ انسان کا بہترین ترکہ تین چیزیں ہیں، (۱) نیک بچہ جو اس کے لئے دعا کرے (۲) صدقہ جاریہ جس کا ثواب اس تک پہنچے (۳) وہ علم جس پر اس کے بعد عمل کیا جائے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۱، ج ۱، ص ۱۵۷)

حضرتِ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلَّم نے فرمایا جس نے کسی کو علم سکھایا اسے اس علم پر عمل کرنے والے کا ثواب بھی ملے گا اور اس عمل کرنے والے کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۰، ج ۱، ص ۱۵۶)

حضرتِ سیدنا سَمُرہ بن جُندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلَّم نے فرمایا، لوگوں نے ایسا کوئی صدقہ نہیں کیا جو علم کی اشاعت کی مثل ہو۔ (طبرانی کبیر، رقم ۶۹۶۴، ج ۷، ص ۲۳۱)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ فالہ وسلَّم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے زیادہ جود و کرم والے کے بارے میں خبر نہ دوں؟ اللہ عزوجل سب سے زیادہ جود و کرم والا ہے اور میں اولادِ آدم علیہ السلام میں سب سے زیادہ سخی ہوں اور میرے بعد ان میں سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جو علم حاصل کرے پھر اپنے علم کو پھیلائے، ←

ہے اور تعلیم علم دین کے لیے مدرسہ کی ضرورت ہو تو مدرسہ قائم کر دینا اور اس کی بقاء کے لیے جائداد وقف کرنا کہ ہمیشہ

اسے قیامت کے دن ایک امت کے طور پر اٹھایا جائے گا اور ان کے بعد سب سے بڑا سخی وہ شخص ہے جو اللہ عزوجل کی رضا کے حصول کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (مسند ابو یعلی، مسند انس بن مالک، رقم ۲۷۸۲، ج ۳، ص ۱۱)

حضرت سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، کہ اللہ عزوجل کی قسم! تمہاری رہنمائی سے ایک شخص کو ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(بخاری، کتاب الجہاد، رقم ۲۹۴۲، ج ۲، ص ۲۹۴)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، کہ جو ہدایت کی طرف بلائے تو اسے ہدایت کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا اور جو گمراہی کی طرف بلائے اس پر گمراہی کی پیروی کرنے والوں کے گناہوں کی مثل گناہ لازم ہوگا اور ان پیروی کرنے والوں کے گناہوں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ او سیئۃ الخ، رقم ۲۶۷۴، ص ۱۴۳۸)

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ عزوجل اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہم سے کچھ سنا پھر اسے اسی طرح آگے پہنچا دیا جیسے سنا تھا، کیونکہ جن تک تم پہنچایا جائے گا ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔

(سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم ۲۶۶۶، ج ۴، ص ۲۹۹)

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال، دافعِ رنج و مَلال، صاحب ِجُودو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ عزوجل اس شخص کو ترو تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی پھر دوسرے تک پہنچا دی کیونکہ کچھ علم کے حامل زیادہ سمجھ دار لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں اور علم کے حامل کچھ افراد فقیہ نہیں ہوتے۔ تین عمل ایسے ہیں کہ مومن کا دل ان میں خیانت نہیں کرتا (۱) خالص اللہ عزوجل کے لئے عمل کرنا (۲) حکمرانوں کی خیر خواہی اور (۳) ان کی جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان حکمرانوں کو دین کی دعوت دینا ان کے ماتحت لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے اور جس کا مقصد دنیا کمانا ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے کام کو متفرق یعنی جدا جدا کر دے گا اور اس کے فقر کو اس کے سامنے کر دے گا اور اسے دنیا سے وہی ملے گا جو اس کے لئے لکھا گیا ہوگا اور جس کا مطلوب آخرت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے اس کا مطلوب عطا فرما دے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آئے گی۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الفقر، رقم ۶۷۹، ج ۲، ص ۳۵)

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا جو قوم اجتماعی طور پر کتاب اللہ کی تکرار کرتی ہے اللہ عزوجل کی مہمان ہوتی ہے اور ملائکہ اسے ڈھانپ لیتے ہیں یہاں تک کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں یا کسی دوسری بات میں مصروف ←

مسلمان اس سے فیض پاتے رہیں نہایت اعلیٰ درجہ کا نیک کام ہے۔

مسئلہ ۴: وقف کی صحت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اُسکے لیے متولی مقرر کرے اور اپنے قبضہ سے نکال کر متولی کا قبضہ دلا دے بلکہ واقف نے اگر اپنے ہی قبضہ میں رکھا جب بھی وقف صحیح ہے اور مشاع کا وقف بھی صحیح ہے۔(5)

مسئلہ ۵: وقف کا حکم یہ ہے کہ شے موقوف (وقف کی گئی چیز) واقف کی ملک سے خارج ہوجاتی ہے مگر موقوف علیہ (یعنی جس پر وقف کیا ہے اُسکی) ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کی ملک قرار پاتی ہے۔(6)

❁❁❁❁❁

ہو جائیں اور جو عالم موت، کثرت مصروفیت یا علم کے ناپید ہوجانے کے خوف سے علم کی طلب میں نکلے وہ اللہ عزوجل کی راہ میں دن رات آمد ورفت رکھنے والے کی طرح ہے اور جس کا عمل اسے سست کردے اس کا نسب اسے تیز نہیں کرسکتا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ میں رات کو تہجد پڑھوں یا علم لکھوں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم لکھا کرو۔ (طبرانی کبیر، رقم ۸۴۴، ج ۲۲، ص ۳۴۷)

وضاحت:

امام صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے صاحبزادے کو علم لکھنے کا مشورہ اس لئے دیا کہ علم کا نفع دوسروں کو بھی حاصل ہوگا اور انہیں اپنے علم کے ثواب کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا ثواب بھی ملے گا جو اس علم سے ان کی زندگی میں یا موت کے بعد استفادہ کریں گے جبکہ تہجد پڑھنے کی صورت میں انہیں صرف اپنا ثواب ہی حاصل ہوسکے گا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ وسببہ... الخ، ج۲، ص۳۵۱.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ... الخ، ج۲، ص۳۵۲.

وقف کے الفاظ

مسئلہ ۶: وقف کے لیے مخصوص الفاظ ہیں جن سے وقف صحیح ہوتا ہے مثلاً میری یہ جائداد صدقہ موقوفہ (وقف شدہ صدقہ) ہے کہ ہمیشہ مساکین پر اس کی آمدنی صرف ہوتی رہے یا اللہ تعالیٰ کے لیے میں نے اسے وقف کیا۔ مسجد یا مدرسہ یا فلاں نیک کام پر میں نے وقف کیا یا فقرا پر وقف کیا۔ اس چیز کو میں نے اللہ (عزوجل) کی راہ کے لیے کردیا۔(1)

مسئلہ ۷: میری یہ زمین صدقہ ہے یا میں نے اُسے مساکین پر تصدق کیا (صدقہ کیا) اس کہنے سے وقف نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک منت ہے کہ اُس شخص پر وہ زمین یا اُسکی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے صدقہ کردیا تو بری الذمہ (یعنی منت پوری ہوگئی) ہے، ورنہ مرنے کے بعد یہ چیز ورثہ کی ہوگی اور منت نہ پورا کرنے کا گناہ اُس شخص پر۔(2)

مسئلہ ۸: اس زمین کو میں نے فقرا کے لیے کردیا، گر یہ لفظ وقف میں معروف ہو تو وقف ہے ورنہ اُس سے دریافت کیا جائے اگر کہے میری مراد وقف تھی تو وقف ہے یا مقصود صدقہ تھا یا کچھ ارادہ تھا ہی نہیں تو ان دونوں صورتوں میں نذر ہے مگر فرض کرو اُس شخص نے نذر پوری نہیں کی یعنی نہ وہ چیز صدقہ کی نہ اُسکی قیمت، اور مرگیا تو اُس میں وراثت جاری ہوگی ورثہ پر منت کا پورا کرنا ضرور نہیں۔(3)

مسئلہ ۹: کسی نے کہا میں نے اپنے باغ کی پیداوار وقف کی یا اپنی جائداد کی آمدنی وقف کی تو وقف صحیح ہوجائے گا کہ مراد باغ کو وقف کرنا یا جائداد کو وقف کرنا ہے، لہٰذا اگر باغ میں اس وقت پھل موجود ہیں تو یہ پھل وقف میں داخل نہ ہونگے۔(4)

مسئلہ ۱۰: کسی مکان کی آمدنی ہمیشہ مساکین کو دینے کے لیے وصیت کی یا جب تک فلاں زندہ رہے اُس کو دیجائے اُسکے بعد ہمیشہ مساکین کے لیے تو اگرچہ صراحۃً (واضح طور پر) یہ وقف نہیں مگر ضرورۃً وقف ہے۔(5)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ...إلخ، فصل فی الالفاظ...إلخ، ج۲، ص۳۵۷.

(2) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۱۸.

(3) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۱۸.

(4) المرجع السابق.

(5) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۱۹.

مسئلہ ۱۱: یہ کہا کہ میں نے اپنی یہ جائداد وقف کی میری طرف سے حج وعمرہ میں اسکی آمدنی صرف ہوگی تو وقف صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ یہ جائداد صدقہ ہے جس کو بیع نہ کیا جائے تو وقف نہیں بلکہ صدقہ کی منت ہے اور اگر یہ کہا کہ صدقہ ہے جس کو نہ بیع کیا جائے، نہ ہبہ کیا جائے، نہ اس میں میراث جاری ہو تو فقرا پر وقف ہے۔(6)

مسئلہ ۱۲: یہ کہا کہ میرے اس مکان کے کرایہ سے ہر مہینہ میں دس ۱۰ روپے کی روٹی خرید کر مساکین کو تقسیم کر دیا کرو تو اس کہنے سے وہ مکان وقف ہوگیا۔(7)

❁❁❁❁❁

---

(6) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۱۸.

(7) المرجع السابق، ص۳۱۹.

وقف کے شرائط

مسئلہ ۱۳: وقف چونکہ ایک قسم کا تبرع (نفلی عبادت) ہے کہ بغیر معاوضہ اپنا مال اپنی مِلک سے خارج کرنا ہے، لہٰذا تمام وہ شرائط جو تبرعات میں ہیں یہاں بھی معتبر ہیں اور ان کے علاوہ بھی شرطیں ہیں۔ وقف کے شرائط یہ ہیں:

(۱) واقف کا عاقل ہونا۔

(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ اور مجنون نے وقف کیا یہ صحیح نہیں ہوا۔

(۳) آزاد ہونا۔ غلام نے وقف کیا صحیح نہ ہوا۔ اسلام شرط نہیں، لہٰذا کافر ذمی کا وقف بھی صحیح ہے۔ مثلاً یوں کہ اولاد پر جائداد وقف کی کہ اُس کی آمدنی اولاد کو نسلاً بعد نسل (یعنی نسل در نسل) ملتی رہے اور اولاد میں کوئی نہ رہے تو مساکین پر صرف کی جائے یہ وقف جائز ہے اور اگر اُس نے اپنے ہم مذہب مساکین کی تخصیص کی یا یہ شرط لگادی کہ اُس کی اولاد سے جو کوئی مسلمان ہو جائے اُسے اس کی آمدنی نہ دی جائے تو جس طرح اُس نے کہا یا لکھا ہے اُسی کے موافق کیا جائے۔ اور اگر اولاد پر اُس نے وقف کیا اور ہم مذہب ہونے کی شرط نہیں کی ہے تو اُسکی اولاد میں جو کوئی مسلمان ہو جائے گا اُسے بھی ملے گا کہ اِس صورت میں اُس کی شرط کے خلاف نہیں۔

(۴) وہ کام جس کے لیے وقف کرتا ہے فی نفسہٖ ثواب کا کام ہو یعنی واقف کے نزدیک بھی وہ ثواب کا کام ہو اور واقع میں بھی ثواب کا کام ہو اگر ثواب کا کام نہیں ہے تو وقف صحیح نہیں مثلاً کسی ناجائز کام کے لیے وقف کیا اور اگر واقف کے خیال میں وہ نیکی کا کام ہو مگر حقیقت میں ثواب کا کام نہ ہو تو وقف صحیح نہیں اور اگر واقع میں ثواب کا کام ہے مگر واقف کے اعتقاد میں کارِ ثواب (ثواب کا کام) نہیں جب بھی وقف صحیح نہیں، لہٰذا اگر نصرانی نے بیت المقدس پر کوئی جائداد وقف کی کہ اس کی آمدنی سے اُس کی مرمت کی جائے یا اُسکے تیل بتی میں صرف کی جائے یہ جائز ہے یا یوں وقف کیا کہ ہر سال ایک غلام خرید کر آزاد کیا جائے یا مساکین اہل ذمہ یا مسلمین پر صرف کیا جائے یہ جائز ہے اور اگر گرجا یا بُت خانہ کے نام وقف کیا کہ اُس کی مرمت یا چراغ بتی میں صرف کیا جائے یا حربیوں پر صرف کیا جائے تو یہ باطل ہے کہ یہ ثواب کا کام نہیں اور اگر نصرانی نے حج وعمرہ کے لیے وقف کیا جب بھی وقف صحیح نہیں کہ اگرچہ یہ کارِ ثواب ہے مگر اس کے اعتقاد میں ثواب کا کام نہیں۔(1)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: لووقف علی الاغنیائ...إلخ، ج۶، ص۵۱۸۔۵۲۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ...إلخ، ج۲، ص۳۵۲۔۳۵۳۔

←

مسئلہ ۱۴: کافر نے گرجا یا بُت خانہ کے لیے وقف کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اگر یہ گرجا یا بُت خانہ ویران ہو جائے تو فقرا و مساکین پر اُسکی آمدنی صَرف کی جائے تو گرجا یا بُت خانہ پر آمدنی صرف نہ کی جائے بلکہ فقرا و مساکین ہی پر صرف کریں۔(2)

مسئلہ ۱۵: اگر کافر ذمی نے امورِ خیر کے لیے وقف کیا اور تفصیل نہ کی تو اگر چہ اُسکے اعتقاد میں گرجا و بُت خانہ و مساکین پر صرف کرنا سب ہی امورِ خیر ہیں مگر مساکین ہی پر صرف کی جائے دیگر امور میں صرف نہ کریں اور اگر اپنے پڑوسیوں پر صرف کرنے کے لیے اس شرط سے وقف کیا کہ اگر کوئی پڑوس والا باقی نہ رہے تو مساکین پر صرف کیا جائے تو یہ وقف جائز ہے۔ اور اُسکے پڑوس میں یہود و نصاریٰ و ہنود (ہندوؤں) و مسلمان سب ہوں تو سب پر صرف کیا جائے اور مُردوں کے کفن دفن کے لیے وقف کیا تو ان میں صرف کیا جائے۔(3)

مسئلہ ۱۶: ذمی نے اپنے گھر کو مسجد بنایا اور اُسکی شکل و صورت بالکل مسجد سی کردی اور اُس میں نماز پڑھنے کی مسلمانوں کو اجازت بھی دیدی اور مسلمانوں نے اُس میں نماز پڑھی بھی جب بھی مسجد نہیں ہوگی اور اُسکے مرنے کے بعد میراث جاری ہوگی۔ یوہیں اگر گھر کو گرجا وغیرہ بنا دیا جب بھی اُس میں میراث جاری ہوگی۔(4)

(۵) وقف کے وقت وہ چیز واقف کی مِلک ہو۔

مسئلہ ۱۷: اگر وقف کرنے کے وقت اُسکی مِلک نہ ہو بعد میں ہو جائے تو وقف صحیح نہیں مثلاً ایک شخص نے مکان یا زمین غصب کرلی تھی اُسے وقف کردیا پھر مالک سے اُس کو خرید لیا اور ثمن بھی ادا کردیا یا کوئی چیز دے کر مالک سے مصالحت کرلی تو اگر چہ اب مالک ہوگیا ہے مگر وقف صحیح نہیں کہ وقف کے وقت مالک نہ تھا۔(5)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص نے دوسرے شخص کے لیے اپنے مکان کی وصیت کی اور اُس موصیٰ لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی) نے ابھی سے اُسے وقف کردیا پھر موصی (وصیت کرنے والا) مرا تو یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ وقف کے وقت موصیٰ لہ اُس کا مالک ہی نہ تھا۔ یوہیں کسی سے زمین خریدی تھی اور بائع کو خیارِ شرط تھا مشتری نے وقف کردی پھر بائع نے بیع کو جائز کردیا یہ وقف جائز نہیں اور اگر مشتری کو خیار تھا اور بعد وقف مشتری نے خیار (اختیار) ساقط کردیا تو وقف جائز

و بدائع الصنائع، کتاب الوقف والصدقۃ، ج۵، ص۳۲۸-۳۲۹ وغیرہا۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ... إلخ، ج۲، ص۳۵۳۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ... إلخ، ج۲، ص۳۵۳۔

(4) المرجع السابق۔

(5) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۱۴۔

ہے۔ موہوب لہ (جس کے لیے ہبہ کیا) نے قبضہ سے پہلے وقف کر دیا پھر قبضہ کیا تو وقف جائز نہیں اور اگر ہبہ فاسد تھا مگر قبضہ کے بعد موہوب لہ نے وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور موہوب لہ پر اُس کی قیمت واجب ہے۔ (6)

مسئلہ ۱۹: بیع فاسد سے مکان خریدا تھا اور قبضہ کر کے وقف کیا تو وقف صحیح ہے (6A) اور قبضہ سے پہلے وقف کیا تو نہیں اور بیع صحیح سے خریدا مگر ابھی نہ تو ثمن (قیمت) ادا کیا ہے نہ قبضہ کیا ہے اور وقف کر دیا تو یہ وقف موقوف (یعنی فی الحال اس پر وقف کا حکم نہیں لگایا جائے گا) ہے اگر ثمن ادا کر کے قبضہ کر لیا جائز ہو گیا اور مر گیا اور کوئی مال بھی ایسا نہیں چھوڑا کہ اس سے ثمن ادا کیا جائے تو وقف صحیح نہیں مکان فروخت کر کے بائع کو ثمن ادا کیا جائے۔ (7)

---

(6) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۴۱۔

(6A) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

خانیہ وہندیہ وردالمحتار وغیرہا میں ہے:

لواشتری رجل دارا شراء فاسدا وقبضها ثم وقفها علی الفقراء والمساکین جاز وتصیر وقفا علی ماوقفت علیه وعلیه قیمتها اھ وتحقیق الکلام فیه فیما علقنا علی ردالمحتار من اول الوقف۔

اگر کوئی شخص بیع فاسد سے گھر خریدے پھر اس پر قابض ہو جائے پھر اسے فقیروں اور محتاجوں کیلئے وقف کر دے تو جن پر یا جن کے لئے گھر وقف کیا گیا وہ وقف قرار پا جائے گا مگر اس کی قیمت کی ادائیگی اس پر لازم ہوگی اھ اس میں تحقیق کلام وہی ہے جس کو ہم نے فتاوی شامی کی بحث وقف کے آغاز میں حاشیہ میں بیان کیا ہے۔ (ت)

(اے فتاوی ہندیہ بحوالہ فتاوی قاضی خان کتاب الوقف نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۳۵۴)

آگے مزید تحریر فرماتے ہیں:

فی الردالمحتار عن البحر الرائق عن القنیة عن الامام البزدوی ان من جملة صور البیع الفاسد جملة العقود الربویة یملک العوض فیها بالقبض ۲ ؎ انتہی، قلت فما وقع فی مدانیات العقود الدریة سهو کما نبهت علیه فیما علقت علی ردالمحتار۔

(۲ ؎ ردالمحتار باب الربو داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۷۶)

ردالمحتار نے بحرالرائق سے بحرالرائق نے قنیہ سے اور قنیہ نے امام بزدوی سے نقل کیا ہے۔ بیع فاسد کی تمام صورتوں میں سودی معاملات ہیں ان میں قبضہ کرنے کے عوض مالک ہو جاتا ہے انتہی۔ میں کہتا ہوں جو کچھ عقود الدریہ کی بحث مدانیات میں واقع ہوا وہ سہواً ہے اور بھول ہے جیسا کہ میں نے فتاوی شامی کی تعلیق (حاشیہ) میں اس پر متنبہ اور آگاہ کیا ہے۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۵۵۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(7) الفتاوی الخانیة، کتاب الوقف، فصل فی وقف المریض، ج۲، ص۳۱۲۔

والفتاوی الھندیة، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه ورکنه وسببه... الخ، ج۲، ص۳۵۴۔

مسئلہ ۲۰: ایک مکان خرید کر وقف کیا اِس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے جس نے بیچا تھا اُس کا نہ تھا اور قاضی نے مدعی کی ڈگری دیدی یا اُس پر شفعہ کا دعویٰ کیا اور شفیع (شفعہ کا دعویٰ کرنے والے) کے حق میں فیصلہ ہوا تو وقف شکست ہوجائیگا (یعنی وقف نہ رہے گا) اور وہ مکان اصلی مالک یا شفیع کو مل جائے گا اگرچہ خریدار نے اُسے مسجد بنادیا ہو۔ (8)

مسئلہ ۲۱: مرتد نے زمانہ ارتداد (مرتد ہونے کی حالت میں) میں وقف کیا تو یہ وقف موقوف ہے اگر اسلام کی طرف واپس ہوا وقف صحیح ہے ورنہ باطل۔ (9)

(۶) جس نے وقف کیا وہ اپنی کم عقلی یا دَین (قرض) کی وجہ سے ممنوع التصرف نہ ہو (لین دین و دیگر معاملات سے روکا نہ گیا ہو)۔

مسئلہ ۲۲: ایک بیوقوف شخص ہے جسکی نسبت قاضی کو اندیشہ ہے کہ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو جائداد تباہ و برباد کردیگا قاضی نے حکم دیدیا کہ یہ شخص اپنی جائداد میں تصرف نہ کرے، اس نے کچھ جائداد وقف کی تو وقف صحیح نہ ہوا (10)۔

مسئلہ ۲۳: شخصِ مذکور نے اپنی جائداد اسطرح وقف کی کہ میں جب تک زندہ رہوں اسکے منافع اپنی ذات پر صرف کرتا رہوں اور میرے بعد مساکین یا مسجد یا مدرسہ میں صرف ہوں تو محققین کے نزدیک وقف صحیح ہے اور اس وقف کی صحت کا حاکم نے حکم دیدیا جب تو سبھی کے نزدیک صحیح ہے۔ (11)

مسئلہ ۲۴: مریض پر اتنا دَین (قرض) ہے کہ اُسکی تمام جائداد دَین میں مستغرق (گھری ہوئی) ہے اُسکا وقف صحیح نہیں۔ (12)

(۷) جہالت نہ ہونا یعنی جسکو وقف کیا یا جس پر وقف کیا معلوم ہو۔

مسئلہ ۲۵: اپنی جائداد کا ایک حصہ وقف کیا اور یہ تعیین نہیں کی کہ وہ کتنا ہے مثلاً تہائی، چوتھائی وغیرہ تو وقف صحیح نہ ہوا اگرچہ بعد میں اُس حصہ کی تعیین کردے (تخصیص کردے)۔ وقف میں تردید کرنا کہ اِس زمین کو یا اس زمین کو وقف

---

(8) الدرالمختار۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ۔۔۔ إلخ، ج۲، ص ۳۵۴۔

(10) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص ۴۱۷۔

(11) المرجع السابق۔

(12) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی المرض، ج۶، ص ۶۰۸۔

کیا یہ وقف بھی صحیح نہیں۔(13)

مسئلہ ۲۶: وقف صحیح ہونے کے لیے زمین یا مکان کا معلوم ہونا ضروری ہے اسکے حدود ذکر کرنا شرط نہیں۔(14)

مسئلہ ۲۷: اس مکان میں جتنے سہام (حصے) میرے ہیں اُن کو میں نے وقف کیا اگرچہ معلوم نہ ہو کہ اسکے کتنے سہام ہیں یہ وقف صحیح ہے کہ اگرچہ اسے اسوقت معلوم نہیں مگر حقیقۃً وہ متعین ہیں مجہول نہیں۔ یوہیں اگر یوں کہا کہ اس مکان میں میرا جو کچھ حصہ ہے اُسے وقف کیا اور وہ ایک تہائی ہے مگر حقیقۃً اِس کا حصہ تہائی نہیں بلکہ نصف ہے جب بھی وقف صحیح ہے اور کُل حصہ یعنی نصف وقف ہو جائے گا۔(15)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے اپنی زمین وقف کی جس میں درخت ہیں اور درختوں کو وقف سے مستثنیٰ کیا یہ وقف صحیح نہ ہوا کہ اِس صورت میں درخت مع زمین کے مستثنیٰ ہونگے تو باقی زمین جس کو وقف کر رہا ہے مجہول ہوگئی۔(16)

مسئلہ ۲۹: موقوف علیہ (جس پر وقف کیا گیا) اگر مجہول ہے (معلوم نہیں) مثلاً اس کو میں نے اللہ (عزوجل) کے لیے وقف مؤبد (ہمیشہ کے لئے وقف) کیا یا اپنی قرابت والے پر وقف کیا یا یہ کہا کہ زید یا عمرو پر وقف کیا، اور اسکے بعد مساکین پر صرف کیا جائے یہ وقف صحیح نہیں۔(17)

(۸) وقف کو شرط پر معلق نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۳۰: اگر شرط پر معلق کیا (مشروط کیا) مثلاً میرا بیٹا سفر سے واپس آئے تو یہ زمین وقف ہے یا اگر میں اِس زمین کا مالک ہو جاؤں یا اسے خریدلوں تو وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں بلکہ اگر وہ شرط ایسی ہو جس کا ہونا یقینی ہے جب بھی صحیح نہیں مثلاً اگر کل کا دن آجائے تو وقف ہے۔(18)

مسئلہ ۳۱: میری یہ زمین وقف ہے اگر میں چاہوں اسکے بعد فوراً متصلاً (ساتھ ہی) یہ کہا کہ میں نے چاہا اور اس کو وقف کر دیا تو وقف صحیح ہے اور نہ کہا تو وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میری زمین وقف ہے اگر فلاں چاہے اور اُس

---

(13) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۱۵۔

(14) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج ۶، ص ۵۲۲۔

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی وقف المشاع، ج ۲، ص ۳۰۴۔
والبحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۱۵۔

(16) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۳۵۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ۔۔۔ الخ، ج ۲، ص ۳۵۳۔

(18) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج ۶، ص ۵۲۳۔

شخص نے فوراً کہا میں نے چاہا تو وقف صحیح نہیں۔(19)

مسئلہ ۳۲: اگر ایسی شرط پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو تعلیق باطل ہے اور وقف صحیح مثلاً یہ کہا کہ اگر یہ زمین میری مِلک میں ہو یا میں اسکا مالک ہو جاؤں تو وقف ہے اور اس کہنے کے وقت زمین اسکی ملک میں ہے تو وقف صحیح ہے اور اس وقت ملک میں نہیں ہے تو صحیح نہیں۔(20)

مسئلہ ۳۳: کسی شخص کا مال گم ہو گیا ہے اُس نے یہ کہا کہ اگر میں گمشدہ مال کو پالوں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اِس زمین کا وقف کر دینا ہے یہ وقف کی منت ہے یعنی اگر چیز مل گئی تو اُس پر لازم ہوگا کہ زمین کو ایسے لوگوں پر وقف کرے جنھیں زکاۃ دے سکتا ہے اور اگر ایسوں پر وقف کیا جن کو زکاۃ نہیں دے سکتا مثلاً اپنی اولاد پر تو وقف صحیح ہو جائے گا مگر نذر (منت) بدستور اُسکے ذمہ باقی ہے۔(21)

مسئلہ ۳۴: مریض نے کہا اگر میں اس مرض سے مرجاؤں تو میری یہ زمین وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہا کہ میں مرجاؤں تو میری اِس زمین کو وقف کر دینا یہ وقف کے لیے وکیل کرنا ہے اس کے مرنے کے بعد وکیل نے وقف کیا تو صحیح ہو گیا کہ وقف کے لیے توکیل (وکیل بنانا) درست ہے اور توکیل کو شرط پر معلق کرنا بھی درست ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میں اِس گھر میں جاؤں تو میرا مکان وقف ہے یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہتا کہ میں اس گھر میں جاؤں تو تم میرے مکان کو وقف کر دینا تو وقف صحیح ہے۔(22) یعنی اُس صورت میں صحیح ہے کہ وہ زمین اس کے ترکہ کی تہائی کے اندر ہو یا ورثہ اِس وقف کو جائز کر دیں اور ورثہ جائز نہ کریں تو ایک تہائی وقف ہے باقی میراث کہ یہ وقف وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت تہائی تک جاری ہوگی بغیر اجازت ورثہ تہائی سے زیادہ میں وصیت جاری نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ ۳۵: کسی نے کہا اگر میں مرجاؤں تو میرا مکان فلاں پر وقف ہے یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے یعنی وہ شخص اگر اپنی زندگی میں باطل کرنا چاہے تو باطل ہو سکتی ہے اور مرنے کے بعد یہ وصیت ایک تہائی میں لازم ہوگی ورثہ اس کو رد نہیں کر سکتے اگرچہ وارث ہی پر وقف کیا ہو مثلاً یہ کہا کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے اور نسلاً بعد نسل اُسکی اولاد پر وقف کیا

---

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ۔۔۔الخ، ج۲، ص۳۵۵.

(20) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف۔۔۔الخ، ج۲، ص۳۰۵.

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ۔۔۔الخ، ج۲، ص۳۵۵.

وخلاصۃ الفتاوی، کتاب الوقف، الفصل الثالث، ج۴، ص۴۱۲.

(22) الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الوقف، الجزء الاول، ص۴۳۳.

وخلاصۃ الفتاوی، کتاب الوقف، الفصل الثالث، ج۴، ص۴۱۲.

اور جب سلسلہ نسل منقطع ہو جائے تو فقراو مساکین پر صرف کیا جائے تو اس صورت میں دو تہائی ورثہ لینگے اور ایک تہائی کی آمدنی تنہا موقوف علیہ لے گا اُس کے بعد اُس کی اولاد ثلث رہے گی۔(23)

(۹) جائداد موقوفہ کو بیچ کر کے ثمن (قیمت) کو صَرف (خرچ) کرڈالنے کی شرط نہ ہو۔ یونہیں یہ شرط کہ جس کو میں چاہوں گا ہبہ کردوں گا یا جب مجھے ضرورت ہوگی اسے رہن رکھدوں گا غرض ایسی شرط جس سے وقف کا ابطال ہوتا ہو (یعنی اس سے وقف باطل ہوتا ہو) وقف کو باطل کردیتی ہے ہاں وقف کے استبدال کی شرط صحیح ہے۔ یعنی اس جائداد کو بیع کر کے (بیچ کر) کوئی دوسری جائداد خرید کر اسکے قائم مقام کردی جائے گی اور اسکا ذکر آگے آتا ہے۔

مسئلہ ۳۶: وقف اگر مسجد ہے اور اس میں اس قسم کی شرطیں لگائیں مثلاً اسکو مسجد کیا اور مجھے اختیار ہے کہ اسے بیچ کرڈالوں یا ہبہ کردوں تو وقف صحیح ہے اور شرط باطل۔(24)

مسئلہ ۳۷: امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک وقف میں خیار شرط نہیں ہوسکتا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہ میں نے وقف کیا اور تین دن تک کا مجھے اختیار ہے کہ تین دن گزر جانے پر وقف صحیح ہو جائے گا اور مسجد خیار شرط کے ساتھ وقف کی ہے تو بالاتفاق شرط باطل ہے اور وقف صحیح۔(25)

(۱۰) تابید یعنی ہمیشہ کے لیے ہونا مگر صحیح یہ ہے کہ وقف میں ہمیشگی کا ذکر کرنا شرط نہیں یعنی اگر وقف مؤبد نہ کہا جب بھی مؤبد ہی ہے اور اگر مدت خاص کا ذکر کیا مثلاً میں نے اپنا مکان ایک ماہ کے لیے وقف کیا اور جب مہینہ پورا ہو جائے تو وقف باطل ہو جائیگا تو یہ وقف نہ ہوا اور ابھی سے باطل ہے۔(26)

مسئلہ ۳۸: اگر یہ کہا کہ میری زمین میرے مرنے کے بعد ایک سال تک صدقہ موقوفہ (یعنی وقف شدہ صدقہ) ہے تو یہ صدقہ کی وصیت ہے اور ہمیشہ فقرا پر اسکی آمدنی صرف ہوتی رہے گی۔(27)

مسئلہ ۳۹: اگر یہ کہا کہ میری زمین ایک سال تک فلاں شخص پر صدقہ موقوفہ ہے اور سال پورا ہونے پر وقف باطل ہے تو ایک سال تک اُسکی آمدنی اُس شخص کو دی جائے گی اور ایک سال کے بعد مساکین پر صرف ہوگی اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ ایک سال تک فلاں شخص پر صدقہ موقوفہ ہے تو ایک سال تک اُس کی آمدنی اُس شخص کو دی جائے گی۔ اور سال

(23) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: شرائط الواقف معتبرۃ... إلخ، ج۶، ص۵۲۹.

(24) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: قد یثبت الوقف بالضرورۃ، ج۶، ص۵۲۴.

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ... إلخ، ج۲، ص۳۵۶.

(26) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۵.

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ... إلخ، ج۲، ص۳۵۶.

پورا ہونے پر ورثہ کا حق ہے۔(28)

(۱۱) وقف بالآخر ایسی جہت کے لیے ہو جس میں انقطاع نہ ہو مثلاً کسی نے اپنی جائداد اپنی اولاد پر وقف کی اور یہ ذکر کر دیا کہ جب میری اولاد کا سلسلہ نہ رہے تو مساکین پر یا نیک کاموں میں صرف کی جائے تو وقف صحیح ہے کہ اب منقطع ہونے کی کوئی صورت نہ رہی۔

مسئلہ ۴۰: اگر فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے اسے وقف کیا اور موقوف علیہ کا ذکر نہ کیا تو عرفاً (عام بول چال کے مطابق) اسکے یہی معنی ہیں کہ نیک کاموں میں صرف ہوگی اور بلحاظ معنی ایسی جہت ہوگی جس کے لیے انقطاع نہیں، لہٰذا یہ وقف صحیح ہے۔(29)

مسئلہ ۴۱: جائداد کسی خاص مسجد کے نام وقف کی تو چونکہ مسجد ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اسکے لیے انقطاع نہیں، لہٰذا وقف صحیح ہے۔(30)

مسئلہ ۴۲: وقف صحیح ہونے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ جائداد موقوفہ کے ساتھ حق غیر کا تعلق نہ ہو بلکہ حق غیر کا تعلق ہو جب بھی وقف صحیح ہے۔ مثلاً وہ جائداد اگر کسی کے اجارہ میں ہے اور وقف کر دی تو وقف صحیح ہو گیا جب مدت اجارہ پوری ہو جائے یا دونوں میں کسی کا انتقال ہو جائے تو اب اجارہ ختم ہو جائے گا اور جائداد مَصرف وقف میں (یعنی جن کاموں میں مالِ وقف خرچ ہوتا ہے ان میں) صَرف ہوگی۔(31)

❁❁❁❁❁

---

(28) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج ۲، ص ۳۰۵.

(29) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: قدیثبت الوقف بالضرورۃ، ج ۶، ص ۵۲۲.

(30) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: قدیثبت الوقف بالضرورۃ، ج ۶، ص ۵۲۲.

(31) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۱۷.

وقف کے احکام

مسئلہ ۴۳: وقف کا حکم یہ ہے کہ نہ خود وقف کرنے والا اس کا مالک ہے نہ دوسرے کو اس کا مالک بنا سکتا ہے نہ اسکو بیع کر سکتا ہے (بیچ سکتا ہے) نہ عاریت دے سکتا ہے نہ اسکو رہن رکھ سکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۴۴: مکان موقوف کو بیع کر دیا یا رہن رکھ دیا اور مشتری یا مرتہن نے اُس میں سکونت (رہائش) کی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ وقف ہے تو جب تک اِس مکان میں رہے اس کا کرایہ دینا ہوگا۔(2)

مسئلہ ۴۵: وقف کو مستحقین (یعنی موقوف علیہم (جن پر وقف کیا گیا)) پر تقسیم کرنا جائز نہیں مثلاً کسی شخص نے جائداد اپنی اولاد پر وقف کی تو یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ جائداد اولاد پر تقسیم کر دی جائے کہ ہر ایک اپنے حصہ کی آمدنی سے متمتع ہو (نفع اٹھائے) بلکہ وقف کی آمدنی ان پر تقسیم ہوگی۔(3)

مسئلہ ۴۶: جن لوگوں پر زمین وقف ہے وہ لوگ اگر باہم رضامندی کے ساتھ ایک ایک ٹکڑا زراعت کے لیے لے لیں پھر دوسرے سال بدل کر دوسرے دوسرے ٹکڑے لیں تو ہو سکتا ہے مگر ایسی تقسیم جو ہمیشہ کے لیے ہو کہ ہر سال وہی کھیت وہ شخص لے دوسرے کو نہ لینے دے یہ نہیں ہو سکتا۔(4)

❁❁❁❁❁

---

(1) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج٦، ص٥١٦۔٥١٨.

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

وقف کے رہن وبیع ناجائز ہیں،

درمختار میں ہے:

فاذا تم ولزم لا یملك ولا یملك ولا یعار ولا یرھن اھ۔(اے درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ١/٣٧٩)

جب وقف تام اور لازم ہو جائے تو کوئی نہ اس کا مالک بنے نہ کسی کو مالک بنا سکے، نہ عاریۃً دیا جائے اور نہ رہن رکھا جا سکے گا (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ١٦، ص١٦٥ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٤١.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: سکن دارا ثم ظہر... الخ، ج٦، ص٥٤١.

(4) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی التھایؤ فی ارض الوقف بین المستحقین، ج٦، ص٥٤٢.

کس چیز کا وقف صحیح ہے اور کس کا نہیں

جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو) جیسے زمین، مکان، دوکان ان کا وقف صحیح ہے اور جو چیزیں منقول ہوں (ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہوں) مگر غیر منقول کے تابع ہوں اُن کا وقف غیر منقول کا تابع ہوکر صحیح ہے، مثلاً کھیت کو وقف کیا تو ہل بیل اور کھیتی کے جملہ آلات اور کھیتی کے غلام یہ سب کچھ تبعاً (ضمناً) وقف ہوسکتے ہیں یا باغ وقف کیا تو باغ کے جملہ سامان بیل اور چرسا (چمڑے کا بڑا ڈول) وغیرہ کو تبعاً وقف کرسکتا ہے۔ (1)

مسئلہ ۴۷: کھیت کے ساتھ ساتھ ہل بیل وغیرہ بھی وقف کیے تو انکی تعداد بھی بیان کردینی چاہیے کہ اتنے غلام اور اتنے بیل اور اتنی اتنی فلاں چیزیں اور یہ بھی ذکر کردینا چاہیے کہ بیل اور غلام کا نفقہ بھی اسی جائداد موقوفہ سے دیا جائے اور اگر یہ شرط نہ بھی ذکر کرے جب بھی انکے مصارف (اخراجات) اُسی سے دیے جائیں گے۔ (2)

مسئلہ ۴۸: غلام یا بیل اگر کمزور ہوگیا اور کام کے قابل نہ رہا اور واقف (وقف کرنے والا) نے یہ شرط کردی تھی کہ جب تک زندہ رہے وقف سے خوراک ملتی رہے تو اب بھی دی جائے اور اگر واقف نے کہہ دیا ہو کہ اِس سے کام لیا جائے اور کام کے مقابل کھانے کو دیا جائے تو اب وقف سے نہیں دیا جاسکتا اور ایسی صورت میں کہ وہ کام کا نہ رہا بیچ کر اُسکے بدلے میں دوسرا بیل خریدنا جائز ہے اور اگر ان داموں (یعنی اتنی قیمت) میں دوسرا نہ ملے تو وقف کی آمدنی میں سے کچھ شامل کرکے دوسرا خریدا جائے۔ یوہیں دیگر آلات زراعت چرسا، رسا، ہل وغیرہ خراب ہوجائیں تو اُنھیں بیچ کر دوسرے خریدلیے جائیں جو وقف کے لیے کارآمد ہوں اور اِس قسم کے تصرفات (معاملات) وقف کا متولی کریگا۔ (3)

مسئلہ ۴۹: گھوڑے اور اسلحہ کا وقف جائز ہے اور انکے علاوہ دوسری منقولات جنکے وقف کا رواج ہے اُن کو مستقلاً (ہمیشہ) وقف کرنا جائز ہے۔ نہیں تو نہیں۔ رہا تبعاً وقف کرنا وہ ہم پہلے بیان کرچکے کہ جائز ہے۔ بعض وہ چیزیں جن کے وقف کا رواج ہے یہ ہیں: مردہ لے جانے کی چارپائی اور جنازہ پوش (جنازہ پر ڈالی جانے والی چادر)، میت کے غسل دینے کا تخت، قرآن مجید، کتابیں، دیگ، دری، قالین، شامیانہ، شادی اور برات کے سامان کہ ایسی چیزوں کو

---

(1) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی وقف المنقول، ج ۲، ص ۳۰۹۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۰۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۰-۳۶۱۔

وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: لایشترط التحدید فی وقف العقار، ج ۶، ص ۵۵۵۔

لوگ وقف کر دیتے ہیں کہ اہل حاجت ضرورت کے وقت اِن چیزوں کو کام میں لائیں پھر متولی (مال وقف کا نگران) کے پاس واپس کر جائیں۔ یوہیں بعض مدارس اور یتیم خانوں میں سرمائی کپڑے (سردیوں کے کپڑے) اور لحاف گدے وغیرہ وقف کر کے دیدیئے جاتے ہیں کہ جاڑوں (سردیوں) میں طلبہ اور یتیموں کو استعمال کے لیے دیدیئے جاتے ہیں اور جاڑے نکل جانے کے بعد واپس لے لیے جاتے ہیں۔ (4)

مسئلہ ۵۰: مسجد پر قرآن مجید وقف کیا تو اِس مسجد میں جس کا جی چاہے اُس میں تلاوت کر سکتا ہے دوسری جگہ لے جانے کی اجازت نہیں کہ اسطرح پر وقف کرنے والے کا منشاء (مقصد) یہی ہوتا ہے اور اگر واقف نے تصریح کر دی ہے کہ اِسی مسجد میں تلاوت کی جائے جب تو بالکل ظاہر ہے کیونکہ اُسکی شرط کے خلاف نہیں کیا جا سکتا۔ (5)

---

(4) تبیین الحقائق، کتاب الوقف، ج ۴، ص ۲۶۵۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۱۔

والدر المختار، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۵۵۷۔۵۵۹۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۱۔

ورد المحتار، کتاب الوقف، مطلب: متی ذکر للوقف مصرفا لابد أن یکون... إلخ، ج ۶، ص ۵۶۰۔

فتاوی رضویہ شریف میں اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں کا طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے یا فوت ہوتا ہے تو اس کی جانب سے اس کے عزیز ایک یا چند قرآن پاک مسجد میں بھیجتے ہیں اس نیت سے کہ لوگ پڑھیں تاکہ ہم کو ثواب ملے، اب چونکہ جامع مسجد میں وہ بکثرت جمع ہو گئے اور بیکار رکھے ہیں جن کا انجام سوائے گلنے اور بوسیدہ ہونے کے کچھ نہیں ہے کیونکہ پڑھنے والے چند اور قرآن بکثرت جمع، تو ان کو ہدیہ کر کے وہ پیسہ مسجد کے صرف میں لا سکتے ہیں یا نہیں، مسجد سے ملحق ایک مدرسہ قرآن ہے اور نیز شہر میں بھی قرآن کے مدرسے ہیں ان میں ان قرآنوں کو متولی بھیج سکتا ہے یا نہیں نیز اگر اس شہر کے مدارس سے بچ رہیں تو دوسرے شہر کے مدارس میں بھیجے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب: اگر اس بھیجنے سے مصحف شریف اس مسجد پر وقف کرنا مقصود نہیں ہوتا جب تو بھیجنے والوں کو اختیار ہے وہ مصاحف ان کی ملک میں باقی ہیں جو وہ چاہیں کریں اور اگر مسجد پر وقف مقصود ہے تو اس میں اختلاف ہے کہ ایسی صورت میں اسے دوسری مسجد بھیج سکتے ہیں یا نہیں، جب حالت وہ ہو جو سوال مذکور میں ہے اور تقسیم کی ضرورت سمجھی جائے تو قول جواز پر عمل کر کے دوسری مساجد و مدارس پر تقسیم کر سکتے ہیں اس شہر کی حاجت سے زائد ہوں تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں مگر انہیں ہدیہ کر کے، ان کی قیمت مسجد میں نہیں صرف کر سکتے۔

درمختار میں ہے:

←

مسئلہ ۵۱: مدارس میں کتابیں وقف کردی جاتی ہیں اور عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ جس مدرسہ میں وقف کی جاتی ہیں اُسی کے اساتذہ اور طلبہ کے لیے ہوتی ہیں ایسی صورت میں وہ کتابیں دوسرے مدرسہ میں نہیں لیجائی جاسکتیں۔ اور اگر اِس طرح پر وقف کی ہیں کہ جن کو دیکھنا ہو وہ کتب خانہ میں آکر دیکھیں تو وہیں دیکھی جاسکتی ہیں اپنے گھر پر دیکھنے کے لیے نہیں لاسکتے۔(6)

مسئلہ ۵۲: بادشاہِ اسلام نے کوئی زمین یا گاؤں مصالح عامہ (عام لوگوں کی فلاح و بہبود) پر وقف کیا مثلاً مسجد، مدرسہ، سرائے (مسافر خانہ) وغیرہ پر تو وقف جائز ہے۔ اور ثواب پائے گا اور اگر خاص اپنے نفس یا اپنی اولاد پر وقف کیا تو وقف ناجائز ہے جب کہ بیت المال (اسلامی حکومت کا خزانہ) کی زمین ہو کہ اس کو مصلحت خاص کے لیے وقف کرنے کا اُسے اختیار نہیں ہاں اگر اپنی مِلک مثلاً خرید کر وقف کرنا چاہتا ہے تو اسکا اُسے اختیار ہے۔(7)

مسئلہ ۵۳: زمین کسی نے عاریت یا اجارہ پر لی تھی اُس میں مکان بنا کر وقف کردیا یہ وقف ناجائز ہے اور اگر زمین محتکر ہے یعنی اسی لیے اجارہ پر لی ہے کہ اس میں مکان بنائے یا پیڑ (درخت) لگائے ایسی زمین پر مکان بنا کر وقف کردیا تو یہ وقف جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۵۴: وقفی زمین میں مکان بنایا اور اُسی کام کے لیے مکان کو وقف کردیا جس کے لیے زمین وقف تھی تو یہ وقف بھی درست ہے اور دوسرے کام کے لیے وقف کیا تو اصح یہ ہے کہ یہ وقف صحیح نہیں۔(9) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین محتکر نہ ہو، ورنہ صحیح یہ ہے کہ وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۵۵: پیڑ لگائے اور انھیں مع زمین وقف کردیا تو وقف جائز ہے اور اگر تنہا درخت وقف کیے زمین وقف نہ کی تو وقف صحیح نہیں اور زمین موقوفہ میں درخت لگائے تو اس کے وقف کا وہی حکم ہے کہ ایسی زمین میں مکان بنا کر وقف

وقف مصحفا علی المسجد جاز ویقرأ فیه ولا یکون محصورا علی ھذا المسجد ا ؎۔ واللہ تعالٰی اعلم.

(ا ؎ درمختار کتاب الوقف مطبع مجتبائی دہلی ۱/۸۱۔۳۸۰)

مسجد کے نام قرآن کا وقف جائز ہے وہاں اس کی تلاوت کی جائے لیکن وہ اس مسجد کے لئے پابند نہیں ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، ص ۱۹۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(6) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل کتب الوقف من محلہا، ج ۶، ص ۵۶۱.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی اوقاف الملوک والامرائ، ج ۶، ص ۶۰۳.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۲.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی زیادۃ اجرۃ الارض المحتکرۃ، ج ۶، ص ۵۹۸.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج ۲، ص ۳۶۲.

کرنے کا ہے۔(10)

مسئلہ ۵۶: زمین وقف کی اور اُس میں زراعت طیار (تیار) ہے یا اُس زمین میں درخت ہیں جن میں پھل موجود ہیں تو زراعت اور پھل وقف میں داخل نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ مع زراعت اور پھل کے میں نے زمین وقف کی البتہ وقف کے بعد جو پھل آئیں گے وہ وقف میں داخل ہونگے اور وقف کے مصرف میں صرف کیے جائیں گے۔ اور زمین وقف کی تو اُسکے درخت بھی وقف میں داخل ہیں اگر چہ اسکی تصریح نہ کرے۔(11) یوہیں زمین کے وقف میں مکان بھی داخل ہیں اگرچہ مکان کو ذکر نہ کیا ہو۔(12)

مسئلہ ۵۷: زمین وقف کی اُس میں نرکل (سرکنڈا)، سینٹھا (ایک قسم کا سرکنڈا)، بید(13)، جھاؤ(14) وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو ہر سال کاٹی جاتی ہیں یہ وقف میں داخل نہیں یعنی وقف کے وقت جو موجود ہیں وہ مالک کی ہیں اور جو آئندہ پیدا ہونگی وہ وقف کی ہونگی اور ایسی چیزیں جو دو تین سال پر کاٹی جاتی ہیں جیسے بانس وغیرہ یہ داخل ہیں۔ یوہیں بیگن اور مرچوں کے درخت وقف میں داخل ہیں اور پھلی ہوئی مرچیں اور بیگن داخل نہیں۔(15)

مسئلہ ۵۸: زمین وقف کی اُس میں گنے بوئے ہوئے ہیں یہ وقف میں داخل نہ ہونگے اور گلاب، بیلے (چنبیلی کی قسم کے پودے)، چمیلی کے درخت داخل ہونگے۔(16)

مسئلہ ۵۹: حمام وقف کیا تو پانی گرم کرنے کی دیگ اور پانی رکھنے کی ٹنکیاں اور تمام وہ سامان جو حمام میں ہوتے ہیں سب وقف میں داخل ہیں۔(17)

مسئلہ ۶۰: کھیت وقف کیا تو پانی اور پانی آنے کی نالی جس سے آبپاشی کی جاتی ہے اور وہ راستہ جس سے کھیت میں جاتے ہیں یہ سب وقف میں داخل ہیں۔(18)

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج۲، ص۳۶۲.

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فیما یدخل فی الوقف... إلخ، ج۲، ص۳۰۷.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج۲، ص۳۶۲.

(13) ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں نہایت لچک دار ہوتی ہیں، اس کی لکڑیوں سے ٹوکریاں اور فرنیچر بنایا جاتا ہے۔

(14) پتلی شاخوں کی ایک خودرو جھاڑی جو عموماً دریاؤں کے کناروں پر ہوتی ہے اس کی شاخیں عموماً ٹوکریاں بنانے میں کام آتی ہیں۔

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مایدخل فی الوقف، ج۲، ص۳۰۸.

(16) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مایدخل فی الوقف، ج۲، ص۳۰۸.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج۲، ص۳۶۴.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... إلخ، ج۲، ص۳۶۲.

مشاع کی تعریف اور اس کا وقف

مسئلہ ۶۱: مشاع اُس چیز کو کہتے ہیں جسکے ایک جزءِ غیر متعین کا یہ مالک ہو یعنی دوسرا شخص بھی اس میں شریک ہو یعنی دونوں حصوں میں امتیاز نہ ہو۔ اسکی دو قسمیں ہیں۔ ایک قابل قسمت (تقسیم ہونے کے قابل) جو تقسیم ہونے کے بعد قابل انتفاع (نفع اٹھانے کے قابل) باقی رہے جیسے زمین، مکان۔ دوسری غیر قابل قسمت کہ تقسیم کے بعد اس قابل نہ رہے جیسے حمام، چکی، چھوٹی سی کوٹھری کہ تقسیم کردینے سے ہر ایک کا حصہ بیکار سا ہو جاتا ہے۔ مشاع غیر قابل قسمت کا وقف بالاتفاق جائز ہے اور قابل قسمت ہو اور تقسیم سے پہلے وقف کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسکا وقف جائز ہے اور متاخرین نے اِسی قول کو اختیار کیا۔(1)

مسئلہ ۶۲: مشاع کو مسجد یا قبرستان بنانا بالاتفاق ناجائز ہے چاہے وہ قابل قسمت ہو یا غیر قابل قسمت کیونکہ مشترک و مشاع میں مہایاۃ ہوسکتی ہے کہ دونوں باری باری سے اُس چیز سے انتفاع حاصل کریں مثلاً مکان میں ایک سال شریک سکونت (رہائش) کرے اور ایک سال دوسرا رہے یا وقف ہے تو وہ شخص رہے جس پر وقف ہوا ہے یا کرایہ پر دیا جائے اور کرایہ مصرف وقف میں صرف کیا جائے مگر مسجد و مقبرہ ایسی چیزیں نہیں کہ ان میں مہایاۃ ہوسکے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک سال تک اُس میں نماز ہو اور ایک سال شریک اُس میں سکونت کرے یا ایک سال تک قبرستان میں مردے دفن ہوں اور ایک سال شریک اس میں زراعت کرے اِس خرابی کی وجہ سے اِن دونوں چیزوں کے لیے مشاع کا وقف ہی درست نہیں۔(2)

❁❁❁❁❁

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... الخ، فصل، ج۲، ص۳۶۵.

(2) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۲۶.

والجوہرۃ النیرۃ، کتاب الوقف، الجزء الاول، ص۴۳۱.

وقف میں شرکت ہو تو تقسیم کس طرح ہوگی

مسئلہ ۶۳: زمین مشترک میں اس نے اپنا حصہ وقف کر دیا تو اسکا بٹوارہ (تقسیم) شریک سے خود یہ واقف کرائے گا اور واقف کا انتقال ہوگیا ہو تو متولی کا کام ہے اور اگر اپنی نصف زمین وقف کردی تو وقف وغیر وقف میں تقسیم یوں ہوگی کہ وقف کی طرف سے قاضی ہوگا اور غیر وقف کی طرف سے یہ خود یا یوں کرے کہ غیر وقف کو فروخت کر دے اور مشتری کے مقابلہ میں وقف کی تقسیم کرائے۔(1)

مسئلہ ۶۴: ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی دونوں نے اپنے حصے وقف کر دیے تو باہم تقسیم کر کے ہر ایک اپنے وقف کا متولی ہوسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۶۵: ایک شخص نے اپنی کُل زمین وقف کردی تھی اِس پر کسی نے نصف کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعی کو نصف زمین دلوادی تو باقی نصف بدستور وقف رہے گی اور واقف اِس شخص سے زمین تقسیم کرالے گا۔(3)

مسئلہ ۶۶: دو شخصوں میں زمین مشترک تھی اور دونوں نے اپنے حصے وقف کر دیے خواہ دونوں نے ایک ہی مقصد کے لیے وقف کیے یا دونوں کے دو مقصد مختلف ہوں مثلاً ایک نے مساکین پر صرف کرنے کے لیے دوسرے نے مدرسہ یا مسجد کے لیے اور دونوں نے الگ الگ اپنے وقف کا متولی مقرر کیا یا ایک ہی شخص کو دونوں نے متولی بنایا یا ایک شخص نے اپنی کل جائداد وقف کی مگر نصف ایک مقصد کے لیے اور نصف دوسرے مقصد کے لیے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔(4)

مسئلہ ۶۷: ایک شخص نے اپنی زمین سے ہزار گز زمین وقف کی پیمائش کرنے پر معلوم ہوا کہ کل زمین ہزار ہی گز ہے یا اس سے بھی کم تو کُل وقف ہے اور ہزار سے زیادہ ہے تو ہزار گز وقف ہے باقی غیر وقف اور اگر اِس زمین میں درخت بھی ہوں تو تقسیم اسطرح ہوگی کہ وقف میں بھی درخت آئیں۔(5)

---

(1) الھدایۃ، کتاب الوقف، ج ۲، ص ۱۸۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... الخ، فصل، ج ۲، ص ۳۶۵۔

(3) المرجع السابق۔

(4) المرجع السابق، ص ۳۶۵، ۳۶۶، وغیرہ

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ... الخ، فصل، ج ۲، ص ۳۶۶۔

مسئلہ ۶۸: زمین مشاع میں اپنا حصہ وقف کیا جسکی مقدار ایک جریب (چار کنال، اسی مرلے) ہے مگر تقسیم میں اُس زمین کا اچھا ٹکڑا اسکے حصہ میں آیا اس وجہ سے ایک جریب سے کم ملا یا خراب ٹکڑا ملا اس وجہ سے ایک جریب سے زیادہ ملا یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔(6)

مسئلہ ۶۹: چند مکانات میں اسکے حصے ہیں اس نے اپنے کُل حصے وقف کردیئے اب تقسیم میں یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک جز نہ لیا جائے بلکہ سب حصوں کے عوض میں ایک پورا مکان وقف کے لیے لیا جائے ایسا کرنا جائز ہے۔(7)

مسئلہ ۷۰: مشترک زمین وقف کی اور تقسیم یوں ہوئی کہ ایک حصہ کے ساتھ کچھ روپیہ بھی ملتا ہے اگر وقف میں یہ حصہ مع روپیہ کے لیا جائے کہ شریک اتنا روپیہ بھی دیگا تو وقف میں یہ حصہ لینا جائز نہ ہوگا کہ وقف کو بیع کرنا لازم آتا ہے اور اگر وقف میں دوسرا حصہ لیا جائے اور واقف اپنے شریک کو وہ روپیہ دے تو جائز ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقف کے علاوہ اُس روپے سے کچھ زمین خرید لی اور اس روپے کے مقابل جتنا حصہ ملے گا وہ اسکی مِلک ہے وقف نہیں۔(8)

❁❁❁❁❁

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی فیما یجوز وقفہ ... إلخ، فصل، ج۲، ص۳۶۶-۳۶۷.

(7) المرجع السابق، ص۳۶۷.

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی وقف المشاع، ج۲، ص۳۰۴.

و فتح القدیر، کتاب وقف، ج۵، ص۴۳۳.

مصارف وقف کا بیان

مسئلہ ۱: وقف کی آمدنی کا سب میں بڑا مصرف (جس میں خرچ کیا جائے) یہ ہے کہ وہ وقف کی عمارت پر صرف کی جائے اسکے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ واقف نے اس پر صرف کرنیکی شرط کی ہو یعنی شرائط وقف میں اسکو نہ بھی ذکر کیا ہو جب بھی صرف کریں گے کہ اسکی مرمت نہ کی تو وقف ہی جاتا رہے گا عمارت پر صرف کرنے سے یہ مراد ہے کہ اُسکو خراب نہ ہونے دیں اُس میں اضافہ کرنا عمارت میں داخل نہیں مثلاً مکان وقف ہے یا مسجد پر کوئی جائداد وقف ہے تو اولاً آمدنی کو خود مکان یا جائداد پر صرف کریں گے اور واقف کے زمانہ میں جس حالت میں تھی اُس پر باقی رکھیں۔ اگر اُسکے زمانہ میں پییدی (سفیدی) یا رنگ کیا جاتا تھا تو اب بھی مال وقف سے کریں ورنہ نہیں۔ یوہیں کھیت وقف ہے اور اس میں کھاد کی ضرورت ہے ورنہ کھیت خراب ہوجائے گا تو اسکی درستی مستحقین سے مقدم ہے۔(1)

مسئلہ ۲: عمارت کے بعد آمدنی اس چیز پر صرف ہو جو عمارت سے قریب تر اور باعتبار مصالح (مصلحت کے اعتبار سے) مفید تر ہو کہ یہ معنوی عمارت ہے جیسے مسجد کے لیے امام اور مدرسہ کے لیے مدرس کہ ان سے مسجد و مدرسہ کی آبادی ہے ان کو بقدر کفایت (اتنی مقدار جس سے گزر بسر بآسانی ہوسکے) وقف کی آمدنی سے دیا جائے۔ پھر چراغ بتی اور فرش اور چٹائی اور دیگر ضروریات میں صرف کریں جو اہم ہو اُسے مقدم رکھیں اور یہ اُس صورت میں ہے کہ وقف کی آمدنی کسی خاص مصرف کے لیے معین نہ ہو۔ اور اگر معین ہے مثلاً ایک شخص نے وقف کی آمدنی چراغ بتی کے لیے معین کردی ہے یا وضو کے پانی کے لیے تعیین کردی ہے تو عمارت کے بعد اُسی مد میں صرف کریں جسکے لیے معین ہے۔(2)

مسئلہ ۳: عمارت میں صرف کرنے کی ضرورت تھی اور ناظر اوقاف (اوقاف کی نگرانی کرنے والا) نے وقف کی آمدنی عمارت وقف میں صرف نہ کی بلکہ دیگر مستحقین کو دے دی تو اس کو تاوان دینا پڑیگا یعنی جتنا مستحقین کو دیا ہے اُسکے بدلے میں اپنے پاس سے عمارت وقف پر صرف کرے۔(3)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۷۔۳۶۸.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: عمارۃ الوقف علی صفۃ الذی وقفہ، ج۶، ص۵۶۲۔۵۶۳.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۸.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: یبدأ بعد العمارۃ بما ہو اقرب الیہا، ج۶، ص۵۶۳۔۵۶۴.

(3) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۶۷.

مسئلہ ۴: عمارت پر صرف (خرچ) ہونے کی وجہ سے ایک یا چند سال تک دیگر مستحقین کو نہ ملا تو اِس زمانہ کا حق ہی ساقط ہو گیا یہ نہیں کہ وقف کے ذمہ انکا اتنے زمانہ کا حق باقی ہے یعنی بالفرض آئندہ سال وقف کی آمدنی اتنی زیادہ ہوئی کہ سب کو دیکر کچھ بچ گئی تو سال گزشتہ کے عوض میں مستحقین اسکا مطالبہ نہیں کر سکتے۔(4)

مسئلہ ۵: خود واقف نے یہ شرط ذکر کردی ہے کہ وقف کی آمدنی کو اولاً عمارت میں صرف کیا جائے اور جو بچے مستحقین یا فقرا کو دی جائے تو متولی پر لازم ہے کہ ہر سال آمدنی میں سے ایک مقدار عمارت کے لیے نکال کر باقی مستحقین کو دے اگرچہ اس وقت تعمیر کی ضرورت نہ ہو کہ ہوسکتا ہے دفعۃً (اچانک) کوئی حادثہ پیش آجائے اور رقم موجود نہ ہو، لہٰذا پیشتر ہی سے (پہلے ہی سے) اس کا انتظام رکھنا چاہیے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کرتا تو ضرورت سے قبل اسکے لیے محفوظ نہیں رکھا جاتا بلکہ جب ضرورت پڑتی اُس وقت عمارت کو سب پر مقدم کیا جاتا۔(5)

مسئلہ ۶: واقف نے اس طور پر وقف کیا ہے کہ اسکی آمدنی ایک یا دوسال تک فلاں کو دی جائے اس کے بعد فقرا پر صرف ہو اور یہ شرط بھی ذکر کی ہے کہ اسکی آمدنی سے مرمت وغیرہ کی جائے تو اگر عمارت میں صرف کرنے کی شدید ضرورت ہو کہ نہ صرف کرنے میں عمارت کو ضرر (نقصان) پہنچ جانا ظاہر ہے جب تو عمارت کو مقدم کریں گے، ورنہ مقدم اُس شخص کو دینا ہے۔(6)

مسئلہ ۷: وقف کی آمدنی موجود ہے اور کوئی وقتی نیک کام میں ضرورت ہے جسکے لیے جائداد وقف ہے۔ مثلاً مسلمان قیدی کو چھوڑانا (یعنی آزاد کروانا) ہے یا غازی کی مدد کرنی ہے اور خود وقف کی دُرستی کے لیے بھی خرچ کرنے کی ضرورت ہے اگر اسکی تاخیر میں وقف کو شدید نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ (خوف) ہے جب تو اسی میں خرچ کرنا ضرور ہے اور اگر معلوم ہے کہ دوسری آمدنی تک اس کو مؤخر رکھنے میں وقف کو نقصان نہیں پہنچے گا تو اُس نیک کام میں صرف کردیا جائے۔(7)

مسئلہ ۸: اگر وقف کی عمارت کو قصداً (جان بوجھ کر) کسی نے نقصان پہنچایا تو جس نے نقصان پہنچایا اُسے تاوان دینا پڑے گا۔(8)

---

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: في قطع الجهات لاجل العمارة، ج٦، ص٥٦٨.

(5) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٨.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث في المصارف، الفصل الاول، ج٢، ص٣٦٨.

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ مسجداً...الخ، ج٢، ص٣٠٣.

(8) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: کون التعمیر من الغلۃ...الخ، ج٦، ص٥٦٢.

مسئلہ ۹: اپنی اولاد کے رہنے کے لیے مکان وقف کیا تو جو اس میں رہے گا وہی مرمت بھی کرائے گا اگر مرمت کی ضرورت ہے وہ مرمت نہیں کراتا یا اُسکے پاس کچھ ہے ہی نہیں جس سے مرمت کرائے تو متولی یا حاکم اس مکان کو کرایہ پر دے دیگا۔ اور کرایہ سے اسکی مرمت کرائے گا اور مرمت کے بعد اسکو واپس دے دیگا اور خود یہ شخص کرایہ پر نہیں دے سکتا اور اُسکو مرمت کرانے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ (9)

مسئلہ ۱۰: مکان اس لیے وقف کیا ہے کہ اُس کی آمدنی فلاں شخص کو دی جائے تو یہ شخص اُس میں سکونت نہیں کر سکتا اور نہ اس مکان کی مرمت اسکے ذمہ ہے بلکہ اسکی آمدنی اولاً مرمت میں صرف ہوگی اس سے بچے گی تو اُس شخص کو ملے گی اور اگر خود اُس شخص موقوف علیہ نے اس میں سکونت کی اور تنہا اسی پر وقف ہے تو اس پر کرایہ واجب نہیں کہ اس سے کرایہ لے کر پھر اسی کو دینا بے فائدہ ہے اور اگر کوئی دوسرا بھی شریک ہے تو کرایہ لیا جائے گا تا کہ دوسرے کو بھی دیا جائے۔ یونہیں اگر اس مکان میں مرمت کی ضرورت ہے جب بھی اس سے کرایہ وصول کیا جائے گا تا کہ اُس سے مرمت کی جائے۔ (10)

مسئلہ ۱۱: اگر ایسے مکان کا موقوف علیہ خود متولی بھی ہے اور اُس نے سکونت بھی کی اور مکان میں مرمت کی ضرورت ہے تو قاضی اسے مجبور کریگا کہ جو کرایہ اُس پر واجب ہے اُس سے مکان کی مرمت کرائے اور قاضی کے حکم دینے پر بھی مرمت نہیں کرائی تو قاضی دوسرے کو متولی مقرر کریگا کہ وہ تعمیر کرائے گا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: جو شخص وقفی مکان میں رہتا تھا اُس نے اپنا مال وقفی عمارت میں صرف کیا ہے اگر ایسی چیز میں صرف کیا ہے جو مستقل وجود نہیں رکھتی مثلاً سپیدی کرائی ہے یا دیواروں میں رنگ یا نقش و نگار کرائے تو اسکا کوئی معاوضہ وغیرہ اسکو یا اسکے ورثہ (وارثوں) کو نہیں مل سکتا اور اگر وہ مستقل وجود رکھتی ہے اور اُس کے جدا کرنے سے وقفی عمارت کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا تو اسکو یا اسکے ورثہ سے کہا جائے گا تم اپنا عملہ اُٹھالو نہ اُٹھائیں تو جبراً (زبردستی) اُٹھوادیا جائے گا اور اگر موقوف علیہ سے کچھ لے کر اُنھوں نے مصالحت کر لی تو یہ بھی جائز ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جسکے جدا کرنے سے وقف کو نقصان پہنچے گا مثلاً اُسکی چھت میں کڑیاں (شہتیر) ڈلوائی ہیں تو یہ اسکے ورثہ نکال نہیں سکتے بلکہ جس پر وقف ہے اُس سے قیمت دلوائی جائے گی اور قیمت دینے سے وہ انکار کرے تو مکان کو کرایہ پر دے کر کرایہ سے قیمت ادا کر دی جائے

---

(9) الہدایۃ، کتاب الوقف، ج ۲، ص ۱۸-۱۹۔

(10) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج ٦، ص ۵۷۳-۵۷۵۔

(11) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج ٦، ص ۵۷۲۔

پھر موقوف علیہ کو مکان واپس دیدیا جائے۔(12)

مسئلہ ۱۳: ضرورت کے وقت مثلاً وقف کی عمارت میں صرف کرنا ہے اور صرف نہ کریں گے تو نقصان ہوگا یا کھیت بونے کا وقت ہے اور وقف کے پاس نہ روپیہ ہے نہ بیج اور کھیت نہ بوئیں تو آمدنی ہی نہ ہوگی ایسے اوقات میں وقف کی طرف سے قرض لینا جائز ہے مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ایک یہ کہ قاضی کی اجازت سے ہو، دوم یہ کہ وقف کی چیز کو کرایہ پر دیکر کرایہ سے ضرورت کو پورا نہ کرسکتے ہوں۔اور اگر قاضی وہاں موجود نہیں ہے دوری پر ہے تو خود بھی قرض لے سکتا ہے خواہ روپیہ قرض لے یا ضرورت کی کوئی چیز اُدھار لے دونوں طرح جائز ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: وقف کی عمارت منہدم ہوگئی (گرگئی) پھر اُسکی تعمیر ہوئی اور پہلے کا کچھ سامان بچا ہوا ہے تو اگر یہ خیال ہو کہ آئندہ ضرورت کے وقت اِسی وقف میں کام آسکتا ہے جب تو محفوظ رکھا جائے ورنہ فروخت کرکے قیمت کو مرمت میں صرف کریں اور اگر رکھ چھوڑنے میں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے جب بھی فروخت کر ڈالیں اور ثمن کو محفوظ رکھیں یہ چیزیں خود اُن لوگوں کو نہیں دی جاسکتیں جن پر وقف ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: متولی نے وقف کے کام کرنے کے لیے کسی کو اجیر رکھا اور واجبی اُجرت سے چھٹا حصہ زیادہ کردیا مثلاً چھ آنے کی جگہ سات آنے دیے تو ساری اُجرت متولی کو اپنے پاس سے دینی پڑے گی اور اگر خفیف زیادتی (معمولی اضافہ) ہے کہ لوگ دھوکا کھا کر اُتنی زیادتی کردیا کرتے ہیں تو اسکا تاوان نہیں بلکہ ایسی صورت میں وقف سے اُجرت دلائی جائیگی۔(15)

مسئلہ ۱۶: کسی نے اپنی جائداد مصالح مسجد کے لیے وقف کی ہے تو امام، مؤذن، جاروب کش (جھاڑو دینے والا)، فراش (دریاں بچھانے والا)، دربان (چوکیدار)، چٹائی، جانماز، قندیل، تیل، روشنی کرنیوالا (16)، وضو کا پانی،

---

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۸۔۳۶۹۔

(13) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۷۳-۶۷۴۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۹۔

(15) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۶۸۔

(16) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قال تعالٰی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ ا ے ہمچناں روشنی بقدر حاجت ومصلحت نیز وحاجت باختلاف ضیق وسعت مکان وقلت وکثرت مردمان ووحدت وتعدد منازل وغیر ذلک مختلف گردد درمنزلے تنگ وجمع قلیل دوسہ چراغ باہمیں یکے بسندست ودردار وسیع وجمع کثیر ومنازل عدیدہ حاجت تابدہ وبست وبیشتری رسد امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ بماہ رمضان شب بمسجد درآمد چراغاں دیدکہ ←

لوٹے، رسی، ڈول، پانی بھرنے والے کی اُجرت۔ اس قسم کے مصارف مصالح میں شمار ہوں گے۔ (17) مسجد پھولی

مسجد درخشاں نور افشاں شدہ است امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راب دعا یاد کرد وگفت نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب ۲ ای ابن خطاب مساجد مارا نور آگیں کردی خدائے گورت پر نور کند ومسئلہ شمعہ در مقابر ومزارات افروختن را فقیر در رسالہ مستقلہ مسمی بہ طوالع النور فی حکم السرج علی القبور ہر چہ تمام تر روشن و پر نور کردہ ام ونیز آنجا تحقیق نمودہ کہ حدیث والمتخذین علیہا السرج ا کہ مخالفان درمیں باب بادچنگ زنند بقطع نظر از انکہ در سند او باذام ضعیف درایۃ نیز مخالف را غیر نافع ست آرے روشنی لغو وفضول راچنانکہ بعضے مرادماں شب ختم قرآن یا در بعض اعراس بزرگان کنند کہ صدہا چراغ بترتیب عجیب ووضع غریب زیر و بالا برابر نہند در کتب فقہیہ ہمچو غمز العیون وغیرہ بنظر اسراف منع فرمودہ اند وشک نیست کہ جائیکہ اسراف صادق ست اجتناب قطعاً لازم ولائق است۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

(ا۔ القرآن الکریم ۷ / ۳۲) (۲۔ تاریخ الخلفاء فصل فی اولیات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۹۷) (ا۔ مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس دار الفکر بیروت ۱ / ۲۲۹) (جامع الترمذی باب کراھیۃ ان یتخذ علی القبر مسجدا امین کمپنی دہلی ۱ / ۴۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فرما دیجئے کہ اس زینت وزیبائش کو کس نے حرام ٹھہرا دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی ہے۔ اسی طرح ضرورت اور مصلحت کے مطابق روشنی کا انتظام کرنا بھی جائز ہے (مختلف حالات کے لحاظ سے ضرورت بدلتی رہتی ہے) مثلاً مکان کی تنگی اور کشادگی۔ لوگوں کی قلت وکثرت، منازل کی وحدت وتعدد وغیرہ ان صورتوں میں ضرورت اور حاجت میں تبدیل آجاتی ہے۔ تنگ منزل اور تھوڑے مجمع میں دو تین چراغ بلکہ ایک بھی کافی ہوتا ہے۔ کشادہ اور بڑے گھر زیادہ لوگوں اور متعدد منزلوں کے لئے دس بیس بلکہ ان سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑتی ہے، امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ رمضان شریف میں رات کے وقت مسجد نبوی میں تشریف لائے تو مسجد کو چراغوں سے منور اور جگمگاتے ہوئے دیکھا کہ ہر سمت روشنی پھیل رہی تھی آپ نے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بذریعہ دعا یاد فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند خطاب! تم نے ہماری مساجد کو منور وروشن کیا اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو منور فرمائے، قبرستان اور مزارات پر شمع جلانے کے مسئلہ کو فقیر نے اپنے مالک مستقل رسالہ میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے رسالے کا نام ہے طوالع النور فی حکم السرج علی القبور (نور کے نورانی مطالع قبروں پر چراغاں کرنے کے حکم کے بیان میں۔ت) میں نے اس میں یہ تحقیق بھی پیش کی ہے کہ حدیث میں قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی جانے والی روایت سے مخالفین جو استدلال اور سہارا لیتے ہیں اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ اس حدیث کی سند میں باذام نامی راوی ضعیف ہے۔ از روئے عقل بھی مخالفین کے لئے مفید نہیں، البتہ روشنی کا بے فائدہ اور فضول استعمال جیسا کہ بعض لوگ ختم قرآن والی رات یا بزرگوں کے عرسوں کے مواقع پر کرتے ہیں سیکڑوں چراغ عجیب وغریب وضع وترتیب کے ساتھ اوپر نیچے اور باہم برابر طریقوں سے رکھتے ہیں محل نظر ہے اور اسراف کے زمرے میں آتا ہے چنانچہ فقہائے کرام نے کتب فقہ مثلاً غمز العیون وغیرہ میں اسراف (فضول خرچی) کی بنا پر ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاں اسراف صادق آئے گا وہاں پرہیز ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک۔ برتر اور خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۲۵۸۔ ۲۵۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(17) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۵۶۹

بڑی ہونے سے ضروریات و مصالح کا اختلاف ہوگا، مسجد کی آمدنی کثیر ہے کہ ضروریات سے بچ رہتی ہے تو عمدہ و نفیس جا نماز کا خریدنا بھی جائز ہے چٹائی کی جگہ دری یا قالین کا فرش بچھا سکتے ہیں۔(18)

❀❀❀❀❀

(18) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۵۹۔

مسجد و مدرسہ کے متعلقین کے وظائف

مسئلہ ۱۷: مدرسہ پر جائداد وقف کی تو مدرس کی تنخواہ، طلبہ کی خوراک، وظیفہ، کتاب، لباس وغیرہا میں جائداد کی آمدنی صرف کی جاسکتی ہے۔ وقف کے نگران، حساب کا دفتر اور محاسب (حساب وکتاب کرنے والا) کی تنخواہ، یہ چیزیں بھی مصارف میں داخل ہیں۔ بلکہ وقف کے متعلق جتنے کام کرنے والوں کی ضرورت ہو سب کو وقف سے تنخواہ دی جائے گی۔

مسئلہ ۱۸: اوقاف سے جو ماہوار وظائف مقرر ہوتے ہیں یہ من وجہ اُجرت ہے اور من وجہ صلہ، اُجرت تو یوں ہے کہ امام و موذن کی اگر اثنائے سال میں وفات ہو جائے تو جتنے دن کام کیا ہے اُسکی تنخواہ ملے گی اور محض صلہ ہوتا تو نہ ملتی اور اگر پیشگی تنخواہ ان کو دی جاچکی ہے بعد میں انتقال ہو گیا یا معزول کردیے گئے تو جو کچھ پہلے دے چکے ہیں وہ واپس نہیں ہوگا اور محض اُجرت ہوتی تو واپس ہوتی۔ (1)

مسئلہ ۱۹: مدرسہ میں تعطیل کے جو ایام ہیں مثلاً جمعہ، منگل یا جمعرات، جمعہ، ماہِ رمضان اور عید بقرعید کی تعطیلیں، جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج و معمول ہیں ان تعطیلات کی تنخواہ کا مدرس مستحق ہے اور ان کے علاوہ اگر مدرسہ میں نہ آیا یا بلاوجہ تعلیم نہ دی تو اُس روز کی تنخواہ کا مستحق نہیں۔ (2)

---

(1) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج٦، ص٥٦٩۔٥٧٠.

(2) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب فی استحقاق القاضی... إلخ، ج٦، ص٥٧٠-٥٧١.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
مدرسین و امثالہم اجیر خاص ہیں، اور اجیر خاص پر وقت مقررہ معہود میں تسلیم نفس لازم ہے، اور اسی سے وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے اگرچہ کام نہ ہو، مثلاً مدرس وقت معہود پر مہینہ بھر برابر حاضر رہا، اور طالب علم کوئی نہ تھا کہ سبق پڑھتا، مدرس کی تنخواہ واجب ہوگئی، ہاں اگر تسلیم نفس میں کمی کرے مثلاً بلارخصت چلا گیا، یا رخصت سے زیادہ دن لگائے، یا مدرسہ کا وقت چھ گھنٹے تھا، اس نے پانچ گھنٹے دیے، یا حاضر تو آیا لیکن وقت مقرر خدمت مفوضہ کے سوا اور کسی اپنے ذاتی کام اگرچہ نماز نفل یا دوسرے شخص کے کاموں میں صرف کیا کہ اس سے بھی تسلیم منتقض ہوگئی۔ یونہی اگر آتا اور خالی باتیں کرتا چلا جاتا ہے۔ طلبہ حاضر ہیں اور پڑھاتا نہیں کہ اگرچہ اجرت کام کی نہیں تسلیم نفس کی ہے، مگر یہ منع نفس ہے، نہ کہ تسلیم، بہرحال جس قدر تسلیم نفس میں کمی کی ہے اتنی تنخواہ وضع ہوگی، معمولی تعطیلیں مثلاً جمعہ، وعیدین ورمضان المبارک کی، یا جہاں مدارس میں سہ شنبہ کی چھٹی بھی معمول ہے، وہاں یہ بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کہ ان ایام میں بے تسلیم نفس بھی ←

مسئلہ ۲۰: طالبعلم وظیفہ کا اُس وقت مستحق ہے کہ تعلیم میں مشغول ہو اور اگر دوسرا کام کرنے لگا یا بیکار رہتا ہے تو

مستحق تنخواہ ہے، سوا اس کے اور کسی صورت میں تنخواہ کل یا بعض ضبط نہیں ہوسکتی، تسلیم نفس کامل کرکے اور بات میں باوصف قبول واقرار خلاف ورزی غایت یہ کہ جرم ہو، جرم کی تعزیر مالی جائز نہیں کہ منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام، معہذا حقوق العباد میں مطلقًا اور حقوق اللہ میں جرم کر چکنے کے بعد تعزیر کا اختیار صور معدودہ کے سوا قاضی شرع کو ہے نہ عام لوگوں کو اور امر ناجائز رائج ہو جانے سے جائز نہیں ہوسکتا، یونہی ملازمت بلا اطلاع چھوڑ کر چلا جانا اس وقت تنخواہ قطع کرے گا نہ تنخواہ واجب شدہ کو ساقط اور اس پر کسی تاوان کی شرط کرلینی مثلًا نوکری چھوڑنا چاہے تو اتنے دنوں پہلے سے اطلاع دے، ورنہ اتنی تنخواہ ضبط ہوگی یہ سب باطل وخلاف شرع مطہر ہے، پھر اگر اس قسم کی شرطیں عقد اجارہ میں لگائی گئیں جیسا کہ بیان سوال سے

ظاہر ہے کہ وقت ملازمت ان قواعد پر دستخط لے لئے جاتے ہیں، یا ایسے شرائط وہاں مشہور ومعلوم ہو کر المعروف کالمشروط ہوں، جب تو وہ نوکری ہی ناجائز وگناہ ہے، کہ شرط فاسد سے اجارہ فاسد ہوا، اور عقد فاسد حرام ہے۔ اور دونوں عاقد مبتلائے گناہ، اور ان میں ہر ایک پر اس کا فسخ واجب ہے، اور اس صورت میں ملازمین تنخواہ مقرر کے مستحق نہ ہوں گے، بلکہ اجر مثل کے جو مشاہرہ معینہ سے زائد نہ ہوں، اجر مثل اگر مسمی سے کم ہو تو اس قدر خود ہی کم پائیں گے، اگرچہ خلاف ورزی اصلا نہ کریں،

درمختار میں ہے:

الاجیر الخاص ویسمی اجیر وحد وھو من یعمل لواحد عملا موقتا بالتخصیص و یستحق الاجر بتسلیم نفسہ فی المدۃ وان لم یعمل کمن استؤجر شھر للخدمۃ ولیس للخاص ان یعمل لغیرہ (بل ولا ان یصلی النافلۃ شامی ولو عمل نقص من اجرتہ بقدر ما عمل فتاوی النوازل ا ؎

اجیر خاص کا نام اجیر وحد ہے، اور جو کسی کے لئے خاص ہو کر مقررہ عمل کرے اور مقررہ مدت میں اپنے آپ اس کے سپرد کردے اگرچہ عمل نہ کرے مثلًا کسی نے ایک ماہ خدمت کے لئے ملازم رکھا ہو، اجیر خاص کو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کا کام کرے بلکہ اس کو اس وقت میں نفل نماز بھی نہ چاہیے، شامی، اور اگر اس نے کسی اور کا کام کیا تو اس کی اجرت میں اتنی کمی کی جاسکے گی۔ فتاوٰی نوازل۔ (ت)

(ا ؎ درمختار کتاب الاجارۃ باب ضمان الاجیر مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۱۸۱) (ردالمحتار کتاب الاجارۃ باب ضمان الاجیر داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۴۴)

ردالمحتار میں ہے:

حیث کانت البطالۃ معروفۃ فی یوم الثلثاء والجمعۃ وفی رمضان والعیدین یحل الاخذ ۲ ؎

(۲ ؎ ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳ /۳۸۰)

جہاں منگل اور جمعہ اور رمضان وعیدین کی تعطیل مروج ہے وہاں ان کا مشاہرہ لینا جائز ہے۔ (ت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۱۹، ص ۵۰۷۔۵۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وظیفہ کا مستحق نہیں اگر چہ اُس کی سکونت مدرسہ ہی میں ہو اور اگر اپنے پڑھنے کے لیے کتاب لکھنے میں مشغول ہو گیا جس کا لکھنا ضروری تھا اس وجہ سے پڑھنے نہیں آیا تو وظیفہ کا مستحق ہے اور اگر وہاں سے مسافت سفر پر چلا گیا تو واپسی پر وظیفہ کا مستحق نہیں اور مسافت سفر سے کم فاصلہ کی جگہ پر گیا ہے اور پندرہ دن وہاں رہ گیا جب بھی مستحق نہیں اور اس سے کم ٹھہرا اگر جانا سیر و تفریح کے لیے تھا جب بھی مستحق نہیں اور اگر ضرورت کی وجہ سے گیا مثلاً کھانے کے لیے اُسکے پاس کچھ نہیں تھا اس غرض سے گیا کہ وہاں سے کچھ چندہ وصول کر لائے تو وظیفہ کا مستحق ہے۔(3)

مسئلہ ۲۱: مدرس یا طالبعلم حجِ فرض کے لیے گیا تو اس غیر حاضری کی وجہ سے معزول کیے جانے کا مستحق نہیں بلکہ اپنا وظیفہ بھی پائے گا۔(4+5)

---

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف، ج ۲، ص ۳۲۱.

(4+5) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اصل کلی شرعی یہ ہے کہ اجیر خاص پر حاضر رہنا اور اپنے نفس کو کار مقرر کے لیے سپرد کرنا لازم ہے جس دن غیر حاضر ہوگا اگر چہ مرض سے اگر چہ اور کسی ضرورت سے اس دن کے اجر کا مستحق نہیں مگر معمولی قلیل تعطیل جس قدر اس صیغہ میں معروف و مروج ہو عادۃً معاف رکھی گئی ہے اور یہ امر باختلاف حاجت مختلف ہوتا ہے درس تدریس کی حاجت روزانہ نہیں بلکہ طلبہ بلاتعطیل ہمیشہ پڑھے جائیں تو قلب اس محنت کا متحمل نہ ہو لہذا ہفتہ میں ایک دن یعنی جمعہ اور کہیں دو دن منگل جمعہ تعطیل ٹھہری، اور رمضان المبارک میں مطالعہ کرنا سبق پڑھنا یاد کرنا دشوار ہے، وقد قال سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ان القلب اذا کرہ عمی۔ اور ہمارے آقا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہے کہ جبر کی صورت میں دل بینا نہیں رہتا۔(ت) لہذا اسی صیغہ میں رمضان مبارک کی چھٹی بھی معمول ہوئی بخلاف خدمتگاری کہ اس کی حاجت روزانہ ہے اگر خدمتگار رمضان مبارک کا عذر کر کے گھر بیٹھ رہے ہرگز ایک حبہ تنخواہ کا مستحق نہیں انتظام وحفاظت مسجد بھی اسی قبیل سے ہے جس کی حاجت روزانہ ہے تو اس میں اتنی رخصت بھی نہیں ہو سکتی جتنی صیغہ تعلیم و تعلم میں ہے ولہذا ہمارے ائمہ نے تصریح فرمائی کہ متولی کو اگر فالج وغیرہ عارض ہو تو جتنے دن اس کے باعث اہتمام مسجد سے معذور رہے گا اجرت نہ پائے گا بلکہ صیغہ تعلیم میں بھی تصریح فرمائی کہ مدرس معمول کے علاوہ غیر حاضری پر تنخواہ کا مستحق نہیں اگر چہ وہ غیر حاضری حج فرض ادا کرنے کے لیے ہو یونہی تصریح فرمائی کہ طالب علم جو وظیفہ پاتا ہو اگر چہ بضرورت حج فرض یا صلہ رحم اسے سفر کی اجازت ہے یا شہر کے آس پاس دیہات میں کہ مدت سفر سے کم ہوں بضرورت طلب معاش دو ہفتہ یا زیادہ انتہا تین مہینے تک غیر حاضری کی رخصت ہے مگر اس رخصت کے یہ معنی کہ ان ضرورتوں کے سبب اتنی غیر حاضری کے باعث اس کا نام نہ کاٹا جائیگا معزول نہ کیا جائیگا نہ کہ ایام سفر یا دو ہفتہ خواہ زیادہ کی غیر حاضری بلاسفر پر وظیفہ بھی پائے وظیفہ ان سب صورتوں میں اصلاً نہ مل سکے گا اور اگر تین مہینے سے زیادہ غیر حاضر رہا اگر چہ حوالی شہر میں اگر چہ بضرورت دنا چاری معزول بھی کر دیا جائے گا جب صیغہ تعلیم میں یہ احکام ہیں تو صیغہ خدمت و حفاظت و اہتمام و انتظام مسجد میں کسی غیر حاضری کی تنخواہ کیونکر پا سکتا ہے، ہاں غایت درجہ حرج مرض کو سال میں ایک ہفتہ کی اجازت ہو سکتی ہے یا زیادہ چاہے تو اپنا عوض یعنی نائب ←

مسئلہ ۲۲: امام اپنے اعزہ (رشتہ داروں) کی ملاقات کو چلا گیا اور ایک ہفتہ یا کچھ کم وبیش امامت نہ کرسکا یا کسی

دے جوئے بغیر اس کے نہ غیر حاضری کی اجازت نہ مہتممان وقف کو روا کہ اسے ایسی طویل رخصت دیں اگر دی تو تنخواہ حلال نہیں نہ اسے لینا جائز، نہ ان کو دینے کا اختیار اگر دیں گے تو یہ خود مال وقف میں خائن ہوں گے اور اس کے ساتھ یہ بھی معزول کئے جائیں گے، اس بیان سے جواب سوال واضح ہوگیا، اب مطالب مذکورہ پر علماء سنئے، درمختار میں ہے: نظم ابن الشحنة الغيبة المسقطة للمعلوم المقتضية للعزل ومنه ۲؎ ابن شحنہ نے اپنی نظم میں مقررہ وظیفہ کو ساقط اور استحقاق معزولیت والی غیر حاضری کو بیان فرمایا ہے،

(۲؎ درمختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارتہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۸)

وما ليس بد منه ان لم يزد	على ثلاث شهور فهو يعفى و يغفر
وقد اطبقوا الايأخذ السهم مطلقا	لما قد مضى والحكم في الشرع يسفر

قلت وهذا كله في سكان المدرسة وفي غير فرض الحج وصلة الرحم اما فيهما فلا يستحق العزل والمعلوم كما في شرح الوهبانية للشرنبلالي ۱؎۔ ضروری عذر کی وجہ سے غیر حاضری اگر تین ماہ سے زائد نہ ہو تو معاف ہوگی، اور علماء کا اتفاق ہے کہ گزشتہ غیر حاضری کا وظیفہ مطلقاً نہ لے گا اور شرع میں حکم واضح ہے۔ میں کہتا ہوں یہ تمام بیان مدرسہ کے رہائشیوں کے لئے ہے اور فرض حج اور صلہ رحمی کے عذر کے علاوہ کے لئے ہے اگر دو مذکور عذر ہوں معزولی اور وظیفہ کا مستحق نہ ہوگا جیسا کہ شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہے(ت)(۱؎ درمختار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارتہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸۸)

ردالمحتار میں ہے:

قوله نظم ابن الشحنة. حاصل ما في شرحه تبعا للبزازية انه لايسقط معلومه ولايعزل اذا كان في المصر مشتغلا بعلم شرعي او خرج لغير سفر واقام دون خمسة عشر يوما بلا عذر على احد قولين(اي والقول الاخر انه يسقط معلومه اذا خرج لرستاق بلاعذر ولو اقل من اسبوعين) او خمسة عشر فاكثر لعذر شرعي كطلب المعاش ولم يزد على ثلثة اشهر وانه يسقط ولايعزل لوسافر لحج ونحوه او خرج للرستاق لغير عذر مالم يزد على ثلثة اشهر وانه يسقط ويعزل لو خرج واقام اكثر من ثلثة اشهر ولو لعذر قال الخير الرملي وكل هذا اذا لم ينصب نائبا عنه والا فليس لغيره اخذ وظيفته اه وفي القنية من باب الامامة امام يترك الامامة لزيادة اقربائه في الرساتيق اسبوعا او نحوه او لمصيبة او لاستراحة لاباس به ومثله عفو في العادة والشرع وقد ذكر في الاشباه عبارة القنية هذه وحملها على انه يسامح اسبوعا والاظهر ما في اخر شرح منية المصلي للحلبي ان الظاهر ان المراد في كل سنة ذكر الخصاف انه لو اصاب القيم فالج او نحوه فان امكنه الكلام والاخذ والاعطاء فله اخذ الاجر. والا فلا قال الطرطوسي ومقتضاه ان المدرس ونحوه اذا اصابه عذر من مرض او حج بحيث لايمكنه المباشرة لايستحق المعلوم لانه ادار الحكم في المعلوم على نفس المباشرة فان ←

مصیبت یا استراحت کی وجہ سے امامت نہ کرسکا تو حرج نہیں ان دنوں کا وظیفہ لینے کا مستحق ہے۔(6)

مسئلہ ۲۳: امام نے اگر چند روز کے لیے کسی کو اپنا قائم مقام مقرر کردیا ہے تو یہ اُس کا قائم مقام ہے مگر وقف کی آمدنی سے اسکو کچھ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ امام کی جگہ اِس کا تقرر نہیں ہے اور جو کچھ امام نے اسکے لیے مقرر کیا ہے وہ امام سے لے گا اور خود امام نے اگر سال کے اکثر حصہ میں کام کیا ہے تو کل وظیفہ پانے کا مستحق ہے۔(7)

وجدت استحق المعلوم والافلا وھذا ھو الفقه اھ ولا ینافی مامر من المسامحة باسبوع ونحوه لان القلیل مغتفر کما سومح بالبطالة المعتادة اھ ملخصا، واللہ تعالٰی اعلم۔

(ا۔ ردالمحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارته داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۰۷۔۴۰۸)

قولہ ابن شحنہ کی نظم، اس کی شرح کا ماحاصل یہ ہے جو بزازیہ کی اتباع میں بیان کیا کہ اگر غیر حاضر ہونے والا شہر میں ہی شرعی علم یا حد سفر سے کم مسافت کے لئے شہر سے باہر گیا اور بلا عذر پندرہ دن سے زیادہ باہر قیام کیا تو ایک قول کے مطابق معزول نہ کیا جائے گا اور نہ ہی مقررہ وظیفہ ساقط ہوگا یعنی دوسرا قول یہ ہے کہ جب وہ بلا عذر شہر سے متعلقہ سراؤں میں پندرہ دن سے کم غائب رہا ہو، یا کسی شرعی عذر کی بناء پر مثلاً طلب معاش کے لئے پندرہ دن سے زائد اور تین ماہ سے کم غائب رہا ہو، تو وظیفہ ساقط ہوگا اور معزول نہ ہوگا یونہی اگر فرض حج کیلئے سفر پر رہا ہو یا بغیر عذر تین ماہ سے زائد شہری سراؤں میں غائب رہا ہو، اور اگر شہر سے باہر تین ماہ سے زائد اگرچہ عذر کی بناء پر غائب ہوکر وہاں مقیم رہا ہو تو وظیفہ ساقط اور معزول بھی ہوگا، اور خیر رملی نے فرمایا یہ تمام صورتیں تب ہوں گی جب وہ اپنا نائب مقرر نہ کرگیا ہو ورنہ اس کا وظیفہ کوئی دوسرا وصول نہیں کرسکتا اھ، اور قنیہ کے امامت کے باب میں ہے کہ اگر امام نے ہفتہ بھر امامت کا ترک سراؤں میں رہائش پذیر اپنے اقرباء کی زیارت یا کسی مصیبت کی بناء پر یا آرام کرنے کے لئے کیا تو کوئی حرج نہیں شرعاً اور عادۃً یہ معاف ہے، اور اشباہ میں قنیہ کی مذکورہ عبارت ذکر کرکے فرمایا کہ ہفتہ کی مقدار میں چشم پوشی سے کام لیا جائے، اور زیادہ ظاہر وہ قول ہے جو منیۃ المصلی کی شرح حلبی کے آخر میں مذکور ہے کہ ہفتہ بھر پورے ایک سال میں مراد ہے، خصاف نے ذکر فرمایا کہ اگر منتظم کو فالج یا کوئی مرض لاحق ہوگیا تو اس میں گفتگو اور لین دین کرنا ممکن ہو تو وہ اپنے اجر کا مستحق ہوگا ورنہ نہیں، اس پر طرطوسی نے فرمایا کہ اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ مدرس وغیرہ کو جب کوئی عذر مثلاً مرض یا فرض حج پیش آئے جس کی وجہ سے وہ فرض منصبی ادا نہ کرسکے تو مقررہ وظیفہ کا مستحق نہ ہوگا کیونکہ معاملہ فرض منصبی کی ادائیگی پر طے ہوا ہے اگر یہ پایا گیا تو وظیفہ کا استحقاق ہوگا ورنہ نہیں، فقہ یہی ہے اھ، یہ بیان ہفتہ تک کی چشم پوشی کے مذکور حکم کے منافی نہیں ہے کیونکہ قلیل معاف ہوتا ہے جیسا کہ عادت میں مقررہ تعطیلات میں چشم پوشی ہوتی ہے اھ ملخصاً، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، ص ۲۱۱۔۲۰۸ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔ الخ، ج ۶، ص ۶۴۲۔

(6) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔ الخ، مطلب: فیما اذا قبض المعلوم۔۔۔ الخ، ج ۶، ص ۶۴۱۔

(7) المرجع السابق، ص ۶۴۳۔

مسئلہ ۴۴: امام و موذن کا سالانہ مقرر تھا اور اثناء سال (سال کے دوران) میں انتقال ہو گیا تو جتنے دنوں کام کیا ہے اُتنے دنوں کی تنخواہ کے مستحق ہیں اُنکے ورثہ کو دی جائے۔ اگرچہ اوقاف کی آمدنی آنے سے پہلے انتقال ہو گیا ہو۔ اور مدرس کا انتقال ہو گیا تو جتنے دنوں کام کیا ہے یہ بھی اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے اور دوسرے لوگ جن کو وقف سے وظیفہ ملتا ہے وہ اثناء سال میں فوت ہو جائیں اور وقف کی آمدنی ابھی نہیں آئی ہے تو وظیفہ کے مستحق نہیں اور فقرا پر جائداد وقف تھی اور جن فقیروں کو دینا ہے اُن کے نام لکھ لیے گئے اور رقم بھی برآمد کر لی گئی تو یہ لوگ جنکے نام پر رقم برآمد ہوئی مستحق ہو گئے، لہٰذا دینے سے پہلے ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو اُسکے وارث کو دیا جائے۔ یوہیں مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کو یا کسی دوسری جگہ کسی معین شخص کے نام جو رقم بھیجی گئی اگر وہاں پہنچنے سے پہلے اُس کا انتقال ہو گیا تو اُسکے ورثہ اس رقم کے مستحق ہیں۔ جو شخص اس رقم کو لے گیا وہ انھیں ورثہ کو دے دوسرے لوگوں کو نہ دے۔(8) امام و موذن میں سالانہ کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ ششماہی یا ماہوار تنخواہ ہو (جیسا کہ ہندوستان میں عموماً ماہوار تنخواہ ہوتی ہے سالانہ یا ششماہی اتفاقاً ہوتی ہے اور درمیان میں انتقال ہو جائے تو اتنے دنوں کی تنخواہ کا مستحق ہے۔

❀❀❀❀❀

---

(8) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فی امام والموذن... إلخ، ج ۶، ص ۶۳۸ - ۶۴۰.

وقف تین قسم کا ہوتا ہے

مسئلہ ۲۵: وقف تین طرح ہوتا ہے صرف فقرا کے لیے وقف ہو مثلاً اس جائداد کی آمدنی خیرات کی جاتی رہے یا اغنیاء کے لیے پھر فقرا کے لیے۔ مثلاً نسلاً بعد نسل اپنی اولاد پر وقف کیا اور یہ ذکر کردیا کہ اگر میری اولاد میں کوئی نہ رہے تو اسکی آمدنی فقرا پر صرف کی جائے یا اغنیا وفقرا دونوں کے لیے جیسے کوآں، سرائے، مسافر خانہ، قبرستان، پانی پلانے کی سبیل، پل، مسجد کہ ان چیزوں میں عرفاً فقرا کی تخصیص نہیں ہوتی، لہٰذا اگر اغنیا کی تصریح نہ کرے جب بھی ان چیزوں سے اغنیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اور ہسپتال پر جائداد وقف کی کہ اسکی آمدنی سے مریضوں کو دوائیں دی جائیں تو اس دوا کو اغنیا اس وقت استعمال کرسکتے ہیں جب واقف نے تعمیم کردی ہو کہ جو بیمار آئے اُسے دوا دی جائے یا اغنیا کی تصریح کردی ہو کہ امیر وغریب دونوں کو دوائیں دی جائیں۔(1)

مسئلہ ۲۶: صرف اغنیا پر وقف جائز نہیں ہاں اگر اغنیا پر ہو انکے بعد فقرا پر اور جن اغنیا پر وقف کیا جائے ان کی تعداد معلوم ہو تو جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۲۷: مسافروں پر وقف کیا یعنی وقف کی آمدنی مسافروں پر صرف ہو یہ وقف جائز ہے اور اسکے مستحق وہی مسافر ہیں جو فقیر ہوں جو مسافر مالدار ہوں وہ حقدار نہیں۔(3)

مسئلہ ۲۸: فقیروں یا مسکینوں پر وقف کیا تو یہ وقف مطلقاً صحیح ہے چاہے موقوف علیہ محصور ہوں یا غیر محصور اور اگر ایسا مصرف ذکر کیا جس میں فقیر وغنی دونوں پائے جاتے ہوں مثلاً قرابت والے پر وقف کیا تو اگر معین ہوں وقف صحیح ہے ورنہ نہیں، ہاں اگر وہ لفظ استعمال کے لحاظ سے حاجت پر دلالت کرتا ہو تو وقف صحیح ہے، مثلاً یتامیٰ پر یا طلبہ پر وقف کیا کہ فقیر وغنی دونوں یتیم ہوتے ہیں اور دونوں طالب علم ہوتے ہیں مگر عرف میں یہ دونوں لفظ حاجت مندوں پر بولے جاتے ہیں تو ان سے بھی وقف صحیح ہے اور وقف کی آمدنی صرف حاجت مند یتیم اور طلبہ کو دی جائے گی مالدار کو نہیں۔ یوہیں اپاہج اور اندھوں پر وقف بھی صحیح ہے اور صرف محتاجوں کو دیا جائے گا۔ یوہیں بیوگان (بیوہ عورتوں) پر بھی وقف صحیح ہے اگرچہ یہ لفظ فقیر وغنی دونوں کو شامل ہے مگر استعمال میں اس سے عموماً احتیاج سمجھ آتی ہے۔ یوہیں فقہ وحدیث کے

---

(1) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶،ص۶۱۰-۶۱۱۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲،ص۳۶۹۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲،ص۳۶۹۔

شغل رکھنے والوں پر بھی وقف صحیح ہے کہ یہ لوگ علمی شغل کی وجہ سے کسب میں مشغول نہیں ہوتے اور عموماً صاحب حاجت ہوتے ہیں۔(4)

مسئلہ ۲۹: اوقاف میں نیا وظیفہ مقرر کرنے کا قاضی کو بھی اختیار نہیں یعنی ایسا وظیفہ جو واقف کے شرائط میں نہیں ہے تو شرائط کے خلاف مقرر کرنا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا اور جسکے لیے مقرر کیا گیا اُسکو لینا بھی ناجائز ہے۔(5)

مسئلہ ۳۰: قاضی اگر کسی شخص کے لیے تعلیقی (مشروط) وظیفہ جاری کرے تو ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر فلاں مرجائے یا کوئی جگہ خالی ہو تو میں نے اُس کی جگہ تجھ کو مقرر کردیا تو مرنے پر اسکا تقرر اُسکی جگہ پر ہوگیا۔(6)

مسئلہ ۳۱: اگر امورِ خیر (نیکی کے کاموں) کے لیے وقف کیا اور یہ کہا کہ آمدنی سے پانی کی سبیل لگائی جائے (7) یا لڑکیوں اور یتامیٰ (یتیموں) کی شادی کا سامان کردیا جائے یا کپڑے خرید کر فقیروں کو دیے جائیں یا ہر سال آمدنی صدقہ کردی جائے یا زمین وقف کی کہ اسکی آمدنی جہاد میں صرف کی جائے یا مجاہدین کا سامان کردیا جائے یا مُردوں کے کفن دفن میں صرف کی جائے یہ سب صورتیں جائز ہیں۔(8)

مسئلہ ۳۲: ایک وقف کی آمدنی کم ہے کہ جس مقصد سے جائداد وقف کی ہے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا مثلاً جائداد وقف کی کہ اس کے کرایہ سے امام و مؤذن کی تنخواہ دی جائے مگر جتنا کرایہ آتا ہے اُس سے امام و مؤذن کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی کہ اتنی کم تنخواہ پر کوئی رہتا ہی نہیں تو دوسرے وقف کی آمدنی اس پر صرف کی جاسکتی ہے، جبکہ دوسرا وقف بھی اسی شخص کا ہو اور اُسی چیز پر وقف ہو مثلاً ایک مسجد کے متعلق اس شخص نے دو وقف کیے ایک کی آمدنی عمارت کے لیے اور دوسرے کی امام و مؤذن کی تنخواہ کے لیے اور اسکی آمدنی کم ہے تو پہلے وقف کی فاضل آمدنی امام و مؤذن پر صرف کی جاسکتی ہے اور اگر واقف اور صرف محتاجوں کو دیا جائے گا۔ یوہیں بیوگان (بیوہ عورتوں) پر بھی وقف صحیح ہے اگرچہ یہ لفظ فقیر و غنی دونوں کو شامل ہے مگر استعمال میں اس سے عموماً احتیاج سمجھ آتی ہے۔ یوہیں فقہ و حدیث کے شغل رکھنے والوں پر بھی وقف صحیح ہے کہ یہ لوگ علمی شغل کی وجہ سے کسب میں مشغول نہیں ہوتے اور عموماً صاحب حاجت ہوتے

(4) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج۵، ص۴۵۳۔

(5) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۶۸۔

(6) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۷۱۔

(7) یعنی راہ گیروں کو مفت پانی پلانے کا بندوبست کیا جائے۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الاول، ج۲، ص۳۶۹-۳۷۰۔

ہیں۔(9) دونوں وقفوں کے دو ہوں مثلاً دو شخصوں نے ایک مسجد پر وقف کیا یا واقف (وقف کرنے والا) ایک ہی ہو مگر جہت وقف مختلف ہو مثلاً ایک ہی شخص نے مسجد و مدرسہ بنایا اور دونوں پر الگ الگ وقف کیا تو ایک کی آمدنی دوسرے پر صرف (خرچ) نہیں کر سکتے۔(10)

مسئلہ ۳۳: دو مکان وقف کیے ایک اپنی اولاد کے رہنے کے لیے اور دوسرا اس لیے کہ اس کا کرایہ میری اولاد پر صرف ہوگا تو ایک کو دوسرے پر صرف نہیں کر سکتے۔(11)

مسئلہ ۳۴: وقف سے امام کی جو کچھ تنخواہ مقرر ہے اگر وہ ناکافی ہے تو قاضی اُس میں اضافہ کر سکتا ہے اور اگر اتنی تنخواہ پر دوسرا امام مل رہا ہے مگر یہ امام عالم پرہیز گار ہے اُس سے بہتر ہے جب بھی اضافہ جائز ہے اور اگر ایک امام کی تنخواہ میں اضافہ ہوا اسکے بعد دوسرا امام مقرر ہوا تو اگر امام اول کی تنخواہ کا اضافہ اُسکی ذاتی بزرگی کی وجہ سے تھا جو دوسرے میں نہیں تو دوسرے کے لیے اضافہ جائز نہیں اور اگر وہ اضافہ کسی بزرگی وفضیلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ضرورت وحاجت کی وجہ سے تھا تو دوسرے کے لیے بھی تنخواہ میں وہی اضافہ ہوگا یہی حکم دوسرے وظیفہ پانے والوں کا بھی ہے کہ ضرورت کی وجہ سے اُنکی تنخواہوں میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔(12)

❁❁❁❁❁

(9) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج۵،ص۴۵۳۔

(10) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶،ص۵۵۳۔

(11) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل انقاض المسجد ونحوہ، ج۶،ص۵۵۴۔

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: فی زیادۃ القاضی... إلخ، ج۶،ص۶۶۹۔

اولاد پر یا اپنی ذات پر وقف کا بیان

مسئلہ ۱: یوں کہا کہ اِس جائداد کو میں نے اپنے اوپر وقف کیا میرے بعد فلاں پر اُسکے بعد فقرا پر یہ وقف جائز ہے۔ یوہیں اپنی اولاد یا نسل پر بھی وقف کرنا جائز ہے۔(1)

مسئلہ ۲: اپنی اولاد پر وقف کیا اُنکے بعد مساکین وفقرا پر تو جو اولاد آمدنی کے وقت موجود ہے اگرچہ وقف کے وقت موجود نہ تھی اُسے حصہ ملے گا اور جو وقف کے وقت موجود تھی اور اب مرچکی ہے اُسے حصہ نہیں ملے گا۔(2)

مسئلہ ۳: اولاد نہیں ہے اور اولاد پر یوں وقف کیا کہ جو میری اولاد پیدا ہو وہ آمدنی کی مستحق ہے یہ وقف صحیح ہے اور اِس صورت میں جب تک اولاد پیدا نہ ہو وقف کی جو کچھ آمدنی ہوگی مساکین پر صرف ہوگی اور جب اولاد پیدا ہوگی تو اب جو کچھ آمدنی ہوگی اس کو ملے گی۔(3)

مسئلہ ۴: اولاد پر وقف کیا تو لڑکے اور لڑکیاں اور خنثیٰ (ہیجڑہ) سب اس میں داخل ہیں اور لڑکوں پر وقف کیا تو لڑکیاں اور خنثیٰ داخل نہیں اور لڑکیوں پر وقف کیا تو لڑکے اور خنثیٰ داخل نہیں اور یوں کہا کہ لڑکے اور لڑکیوں پر وقف کیا تو خنثیٰ داخل ہے کہ وہ حقیقۃً لڑکا ہے یا لڑکی اگرچہ ظاہر میں کوئی جانب متعین نہ ہو۔(4)

مسئلہ ۵: اپنی اُس اولاد پر وقف کیا جو موجود ہے اور نسلاً بعد نسل اسکی اولاد پر تو واقف کی جو اولاد وقف کرنے کے بعد پیدا ہوگی یہ اور اسکی اولاد حقدار نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: اولاد پر وقف کیا تو اُس اولاد کو حصہ ملے گا جو معروف النسب (جس کا نسب لوگوں کو معلوم ہو) ہو اور اگر اُسکا نسب صرف واقف کے اقرار سے ثابت ہوتا ہو تو آمدنی کی مستحق نہیں اِسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے جائداد اولاد پر وقف کی اور وقف کی آمدنی آنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں اسکی کنیز سے بچہ پیدا ہوا اس نے کہا یہ میرا بچہ ہے تو نسب ثابت ہو جائے گا۔ مگر اس آمدنی سے اسکو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر منکوحہ (بیوی) یا ام ولد سے چھ مہینہ سے کم میں

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۱.

(2) المرجع السابق.

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد...إلخ، ج۲، ص۳۱۶.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۱.

(5) المرجع السابق، ص۳۷۵.

بچہ پیدا ہوا تو اپنے حصہ کا مستحق ہے۔ اور آمدنی سے چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہو تو اس آمدنی سے اس کو حصہ نہیں۔(6)

مسئلہ ۷: اپنی نابالغ اولاد پر وقف کیا تو وہ مراد ہیں جو وقف کے وقت بچے ہوں اگرچہ آمدنی کے وقت جوان ہوں یا اندھی یا کانی (ایک آنکھ والی) اولاد پر وقف کیا تو وقف کے دن جو اندھے اور کانے ہیں وہ مراد ہیں اگر وقف کے دن اندھا نہ تھا آمدنی کے دن اندھا ہو گیا تو مستحق نہیں اور اگر یوں وقف کیا کہ اسکی آمدنی کی مستحق میری وہ اولاد ہے جو یہاں سکونت رکھے تو آمدنی کے وقت یہاں جس کی سکونت ہوگی وہ مستحق ہے وقف کے دن اگرچہ یہاں سکونت نہ تھی۔(7)

مسئلہ ۸: اپنی اولاد پر وقف کیا اور شرط کر دی کہ جو یہاں سے چلا جائے اُسکا حصہ ساقط تو جانے کے بعد واپس آجائے تو بھی حصہ نہیں ملے گا ہاں اگر واقف نے یہ بھی شرط کی ہو کہ واپس ہونے پر حصہ ملے گا تو اب ملے گا۔ یوہیں اگر یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو لڑکی بیوہ ہو جائے اُس کو دیا جائے تو جب تک بیوہ ہونے پر نکاح نہ کریگی ملے گا اور نکاح کرنے پر نہیں ملے گا اگرچہ نکاح کے بعد اُسکے شوہر نے طلاق دیدی ہو مگر جب کہ واقف نے یہ شرط کر دی ہو کہ پھر بے شوہر والی ہو جائے تو دیا جائے تو اب دیا جائے گا۔(8)

مسئلہ ۹: اولادِ ذکور (یعنی بیٹے) اور ذکور کی اولاد (یعنی بیٹوں کی اولاد) پر وقف کیا تو اِسی کے موافق تقسیم ہوگی اور اگر اولادِ ذکور کی اولادِ ذکور پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو لڑکیوں کو اس میں سے کچھ نہ ملے گا بلکہ اِس نسل میں جتنے لڑکے ہونگے وہی حقدار ہونگے۔ اور ذکور کا سلسلہ ختم ہونے پر فقرا پر صرف ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۰: اولاد میں جو حاجت مند ہوں اُن پر وقف کیا تو آمدنی کے وقت جو ایسے ہوں وہ مستحق ہونگے، اگرچہ وہ پہلے مالدار تھے اور جو پہلے حاجت مند تھے اور اب مالدار ہو گئے تو مستحق نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۱: محتاج اولاد پر وقف کیا تھا اور آمدنی چند سال تک تقسیم نہیں ہوئی یہاں تک کہ مالدار محتاج ہو گئے اور محتاج مالدار تو تقسیم کے وقت جو محتاج ہوں اُن کو دیا جائے۔(11)

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۳۷۱۔ ۳۷۲۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۳۷۲۔
و فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج ۵، ص ۴۵۳۔

(8) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج ۵، ص ۴۵۳۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۳۷۳۔

(10) المرجع السابق۔

(11) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج ۵، ص ۴۵۳۔

مسئلہ ۱۲: اپنی اولاد میں جو عالم ہو اُس پر وقف کیا تو غیر عالم کو نہیں ملے گا اور فرض کرو چھوٹا بچہ چھوڑ کر مرگیا جو بعد میں عالم ہوگیا تو جب تک عالم نہیں ہوا ہے اسے نہیں ملے گا۔ اور نہ اس زمانہ کی آمدنی کا حصہ اسکے لیے جمع رکھا جائے گا بلکہ اب سے حصہ پانے کا مستحق ہوگا۔(12)

مسئلہ ۱۳: اگر اولاد پر وقف کیا مگر نسلاً بعد نسل نہ کہا تو صرف صلبی (سگی اولاد) کو ملے گا اور صلبی اولاد ختم ہونے پر انکی اولاد مستحق نہیں ہوگی، بلکہ حق مساکین ہے اور اس صورت میں اگر وقف کے وقت اُس شخص کی صلبی اولاد ہی نہ ہو اور پوتا موجود ہے تو پوتا ہی صلبی اولاد کی جگہ ہے کہ جب تک یہ زندہ ہے حقدار ہے اور نواسہ صلبی اولاد کی جگہ نہیں اور وقف کے بعد صلبی اولاد پیدا ہوگئی تو اب سے پوتا نہیں پائے گا، بلکہ صلبی اولاد مستحق ہے اور فرض کرو پوتا بھی نہ ہو مگر پر پوتا اور پر پوتے کا لڑکا ہو تو یہ دونوں حقدار ہیں۔(13)

مسئلہ ۱۴: اولاد اور اولاد کی اولاد پر وقف کیا تو صرف دو ہی پشت تک کی اولاد حقدار ہے پوتے کی اولاد مستحق نہیں اور اس میں بھی بیٹی کی اولاد یعنی نواسے نواسیوں کا حق نہیں اور اگر یوں کہا کہ اولاد پھر اولاد کی اولاد پھر انکی اولاد یعنی تین پشتیں ذکر کردیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے نسلاً بعد نسل اور بطناً بعد بطن کہتا کہ جب تک سلسلہ اولاد میں کوئی باقی رہے گا حقدار ہے اور نسل منقطع (ختم) ہوجائے تو فقرا کو ملے گا۔(14)

مسئلہ ۱۵: بیٹوں (صیغہ جمع) پر وقف کیا اور دو یا زیادہ ہوں تو سب برابر برابر تقسیم کرلیں اور ایک ہی بیٹا ہو تو آمدنی میں نصف اسے دیں گے اور نصف فقرا کو اور اگر بیٹے اور بیٹے کی اولاد اور اسکی اولاد کی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کیا تو بیٹے کی تمام اولادِ ذکور واناث پر (یعنی بیٹوں) برابر تقسیم ہوگا اور اگر وقف میں مرد کو عورت سے دونا (دُگنا) کہا ہو تو برابر نہیں دیں گے بلکہ اُس کے موافق دیں جیسا وقف میں مذکور ہے۔ پوتے اور پر پوتے دونوں کو برابر دیا جائے گا ہاں اگر واقف نے وقف میں یہ ذکر کردیا ہو کہ بطن اعلیٰ (15) کو دیا جائے وہ نہ ہوں تو اسفل (16) کو تو پوتے کے ہوتے ہوئے پر پوتے کو نہیں دیں گے بلکہ اگر ایک ہی پوتا ہو تو کل کا یہی حقدار ہے اسکے مرنے کے بعد تمام پوتے کی اولاد کو ملے گا اس پوتے کی اولاد کو بھی اور جو پوتے اس سے پہلے مرچکے ہیں اُن کی اولادوں کو بھی اور اگر یہ کہہ دیا ہو کہ

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۴۔

(13) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد... إلخ، ج۲، ص۳۱۳ وغیرہا۔

(14) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد... إلخ، ج۲، ص۳۱۴ وغیرہا۔

(15) بطن اعلیٰ سے مراد قریبی نسل جیسے بیٹوں اور پوتوں کے ہوتے ہوئے بیٹے بطن اعلیٰ ہوں گے۔

(16) اسفل سے مراد یہ ہے کہ قریبی نسل کے اعتبار سے دوری پر ہوں جیسے پوتے، بیٹوں کے ہوتے ہوئے اسفل ہوں گے۔

بطن اعلیٰ میں جو مرجائے اُسکا حصہ اُسکی اولاد کو دیا جائے تو جو پوتا موجود ہے اُسے ملے گا اور جو مرگیا ہے اُوسکا حصہ اُس کی اولاد کو ملے گا۔(17)

مسئلہ ۱۶: آمدنی آگئی ہے مگر ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے کہ ایک حقدار مرگیا تو اسکا حصہ ساقط نہیں ہوگا، بلکہ اسکے ورثہ کو ملے گا۔(18)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص نے کہا میرے مرنے کے بعد میری یہ زمین مساکین پر صدقہ ہے اور یہ زمین ایک تہائی کے اندر ہے تو مرنے کے بعد اسکی آمدنی اس کی اولاد کو نہیں دی جاسکتی اگرچہ فقیر و محتاج ہو اور اگر صحت میں وقف کرے اور ما بعد موت کی طرف مضاف نہ کرے پھر مرجائے اور اسکی اولاد میں ایک یا چند مسکین ہوں تو ان کو دینا بہ نسبت دوسرے مساکین کے زیادہ بہتر ہے مگر ہر ایک کو نصاب سے کم دیا جائے۔(19)

مسئلہ ۱۸: صحت میں فقرا پر وقف کیا اور واقف کے ورثہ فقیر ہوں تو ان کو دینا زیادہ بہتر ہے مگر اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ کل مال انھیں کو نہ دیا جائے بلکہ کچھ اِن کو دیا جائے اور کچھ غیروں کو اور اگر کل دیا جائے تو ہمیشہ نہ دیا جائے کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ انھیں پر وقف ہے۔(20)

مسئلہ ۱۹: صحت میں جو وقف فقرا پر کیا گیا اُس کا مصرف اولاد کے بعد سب سے بہتر واقف (وقف کرنے والا) کی قرابت والے ہیں پھر اسکے آزاد کردہ غلام پھر اُسکے پڑوس والے پھر اُسکے شہر کے وہ لوگ جو واقف کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے اُسکے دوست احباب تھے۔(21)

مسئلہ ۲۰: اپنی اولاد پر وقف کیا اور انکے بعد فقرا پر اور اُسکی چند اولادیں ہیں ان میں سے کوئی مرجائے تو وقف کی کُل آمدنی باقی اولاد پر تقسیم ہوگی اور جب سب مرجائیں گے اُس وقت فقرا کو ملے گی۔ اور اگر وقف میں اولاد کا نام ذکر کردیا ہو کہ میں نے اپنی اولاد فلاں وفلاں پر وقف کیا اور انکے بعد فقرا پر تو اِس صورت میں جو مرے گا اُس کا حصہ فقرا کو دیا جائے گا۔ اب باقیوں پر کُل تقسیم نہیں ہوگا۔(22)

---

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲،ص ۳۷۴-۳۷۶۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲،ص ۳۷۶۔

(19) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی الاولاد ۔۔۔ الخ، ج۲،ص ۳۱۵۔

(20) المرجع السابق، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲،ص ۳۲۰۔

(21) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲،ص ۳۲۰۔

(22) المرجع السابق، فصل فی الوقف علی الاولاد ۔۔۔ الخ، ج۲،ص ۳۱۶۔

مسئلہ ۲۱: اپنی اولاد پر مکان وقف کیا ہے کہ یہ لوگ اُس میں سکونت رکھیں تو اس میں سکونت (رہائش) ہی کر سکتے ہیں کرایہ پر نہیں دے سکتے۔ اگرچہ اولاد میں صرف ایک ہی شخص ہے اور مکان اسکی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور اگر اسکی اولاد میں بہت سے اشخاص ہوں کہ سب اس میں سکونت نہیں کر سکتے جب بھی کرایہ پر نہیں دے سکتے بلکہ باہمی رضامندی سے نمبر وار ہر ایک اس میں سکونت کر سکتا ہے۔ اور اگر مکان موقوف بہت بڑا ہے جس میں بہت سے کمرے اور حجرے ہیں تو مردوں کی عورتیں اور عورتوں کے شوہر بھی رہ سکتے ہیں کہ مرد اپنی عورت اور نوکر چاکر کے ساتھ علیحدہ کمرہ میں رہے اور دوسرے لوگ دوسرے کمروں میں اور اگر اتنے کمرے اور حجرے نہ ہوں کہ ہر ایک علیحدہ سکونت کرے تو صرف وہی لوگ رہ سکتے ہیں جن پر وقف ہے یعنی اولاد ذکور کی بی بیاں اور اولاد اناث کے خاوند نہیں رہ سکتے۔(23)

مسئلہ ۲۲: اگر مکان موقوف تمام اولاد کے لیے ناکافی ہے بعض اس میں رہتے ہیں اور بعض نہیں تو نہ رہنے والے ساکنان سے (مکان میں رہنے والوں سے) کرایہ نہیں لے سکتے نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اِتنے دِن تم رہ چکے ہو اور اب ہم رہیں گے۔ بلکہ اگر چاہیں تو انھیں کے ساتھ رہ لیں۔(24)

مسئلہ ۲۳: اولاد کی سکونت کے لیے مکان وقف کیا ہے اِن میں سے ایک نے سارے مکان پر قبضہ کر رکھا ہے دوسرے کو گھسنے نہیں دیتا تو اس صورت میں ساکن (مکان میں رہنے والے) پر کرایہ دینا لازم ہے کہ یہ غاصب ہے اور غاصب کو ضمان دینا پڑتا ہے۔(25)

مسئلہ ۲۴: قرابت والوں پر وقف کیا تو وقف صحیح ہے اور مرد و عورت دونوں برابر کے حقدار ہیں۔ مرد کو عورت سے زیادہ حصہ نہیں دیا جائے گا اور قرابت والوں میں واقف کی اولاد بیٹے پوتے وغیرہ یا اُسکے اصول باپ دادا وغیرہ کا شمار نہ ہوگا یعنی ان کو حصہ نہیں ملے گا۔(26)

مسئلہ ۲۵: قرابت والوں پر وقف کیا اور واقف کے چچا بھی ہیں اور ماموں بھی تو چچاؤں کو ملے گا ماموؤں کو نہیں اور ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو آدھا چچا کو اور آدھے میں دونوں ماموؤں کو یہ جبکہ لفظ جمع (قرابت والوں) ذکر کیا ہو اور

---

(23) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۲۶۔

ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فیما اذا ضاقت الدار علی المستحقین، ج۶، ص۵۴۳۔

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فیما اذا ضاقت الدار علی المستحقین، ج۶، ص۵۴۳-۵۴۵۔

(25) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۴۳۔

(26) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۱۷۔

اگر لفظ واحد قرابت والا کہا تو فقط چچا کو ملے گا۔ (27)

مسئلہ ۲۶: اپنی قرابت کے محتاجین و فقرا پر وقف کیا تو وقف صحیح اور قرابت والوں میں انھیں کو ملے گا جو محتاج و فقیر ہوں۔ (28)

مسئلہ ۲۷: مکان وقف کیا اور شرط یہ کردی کہ میری فلاں بیوہ جب تک نکاح نہ کرے اس میں سکونت کرے۔ واقف کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ نے نکاح کرلیا تو سکونت کا حق جاتا رہا اور نکاح کے بعد پھر بیوہ ہوگئی یا شوہر نے طلاق دیدی جب بھی حق سکونت عود نہ کریگا (یعنی دوبارہ رہائش کا حق حاصل نہ ہوگا)۔ (29)

مسئلہ ۲۸: متولی (وقف کا نگران) کو وقف نامہ ملا جس میں یہ لکھا ہے کہ اِس محلہ کے محتاجوں اور دیگر فقرا مسکین پر صرف کیا جائے تو اِس محلہ کے ہر مسکین کو ایک ایک حصہ دیا جائے اور دوسرے مسکینوں کا ایک حصہ اور محلہ والا کوئی مسکین مرجائے تو اسکا حصہ ساقط۔ اور وہ حصہ باقیوں پر تقسیم ہو جائے گا۔ یہ اُسی وقت تک ہے کہ وقف نامہ جب لکھا گیا اُس وقت محلہ میں جو مساکین تھے وہ جب تک زندہ رہیں اور وہ سب کے سب نہ رہے تو جیسے اس محلہ کے مسکین ویسے ہی دوسرے مساکین یعنی اب جو محلہ میں دوسرے مساکین ہونگے وہ ایک ایک حصہ کے حقدار نہیں ہیں بلکہ جتنا دیگر مساکین کو ملے گا اُتنا ہی اُن کو بھی ملے گا۔ (30)

مسئلہ ۲۹: اپنے پڑوس کے فقرا پر وقف کیا تو پڑوسی سے مراد وہ لوگ ہیں جو اُس محلہ کی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اگرچہ اُن کا مکان واقف کے مکان سے متصل نہ ہو اور ایک شخص اُس محلہ میں رہتا ہے مگر جس مکان میں رہتا ہے اُس کا مالک دوسرا شخص ہے جو یہاں نہیں رہتا تو مالک مکان پڑوسیوں میں شمار نہ ہوگا بلکہ وہ جس کی یہاں سکونت ہے۔ وقف کے وقت جو لوگ محلہ میں تھے وہ مکان بیچ کر چلے گئے تو وہ پڑوسی نہ رہے بلکہ یہ ہیں جواب یہاں رہتے ہیں۔ (31)

مسئلہ ۳۰: پڑوسیوں پر وقف کیا تھا اور خود واقف دوسرے شہر کو چلا گیا اگر وہاں مکان بنا کر مقیم ہوگیا (یعنی مستقل رہائش اختیار کرلی) تو وہاں کے پڑوس والے مستحق ہیں پہلی جگہ جہاں تھا وہاں کے لوگ اب مستحق نہ رہے۔ اور اگر وہاں

---

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثانی، ج۲، ص۳۷۹.

(28) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۱۷.

(29) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۹۳.

(30) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۰.

(31) المرجع السابق.

مکان نہیں بنایا ہے تو پہلی جگہ والے بدستور مستحق ہیں۔(32)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص نے اپنے شہر کے سادات (سیدزادوں) کے لیے جائداد وقف کی ایک سیّد صاحب وہاں سے دوسرے شہر کو چلے گئے اگر یہاں کا مکان بیچا نہیں اور دوسرے شہر میں مکان نہیں بنایا تو یہیں کے ساکن (رہنے والے) ہیں اور وظیفہ کے مستحق ہیں۔(33)

مسئلہ ۳۲: جن لوگوں پر جائداد وقف کی اُن سب نے انکار کردیا تو وقف جائز اور آمدنی فقرا پر تقسیم ہوگی اور اگر بعض نے انکار کیا اور واقف نے موقوف علیہ (جس پر وقف کیا) کو جس لفظ سے ذکر کیا ہے وہ لفظ باقیوں پر بولا جاتا ہے توکل آمدنی ان باقی لوگوں کو دی جائے گی۔ اور اگر وہ لفظ نہیں بولا جاتا تو جس نے انکار کردیا ہے اُس کا حصہ فقیر کو دیا جائے مثلاً یہ کہا کہ فلاں کی اولاد پر وقف کیا اور بعض نے انکار کردیا تو سب آمدنی باقیوں کو ملے گی اور اگر کہا زید وعمرو پر وقف کیا اور زید نے انکار کیا تو اس کا حصہ عمرو کو نہیں ملے گا بلکہ فقیر کو دیا جائے اور اگر کسی شخص کی اولاد پر وقف کیا تھا اور سب نے انکار کردیا اور آمدنی فقیروں کو دیدی گئی پھر نئی آمدنی ہوئی تو اس کو قبول نہیں کرسکتے یا اِن موجودین (موجود لوگ) نے انکار کردیا تھا مگر اُس شخص کے کوئی اور لڑکا پیدا ہوا اُسنے قبول کرلیا تو ساری آمدنی اِسی کو ملے گی۔(34)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص پر اپنی جائداد نسلاً بعد نسل (نسل در نسل) وقف کی اُس شخص نے کہا نہ میں اپنے لیے قبول کرتا ہوں نہ اپنی نسل کے لیے تو اپنے حق میں انکار صحیح ہے۔ اور اولاد کے حق میں صحیح نہیں۔(35)

مسئلہ ۳۴: موقوف علیہ نے پہلے رد کردیا تو اب قبول کرکے وقف کو واپس نہیں لے سکتا اور جب ایک سال اس نے قبول کرلیا تو پھر رد نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا کہ ایک سال کا قبول نہیں کرتا ہوں اور اُسکے بعد کا قبول کرتا ہوں تو اِس سال کی آمدنی دیگر مستحقین کو ملے گی پھر اِس کو ملے گی۔(36)

مسئلہ ۳۵: واقف ہی متولی بھی ہے وہ آمدنی کو اپنے ہاتھ سے اپنی قرابت والوں پر صرف کرتا ہے کسی کو کم کسی کو زیادہ جو اُسکے خیال میں آتا ہے اُسکے موافق دیتا ہے۔ اب وہ فوت ہوا اُس نے دوسرے کو متولی مقرر کیا اور یہ بیان نہیں کہ کس کو زیادہ دیتا تھا تو یہ متولی دوم اُنھیں لوگوں کو دے اور زیادتی کی رقم کا مصرف معلوم نہیں، لہٰذا اسے فقرا پر صرف

(32) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۱.

(33) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج۲، ص۳۲۱.

(34) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج۵، ص۴۵۱.

(35) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، فصل فی کیفیۃ... إلخ، ج۲، ص۴۳۰.

(36) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الموقوف علیہ، ج۵، ص۴۵۱.

کرے۔(37)

❀❀❀❀❀

(37) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الوقف علی القرابات، ج ۲، ص ۳۲۰.

مسجد کا بیان

مسئلہ ۱: مسجد ہونے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بنانے والا کوئی ایسا فعل کرے یا ایسی بات کہے جس سے مسجد ہونا ثابت ہوتا ہو محض مسجد کی سی عمارت بنا دینا مسجد ہونے کے لیے کافی نہیں۔

مسئلہ ۲: مسجد بنائی اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی مسجد ہوگئی اگرچہ جماعت میں دو ہی شخص ہوں مگر یہ جماعت علی الاعلان یعنی اذان واقامت کے ساتھ ہو۔ اور اگر تنہا ایک شخص نے اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھی اس طرح نماز پڑھنا جماعت کے قائم مقام ہے اور مسجد ہو جائے گی۔ اور اگر خود اِس بانی نے تنہا اس طرح نماز پڑھی تو یہ مسجدیت (مسجد ہونے) کے لیے کافی نہیں کہ مسجدیت کے لیے نماز کی شرط اِس لیے ہے تاکہ عامہ مسلمین کا قبضہ ہو جائے اور اس کا قبضہ تو پہلے ہی سے ہے، عامہ مسلمین کے قائم مقام یہ خود نہیں ہو سکتا۔(1)

مسئلہ ۳: یہ کہا کہ میں نے اس کو مسجد کر دیا تو اس کہنے سے بھی مسجد ہو جائے گی۔(2)

---

(1) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجدا اوخانا...إلخ، ج۲،ص۲۹۶.
وفتح القدیر، کتاب الوقف، فصل اختص المسجد باحکام، ج۵، ص۴۴۳-۴۴۴.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی احکام المسجد، ج۶، ص۵۴۶۔۵۴۸.

(2) تنویر الابصار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۴۶.

رضائے الٰہی عزوجل کیلئے مسجد بنانے کا ثواب

امیرالمومنین حضرتِ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خاتم المرسلین، رحمۃ للعٰلمین، شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ عزوجل کی خوشنودی چاہتے ہوئے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب من بنی مسجدا، رقم ۴۵۰، ج۱، ص۱۷۱)

حضرتِ سیدنا بشر بن حیان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں ہم ایک مسجد بنا رہے تھے کہ حضرتِ سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالی عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور سلام کیا پھر فرمایا کہ میں نے سرورِ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو لوگوں کے نماز پڑھنے کے لئے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں اس سے بہتر گھر بنائے گا۔

(مسند احمد، مسند المکیین، حدیث واثلۃ بن الاسقع، رقم ۱۶۰۰۵، ج۵، ص۴۱۹) ←

مسئلہ ۴: مکان میں مسجد بنائی اور لوگوں کو اُس میں آنے اور نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اگر مسجد کا راستہ علیحدہ کردیا ہے تو مسجد ہوگئی۔(3)

مسئلہ ۵: مسجد کے لیے یہ ضرور ہے کہ اپنی املاک سے اُسکو بالکل جدا کردے اسکی ملک اُس میں باقی نہ رہے،

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حلال مال سے مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔

(طبرانی اوسط، رقم ۵۰۵۹، ج ۴، ص ۱۷)

ام المومنین حضرتِ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جو ریاکاری اور لوگوں کو سنانے کا ارادہ کئے بغیر مسجد بنائے گا اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (طبرانی اوسط، رقم ۷۰۰۵، ج ۵، ص ۱۸۴)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ بے شک مومن کے مرنے کے بعد بھی اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے جو کچھ اس تک پہنچتا رہتا ہے، ان میں سے ایک تو وہ علم ہے جسے اس نے لوگوں کو سکھایا اور پھیلایا، وہ نیک اولاد ہے جسے اس نے چھوڑا یا وہ مصحف جسے ترکہ میں چھوڑا یا مسجد بنوائی یا نہر جاری کردی یا اپنی صحت اور حیات میں اپنے مال سے ایسا صدقہ دیا جس کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، رقم ۲۴۲، ج ۱، ص ۱۵۷)

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے اللہ عزوجل کے لئے تھوڑے رقبے پر بھی مسجد بنائی تو اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الصلوۃ، باب المساجد، رقم ۱۶۰۸، ج ۳، ص ۶۹)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جس نے پانی کا کنواں کھدوایا اس کنویں میں سے جن و انس اور پرندوں میں سے جو بھی پانی پیے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس شخص کو اس کا ثواب عطا فرمائے گا اور جس نے اللہ عزوجل کے لئے چھوٹی سی مسجد بنائی اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ، باب فی فضل المسجد، رقم ۱۲۹۲، ج ۲، ص ۲۶۹)

حضرتِ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحر و بر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، جو مسجد بنوائے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اللہ عزوجل اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔

(سنن ترمذی، ابواب الصلوۃ، باب ماجاء فی فضل بنیان المسجد، رقم ۳۱۹، ج ۱، ص ۳۴۳)

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۵۴.

مثلاً نیچے دوکانیں یا رہنے کا مکان اور اوپر مسجد ہوائی تو یہ مسجد نہیں۔ یا اوپر اپنی دوکانیں یا رہنے کا مکان اور نیچے مسجد ہوئی تو یہ مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک ہے اور اُسکے بعد اُسکے ورثہ کی، اور اگر نیچے کا مکان مسجد کے کام کے لیے ہو جب یہ نہ ہو تو مسجد ہوگی۔(۴) یوہیں مسجد کے نیچے کرایہ کی دکانیں بنائی گئیں یا اوپر مکان بنایا گیا جن کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی تو حرج نہیں یا مسجد کے نیچے ضرورت مسجد کے لیے تہ خانہ بنایا کہ اس میں پانی وغیرہ رکھا جائے گا یا مسجد کا سامان اُس میں رہے گا تو حرج نہیں۔(5) مگر یہ اُس وقت ہے کہ قبل تمام مسجد دکانیں یا مکان بنالیا ہو اور مسجد ہو جانے کے بعد نہ اُسکے نیچے دکان بنائی جا سکتی نہ اوپر مکان۔(6) یعنی مثلاً ایک مسجد کو منہدم کر کے (یعنی شہید کر کے) پھر سے اُسکی تعمیر کرانا چاہیں اور پہلے اُسکے نیچے دکانیں نہ تھیں اور اب اس جدید تعمیر میں دکان بنوانا چاہیں تو نہیں بنا سکتے کہ یہ تو پہلے ہی سے مسجد ہے اب دکان بنانے کے یہ معنی ہونگے کہ مسجد کو دکان بنایا جائے۔

مسئلہ ۱: مسجد کے لیے عمارت ضرور نہیں یعنی خالی زمین اگر کوئی شخص مسجد کردے تو مسجد ہے، مثلاً مالک زمین نے لوگوں سے کہہ دیا کہ اس میں ہمیشہ نماز پڑھا کرو تو مسجد ہوگئی اور اگر ہمیشہ کا لفظ نہیں بولا مگر اُس کی نیت یہی ہے، جب بھی مسجد ہے اور اگر نہ لفظ ہے اور نہ نیت، مثلاً نماز پڑھنے کی اجازت دیدی اور نیت کچھ نہیں یا مہینہ یا سال بھر ایک دن کے لیے نماز پڑھنے کو کہا تو وہ زمین مسجد نہیں بلکہ اُسکی ملک (ملکیت) ہے، اُسکے مرنے کے بعد اُسکے ورثہ کی ملک ہے۔(7)

مسئلہ ۷: ایک مکان مسجد کے نام وقف تھا متولی نے اُسے مسجد بنادیا اور لوگوں نے چند سال تک اُس میں نماز بھی پڑھی پھر نماز پڑھنا چھوڑ دیا اب اُسے کرایہ کا مکان کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔ کیونکہ متولی کے مسجد کرنے سے وہ مسجد نہیں ہوا۔(8)

مسئلہ ۸: مریض نے اپنے مکان کو مسجد کردیا اگر وہ مکان مریض کے تہائی مال کے اندر ہے تو مسجد بنانا صحیح ہے مسجد ہوگیا اور اگر تہائی سے زائد ہے اور ورثہ نے اجازت دے دی جب بھی مسجد ہے اور ورثہ نے اجازت نہیں دی تو

---

(4) الہدایۃ، کتاب الوقف، ج ۲، ص ۲۰.

وتبیین الحقائق، کتاب الوقف، ج ۴، ص ۲۷۱، وغیرہما.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج ۲، ص ۳۵۵.

(6) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۵۴۸۔۵۴۹.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج ۲، ص ۳۵۵.

(8) المرجع السابق، ص ۳۵۵۔۳۵۱.

کُل کا کُل میراث ہے۔ اور مسجد نہیں ہو سکتا کہ اُس میں ورثہ بھی حقدار ہیں اور مسجد کو حقوق العباد سے جدا ہونا ضروری ہے۔ یوہیں ایک شخص نے زمین خرید کر مسجد بنائی بائع کے علاوہ کوئی دوسرا شخص بھی اُس میں حقدار نکلا تو مسجد نہیں رہی اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا تہائی مکان مسجد بنا دیا جائے تو وصیت صحیح ہے مکان تقسیم کر کے ایک تہائی کو مسجد کر دیں گے۔ (9)

مسئلہ ۹: اہل محلہ یہ چاہتے ہیں کہ مسجد کو توڑ کر پہلے سے عمدہ و مستحکم بنائیں تو بنا سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے مال سے بنائیں مسجد کے روپے سے تعمیر نہ کریں اور دوسرے لوگ ایسا کرنا چاہتے ہوں تو نہیں کر سکتے اور اہل محلہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کو وسیع کریں اُس میں حوض اور کوآں اور ضرورت کی چیزیں بنائیں وضو اور پینے کے لیے مٹکوں میں پانی رکھوائیں، جھاڑ، (10) ہانڈی، (11) فانوس وغیرہ لگائیں۔ بانی مسجد (مسجد تعمیر کرانے والے) کے ورثہ کو منع کرنے کا حق نہیں جب کہ وہ اپنے مال سے ایسا کرنا چاہتے ہوں اور اگر بانی مسجد اپنے پاس سے کرنا چاہتا ہے اور اہل محلہ اپنی طرف سے تو بانی مسجد بہ نسبت اہل محلہ کے زیادہ حقدار ہے۔ حوض اور کوآں بنوانے میں یہ شرط ہے کہ اُنکی وجہ سے مسجد کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ (12) اور یہ بھی ضرور ہے کہ پہلے جتنی مسجد تھی اُسکے علاوہ دوسری زمین میں بنائے جائیں مسجد میں نہیں بنائے جاسکتے۔

مسئلہ ۱۰: امام و مؤذن مقرر کرنے میں بانی مسجد یا اُسکی اولاد کا حق بہ نسبت اہل محلہ کے زیادہ ہے مگر جب کہ اہل محلہ نے جس کو مقرر کیا وہ بانی مسجد کے مقررہ کردہ سے اولیٰ ہے تو اہل محلہ ہی کا مقرر کردہ امام ہوگا۔ (13)

مسئلہ ۱۱: اہل محلہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ مسجد کا دروازہ دوسری جانب منتقل کر دیں اور اگر اس باب میں رائیں مختلف ہوں تو جس طرف کثرت ہو اور اچھے لوگ ہوں اُنکی بات پر عمل کیا جائے۔ (14)

مسئلہ ۱۲: مسجد کی چھت پر امام کے لیے بالا خانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجدیت ہو تو بنا سکتا ہے اور مسجد

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۶۔

(10) ایک قسم کا فانوس جو مکانات میں روشنی اور زیبائش کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔

(11) ایک قسم کا شیشے کا برتن جس میں شمع جلا کر روشنی کرتے ہیں۔

(12) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، ج۶، ص۵۴۸۔

(13) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... الخ، ج۶، ص۶۵۹-۶۶۰۔

(14) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی احکام المسجد، ج۶، ص۵۴۸۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۶۔

ہوجانے کے بعد نہیں بنا سکتا، اگرچہ کہتا ہو کہ مسجد ہونے کے پہلے سے میری نیت بنانے کی تھی بلکہ اگر دیوار مسجد پر حجرہ بنانا چاہتا ہو تو اسکی بھی اجازت نہیں یہ حکم خود واقف اور بانی مسجد کا ہے، لہٰذا جب اسے اجازت نہیں تو دوسرے بدرجہ اولیٰ نہیں بنا سکتے، اگر اس قسم کی کوئی ناجائز عمارت چھت یا دیوار پر بنادی گئی ہو تو اُسے گرادینا واجب ہے۔(15)

مسئلہ ۱۳: مسجد کا کوئی حصہ کرایہ پر دینا کہ اسکی آمدنی مسجد پر صَرف (خرچ) ہوگی حرام ہے اگرچہ مسجد کو ضرورت بھی ہو۔ یوہیں مسجد کو مسکن (رہنے کی جگہ) بنانا بھی ناجائز ہے۔ یوہیں مسجد کے کسی جز کو حجرہ میں شامل کرلینا بھی ناجائز ہے۔(16)

مسئلہ ۱۴: مصلیوں (نمازیوں) کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اور مسجد کے پہلو میں کسی شخص کی زمین ہے تو اُسے خرید کر مسجد میں اضافہ کریں اور اگر وہ نہ دیتا ہو تو واجبی قیمت دیکر جبراً اُس سے لے سکتے ہیں۔ یوہیں اگر پہلوئے مسجد میں کوئی زمین یا مکان ہے جو اس مسجد کے نام وقف ہے یا کسی دوسرے کام کے لیے وقف ہے تو اُسکو مسجد میں شامل کرکے اضافہ کرنا جائز ہے البتہ اسکی ضرورت ہے کہ قاضی سے اجازت حاصل کرلیں۔ یوہیں اگر مسجد کے برابر وسیع راستہ ہو اُس میں سے اگر کچھ جز مسجد میں شامل کرلیا جائے جائز ہے۔ جبکہ راستہ تنگ نہ ہو جائے اور اُس کی وجہ سے لوگوں کا حرج نہ ہو۔(17)

مسئلہ ۱۵: مسجد تنگ ہوگئی ایک شخص کہتا ہے مسجد مجھے دیدو اسے میں اپنے مکان میں شامل کرلوں اور اسکے عوض (بدلے) میں وسیع اور بہتر زمین تمہیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلنا جائز نہیں۔(18)

مسئلہ ۱۶: مسجد بنائی اور شرط کردی کہ مجھے اختیار ہے کہ اسے مسجد رکھوں یا نہ رکھوں تو شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہوگئی یعنی مسجدیت کے ابطال کا (مسجدیت کے ختم کرنے کا) اُسے حق نہیں۔ یوہیں مسجد کو اپنے یا اہل محلہ کے لیے خاص کردے تو خاص نہ ہوگی دوسرے محلہ والے بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں اسے روکنے کا کچھ اختیار نہیں۔(19)

---

(15) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، ج۶، ص۵۴۹-۵۵۰.

(16) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۵۰.

وفتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۲۲.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۶-۴۵۷.

ورد المحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی جعل شیء من المسجد طریقا، ج۶، ص۵۷۸-۵۸۱.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۷.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج۲، ص۴۵۷-۴۵۸.

مسئلہ ۱۷: مسجد کے آس پاس جگہ ویران ہوگئی وہاں لوگ رہے نہیں کہ مسجد میں نماز پڑہیں (پڑھیں) یعنی مسجد بالکل بیکار ہوگئی جب بھی وہ بدستور مسجد ہے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُسے توڑ پھوڑ کر اُسکے اینٹ پتھر وغیرہ اپنے کام میں لائے یا اُسے مکان بنالے۔ یعنی وہ قیامت تک مسجد ہے۔ (20)

مسئلہ ۱۸: مسجد کی چٹائی جانماز وغیرہ اگر بیکار ہوں اور اس مسجد کے لیے کارآمد نہ ہوں تو جس نے دیا ہے وہ جو چاہے کرے اُسے اختیار ہے اور مسجد ویران ہوگئی کہ وہاں لوگ رہے نہیں تو اُس کا سامان دوسری مسجد کو منتقل کردیا جائے بلکہ ایسی منہدم ہوجائے اور اندیشہ ہو کہ اس کا عملہ (سامان) لوگ اوٹھالے جائیں گے اور اپنے صرف میں لائیں گے تو اسے بھی دوسری مسجد کی طرف منتقل کردینا جائز ہے۔ (21)

مسئلہ ۱۹: جاڑے کے موسم میں مسجد میں پیال (22) ڈلوایا تھا، جاڑے نکل جانے کے بعد بیکار ہوگئے تو جس نے ڈلوایا اُسے اختیار ہے، جو چاہے کرے اور اُس نے مسجد سے نکلواکر باہر ڈلوا دیے تو جو چاہے لے جاسکتا ہے۔ (23)

مسئلہ ۲۰: بعض لوگ مسجد میں جو پیال بچھا ہے اسے سقایہ کی آگ جلانے کے کام میں لاتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ یوہیں سقایہ کی آگ گھر لے جانا یا اوس سے چلم (حقہ) بھرنا یا سقایہ کا پانی گھر لیجانا یہ سب ناجائز ہے، ہاں جس نے پانی بھروایا اور گرم کرایا ہے اگر وہ اسکی اجازت دیدے تو لیجاسکتے ہیں، جبکہ اُس نے اپنے پاس سے صرف کیا ہے اور مسجد کا پیسہ صرف کیا ہو تو اسکی اجازت بھی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۱: مسجد کی اشیا مثلاً لوٹا چٹائی وغیرہ کو کسی دوسری غرض میں استعمال نہیں کرسکتے مثلاً لوٹے میں پانی بھر کر اپنے گھر نہیں لیجاسکتے اگرچہ یہ ارادہ ہو کہ پھر واپس کر جاؤں گا اُسکی چٹائی اپنے گھر یا کسی دوسری جگہ بچھانا ناجائز ہے۔ یوہیں مسجد کے ڈول رسی سے اپنے گھر کے لیے پانی بھرنا یا کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بے موقع اور بے محل استعمال کرنا ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۲: تیل یا موم بتی مسجد میں جلانے کے لیے دی اور بچ رہی تو دوسرے دِن کام میں لائیں اور اگر خاص دِن کے لیے دی ہے مثلاً رمضان یا شب قدر کے لیے تو بچی ہوئی مالک کو واپس دی جائے امام مؤذن کو بغیر اجازت لینا

(20) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۵۵۰ وغیرہ۔

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فیما لو خرب المسجد أو غیرہ، ص ۵۵۱۔

(22) چاولوں یا گندم کی سوکھی فصل جس سے غلہ نکال لیا ہو، پرالی، پرال۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۵۸-۴۵۹۔

جائز نہیں، ہاں اگر وہاں کا عرف (لوگوں کی عادت) ہو کہ بچی ہوئی امام و مؤذن کی ہے تو اجازت کی ضرورت نہیں۔(24)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی کہ نیک کاموں میں صرف کیا جائے تو اس مال سے مسجد میں چراغ جلایا جاسکتا ہے مگر اُتنے ہی چراغ اِس مال سے جلائے جاسکتے ہیں جتنے کی ضرورت ہے ضرورت سے زیادہ محض تزین (صرف آرائش وخوبصورتی) کے لیے اس رقم سے نہیں جلائے جاسکتے۔(25)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے اپنی جائداد اس طرح وقف کی ہے کہ اس کی آمدنی مسجد کی عمارت و مرمت میں لگائی جائے اور جو بچ رہے فقرا پر صرف کی جائے۔ اور وقف کی آمدنی بچی ہوئی موجود ہے اور مسجد کو اس وقت تعمیر کی حاجت بھی نہیں ہے اگر یہ گمان ہو کہ جب مسجد میں تعمیر و مرمت کی ضرورت ہوگی اُس وقت تک ضرورت کے لائق اسکی آمدنی جمع ہوجائے گی تو اس وقت جو کچھ جمع ہے فقرا پر صرف کردیا جائے۔(26)

مسئلہ ۲۵: مسجد منہدم ہوگئی (شہید ہوگئی) اور اسکے اوقاف کی آمدنی اتنی موجود ہے کہ اس سے پھر مسجد بنائی جاسکتی ہے تو اس آمدنی کو تعمیر میں صرف (خرچ) کرنا جائز ہے۔(27)

مسئلہ ۲۶: مسجد کے اوقاف کی آمدنی سے متولی نے کوئی مکان خریدا اور یہ مکان مؤذن یا امام کو رہنے کے لیے دیدیا اگر ان کو معلوم ہے تو اس میں رہنا مکروہ وممنوع ہے۔ یوہیں مسجد پر جو مکان اس لیے وقف ہیں کہ اُن کا کرایہ مسجد میں صرف ہوگا یہ مکان بھی امام و مؤذن کو رہنے کے لیے نہیں دے سکتا اور دے دیا تو ان کو رہنا منع ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: متولی نے اگر مسجد کے لیے چٹائی، جانماز، تیل وغیرہ خریدا اگر واقف نے متولی کو یہ سب اختیارات دیے ہوں یا کہہ دیا ہو کہ مسجد کی مصلحت کے لیے جو چاہو خریدو یا معلوم نہ ہو کہ متولی کو ایسی اجازت دی ہے مگر اس سے پہلا متولی یہ چیزیں خریدتا تھا تو اسکا خریدنا، جائز ہے اور اگر معلوم ہے کہ صرف عمارت کے متعلق اختیار دیا ہے تو خریدنا، ناجائز ہے۔(29)

---

(24) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارتہ، ج۶ص ۵۷۸.

(25) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداأوخانا... إلخ، ج۲ص ۲۹۷.

(26) المرجع السابق.

(27) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداأوخانا... إلخ، ج۲ص ۲۹۷.

(28) المرجع السابق ص ۲۹۸.

(29) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداأوخانا... إلخ، ج۲ص ۳۰۰.

مسئلہ ۲۸: مسجد بنائی اور کچھ سامان لکڑیاں اینٹیں وغیرہ بچ گئیں تو یہ چیزیں عمارت ہی میں صرف کی جائیں انکو فروخت کرکے تیل چٹائی میں صرف نہیں کرسکتے۔(30)

مسئلہ ۲۹: مسجد کے لیے چندہ کیا اور اس میں سے کچھ رقم اپنے صرف میں لایا اگرچہ یہی خیال ہے کہ اس کا معاوضہ اپنے پاس سے دے دے گا جب بھی خرچ کرنا ناجائز ہے۔ پھر اگر معلوم ہے کہ کس نے وہ روپیہ دیا تھا تو اسے تاوان دے یا اُس سے اجازت لے کر مسجد میں تاوان صرف کرے اور معلوم نہ ہو کہ کس نے دیا تھا تو قاضی کے حکم سے مسجد میں تاوان صرف کرے اور خود بغیر اذن قاضی مسجد میں اُس تاوان کو صرف کردیا تو امید ہے کہ اس کے وبال سے بچ جائے۔(31)

مسئلہ ۳۰: مسجد یا مدرسہ پر کوئی جائداد وقف کی اور ہنوز (ابھی) وہ مسجد یا مدرسہ موجود بھی نہیں مگر اس کے لیے جگہ تجویز کرلی ہے تو وقف صحیح ہے اور جب تک اُس کی تعمیر نہ ہو وقف کی آمدنی فقرا پر صرف کی جائے اور جب بن جائے تو پھر اس پر صرف ہو۔(32)

مسئلہ ۳۱: مسجد کے لیے مکان یا کوئی چیز ہبہ کی تو ہبہ صحیح ہے اور متولی کو قبضہ دلا دینے سے ہبہ تمام ہو جائے گا اور اگر یہ کہا یہ روپے مسجد کے لیے وقف کیے تو یہ بھی ہبہ ہے بغیر قبضہ ہبہ تمام نہیں ہوگا۔ یوہیں درخت مسجد کو دیا تو اس میں بھی قبضہ ضروری ہے۔(33)

مسئلہ ۳۲: مؤذن و جاروب کش (جھاڑو دینے والا) وغیرہ کو متولی اُسی تنخواہ پر نوکر رکھ سکتا ہے جو واجبی طور پر ہونی چاہیے اور اگر اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی جو دوسرے لوگ نہ دیتے تو مال وقف سے اس تنخواہ کا ادا کرنا جائز نہیں اور دیگا تو تاوان دینا پڑیگا بلکہ اگر مؤذن وغیرہ کو معلوم ہے کہ مال وقف سے یہ تنخواہ دیتا ہے تو لینا بھی جائز نہیں۔(34)

مسئلہ ۳۳: متولی مسجد بے پڑھا شخص ہے اُس نے حساب کتاب کے لیے ایک شخص کو نوکر رکھا تو مال وقف سے اس کو تنخواہ دینا جائز نہیں۔(35)

---

(30) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الفاظ الوقف، ج۲، ص۲۹۵.

(31) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداً اوخاناً...إلخ، ج۲، ص۳۰۱-۳۰۲.

(32) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۲۹.

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ، الفصل الثانی، ج۲، ص۴۶۰

(34) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۰.

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ، الفصل الثانی، ج۲، ص۴۶۱.

مسئلہ ۳۴: مسجد کی آمدنی سے دکان یا مکان خریدنا کہ اس کی آمدنی مسجد میں صرف ہوگی اور ضرورت ہوگی تو بیع کر دیا جائے گا یہ جائز ہے جبکہ متولی کے لیے اس کی اجازت ہو۔(36)

مسئلہ ۳۵: مسجد کے لیے اوقاف ہیں (وقف کی جائیداد اور دیگر مال وقف وغیرہ) مگر کوئی متولی نہیں اہل محلہ میں سے ایک شخص اس کی دیکھ بھال اور کام کرنے کے لیے کھڑا ہوگیا اور اس وقف کی آمدنی کو ضروریات مسجد میں صرف کیا تو دیانۃً اس پر تاوان نہیں۔(37) اور ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ قاضی کے پاس درخواست دیں وہ متولی مقرر کر دیگا مگر چونکہ آجکل یہاں اسلامی سلطنت نہیں اور نہ قاضی ہے اس مجبوری کی وجہ سے اگر خود اہل محلہ کسی کو منتخب (مقرر) کر لیں کہ وہ ضروریاتِ مسجد کو انجام دے تو جائز ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے میں وقف کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ ۳۶: مسجد کا متولی موجود ہو تو اہل محلہ کو اوقاف مسجد میں تصرف کرنا (عمل دخل کرنا) مثلاً دکانات وغیرہ کو کرایہ پر دینا جائز نہیں مگر اُنھوں نے ایسا کر لیا اور مسجد کے مصالح (مصلحتوں) کے لحاظ سے یہی بہتر تھا تو حاکم اُن کے تصرف کو نافذ کر دے گا۔(38)

مسئلہ ۳۷: مسجد کے اوقاف بیچ کر اُسکی عمارت پر صرف کر دینا ناجائز ہے اور وقف کی آمدنی سے کوئی مکان خریدا تھا تو اسے بیچ سکتے ہیں۔(39)

مسئلہ ۳۸: مسجد کے نام ایک زمین وقف تھی اور وہ اب کاشت کے قابل نہ رہی یعنی اُس سے آمدنی نہیں ہوتی کسی نے اُس میں تالاب کھودوا لیا کہ عامہ مسلمین (عام مسلمان) اس سے فائدہ اُٹھائیں اُس کا یہ فعل ناجائز ہے اور اُس تالاب میں نہانا اور دھونا اور اُس کے پانی سے فائدہ اُٹھانا ناجائز ہے۔(40)

مسئلہ ۳۹: مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑا جس میں روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے اور اس وقت روپیہ کی کوئی سبیل (کوئی ذریعہ) نہیں ہے مگر اوقاف مسجد کی آمدنی جمع ہے اور مسجد کو اس وقت حاجت بھی نہیں تو بطور قرض مسجد سے رقم لی جاسکتی ہے۔(41)

❁❁❁❁❁

---

(36) المرجع السابق، ص ۴۶۲۔

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۶۳۔

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۶۳۔

(39) المرجع السابق، ص ۴۶۱۔

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۶۴۔

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق بہ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۶۴۔

قبرستان وغیرہ کا بیان

مسئلہ ۱: قبروں کے لیے زمین وقف کی تو وقف صحیح ہے اور اصح یہ ہے کہ وقف کرنے سے ہی واقف کی ملک سے خارج ہوگئی اگرچہ نہ ابھی مردہ دفن کیا ہو اور نہ اپنے قبضہ سے نکال کر دوسرے کو قبضہ دلا لیا ہو۔ (1)

مسئلہ ۲: زمین قبرستان کے لیے وقف کی اور اس میں بڑے بڑے درخت ہیں تو درخت وقف میں داخل نہیں واقف یا اُسکے ورثہ کی ملک ہے۔ یونہیں اُس زمین میں عمارت ہے تو یہ بھی وقف میں داخل نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳: گاؤں والوں نے قبرستان کے لیے زمین وقف کی اور مردے بھی اس میں دفن کیے پھر اسی گاؤں کے کسی شخص نے اس زمین میں اس لیے مکان بنایا کہ تختے وغیرہ قبرستان کے ضروریات اُس میں رکھے جائینگے اور وہاں حفاظت کے لیے کسی کو مقرر کردیا اگر یہ سب کام تنہا اُسی نے دوسروں کے بغیر مرضی کیے یا بعض دوسرے بھی راضی تھے تو اگر قبرستان میں وسعت ہے تو کوئی حرج نہیں یعنی جبکہ یہ مکان قبروں پر نہ بنا ہو اور مکان بننے کے بعد اگر اِس زمین کی مردہ دفن کرنے کے لیے ضرورت پڑگئی تو عمارت اُٹھوا دی جائے۔ (3)

---

(1) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداً... إلخ، ج۲، ص۲۹۶.

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات، ج۲، ص۳۱۰.

(3) المرجع السابق.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قبرستان وقف ہے اور وقف میں اپنی سکونت کا مکان بنانا وقف بیجا ہے اور اس میں تصرف بیجا حرام ہے پھر اگر اس قطعہ میں قبور بھی ہوں اگرچہ نشان مٹ کر نا پید ہوگئی ہوں جب تو متعدد حراموں کا مجموعہ ہے، قبروں پر پاؤں رکھنا ہوگا، چلنا ہوگا، بیٹھنا ہوگا، پیشاب پاخانہ کرنا ہوگا، اور یہ سب حرام ہے۔ اس میں مسلمانوں کو طرح طرح ایذا ہے اور مسلمان بھی کون، اموات کہ شکایت نہیں کر سکتے، دنیا میں عوض نہیں لے سکتے، بے وجہ شرعی مسلمانوں کی ایذا اللہ ورسول کی ایذا ہے، اللہ ورسول کو ایذا دینے والا مستحق جہنم۔ اسی طرح اگر قبرستان کے قریب مکان بنایا، پاخانے یا دھوئیں کے غلیظ پانی کا بہاؤ قبور پر رکھا تو یہ بھی سخت حرام ہے اور جو باوصف قدرت اُسے منع نہ کرے وہ بھی مرتکب حرام ہے اور جمع کرایا اُسے روا رکھنا سستے داموں وزرِ مول لینا ہے، یہ کام اُسی شخص کے ہو سکتے ہیں جس کے دل میں نہ اسلام کی قدر، نہ مسلمانوں کی عزت، نہ خدا کا خوف، نہ موت کی ہیبت، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ امام ابن امیر الحاج حلیہ میں نوادر وتحفۃ الفقہاء و بدائع ومحیط وغیرہ سے نقل فرماتے ہیں:

←

مسئلہ ۴: وقفی قبرستان میں جس طرح غریب لوگ اپنے مردے دفن کرسکتے ہیں، مالدار بھی دفن کرسکتے ہیں فقرا کی تخصیص نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: کفار کا قبرستان ہے اُسے مسلمان اپنا قبرستان بنانا چاہتے ہیں اگر اُن کے نشانات مٹ چکے ہیں ہڈیاں بھی گل گئی ہیں تو حرج نہیں اور اگر ہڈیاں باقی ہیں تو کھود کر پھینک دیں اور اب اسے قبرستان بناسکتے ہیں۔(5)

مسئلہ ۶: مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا ناجائز ہے اور اب بھی وہ قبرستان ہی ہے، قبرستان کے تمام آداب بجا لائے جائیں۔(6)

مسئلہ ۷: قبرستان میں کسی نے اپنے لیے قبر کھدوا رکھی ہے اگر قبرستان میں جگہ موجود ہے تو دوسرے کو اُس قبر میں دفن کرنا نہ چاہیے اور جگہ موجود نہ ہو تو دوسرے لوگ اپنا مردہ اس میں دفن کرسکتے ہیں۔ بعض لوگ مسجد میں جگہ گھیرنے کے لیے پہلے سے رومال رکھ دیتے ہیں یا مصلّٰی بچھا دیتے ہیں اگر مسجد میں جگہ ہو تو دوسرے کا رومال یا جانماز ہٹا کر بیٹھنا نہ چاہیے اور جگہ نہ ہو تو بیٹھ سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: زمین مملوک میں (جو زمین کسی کی ملکیت میں ہو اس میں) بغیر اجازت مالک کسی نے مردہ دفن کردیا تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ مردہ کو نکلوا دے یا زمین برابر کرکے کھیتی کرے۔(8)

❁❁❁❁❁

اباحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کرہ وطء القبر والقعود والنوم او قضاء الحاجۃ الیہ اھ۔(اھ بدائع الصنائع فصل فی سنۃ الدفن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۲۰)(تحفۃ الفقہاء باب الدفن وحکم الشہید، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۵۷)
امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قبر پر چلنا، بیٹھنا سونا، قضائے حاجت کرنا مکروہ قرار دیا ہے۔(ت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد ۹، ص ۴۰۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) تبیین الحقائق، کتاب الوقف، ج ۴، ص ۲۷۳.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... إلخ، ج ۲، ص ۴۶۹.

(6) المرجع السابق، ص ۴۶۷۔۴۷۰.

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات، ج ۲، ص ۳۱۰.

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی المقابر والرباطات، ج ۲، ص ۳۱۰.

قبرستان وغیرہ میں درخت کے احکام

مسئلہ ۹: قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے اور درخت خودرو (اپنے آپ اُگے ہوئے) ہیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے تو قبرستان کے قرار پائیں گے یعنی قاضی کے حکم سے بیچ کر اسی قبرستان کی درستی میں صَرف کیا جائے۔(1)

مسئلہ ۱۰: مسجد میں کسی نے درخت لگائے تو درخت مسجد کا ہے لگانے والے کا نہیں اور زمین موقوفہ میں کسی نے درخت لگائے اگر یہ شخص اس زمین کی نگرانی کے لیے مقرر ہے یا واقف نے درخت لگایا اور وقف کا مال اس پر صرف کیا یا اپنا ہی مال صرف کیا مگر کہہ دیا کہ وقف کے لیے یہ درخت لگایا تو ان صورتوں میں وقف کا ہے ورنہ لگانے والے کا۔ درخت کاٹ ڈالے جڑیں باقی رہ گئیں ان جڑوں سے پھر درخت نکل آیا تو یہ اُسی کی مِلک ہے جسکی مِلک میں پہلے تھا۔(2)

مسئلہ ۱۱: وقفی زمین کرایہ پر لی اور اس میں درخت بھی لگادیے تو درخت اِسی کے ہیں اسکے بعد اسکے ورثہ کے اور اجارہ فسخ ہونے پر (ٹھیکہ ختم ہونے کے بعد) اس کو اپنا درخت نکال لینا ہوگا۔(3)

مسئلہ ۱۲: مسجد میں انار یا امرود وغیرہ پھلدار درخت ہے مصلیوں (نمازیوں) کو اسکے پھل کھانا جائز نہیں بلکہ جس نے بویا ہے وہ بھی نہیں کھا سکتا کہ درخت اُسکا نہیں بلکہ مسجد کا ہے، پھل بیچ کر مسجد پر صرف کیا جائے۔(4)

مسئلہ ۱۳: مسافر خانہ میں پھلدار درخت ہیں، اگر ایسے درخت ہوں جن کے پھلوں کی قیمت نہیں ہوتی تو مسافر کھا سکتے ہیں اور قیمت والے پھل ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ نہ کھائے۔(5) یہ سب اُس صورت میں ہے کہ معلوم نہ ہو کہ

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... إلخ، ج۲، ص۴۷۳۔۴۷۴۔

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، ج۲، ص۳۰۸۔

و فتح القدیر، کتاب الوقف، فصل اختص المسجد باحکام، ج۵، ص۴۴۹۔

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... إلخ، ج۲، ص۴۷۴۔

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، ج۲، ص۳۰۸۔

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، ج۲، ص۳۰۸۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... إلخ، ج۲، ص۴۷۳۔

درخت لگانے والے کی کیا نیت تھی یا معلوم ہو کہ مسجد یا مسافر خانہ کے لیے لگایا ہے اور اگر معلوم ہو کہ عام مسلمانوں کے کھانے کے لیے لگایا ہے تو جس کا جی چاہے کھالے۔(6)

مسئلہ ۱۴: وقفی مکان میں وقفی درخت ہو تو درخت بیچ کر مکان کی مرمت میں لگانا جائز نہیں بلکہ مکان کی مرمت خود اس مکان کے کرایہ سے ہوگی۔(7)

مسئلہ ۱۵: وقفی مکان میں پھلدار درخت ہو تو کرایہ دار کو اُسکے پھل کھانا جائز نہیں جبکہ وقف کے لیے درخت لگائے ہوں یا درخت لگانے والے کی نیت معلوم نہ ہو۔(8)

مسئلہ ۱۶: وقفی درخت کا کچھ حصہ خشک ہوگیا کچھ باقی ہے تو خشک کو اُس مصرف میں خرچ کریں جہاں اُسکی آمدنی خرچ ہوتی ہے۔(9)

مسئلہ ۱۷: سڑک اور گزرگاہ پر درخت اس لیے لگائے گئے کہ راہگیر اس سے فائدہ اُٹھائیں تو یہ لوگ اسکے پھل کھاسکتے ہیں۔ اور امیر و غریب دونوں کھاسکتے ہیں۔ یوہیں جنگل اور راستہ میں جو پانی رکھا ہو یا سبیل کا پانی ہے ہر ایک پی سکتا ہے جنازہ کی چارپائی امیر و غریب دونوں کام میں لاسکتے ہیں۔ اور قرآن مجید میں ہر شخص تلاوت کرسکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۱۸: کوئیں کے پانی کی روک ٹوک نہیں خود بھی پی سکتے ہیں جانور کو بھی پلاسکتے ہیں۔ پانی پینے کے لیے سبیل لگائی ہے تو اِس سے وضو نہیں کرسکتے اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو اور وضو کے لیے وقف ہو تو اُسے پی نہیں سکتے۔(11)

مسئلہ ۱۹: ایک مکان قبرستان پر وقف ہے یہ مکان منہدم ہوکر (گرکر) کھنڈر ہوگیا اور کسی کام کا نہ رہا پھر کسی شخص نے اپنے مال سے اِس جگہ میں مکان بنایا تو صرف عمارت اسکی ہے، زمین کا مالک نہیں۔(12)

مسئلہ ۲۰: حاجیوں کے ٹھہرنے کے لیے مکان وقف کیا ہے تو دوسرے لوگ اس میں نہیں ٹھہر سکتے اور حج کا موسم

---

(6) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی إجارتہ، ج۶، ص۶۶۴.

(7) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی إجارتہ، مطلب: اسأ جر دار افیھا أشجار، ج۶، ص۶۶۴.

(8) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۴۱، ۳۴۲.

(9) المرجع السابق، ص۳۴۲.

(10) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، ج۲، ص۳۰۸.

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر،...إلخ، ج۲، ص۴۶۵.

(12) ردالمحتار

ختم ہونے کے بعد کرایہ پر دیا جائے اور اُس کی آمدنی مرمت میں خرچ کی جائے، اس سے بچ جائے تو مساکین پر صرف کردی جائے۔(13)

مسئلہ ۲۱: زمین خرید کر راستہ کے لیے وقف کردی کہ لوگ چلیں گے یا سڑک بنوادی یہ وقف صحیح ہے۔اُس کے ورثہ دعوٰی نہیں کرسکتے۔ یوہیں پل بنا کر وقف کیا تو یہ پل کی عمارت وقف ہے۔(14)

❁❁❁❁❁

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر... إلخ، ج۲، ص۴۶۵، ۴۶۶.

(14) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداً... إلخ، ج۲، ص۲۹۹.

وقف میں شرائط کا بیان

واقف (وقف کرنے والا) کو اختیار ہے جس قسم کی چاہے وقف میں شرط لگائے اور جو شرط لگائے گا اُس کا اعتبار ہوگا۔ ہاں ایسی شرط لگائی جو خلاف شرع (شریعت کے خلاف) ہے تو یہ شرط باطل ہے۔ اور اِس کا اعتبار نہیں۔(1)

مسئلہ ۱: چند جگہوں میں واقف کی شرط کا اعتبار نہیں بلکہ اُس کے خلاف عمل کیا جائے گا مثلاً اُس نے یہ شرط لکھ دی کہ جائداد اگرچہ بیکار ہو جائے اُس کا تبادلہ نہ کیا جائے تو اگر قابل انتفاع (نفع حاصل کرنے کے قابل) نہ رہے تبادلہ کیا جائے گا اور شرط کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ یا یہ شرط ہے کہ متولی کو قاضی معزول نہیں کر سکتا یا وقف میں قاضی وغیرہ کوئی مداخلت نہ کرے کوئی اس کی نگرانی نہ کرے یہ شرط بھی باطل ہے کہ نا اہل کو قاضی ضرور معزول کر دے گا۔ وقف کی قاضی کی طرف سے نگرانی ضرور ہوگی یا یہ شرط ہے کہ وقف کی زمین یا مکان ایک سال سے زیادہ کے لیے کسی کو کرایہ پر نہ دیا جائے اور ایک سال کے لیے کرایہ پر کوئی لیتا نہیں، زیادہ دنوں کے لیے لوگ مانگتے ہیں یا ایک سال کے لیے دیا جائے تو کرایہ کی شرح کم ملتی ہے اور زیادہ دنوں کے لیے دیا جائے تو زیادہ شرح سے ملے گا تو قاضی کو جائز ہے واقف کی شرط کی پابندی نہ کرے مگر متولی شرط کے خلاف نہیں کر سکتا یا یہ شرط کی کہ اس کی آمدنی فلاں مسجد کے سائل کو دی جائے تو متولی دوسرے مسجد کے سائل کو یا بیرون مسجد (مسجد سے باہر) جو سائل ہیں اُن کو یا غیر سائل کو بھی دے سکتا ہے یا یہ شرط کی کہ ہر روز فقیروں کو اِس قدر روٹی گوشت دیا جائے تو روٹی گوشت کی جگہ قیمت بھی دے سکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۲: مکان وقف کیا یوں کہ فلاں شخص کو اس کی آمدنی دی جائے اور یہ شرط کی کہ مرمت خود موقوف علیہ کے (جس پر مکان وقف کیا اس کے) ذمہ ہے۔ تو وقف صحیح ہے اور شرط صحیح نہیں کہ مرمت اس کے ذمہ نہیں بلکہ آمدنی سے کی جائے گی۔(3)

مسئلہ ۳: واقف نے یہ شرط کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں کُل آمدنی یا اسکے اتنے جز کا میں مستحق ہوں اور میرے بعد فقرا کو ملے یا یہ شرط کہ آمدنی سے میرا قرض ادا کیا جائے پھر فقرا کو۔ یا یہ کہ میری زندگی تک میں لوں گا پھر

---

(1) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی نقل کتب... الخ، ج ٦، ص ٥٦١.

(2) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی اشتراط الادخال والاخراج، ج ٦، ص ٥٩١ ـ ٥٩٣.

(3) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: من لہ الاستغلال... الخ، ج ٦، ص ٥٧٦.

قرض ادا ہوگا پھر فقرا کو یہ سب صورتیں جائز ہیں۔(4)

مسئلہ ۴: فقط اتنا ہی کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے یہ صدقہ موقوفہ ہے، اس شرط پر کہ جب تک میں زندہ رہوں آمدنی میں لوں گا تو وقف صحیح ہے کہ اگرچہ اس میں تابید (ہمیشہ کے لیے ہونا) نہیں ہے، نہ فقرا کا ذکر ہے مگر لفظ صدقہ سے تابید اور بعد میں فقرا ہی کے لیے ہونا سمجھا جاتا ہے۔(5)

مسئلہ ۵: واقف نے اپنے لیے شرط کی کہ اسکی آمدنی میں خود بھی کھاؤں گا اور دوست احباب مہمانوں کو بھی کھلاؤں گا اِس سے جو بچے فقرا کے لیے ہے اور اِسی طرح اپنی اولاد کے لیے نسلاً بعد نسل یہی شرط لگائی تو وقف وشرط دونوں جائز۔(6)

مسئلہ ۶: یہ شرط کی ہے کہ اپنے اوپر اور اپنی اولاد وخدام پر خرچ کروں گا اور وقف کا غلہ آیا اسے بیچ ڈالا اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر خرچ کرنے سے پہلے مرگیا تو یہ رقم ترکہ (میت کا چھوڑا ہوا مال) ہے وارثوں کا حق ہے فقرا اور وقف والوں کا حق نہیں۔(7)

مسئلہ ۷: وقف میں یہ شرط کی کہ فلاں وارث کو وقف کی آمدنی سے بقدر کفایت (یعنی اتنی مقدار جس سے ضروریات پوری ہوسکیں) دیا جائے تو جب تک یہ تنہا ہے تنہا کے لائق مصارف (اخراجات) دیے جائیں اور جب بال بچوں والا ہوجائے تو اتنا دیا جائے کہ سب کے لیے کافی ہو کہ اِن سب کے مصارف اُسی کے ساتھ شمار ہونگے۔(8)

❁❁❁❁❁

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج ۲، ص ۳۹۸.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج ۲، ص ۳۹۸.

(6) المرجع السابق.

(7) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۴۳۹.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثالث فی المصارف، الفصل الثامن، ج ۲، ص ۳۹۷.

وقف میں تبادلہ کی شرط

مسئلہ ۸: واقف جائداد موقوفہ کے تبادلہ کی شرط لگا سکتا ہے کہ میں یا فلاں شخص جب مناسب جانیں گے اس کو دوسری جائداد سے بدل دیں گے اِس صورت میں یہ دوسری جائداد اُس موقوفہ کے قائم مقام ہوگی اور تمام وہ شرائط جو وقف نامہ میں تھے وہ سب اس میں جاری ہونگے اگرچہ وقف نامہ میں یہ نہ ہو کہ بدلنے کے بعد دوسری پہلی کے قائم مقام ہوگی اور اسکے تمام شرائط اس میں جاری ہوں گے۔(1)

مسئلہ ۹: تبادلہ کی شرط وقف نامہ میں تھی اِس بنا پر تبادلہ کرلیا تو اب دوبارہ اِس جائداد کے بدلنے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر شرط کے ایسے الفاظ ہوں جن سے عموم سمجھا جاتا ہے مثلاً میں جب کبھی چاہوں گا تبادلہ کرلیا کروں گا تو ایک بار کے تبادلہ سے حق ساقط نہیں ہوگا۔(2)

مسئلہ ۱۰: واقف نے یہ شرط کی کہ میں جب چاہوں گا اسے بیچ ڈالوں گا یا جتنے داموں (قیمت) میں چاہوں گا بیچ ڈالوں گا یا بیچ کر اُس ثمن (حاصل ہونے والی رقم) سے غلام خریدوں گا تو ان سب صورتوں میں وقف ہی باطل ہے۔(3)

مسئلہ ۱۱: یہ شرط ہے کہ متولی کو اختیار ہے جب چاہے اِس جائداد کو بیچ ڈالے اور اسکے داموں سے دوسری زمین خریدلے تو یہ شرط جائز ہے اور ایک دفعہ تبادلہ کا حق حاصل ہے۔(4)

مسئلہ ۱۲: وقف میں صرف تبادلہ مذکور ہے یہ نہیں ہے کہ مکان یا زمین سے تبادلہ کروں گا تو اختیار ہے مکان سے تبادلہ کرے یا زمین سے اور اگر مکان کا لفظ ہے تو زمین سے تبادلہ نہیں کرسکتا اور زمین ہے تو مکان سے نہیں ہوسکتا اور اگر یہ ذکر نہ ہو کہ فلاں جگہ کی جائداد سے تبادلہ کروں گا تو جہاں کی جائداد سے چاہے تبادلہ کرسکتا ہے اور معین کردیا ہے تو وہیں کی جائداد سے تبادلہ ہوسکتا ہے دوسری جگہ کی جائداد سے نہیں۔(5)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۹۹، وغیرہ۔

(2) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۳۹۔

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶۔

(4) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۹۰۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۰۔

←

مسئلہ ۱۳: وقفی مکان کو دوسرے مکان سے بدلنا اُس وقت جائز ہے کہ دونوں مکان ایک ہی محلہ میں ہوں یا وہ محلہ اِس سے بہتر ہو۔ اور عکس ہو یعنی یہ اُس سے بہتر ہے تو ناجائز ہے۔(6)

مسئلہ ۱۴: یہ شرط تھی کہ میں تبادلہ کروں گا اور خود نہ کیا بلکہ وکیل سے کرایا تو بھی جائز ہے اور مرتے وقت وصیت کر گیا تو وصی تبادلہ نہیں کرسکتا اور اگر یہ شرط تھی کہ میں اور فلاں شخص مل کر تبادلہ کریں گے تو تنہا وہ شخص تبادلہ نہیں کرسکتا اور یہ تنہا کرسکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۱۵: اگر وقف نامہ میں یہ ہو کہ جو کوئی اِس وقف کا متولی ہو وہ تبادلہ کرسکتا ہے تو ہر ایک متولی کو یہ اختیار حاصل رہے گا۔ اور اگر واقف نے یہ شرط کردی کہ فلاں شخص کو اس کے تبادلہ کا اختیار ہے تو واقف کی زندگی تک اُس کو اختیار ہے۔ بعد میں نہیں ہاں اگر یہ مذکور ہے کہ میری وفات کے بعد بھی اُسے اختیار ہے تو بعد میں بھی رہے گا۔(8)

مسئلہ ۱۶: متولی (مال وقف کی نگرانی کرنے والا) کو تبادلہ کا اختیار اُسی وقت حاصل ہوگا کہ متولی کے لیے تبادلہ کی تصریح (واضح طور پر بیان ہو) ہو اور اگر متولی کے لیے تبادلہ کی شرط مذکور ہے اور خود واقف نے اپنے لیے ذکر نہیں کی جب بھی واقف تبادلہ کرسکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۱۷: ثمن سے بیع کی اجازت ہو اور اتنی کم قیمت پر بیع کی کہ اور لوگ ایسی چیز اتنی قیمت پر نہیں بیچتے تو بیع باطل ہے۔ اور اگر واجبی قیمت پر بیع ہوئی یا کچھ خفیف کمی (تھوڑی سی کمی) ہے تو بیع جائز ہے۔(10)

مسئلہ ۱۸: وقفی زمین بیچ ڈالی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا اس کے بعد مر گیا اور ثمن کی نسبت بیان نہیں کیا کہ کیا ہوا تو یہ ثمن اُس پر دَین ہے اُس کے ترکہ سے وصول کریں گے۔ یوہیں اگر معلوم ہے کہ اُس نے ہلاک کردیا جب بھی دَین ہے اور اگر اُس نے خود نہیں ہلاک کیا ہے بلکہ اُس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو تاوان نہیں اور اب وقف باطل ہوگیا۔(11)

و"الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶.
و"فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۴۰.

(6) "البحر الرائق"، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۷۳.

(7) "فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۴۰.

(8) "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۷.

(9) "فتح القدیر"، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۳۹.

(10) "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط، ج۲، ص۴۰۰.

(11) "المرجع السابق"، ص۴۰۱.

مسئلہ ۱۹: وقف کو بیع کیا تھا مگر کسی وجہ سے بیع جاتی رہی تو دوبارہ پھر بیع کرسکتا ہے اور اگر پھر اسی نے اُسے خرید لیا تو دوبارہ بیع نہیں کرسکتا مگر جبکہ عموم کے ساتھ تبادلہ کا اختیار ہو تو دوبارا بھی کرسکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۲۰: وقفی زمین بیع کرڈالی اور ثمن سے دوسری زمین خریدی مگر جو زمین بیع کی تھی اُس میں کوئی عیب ظاہر ہوا جس کی وجہ سے قاضی نے واپس کرنے کا حکم دیا تو یہ بدستور وقف ہے۔ اور جو دوسری زمین خریدی تھی وہ وقف نہیں اُسے جو چاہے کرے اور اگر قاضی نے واپسی کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ اس نے خود اپنی مرضی سے واپس کرلی تو یہ وقف نہیں ہے بلکہ اس کی ملک ہے اور وقفی زمین وہی ہے جو اسے بیچ کر خریدی تھی۔(13)

مسئلہ ۲۱: وقفی زمین کو کسی نے غصب کرلیا اور غاصب ہی کے ہاتھ میں زمین تھی کہ دریا برد ہوگئی (یعنی ڈوب گئی) اور غاصب سے تاوان لیا گیا تو اس روپے سے دوسری زمین خریدی جائے گی۔ اور یہ زمین وقف قرار پائے گی اور اس وقف میں تمام وہ شرائط ملحوظ ہونگے جو پہلی میں تھے۔(14)

مسئلہ ۲۲: وقف کو کسی نے غصب کرلیا ہے اور اسکے پاس گواہ نہیں کہ وقف کو ثابت کرے اور غاصب اُسکے معاوضہ میں روپیہ دینے کو تیار ہے تو روپیہ لے کر دوسری زمین خرید کر وقف کے قائم مقام کردیں۔(15)

❁❁❁❁❁

---

(12) المرجع السابق.

(13) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۶.

(14) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۵.

(15) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: لا یستبدل العامر الا فی أربع، ج۶، ص۵۹۴.

وقف میں تبادلہ کا ذکر نہ ہو تو تبادلہ کی شرطیں

مسئلہ ۲۳: واقف نے وقف میں استبدال (تبادلہ کرنے) کو ذکر نہیں کیا یا عدم استبدال (تبادلہ نہ کرنے) کو ذکر کر دیا ہے مگر وقف بالکل قابل انتفاع (نفع حاصل کرنے کے قابل) نہ رہا یعنی اتنی بھی آمدنی نہیں ہوتی جو وقف کے مصارف کے لیے کافی ہو تو ایسے وقف کا تبادلہ جائز ہے مگر اسکے لیے چند شرطیں ہیں۔

1- غبن فاحش کے ساتھ بیع (خرید و فروخت) نہ ہو۔

2- تبادلہ کرنے والا قاضی عالم باعمل ہو جس کے تصرفات (معاملات) کی نسبت لوگوں کو اطمینان ہو سکے۔

3- تبادلہ غیر منقول (1) سے ہو روپے اشرفی سے نہ ہو۔

4- ایسے سے تبادلہ نہ کرے جس کی شہادت اس کے حق میں نامقبول ہو۔

5- ایسے شخص سے تبادلہ نہ کرے، جس کا اس پر دَین ہو۔

6- دونوں جائدادیں ایک ہی محلہ میں ہوں یا وہ ایسے محلہ میں ہو کہ اِس محلہ سے بہتر ہے۔(2)

مسئلہ ۲۴: وقف اگر قابل انتفاع ہے یعنی اُسکی آمدنی ایسی ہے کہ مصارف (اخراجات) سے بچ رہتی ہے اور اُس کے بدلے میں ایسی زمین ملتی ہے جس کا نفع زیادہ ہے تو جب تک واقف نے تبادلہ کی شرط نہ کی ہو تبادلہ نہ کریں۔(3)

مسئلہ ۲۵: وقف نامہ میں پہلے یہ لکھا کہ میں نے اسے وقف کیا اِس کو نہ بیع کیا جائے نہ ہبہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ پھر آخر میں یہ لکھا کہ متولی کو یہ اختیار ہے کہ اسے بیچ کر دوسری زمین خرید کر اِس کی جگہ پر وقف کر دے تو اگرچہ پہلے لکھ چکا ہے کہ بیع نہ کی جائے مگر اس کی بیع جائز ہے کہ آخر کلام اول کلام کا ناسخ (منسوخ کرنے والا) یا موضح (وضاحت کرنے والا) ہے اور اگر عکس کیا یعنی پہلے تو یہ لکھا کہ متولی کو بیع و استبدال (خرید و فروخت اور تبادلہ کرنے) کا اختیار ہے مگر آخر میں لکھ دیا کہ بیع نہ کی جائے تو اب بدلنا جائز نہیں۔(4)

مسئلہ ۲۶: واقف (وقف کرنے والا) نے یہ شرط کر دی ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں متولی کو اسکے تبادلہ کا اختیار

---

(1) یعنی ایسی چیز جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکے۔

(2) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی اشتراط الادخال والاخراج، ج۶، ص۵۹۱۔

(3) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط الاستبدال، ج۶، ص۵۹۲۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۲۔

ہے تو واقف کے انتقال کے بعد تبادلہ نہیں ہوسکتا۔(5)

مسئلہ ۲۷: واقف نے یہ شرط کی کہ اسکی آمدنی صرف کرنے کا مجھے اختیار ہے میں جہاں چاہوں گا صرف کروں گا تو شرط جائز ہے اور اُسے اختیار ہے کہ مساکین کو دے یا اُس سے حج کرائے یا کسی مالدار شخص کو دے ڈالے۔(6)

مسئلہ ۲۸: وقف میں یہ شرط ہے کہ اگر میں چاہوں گا اسے بیچ کر دوسری زمین خریدوں گا یہ لفظ نہیں ہے کہ خرید کر اُسکی جگہ پر کردوں گا اس شرط کے ساتھ بھی وقف صحیح ہے اگر زمین بیچے گا تو زرِ ثمن اُسکے قائم مقام ہوگا پھر جب دوسری زمین خریدے گا تو وہ پہلی کے قائم مقام ہوجائے گی۔(7)

مسئلہ ۲۹: اپنی جائداد اولاد پر وقف کی اور یہ شرط کردی کہ جو کوئی مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منتقل ہوجائے گا وہ وقف سے خارج ہوگا تو اس شرط کی پابندی ہوگی اور فرض کرو ایک نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے مذہب حنفی سے خروج کیا اور مدعی علیہ (جس پر دعویٰ کیا) انکار کرتا ہے تو مدعی (دعویٰ کرنے والا) کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا اور گواہوں سے ثابت نہ کرسکے تو مدعی علیہ کا قول معتبر ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ جو مذہب اہلسنت سے خارج ہو وہ وقف سے خارج اور اُن میں کوئی رافضی، خارجی، وہابی وغیرہ ہوگیا تو وقف سے نکل گیا۔ یوہیں اگر کھلم کھلا مرتد ہوگیا جب بھی خارج ہے۔ اگر توبہ کر کے پھر مذہب اہلسنت کو قبول کیا تو اب بھی وقف سے محروم ہی رہے گا ہاں اگر واقف نے یہ شرط کردی ہو کہ اگر تائب ہوکر مذہب اہلسنت کو قبول کرے تو وقف کی آمدنی کا مستحق ہوجائے گا تو اب اسے ملے گا۔(8)

مسئلہ ۳۰: اپنی اولاد پر جائداد وقف کی اور شرط یہ کی کہ جس کو چاہوں گا وقف سے خارج کردوں گا تو بموجب شرط (شرط کی وجہ سے) خارج کرسکتا ہے اور خارج کرنے کے بعد پھر داخل کرنا چاہے تو داخل نہیں کرسکتا۔ یوہیں یہ شرط کی کہ جس کو چاہوں گا حصہ زیادہ دوں گا تو شرط کے موافق بعض کو بعض سے زیادہ دے سکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۳۱: وقف نامہ میں دو شرطیں متعارض (مخالف، متضاد) ہوں تو آخر والی شرط پر عمل ہوگا۔(10)

❁❁❁❁❁

---

(5) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۷۲.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۲.

(7) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج۲، ص۳۰۵.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۶.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع فیما یتعلق بالشرط فی الوقف، ج۲، ص۴۰۵.

(10) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۸۱.

تولیت کا بیان

مسئلہ ۱: جو شخص وقف کی تولیت کی (مالِ وقف کی نگرانی کی) درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہیے اور متولی ایسے کو مقرر کرنا چاہیے جو امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے نائب سے کرائے اور متولی ہونے کے لیے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔(1)

مسئلہ ۲: واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہوگا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولادوں کے لیے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغین (بالغوں) میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کر دے۔(2)

مسئلہ ۳: عورت کو بھی متولی کر سکتے ہیں اور نابینا کو بھی اور محدود فی القذف (یعنی جسے تہمت زنا کی شرعی سزا مل چکی ہو) نے توبہ کر لی ہو تو اسے بھی۔(3)

مسئلہ ۴: واقف نے یہ شرط کی ہے کہ وقف کا متولی میری اولاد میں سے اُسکو کیا جائے، جو سب میں ہوشیار نیکوکار ہو تو اس شرط کو ملحوظ رکھتے ہوئے متولی مقرر کیا جائے اسکے خلاف متولی کرنا صحیح نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: صورتِ مذکورہ میں اُسکی اولاد میں جو سب میں بہتر تھا وہ فاسق ہو گیا تو متولی وہ ہوگا جو اُسکے بعد سب میں بہتر ہے۔ یونہی اگر اُس افضل نے تولیت سے انکار کر دیا تو جو اُسکے بعد بہتر ہے وہ متولی ہوگا۔ اور اگر سب ہی اچھے ہوں تو جو بڑا ہے وہ ہوگا۔ اگرچہ وہ عورت ہو اور اگر اُسکی اولاد میں سب نااہل ہوں تو کسی اجنبی کو قاضی متولی مقرر کریگا اُس وقت تک کے لیے کہ ان میں کا کوئی اہل ہو جائے۔(5)

---

(1) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۶،ص۲۴۳.

و ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج۶، ص۵۸۳.

(2) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج۶، ص۵۸۴.

(3) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی شروط المتولی، ج۶، ص۵۸۴.

(4) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فیما شاع فی زماننا من تفویض...الخ، ج۶، ص۵۸۵.

(5) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۸۷،۳۸۹.

مسئلہ ٦: صورت مذکورہ میں سب سے بہتر کو قاضی نے متولی کر دیا اسکے بعد دوسرا اس سے بھی بہتر ہوا تو اب یہ متولی ہوگا اور اگر اسکی اولاد دیں نیکی میں یکساں ہیں تو وقف کا کام جو سب سے اچھا کر سکے اُس کو متولی کیا جائے اور اگر ایک زیادہ پرہیزگار ہے دوسرا کم مگر یہ دوسرا وقف کے کام کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہو تو اسی کو متولی کیا جائے جب کہ اس کی طرف سے خیانت کا اندیشہ نہ ہو۔(6)

مسئلہ ٧: واقف نے اپنے ہی کو متولی کر رکھا ہے تو اس میں بھی اُن صفات کا ہونا ضروری ہے، جو دوسرے متولی میں ضروری ہیں یعنی جن وجوہ سے متولی کو معزول کر دیا جاتا ہے اگر وہ وجوہ خود اس میں پائی جائیں تو اسے بھی معزول کر دینا ضرور ہوگا اس بات کا خیال ہرگز نہیں کیا جائے گا کہ یہ تو خود ہی واقف ہے۔(7)

مسئلہ ٨: متولی اگر امین نہ ہو خیانت کرتا ہو یا کام کرنے سے عاجز ہے یا علانیہ شراب پیتا جوا کھیلتا یا کوئی دوسرا فسق علانیہ کرتا ہو یا اسے کیمیا بنانے کی دُھت(8) ہو تو اُسکو معزول کر دینا واجب ہے کہ اگر قاضی نے اُسکو معزول نہ کیا تو قاضی بھی گنہگار ہے اور جس میں یہ صفات پائے جاتے ہوں، اُسکو متولی بنانا بھی گناہ ہے۔(9)

مسئلہ ٩: واقف نے اپنے ہی کو متولی کیا ہے اور وقف نامہ میں یہ شرط لکھ دی ہے کہ مجھے اس کی تولیت سے جدا نہیں کیا جا سکتا یا مجھے قاضی یا بادشاہ اسلام بھی معزول نہیں کر سکتے اس شرط کی پابندی نہیں کی جاسکتی اگر خیانت وغیرہ وہ امور (معاملات) ظاہر ہوئے جن سے متولی معزول کر دیا جاتا ہے تو یہ بھی معزول کر دیا جائے گا۔ یوہیں واقف نے دوسرے کو متولی کیا ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ اسے میں معزول نہیں کر سکتا تو یہ شرط بھی باطل ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دوسرے کو وصی کیا ہے اور شرط کر دی ہے کہ وصی یہی رہے گا اگرچہ خیانت کرے تو اس وصی کو خیانت ظاہر ہونے پر معزول کر دیا جائیگا۔(10)

مسئلہ ١٠: واقف نے جس کو متولی کیا ہے وہ جب تک خیانت نہ کرے قاضی معزول نہیں کر سکتا اور بلاوجہ معزول کر کے قاضی نے دوسرے کو اُسکی جگہ متولی کر دیا تو دوسرا متولی نہیں ہوگا کہ وہ پہلا بدستور متولی ہے۔ اور قاضی نے متولی

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۱.

(7) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۸۲.

(8) آسانی سے روزی کمانے کی بری عادت، دولت زیادہ سے زیادہ کمانے کا جنون، تانبے کو سونا بنانے کا جنون۔

(9) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۸۳، وغیرہ.

(10) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج۶، ص۵۸۲.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۰۹.

مقرر کیا ہو تو بغیر خیانت بھی اوسے معزول کیا جاسکتا ہے۔ قاضی نے متولی کو معزول کر دیا پھر قاضی کا انتقال ہو گیا یا معزول کر دیا گیا اُسکی جگہ پر دوسرا قاضی ہوا اب متولی اسکے پاس درخواست کرتا ہے کہ مجھے بِلاقصور جدا کر دیا گیا ہے تو قاضی ثانی فقط اس کے کہنے پر عمل کر کے متولی نہ کر دے بلکہ اُس سے کہہ دے کہ تم ثابت کر دو کہ اِس کام کے اہل ہو اور کام کو اچھی طرح انجام دے سکتے ہو اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو دوسرا قاضی اُسے پھر متولی بنا سکتا ہے۔ واقف کو اختیار ہے متولی کو مطلقاً جدا کر سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۱: واقف کو اختیار ہے کہ متولی کو معزول کر کے دوسرا متولی مقرر کر دے یا خود اپنے آپ متولی بن جائے۔(12)

مسئلہ ۱۲: واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا ہے اور قاضی نے مقرر کر دیا تو واقف اب اس کو جُدا نہیں کر سکتا اور متولی موجود ہے خواہ واقف نے اُسے مقرر کیا یا قاضی نے تو بلا وجہ قاضی بھی دوسرا متولی نہیں مقرر کر سکتا۔(13)

مسئلہ ۱۳: وقف نامہ میں تولیت کے متعلق کچھ مذکور نہیں تو تولیت کا حق واقف کو ہے خود بھی متولی ہو سکتا ہے اور دوسرے کو بھی کر سکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: ایک وقف کے متعلق دو وقف نامے ملے ایک میں ایک شخص کو متولی بنانا لکھا ہے اور دوسرے میں دوسرے شخص کو اگر دونوں کی تاریخیں بھی آگے پیچھے ہیں جب بھی یہ دونوں اُس وقف کے متولی ہیں شرکت میں کام کریں۔(15)

مسئلہ ۱۵: واقف نے کسی کو متولی نہیں کیا اور مرتے وقت کسی کو وصی کیا تو یہی شخص وصی بھی ہے اور اوقاف کا نگران بھی اور اگر خاص وقف کے متعلق اُسے وصی کیا ہے تو علاوہ وقف کے دوسری چیزوں میں بھی وہ وصی ہے۔(16)

مسئلہ ۱۶: دو زمینیں وقف کیں اور ہر ایک کا متولی علٰیحدہ علٰیحدہ دو شخصوں کو کیا تو الگ الگ متولی ہیں آپس میں

---

(11) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی عزل الناظر، ج۶، ص۵۸۶.

(12) فتح القدیر، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۴۴.

(13) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: فی عزل الناظر، ج۶، ص۵۸۶.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۰۸.

(15) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۴۷.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۰۹.

شریک نہیں اور اگر ایک شخص کو متولی کیا اسکے بعد دوسرے کو وصی کیا تو یہ وصی بھی تولیت میں متولی کا شریک ہے ہاں اگر واقف نے یہ کہا ہو کہ اُس کو میں نے اپنے اوقاف کا متولی کیا ہے اور اسکو اپنے ترکات (17) اور دیگر امور (معاملات) کا وصی کیا ہے تو ہر ایک اپنے اپنے کام میں منفرد ہوگا۔(18)

مسئلہ ۱۷: واقف نے اپنی زندگی میں کسی کو اوقاف کے کام سپرد کر دیے ہیں تو اُسکی زندگی ہی تک متولی رہے گا مرنے کے بعد متولی نہیں۔ ہاں اگر یہ کہہ دیا ہے کہ میری زندگی میں اور مرنے کے بعد کے لیے بھی میں نے تجھ کو متولی کیا تو واقف کے مرنے پر اسکی ولایت (ذمہ داری) ختم نہیں ہوگی۔ قاضی نے کسی کو متولی بنایا اسکے بعد قاضی مر گیا یا معزول ہو گیا تو اس کی وجہ سے متولی پر کچھ اثر نہیں پڑے گا وہ بدستور متولی رہے گا۔(19)

مسئلہ ۱۸: دو شخصوں کو متولی کیا تو ان میں تنہا ایک شخص وقف میں کوئی تصرف (عمل دخل) نہیں کرسکتا جتنے کام ہونگے وہ دونوں کی مجموعی رائے سے انجام پائیں گے اور اِن میں سے اگر ایک نے کوئی کام کرلیا اور دوسرے نے اُسے جائز کر دیا ایک نے دوسرے کو وکیل کر دیا اور اس نے اُس کام کو انجام دیا تو جائز ہے کہ دونوں کی شرکت ہوگئی۔(20)

مسئلہ ۱۹: ایک وقف کے دو وصی تھے ان میں ایک نے مرتے وقت ایک جماعت کو وصی کیا تو یہ جماعت اُس وصی کے قائم مقام ہوگی اور اگر اُس نے مرتے وقت دوسرے وصی کو وصی کیا تو اب تنہا یہی پورے وقف پر متصرف (منتظم) ہوگا۔(21)

مسئلہ ۲۰: واقف نے ایک شخص کو وصی کر دیا (یعنی مال وقف کے انتظام کی وصیت کر دی) ہے اور یہ شرط کر دی ہے کہ وصی کو وصی کرنے کا اختیار نہیں تو یہ شرط صحیح ہے اِس وصی کے بعد قاضی اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کریگا۔(22)

مسئلہ ۲۱: واقف نے یہ شرط کی کہ اس کا متولی عبداللہ ہوگا اور عبداللہ کے بعد زید ہوگا مگر عبداللہ نے اپنے بعد کے لیے علاوہ زید کے دوسرے کو منتخب کیا تو زید ہی متولی ہوگا وہ نہ ہوگا جس کو عبداللہ نے منتخب کیا۔ یوہیں اگر واقف نے یہ

---

(17) وہ مال و اسباب جو مرنے والا اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔

(18) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۸۷۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... الخ، ج۲، ص۴۰۹، ۴۱۲۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... الخ، ج۲، ص۴۱۰۔

(21) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی اجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج۲، ص۳۲۳۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... الخ، ج۲، ص۴۱۰۔

شرط کی ہے کہ میری اولاد میں جو زیادہ ہوشیار ہو وہ متولی ہوگا مگر کسی متولی نے اپنے بعد اپنے داماد کو متولی کیا جو واقف کی اولاد میں نہیں تو یہ متولی نہیں ہوگا بلکہ واقف کی اولاد میں جو مستحق ہے وہ ہوگا۔(23)

مسئلہ ۲۲: دو شخصوں کو واقف نے متولی کیا ہے ان میں ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے تولیت سے (متولی بننے سے) انکار کردیا تو قاضی اپنی رائے سے اُس انکار کرنے والے کی جگہ کسی کو مقرر کریگا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس نے قبول کیا قاضی اُسی کو تمام وکمال اختیارات (مکمل اختیارات) دیدے۔(24)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کو وصیت کی کہ اتنی جائداد خرید کر فلاں کام کے لیے وقف کر دینا تو یہی شخص اس وقف کا متولی بھی ہوگا اور اگر ایک شخص کو وقف کا متولی بنایا پھر ایک دوسرا وقف کیا جسکے لیے کسی کو متولی نہیں کیا ہے تو پہلا متولی اس دوسرے وقف کا متولی نہیں مگر جب کہ اُس شخص کو وصی بھی کر دیا ہو تو دوسرے وقف کا بھی متولی ہے۔(25)

مسئلہ ۲۴: واقف نے اپنی اولاد میں سے دو کے لیے تولیت (مال وقف کی نگرانی) رکھی ہے اور اُس کی اولاد میں ایک مرد ہے اور ایک عورت تو یہی دونوں متولی ہوں گے اور اگر واقف نے یہ شرط کی ہے کہ میری اولاد میں سے دو مرد متولی ہونگے تو عورت متولی نہیں ہوسکتی۔(26)

مسئلہ ۲۵: متولی مرگیا اور واقف زندہ ہے تو دوسرا متولی خود واقف ہی مقرر کریگا اور واقف بھی مرچکا ہے تو اُس کا وصی مقرر کریگا اور وصی بھی نہ ہو تو اب قاضی کا کام ہے، یہ اپنی رائے سے مقرر کرے۔(27)

مسئلہ ۲۶: واقف کے خاندان والے موجود ہوں اور اہلیت بھی رکھتے ہوں تو انھیں کو متولی کیا جائے اور اگر یہ لوگ نااہل تھے اور دوسرے کو متولی کر دیا گیا اسکے بعد اُن میں کوئی تولیت کے لائق ہوگیا تو اس کی طرف تولیت منتقل ہو جائے گی اور اگر خاندان والے اس خدمت کو مفت نہیں کرنا چاہتے اور غیر شخص مفت کرنے کو طیار (تیار) ہے تو قاضی وہ کرے جو وقف کے لیے بہتر ہو۔(28) یہ اُس صورت میں ہے کہ واقف نے اپنے خاندان کے لیے تولیت مخصوص نہ کی ہو اور اگر مخصوص کردی تو دوسرے کو متولی نہیں بنا سکتے مگر اُس صورت میں کہ خاندان والوں میں کوئی امین نہ ملتا ہو۔

---

(23) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: شرط الواقف النظر لعبداللہ... إلخ، ج٦، ص٦٥٣.

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج٢، ص٤١٠.

(25) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٨٧.

(26) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج٥، ص٣٨٨.

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج٢، ص٤١١.

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج٢، ص٤١٢

مسئلہ ۲۷: متولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ مرتے وقت دوسرے کے لیے تولیت کی وصیت کر جائے اور یہ دوسرا اُسکے بعد متولی ہوگا مگر متولی کو جو وظیفہ ملتا تھا وہ اسے نہیں ملے گا اسکے لیے یہ ضرور ہے کہ قاضی کے پاس درخواست کرے قاضی اسکے کام کے لحاظ سے وظیفہ مقرر کریگا یہ ضرور نہیں کہ پہلے متولی کو جو کچھ ملتا تھا وہی اسکو بھی ملے۔ ہاں اگر واقف نے ہر متولی کے لیے ایک رقم مخصوص کر رکھی ہے تو اب قاضی کے پاس درخواست دینے کی ضرورت نہیں بلکہ متولی سابق کی وصیت ہی کی بنا پر یہ متولی ہوگا اور واقف کی شرط کی بنا پر حق تولیت پائے گا۔ اور قاضی نے کسی کو متولی بنایا تو اسکو حق تولیت اُسقدر نہیں ملے گا جو واقف کے مقرر کردہ متولی کو ملتا تھا۔(29)

مسئلہ ۲۸: متولی اپنی حیات وصحت میں دوسرے کو اپنا قائم مقام کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں مگر جب کہ عموماً تمام اختیارات اُسے سپرد ہوں تو یہ کرسکتا ہے۔(30)

مسئلہ ۲۹: چند اشخاص معلوم پر ایک جائداد وقف ہے تو خود یہ لوگ اپنی رائے سے کسی کو متولی مقرر کرسکتے ہیں قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔(31)

مسئلہ ۳۰: متولی مسجد کا انتقال ہوگیا اہل محلہ نے اپنی رائے سے بغیر اجازت قاضی کسی کو متولی مقرر کیا تو اصح (صحیح ترین قول) یہ ہے کہ یہ شخص متولی نہیں کہ متولی مقرر کرنا قاضی کا کام ہے مگر اس متولی نے وقف کی آمدنی اگر عمارت میں صرف کی ہے تو ضامن نہیں جب کہ وقفی جائداد کو کرایہ پر دیا ہو اور کرایہ وصول کر کے خرچ کیا ہو۔ اور فتح القدیر میں فرمایا: بہر حال تاوان دینا پڑے گا کہ مفتے بہ (یعنی فتوی اس پر ہے) یہ ہے کہ وقف کو غصب کر کے اُس سے جو کچھ اُجرت حاصل کریگا اُس کا تاوان دینا پڑتا ہے۔(32) ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم سلطنت اسلام کے لیے ہے جہاں قاضی ہوتے ہیں اور وہ ان امور کو انجام دیتے ہیں اور چونکہ اس وقت ہندوستان میں نہ تو قاضی ہے نہ اسلامی سلطنت ایسی حالت میں اگر اہل محلہ کا متولی مقرر کرنا صحیح نہ ہو تو اوقاف (وقف کی ہوئی چیزیں) بغیر متولی رہ کر ضائع ہوجائیں گے لہٰذا یہاں کی ضرورتوں کا خیال کرتے ہوئے دوسرے قول پر جس کو غیر اصح کہا جاتا ہے فتوی دینا چاہیے یعنی اہل محلہ کا متولی مقرر کرنا جائز ہے اور جسے یہ لوگ مقرر کریں گے وہ جائز متولی ہوگا اور اُس کے تصرفات مثلاً کرایہ وغیرہ پر دینا پھر اُن کو ضرورت میں صرف کرنا سب جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(29) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۰۔

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔ الخ، ج۲، ص۴۱۲۔

(31) المرجع السابق۔

(32) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۰۔

مسئلہ ۳۱: ایک وقف کے دو متولی ہوگئے اِس طرح کہ ایک شہر کے قاضی نے ایک کو متولی مقرر کیا اور دوسرے شہر کے قاضی نے دوسرے شخص کو متولی کیا تو ایسے دو متولیوں کو یہ ضرور نہیں کہ اجتماع و اتفاق رائے سے تصرف کریں (معاملات طے کریں) ہر ایک متولی تنہا بھی تصرف کرسکتا ہے اور ایک قاضی کے مقرر کردہ متولی کو دوسرا قاضی معزول بھی کرسکتا ہے جب کہ اسی میں مصلحت ہو۔(33)

مسئلہ ۳۲: وقف کے کسی جز کو بیع یا رہن کر دینا خیانت ہے۔ ایسے متولی کو معزول کر دیا جائے گا مگر وہ خود اپنے کو معزول نہیں کرسکتا بلکہ واقف یا قاضی اُسے معزول کریگا۔(34)

مسئلہ ۳۳: قاضی کے حکم سے متولی مالِ وقف کو اپنے مال میں ملا سکتا ہے اور اس صورت میں اُس پر تاوان نہیں۔(35)

مسئلہ ۳۴: متولی نے وقف کی کوئی چیز کرایہ پر دی اسکے بعد وہ متولی معزول ہوگیا اور دوسرا اُسکی جگہ مقرر ہوا تو کرایہ دوسرا شخص وصول کریگا پہلے کو اب حق نہ رہا اور اگر متولی نے وقف کے مال سے کوئی مکان خریدا پھر اُسے بیع کر ڈالا تو یہ متولی مشتری (خریدار) سے اس بیع کا اقالہ کرسکتا ہے جب کہ واجبی قیمت سے زیادہ پر نہ بیچا ہو اور اگر اس کو معزول کرکے دوسرا متولی مقرر کیا گیا تو یہ دوسرا بھی اُس کا اقالہ کرسکتا ہے۔(36)

مسئلہ ۳۵: وقفی زمین میں درخت ہیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے کہ یہ پرانے ہوگئے تو متولی کو چاہیے کہ نئے پودے نصب کرتا رہے تاکہ باغ باقی رہے۔(37)

مسئلہ ۳۶: واقف نے متولی کے لیے حق تولیت جو کچھ مقرر کیا ہے اگر بلحاظ خدمت وہ کم مقدار ہے تو قاضی اُجرت مثل تک اضافہ کرسکتا ہے۔(38)

مسئلہ ۳۷: دیہاتوں میں نذرانہ و رسوم وغیرہ لگان کے علاوہ کچھ اور مقرر ہوتے ہیں ان میں جو چیزیں عرف کے لحاظ سے متولی کے لیے ہوں مثلاً جب کارندہ (کارکن) گاؤں میں جاتے ہیں تو اُن کو کچھ ملتا ہے اور مالک کے علم

---

(33) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی مسائل الشرط فی الوقف، ج ۲، ص ۳۰۷.

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج ۲، ص ۴۱۳.

(35) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۴۰۲.

(36) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۴۰۱۔۴۰۲.

(37) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ مسجداً... إلخ، ج ۲، ص ۳۰۲.

(38) ردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: المراد من العشر... إلخ، ج ۶، ص ۶۲۹.

میں یہ بات ہوتی ہے مگر اس پر باز پرس (پوچھ گچھ) نہیں کرتا تو ایسی رقمیں وغیرہ متولی کو ملیں گی اور اگر وہ چیزیں بطور رشوت دی گئی ہیں تاکہ دینے والوں کے ساتھ رعایت کرے مثلاً انڈے، مرغی وغیرہ تو اس کا لینا ناجائز اور لیا ہو تو واپس کرے اور اگر وہ آمدنی اس قسم کی ہے کہ اس کو ملا کر گویا وقف کے محاصل پورے ہوتے ہیں مثلاً وقف کی زمین زیادہ حیثیت کی ہے اور کاشتکار لگان کے نام سے زیادہ دینا نہیں چاہتا مگر نذرانہ وغیرہ کسی اور نام سے وہ رقم پوری کر دیتا ہے تو ایسی آمدنی کو وقف کی آمدنی قرار دینا چاہیے اور محاصل وقف (وقف سے حاصل ہونے والی آمدنی) میں اسے شمار کیا جائے۔(39)

مسئلہ ۳۸: متولی نے اپنی اولاد یا اپنے باپ دادا کے ہاتھ وقف کی کوئی چیز بیع کی یا ان کو نوکر رکھا یا اُجرت پر ان سے کام کرایا یہ سب ناجائز ہے۔(40)

مسئلہ ۳۹: واقف نے اگر متولی کے لیے یہ اجازت دیدی ہے کہ خود بھی وقف کی آمدنی سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے تو متولی اس شرط کی بموجب احباب کو کھلا سکتا ہے ورنہ نہیں۔(41)

مسئلہ ۴۰: قاضی نے متولی کے لیے مثلاً فیصدی دس روپے مقرر کیے ہیں تو آمدنی سے دس فیصدی لے گا یہ نہیں کہ جملہ مصارف (تمام اخراجات) کے بعد فیصدی دس روپے لے۔(42)

مسئلہ ۴۱: متولی کو اختیار ہے کہ زمین وقف کو آباد کرنے کے لیے گاؤں آباد کرائے رعایا (لوگ) بسائے اس لیے کہ جب تک مزارعین (زراعت کرنے والے) نہیں ہوں گے زمین نہیں اُٹھے گی اور آمدنی نہیں ہوگی، لہٰذا اگر ضرورت ہو تو گاؤں آباد کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر وقفی زمین شہر سے متصل ہو اور دیکھتا ہے کہ مکانات بنوانے میں آمدنی زیادہ ہوگی اور کھیت رکھنے میں آمدنی کم ہے تو مکانات بنوا کر کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر مکانات میں بھی اُتنا ہی نفع ہو جتنا کھیت رکھنے میں تو مکان بنوانے کی اجازت نہیں۔(43)

مسئلہ ۴۲: شورزمین (44) کو درست کرانے کے لیے وقف کا روپیہ خرچ کر سکتا ہے مسافر خانہ کی کوئی آمدنی

---

(39) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... الخ، مطلب: فی تحریر حکم... الخ، ج۶، ص۶۹۱۔

(40) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... الخ، ج۶، ص۶۹۹۔

(41) خلاصۃ الفتاوی، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی نصب المتولی، ج۴، ص۴۱۱۔

(42) خلاصۃ الفتاوی، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی نصب المتولی، ج۴، ص۴۱۱۔

(43) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی التولی، ج۵، ص۴۵۱۔

(44) ناقابل زراعت زمین

نہیں ہے اور اس میں ملازم رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ صفائی رکھے اور اُس کے کمروں کو کھولے بند کرے تو اُسکے کسی حصہ کو کرایہ پر دے کر اُسکی آمدنی سے ملازم کی تنخواہ دے سکتا ہے۔(45)

مسئلہ ۴۳: وقفی عمارت جھک گئی ہے جس سے پروس (پڑوس) والوں کو اپنی عمارت کے خراب ہونے کا ڈر ہے، وہ لوگ متولی (مال وقف کا نگران) سے درست کرانے کو کہتے ہیں مگر متولی درست نہیں کرتا انکار کرتا ہے اور وقف کا روپیہ موجود ہے تو متولی کو درست کرانے پر مجبور کر سکتے ہیں اور اگر وقف کا روپیہ نہیں ہے تو قاضی کے پاس درخواست کریں، قاضی حکم دیگا کہ قرض لے کر اُسے ٹھیک کرائے۔(46)

مسئلہ ۴۴: وقفی زمین میں متولی نے مکان بنایا چاہے وقف کے روپے سے بنایا یا اپنے روپے سے بنایا مگر وقف کے لیے بنایا یا کچھ نیت نہیں کی اِن صورتوں میں وہ وقف کا مکان ہے اور اگر اپنے روپے سے بنایا اور اپنے ہی لیے بنایا اور اس پر گواہ بھی کر لیا تو خود اس کا ہے اور دوسرا شخص بناتا اور کچھ نیت نہ کرتا جب بھی اُسی کا ہوتا۔(47)

مسئلہ ۴۵: متولی نے وقف کی مرمت وغیرہ میں اپنا ذاتی روپیہ صرف کر دیا اور یہ شرط کر لی تھی کہ واپس لے لوں گا تو واپس لے سکتا ہے اور اگر وقف کا روپیہ اپنے کام میں صرف کر دیا پھر اُتنا ہی اپنے پاس سے وقف میں خرچ کر دیا تو تاوان سے بری ہے۔(48) مگر ایسا کرنا جائز نہیں اور اگر وقف کے روپے اپنے روپے میں ملا دیے تو کُل کا تاوان دے۔

مسئلہ ۴۶: متولی یا مالک نے کرایہ دار کو عمارت کی اجازت دیدی اُس نے اجازت سے تعمیر کرائی تو جو کچھ خرچ ہوگا کرایہ دار متولی یا مالک سے لے گا جب کہ اُس عمارت کا بیشتر نفع مالک کو پہنچتا ہو اور اِس نئی تعمیر سے مکان کو نقصان نہ پہنچے۔(49)

مسئلہ ۴۷: وقف خراب ہو رہا ہے متولی یہ چاہتا ہے کہ اس کا ایک جز بیچ کر کے اُس سے باقی کی مرمت کرائے تو اُس کو اختیار نہیں اور اگر وقفی مکان کا ایک ایسا حصہ بیچ دیا جو منہدم (گرا ہوا) نہ تھا اور مشتری (خریدار) اُسے منہدم

---

(45) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔الخ، ج۲، ص۴۱۴۔

(46) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجداً۔۔۔الخ، ج۲، ص۳۰۲۔

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔الخ، ج۲، ص۴۱۵، ۴۱۶۔

(48) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔الخ، ج۲، ص۴۱۶۔

و فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی التولی، ج۵، ص۴۵۰۔

(49) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔الخ، ج۲، ص۴۱۶۔

کرائے گا یا درخت تازہ بیچ دیا تو یہ بیع باطل ہے پھر اگر مشتری نے مکان گروا دیا یا درخت کٹوا دیا تو قاضی ایسے متولی کو معزول کرے کہ خائن ہے اور اُس مکان یا درخت کا تاوان لے اور اختیار ہے کہ بائع سے تاوان لے یا مشتری سے اگر بائع سے تاوان لے گا بیع نافذ ہوجائے گی اور مشتری سے لے گا تو باطل رہے گی۔(50)

مسئلہ ۴۸: وقف کے پھلدار درختوں کو بیچنا جائز نہیں اور کاٹنے کے بعد بیچ سکتا ہے اور نہ پھلنے والے درخت ہوں تو انھیں کاٹنے سے پہلے بھی بیچ سکتے ہیں اور بید(51) جھاؤ(52) نرکل (سرکنڈا) وغیرہ جو کاٹنے سے پھر نکل آتے ہیں انھیں تو بیچنا ہی چاہیے کہ یہ خود آمدنی وقف میں داخل ہیں۔(53)

مسئلہ ۴۹: واقف نے متولی کے لیے حق تولیت رکھا ہے تو تولیت کی خدمت انجام دینے پر وہ ملتا رہے گا اور متولی کو وہی کام کرنے ہونگے جو متولی کیا کرتے ہیں مثلاً جائداد کو اجارہ پر دینا وقف میں کچھ کام کرانے کی ضرورت ہے تو اسے کرانا محاصل وصول کرنا مستحقین پر تقسیم کرنا وغیرہ متولی کو یہ ضرور ہوگا کہ امور تولیت (وقف کے انتظامی معاملات) میں بالکل کوتاہی نہ کرے اور جو کام عادۃً متولی کے ذمہ نہیں ہوتے بلکہ مزدوروں سے متولی کام لیا کرتے ہیں ایسے کام کا مطالبہ متولی سے نہیں کیا جاسکتا کہ اُس نے خود کیوں نہیں کیا بلکہ اگر عورت متولی ہے تو وہی کام کریگی جو عورتیں کیا کرتی ہیں مردوں کے کام کا بار اُس پر نہیں ڈالا جاسکتا۔(54)

مسئلہ ۵۰: متولی نے اگر مزدوروں کے ساتھ وہ کام کیا جو مزدور کرتے ہیں اور اسکے فرائض سے یہ کام نہ تھا تو اسکی اُجرت متولی نہیں لے سکتا۔(55)

مسئلہ ۵۱: متولی پر اہل وقف نے دعویٰ کیا کہ یہ کچھ کام نہیں کرتا اور واقف نے حق تولیت اسکے لیے جو کچھ رکھا ہے وہ کام کے مقابلہ میں ہے، لہٰذا اسکو نہیں ملنا چاہیے تو حاکم متولی پر ایسے کام کا بار نہیں ڈالے گا جو متولی نہ کرتے ہوں۔(56)

---

(50) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۷.

(51) ایک قسم کا درخت جس کی شاخیں لچکدار ہوتی ہیں اور اس کی لکڑی سے ٹوکریاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔

(52) ایک قسم کا پودا جو دریا کے کنارے اُگتا ہے۔

(53) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۷.

(54) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۲۵.

(55) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۰۹.

(56) المرجع السابق.

مسئلہ ۵۲: متولی اگر اندھا بہرا گونگا ہو گیا مگر اس قابل ہے کہ لوگوں سے کام لے سکتا ہے تو حق تولیت ملے گا ورنہ نہیں۔ متولی پر کسی نے طعن کیا کہ مثلاً خائن (خیانت کرنے والا) ہے تو فقط لوگوں کے کہہ دینے سے اُس کا حق تولیت (وقف کا منتظم ہونے کا حق) باطل نہیں ہوگا اور نہ اُسے تولیت سے جدا کیا جائے گا بلکہ واقع میں خیانت ثابت ہو جائے تو برطرف کیا جائے گا۔ اور حق بھی بند ہو جائے گا اور اگر پھر اُسکی حالت درست و قابل اطمینان ہو جائے تو پھر اُوسے متولی کر دیا جائے اور حق تولیت بھی دیا جائے۔(57)

مسئلہ ۵۳: اگر قاضی اس کو مناسب جانتا ہے کہ متولی کے ساتھ ایک دوسرا شخص شامل کر دے کہ دونوں مل کر کام کریں تو شامل کر سکتا ہے اور حق تولیت میں سے کچھ اسے بھی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اگر حق تولیت کم ہے کہ دوسرے کو اُس میں سے دینے میں پہلے کے لیے بہت کمی ہو جائے گی تو دوسرے کو وقف کی آمدنی سے بھی دے سکتا ہے۔(58) اور دوسرے شخص کو اس وجہ سے شامل کیا کہ متولی کی نسبت کچھ خیانت کا شبہ تھا تو تنہا متولی کو تصرف کرنے کا (وقف کے انتظامی معاملات طے کرنے کا) حق نہ رہا اور اگر یہ وجہ نہیں تو متولی تنہا تصرف کر سکتا ہے۔(59)

مسئلہ ۵۴: واقف نے متولی کے لیے اجر مثل سے زیادہ مقرر کیا تو حرج نہیں قاضی وغیرہ کوئی دوسرا شخص اجر مثل سے زیادہ نہیں مقرر کر سکتا۔(60)

مسئلہ ۵۵: واقف نے کام کرنے والے کے لیے کچھ مال مقرر کیا ہے تو اسے یہ جائز نہیں کہ خود کام نہ کرے اور دوسرے کو اپنی جگہ مقرر کر کے وہ رقم بھی اسکے لیے کر دے ہاں اگر واقف نے اسے ایسا اختیار دیا ہے تو ہو سکتا ہے۔(61)

مسئلہ ۵۶: متولی وقف کے کام کے لیے ملازم نوکر رکھ سکتا ہے اور ان کی تنخواہ دے سکتا ہے اور اُن کو موقوف کر کے اُن کی جگہ دوسرے رکھ سکتا ہے۔(62)

مسئلہ ۵۷: متولی کو جنون مطبق ہو گیا یعنی ایک سال جنون کو گزر گیا تو تولیت سے علیحدہ کر دیا جائے اور اگر یہ

---

(57) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۲۵۔

(58) المرجع السابق۔

(59) الدر المختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج۶، ص۶۰۲۔

(60) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۲۵۔

(61) المرجع السابق، ص۴۲۶۔

(62) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی التولی، ج۵، ص۴۵۰۔

شخص اچھا ہو گیا اور کام کے لائق ہو گیا تو اسے تولیت پر مامور (مقرر) کیا جا سکتا ہے۔(63)

مسئلہ ۵۸: واقف نے ایک شخص کو متولی کیا اور یہ شرط کردی کہ اگرچہ قاضی اُسے معزول کر دے مگر جو وظیفہ میں نے اُسکے لیے مقرر کیا ہے معزولی کے بعد بھی اُسے دیا جائے یا اُسکے بعد اُسکی اولاد کے لیے بعد نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ شرط صحیح ہے اور اسی کے موافق عمل ہوگا۔(64)

مسئلہ ۵۹: وقف کرنے کے بعد مر گیا قاضی نے یہ اوقاف ایک شخص کو سپرد کر دیئے اور آمدنی کا دسواں حصہ اس کارندہ کے لیے مقرر کیا اور اوقاف میں ایک پن چکی ہے جو بالمقطع ایک شخص کے کرایہ میں ہے اسکے لیے کارندہ کی ضرورت نہیں وہ وقف والے خود ہی اسکا کرایہ وصول کر لیتے ہیں تو چکی کی آمدنی کا دسواں حصہ کارندہ کو نہیں ملے گا۔(65)

مسئلہ ۶۰: متولی نے مدتوں تک کام ہی نہیں کیا اور قاضی کو اطلاع بھی نہیں دی کہ اسے معزول کر کے دوسرے کو متولی کرتا پھر بھی وہ متولی ہے بغیر معزول کیے معزول نہ ہوگا۔(66)

❁❁❁❁❁

---

(63) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی التولی، ج۵، ص۴۵۱.

(64) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...الخ، ج۲، ص۴۲۶.

(65) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ، مسجدا...الخ، ج۲، ص۳۰۳.

(66) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...الخ، ج۲، ص۴۲۷.

اوقاف کے اجارہ کا بیان

مسئلہ ۱: متولی نے وقفی مکان یا زمین کو اجارہ پر دیا پھر مرگیا تو اجارہ بدستور باقی رہے گا۔ یوہیں واقف نے کرایہ پر دیا ہو پھر مرگیا جب بھی یہی حکم ہے۔ جو متولی ہے وقف کی آمدنی بھی خود اُسی پر صرف (خرچ) ہوگی اُس نے وقف کو اجارہ پر دیا اور مدت اجارہ پوری ہوتے سے پہلے فوت ہوگیا جب بھی اجارہ نہیں ٹوٹے گا۔ یوہیں اگر قاضی نے مکانات موقوفہ (وقف کیے ہوئے مکانات) کو کرایہ پر دیدیا ہے اسکے بعد معزول ہوگیا تو اجارہ باقی ہے۔(1)

مسئلہ ۲: کرایہ دار سے پیشگی کرایہ لیکر مستحقین پر تقسیم کردیا گیا پھر مدت اجارہ پوری ہونے سے پہلے ان میں سے کوئی مرگیا تو تقسیم توڑی نہیں جائے گی۔(2)

مسئلہ ۳: وقف کا مال کاشتکار نے کھالیا متولی نے اُس سے کچھ کم پر صلح کی اگر کاشتکار غنی ہے تو صلح ناجائز ہے اور فقیر ہے تو جائز ہے، جبکہ وہ وقف فقرا پر ہو اور اگر وقف کے مستحق مخصوص لوگ ہوں تو اگرچہ کاشتکار فقیر ہو کم پر مصالحت جائز نہیں۔ یوہیں اِس صورت میں وقفی زمین یا مکان کو کم کرایہ پر فقیر کو بھی دینا ناجائز ہے اور فقرا پر وقف ہو تو جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۴: وقفی مکان کو تین سال کے لیے سو روپیہ سال کرایہ پر دیا اور تین شخص اِس وقف کی آمدنی کے حقدار ہیں ایک سال گزرنے پر ان میں کا ایک فوت ہوگیا پھر ایک سال اور گزرنے پر دوسرا شخص مرگیا اور تیسرا باقی ہے تو پہلے سال کی رقم پہلے کے ورثہ اور دوسرے اور تیسرے شخص کے درمیان برابر تین حصہ پر تقسیم ہوگی اور دوسرے سال کی رقم دوسرے کے ورثہ اور تیسرے میں نصفا نصف تقسیم ہوگی۔ پہلی میت کے ورثہ اس میں سے نہیں پائیں گے اور تیسرے سال کی رقم صرف اِس تیسرے کو ملے گی۔(4)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۸۔

(2) المرجع السابق۔

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی إجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج۲، ص۳۲۵۔

والبحر الرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۴۰۶۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج۲، ص۴۱۸۔

مسئلہ ۵: اوقاف کے اجارہ کی مدت طویل نہیں ہونی چاہیے، تین سال سے زیادہ کے لیے کرایہ پر دینا جائز نہیں۔ (5) اور اگر واقف نے کرایہ کی کوئی مدت بیان کردی ہے تو اُسکی پابندی کی جائے اور نہ بیان کی ہو تو مکانات کو ایک سال تک کے لیے اور زمین کو تین سال تک کے لیے کرایہ پر دیا جائے مگر جب کہ مصلحت اسکے خلاف کو مقتضی ہو (یعنی اس کے خلاف میں بہتری ہو) تو جو تقاضائے مصلحت ہو (یعنی جس میں بھلائی ہو) وہ کیا جائے اور یہ زمانہ اور مواضع (وقت اور علاقوں) کے اعتبار سے مختلف ہے۔ (6)

مسئلہ ٦: واقف نے یہ شرط کردی ہے کہ ایک سال سے زیادہ کے لیے کرایہ پر نہ دیا جائے مگر وہاں ایک سال کے لیے کرایہ پر کوئی لیتا ہی نہیں زیادہ مدت کے لیے لوگ مانگتے ہیں تو متولی شرطِ واقف کے خلاف کر کے ایک سال سے زیادہ کے لیے نہیں دے سکتا۔ بلکہ یہ معاملہ قاضی کے پاس پیش کرے اور قاضی سے اجازت حاصل کر کے ایک سال سے زیادہ کے لیے دے اور اگر وقف نامہ میں یوں ہو کہ ایک سال سے زیادہ کے لیے نہ دیا جائے مگر جب کہ اس میں نفع ہو تو خود واقف (7) بھی دے سکتا ہے، قاضی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (8)

مسئلہ ۷: اوقاف کو اجرمثل کے ساتھ کرایہ پر دیا جائے یعنی اس حیثیت کے مکان کا جو کرایہ وہاں ہو یا اس حیثیت کے کھیت کا جو لگان (ٹھیکہ) اُس جگہ ہو اُس سے کم پر دینا جائز نہیں بلکہ جس شخص کو اوقاف کی آمدنی ملتی ہے وہ خود بھی اگر چاہے کہ کرایہ یا لگان کم لے کر دے دوں تو نہیں دے سکتا۔ (9)

مسئلہ ۸: وقفی دوکان واجبی کرایہ (رائج کرایہ جو عموماً لیا جاتا ہے) پر کرایہ دار کو دے دی اسکے بعد دوسرا شخص آتا ہے اور زیادہ کرایہ دیتا ہے تو پہلے اجارہ کو فسخ نہیں کیا جاسکتا۔ (10)

مسئلہ ۹: تین سال کے لیے زمین اجارہ پر دی ایک سال پورا ہونے پر کرایہ کا نرخ کم ہوگیا تو اجارہ فسخ نہیں ہوگا۔ یوہیں اگر ایک سال کے بعد زیادہ لوگ اسکے خواہشمند ہوئے اور کرایہ کا نرخ (بھاؤ) بڑھ گیا جب بھی اجارہ فسخ

---

(5) فتح القدیر، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، ج۵، ص۴۵۱.

(6) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦١٣.

(7) بہارشریعت کے تمام نسخوں میں یہاں عبارت ایسے ہی مذکور ہے، غالباً یہاں کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ردالمحتار میں اس مقام پر واقف کا ذکر نہیں بلکہ متولی مذکور ہے۔... علمیہ

(8) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، ج٦، ص٦١٤.

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... إلخ، مطلب: استئجار الدار... إلخ، ج٦، ص٦١٦.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج٢، ص٤١٩.

نہیں ہوسکتا۔(11)

مسئلہ ۱۰: متولی نے چند سال کے لیے اجارہ پر زمین دی تھی اور متولی فوت ہوگیا پھر مستاجر (کرائے پہ لینے والا) بھی مرگیا اور اسکے ورثہ نے کاشت کی تو غلہ ان لوگوں (یعنی مستاجر کے ورثہ) کو ملے گا اور ان سے زمین کا لگان نہیں لیا جائے گا، کہ مستاجر کی موت سے اجارہ فسخ ہوگیا بلکہ زمین میں ان کی زراعت سے جو نقصان ہوا ہے وہ لیا جائے گا اور یہ مصالح وقف میں صرف ہوگا (یعنی وقف کی تعمیر و درستگی میں خرچ ہوگا)، جن پر وقف ہے اُن کو نہیں دیا جائے گا۔(12)

مسئلہ ۱۱: متولی نے اجر مثل سے کم کرایہ پر اجارہ دیا تو لینے والے کو اجر مثل دینا ہوگا اور اُجرت کا ذکر نہ کیا جب بھی یہی حکم ہے۔ یوہیں یتیم کی جائداد کو کم کرایہ پر دیدیا تو واجبی کرایہ دینا ہوگا۔(13)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص مثلاً آٹھ روپے کرایہ دینے کو کہتا ہے اور دوسرا دس، مگر یہ دس دینے والا نادہند (ادائیگی میں ٹال مٹول اور تاخیر کرنے والا) ہے تو اسکو نہ دیا جائے، آٹھ والے کو دیا جائے۔(14)

مسئلہ ۱۳: وقفی زمین کو متولی خود اپنے اجارہ میں نہیں لے سکتا کہ خود مکانِ موقوف (وقف شدہ مکان) میں رہے اور کرایہ دے یا کھیت بوئے اور لگان دے البتہ قاضی اسکو اجارہ پر دے تو ہوسکتا ہے۔(15) اور اجر مثل سے زیادہ کرایہ پر لے تو ہوسکتا ہے۔ یوہیں اپنے باپ یا بیٹے کو بھی کرایہ پر نہیں دے سکتا مگر جب کہ بہ نسبت دوسروں کے ان سے زیادہ کرایہ لے۔(16)

مسئلہ ۱۴: وقفی زمین کرایہ پر لیکر کسی نے اس میں مکان بنایا اور اب زمین کا کرایہ پہلے سے زیادہ ہوگیا تو اگر مالک مکان زیادہ کرایہ دینے کے لیے طیار ہے تو زمین اُسی کے کرایہ میں رہنے دیں ورنہ اُس سے کہیں اپنا عملہ (عمارت کی تعمیر کا تمام ساز وسامان) اُٹھا لے اور زمین کو خالی کردے (17) اور اگر اجارہ کی مدت پوری ہوچکی ہے

---

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج ۲، ص ۳۲۲۔

(12) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج ۲، ص ۳۲۲۔ ۳۲۳۔

(13) المرجع السابق، ص ۳۲۲۔

(14) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۴۰۰۔

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج ۲، ص ۳۲۲۔

(16) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۹۴۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف... إلخ، ج ۲، ص ۴۲۲۔

تو اختیار ہے چاہے اُسی کو زیادہ کرایہ لے کر دیں یا دوسرے کو۔(18)

مسئلہ ۱۵: مکانِ موقوف کو عاریت دینا بغیر کرایہ کسی کو رہنے کے لیے دیدینا ناجائز ہے اور رہنے والے کو کرایہ دینا پڑیگا۔ یوہیں جو شخص متولی کی بغیر اجازت رہنے لگا اُسے بھی جو کرایہ ہونا چاہیے دینا ہوگا۔(19)

مسئلہ ۱۶: مکانِ موقوف کو متولی نے بیع کردیا (بیچ دیا) پھر یہ متولی معزول ہوگیا اور دوسرا اسکی جگہ متولی ہوا، اس نے مشتری پر دعویٰ کیا اور قاضی نے بیع باطل ہونے کا حکم دیا تو مشتری (خریدار) کو اتنے دنوں کا کرایہ بھی دینا ہوگا۔(20)

مسئلہ ۱۷: روپے اشرفی یعنی ثمن کے علاوہ مثلاً اسباب (سامان) کے بدلے میں اجارہ کیا تو جائز ہے اور اس وقت اس سامان کو بیچ کر وقف کی آمدنی میں داخل کرے۔(21)

مسئلہ ۱۸: وقفی زمین کو خود متولی بھی وقف کی طرف سے کاشت کرسکتا ہے اور اس صورت میں مزدوروں کی اُجرت وغیرہ وقف سے ادا کریگا۔(22)

مسئلہ ۱۹: وقفی مکان کرایہ پر دیا اور شکست ریخت (ٹوٹ پھوٹ کی تعمیر ومرمت) وغیرہ کرایہ دار کے ذمہ رکھی تو اجارہ باطل ہے، ہاں اگر مرمت کے لیے کوئی رقم معین کردی کہ اتنے روپے مرمت میں صرف کرنا تو جائز ہے۔(23)

مسئلہ ۲۰: فقیروں پر ایک مکان وقف ہے کہ اس کی آمدنی فقرا کو دی جائے گی اس مکان کو ایک فقیر نے کرایہ پر لیا تو کرایہ چونکہ فقیر ہی کو دیا جاتا ہے، لہٰذا جتنا اسکو دینا ہے اُتنا کرایہ چھوڑ دینا جائز ہے۔(24)

مسئلہ ۲۱: جس شخص پر مکان وقف ہے وہ خود اس مکان کو کرایہ پر نہیں دے سکتا جبکہ یہ متولی نہ ہو۔(25)

مسئلہ ۲۲: مکان یا کھیت کو کم پر دیدیا تو یہ کمی مستاجر (کرایہ دار) سے پوری کرائی جائے گی متولی سے وصول نہ

---

(18) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، مطلب مہم: فی معنی قولہم...إلخ، ج۶، ص۶۱۹.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۰.

(20) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی ال إجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج۲، ص۳۲۵.

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۱.

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۱.

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف...إلخ، ج۲، ص۴۲۱.

(24) المرجع السابق، ص۴۲۱.

(25) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف...إلخ، ج۶، ص۶۲۲.

کر یں گے مگر متولی سے سہو اور غفلت کی بنا پر ایسا ہوا تو درگزر کریں گے اور قصداً ایسا کیا تو خیانت ہے، معزول کر دیا جائے گا بلکہ خود واقف نے قصداً کم پر دیا ہے تو اسکے ہاتھ سے بھی وقف کو نکال لیں گے۔(26)

مسئلہ ۲۳: وقفی زمین اگر عشری ہے تو عشر کاشتکار پر ہے اور خراجی ہے تو خراج وقف کی آمدنی سے دیا جائے گا۔(27)

مسئلہ ۲۴: وقف پر کچھ خرچ کرنے کی ضرورت پیش آئی اور آمدنی کا روپیہ موجود نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لیکر قرض لیا جاسکتا ہے۔ بطور خود متولی کو قرض لینے کا اختیار نہیں۔ یونہیں خراج کا روپیہ دینا ہے تو اسکے لیے بھی باجازت قاضی قرض لیا جائے گا یعنی جبکہ اس سال آمدنی ہی نہ ہوئی اور اگر آمدنی ہوئی مگر متولی نے مستحقین پر تقسیم کردی خراج کے لیے نہیں رکھی تو خراج کی قدر متولی کو تاوان دینا ہوگا۔(28)

مسئلہ ۲۵: وقف کی طرف سے زراعت کرنے کے لیے تخم (بیج) وغیرہ کی ضرورت ہے اور روپیہ خرچ کے لیے موجود نہیں ہے تو قاضی سے اجازت لے کر اسکے لیے بھی قرض لے سکتا ہے۔(29)

مسئلہ ۲۶: وقفی مکان کے متصل دوسرا مکان ہے بیچ میں ایک دیوار ہے جو دوسرے مکان والے کی ہے وہ دیوار گر گئی پھر مالک مکان نے دیوار اُٹھوائی (بنوائی) مگر وقف کی حد میں اٹھائی تو متولی اُس دیوار کو تڑوا دیگا اور متولی یہ چاہے کہ اُسے قیمت دیکر دیوار وقف کی کرلے یہ جائز نہیں۔(30)

مسئلہ ۲۷: وقف کی زمین میں درخت تھے جو بیچ ڈالے گئے اور ہنوز (ابھی تک) کاٹے نہیں گئے کہ خریدار کو وہی زمین اجارہ میں دی گئی اگر درخت جڑ سمیت بیچے گئے تھے تو زمین کا اجارہ جائز ہے اور اگر زمین کے اوپر اوپر سے بیچے گئے تو اجارہ جائز نہیں۔(31)

مسئلہ ۲۸: گاؤں وقف ہے اور وہاں کے کاشتکار بٹائی پر کھیت بویا کرتے ہیں اُس گاؤں میں قاضی کی طرف سے کوئی حاکم آیا جس نے کسی کو لگان (ٹھیکے پر) پر کھیت دیدیا فصل طیار ہونے پر متولی آیا اور حسب دستور بٹائی کراتا

---

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔الخ، مطلب: اذا آجر۔۔۔الخ، ج٦، ص ٦٢٣۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔الخ، ج٢، ص ٤٢٤۔

(28) المرجع السابق۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف۔۔۔الخ، ج٢، ص ٤٢٤۔

(30) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج٢، ص ٣٢٣۔

(31) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتھا، ج٢، ص ٣٢٣، ٣٢٤۔

چاہتا ہے لگان کے روپے نہیں لیتا تو جو متولی چاہتا ہے وہی ہوگا۔ (32)

مسئلہ ۲۹: وقفی زمین کسی نے غصب کر لی اور غاصب نے اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہے اگر یہ زیادت (اضافہ) مال متقوم نہ ہو مثلاً زمین کو جوت کر (ہل چلا کر) ٹھیک کیا ہے یا اُس میں نہر کھدوائی ہے یا کھیت میں کھاد ڈلوائی ہے جو مٹی میں مل گئی تو غاصب سے زمین واپس لی جائے گی اور ان چیزوں کا کچھ معاوضہ نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ زیادت مال متقوم ہے مثلاً مکان بنایا ہے یا پیڑ (درخت) لگائے ہیں تو اگر مکان یا درخت کے نکالنے سے زمین خراب نہ ہو تو غاصب سے (غصب کرنے والے سے) کہا جائے گا اپنا عملہ (یعنی عمارت کی تعمیر کا تمام ساز وسامان) اُٹھالے یا پیڑ اُکھاڑلے اور زمین خالی کرکے واپس کردے اور اگر مکان یا درخت جدا کرنے میں زمین خراب ہوجائے گی تو اُکھڑے ہوئے درخت یا نکالے ہوئے عملہ کی قیمت غاصب کو دی جائے گی اور غاصب کو یہ بھی اختیار ہے کہ زمین کے اوپر سے درخت کو اسطرح کاٹ لے کہ زمین کو نقصان نہ پہنچے۔ (33)

❀❀❀❀❀

---

(32) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتہا، ج۲، ص ۳۲۴.

(33) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی الاجارۃ الاوقاف ومزارعتہا، ج۲، ص ۳۲۴.

دعویٰ اور شہادت کا بیان

مسئلہ ۱: مکان یا زمین بیع کردی اب کہتا ہے اُسکو میں نے وقف کر دیا تھا اِس بیان پر اگر گواہ نہیں پیش کرتا ہے اور مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا جائے) سے حلف (قسم) لینا چاہتا ہے تو اُسکی بات نہیں مانیں گے اور حلف نہ دیں گے اور گواہ سے وقف ہونا ثابت کردے تو گواہ مقبول ہیں اور بیع باطل۔(1) اور مشتری سے اُتنے دنوں کا کرایہ لیا جائے گا جب تک اُس کا قبضہ تھا اور مشتری (خریدار) ثمن کے وصول کرنے کے لیے اِس جائداد کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔(2)

مسئلہ ۲: وقف کے متعلق بدون دعویٰ (دعویٰ کے بغیر) کے بھی شہادت قبول کرلی جاتی ہے اسی وجہ سے باوجود مدعی کے کلام متناقض (متضاد) ہونے کے وقف میں شہادت قبول ہوجاتی ہے کہ تناقض سے دعویٰ جاتا رہا اور شہادت بغیر دعویٰ ہوئی۔(3)

مسئلہ ۳: اصل وقف میں اگرچہ بغیر دعویٰ بھی شہادت قبول ہوتی ہے مگر کسی شخص کا کسی وقف کے متعلق حق ثابت ہونے کے لیے دعویٰ شرط ہے بغیر دعویٰ گواہی کوئی چیز نہیں مثلاً ایک شخص کسی وقف کی آمدنی کا حقدار ہے اور گواہوں سے حقدار ہونا ثابت بھی ہو تو جب تک وہ خود دعویٰ نہ کرے اُس کا حق فقرا کو دیں گے خود اُسکو نہیں دیں گے۔(4)

مسئلہ ۴: کسی زمین کی نسبت پہلے یہ کہا تھا کہ یہ فلاں پر وقف ہے اب دعوی کرتا ہے کہ مجھ پر وقف ہے تو چونکہ اُسکے قول میں تناقض (تضاد) ہے، لہٰذا دعویٰ باطل و نامسموع (سنا نہیں جائے گا) ہے۔(5)

مسئلہ ۵: کسی جائداد کی نسبت یہ دعویٰ کہ وقف ہے سُنا نہیں جائے گا بلکہ اگر دعویٰ میں یہ بھی ہو کہ میں اُسکی آمدنی کا مستحق ہوں جب بھی مسموع نہیں تاوقتیکہ دعویٰ میں یہ نہ ہو کہ میں اُس کا متولی ہوں۔ دعویٰ مسموع نہ ہونے کے یہ معنی

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۳۰.

(2) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... الخ، ج ۶، ص ۶۵۵-۶۵۶.

(3) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... الخ، ج ۶، ص ۶۲۶.

(4) المرجع السابق، ص ۶۲۷.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۳۱.

ہیں کہ فقط اسکے دعویٰ کے بنا پر قابض پر حلف نہیں دیں گے ہاں اگر گواہ گواہی دیں تو گواہی مقبول ہوگی۔(6)

مسئلہ ۶: مشتری نے بائع پر (بیچنے والے پر) دعویٰ کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ بیع کی ہے یہ وقف ہے تجھ کو اسکے بیچنے کا حق نہ تھا یہ دعویٰ مسموع نہیں بلکہ یہ دعویٰ متولی کی جانب سے ہونا چاہیے اور متولی نہ ہو تو قاضی اپنی طرف سے کسی کو متولی مقرر کریگا جو مقدمہ کی پیروی کریگا اور وقف ثابت ہونے پر بیع باطل ہو جائے گی اور مشتری کو ثمن واپس ملے گا۔(7)

مسئلہ ۷: قاضی نے کسی جائداد کے متعلق وقف کا فیصلہ دیا تو صرف مدعی کے مقابل یہ فیصلہ نہیں بلکہ سب کے مقابل ہے یعنی فیصلے دو قسم کے ہوتے ہیں، بعض فیصلے صرف مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان میں ہیں دوسروں سے اسکو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی کسی چیز پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قاضی نے فیصلہ دیدیا تو یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں ہے بلکہ تیسرا شخص پھر دعویٰ کرسکتا ہے اور چوتھا پھر کرسکتا ہے، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور بعض فیصلے سب کے مقابل میں ہوتے ہیں کہ اب دوسرا دعویٰ ہی نہیں ہوسکتا مثلاً ایک شخص پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے جواب دیا کہ میں آزاد ہوں اور قاضی نے حریت (آزادی) کا حکم دیا تو اب کوئی بھی اُسکی عبدیت (غلامی) کا دعویٰ نہیں کرسکتا یا کسی عورت کو قاضی نے ایک شخص کی منکوحہ ہونے کا حکم دیا تو دوسرا اپنی منکوحہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

یوہیں کسی بچہ کا ایک شخص سے نسب ثابت ہوگیا تو دوسرا اُسکے نسب کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ اِسی طرح سے کسی جائداد پر ایک شخص نے اپنی مِلک کا دعویٰ کیا جس کے قبضہ میں ہے اُس نے جواب دیا یہ وقف ہے اور وقف ہونا ثابت کردیا قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیا تو اب ملک کا دوسرا دعویٰ اس پر ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ یہ فیصلہ تمام جہان کے مقابل میں ہے مگر واقف اگر حیلہ باز آدمی ہو کہ اِس وقف کے حیلہ سے دوسرے کی املاک پر قبضہ کرتا ہو مثلاً دوسرے کی جائداد پر قبضہ کرلیا اور تیسرے سے اپنے اوپر دعویٰ کرادیا اور جواب یہ دیا کہ وقف ہے اور وقف کے گواہ بھی پیش کردیے اور قاضی نے وقف کا حکم دیدیا اگر ایسے حیلہ باز کے وقف کی قضاء ویسی ہی ہو تو بیچارے اصل مالک اپنی جائداد سے ہاتھ دھو بیٹھا کریں (یعنی مالک ہی نہ رہیں) اور کچھ نہ کرسکیں، لہٰذا اِس صورت میں یہ فیصلہ سب کے مقابل میں نہیں۔(8)

مسئلہ ۸: وقف کے ثبوت کے لیے گواہی دی تو گواہ کو یہ بیان کرنا ضرور نہیں ہے کہ کس نے وقف کیا بلکہ اگر اس سے لاعلمی بھی ظاہر کرے جب بھی شہادت معتبر ہوسکتی ہے۔(9)

---

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف... الخ، مطلب: المواضع التی... الخ، ج۶، ص۶۲۸۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشھادۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱۔

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۴۹-۴۵۵۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعویٰ والشھادۃ، الفصل الاول، ج۲، ص۴۳۱۔

مسئلہ ۹: وقف میں شہادۃ علی الشہادۃ معتبر ہے اور وقف ہونا مشہور ہو تو اگرچہ اسکے سامنے واقف نے وقف نہیں کیا ہے محض شہرت کی بنا پر اسکو شہادت دینا جائز ہے بلکہ اگر قاضی کے سامنے تصریح کردے کہ میری شہادت سمعی ہے (سنی ہوئی بات کی گواہی ہے) جب بھی گواہی نامعتبر نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۰: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین مجھ پر وقف ہے زمین جس کے قبضہ میں ہے وہ کہتا ہے یہ میری ملک ہے گواہوں نے واقف کا وقف کرنا بیان کیا اور یہ کہ جس وقت اُس نے وقف کی تھی اُسی کے قبضہ میں تھی تو فقط اتنی ہی بات سے وقف ثابت نہیں ہوگا بلکہ گواہوں کو یہ بیان کرنا بھی ضرور ہے کہ واقف اُس زمین کا مالک بھی تھا۔(11)

مسئلہ ۱۱: پرانا وقف ہے جس کے مصارف و شرائط کا پتہ نہیں چلتا اس میں بھی سمعی شہادت معتبر ہے اور زمانہ گزشتہ کا اگر عملدرآمد معلوم ہوسکے یا قاضی کے دفتر میں شرائط و مصارف کا ذکر ہے تو اِسی کے موافق عمل کیا جائے۔(12)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص کے قبضہ میں جائداد ہے اُس پر کسی نے وقف ہونے کا دعویٰ کیا اور ثبوت میں ایک دستاویز پیش کرتا ہے تو فقط دستاویز کی بنا پر وقف ہونا نہیں قرار پائے گا اگرچہ اُس دستاویز پر گزشتہ قاضیوں کی تحریریں بھی ہوں۔ یوہیں کسی مکان کے دروازہ پر وقف کا کتبہ کندہ ہونے (یعنی دروازے پر وقف کی تختی لگی ہونے) سے بھی قاضی وقف کا حکم نہیں دے گا یعنی بغیر شہادت فقط تحریر قابل اعتبار نہیں مگر جبکہ دستاویز کی نقل قاضی کے دفتر میں ہو تو ضرور قابل قبول ہے، خصوصاً جبکہ گزشتہ قاضیوں کے دستخط اُس پر ہوں۔(13)

مسئلہ ۱۳: کسی جائداد کا وقف ہونا معروف و مشہور ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ اسکا مصرف کیا ہے تو شہرت کی بنا پر وقف قرار پائے گا اور فقرا پر خرچ کیا جائے گا۔(14)

مسئلہ ۱۴: گواہ نے یہ گواہی دی کہ یہ جائداد مجھ پر یا میری اولاد یا میرے باپ دادا پر وقف ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر یہ گواہی دی کہ مجھ پر اور فلاں اجنبی پر وقف ہے جب بھی مقبول نہیں نہ اسکے حق میں وقف ثابت ہوگا نہ

والدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔الخ، ج۶،ص۶۲۹۔

(10) الدرالمختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔الخ، ج۶،ص۶۲۹-۶۳۲۔

(11) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔الخ، مطلب: فی دعوی الوقف بلا بیان۔۔۔الخ، ج۶،ص۶۲۹۔

(12) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔الخ، مطلب: فی الشہادۃ۔۔۔الخ، ج۶،ص۶۳۰-۶۳۲۔

(13) ردالمحتار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔الخ، مطلب: احتر مکا۔۔۔الخ، ج۶،ص۶۳۰-۶۳۲۔

(14) المرجع السابق، ص۶۳۱-۶۳۵۔

اُس دوسرے کے حق میں اور اگر دو گواہ ہوں ایک کی گواہی یہ ہے کہ زید پر وقف ہے اور دوسرا گواہی دیتا ہے کہ عمرو پر وقف ہے تو نفس وقف کے متعلق چونکہ دونوں متفق ہیں وقف ثابت ہو جائے گا، مگر موقوف علیہ میں چونکہ اختلاف ہے، لہٰذا یہ جائداد فقرا پر صرف ہوگی، نہ زید پر ہوگی، نہ عمرو پر۔(15)

مسئلہ ۱۵: ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ ساری زمین وقف ہے دوسرا کہتا ہے آدھی تو آدھی ہی کا وقف ہونا ثابت ہوا۔(16)

مسئلہ ۱۶: دو شخصوں نے شہادت دی کہ پروس کے فقیروں پر وقف کی اور خود یہ دونوں اُسکے پروس کے فقیر ہوں جب بھی گواہی مقبول ہے یا گواہی دی کہ فلاں مسجد کے محتاجوں پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے اگرچہ یہ دونوں اُس مسجد کے محتاجین (حاجت مندوں) سے ہوں۔ یوہیں اہل مدرسہ وقف مدرسہ کے لیے شہادت دیں تو گواہی قبول ہے۔(17) یوہیں متولی اور ایک دوسرا شخص دونوں گواہی دیں کہ یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے تو گواہی مقبول ہے۔(18)

مسئلہ ۱۷: ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے دوسرے شخص نے گواہوں سے ثابت کیا کہ اُس پر وقف ہے اور متولی مسجد نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ مسجد پر وقف ہے اگر دونوں نے وقف کی تاریخیں ذکر کیں تو جس کی تاریخ مقدم ہے اُسکے موافق فیصلہ ہوگا ورنہ دونوں میں نصف نصف کر دیا جائے گا۔(19)

مسئلہ ۱۸: گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی اور واقف نے اُس کے حدود نہیں بیان کیے مگر کہتے ہیں کہ ہم اُس زمین کو پہچانتے ہیں تو گواہی مقبول نہیں کہ ہوسکتا ہے اُس شخص کی اس زمین کے علاوہ کوئی دوسری زمین بھی ہو اور اگر گواہ کہتے ہوں کہ ہمارے علم میں اُس کی دوسری زمین نہیں جب بھی قبول نہیں کہ ہوسکتا ہے زمین ہو اور ان کے علم میں نہ ہو۔(20) یہ اُس صورت میں ہے جبکہ واقف نے مطلق زمین کا وقف کرنا ذکر کیا اور اگر ایسے لفظ سے ذکر کیا کہ گواہوں کو معلوم ہوگیا کہ فلاں زمین ہے جس کے یہ حدود ہیں اور قاضی کے سامنے حدود بیان بھی کریں

---

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج ۲، ص ۳۲۶۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۳۴۔

(17) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج ۲، ص ۳۲۶۔

(18) الدر المختار، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف۔۔۔ الخ، ج ۶، ص ۶۸۷۔

(19) البحر الرائق، کتاب الوقف، ج ۵، ص ۳۴۲۔

(20) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج ۲، ص ۳۲۶۔

توگواہی مقبول ہوگی۔(21)

مسئلہ ۱۹: گواہ کہتے ہیں واقف نے حدود بیان کردیے تھے مگر ہم بھول گئے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے دوحدیں بیان کیں جب بھی قبول نہیں اور تین حدیں بیان کردیں تو گواہی مقبول ہے۔(22)

مسئلہ ۲۰: گواہوں نے کہا کہ فلاں نے اپنی زمین وقف کی جس کے حدود بھی واقف نے بیان کردیے مگر ہم نہیں جانتے یہ زمین کہاں ہے تو گواہی مقبول ہے وقف ثابت ہو جائے گا مگر مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ وہ زمین یہ ہے۔(23)

مسئلہ ۲۱: گواہوں میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے مرنے کے بعد کے لیے وقف کیا دوسرا کہتا ہے وقف صحیح تمام(24) ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر ایک نے کہا صحت میں وقف کیا دوسرا کہتا ہے مرض الموت میں وقف کیا ہے تو یہ اختلاف ثبوت وقف کے منافی نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص فوت ہوا اُس نے دولڑکے چھوڑے اور ایک کے ہاتھ میں باپ کی جائداد ہے وہ کہتا ہے میرے باپ نے یہ جائداد مجھ پر وقف کردی ہے اس کا دوسرا بھائی کہتا ہے والد نے ہم دونوں پر وقف کی ہے اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو دوسرے کا قول معتبر ہے جو دونوں پر وقف ہونا بتاتا ہے۔(26)

مسئلہ ۲۳: ایک زمین چند بھائیوں کے قبضہ میں ہے وہ سب بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے باپ نے یہ زمین وقف کی ہے مگر ہر ایک وقف کا مصرف (خرچ کرنے کا مقام) علیحدہ علیحدہ بتاتا ہے تو قاضی اسکے متعلق یہ فیصلہ کریگا کہ زمین تو وقف قرار دی جائے اور جس نے جو مصرف بیان کیا اس کا حصہ اُس مصرف میں صرف کیا جائے اور قاضی اُن میں سے جس کو چاہے متولی مقرر کردے اور اگر ان ورثہ میں کوئی نابالغ یا غائب ہے تو جب تک بالغ نہ ہو یا حاضر نہ ہو اُسکے حصہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔(27)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص کے قبضہ میں مکان ہے اُس پر کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان مع زمین کے میرا ہے قابض نے

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الثانی، ج ۲، ص ۴۳۴۔

(22) المرجع السابق

(23) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج ۲، ص ۳۲۶۔

(24) جس میں کسی قسم کی کوئی تعلیق یعنی مرنے وغیرہ کی کوئی قید نہ ہو اسے وقف صحیح تمام کہتے ہیں۔

(25) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج ۲، ص ۳۲۶۔

(26) المرجع السابق۔

(27) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی دعوی الوقف والشھادۃ، ج ۲، ص ۳۲۶۔

جواب میں کہا یہ مکان فلاں مسجد پر وقف ہے مگر مدعی نے گواہوں سے اپنی مِلک ثابت کردی قاضی نے اُسکے موافق فیصلہ دیدیا اور دفتر میں لکھ دیا اس کے بعد مدعی یہ اقرار کرتا ہے کہ زمین وقف ہے اور صرف عمارت میری ہے تو دعویٰ بھی باطل ہوگیا اور فیصلہ بھی اور قاضی کی تحریر بھی یعنی پورا مکان مع زمین وقف ہی قرار پائے گا۔(28)

مسئلہ ۲۵: دو جائدادیں ہیں ایک جائداد جس کے قبضہ میں ہے موجود ہے اور دوسری جس کے قبضہ میں ہے یہ غائب ہے جو شخص موجود ہے اُس پر کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ دونوں جائدادیں میرے دادا کی ہیں کہ اُس نے اپنی اولاد پر نسلاً بعد نسل وقف کی ہے اگر گواہوں سے یہ ثابت ہوا کہ دونوں جائدادیں واقف کی تھیں اور دونوں کو ایک ساتھ وقف کیا اور دونوں ایک ہی وقف ہے تو قاضی دونوں جائدادوں کے وقف کا فیصلہ دے گا اور اگر گواہوں نے ان کا دو ۲ وقف ہونا بیان کیا تو جو موجود ہے اُسکے مقابل فیصلہ ہوگا اور اُس کے پاس جو جائداد ہے وقف قرار پائے گی اور غائب کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوگا آنے پر ہوگا۔(29)

مسئلہ ۲۶: دومنزلہ مکان مسجد سے متصل ہے مسجد میں جو صف بندھتی ہے وہ نیچے والی منزل میں متصلاً چلی آتی ہے اور نیچے والی منزل میں گرمی جاڑوں میں نماز بھی پڑھی جاتی ہے اب اہل مسجد اور مکان والوں میں اختلاف ہوا مکان والے کہتے ہیں کہ یہ مکان ہمیں میراث میں ملا ہے تو انھیں کا قول معتبر ہے۔(30)

مسئلہ ۲۷: گواہوں نے گواہی دی کہ اس مکان میں جو کچھ اس کا حصہ تھا یا جو کچھ اسے اپنے باپ کے ترکہ سے ملا تھا وقف کردیا مگر گواہوں کو یہ نہیں معلوم کہ حصہ کتنا ہے یا ترکہ میں کتنا ملا ہے جب بھی شہادت مقبول ہے اور اگر واقف کے مقابل میں گواہوں نے بیان کیا کہ اس نے وقف کرنے کا اقرار کیا اور ہم کو نہیں معلوم کہ وہ کونسا مکان یا زمین ہے تو قاضی واقف کو مجبور کریگا کہ جائدادِ موقوفہ (وقف کی ہوئی جائداد) کو بیان کرے جو وہ بیان کردے وہی وقف ہے۔(31)

مسئلہ ۲۸: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے یہ زمین مساکین پر وقف کردی ہے وہ انکار کرتا ہے مدعی نے اقرار کے گواہ پیش کیے تو گواہی مقبول ہے اور وقف صحیح ہے اور اُسکے ہاتھ سے زمین نکال لی جائے گی۔(32)

---

(28) المرجع السابق۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، ج۲، ص ۴۳۲۔

(30) المرجع السابق۔

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، ج۲، ص ۴۳۵۔

(32) المرجع السابق، ص ۴۳۷۔

مسئلہ ۲۹: کسی شخص نے مسجد بنائی یا اپنی زمین کو قبرستان یا مسافر خانہ بنایا ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ زمین میری ہے اور بانی (بنانے والا) کہیں چلا گیا ہے موجود نہیں ہے تو اگر بعض اہل مسجد کے مقابل میں فیصلہ ہوگیا تو سب کے مقابل میں ہوگیا اور مسافر خانہ کے لیے یہ ضرور ہے کہ بانی یا نائب کے مقابل میں فیصلہ ہو اُنکی عدم موجودگی میں کچھ نہیں کیا جا سکتا۔(33)

مسئلہ ۳۰: وقف کے بعض مستحقین دعویٰ میں سب کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یعنی ایک کے مقابل میں جو فیصلہ ہوگا وہی سب کے مقابل میں نافذ ہوگا یہ جب کہ اصل وقف ثابت ہو۔ یوہیں بعض وارث جمیع ورثہ کے قائم مقام ہیں یعنی اگر میت پر یا میت کی طرف سے دعویٰ ہو تو ایک وارث پر یا ایک وارث کا دعویٰ کرنا کافی ہے۔ یوہیں اگر مدیون کا دیوالیا ہونا ایک قرض خواہ کے مقابل میں ثابت ہوا تو یہ سبھی کے مقابل ثبوت ہوگیا کہ دوسرے قرض خواہ بھی اسے قید نہیں کرا سکتے۔

مسئلہ ۳۱: مسجد پر قرآن مجید وقف کیا کہ مسجد والے یا محلہ والے تلاوت کریں گے اور خود اسی مسجد والے وقف کی گواہی دیتے ہیں تو یہ گواہی مقبول ہے۔(34)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کے ہاتھ میں زمین ہے وہ کہتا ہے یہ فلاں کی ہے کہ اُس نے فلاں کام کے لیے وقف کی ہے اور اُس کے ورثہ کہتے ہیں اسکو ہم پر اور ہماری نسل پر وقف کی ہے اور جب ہماری نسل نہیں رہے گی اُس وقت فقرا اور مساکین پر صَرف ہوگی اور قاضی سابق کے دفتر میں کوئی ایسی تحریر بھی نہیں ہے جس سے اوقاف کے مصارف معلوم ہوسکیں تو اس وقت ورثہ کا قول معتبر ہوگا۔(35)

❁❁❁❁❁

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۳۸.

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السادس فی الدعوی والشھادۃ، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۳۷.

(35) المرجع السابق، ص ۴۳۹.

وقف نامہ وغیرہ دستاویز کے مسائل

مسئلہ ۳۳: زمین وقف کی اور وقف نامہ بھی تحریر کیا جس پر لوگوں کی گواہیاں بھی کرائیں مگر حدود کے لکھنے میں غلطی ہوگئی دو حدیں ٹھیک ہیں اور دو غلط تو جس جانب میں غلطی ہوئی ہے وہ حدیں اُودھر اگر موجود ہیں مگر اس زمین اور اُس حد کے درمیان دوسرے کی زمین، مکان، کھیت وغیرہ ہے تو وقف جائز ہے اور اسکی جتنی زمین ہے وہی وقف ہوگی اور اگر اُس طرف وہ چیز ہی نہیں جس کو حدود میں ذکر کیا ہے نہ متصل اور نہ فاصلہ پر تو وقف صحیح نہیں ہاں اگر یہ جائداد اتنی مشہور ہے کہ حدود ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی تو اب وقف صحیح ہے۔(1)

مسئلہ ۳۴: جائداد وقف کی اور وقف نامہ لکھودیا اور جو کچھ وقف نامہ میں لکھا ہے اس پر گواہیاں بھی کرائیں مگر وہ واقف اب کہتا ہے کہ میں نے تو یوں وقف کیا تھا کہ مجھے بیع کرنے کا اختیار ہوگا مگر کاتب نے اِس شرط کو نہیں لکھا اور مجھے یہ نہیں معلوم کہ وقف نامہ میں کیا لکھا ہے اگر وقف نامہ ایسی زبان میں لکھا ہے جس کو واقف جانتا ہے اور پڑھ کر اُسے سُنایا گیا ہے اور اُس نے تمام مضمون کا اقرار کیا ہے تو وقف صحیح ہے اور اُس کا قول باطل اور اگر وقف نامہ کی زبان نہیں جانتا اور گواہوں سے یہ ثابت نہیں کہ ترجمہ کر کے اُسے سُنایا گیا تو واقف کا قول معتبر ہے اور وقف صحیح نہیں، گواہ یہ کہتے ہیں کہ اسے ترجمہ کر کے پورا وقف نامہ سُنایا گیا اور اس نے تمام مضمون کا اقرار کیا اور ہم کو گواہ بنایا جب بھی وقف صحیح ہے۔(2)

مسئلہ ۳۵: ایک شخص نے یہ چاہا کہ اپنی کل جائداد جو اس موضع میں ہے سب کو وقف کردے اور کاتب سے مرض میں وقف نامہ لکھنے کو کہا کاتب نے دستاویز میں بعض ٹکڑے بھول کر نہیں لکھے اور یہ وقف نامہ پڑھ کر سُنایا کہ فلاں بن فلاں نے اپنے فلاں موضع کے تمام ٹکڑے وقف کردیے جن کی تفصیل یہ ہے اور جو ٹکڑا لکھنا بھول گیا تھا اُسے سُنایا بھی نہیں اور واقف نے تمام مضمون کا اقرار کیا تو اگر واقف نے صحت میں یہ خبر دی تھی کہ جو کچھ اس موضع میں اُس کا حصہ ہے سب کو وقف کرنے کا ارادہ ہے تو سب وقف ہوگئے اور اگر واقف کا انتقال ہوگیا مگر انتقال سے پہلے اُس نے بتایا کہ میرا یہ ارادہ ہے تو جو کچھ اُس نے کہا ہے اُسی کا اعتبار ہے۔(3)

---

(1) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصک الوقف، ج۲، ص۳۲۷.

(2) الفتاویٰ الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصک الوقف، ج۲، ص۳۲۷.

(3) المرجع السابق.

مسئلہ ۳۶: ایک عورت سے محلہ والوں نے یہ کہا کہ تو اپنا مکان مسجد پر وقف کردے اور یہ شرط کردے کہ اگر تجھے ضرورت ہوگی تو اُسے بیچ ڈالے گی عورت نے منظور کیا اور وقف نامہ لکھا گیا مگر اُس میں یہ شرط نہیں لکھی اور عورت سے کہا کہ وقف نامہ لکھوادیا اگر وقف نامہ اُسے پڑھ کر سنایا گیا اور وقف نامہ کی تحریر عورت سمجھتی ہے اُس نے سُن کر اقرار کیا تو وقف صحیح ہے اور اگر اُسے سنایا ہی نہیں یا وقف نامہ کی زبان ہی نہیں سمجھتی تو وقف درست نہیں۔(4)

مسئلہ ۳۷: تولیت نامہ (وقف کے متولی کے متعلق دستاویز) یا وصایت نامہ (وصیت نامہ) کسی کے نام لکھا گیا اور اُس میں یہ نہیں لکھا گیا کہ کس کی جانب سے اسکو متولی یا وصی کیا گیا تو یہ دستاویز بیکار ہے کیونکہ قاضی کی جانب سے متولی مقرر ہو تو اُسکے احکام جدا ہیں اور واقف نے جس کو متولی مقرر کیا ہو اُسکے احکام علیٰحدہ ہیں۔ یوہیں باپ کی طرف سے وصی ہے یا قاضی کی طرف سے یا ماں دادا وغیرہ نے مقرر کیا ہے کہ ان کے احکام مختلف ہیں لہٰذا یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ کس نے متولی یا وصی کیا ہے کہ یہ معلوم نہ ہوگا تو کس طرح عمل کریں گے۔ اور اگر یہ تصریح کردی ہے کہ قاضی نے متولی یا وصی مقرر کیا ہے مگر اُس قاضی کا نام نہیں تو دستاویز صحیح ہے کہ اولاً تو اسکی ضرورت ہی نہیں کہ قاضی کا نام معلوم کیا جائے اور اگر جاننا چاہو تو تاریخ سے معلوم کرسکتے ہو کہ اُس وقت قاضی کون تھا۔(5)

مسئلہ ۳۸: ایک جائداد اشخاص معلومین (معلوم کی جمع) پر وقف ہے اسکے متولی سے ایک شخص نے زمین اجارہ پر لی اور کرایہ نامہ لکھا گیا اس میں مستاجر (اجرت پر لینے والا) اور متولی (مال وقف کا انتظام سنبھالنے والا) کا نام لکھا گیا کہ فلاں بن فلاں جو فلاں وقف کا متولی ہے مگر اس میں واقف کا نام نہیں لکھا، جب بھی کرایہ نامہ صحیح ہے۔(6)

❁❁❁❁❁

(4) المرجع السابق۔

(5) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصک الوقف، ج۲،ص۳۲۷۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب السابع فی المسائل التی تتعلق بالصدق، ج۲،ص۴۴۱۔

(6) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فیما یتعلق بصک الوقف، ج۲،ص۳۲۷۔

وقف اقرار کے مسائل

مسئلہ ۳۹: جو زمین اس کے قبضہ میں ہے اُوسکی نسبت یہ کہا کہ وقف ہے تو یہ کلام وقف کا اقرار ہے اور وہ زمین وقف قرار پائے گی مگر اسکے کہنے سے وقف کی ابتدا نہ ہوگی تاکہ وقف کے تمام شرائط اس وقت درکار ہوں۔(1)

مسئلہ ۴۰: جو زمین اسکے قبضہ میں ہے اُسکے وقف ہونے کا اقرار کیا مگر نہ تو واقف کا ذکر کیا کہ کس نے وقف کیا نہ مستحقین کو بتایا کہ کس پر خرچ ہوگی جب بھی اقرار صحیح ہے اور یہ زمین فقرا پر وقف قرار دی جائے گی اور اسکا واقف نہ مقر کو (اقرار کرنے والے کو) قرار دیں گے اور نہ دوسرے کو ہاں اگر گواہوں سے ثابت ہو کہ اقرار سے پہلے یہ زمین خود اسی مقر کی تھی تو اب یہی واقف قرار پائے گا اور یہی متولی ہوگا کہ فقرا پر آمدنی تقسیم کریگا مگر اسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو اپنے بعد متولی قرار دے۔(2)

مسئلہ ۴۱: وقف کا اقرار کیا اور واقف کا بھی نام بتایا مگر مستحقین کو ذکر نہ کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین میرے باپ کی صدقہ موقوفہ ہے اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہے، اگر اس کے باپ پر دین ہے تو یہ اقرار صحیح نہیں، زمین دَین میں بیع کر دی جائے گی اور اگر اسکے باپ نے کوئی وصیت کی ہے تو تہائی میں وصیت نافذ ہوگی اسکے بعد جو کچھ بچے وہ وقف ہے کہ اُسکی آمدنی فقرا پر صرف ہوگی یہ اُس صورت میں ہے کہ اسکے سوا کوئی دوسرا وارث نہ ہو اور اگر دوسرا وارث ہے جو وقف سے انکار کرتا ہے تو وہ اپنا حصہ لیگا اور جو چاہے کریگا۔(3)

مسئلہ ۴۲: جو زمین قبضہ میں ہے اُسکی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلاں فلاں لوگوں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام لیے اسکے بعد دوسرے لوگوں پر وقف بتاتا ہے یا اُنھیں لوگوں میں کمی بیشی کرتا ہے تو اس پچھلی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا پہلی ہی پر عمل ہوگا اور اگر یہ کہہ کر کہ یہ زمین وقف ہے سکوت کیا پھر سکوت (خاموشی) کے بعد کہا کہ فلاں فلاں پر وقف ہے یعنی چند شخصوں کے نام ذکر کیے تو یہ پچھلی بات بھی معتبر ہوگی یعنی جن لوگوں کے نام لیے اُن کو آمدنی ملے

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج ۲، ص ۴۴۲.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج ۲، ص ۴۴۲.

(3) الفتاوی الخانیۃ

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج ۲، ص ۴۴۲.

گی۔(4)

مسئلہ ۴۳: وقف کی اضافت کسی دوسرے شخص کی طرف کرتا ہے کہتا ہے کہ فلاں نے یہ زمین وقف کی ہے اگر وہ کوئی معروف شخص ہے اور زندہ ہے تو اُس سے دریافت کریں گے، اگر وہ اسکی تصدیق کرتا ہے تو دونوں کے تصادق (سچائی) سے سب کچھ ثابت ہوگیا اور اگر وہ یہ کہتا ہے کہ ملک تو میری ہے مگر وقف میں نے نہیں کیا ہے تو ملک دونوں کے تصادق سے ثابت ہوئی اور وقف ثابت نہ ہوا اور اگر وہ شخص مرگیا ہے تو اُسکے ورثہ سے دریافت کریں گے اگر سب اُسکی تصدیق کرتے ہیں یا سب تکذیب کرتے ہیں تو جیسا کہتے ہیں اُسکے موافق کیا جائے اور اگر بعض ورثہ وقف مانتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں تو جو وقف کہتا ہے اُس کا حصہ وقف ہے اور جو انکار کرتا ہے اُس کا حصہ وقف نہیں۔(5)

مسئلہ ۴۴: واقف کو اقرار میں ذکر نہیں کیا مگر مستحقین کا ذکر کیا مثلاً کہتا ہے یہ زمین مجھ پر اور میری اولاد ونسل پر وقف ہے تو اقرار مقبول ہے اور یہی اس کا متولی ہوگا پھر اگر کسی نے اِس پر دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے اور اُسی مقرِ اول نے تصدیق کی تو خود اسکے اپنے حصہ میں تصدیق کا اثر ہوسکتا ہے اور اولاد ونسل کے حصوں میں تصدیق نہیں کرسکتا۔(6)

مسئلہ ۴۵: اقرار کیا کہ یہ زمین فلاں کام پر وقف ہے اس کے بعد پھر کوئی دوسرا کام بتایا کہ اس پر وقف ہے تو پہلے جو کہا اُسی کا اعتبار ہے۔(7)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص نے وقف کا اقرار کیا کہ جو زمین میرے قبضہ میں ہے وقف ہے اقرار کے بعد مرگیا اور وارث کے علم میں یہ ہے کہ یہ اقرار غلط ہے اس بنا پر عدمِ وقف کا (وقف نہ ہونے کا) دعویٰ کرتا ہے یہ دعویٰ مسموع (قابلِ سماعت) نہیں۔(8)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص کے قبضہ میں زمین ہے، اُسکے متعلق دو گواہ گواہی دیتے ہیں کہ اُس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص اور اُسکی اولاد ونسل پر وقف ہے اور دو شخص دوسرے گواہی دیتے ہیں کہ اُس نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص (ایک دوسرے کا نام لیا) اور اُسکی اولاد ونسل پر وقف ہے اس صورت میں اگر معلوم ہو کہ پہلا اقرار کونسا ہے اور دوسرا کونسا تو

---

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی رجل یقر بارض فی یدہ، ج ۲، ص ۳۱۲-۳۱۳۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج ۲، ص ۴۴۳۔

(6) المرجع السابق۔

(7) المرجع السابق، ص ۴۴۴۔

(8) الدر المختار، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۶۱۱۔

پہلا صحیح ہے اور دوسرا باطل اور اگر معلوم نہ ہو کہ کون پہلے ہے کون پیچھے تو دونوں فریق پر آدھی آدھی آمدنی تقسیم کردیں۔(9)

مسئلہ ۴۸: کسی دوسرے کی زمین کے لیے کہا کہ یہ صدقہ موقوفہ ہے اسکے بعد اُس زمین کا یہی شخص مالک ہوگیا تو وقف ہوگئی۔(10)

مسئلہ ۴۹: ایک شخص نے اپنی جائداد زید اور زید کی اولاد اور زید کی نسل پر وقف کی اور جب اس نسل سے کوئی نہیں رہے گا تو فقرا و مساکین پر وقف ہے اور زید یہ کہتا ہے کہ یہ وقف مجھ پر اور میری اولا د و نسل پر اور عمرو پر ہے یعنی زید نے عمرو کا اضافہ کیا تو اولاً زید و اولادِ زید پر آمدنی تقسیم ہوگی پھر زید کو جو کچھ ملا اس میں عمرو کو شریک کریں گے، اولاد زید کے حصوں سے عمرو کو کوئی تعلق نہیں ہوگا اور یہ بھی اُس وقت تک ہے جب تک زید زندہ ہے اُسکے انتقال کے بعد عمرو کو کچھ نہیں ملے گا کہ عمرو کو جو کچھ ملتا تھا وہ زید کے اقرار کی وجہ سے اُسکے حصہ سے ملتا تھا اور جب زید مرگیا اُسکا اقرار و حصہ سب ختم ہوگیا۔(11)

مسئلہ ۵۰: ایک شخص کے قبضہ میں زمین یا مکان ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے قابض نے (قبضہ کرنے والے نے) جواب میں کہا کہ یہ تو فلاں شخص نے مساکین پر وقف کیا ہے اور میرے قبضہ میں دیا ہے۔ اِس اقرار کی بنا پر وقف کا حکم تو ہوجائے گا مگر مدعی کا دعویٰ اوس پر بدستور باقی ہے یہاں تک کہ مدعی کی خواہش پر مدعی علیہ سے قاضی حلف لے گا اگر حلف سے نکول (قسم سے انکار) کریگا تو زمین کی قیمت اس سے مدعی کو دلائی جائے گی اور جائداد وقف رہے گی۔(12)

مسئلہ ۵۱: جس کے قبضہ میں مکان ہے اُس نے کہا کہ ایک مسلمان نے اس کو امور خیر پر وقف کیا ہے اور مجھ کو اس کا متولی کیا ہے تھوڑے دنوں کے بعد ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مکان میرا تھا میں نے ان امور پر اسکو وقف کیا تھا اور تیری نگرانی میں دیا تھا اور چاہتا یہ ہے کہ مکان اپنے قبضہ میں کرے تو اگر پہلا شخص اسکی تصدیق کرتا ہے کہ واقف یہی ہے تو قبضہ کرسکتا ہے۔(13)

---

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی رجل یقر بارض فی یدہ انہا وقف، ج۲، ص ۳۱۳۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج۲، ص ۴۴۴۔

(11) المرجع السابق، ص ۴۴۵۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج۲، ص ۴۴۵۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الثامن فی الاقرار، ج۲، ص ۴۴۶۔

مسئلہ ۵۲: ایک شخص نے مکان یا زمین وقف کر کے کسی کی نگرانی میں دے دیا اور یہ نگران انکار کرتا ہے کہتا ہے کہ اُس نے مجھے نہیں دیا ہے تو غاصب (غصب کرنے والا) ہے اسکے ہاتھ سے وقف کو ضرور نکال لیا جائے اور اگر اس میں کچھ نقصان پہنچایا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔(14)

مسئلہ ۵۳: وقفی زمین کو غصب کیا اور اس میں درخت وغیرہ بھی تھے اور غاصب اس کو واپس کرنا چاہتا ہے تو درختوں کی آمدنی بھی واپس کرنی پڑیگی اگر وہ بعینہٖ (یعنی وہی آمدنی جو حاصل ہوئی) موجود ہے اور خرچ ہوگئی ہے تو اسکا تاوان دے۔ اور غاصب سے واپس کرنے میں جو کچھ منافع یا ان کا تاوان لیا جائے وہ اُن لوگوں پر تقسیم کر دیا جائے جن پر وقف کی آمدنی صرف ہوتی ہے اور خود وقف میں کچھ نقصان پہنچایا اور اسکا تاوان لیا گیا تو یہ تقسیم نہیں کریں گے بلکہ خود وقف کی درستی میں صرف کریں۔(15)

❁❁❁❁❁

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، ج۲،ص ۴۴۷۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، ج۲،ص ۴۴۹، وغیرہ۔

وقف مریض کا بیان

مسئلہ ۱: مرض الموت میں اپنے اموال کی ایک تہائی وقف کرسکتا ہے اسکو کوئی روک نہیں سکتا۔ تہائی سے زیادہ کا وقف کیا اور اسکا کوئی وارث نہیں تو جتنا وقف کیا سب جائز ہے اور وارث ہو تو ورثہ کی اجازت پر موقوف ہے اگر ورثہ جائز کردیں تو جو کچھ وقف کیا سب صحیح و نافذ ہے اور ورثہ انکار کریں تو ایک تہائی کی قدر کا وقف درست ہے اس سے زیادہ کا باطل اور اگر ورثہ میں اختلاف ہوا بعض نے وقف کو جائز رکھا اور بعض نے رد کردیا تو ایک تہائی وقف ہے اور اس سے زیادہ میں جس نے جائز رکھا اُس کا حصہ وقف ہے اور جس نے رد کردیا اُس کا حصہ وقف نہیں، مثلاً ایک شخص کی نو بیگھہ(1) زمین تھی اور کل وقف کردی، اُسکے تین لڑکے ہیں ایک لڑکا باپ کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور دو نے رد کردیا تو پانچ بیگھے وقف کے ہوئے اور چار بیگھے دو لڑکوں کو ترکہ میں ملیں گے کہ تین بیگھے تو تہائی کی وجہ سے وقف ہوئے اور دو بیگھے اُس لڑکے کے حصہ کے جس نے جائز رکھا ہے اور اگر اس صورت میں چھ بیگھے وقف کرے تو چار بیگھے وقف ہونگے۔(2)

مسئلہ ۲: مریض نے وقف کیا تھا ورثہ نے جائز نہیں رکھا اس وجہ سے ایک تہائی میں قاضی نے وقف کو جائز کیا اور دو تہائی میں باطل کردیا اسکے بعد واقف کے کسی اور مال کا پتہ چلا کہ یہ کل جائداد جس کو وقف کیا ہے اُسکی تہائی کے اندر ہے تو اگر وہ دو تہائیاں جو ورثہ کو دی گئی تھیں ورثہ کے پاس موجود ہوں تو کل وقف ہے اور اگر وارثوں نے بیع کرڈالی ہے تو بیع درست ہے مگر اتنی ہی قیمت کی دوسری جائداد خرید کر وقف کردی جائے۔(3)

مسئلہ ۳: مریض نے اپنی کل جائداد وقف کردی اور اُسکی وارث صرف زوجہ ہے اگر اس نے وقف کو جائز کردیا جب تو کل جائداد وقف ہے ورنہ کل مال کا چھٹا حصہ زوجہ پائیگی باقی پانچ حصے وقف ہیں۔(4)

مسئلہ ۴: مریض پر اتنا دین ہے کہ اُسکی تمام جائداد کو گھیرے ہوئے ہے اس نے اپنی جائداد وقف کردی تو وقف صحیح نہیں بلکہ تمام جائداد بیچ کر دین ادا کیا جائے گا اور تندرست پر ایسا دین ہوتا تو وقف صحیح ہوتا مگر جبکہ حاکم کی طرف

---

(1) بیگھہ زمین کا ایک ناپ ہے جو چار کنال یا اسی مرلے کا ہوتا ہے۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی مرض الموت، ج۶، ص۶۰۷-۶۰۸۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المریض، ج۲، ص۴۵۱۔

والفتاوی الخانیۃ، کتاب الوقف، فصل فی وقف المریض، ج۲، ص۳۱۲۔

(4) البحرالرائق، کتاب الوقف، ج۵، ص۳۲۶-۳۲۷۔

سے اُسکے تصرفات (لین، دین وغیرہ کے اختیارات) روک دیئے ہوں تو اس کا وقف بھی صحیح نہیں۔(5)

مسئلہ ۵: راہن نے جائداد مرہونہ وقف کر دی اگر اسکے پاس دوسرا مال ہے تو اُس سے دین ادا کرنے کا حکم دیا جائے گا اور وقف صحیح ہوگا اور دوسرا مال نہ ہو تو مرہون کو بیچ کر کے دین ادا کیا جائے گا اور وقف باطل ہے۔(6)

مسئلہ ٦: مریض نے ایک جائداد وقف کی جو تہائی کے اندر تھی مگر اُسکے مرنے سے پہلے مال ہلاک ہو گیا کہ اب تہائی سے زائد ہے یا مرنے کے بعد مال کی تقسیم ہو کر ورثہ کو نہیں ملا تھا کہ ہلاک ہو گیا تو اس کی ایک تہائی وقف ہوگی اور دو تہائیوں میں میراث جاری ہوگی۔(7)

مسئلہ ۷: مریض نے زمین وقف کی اور اس میں درخت ہیں جن میں واقف کے مرنے سے پہلے پھل آئے تو پھل وقف کے ہیں اور اگر جس دن وقف کیا تھا اُسی دن پھل موجود تھے تو یہ پھل وقف کے نہیں بلکہ میراث ہیں کہ ورثہ پر تقسیم ہو نگے۔(8)

مسئلہ ۸: مریض نے بیان کیا کہ میں وقف کا متولی تھا اور اُسکی اتنی آمدنی اپنے صرف میں لایا، لہٰذا یہ رقم میرے مال سے ادا کر دی جائے یا یہ کہا کہ میں نے اتنے سال کی زکاۃ نہیں دی ہے میری طرف سے زکاۃ ادا کی جائے اگر ورثہ اُسکی بات کی تصدیق کرتے ہوں تو وقف کا روپیہ جمیع (تمام) مال سے ادا کیا جائے یعنی وقف کا روپیہ ادا کرنے کے بعد کچھ بچے تو وارثوں کو ملے گا ورنہ نہیں اور زکاۃ تہائی مال سے ادا کی جائے یعنی اس سے زیادہ کے لیے وارث مجبور نہیں کیے جاسکتے اپنی خوشی سے کل مال ادائے زکاۃ میں صرف کر دیں تو کر سکتے ہیں اور اگر وارث اسکے کلام کی تکذیب کرتے (جھٹلاتے) ہیں کہتے ہیں اس نے غلط بیان کیا تو وقف اور زکاۃ دونوں میں تہائی مال دیا جائے گا مگر تکذیب کی صورت میں وقف کا متولی و منتظم وارثوں پر حلف دے گا کہ قسم کھائیں ہمیں نہیں معلوم ہے کہ جو کچھ مریض نے بیان کیا وہ سچ ہے اگر قسم کھالیں گے تہائی مال تک وقف کے لیے لیا جائے گا اور قسم سے انکار کریں تو وقف کا روپیہ جمیع مال سے لیا جائے گا اور زکاۃ بہر صورت ایک تہائی سے ادا کرنی ضروری ہے۔(9)

مسئلہ ۹: صحت میں وقف کیا تھا اور متولی کے سپرد کر دیا تھا مگر اُس کی آمدنی کو صرف کرنا اپنے اختیار میں رکھا تھا

---

(5) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج٦، ص٦٠٨.

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوقف، مطلب: الوقف فی مرض الموت، ج٦، ص٦٠٨.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المریض، ج٢، ص٤٥٣.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب العاشر فی وقف المریض، ج٢، ص٤٥٤.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج٢، ص٤٨٧-٤٨٨.

کہ جسے چاہے گا دے گا واقف نے مرتے وقت وصی سے یہ کہا کہ اسکی آمدنی کا پچاس روپیہ فلاں کو دینا اور سو روپیہ فلاں کو دینا اور وصی سے یہ بھی کہہ دیا کہ تم جو مناسب دیکھنا کرنا اور واقف مرگیا اور اُسکا ایک لڑکا تنگدست ہے تو بہ نسبت اوروں کے اس لڑکے کو دینا بہتر ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: اگر مرنے پر وقف کو معلق کیا ہے تو یہ وقف نہیں بلکہ وصیت ہے، لہٰذا مرنے سے قبل اس میں رجوع کرسکتا ہے اور ایک ہی ثلث (تہائی) میں جاری ہوگی۔(11) (واللہ تعالیٰ اَعْلَم)

وَعِلْمُہ جَلَّ مَجْدُہٗ اَتَم وَاَحْکَم

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عُفی عنہ، ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ

❁❁❁❁❁

(10) الفتاوی الہندیۃ، کتاب الوقف، الباب الرابع عشر فی المتفرقات، ج ۲، ص ۴۸۸۔

(11) الدرالمختار، کتاب الوقف، ج ۶، ص ۵۲۹-۵۳۴۔

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

فیضانِ شریعت

جلد یازدہم

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی

شارح

مولانا ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی

شارح

محمد ناصر الدین ناصر

باراول	.....	مئی 2017
پرنٹرز	.....	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	.....	النافع گرافکس
تعداد	.....	600/-
ناشر	.....	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	.....	=/ روپے

جلد یازدہم

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بکڈپو
۱۲۔گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

خیار شرط کا بیان

خیار رویت کا بیان

خیار عیب کا بیان

بیع فاسد کا بیان

سود کا بیان

خرید و فروخت کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خرید وفروخت کا بیان

وہ خالق عالَم (کائنات کو پیدا کرنے والا) جس کی قدرت کاملہ کا ادراک انسانی طاقت سے باہر ہے عرش سے فرش تک جدھر نظر کیجیے اُسی کی قدرت جلوہ گر ہے حیوانات ونباتات وجمادات اور تمام مخلوقات اُسی کے مظہر ہیں اُس نے اپنی مخلوقات میں انسان کے سر پر تاج کرامت وعزت رکھا اور اُس کو مدنی الطبع (معاشرتی زندگی کو پسند کرنے والا) بنایا کہ زندگی بسر کرنے میں یہ اپنے بنی نوع (اپنے جیسے لوگوں کا) کا محتاج ہے کیونکہ انسانی ضروریات اتنی زائد اور اُن کی تحصیل میں اتنی دُشواریاں ہیں کہ ہر شخص اگر اپنی تمام ضروریات کا تنہا متکفل (کفالت کرنے والا) ہونا چاہے غالباً عاجز ہوکر بیٹھ رہے گا اور اپنی زندگی کے ایام خوبی کے ساتھ گزار نہ سکے گا، لہٰذا اُس حکیم مطلق نے انسانی جماعت کو مختلف شعبوں اور متعدد قسموں پر منقسم (تقسیم) فرمایا کہ ہر ایک جماعت ایک ایک کام انجام دے اور سب کے مجموعہ سے ضروریات پوری ہوں۔ مثلاً کوئی کھیتی کرتا ہے کوئی کپڑا بُنتا ہے، کوئی دوسری دستکاری کرتا ہے، جس طرح کھیتی کرنے والوں کو کپڑے کی ضرورت ہے، کپڑا بننے والوں کو غلّہ کی حاجت ہے، نہ یہ اُس سے مُستغنی (بے پرواہ) نہ وہ اس سے بے نیاز، بلکہ ہر ایک کو دوسرے کی طرف احتیاج (حاجت) لہٰذا یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ اِس کی چیز اُس کے پاس جائے اور اُس کی اِس کے پاس آئے تاکہ سب کی حاجتیں پوری ہوں اور کاموں میں دُشواریاں نہ ہوں۔ یہاں سے معاملات کا سلسلہ شروع ہوا بیع وغیرہ ہر قسم کے معاملات وجود میں آئے۔ اسلام چونکہ مکمل دین ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ پر اس کا حکم نافذ ہے جہاں عبادات کے طریقے بتاتا ہے معاملات کے متعلق بھی پوری روشنی ڈالتا ہے تاکہ زندگی کا کوئی شعبہ تشنہ باقی نہ رہے اور مسلمان کسی عمل میں اسلام کے سوا دوسرے کا محتاج نہ رہے۔ جس طرح عبادات میں بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اسی طرح تحصیل مال کی بھی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض ناجائز اور حلال روزی کی تحصیل اس پر موقوف کہ جائز و ناجائز کو پہچانے اور جائز طریقے پر عمل کرے ناجائز سے دور بھاگے، قرآن مجید میں ناجائز طور پر مال حاصل کرنے کی سخت ممانعت آئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ

النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿۱۸۸﴾(1)

آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق مت کھاؤ اور حکام کے پاس ان کے معاملہ کو اس لیے نہ لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے ساتھ جانتے ہوئے کھا جاؤ۔

اور فرماتا ہے:

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ)(2)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو حرج نہیں۔

اور فرماتا ہے:

(یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴿۸۷﴾ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴿۸۸﴾(3)

---

(1) پ ۲، البقرۃ: ۱۸۸۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں باطل طور پر کسی کا مال کھانا حرام فرمایا گیا خواہ لوٹ کر یا چھین کر چوری سے یا جوئے سے یا حرام تماشوں یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کے بدلے یا رشوت یا جھوٹی گواہی یا چغل خوری سے یہ سب ممنوع وحرام ہے۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز فائدہ کے لئے کسی پر مقدمہ بنانا اور اس کو حکام تک لے جانا ناجائز وحرام ہے اسی طرح اپنے فائدہ کی غرض سے دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لئے حکام پر اثر ڈالنا رشوتیں دینا حرام ہے جو حکام رس لوگ ہیں وہ اس آیت کے حکم کو پیش نظر رکھیں حدیث شریف میں مسلمانوں کے ضرر پہنچانے والے پر لعنت آئی ہے۔

(2) پ ۵، النساء: ۲۹۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ چوری خیانت غصب۔ جوا، سود جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں سب کی مُمانعت ہے۔

(3) پ ۷، المائدۃ: ۸۷،۸۸۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ شانِ نزول: صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن کر ایک روز حضرت عثمان بن مظعون کے یہاں جمع ہوئی اور انہوں نے باہم ترکِ دنیا کا عہد کیا اور اس پر اتفاق کیا کہ وہ ٹاٹ پہنیں گے، ہمیشہ دن میں روزے رکھیں گے، شب عبادتِ الٰہی میں بیدار رہ کر گزارا کریں گے، بستر پر نہ ←

اے ایمان والو! اللہ نے جس چیز کو حلال کیا ہے اُن پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کہو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ حد سے گزرنے والوں کو اللہ دوست نہیں رکھتا اور اللہ نے جو تمھیں روزی دی اُن میں سے حلال طیّب کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

❁❁❁❁❁

لیٹیں گے، گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے، عورتوں سے جدا رہیں گے، خوشبو نہ لگائیں گے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں اس ارادہ سے روک دیا گیا۔ یعنی جس طرح حرام کو ترک کیا جاتا ہے اس طرح حلال چیزوں کو ترک نہ کرو اور نہ مبالغۃً کسی حلال چیز کو یہ کہو کہ ہم نے اس کو اپنے اوپر حرام کرلیا۔

کسب حلال کے فضائل

تحصیل مال (مال کمانے) کے ذرائع میں سے جس کی سب سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے (1) اور غالباً روزانہ جس

---

(1) کسب حلال کا ثواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے،

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

ترجمہ کنزالایمان: تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔ (پ 2، البقرۃ: 198)

اور فرماتا ہے،

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿10﴾

ترجمہ کنزالایمان: پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

(پ 28، الجمعہ: 10)

حضرتِ سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے فرمایا، کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا اور بے شک اللہ عزوجل کے نبی حضرتِ سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، رقم ۲۰۷۲، ج ۲، ص ۱۱)

ایک روایت میں ہے کہ بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے پاکیزہ کبھی کوئی کمائی نہیں کھائی اور آدمی اپنی جان، گھر والوں، بچوں اور اپنے خادم پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحث علی، رقم ۲۱۳۸، ج ۳، ص ۶)

حضرتِ سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا، کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟ فرمایا کہ بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔

(مستدرک، کتاب البیوع، باب لیس منا من غشنا، رقم ۲۲۰۳، ج ۲، ص ۳۰۱)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں سوال کیا گیا کہ کون سی کمائی افضل ہے؟ فرمایا کہ بندے کے اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر حلال کمائی۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ای کسب اطیب، رقم ۶۲۱۲، ج ۴، ص ۱۰۲)

حضرتِ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک اللہ عزوجل پیشہ ور مؤمن کو پسند فرماتا ہے۔

(المعجم الاوسط، باب میم، رقم ۸۹۳۴، ج ۶، ص ۳۲۷) ←

سے سابقہ پڑتا ہے وہ خرید وفروخت ہے۔کتاب کے اس حصے میں اسی کے مسائل بیان ہونگے۔مگر اس سے قبل کہ فقہی

حضرتِ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو اپنے ہاتھ کے کام سے تھک کر شام کرتا ہے وہ مغفرت یافتہ ہو کر شام کرتا ہے۔
(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب نوم الصباح، رقم ۶۲۳۸، ج ۴ ص ۱۰۸)

حضرتِ سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے قریب سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس کو دیکھ کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کاش اس کا یہ حال اللہ عزوجل کی راہ میں ہوتا۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اپنے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو یہ اللہ عزوجل کی راہ میں ہے اور اگر یہ دکھاوے اور بڑائی کے اظہار کے لئے نکلا ہے تو یہ شیطان کی راہ میں ہے۔(المعجم الکبیر، رقم ۲۸۲، ج ۱۹، ص ۱۲۹)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدْری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے حلال مال کمایا پھر اسے خود کھایا یا اس کمائی سے لباس پہنا اور اللہ عزوجل کی دیگر مخلوق کو کھلایا اور پہنایا تو اس کا یہ عمل اس کی زکوۃ ہے۔
(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرضاع، باب النفقۃ، رقم ۴۲۲۲، ج ۶، ص ۲۱۸)

حضرتِ سیدنا ابوسَعِید خُدْری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جس نے حلال مال کمایا اور سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت میں آج کل ایسے لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔فرمایا کہ میرے بعد کے زمانوں میں بھی ہوں گے۔(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب (۱۲۵) رقم ۲۵۲۸، ج ۴، ص ۲۳۳)

حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ آیت کریمہ پڑھی گئی،

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا

ترجمہ کنزالایمان: اے لوگو! کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔(پ 2، البقرۃ:168)

تو حضرتِ سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے لئے اللہ عزوجل سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اے سعد! اپنی غذا کو پاکیزہ کرلو مستجاب الدعوات ہوجاؤ گے،اس ذات پاک کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے بیشک بندہ جب حرام کا ایک لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا ہو جہنم کی آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔(المعجم الاوسط، باب میم، رقم ۶۴۹۵، ج ۵، ص ۳۴)

امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں سے حلال طریقہ سے کمایا اور اسے کارِ ثواب میں خرچ کرے اللہ عزوجل اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں ←

مسائل کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ تجارت کی فضیلت میں جو احادیث وارد ہیں، ان میں سے چند حدیثوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

❁❁❁❁❁

حرام طریقہ سے کمایا اور اسے ناحق خرچ کیا اللہ عزوجل اس کے لئے ذلت وحقارت کے گھر کو حلال کردے گا اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں خیانت کرنے والے بہت سے لوگوں کے لئے قیامت کے دن جہنم ہوگی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا

ترجمۂ کنزالایمان: جب کبھی بجھنے پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔(پ 15، بنی اسرائیل: 97)

(شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، رقم ۵۵۲۷، ج۴، ص۳۹۶)

احادیث

حدیث (۱): صحیح بخاری شریف میں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کر کے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کے نبی داود علیہ الصلاۃ والسلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے۔(1)

حدیث (۲): صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بھی اُسی کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا اُس نے رسولوں سے فرمایا: (یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا)(2) اے رسولو! پاک چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ اور مؤمنین سے فرمایا: (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ)(3) اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا اُن میں پاک چیزوں سے کھاؤ۔ پھر بیان فرمایا: کہ ایک شخص طویل سفر کرتا ہے جس کے بال پریشان (بکھرے ہوئے) ہیں اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اُس کی حالت ایسی ہے کہ جو دُعا کرے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر یارب یارب کہتا ہے (دُعا کرتا ہے) مگر حالت یہ ہے کہ اُس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور غذا حرام پھر اُس کی دُعا کیونکر مقبول

---

(1) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب کسب الرجل... إلخ، الحدیث: ۲۰۷۲، ج۲، ص۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی دانہ بیچتے اور خریدتے قرض لیتے دیتے وقت ناپ تول کرلیا کروتا کہ کمی بیشی نہ ہو اور تمہارے ذمے دوسروں کا اور دوسرے کے ذمے تمہارا حق نہ رہے یا جب بال بچوں کے لیے کھانا پکانے لگو تو وزن کر کے پکاؤ تاکہ کم نہ پڑے اور نہ کھانا فالتو بچے، یہ حکم استحبابی ہے۔

۲۔ یہ عمل بہت مجرب ہے کہ جب بازار سے کچھ آوے تو ناپ تول کر کے رکھی جائے ان شاء اللہ بہت ہی برکت ہوگی، ہاں خیرات کرتے وقت یا توکل کے موقعہ پر ناپ تول نہ کرے لہذا جن احادیث میں ہے کہ بعض صحابہ کرام کو حضور انور نے کچھ جو عطا فرمائے جس سے وہ برسوں کھاتے رہے جب اتفاقًا تول لیے تو ختم ہوگئے، وہ حدیث اس کے خلاف نہیں وہاں توکل کی تعلیم تھی، یوں ہی فطرہ تول کر خیرات کرے کہ وہاں اداءِ واجب وزن سے متعلق ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۶، ص۴۸)

(2) پ۱۸، المؤمنون: ۵۱۔

(3) پ۲، البقرۃ: ۱۷۲۔

ہو(4) (یعنی اگر قبول کی خواہش ہو تو کسب حلال اختیار کرو کہ بغیر اس کے قبول دُعا کے اسباب بیکار ہیں)۔

(4) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ... إلخ، الحدیث: ۶۵۔(۱۰۱۵)، ص۵۰۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی رب تعالٰی بے عیب ہے اور بے عیب صدقات اور نقصانات سے خالی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔

۲؎ یعنی کسب حلال و طلب معاش ایسا مبارک مشغلہ ہے جس میں رب تعالٰی نے انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور عوام کو جمع فرمادیا ہے لہذا یہ حکم خداوندی بھی ہے سنت مصطفوی بھی اور سنت انبیاء بھی اس لیے کسب حلال سنت سمجھ کر کرنا چاہیے، اس میں دنیا کی عزت بھی ہے آخرت کی سرخروئی بھی۔

۳؎ یا تو میثاق کے دن رب تعالٰی نے نبیوں سے یہ خطاب بیک وقت فرمایا تھا یا ہر نبی سے ان کے زمانہ میں یہ خطاب ہوا جو قرآن کریم میں نقل فرمایا گیا اور حضور انور کو سنایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ رہبانیت اور ترک دنیا نہ اسلام میں ہے نہ پہلے کسی نبی کے دین میں تھی۔ چنانچہ انبیائے کرام نے مختلف پیشے اختیار کئے کسی نے چندوں یا سوال پر زندگی نہ گزاری سوائے مرزا قادیانی کے۔ آدم علیہ الصلوۃ والسلام اولاً کپڑا سازی پھر کھیتی باڑی کرتے تھے، نوح علیہ السلام لکڑی کا پیشہ، ادریس علیہ السلام درزی گری، ہود و صالح علیہما السلام تجارت، ابراہیم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے، شعیب علیہ السلام جانور پالتے تھے، لوط علیہ السلام کھیتی باڑی، موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرانا، داؤد علیہ السلام زرہ بناتے، سلیمان علیہ السلام اتنے بڑے ملک کے مالک ہو کر پنکھے اور زنبیلیں بنا کر گزارہ کرتے تھے، عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ سیاحی کرتے تھے، ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاً تجارت پھر جہاد کئے۔ (اسلامی زندگی)

۴؎ طیب خبیث کی ضد ہے، حلال، پاک، لطیف، پسندیدہ، شرعی چیز طیب ہے، اللہ تعالٰی طیب ہے کہ خبیث چیزیں ناپسند کرتا ہے تمام صفات غیر کمالیہ سے بری و پاک ہے، مسلمانوں کو حکم دیا کہ ظاہری و باطنی نجاست سے دور رہیں نیک اعمال کریں، چیزیں انسان کے لیے ہیں اور انسان رحمان کے لیے۔

۵؎ یعنی بچپن سے ہی حرام میں پلا اور جوان ہو کر حرام کمائی ہی کی جس سے غذا لباس حرام کا رہا۔

۶؎ یہاں روئے سخن یا حرام خور حاجی یا غازی کی طرف ہے یعنی حرام کمائی سے حج یا غزوہ کرنے گیا، پراگندا حال پریشان حال رہا، کعبہ معظمہ یا میدان جہاد میں دعائیں مانگیں مگر قبول نہ ہوئیں کہ روزی حرام تھی جب ایسے حاجی و غازی کی دعا بھی قبول نہیں تو دوسروں کا کیا کہنا۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ دعاء کے دو بازو یعنی پر ہیں: اکل حلال، صدق مقال اگر ان سے دعا خالی ہو تو قبول نہیں ہوتی۔ تقوٰی کی پہلی سیڑھی حلال روزی ہے، حرام سے بچنا عوام کا تقوٰی ہے، شبہات سے بچنا خواص کا تقوٰی، ذریعۂ معصیت سے بچنا صدیقین کا تقوٰی اللہ نصیب کرے۔ جو محرمات میں پھنس جائے اور لاچار ہو جائے تو اھون پر کفایت کرے۔ چنانچہ بحالت اضطرار اگر مردار بکری بھی ہو گدھا بھی تو بکری کھا کر جان بچائے اور اگر کتا و سور ہی میسر ہو اور بھوک سے جان نکل رہی ہو تو کتے سے جان بچالے اور سور کو ہاتھ نہ لگائے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۲۶۹)

حدیث (۳): صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی پرواہ بھی نہ کریگا کہ اس چیز کو کہاں سے حاصل کیا ہے، حلال سے یا حرام سے۔(5)

حدیث (۴): ترمذی ونسائی و ابن ماجہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم کھاتے ہو اُن میں سب سے زیادہ پاکیزہ وہ ہے جو تمھارے کسب (محنت) سے حاصل ہے اور تمھاری اولاد بھی منجملہ کسب کے ہے۔(6) (یعنی بوقت حاجت اولاد کی کمائی سے کھا سکتا ہے) ابو داود و دارمی کی روایت بھی اسی کے مثل ہے۔

---

(5) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب من لم یبال من حیث کسب المال، الحدیث: ۲۰۵۹، ج۲، ص۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی آخر زمانہ میں لوگ دین سے بے پرواہ ہوجائیں گے، پیٹ کی فکر میں ہر طرح پھنس جائیں گے، آمدنی بڑھانے مال جمع کرنے کی فکر کریں گے، ہر حرام وحلال لینے پر دلیر ہوجائیں گے جیسا کہ آج کل عام حال ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ ایسا بے پرواہ آدمی کتے سے بدتر ہے کہ کتا سونگھ کر چیز منہ میں ڈالتا ہے مگر یہ بغیر تحقیق بلا سوچے سمجھے ہی چیز کھالیتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص ۳۷۰)

(6) جامع الترمذي، کتاب الأحکام، باب ماجاء ان الوالد یأخذ من مال ولدہ، الحدیث: ۱۳۶۳، ج۳، ص۷۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اپنے کو بے کار نہ رکھو بلکہ روزی کماؤ اور کما کر کھاؤ اور اولاد کی کمائی بھی تمہاری اپنی کمائی ہی ہے کہ بالواسطہ وہ گویا تم ہی نے کمایا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اولاد پر والدین کا خرچہ بوقت ضرورت واجب ہے اور اگر انہیں حاجت نہ ہو تو مستحب ہے اور وجوب کی حالت میں ماں باپ اولاد کی اجازت کے بغیر اس کا کھانا کھا پی سکتے ہیں مگر غائب اولاد کی چیز اپنے نفقہ میں فروخت نہیں کرسکتے۔ الا باذن حاکم، اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

۲۔ اگرچہ ولد مطلق اولاد کو کہتے ہیں لڑکی ہو یا لڑکا مگر ایسے مقامات پر عموماً لڑکا مراد ہوتا ہے کیونکہ لڑکیاں کمائی کم کرتی ہیں خود ان کا اپنا خرچ خاوند پر ہوتا ہے لیکن اگر لڑکی امیر ہو اور باپ فقیر تو لڑکی پر بھی اپنے مال سے باپ کا خرچ لازم ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے آئی ہے، ایک روایت میں ہے "اذھب انت ومالك لابیك" یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے، دوسری روایات میں ہے "انت ومالك لابیك"۔ غرضکہ باپ کو اولاد کا مال خرچ کرنے کا شرعاً بھی حق ہے اور قانوناً بھی۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر اولاد کی کمائی خالص حرام ہے تو باپ نہ کھائے کہ اپنی حرام کمائی کھانا بھی حرام ہے تو اولاد کی حرام کمائی کیسے حلال ہوگی اسی لیے اسے کسب فرمایا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص [illegible])

حدیث (۵): امام احمد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے، اگر اُس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اُس کے لیے اُس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم کو جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب) اللہ تعالیٰ برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں نیکی سے برائی کو محو (مٹاتا) فرماتا ہے بے شک خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا۔(7)

حدیث (۶): امام احمد ودارمی وبیہقی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جو گوشت حرام سے اُوگا ہے جنت میں داخل نہ ہوگا (یعنی ابتداء) اور جو گوشت حرام سے اُوگا ہے، اُس کے لیے آگ

---

(7) المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۶۷۲، ج ۲، ص ۳۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خلاصہ یہ ہے کہ حرام مال کا صدقہ قبول نہیں، رب کی بارگاہ میں حلال مال پیش کرو۔ خیال رہے کہ حرام مال وہ ہے جو حرام ذریعہ سے حاصل کیا جائے، سود، چوری، زنا، شراب، گانا، ناچنا وغیرہ۔

۲۔ یعنی حرام کمائی میں خود بھی برکت نہیں، حلال میں برکت ہے کتیا سال میں دس بارہ بچے دیتی ہے اور ایک بھی ذبح نہیں ہوتا اور بکری سال میں ایک دو بچے دیتی ہے اور روزانہ ہزاروں ذبح ہوتے ہیں مگر گلے بکریوں کے نکلتے ہیں نہ کہ کتوں کے کیونکہ کتا حرام ہے بکری حلال اور حلال میں برکت ہے حرام میں بے برکتی۔

۳۔ یعنی جب تک اس کے وارثین اس کا حرام مال کھائیں گے یا برتیں گے اسے دوزخ میں عذاب ہوتا رہے گا کیونکہ یہ حرام کا سبب بنا۔ معلوم ہوا کہ جیسے بعض صدقے جاریہ ہوتے ہیں ایسے ہی بعض حرام بھی گناہ جاری ہوجاتے ہیں۔ یہ خیال رہے کہ سود چوری کا پیسہ تو ملک بنتا ہی نہیں نہ اس کی میراث جاری ہو بلکہ حق والے پر واپس کر دینا لازم ہے اور اگر اس کا پتہ نہ لگے تو اس کے نام پر خیرات کر دیا جائے، یہاں ان حرام مالوں کا ذکر ہے جو حرام ذریعوں سے اپنے ملک میں آئیں جیسے گا کر بجا کر پیسہ کمانا لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حرام مال کی میراث کیسی۔

۴۔ سبحان اللہ! کیسا نفیس قاعدہ بیان فرمایا کہ وہ جو قرآن شریف میں" اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ "کہ بھلائیاں برائیوں کو دفع کر دیتی ہیں او صدقہ کرنا بھلائی ہے، اس صدقے سے حرام کمائی کا گناہ کیوں نہ مٹا، ارشاد فرمایا کہ حرام مال سے صدقہ کرنا بھلائی نہیں بلکہ برائی ہے اور برائی سے برائی نہیں مٹتی، پاک پانی گندے کپڑے کو پاک کرسکتا ہے نہ کہ ناپاک پانی، ایسے ہی طیب وحلال صدقہ گناہ مٹائے گا نہ کہ حرام کا صدقہ۔

۵۔ خبیث کے معانی پہلے بیان کیے گئے، یہاں پاگندگی کے معنے میں ہے یا حرام کے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۸۰)

زیادہ بہتر ہے۔(8)

حدیث (۷): بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔(9)

حدیث (۸): امام احمد وطبرانی وحاکم رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کونسا کسب زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی بیع (10) (یعنی جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو یا یہ کہ وہ بیع فاسد نہ ہو)۔

حدیث (۹): طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بندہ مومن پیشہ کرنے والوں کو

---

(8) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الحدیث: ۲۷۷۲، ج ۲، ص ۱۳۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اولاً نہ جائے گا بلکہ سزا پانے کے بعد یا جنت کے درجہ عالیہ میں نہ جائے گا بلکہ ادنےٰ درجہ میں۔ گوشت سے مراد خود گوشت والا ہے اور اُگنے سے مراد پرورش پانا ہے یعنی جو شخص حرام کھا کر پلا وہ جنت میں کیسے جائے طیب جگہ طیب لوگوں کے لیے ہے۔

۲۔ یعنی حرام خور دوزخ کی آگ کا مستحق ہے کہ مرے اور آگ میں پہنچے کیونکہ اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ گندے لوگوں کے لیے گندی چیزیں ہیں، اگر یہ شخص توبہ کرے یا صاحب حق سے معاف کرالے یا شفاعت سے معافی ہوجائے تو ہوسکتی ہے۔ یہ صورتیں اس قاعدہ سے علیحدہ ہیں۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۸۱)

(9) شعب الایمان، باب في حقوق الأولاد... إلخ، الحدیث: ۸۷۴۱، ج ۶، ص ۴۲۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کسب بمعنی مکتسب ہے یعنی پیشہ اور حلال کا مقابل بھی ہے اور مشتبہات کا بھی کیونکہ حرام کمائی کی تلاش حرام ہے اور مشتبہ کی مکروہ۔ (مرقات) تلاش سے مراد جستجو کرنا اور حاصل کرنا ہے۔

۲۔ یعنی عبادات فرضیہ کے بعد یہ فرض ہے کہ اس پر بہت سے فرائض موقوف ہیں۔ خیال رہے کہ یہ حکم سب کے لیے نہیں صرف ان کے لیے ہے جن کا خرچ دوسروں کے ذمہ نہ ہو بلکہ اپنے ذمہ ہو اور اس کے پاس مال بھی نہ ہو ورنہ خود مالدار پر اور چھوٹے بچوں پر فرض نہیں۔ یہ خیال رہے کہ بقدر ضرورت معاش کی طلب ضروری ہے، صرف اکیلے کو اپنے لائق بال بچوں والے کو ان کے لائق کمانا ضروری ہے۔ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ فرمانے سے معلوم ہوا کہ کمائی کی فرضیت نماز روزے کی فرضیت کے مثل نہیں کہ اس کا منکر کافر ہو اور تارک فاسق۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۹۰)

(10) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الشامیین حدیث رافع بن خدیج، الحدیث: ۱۷۲۶۶، ج ۶، ص ۱۱۲۔

محبوب رکھتا ہے۔(11)

یہ چند حدیثیں کسب حلال کے متعلق ذکر کی گئیں، ان کے علاوہ بعض احادیث خاص تجارت کے متعلق بیان کی جاتی ہیں۔

❁❁❁❁❁

(11) المعجم الکبیر، الحدیث:۱۳۲۰۰، ج۱۲، ص۲۳۸.

تجارت کی خوبیاں اور بُرائیاں

حدیث (۱۰): امام احمد نے ابوبکر بن ابی مریم سے روایت کی، وہ کہتے ہیں مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز (لونڈی) دودھ بیچا کرتی تھی اور اُس کا ثمن مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیا کرتے تھے۔ اُن سے کسی نے کہا، سبحان اللہ آپ دودھ بیچتے ہیں اور اُس کا ثمن (یعنی اس کی قیمت) لیتے ہیں (گویا اس نے اس تجارت کو نظر حقارت سے دیکھا) اُنھوں نے جواب دیا ہاں میں یہ کام کرتا ہوں اور اس میں حرج ہی کیا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سوا روپے اور اشرفی کے کوئی چیز نفع نہیں دے گی۔ (1)

حدیث (۱۱): ترمذی، دارمی و دارقطنی ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تاجر راست گو امانت دار انبیا و صدیقین و شہدا کے ساتھ ہوگا۔ (2)

---

(1) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث المقدام بن معديكرب، الحديث: ۱۷۲۰۱، ج۶، ص۹۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ ابوبکر تابعی ہیں، ان کا ذکر مصنف نے اکمال میں نہیں کیا اور حضرت مقداد مشہور صحابی ہیں۔ لونڈی سے مراد مملوکہ لونڈی ہے جسے آپ نے خرید و فروخت کی اجازت دی تھی، اس قسم کے غلام کو فقہاء عبد ماذون کہتے ہیں۔

۲۔ شاید اس زمانہ میں اہل عرب دودھ کی تجارت کو ناپسند کرتے تھے جیسے آج کل پنجاب میں بھی ذی حیثیت لوگ دودھ بیچنے کو ناپسند کرتے ہیں، گھی فروخت کرتے ہیں یا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ جیسے عظمت والے لوگوں کو چاہیے کہ دودھ مفت دیا کریں کیونکہ اس میں خیر کثیر ہے اس پر قیمت کیسی؟

۳۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس کاروبار سے اللہ رسول منع نہ فرمائیں وہ حلال ہے، عرف یا خیالات سے کوئی شے حرام نہیں ہوجاتی اور اب زمانہ ایسا آگیا کہ کمال نہیں دیکھا جاتا مال کی قدر ہوتی ہے، مالدار عالم کی تبلیغ و وعظ مؤثر ہے تو ہمیں چاہیے کہ مال کما کر کمال پھیلائیں، اللہ اکبر جب زمانہ صحابہ میں یہ حال ہو چکا تھا تو اس زمانہ کا کیا پوچھنا، اب تو مبلغین علماء کے لیے فقیری زہر قاتل ہے مالدار عالم کا وعظ بھی مؤثر ہوتا ہے۔ علماء کو چاہیے کہ فقیر و ناداری سے بچیں، حلال ذریعوں سے مال ضرور حاصل کریں۔ مرقات نے فرمایا کہ علماء سلف فرماتے تھے خوب تجارتیں اور کمائیاں کرو کیونکہ تم ایسے زمانہ میں ہو جب کہ حاجت مند پہلے اپنے دین کو ہی کھا جاتا ہے، ایک بار حضرت سفیان ثوری کچھ اشرفیاں اپنے ہاتھوں میں الٹ پلٹ رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اگر میرے پاس یہ مال نہ ہوتا تو بنی امیہ مجھے رومال بنالیتے کہ مجھ سے اپنے میل پونچھا کرتے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۹۳)

(2) جامع الترمذي، كتاب البيوع، باب ماجاء في التجار... إلخ، الحديث: ۱۲۱۳، ج۳، ص۵.

←

حدیث (۱۲): ترمذی و ابن ماجہ و دارمی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی شعب الایمان میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تجار (تجارت کرنے والے) قیامت کے دن فجار (بدکار) اُٹھائے جائیں گے، مگر جو تاجر متقی (اللہ سے ڈرنے والا) ہو اور لوگوں کے ساتھ احسان کرے اور سچ بولے۔ (3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیگر پیشوں سے تجارت اعلیٰ پیشہ ہے، پھر تجارت میں غلہ کی، پھر کپڑے کی، پھر عطر کی تجارت افضل ہے۔ (مرقات) ضروریات زندگی اور ضروریات دینی کی تجارت دوسری تجارتوں سے بہتر پھر سچا تاجر مسلمان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اسے نبیوں، ولیوں کے ساتھ حشر نصیب ہوتا ہے۔

۲۔ مگر یہ ہمراہی ایسی ہوگی جیسے خدام کو آقا کے ساتھ ہمراہی ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ یہ تاجر نبی بن جائے گا، اچھا تاجر تاجور ہے برا تاجر فاجر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۰۲)

(3) جامع الترمذي، کتاب البیوع، باب ماجاء في التجار... إلخ، الحدیث: ۱۲۱۴، ج ۳، ص ۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ پرہیزگاری سے مراد ہے گناہ کبیرہ سے خصوصاً اور گناہ کبیرہ کی عادت سے عموماً بچتے رہنا۔ نیکی سے مراد ہے اپنے کاروبار کو دھوکا خیانت سے محفوظ رکھنا، سچ سے مراد سودے کے متعلق صاف بات کرنا اگر عیب دار ہو تو اس کو بے عیب ثابت کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ (مرقات) مطلب یہ ہے کہ قیامت میں سارے تاجر فاسق و فاجر ہوں گے سواء ان کے جن میں یہ تین صفات ہوں، پرہیزگاری، بھلائی، سچائی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۰۴)

سچے اور امانت دار تاجر کا ثواب

حضرت سیدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خاتَمُ المُرسَلین، رَحمۃٌ لِّلعٰلمین، شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین، مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار، رقم ۱۲۱۳، ج ۳، ص ۵)

حضرتِ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، مَحبوبِ ربُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والے جب تک سودا مکمل نہ کرلیں انہیں اختیار حاصل ہے اگر وہ سودا کرتے ہوئے سچ بولیں اور سچ بیان کریں تو ان کے سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو شاید وہ کچھ نفع کما ہی لیں مگر اپنے سودے کی برکت ختم کر بیٹھیں گے کیونکہ جھوٹی قسم سودا تو بکوا دیتی ہے مگر برکت ختم کر دیتی ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب ترغیب التجار فی الصرف، رقم ۴، ج ۲، ص ۳۶۶) ←

حدیث (۱۳): امام احمد و ابن خزیمہ و حاکم و طبرانی و بیہقی عبدالرحمن بن شبل اور طبرانی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: تجار بدکار ہیں۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا اللہ تعالیٰ نے بیع (تجارت) حلال نہیں کی ہے؟ فرمایا: ہاں! بیع حلال ہے ولیکن یہ لوگ بات کرنے میں جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں، اس میں جھوٹے ہوتے ہیں۔ (4)

حدیث (۱۴): بیہقی شعب الایمان میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا: تمام کمائیوں میں زیادہ پاکیزہ اُن تاجروں کی کمائی ہے کہ جب وہ بات کریں جھوٹ نہ بولیں اور جب اُن کے پاس امانت رکھی جائے خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں اُس کا خلاف نہ کریں اور جب کسی چیز کو خریدیں تو اُس کی مذمت (برائی) نہ کریں اور جب اپنی چیزیں بیچیں تو اُنکی تعریف میں مبالغہ نہ کریں اور ان پر کسی کا آتا ہو تو دینے میں ڈھیل نہ ڈالیں (ٹال مٹول نہ کریں) اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو سختی نہ کریں۔ (5)

حدیث (۱۵): صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیع میں حلف کی کثرت سے پرہیز کرو، کہ یہ اگرچہ چیز کو بکوا دیتا ہے مگر برکت کو مٹا دیتا ہے۔ (6) اسی کے مثل

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ بیشک سب سے پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کریں اور جب وعدہ کریں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور جب کوئی چیز خریدیں تو اس میں عیب نہ نکالیں اور جب کچھ بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں اور جب ان پر کسی کا کچھ آتا ہو تو اس کی ادائیگی میں سستی نہ کریں اور جب ان کا کسی پر آتا ہو تو اس کی وصولی کے لئے سختی نہ کریں۔ (الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترغیب فی الصدق، رقم ۳، ج ۲ ص ۳۶۶)

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمٰن بن شبل، الحدیث: ۱۵۵۳۰، ۱۵۶۶۶، ج۵، ص ۲۸۸، ۳۲۱.

(5) شعب الایمان، باب فحفظ اللسان، الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴، ص ۲۲۱.

(6) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب النھی عن الحلف فی البیع، الحدیث: ۱۳۳۔ (۱۶۰۸)، ص ۸۶۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں زیادہ قسم سے ممانعت ہے تھوڑی قسموں کی اجازت ہے کہ تجارت میں کبھی قسم کھانی ہی پڑ جاتی ہے، بعض نے فرمایا کہ جھوٹی قسموں سے ممانعت ہے سچی قسم کی اجازت ہے مگر ترجیح اسے ہے کہ مطلقاً قسم سے ممانعت ہے، کثرۃ کا لفظ اتفاقی ہے جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے: "لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً"۔ مقصد یہ ہے کہ خرید و فروخت میں سچی قسمیں بھی نہ کھاؤ کہ کبھی جھوٹی قسم بھی منہ سے نکل جائے گی نزلہ سے بچو تاکہ بخار سے محفوظ رہو۔

۲۔ یُنَفِّقُ ف کے شد اور کسرہ سے ہے تنفیق کا مضارع، انفاق سے نہیں ہے، تنفیق بمعنی ترویج ہے یعنی قسم سے لوگ دھوکا کھا کر ←

صحیحین (یعنی صحیح بخاری وصحیح مسلم) میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث (۱۶): صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کریگا اور نہ ان کو پاک کریگا اور ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہوگا۔ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، وہ خائب وخاسر (نقصان اور خسارہ اُٹھانے والے) ہیں، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ کپڑا لٹکانے والا (یعنی تکبر سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنے والا) اور دے کر احسان جتانے والا اور جھوٹی قسم کے ساتھ اپنا سودا چلا دینے والا۔ (7)

حدیث (۱۷): ابوداود وترمذی ونسائی وابن ماجہ قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہ تجار (یعنی اے تجارت کرنے والو)! بیع میں لغو (فضول بات) اور قسم ہو جاتی ہے، اس کے ساتھ صدقہ کو ملا لیا کرو۔ (8)

❁❁❁❁❁

خرید لیتے ہیں اور مال چل پڑتا ہے مگر آئندہ کو جھوٹے تاجر کا اعتبار نہیں رہتا، تجارت اعتبار پر چلتی ہے۔ افسوس کہ یہ سبق مسلمان تاجر بھول گئے، کفار خصوصًا انگریزوں نے یاد کرلیا، آج ان کی راستبازی ضرب المثل بن چکی ہے اسی لیے وہ تجارت میں سب سے آگے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۳۹۹)

(7) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار... إلخ، الحدیث: ۱۷۱۔ (۱۰۶)، ص۶۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کلام سے مراد محبت کا کلام ہے، دیکھنے سے مراد کرم کا دیکھنا ہے اور پاک فرمانے سے مراد گناہ بخشنا ہے یعنی دوسرے مسلمانوں پر یہ تینوں کرم ہوں گے مگر ان تین قسم کے لوگ ان تینوں عنایتوں سے محروم رہیں گے لہذا ان سے بچتے رہو۔

۲۔ یعنی جو فیشن کے لیے ٹخنوں سے نیچا پاجامہ تہبند استعمال کریں جیسے آجکل جاہل چودھریوں کا طریقہ ہے اور جو کسی کو کچھ صدقہ وخیرات دے کر ان کو طعنے دیں، احسان جتائیں، لوگوں میں انہیں بدنام کردیں کہ فلاں آدمی ہمارا دستِ نگر رہ چکا ہے اور جو جھوٹی قسم کھا کر دھوکا دے کر مال فروخت کریں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۰۱)

(8) سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب في التجارۃ... إلخ، الحدیث: ۳۳۲۶، ج۳، ص۳۲۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ مقصد یہ ہے کہ تجارت میں کتنی ہی احتیاط کی جائے مگر پھر بھی کچھ لغو کچھ جھوٹ جھوٹی قسم منہ سے نکل ہی جاتی ہے اس لیے صدقہ وخیرات ضرور کرتے رہو کہ صدقے سے غضب الٰہی کی آگ بجھ جاتی ہے۔ عمومًا تاجر لوگ فقراء کو پیسہ پیسہ دیتے رہتے ہیں، خصوصًا جمعرات کو اس عمل کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے ویسے بھی صدقہ اعلیٰ عبادت ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۰۳)

فائدہ ضروریہ

تجارت بہت عمدہ اور نفیس کام ہے، مگر اکثر تجار کذب بیانی (جھوٹ) سے کام لیتے بلکہ جھوٹی قسمیں کھالیا کرتے ہیں اسی لیے اکثر احادیث میں جہاں تجارت کا ذکر آتا ہے، جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کھانے کی ساتھ ہی ساتھ ممانعت بھی آتی ہے(1) اور یہ واقعہ بھی ہے کہ اگر تاجر اپنے مال میں برکت دیکھنا چاہتا ہے تو ان بری باتوں سے گریز کرے۔

---

(1) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنا

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب ربُّ العٰلمین، جناب صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل ان کی طرف نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے تین بار یہ بات کہی تو میں نے عرض کی نیا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! خائب وخاسر ہونے والے وہ لوگ کون ہیں؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (۱) تہبند لٹکانے والا (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۹۳، ص ۶۹۶)

(تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل قیامت کے دن ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) تکبر کرنے والا فقیر اور (۳) ایسا آدمی جسے اللہ عزوجل نے مال دیا اور وہ جھوٹی قسمیں کھا کر خریدتا اور بیچتا ہے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۶۱۱۱، ج۶، ص ۲۴۶)

مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل نہ تو ان سے کلام فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کریگا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۷۵۵، ج۴، ص ۱۶۳)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل کل (بروزِ قیامت) ان کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا: (۱) بوڑھا زانی (۲) وہ شخص جو اپنا سامان ہر جائز اور ناجائز (جھوٹی) قسمیں کھا کر بیچتا ہے اور (۳) تکبر کرنے والا فقیر۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۹۲، ج۱۷، ص ۱۸۴)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل ان کی طرف قیامت کے دن نہ تو نظرِ رحمت فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: (۱) جو بیابان میں اپنے فالتو پانی سے مسافروں کو روکتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: اللہ عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: آج میں تم سے اسی طرح اپنا فضل روک لوں گا جس طرح تم نے اس چیز کا فضل روکا تھا جس میں تمہارے ہاتھوں نے کچھ نہیں کیا تھا، (۲) وہ آدمی جو عصر کے بعد اپنا مال بیچ

تاجروں کی انھیں بدعنوانیوں کی وجہ سے بازار کو بدترین بقعہ زمین (زمین کا بدترین حصہ) فرمایا گیا اور یہ کہ شیطان ہر صبح

اور قسم اٹھائے کہ میں نے اتنے اتنے میں لیا ہے اور خریدار اُسے سچا سمجھے حالانکہ اس نے اتنے کا نہ خریدا ہو اور (۳) ایسا شخص جو کسی امام (حکمران) کی دنیا کی خاطر بیعت کرے اگر وہ اسے اس کی خواہش کے مطابق کچھ دے تو اس سے وفا کرے اور اگر کچھ نہ دے تو وفا نہ کرے۔

(صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب اثم من منع ابن السبیل من الماء، الحدیث: ۲۳۵۸، ص ۱۸۴) (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۹۷، ص ۶۹۶)

اور ایک روایت میں وہ تین شخص یہ ہیں: (۱) ایسا شخص جو مال کے بارے میں قسم اٹھاتا ہے کہ مجھے اس کی قیمت اس سے زیادہ مل رہی تھی حالانکہ وہ جھوٹا ہے (۲) ایسا شخص جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھاتا ہے تا کہ اس سے مسلمان بندے کا مال ختم کرے اور (۳) ایسا شخص جو فالتو پانی روکے اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا: آج میں تم سے اسی طرح اپنا فضل روک لوں گا جس طرح تم نے وہ زائد چیز روک لی تھی جسے تم نے پیدا نہیں کیا تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب من رای ان صاحب الحوض۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۳۶۹، ص ۱۸۵)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: چار آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ عزوجل غضب فرمائے گا: (۱) جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا (۲) متکبر فقیر (۳) بوڑھا زانی اور (۴) ظالم حکمران۔

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب الفقیر المختال، الحدیث: ۲۵۷۷، ص ۲۲۵۴)

نبیِّ مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل تین افراد سے محبت فرماتا ہے اور تین کو ناپسند کرتا ہے۔ (حدیث بیان کرتے ہوئے راوی کہتے ہیں کہ) میں نے عرض کی: وہ تین کون ہیں جن پر اللہ عزوجل غضب فرماتا ہے؟ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (۱) تکبر اور فخر کرنے والا، اور قرآنِ حکیم میں تم پاتے ہو:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿18﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اِتراتا فخر کرتا۔ (پ21، لقمان:18)

(۲) احسان جتلانے والا بخیل (۳) قسمیں کھانے والا تاجر یا جھوٹی قسمیں کھا کر بیچنے والا۔

(المستدرک، کتاب الجہاد، ذکر رجال یبغضھم اللہ تعالیٰ، الحدیث: ۲۴۹۱، ج ۲، ص ۴۱۱)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: ایک اعرابی بکری لے کر گزرا میں نے اس سے پوچھا اسے تین درہم میں بیچتے ہو؟ اس نے کہا: اللہ عزوجل کی قسم! انہیں بیچتا۔ پھر تین درہم کی بیچ دی، میں نے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی۔

(صحیح ابن حبان، کتاب البیوع، الحدیث: ۴۸۸۹، ج ۷، ص ۲۰۵)

حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحْر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہماری طرف آتے ←

کو اپنا جھنڈا لے کر بازار میں پہنچ جاتا ہے اور بے ضرورت بازار میں جانے کو بُرا بتایا گیا۔

جبکہ ہم تجارت کر رہے ہوتے تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے: اے تاجروں کے گروہ! جھوٹ سے بچو۔
(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۳۲، ج۲۲، ص۵۶)

سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: (جھوٹی) قسم، سامان کو فروخت کروانے والی لیکن کمائی کو مٹانے والی ہے۔ (سنن النسائی، کتاب البیوع، باب المنفق سلعتہ۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۴۴۶۶، ص۲۳۷۸)
اور ابوداؤد شریف میں ہے: لیکن برکت کو مٹانے والی ہے۔
(سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی کراہیۃ الیمین فی البیع، الحدیث: ۳۳۳۵، ص۱۴۷۳)

شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک ومختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو! کیونکہ قسم مال تو بکواتی ہے لیکن اس کی برکت مٹا دیتی ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب النھی عن الحلف فی البیع، الحدیث: ۴۱۲۶، ص۹۵۷)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سچا امانت دار تاجر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔
(جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۲۰۹، ص۱۷۷۲)

سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سچا، امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب الحث علی المکاسب، الحدیث: ۲۱۳۹، ص۲۶۰۵)

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سائے کے تلے ہوگا۔
(کنز العمال، کتاب البیوع، قسم الاقوال، باب الاول فی الکسب، الحدیث: ۹۲۱۴، ج۴، ص۵)

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: بے شک سب سے اچھی کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب امین بنائے جائیں تو خیانت نہ کریں جب وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں کوئی چیز خریدیں تو اس کی مذمت نہ کریں، جب بیچیں تو اس کی بیجا تعریف نہ کریں اور جب ان پر قرض ہو تو (ادائیگی میں) ٹال مٹول نہ کریں اور ان کا کسی پر قرض ہو تو اس پر (وصولی میں) تنگی نہ کریں۔ (شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، الحدیث: ۴۸۵۴، ج۴، ص۲۲۱)

نبیِ مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعظَّم ہے: خریدنے اور بیچنے والے کو جدا ہونے سے پہلے پہلے اختیار ہے، اگر دونوں نے سچ بولا اور گواہ بنائے تو ان کے سودے میں برکت دی جائے گی اور اگر دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ہوسکتا ہے ان کو نفع تو ہو لیکن ان کے سودے سے برکت اٹھالی جائے، کیونکہ جھوٹی قسم مال کو بکوانے والی لیکن کمائی کی برکت مٹانے والی ہے۔
(سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی خیار المتبایعین، الحدیث: ۳۴۵۹، ص۱۴۸۱، بدون فعسی ان یربحا)

قرآن کریم کا یہ ارشاد:

(رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)(2) بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ تجارت وبیع یادِ خدا سے غافل کرنے والی چیز ہے اور اس سے دلچسپی غفلت لانے والی ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا:

(وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا)(3) لہٰذا فرض ہے کہ تجارت میں اتنا انہماک (مشغول) نہ ہو کہ یادِ خدا سے غفلت کا موجب (سبب) ہو۔

صحیح بخاری شریف میں ہے، قتادہ کہتے ہیں صحابہ کرام خرید وفروخت وتجارت کرتے تھے مگر جب حقوق اللہ میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت وبیع اُن کو ذکر اللہ سے نہیں روکتی، وہ اُس حق کو ادا کرتے۔(4)

حدیث (۱۸): بازار میں داخل ہونے کے وقت یہ دُعا پڑھ لیا کرو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

امام احمد وترمذی وحاکم وابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ایک لاکھ گناہ مٹادے گا اور ایک لاکھ درجہ بلند فرمائے گا اور اُس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔(5)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نماز کے لئے تشریف لائے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ خرید وفروخت کر رہے ہیں، تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! انہوں نے نبی کریم، رء وف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو جواب دیا اور اپنی گردنیں اور آنکھیں آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف اٹھالیں (یعنی پوری طرح متوجہ ہوگئے) تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تاجر قیامت کے دن فاجر (یعنی بدکار) اٹھائے جائیں گے مگر جو (اللہ عزوجل سے) ڈرے، لوگوں سے بھلائی کرے اور سچ بولے۔(جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۱۲۱۰، ص ۱۷۷۲)

(2) پ۱۸، النور: ۳۷.

(3) پ۲۸، الجمعۃ: ۱۱.

(4) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب التجارۃ فی البر، ج۲، ص۸.

(5) جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول اذا دخل السوق، الحدیث: ۳۴۴۰، ج۵، ص۲۷۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عربی میں بازار کو سوق کہتے ہیں کیونکہ یہ سوق سے بنا بمعنی جانا اور لے جانا، چونکہ لوگ بازار میں خود بھی جاتے ہیں اور اپنے سامان بھی لے جاتے ہیں اس لیے اسے سوق کہا جاتا ہے، بعض نے کہا کہ یہ ساق کی جمع ہے بمعنی پنڈلی، چونکہ لوگ بازار میں اکثر اپنی ←

❁❁❁❁❁

پنڈلیوں پر کھڑے ہی ہوتے ہیں بیٹھتے کم ہیں اس لیے اسے سوق کہتے ہیں۔بازار غفلت،شیطان کے تسلط اور اکثر جھوٹ دھوکے کی جگہ ہے اس لیے وہاں جاتے وقت اس دعا کا ثواب بھی زیادہ ہے۔بہتر ہے کہ یہ دعا آہستہ پڑھے تاکہ ریاء سے دور رہے اور اگر اس لیے کچھ آواز سے بھی پڑھ لے کہ دوسرے بھی یہ پڑھ لیں تو مضائقہ نہیں۔

۲۔اگرچہ شر بھی اللہ تعالٰی ہی کے قبضہ میں ہے مگر چونکہ شر کو رب تعالٰی کی طرف نسبت دینے میں بے ادبی سی ہے اس لیے صرف خیر کا یہاں ذکر کیا،کہنا یہ چاہئے کہ خیر رب تعالٰی کی طرف سے ہے شر میری طرف سے۔

۳۔اس دعا کی برکت سے ان شاء اللہ یہ شخص اس مبارک جماعت میں داخل ہو جائے گا جس کا ذکر اس آیت میں ہے "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" وہ لوگ جنہیں تجارتی کاروبار اللہ کے ذکر سے نہیں روکتا۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ شیطان بازار ہی میں اپنے انڈے بچے دیتا ہے وہاں ہی اس کے جھنڈے گڑھتے ہیں،وہاں ہی نوے فی صد گناہ ہوتے ہیں اس لیے وہاں یہ دعا پڑھنا بہت بہتر ہے،دکاندار حضرات ضرور پڑھ لیا کریں کہ انہیں اکثر وقت وہاں ہی رہنا ہوتا ہے۔آج کل کچہریاں بازاروں سے بدتر ہیں،وہاں بھی یہ دعا ضرور پڑھے۔(از مرقات مع زیادۃ)

۴۔اگر دونوں الف کو زبر اور درجہ کو بھی زبر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے ہزار ہزار یعنی ہزار ہا نیکیاں،یہ ہی ترجمہ اشعۃ اللمعات نے کیا اور اگر پہلے الف کو زبر اور دوسرے الف کو کسرہ یعنی زیر اور حسنۃ کو زیر ہی پڑھا جائے تو معنی ہوں گے کہ ہزار جگہ ہزار یعنی دس لاکھ سو ہزار ایک لاکھ،دس سو ہزار دس لاکھ۔دوسرے معنی فقیر نے اس لیے اختیار کیے کہ رب تعالٰی کی رحمت بہت وسیع ہے اور اس کے خزانوں میں کمی نہیں۔

۵۔شرح سنہ صاحب مصابیح کی کتاب ہے جیسا کہ دیباچہ میں عرض کیا گیا۔

۶۔بازار کی جتنی رونق زیادہ اور وہاں جتنا کاروبار زیادہ اتنے ہی وہاں گناہ زیادہ اسی لیے اس قدر دعا کا ثواب زیادہ مرقات نے فرمایا کہ وقتیبہ ابن مسلم بادشاہ خراسان یہ حدیث سن کر یہ دعا،پڑھنے کے لیے روزانہ بازار جاتے تھے اور یہ دعا پڑھ کر لوٹ جاتے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۴،ص۴۸)

خرید وفروخت میں نرمی چاہیے

خرید وفروخت میں نرمی وسماحت (حسن سلوک) چاہیے کہ حدیث میں اس کی مدح وتعریف آئی ہے۔

حدیث (۱۹): صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو بیچنے اور خریدنے اور تقاضے میں آسانی کرے۔(1) اسی کے مثل

(1) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ... الخ، الحدیث:۲۰۷۶، ج۲، ص۱۲.

وسنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب السماحۃ فی البیع، الحدیث:۲۲۰۳، ج۳، ص۳۸.

خرید وفروخت میں نرمی کا ثواب

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل خرید وفروخت اور قرض کا مطالبہ کرنے میں نرمی کرنے والے شخص پر رحم فرمائے۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب السھولۃ.. الخ، رقم ۲۰۷۶، ج۲، ص ۱۲)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ عزوجل نے تم سے پچھلی امت کے ایک شخص کی اس وجہ سے مغفرت فرمادی کہ وہ خرید وفروخت اور قرض کے مطالبے میں نرمی کیا کرتا تھا۔ (سنن الترمذی، کتاب البیوع، باب ۷۶ رقم ۱۳۲۴، ج۳، ص ۵۹)

امیر المومنین حضرتِ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، اللہ عزوجل نے خرید وفروخت، قرض ادا کرنے اور قرض کا مطالبہ کرنے میں نرمی کرنے والے ایک شخص کو جنت میں داخل فرمادیا۔ (نسائی، کتاب البیوع، باب حسن المعاملۃ والرفق، ج۷، ص ۳۱۹)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ ایک شخص قرض کی وصولی اور ادائیگی میں نرمی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگیا۔

(مسند، احمد بن حنبل، مسند ابن عمرو، رقم ۶۹۸۱، ج۲، ص ۲۶۲)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا، بیشک اللہ عزوجل خرید وفروخت اور قرض کی ادائیگی میں نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے۔

(ترمذی، کتاب البیوع، رقم ۱۳۲۳، ج۳، ص ۵۸)

حضرتِ سیدنا ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دوجہاں کے تاجور، سلطانِ بحر وبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ مومنین میں سب سے افضل وہ شخص ہے جو خرید وفروخت اور قرض کی وصولی یا ادائیگی میں نرمی ←

ترمذی وحاکم وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور احمد ونسائی وبیہقی عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

حدیث (۲۰): صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: زمانہ گزشتہ میں ایک شخص کی روح قبض کرنے جب فرشتہ آیا، اس سے کہا گیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کچھ اچھا کام کیا

اختیار کرے۔(المعجم الاوسط، رقم ۷۵۴۴، ج۵، ص ۳۴۳)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نرم دل، نرم خو اور آسانی پیدا کرنے والا ہوگا اللہ عزوجل اسے جہنم پر حرام فرمادے گا۔ایک روایت میں ہے کہ ہر نرم دل، نرم خو اور آسانی پیدا کرنے والے پر جہنم حرام ہے۔

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب فی السماحۃ فی البیع والشراء، رقم ۲، ج ۲، ص ۳۵۴)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون جہنم پر حرام ہے اور جہنم کس پر حرام ہے؟ وہ نرم دل، نرم خو آسانی پیدا کرنے والا شخص ہے۔

(جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، رقم ۲۴۹۶، ج ۴، ص ۲۲۰)

ایک روایت میں ہے کہ بے شک جہنم ہر نرم دل، نرم خو اور آسانی پیدا کرنے والے شخص پر حرام ہے۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الرحمۃ، رقم ۴۶۹، ج ۱، ص ۳۴۶)

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا، ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے غلام سے کہا کرتا تھا کہ جب تم کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو اس سے نرمی کیا کرو شاید اللہ عزوجل ہم پر نرمی فرمائے۔جب وہ (مرنے کے بعد) اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ عزوجل نے اسے بخش دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر، رقم ۱۵۶۲، ص ۸۴۵)

حضرتِ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (بروزِ قیامت) اللہ عزوجل کے بندوں میں سے ایک ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جسے اس نے دنیا میں مال عطا فرمایا تھا تو اللہ عزوجل اس سے فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کیا؟ پھر راوی نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا ﴿42﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔(پ5، النسآء:42)

تو وہ شخص عرض کریگا کہ یارب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں لوگوں کے ساتھ خرید وفروخت کیا کرتا تھا اور خوشحال پر نرمی کرتا اور تنگدست کو مہلت دیا کرتا تھا۔اللہ عزوجل فرمائے گا کہ میں تجھ سے زیادہ اس کا حقدار ہوں۔ پھر اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے بندے کو چھوڑ دو۔

حضرتِ سیدنا عُقبہ بن عامر اور ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے اسی طرح سنا ہے۔(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر، رقم ۱۵۶۰، ص ۸۴۴)

ہے۔ اس نے کہا، میرے علم میں کوئی اچھا کام نہیں ہے۔ اس سے کہا گیا، غور کر کے بتا۔ اُس نے کہا، اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ میں دنیا میں لوگوں سے بیع کرتا تھا اور ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آتا تھا اگر مالدار بھی مہلت مانگتا تو اُسے مہلت دے دیتا تھا اور تنگدست سے درگزر کرتا تھا یعنی معاف کر دیتا تھا، اللہ تعالٰی نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔(2) اور صحیح مسلم کی ایک روایت عقبہ بن عامر و ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا حقدار ہوں، اے فرشتو! میرے اس بندہ سے درگزر کرو۔(3)

❁❁❁❁❁

---

(2) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ... إلخ، الحدیث: ۲۰۷۷، ج ۲، ص ۱۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ سوال اس سے جانکنی کے وقت ہوا یا قبر میں اور سوال کرنے والے یا تو وہ فرشتے تھے جو جان نکالنے آئے تھے یا منکر نکیر جو حساب قبر لیتے ہیں اگرچہ قبر میں صرف ایمان کا حساب ہے اعمال کا حساب تو قیامت میں ہوگا مگر یہ اس شخص کی خصوصیات سے ہے کہ اس سے قبر ہی میں اعمال کا حساب بھی ہو گیا بعض شارحین نے فرمایا قیل بمعنی یقال ہے اور یہ واقعہ سوال و جواب کا قیامت میں ہوگا مگر پہلی توجیہ قوی ہے۔(لمعات، اشعہ، مرقات)

۲۔ معلوم ہوا کہ مرتے وقت اور قبر میں حشر میں انسان کو اپنے برے بھلے اعمال یاد ہوں گے، رب تعالٰی فرماتا ہے: "بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ"۔

۳۔ یعنی میرے معاملات بہت درست تھے ان میں اخلاق کو دخل تھا اگر امیر کو ادائے قرض میں دیر لگتی تھی تو میں صبر کرتا تھا اس پر جلدی مانگ کر سختی نہ کرتا تھا اور اگر میرا مقروض قرض ادا کرنے کے قابل نہ ہوتا تو اسے بالکل معاف کر دیتا تھا تاکہ وہ دنیا و آخرت میں پھنسا نہ رہے۔

۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ جو بندوں پر مہربانی کرتا ہے رب تعالٰی اس پر کرم فرماتا ہے کسی کو پھانسنے کی کوشش نہ کرو بلکہ پھنسے کو نکالنے کی کوشش کرو۔ دوسرے یہ کہ معمولی نیکی کو بھی معمولی سمجھ کر چھوڑ نہ دو کبھی ایک قطرہ جان بچا لیتا ہے۔ ممکن ہے کہ چھوٹا عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے اور کوئی معمولی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ کرو کبھی چھوٹی چنگاری سارا گھر جلا ڈالتی ہے۔

۵۔ یعنی پھنسوں کو نکالنا، لوگوں پر رحم کرنا میری صفت ہے جب تو اخلاق الٰہیہ سے موصوف ہوا تو میں بھی تجھے بخش دیتا ہوں، یہ ہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ اللہ تعالٰی کی عادات اختیار کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان عبادات کے ساتھ معاملات بھی ٹھیک کرے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۹۸)

(3) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر، الحدیث: ۲۹۔(۱۵۶۰)، ص ۸۴۴.

مسائل فقہیہ

اصطلاح شرع (شرعی اصطلاح) میں بیع کے معنے یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے۔ اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں یعنی مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اور فعل سے ہو تو چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکاری (سبزی) وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین (بیچنے والا اور خریدنے والا) باہم کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع (بیچنے والا) اور دوسرے کو مشتری (خریدار) (خریدنے والا) کہتے ہیں۔

بیع کی شرائط۔۔۔مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: بیع (خرید وفروخت) کے لیے چند شرائط ہیں:

(۱) بائع ومشتری (خریدار) کا عاقل ہونا یعنی مجنون یا بالکل ناسمجھ بچہ کی بیع صحیح نہیں۔

(۲) عاقد کا متعدد ہونا یعنی ایک ہی شخص بائع ومشتری (خریدار) دونوں ہو یہ نہیں ہوسکتا مگر باپ یا وصی کہ نابالغ بچہ کے مال کو بیع کریں اور خود ہی خریدیں یا اپنا مال اُن سے بیع کریں۔ یا قاضی کہ ایک یتیم کے مال کو دوسرے یتیم کے لیے بیع کرے تو اگرچہ ان صورتوں میں ایک ہی شخص بائع ومشتری (خریدار) دونوں ہے مگر بیع جائز ہے بشرطیکہ وصی کی بیع میں یتیم کا کُھلا ہوا نفع ہو۔ یوہیں ایک ہی شخص دونوں طرف سے قاصد ہوتو اس صورت میں بھی بیع جائز ہے۔(1)

(۳) ایجاب وقبول میں موافقت ہونا یعنی جس چیز کا ایجاب ہے اُسی کا قبول ہو یا جس چیز کے ساتھ ایجاب کیا ہے اُسی کے ساتھ قبول ہو اگر قبول کسی دوسری چیز کو کیا یا جس کا ایجاب تھا اُس کے ایک جز کو قبول کیا یا قبول میں ثمن دوسرا ذکر کیا یا ایجاب کے بعض ثمن کے ساتھ قبول کیا ان سب صورتوں میں بیع صحیح نہیں۔ ہاں اگر مشتری (خریدار) نے ایجاب کیا اور بائع نے اُس سے کم ثمن کے ساتھ قبول کیا تو بیع صحیح ہے۔

(۴) ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا۔

(۵) ہر ایک کا دوسرے کے کلام کو سُننا۔ مشتری (خریدار) نے کہا میں نے خریدا مگر بائع نے نہیں سُنا تو بیع نہ ہوئی، ہاں اگر مجلس والوں نے مشتری (خریدار) کا کلام سُن لیا ہے اور بائع کہتا ہے میں نے نہیں سُنا ہے تو قضاءً بائع کا قول نامعتبر ہے۔

(۶) مبیع کا موجود ہونا مال متقوم ہونا۔ مملوک ہونا۔ مقدور التسلیم ہونا (یعنی حوالہ کرنے پر قادر ہونا) ضرور ہے اور اگر بائع اُس چیز کو اپنے لیے بیچتا ہوتو اُس چیز کا ملک بائع میں ہونا ضروری ہے۔ جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ اس کے موجود نہ ہونے کا اندیشہ ہو اُس کی بیع نہیں مثلاً حمل یا تھن میں جو دودھ ہے اُس کی بیع ناجائز ہے کہ ہوسکتا ہے جانور کا

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۲.

والبحر الرائق، کتاب البیع، ج۵، ص۴۳۲.

وردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع ... إلخ، ج۷، ص۱۳.

پیٹ پھولا ہے اور اُس میں بچہ نہ ہو اور تھن میں دودھ نہ ہو۔ پھل نمودار (ظاہر) ہونے سے پہلے بیچ نہیں سکتے۔ یوہیں خون اور مُردار کی بیع نہیں ہوسکتی کہ یہ مال نہیں اور مسلمان کے حق میں شراب وخنزیر کی بیع نہیں ہوسکتی کہ مال متقوم نہیں۔ زمین میں جوگھاس لگی ہوئی ہے اُس کی بیع نہیں ہوسکتی اگرچہ زمین اپنی ملک ہو کہ وہ گھاس مملوک نہیں (یعنی کوئی اس کا مالک نہیں)۔ یوہیں نہر یا کوئیں کا پانی، جنگل کی لکڑی اور شکار کہ جب تک ان کو قبضہ میں نہ کیا جائے مملوک نہیں۔

(۷) بیع موقت نہ ہو اگر موقت ہے مثلاً اتنے دنوں کے لیے بیچا تو یہ بیع صحیح نہیں۔

(۸) مبیع وثمن دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ نزاع (جھگڑا) پیدا نہ ہوسکے۔ اگر مجہول ہوں کہ نزاع ہوسکتی ہو تو بیع صحیح نہیں مثلاً اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی یا اس چیز کو واجبی دام (رائج قیمت) پر بیچا یا اُس قیمت پر بیچا جو فلاں شخص بتائے۔(2)

❀❀❀❀❀

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع انواع اربعۃ، ج۷، ص۱۳۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

عالمگیریہ میں ہے:

اما شرائط الصحۃ فمنہا ان یکون المبیع معلوما والثمن معلوما علما یمنع من المنازعۃ فبیع المجہول جہالۃ تفضی الیہا غیر صحیح کبیع شاۃ من ہذا القطیع وبیع الشیئ بیقمتہ وبحکم فلان اھ۔

(اے فتاوی ہندیہ کتاب البیع الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۳/۳)

بیع کے صحیح ہونے کی شرط میں سے یہ ہے کہ مبیع معلوم ہو اور ثمن معلوم ہو اس طور پر کہ جھگڑا نہ پیدا ہو چنانچہ ایسی مجہول چیز کی بیع صحیح نہیں جس سے جھگڑا پیدا نہ ہو، جیسے کہا جائے کہ اس گلہ میں سے ایک بکری کی بیع یا اس شے کی بیع اس کی قیمت کے ساتھ یا فلاں کے فیصلے کے مطابق بیع۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۷۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بیع کا حکم

مسئلہ ۲: بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری (خریدار) مبیع کا مالک ہوجائے اور بائع ثمن کا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بائع پر واجب ہے کہ مبیع کو مشتری (خریدار) کے حوالہ کرے اور مشتری (خریدار) پر واجب کہ بائع کو ثمن دیدے۔ یہ اُس وقت ہے کہ بیع بات (قطعی) ہو اور اگر بیع موقوف ہے کہ دوسرے کی اجازت پر موقوف ہے تو ثبوتِ ملک (ملکیت کا ثبوت) اُس وقت ہوگا جب اجازت ہوجائے۔(1)

مسئلہ ۳: ہزل (مذاق) کے طور پر بیع کی کہ الفاظ بیع اپنی خوشی سے قصداً بول رہا ہے مگر یہ نہیں چاہتا کہ چیز بک جائے ایسی بیع صحیح نہیں۔ اور ہزل کا حکم اُس وقت دیا جائے گا کہ صراحۃً عقد میں ہزل کا لفظ موجود ہو یا پہلے سے ان دونوں نے باہم ٹھہرالیا ہے کہ لوگوں کے سامنے مذاق کے طور پر بیع کریں گے اور اس گفتگو پر دونوں اب بھی قائم ہیں اس سے رجوع نہیں کیا ہے تو اسے ہزل قرار دے کر، نادرست کہیں گے اور اگر نہ عقد میں ہزل کا لفظ ہے اور نہ پیشتر ایسا ٹھہرالیا ہے تو قرائن کی بنا پر اسے ہزل نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ بیع صحیح مانی جائے گی۔ بیع ہزل اگرچہ بیع فاسد ہے مگر قبضہ کرنے سے بھی اس میں ملک حاصل نہیں ہوتی۔(2)

مسئلہ ۴: کسی شخص کو بیع کرنے پر مجبور کیا گیا یعنی بیع نہ کرنے میں قتل یا قطع عضو (جسم کے کسی عضو کو کاٹ ڈالنے) کی دھمکی دی گئی اُس نے ڈر کر بیع کردی تو یہ بیع فاسد اور موقوف ہے کہ اکراہ جاتے رہنے کے بعد (یعنی جبر کا ڈر و خوف ختم ہونے کے بعد) اُس نے اجازت دیدی تو جائز ہوجائے گی۔(3)

❀❀❀❀❀

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ج۳، ص۳.

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الھزل، ج۷، ص۱۷۔۱۸.

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الھزل، ج۷، ص۱۶۔۱۷.

ایجاب وقبول

مسئلہ ۵: ایسے دو ۲ لفظ جو تملیک وتملُّک کا اِفادہ کرتے ہوں یعنی جن کا یہ مطلب ہو کہ چیز کا مالک دوسرے کو کردیا یا دوسرے کی چیز کا مالک ہوگیا ان کو ایجاب وقبول کہتے ہیں ان میں سے پہلے کلام کو ایجاب کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں (جواب میں) بعد والے کلام کو قبول کہتے ہیں۔ مثلاً بائع نے کہا میں نے یہ چیز اتنے دام میں بیچی مشتری (خریدار) نے کہا میں نے خریدی تو بائع کا کلام ایجاب ہے اور مشتری (خریدار) کا قبول اور اگر مشتری (خریدار) پہلے کہتا کہ میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی تو یہ ایجاب ہوتا اور بائع کا لفظ قبول کہلاتا۔(1)

مسئلہ ۶: ایجاب وقبول کے الفاظ فارسی اُردو وغیرہ ہر زبان کے ہوسکتے ہیں۔ دونوں کے الفاظ ماضی ہوں جیسے خریدا بیچا یا دونوں حال ہوں جیسے خریدتا ہوں بیچتا ہوں یا ایک ماضی اور ایک حال ہو مثلاً ایک نے کہا بیچتا ہوں دوسرے نے کہا خریدا مستقبل کے صیغہ (یعنی ایسا جملہ جس سے مستقبل میں کسی کام کا کرنا سمجھا جائے) سے بیع نہیں ہوسکتی دونوں کے لفظ مستقبل کے ہوں یا ایک کا مثلاً خریدونگا بیچوں گا کہ مستقبل کا لفظ آئندہ عقد صادر کرنے کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے فی الحال عقد کا اثبات نہیں کرتا۔(2)

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج ۷، ص ۲۲.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

بیع ایجاب وقبول سے تمام ہوجاتی ہے، اور جب بیع صحیح شرع واقع ہولے تو اس کے بعد بائع یا مشتری کسی کو بے رضامندی دوسرے کے اس سے یوں پھر جانا روا نہیں، نہ اس کے پھرنے سے وہ معاہدہ جو مکمل ہوچکا ٹوٹ سکتا ہے، زید پر لازم ہے کہ مال فروخت شدہ تمام وکمال خریدار کو دے،

ہدایہ میں ہے:

اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع والاخیار لواحد منھما الامن عیب وعدم رویۃ ۲؎۔

(۲؎ الھدایہ کتاب البیوع مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/۲۵)

جب ایجاب وقبول حاصل ہوجائے تو بیع لازم ہوجاتی ہے اور بائع ومشتری میں سے کسی کو فسخ کا خیار حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ مبیع میں کوئی عیب ظاہر ہوجائے یا مشتری نے بوقت بیع اس کو دیکھا نہ ہو۔(ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۸۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج ۷، ص ۲۳.

مسئلہ ۷: ایک نے امر کا صیغہ (ایسا جملہ جس میں حکم دینے کا معنی پایا جاتا ہے) استعمال کیا جو حال پر دلالت کرتا ہے دوسرے نے ماضی کا مثلاً اُس نے کہا اس چیز کو اتنے پر لے دوسرے نے کہا میں نے لیا اقتضاء بیع صحیح ہوگئی کہ اب نہ بائع دینے سے انکار کرسکتا ہے نہ مشتری (خریدار) لینے سے۔(3)

مسئلہ ۸: یہ ضرور نہیں کہ خریدنا اور بیچنا ہی کہیں تو بیع ہو ورنہ نہ ہو بلکہ یہ مطلب اگر دوسرے لفظ سے ادا ہوتا ہو تو بھی عقد ہوسکتا ہے مثلاً مشتری (خریدار) (خریدار) نے کہا یہ چیز میں نے تم سے اتنے میں خریدی بائع (تاجر) نے کہا ہاں۔ میں نے کیا۔ دام لاؤ۔ لے لو۔ تمھارے ہی لیے ہے۔ منظور ہے۔ میں راضی ہوں۔ میں نے جائز کیا۔(4)

مسئلہ ۹: بائع نے کہا میں نے یہ چیز بیچی مشتری (خریدار) نے کہا ہاں تو بیع نہ ہوئی اور اگر مشتری (خریدار) ایجاب کرتا اور بائع جواب میں ہاں کہتا تو صحیح ہو جاتی۔ استفہام (یعنی سوال) کے جواب میں ہاں کہا تو بیع نہ ہوگی مگر جبکہ مشتری (خریدار) اُسی وقت ثمن ادا کردے کہ یہ ثمن ادا کرنا قبول ہے۔ مثلاً کہا کیا تم نے یہ چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیع کی اُس نے کہا ہاں مشتری (خریدار) نے ثمن دیدیا بیع ہوگئی۔(5)

مسئلہ ۱۰: میں نے اپنا گھوڑا تمھارے گھوڑے سے بدلا، دوسرے نے کہا اور میں نے بھی کیا تو بیع ہوگئی۔ بائع نے کہا یہ چیز تم پر ایک ہزار کو ہے، مشتری (خریدار) نے کہا میں نے قبول کی، بیع ہوگئی۔(6)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے کہا یہ چیز تمھارے لیے ایک ہزار کو ہے اگر تم کو پسند ہو، دوسرے نے کہا مجھے پسند ہے، بیع ہوگئی۔ یوہیں اگر یہ کہا کہ اگر تم کو موافق آئے یا تم ارادہ کرو یا تمھیں اس کی خواہش ہو اُس نے جواب میں کہا کہ مجھے موافق ہے یا میں نے ارادہ کیا یا مجھے اس کی خواہش ہے۔(7)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے کہا یہ سامان لے جاؤ اور اس کے متعلق آج غور کرلو اگر تم کو پسند ہو تو ایک ہزار کو ہے دوسرا اُسے لے گیا بیع جائز ہوگئی۔(8)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام ہزار روپے میں بیع کیا اور کہہ دیا کہ اگر آج دام نہ لاؤ گے تو

---

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد۔۔۔ إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۴۔

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد۔۔۔ إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۴۔

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۲۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد۔۔۔ إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۵۔

(7) المرجع السابق۔

(8) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، ج۱، ص۳۳۸۔

میرے تمھارے درمیان بیع نہ رہے گی مشتری (خریدار) نے اسے منظور کیا مگر اُس روز دام نہیں لایا دوسرے روز مشتری (خریدار) بائع سے ملا اور یہ کہا کہ تم نے یہ غلام میرے ہاتھ ایک ہزار میں بیچا اُس نے کہا ہاں مشتری (خریدار) نے کہا میں نے اسے لیا تو بیع اس وقت صحیح ہوگئی کہ کل جو بیع ہوئی تھی وہ ثمن نہ دینے کی وجہ سے جاتی رہی۔(9)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کو دور سے پکار کر کہا میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع (فروخت) کی اُس نے کہا میں نے خریدی اگر اتنی دوری ہے کہ ان کی بات میں اشتباہ (شک وشبہ) نہیں ہوتا تو بیع درست ہے ورنہ نادرست۔(10)

مسئلہ ۱۵: بائع نے کہا اس کو میں نے تیرے ہاتھ بیچا مشتری (خریدار) نے اُس کو کھانا شروع کردیا یا جانور تھا اُس پر سوار ہوگیا یا کپڑا تھا اُسے پہن لیا تو بیع ہوگئی یعنی یہ تصرفات (یعنی چیز کو اس طرح استعمال کرنا) قبول کے قائم مقام ہیں۔ یوہیں ایک شخص نے دوسرے سے کہا اس چیز کو کھالو اور اس کے بدلے میں میرا ایک روپیہ تم پر لازم ہوگا، اس نے کھالیا تو بیع درست ہوگئی اور کھانا حلال ہوگیا۔(11)

مسئلہ ۱۶: دو شخصوں میں ایک تھان کے متعلق نرخ ہونے لگا (قیمت مقرر ہونے لگی) بائع نے کہا پندرہ میں بیچتا ہوں مشتری (خریدار) نے کہا دس میں لیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں دونگا اور مشتری (خریدار) اُس تھان کو لے کر چلا گیا اگر نرخ کرتے وقت تھان مشتری (خریدار) کے ہاتھ میں تھا جب تو پندرہ میں بیع ہوئی اور اگر بائع کے ہاتھ میں تھا مشتری (خریدار) نے اُس سے لیا اُس نے منع نہ کیا تو دس روپے میں بیع ہوئی۔ اور اگر تھان مشتری (خریدار) کے پاس ہے اور مشتری (خریدار) نے کہا دس سے زیادہ نہیں دونگا اور بائع نے کہا پندرہ سے کم میں نہیں بیچوں گا مشتری (خریدار) نے تھان واپس کردیا اس کے بعد پھر بائع سے کہا لاؤ دو بائع نے دیدیا اور ثمن کے متعلق کچھ نہ کہا اور مشتری (خریدار) لے کر چلا گیا تو دس میں بیع ہوئی۔(12)

مسئلہ ۱۷: ایک چیز کے متعلق بائع نے ثمن بدل کر دو ۲ ایجاب کیے مثلاً پہلے پندرہ روپیہ کہا دوسرے ایجاب میں ایک گنی ثمن بتایا ان دونوں ایجابوں کے بعد مشتری (خریدار) نے قبول کیا تو دوسرے ثمن کے ساتھ بیع قرار پائے گی اور اگر مشتری (خریدار) نے پہلے ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تھا پھر دوسرے ایجاب کے بعد بھی قبول کیا تو پہلی بیع فسخ

---

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، ج۱، ص۳۳۹.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد... إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۶.

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد... إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۶.

(12) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، ج۱، ص۳۳۹.

ہوگئی (یعنی ختم ہوگئی) دوسری صحیح ہوگئی اور اگر دونوں ایجابوں میں ایک ہی قسم کا ثمن ہے مگر مقدار میں کم و بیش ہے مثلاً پہلے پندرہ روپے کہا تھا پھر دس یا اس کا عکس جب بھی دوسری بیع معتبر ہے پہلی جاتی رہی اور اگر مقدار میں کمی بیشی نہ ہوتو پہلی ہی بیع درست ہے دوسری لغو۔(13)

مسئلہ ۱۸: جس مجلس میں ایجاب ہوا اگر قبول کرنے والا اس مجلس سے غائب ہوتو ایجاب بالکل باطل ہوجاتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے قبول کرنے پر موقوف ہو کہ اُسے خبر پہنچے اور قبول کرے تو بیع درست ہوجائے ہاں اگر قبول کرنے والے کے پاس ایجاب کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہنچی اُسی مجلس میں قبول کیا تو بیع صحیح ہے اُس مجلس میں قبول نہ کیا تو پھر قبول نہیں کرسکتا۔ یوہیں اگر ایجاب کے الفاظ کسی قاصد کے ہاتھ کہلا کر بھیجے تو جس مجلس میں یہ قاصد اُسے خبر پہنچائے گا اُسی میں قبول کرسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ بائع نے ایک شخص سے کہا کہ میں نے یہ چیز فلاں شخص کے ہاتھ اتنے میں بیچی اے شخص تو اُس کے پاس جا کر یہ خبر پہنچادے اگر غائب کی طرف سے کسی اور شخص نے جو مجلس میں موجود ہے قبول کرلیا تو ایجاب باطل نہ ہوا بلکہ یہ بیع اُس غائب کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ایک شخص کو اس نے خبر پہنچانے پر مامور (مقرر) کیا تھا مگر دوسرے نے خبر پہنچادی اور اُس نے قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی۔ جس طرح ایجاب تحریری ہوتا ہے قبول بھی تحریری ہوسکتا ہے مثلاً ایک نے دوسرے کے پاس ایجاب لکھ کر بھیجا دوسرے نے قبول کو لکھ کر بھیج دیا بیع ہوجائے گی مگر یہ ضرور ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کی تحریر موصول ہوئی ہے قبول کی تحریر اُسی مجلس میں لکھی جائے ورنہ ایجاب باطل ہوجائے گا۔(14)

❁❁❁❁❁

(13) الفتاوی الهندیة، کتاب البیوع، الباب الثاني فيما يرجع الى انعقاد... إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۷.

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: فی حکم البیع مع الهزل، ج۷، ص۱۹.

والفتاوی الهندیة، کتاب البیوع، الباب الثاني فيما يرجع الى انعقاد... إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۹.

خیارِ قبول

مسئلہ ۱۹: عاقدین (خرید و فروخت کرنے والوں) میں سے جب ایک نے ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے کہ مجلس میں قبول کرے یا رد کردے اس کا نام خیارِ قبول ہے۔ خیارِ قبول میں وراثت نہیں جاری ہوتی مثلاً یہ مرجائے تو اس کے وارث کو قبول کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (1)

مسئلہ ۲۰: خیارِ قبول آخر مجلس تک رہتا ہے مجلس بدل جانے کے بعد جاتا رہتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایجاب کرنے والا زندہ ہو یعنی اگر ایجاب کے بعد قبول سے پہلے مرگیا تو اب قبول کرنے کا حق نہ رہا کیونکہ ایجاب ہی باطل ہوگیا قبول کس چیز کو کریگا۔ (2)

مسئلہ ۲۱: دونوں میں سے کوئی بھی اُس مجلس سے اُٹھ جائے یا بیع کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائے تو ایجاب باطل ہو جاتا ہے۔ قبول کرنے سے پہلے موجب (ایجاب کرنے والے) کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کرلے قبول کے بعد واپس نہیں لے سکتا کہ دوسرے کا حق متعلق ہو چکا واپس لینے میں اُس کا ابطال (یعنی اس کا حق باطل) ہوتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۲۲: ایجاب کو واپس لینے میں یہ ضرور ہے کہ دوسرے نے اس کو سنا ہو، مثلاً بائع نے کہا میں نے اس کو بیچا پھر اپنا ایجاب واپس لیا مگر اس کو مشتری (خریدار) نے نہیں سنا اور قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر موجب کا ایجاب واپس لینا اور دوسرے کا قبول کرنا یہ دونوں ایک ساتھ پائے جائیں تو واپسی درست ہے اور بیع نہیں ہوئی۔ (4)

مسئلہ ۲۳: ایجاب کو لکھ بھیجا ہے یا کسی قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا ہے تو جب تک دوسرے کو تحریر یا پیغام نہ پہنچا ہو یا قبول نہ کیا ہو اس بھیجنے والے کو واپس لینے کا اختیار ہے، یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ قاصد کو واپس لینے کا علم ہو گیا ہو یا خود مکتوب الیہ (جس کو خط لکھا گیا ہے) یا مرسل الیہ (جس کی طرف بھیجا گیا ہے) کو علم ہو بلکہ اگر ان میں کسی کو بھی علم نہ

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد... إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۷.

(2) المرجع السابق.

(3) الھدایۃ، کتاب البیوع، ج۲، ص۲۳، وغیرہ.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد... إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۸.

ہو جب بھی رجوع صحیح ہے اور رجوع کے بعد اگر قبول پایا جائے تو بیع نہیں ہوسکتی۔(5)

مسئلہ ۲۴: جب ایجاب وقبول دونوں ہو چکے تو بیع تمام ولازم ہوگئی اب کسی کو دوسرے کی رضا مندی کے بغیر رَدکردینے کا اختیار نہ رہا البتہ اگر مبیع میں عیب ہو یا مبیع کو مشتری (خریدار) نے نہیں دیکھا ہے تو خیارعیب وخیار رویت حاصل ہوتا ہے ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔(6)

❁❁❁❁❁

---

(5) فتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵، ص۴۶۲۔

(6) الھدایۃ، کتاب البیوع، ج۲، ص۲۳۔

بیع تعاطی

مسئلہ ۲۵: بیع تعاطی جو بغیر لفظی ایجاب وقبول کے محض چیز لے لینے اور دیدینے سے ہوجاتی ہے یہ صرف معمولی اشیا ساگ ترکاری وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس وخسیس (عمدہ اور گھٹیا) سب میں ہوسکتی ہے اور جس طرح ایجاب وقبول سے بیع لازم ہوجاتی ہے یہاں بھی ثمن دیدینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہوجائے گی کہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے رد کرنے کا کسی کو حق نہیں۔(1)

مسئلہ ۲۶: اگر ایک جانب سے تعاطی ہو مثلاً چیز کا دام طے ہوگیا اور مشتری (خریدار) چیز کو بائع کی رضامندی سے اُٹھالے گیا اور دام نہ دیا یا مشتری (خریدار) نے بائع کو ثمن ادا کردیا اور چیز بغیر لیے چلا گیا تو اس صورت میں بھی بیع لازم ہوتی ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی رد کرنا چاہے تو رد نہیں کرسکتا قاضی بیع کو لازم کردے گا۔ دام طے کرنے کی وہاں ضرورت ہے کہ دام معلوم نہ ہو اور اگر معلوم ہو جیسے بازار میں روٹی بکتی ہے، عام طور پر ہر شخص کو نرخ معلوم ہے یا گوشت وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا ثمن لوگوں کو معلوم ہوتا ہے، ایسی چیزوں کے ثمن طے کرنے کی ضرورت نہیں۔(2)

مسئلہ ۲۷: دوکاندار کو گیہوں (گندم) کے لیے روپے دیدیے اور اُس سے پوچھا روپے کے کتنے سیر اُس نے کہا دس سیر مشتری (خریدار) (خریدنے والا) خاموش ہوگیا یعنی وہ نرخ منظور کرلیا پھر اُس سے گیہوں طلب کیے بائع نے کہا کل دوں گا مشتری (خریدار) چلا گیا دوسرے دن گیہوں لینے آیا تو نرخ تیز ہوگیا بائع (بیچنے والے) کو اُسی پہلے

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، ج۲، ص۲۳، وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ہدایہ میں ہے:

المعنی ھو المعتبر فی ھذہ العقود ولھذا ینعقد بالتعاطی فی النفیس والخسیس ھو الصحیح لتحقق المراضاۃ ۲۔(۲ ہدایہ کتاب البیوع مطبع یوسفی لکھنؤ ۳/۲۴)

ان عقود میں معنی کا اعتبار ہوتا ہے اور اس لیے ہر چھوٹی موٹی چیز کے لین دین کرنے سے بیع منعقد ہوجاتی ہے کیونکہ اس صورت میں رضا ظاہر ہوجاتی ہے (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۱۱، ص۲۲۷ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: البیع بالتعاطی، ج۷، ص۲۶۔

نرخ سے دینا ہوگا۔(3)

مسئلہ ۲۸: بیع تعاطی میں یہ ضرور ہے کہ لین دین کے وقت اپنی ناراضی ظاہر نہ کرتا ہو اور اگر ناراضی کا اظہار کرتا ہو تو بیع منعقد نہیں ہوگی مثلاً خربزہ، تربز لے رہا ہے بائع کو پیسے دیدیے مگر بائع کہتا جاتا ہے کہ اتنے میں نہیں دونگا تو بیع نہ ہوئی اگرچہ بازار والوں کی عادت معلوم ہے کہ اُن کو دینا نہیں ہوتا تو پیسے پھینک دیتے ہیں یا چیز چھین لیتے ہیں۔اور ایسا نہ کریں تو دل سے راضی ہیں خالی موںھ سے مشتری (خریدار) کو خوش کرنے کے لیے کہتے جاتے ہیں کہ نہیں دوں گا نہیں دوں گا اس عادت معلوم ہونے کی صورت میں بھی اگر صراحۃً ناراضی موجود ہو تو بیع درست نہیں۔(4)

مسئلہ ۲۹: ایک بوجھ ایک روپیہ کو خریدا پھر بائع سے یہ کہا کہ اسی دام کا ایک بوجھ یہاں اور لاکر ڈالدو اُس نے لاکر ڈالدیا تو اس دوسرے کی بھی بیع ہوگئی مشتری (خریدار) لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔(5)

مسئلہ ۳۰: قصاب سے کہا روپیہ کے تین سیر کے حساب سے اتنے کا گوشت تول دو یا اس جگہ کا پہلو یاران یا سینہ کا گوشت دو اُس نے تول دیا تو اب لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔(6)

مسئلہ ۳۱: خربزوں کا ٹوکرا لایا جس میں بڑے چھوٹے ہر قسم کے پھل ہیں مالک سے مشتری (خریدار) نے پوچھا کہ یہ خربزے کس حساب سے ہیں اُس نے روپیہ کے دس بتائے مشتری (خریدار) نے دس پھل چھانٹ کر بائع کے سامنے نکال لیے یا بائع نے مشتری (خریدار) کے لیے نکال دیے اور مشتری (خریدار) نے لے لیے، بیع ہوگئی۔(7)

مسئلہ ۳۲: دوکانداروں کے یہاں سے خرچ کے لیے چیزیں منگالی جاتی ہیں اور خرچ کرڈالنے کے بعد ثمن کا حساب ہوتا ہے ایسا کرنا استحساناً جائز ہے۔(8)

❁❁❁❁❁

---

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: البیع بالتعاطی، ج ۷، ص ۲۶

(4) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: البیع بالتعاطی، ج ۷، ص ۲۶.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع الی انعقاد...الخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۹.

(6) فتح القدیر، کتاب البیوع، ج ۵، ص ۴۶۰.

(7) المرجع السابق.

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج ۷، ص ۲۶.

مبیع وثمن

مسئلہ ۳۳: عقد میں جو چیز معین ہوتی ہے کہ جس کو دینا کہا اُسی کا دینا واجب ہے اس کو مبیع کہتے ہیں اور جو چیز معین نہ ہو وہ ثمن ہے۔(1)

اشیا تین قسم پر ہیں: ایک وہ کہ ہمیشہ ثمن ہو، دوسری وہ کہ ہمیشہ مبیع ہو، تیسری وہ کہ کبھی ثمن ہو کبھی مبیع۔ جو ہمیشہ ثمن ہے، وہ روپیہ اور اشرفی ہے ان کے مقابل (بدلے) میں کوئی چیز ہو ان کو بیچنا کہا جائے یا ان سے بیچنا کہا جائے ہر حال میں یہی ثمن ہیں۔ پیسے بھی ثمن ہیں کہ معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مگر ان کی ثمنیت باطل ہو سکتی ہے (یعنی بطور ثمن ان کا چلن ختم ہو سکتا ہے)۔ جو ہمیشہ مبیع ہو ایسی چیز ہے کہ ذوات الامثال (وہ چیزیں جن کے ضائع کردینے سے تاوان میں ویسی ہی چیزیں واپس کرنا لازم ہوتا ہے) سے نہ ہو یعنی ذوات القیم (وہ چیزیں جن کے ضائع کردینے سے تاوان میں ان کی قیمت دینا لازم ہوتی ہے) سے ہو اور عددی متفاوت (2) کہ یہ ہمیشہ مبیع ہونگی مگر کپڑے کے تھان کا وصف بیان کردیا جائے اور اس کے لیے کوئی میعاد (تاریخ، دن، وقت، مدت) مقرر کردی جائے تو ثمن بن سکتا ہے اس کے بدلے میں غلام وغیرہ کوئی معین چیز خرید سکتے ہیں۔ تیسری قسم کہ کبھی ثمن اور کبھی مبیع ہو، وہ مکیل (ناپ کی چیز) وموزون (جو چیز تول کر بکتی ہے) اور عددی متقارب

(جو چیز گنتی سے بکتی ہے اور اس کے افراد کی قیمتوں میں تفاوت نہیں ہوتا) ان چیزوں کو اگر ثمن کے مقابل میں ذکر کیا تو مبیع ہیں اور اگر ان کے مقابل میں انھیں جیسی چیزیں ہیں یعنی مکیل وموزون وعددی متقارب تو اگر دونوں جانب کی چیزیں معین ہوں بیع جائز ہے اور دونوں چیزیں مبیع قرار پائیں گی اور اگر ایک جانب معین ہو اور دوسری جانب غیر معین مگر اس غیر معین کا وصف بیان کردیا ہے کہ اس قسم کی ہوگی اس صورت میں اگر معین کو مبیع اور غیر معین کو ثمن قرار دیا ہے تو بیع جائز ہے اور غیر معین کو تفرق سے پہلے (یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے کے جدا ہونے سے پہلے) قبضہ کرنا ضروری ہے اور اگر غیر معین کو مبیع اور معین کو ثمن بنایا تو بیع ناجائز ہوگی اس صورت میں مبیع اور ثمن بنانے کا یہ مطلب ہے کہ جس کو بیچنا کہا وہ مبیع ہے اور جس سے بیچنا کہا وہ ثمن ہے اور اگر دونوں غیر معین ہوں تو بیع ناجائز ہوگی۔(3)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۲.

(2) جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں اور ان کے چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے قیمتوں میں تفاوت ہوتا ہے

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۲.

←

....

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ثم اقول: بل حقیقۃ الامر ان الاموال کما فی البحر وغیرہ اربعۃ اقسام، الاول ثمن بکل حال وھو النقدان فانھما اثمان ابدا صحبتھما الباء اولا وقوبلا بجنسھما اولا وعدھما العرف من الاثمان اولا کالمصوغ منھما فانہ بسبب ما اتصل بہ من الصنعۃ لم یبق ثمنا صریحا ولھذا یتعین فی العقد ومع ذٰلک بیعہ صرف یشترط فیہ ما یشترط فی الصرف لانھما خلقا للثمنیۃ ولا تبدیل لخلق اللہ، والثانی مبیع بکل حال کالثیاب والدواب فانھا وان صحبتھا الباء وقو بلت بما تشاء لا تثبت دینا فی الذمۃ وھذا ھو المعنی بالثمنیۃ فلا یرد ان فی المقایضۃ کلا من العرضین ثمن من وجہ ھکذا وجہ ابن عابدین جوابا عن ایراد العلامۃ الطحطاوی،

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں) اصل بات یہ ہے کہ مال چار قسم ہے جیسا کہ بحرالرائق وغیرہ میں ہے، اول وہ کہ ہر حال میں ثمن ہی ہے اور وہ سونا چاندی ہے کہ ہمیشہ ثمن ہی رہیں گے خواہ انکے عوض کوئی چیز بیچی یا انکو کسی چیز کے عوض بیچا کہیں خواہ اپنی جنس سے بدلے جائیں یا غیر جنس سے خواہ اہل عرف انہیں ثمن کہیں یا نہیں جیسے چاندی سونے کے برتن کہ وہ اس گھڑت کے سبب جو ان میں ہوئی خالص ثمن نہ رہے ولہذا عقد بیع میں متعین ہوجائیں گے اور باینہمہ ان کی بیع شرعا صرف ٹھہرے گی (یعنی ثمن سے ثمن کا بیچنا) اور جو شرائط صرف کے وہ سب اس کے مشروط ہوں گے اس لئے کہ چاندی سونا ثمن ہونے کے لئے ہی بنائے گئے اور اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز بدلی نہیں جاتی۔ قسم دوم وہ جو ہر حال مبیع ہے جیسے کپڑے، چوپائے کہ اگر ان کے عوض کوئی چیز بیچنا کہیں اور ان کا مبادلہ کسی شئی کے ساتھ ہو وہ کبھی ذمہ پر دین ہوکر لازم نہ ہوں گے، اور ثمن ہونے کے یہی معنی ہیں تو یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ بیع مقایضہ (جس میں متاع کے بدلے متاع بیچی جاتی ہے) اس میں دونوں متاع ایک وجہ سے ثمن ہیں، اعتراض علامہ طحطاوی کے جواب میں علامہ شامی نے اسی طرح توجیہ فرمائی،

اقول: وفیہ ان المصوغ من الحجرین ایضا لا یثبت دینا فی الذمۃ بل یتعین فی العقود کما تقدم عن البحر فان سلم ھذا ورد النقض علی ذٰلک فلیتأمل والاظھر عندی الجواب بان کل سلعۃ فی المقایضۃ مبیع ایضا ولا یمکن ان تصیر ثمنا محضا وان کان لھا وجھۃ الی الثمنیۃ من حیث ان البیع لا یقوم الا بالبدلین بخلاف القسم الاٰتی فانہ تارۃ یصیر ثمنا بحتا واخری مبیعا خالصا فمعنی القسمین انہ لا ینفک عنہ کونہ ثمنا او کونہ مبیعا بشیئ من الاحوال وان اعتراہ وجھۃ اخری ایضا فی بعض الحال ثم قولہ کالثیاب ارسلھا ارسالا واقرہ الشرح والحواشی والمراد المختلفۃ افرادھا مالیۃ والا کانت من الثالث حیث امکن ضبطھا بذکر جنس کقطن وکتان وصنعۃ کعمل الشام ومصر ورقۃ او غلظۃ وذرع طولا وعرضا ووزن ان بیعت بہ وبھذا یجوز السلم فیھا کما عرف فی محلہ والثالث ما لوصف فی ذاتہ ثمن تارۃ ومبیع اخری ولا اقول: کقول التنویر ثمن من وجہ مبیع من وجہ لئلا یعود حدیث المقایضۃ.

←

....

اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں یہ اعتراض ہے کہ چاندی سونے کی گھڑی ہوئی چیز مثلاً برتن یا گہنا یہ بھی ذمہ پر دین نہیں ہوتے بلکہ عقد میں متعین ہوجاتے ہیں جیسا کہ بحرالرائق سے گزرا، تو اگر یہ تقریر سالم رہے تو ایں پر نقض وارد ہوگا، فتامل، اور میرے نزدیک صاف جواب یہ ہے کہ بیع مقایضہ میں ہر شے مبیع بھی ہے اور ثمن خالص نہیں ہوسکتی اگر چہ اس کا ایک رخ ثمنیت کی طرف بھی سہی اس لئے کہ بیع بغیر ثمن و مبیع دونوں کے نہیں ہوسکتی بخلاف قسم آئندہ کے کہ وہ کبھی خالص ثمن ہوتی ہے اور کبھی خالص مبیع، تو ان دونوں قسموں کے معنی یہ ہیں کہ اس کا ثمن یا مبیع ہونا کسی حال اس سے جدا نہ ہوا اگرچہ بعض اوقات اسے دوسرا رخ بھی عارض ہو پھر وہ جو کپڑوں کی مثال گزری مصنف نے اسے یونہی مطلق چھوڑا اور شرح وحواشی میں اسے برقرار رکھا اور مراد وہ کپڑے ہیں جو مالیت میں ایک سے نہ ہوں، ورنہ تیسری قسم میں ہوں گے جبکہ ان کا ضبط ہوسکے ذکر جنس سے جیسے روئی اور کتان، یا کارخانہ کے ذکر سے جیسے شام ومصر کا کام، یا پتلی اور دبیز ہونے سے یا طول وعرض کی پیائش سے یا وزن سے اگر تول کر بیچے جاتے ہوں اور اسی بنا پر ان میں بیع سلم یعنی بدلی جائز ہے جیسا کہ اپنے محل میں معلوم ہوچکا ہے۔ قسم سوم وہ جن کی ذات میں کوئی کا ایسا وصف ہے جس کے سبب کبھی ثمن کبھی مبیع ہوتے ہیں اور میں ویسا نہیں کہتا جیسا تنویر میں فرمایا کہ ایک جہت سے ثمن ہو اور ایک جہت سے مبیع کہ مقایضہ کی بات پلٹ پڑے، (اے درمختار باب الصرف مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۵۷)

اقول: وانما زدت لوصف فی ذاته احترازا عن قسم الرابع فانه ایضاً یصیر مرة ثمنا واخری لا، لا لوصف فی ذاته بل للاصطلاح وعدمه وهذه هی المثلیات فانها اما ان تقابل باحد النقدین او لا علی الاول مبیعات مطلقاً سواء دخلتها الباء اولا وتعینت اولا کقولك بعتك هذا الذهب بکُرّ برّ او بهذا الکر فالکر مبیع مطلقا والبیع فی صورة التعیین مطلق وفی غیرہ سلم یشترط فیه شرائطه وعلی الثانی اما ان تدخلها الباء اولا علی الاول اثمان مطلقاً تعینت اولا کبعتك هذا الثوب بکربر او بهذا الکر والبیع مطلق فی الوجهین والکر یثبت فی الذمة وعلی الثانی ان تعینت فاثمان کبعتك هذا الکر بهذا الثوب اولا فمبیعات کبعتك کرا بهذا العبد والبیع سلم بشروطه والحاصل ان المثلی ان قوبل بحجر فمبیع مطلقا والا فان دخلته الباء فثمن مطلقاً والا فان تعین فثمن اولا فمبیع وهذا ایضاح ماحرر الشامی مع احسن ضبط لا یوجد فیه والرابع ما هو سلعة بالاصل وثمن بالاصطلاح کالفلوس فما دام یروج فکثمن والا عاد لاصله ولا شك ان المصطلحین اذا ارادوا ان یجعلوا سلعة ثمنا لا بد لهم ان یرجعوا فی تقدیرها الی الثمن الخلقی فان ما بالعرض لا یتقوم الا بما بالذات فیجعلون اربعة وستین من الفلوس الهندیة اواحدی وعشرین من الهللات العربیة بربیة وهکذا فی غیرها وهم فی ذلك بالخیار یصطلحون کیف یشاؤن اذ لا مشاحة فی الاصطلاح وقد کان قبل نحو عشرین سنة فی الدیار الهندیة قسمان من الفلوس یروجان احدهما مضروب والأخر قطعة نحاس مستطیلة الشکل نحو ضعف الفلس المضروب فی الوزن وکان من المضروب اربعة وستون بربیة لاتزید ولا تنقص ومن الأخر ←

مسئلہ ۳۴: مبیع اگر منقولات (وہ چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائی جاسکتی ہوں) کی قسم سے ہے تو بائع

یختلف السعر. وربما صار ثمانون منه بربیة الی ان کسد ونفد فکل ذٰلك راجع الی الاصطلاح ولا حجر فیه من جهة الشرع الشریف اذا علمت هذا فالنوط هو من القسم الرابع سلعة بأصله لانه قرطاس وثمن بالاصطلاح لانه یعامل به معاملة الاثمان وهذه الرقوم المکتوبة علیه تقدیرات ثمنیة بالثمن الاصلی کما علمت فهو اصطلاح لامضایقة فیه ولا یسأل له عن وجه وتوجیه وقد تبدین بهذا التقریر والحمد الله الفتاح القدیر حقیقة النوط وانما سائر الاحکام بها منوط. فاذن لایعتری ان شاء الله تعالی فی اہانة شیئ من الاحکام اشکال والحمدلله المهیمن المتعال۔

اقول: (میں کہتا ہوں) میں نے یہ قید کہ اس کی ذات میں کوئی وصف ایسا ہو اس لئے بڑھادی کہ قسم چہارم نکل جائے کہ وہ بھی تو کبھی ثمن ہوتی ہے کبھی نہیں لیکن کسی اپنے وصف کے سبب نہیں بلکہ اصطلاح وعدم اصطلاح کی بناپر۔ اور یہ وہ اشیاء ہیں جن کو مثلی کہتے ہیں اب ان کا مقابلہ یا تو چاندی سونے سے ہوگا یا اور چیز سے: پہلی صورت میں مطلقاً مبیع ہیں چاہے خرید وفروخت میں ان کو عوض ٹھہرایا ہو یا سونے چاندی کو اور یہ شیئ مثلی معین ہو یا غیر معین جیسے کوئی یوں کہے میں نے یہ سونا اتنے من گیہوں کو بیچا یا ان گیہوؤں کے عوض بیچا تو گیہوں بہر حال مبیع ہے پھر وہ گیہوں اگر معین ہے تو بیع مطلق ہے اور اگر غیر معین ہے تو سلم کہ اس کے شرائط لازم ہوں گے اور دوسری صورت میں ان کے عوض کوئی چیز بیچنا کہی یا ان کو کسی شے کے عوض بیچنا کہا پہلی تقدیر پر ہر حالت میں ثمن ہوں گے خواہ معین ہوں یا نہیں جیسے یوں کہا کہ میں نے یہ کپڑا اتنے گیہوؤں یا ان گیہوؤں کے عوض بیچا اور بیع بہر حال مطلق ہے چاہے یہ معین ہوں یا نہیں اور وہ گیہوں ذمہ پر لازم ہونگے بر تقدیر دوم اگر یہ چیزیں معین ہوں تو ثمن ہیں جیسے یوں کہا کہ میں نے یہ گیہوں اس کپڑے کے عوض بیچے اور معین نہ ہوں تو مبیع ہیں جیسے یوں کہے کہ میں نے اتنے من گیہوں اس غلام کے بدلے بیچے اور بیع سلم ہے اس کے شرائط کے ساتھ اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ مثلی چیز اگر سونے چاندی کے مقابل ہو تو مطلقاً مبیع ہے ورنہ اگر اس کے عوض بیچنا کہیں تو مطلقاً ثمن ہے ورنہ اگر معین ہو تو ثمن ہے اور غیر معین ہو تو مبیع یہ اس کا ایضاح ہے جو علامہ شامی نے یہاں منقح فرمایا مگر ایسے نفیس ضبط کے ساتھ جو شامی میں نہیں، قسم چہارم وہ یہ کہ حقیقۃً کوئی متاع ہو اور اصطلاحاً ثمن جیسے پیسے تو وہ جب تک چلتے ہیں ثمن ورنہ اپنی اصل کی طرف لوٹ جائیں گے اور اصلاً شبہہ نہیں کہ اہل اصطلاح جب کسی چیز کو ثمن کرنا چاہیں تو انہیں ان کے اندازہ میں ثمن پیدائشی کی طرف رجوع کرنے ناگزیر ہے کہ عرضی چیز کا قیام تو ذاتی ہی سے ہوتا ہے تو ۶۴ ہندی پیسے یا ۲۱ عربی ہللے ایک روپے کے قرار دیتے ہیں یوں ہی اس کے ماسوا میں، اور اختیار ہے جیسے چاہیں اصطلاح مقرر کریں کیونکہ اصطلاح میں کوئی روک ٹوک نہیں، ۲۰ برس پہلے ہندوستان میں دوطرح کے پیسے رائج تھے ایک سکہ زدہ (ڈبل) دوسرے تانبے کے لبے ٹکڑے وزن میں ڈبل پیسے سے قریب، دونے کے (منصوری) ڈبل پیسے روپیہ کے ۶۴ سے نہ زائد ہوتے ہیں نہ کم، اور منصوری کا بھاؤ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور کبھی ایک روپے کے اسی ہو جاتے تھے یہاں تک کہ چلن نہ رہا اور جاتے رہے تو یہ سب اصطلاح کی جانب راجع ہے اور اس میں شرع مطہر کی طرف سے کوئی روک نہیں۔ جب یہ معلوم ہولیا تو نوٹ چوتھی قسم سے ہے، اصل میں یہ ایک متاع ہے ←

کا اُس پر قبضہ ہونا ضرور ہے قبل قبضہ کے چیز بیچ دی بیع ناجائز ہے۔(4)

مسئلہ ۴۵: مبیع اور ثمن کی مقدار معلوم ہونا ضرور ہے اور ثمن کا وصف بھی معلوم ہونا ضرور ہے ہاں اگر ثمن کی طرف اشارہ کردیا جائے مثلاً اس روپیہ کے بدلے میں خریدا تو نہ مقدار کے ذکر کی ضرورت ہے نہ وصف کے البتہ اگر وہ مال ربوی ہے(وہ مال جس میں سود ہوسکتا ہے)اور مقابلہ جنس کے ساتھ ہو مثلاً گیہوں کی اس ڈھیری کو بدلے میں اُس ڈھیری کے بیچا تو اگرچہ یہاں مبیع وثمن دونوں کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے مگر پھر بھی مقدار کا معلوم ہونا ضرور ہے کیونکہ اگر دونوں مقداریں برابر نہ ہوں تو سود ہوگا۔(5)

❀❀❀❀❀

اس لئے کہ ایک پرچہ کاغذ ہے اور اصطلاح میں ثمن ہے اس لئے کہ اس کے ساتھ ثمن کا سا معاملہ کیا جاتا ہے اور یہ رقمیں کہ اس پر مرقوم ہیں یہ اس کی ثمنیت کا ثمن اصلی سے اندازہ ہے جیسا کہ معلوم ہوچکا تو یہ ایک اصطلاح ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں نہ اس کی وجہ توجیہ دریافت کی جائیگی، بحمداللہ القدیر اس تقریر سے نوٹ کی حقیقت واضح ہوگئی اور تمام احکام اسی پر مبنی تھے تو ان شاء اللہ تعالٰی اب کوئی دشواری کسی حکم کے اظہار میں آڑے نہ آئے گی، اور سب خوبیاں اللہ کو جو ہر چیز کا نگہبان ہے بلندی والا۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۴۰۷۔۴۰۹ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(4) الہدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: ومن اشتری شیئا... إلخ، ج ۲، ص ۵۹، وغیرہ۔

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج ۷، ص ۴۶۔۴۸۔

ثمن کا حال و مؤجل ہونا

مسئلہ ۳۶: بیع میں کبھی ثمن حال ہوتا ہے یعنی فوراً دینا اور کبھی مؤجل یعنی اُس کی ادا کے لیے کوئی میعاد معین کردی جائے کیونکہ میعاد معین نہ ہوگی تو جھگڑا ہوگا۔ اصل یہ ہے کہ ثمن حال ہولہٰذا عقد میں اس کہنے کی ضرورت نہیں کہ ثمن حال ہے بلکہ عقد میں ثمن کے متعلق اگر کچھ نہ کہا جب بھی فوراً دینا واجب ہوگا اور ثمن مؤجل کے لیے یہ ضرور ہے کہ عقد ہی میں مؤجل ہونا ذکر کیا جائے۔(1)

مسئلہ ۳۷: میعاد کے متعلق اختلاف ہوا بائع کہتا ہے میعاد تھی ہی نہیں اور مشتری (خریدار) میعاد ہونا بتاتا ہے تو گواہ مشتری (خریدار) کے معتبر ہیں اور قول بائع کا معتبر ہے اور اگر مقدار میعاد میں اختلاف ہوا ایک کم بتاتا ہے اور ایک زیادہ تو اُس کی بات مانی جائے گی جو کم بتاتا ہے اور گواہ یہاں بھی مشتری (خریدار) کے معتبر ہیں۔ اور اگر ایک کہتا ہے میعاد گزر چکی ہے اور ایک بتاتا ہے باقی ہے تو قول بھی مشتری (خریدار) ہی کا معتبر ہے اور دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اُسی کے معتبر ہیں۔(2)

مسئلہ ۳۸: مدیون (مقروض) کے مرنے سے میعاد باطل ہوجاتی ہے اور دائن کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی کیونکہ میعاد کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ کرکے اس زمانہ میں دین کی مقدار فراہم کریگا اور ادا کردے گا اور جب وہ خود ہی نہ رہا میعاد ہونا فضول ہے، بلکہ جو کچھ ترکہ ہے وہ دَین ادا کرنے کے لیے متعین ہے، لہٰذا بیع مؤجل میں بائع کے مرنے سے اجل (میعاد) باطل نہ ہوگی۔(3)

مسئلہ ۳۹: عقد بیع میں ثمن ادا کرنے کی کوئی میعاد مذکور نہ تھی یعنی بیع حال تھی بعد عقد بائع نے مشتری (خریدار) کو ادائے ثمن کے لیے ایک میعاد معلوم مقرر کردی مثلاً پندرہ دن یا ایک مہینہ یا ایسی میعاد مقرر کی جس میں تھوڑی سی جہالت ہے مثلاً جب کھیت کٹے گا اُس وقت ثمن ادا کرنا تو اب ثمن مؤجل ہوگیا کہ جب تک میعاد پوری نہ ہو بائع کو ثمن کے مطالبہ کا حق نہیں اور اگر ایسی میعاد مقرر کی ہو جس میں بہت زیادہ جہالت ہو (یعنی مقرر کردہ مدت کا وقت خاص معلوم

(1) المرجع السابق،ص۴۹.

(2) المرجع السابق،ص۵۰.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: فی تاجیل الی اجل مجہول، ج۷، ص۵۱.

نہ ہو) مثلاً جب آندھی چلے گی اُس وقت ثمن ادا کرنا تو یہ میعاد باطل ہے ثمن اب بھی غیر میعادی ہے۔(4)

مسئلہ ۴۰: مبیع کا دام ایک ہزار مشتری (خریدار) پر ہے بائع نے کہہ دیا کہ ہر مہینے میں سو روپیہ دیدیا کرنا تو اس کی وجہ سے دین مؤجل نہ ہوگا (یعنی دین میعادی نہ ہوگا)۔ کسی پر ہزار روپیہ دَین ہے اور دائن نے ادا کے لیے قسطیں مقرر کردی ہیں اور یہ بھی شرط کردی ہے کہ ایک قسط بھی وقت پر وصول نہ ہوئی تو باقی کل دین حال ہوجائے گا یعنی فوراً وصول کیا جائے گا اس قسم کی شرط صحیح ہے۔(5)

مسئلہ ۴۱: میعاد اُس وقت سے شروع کی جائے گی جب کہ بائع نے مبیع مشتری (خریدار) کو دیدی اور اگر مثلاً ایک سال کی میعاد تھی مگر سال گزر گیا اور ابھی تک مبیع ہی نہیں دی ہے تو دینے کے بعد ایک سال کی میعاد ملے گی۔(6)

❁❁❁❁❁

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۵۱.

والھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۴.

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۵۲.

(6) المرجع السابق، ص۵۶.

مختلف قسم کے سکّے چلتے ہوں اس کی صورتیں

مسئلہ ۴۲: کسی جگہ مختلف قسم کے روپے چلتے ہوں اور عاقِد (خرید وفروخت کرنے والے) نے مطلق روپیہ کہا تو وہ روپیہ مراد لیا جائے گا جو بیشتر اس شہر میں چلتا ہے یعنی جس کا رواج زیادہ ہے چاہے اُن سکّوں کی مالیت مختلف ہو یا ایک ہو اور اگر ایک ہی قسم کا روپیہ چلتا ہے جب تو ظاہر ہے کہ وہی متعین ہے اور اگر چلن یکساں ہے کسی کا کم اور کسی کا زیادہ نہیں اور مالیت برابر ہو تو بیع صحیح ہے اور مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ جو چاہے دیدے مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی تو ایک روپیہ یا دو اٹھنیاں یا چار چونیاں یا آٹھ دوانیاں جو چاہے دیدے اور مالیت میں اختلاف ہے جیسے حیدرآبادی روپے اور چہرہ دار کہ دونوں کی مالیت میں اختلاف رہتا ہے اگر کسی جگہ دونوں کا یکساں چلن ہو تو بیع فاسد ہو جائیگی۔(1)

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۴.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵، ص۴۶۹.

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

قال ابن عابدین تحت قول المتن ینصرف مطلقہ (ای مطلق الثمن) الی غالب نقد البلد وان اختلف النقود مالیۃ فسد العقد مع الاستواء فی رواجھا اھ مانصہ اما اذا اختلف رواجا مع اختلاف مالیتھا او بدونہ فیصح وینصرف الی الاروج وکذا یصح لو استوت مالیۃ ورواجا لکن یخیر المشتری بین ان یؤدی ایھما شاء، ومثل فی الھدایۃ مسئلۃ الاستواء فی المالیۃ والرواج بالثنائی والثلاثی واعترضہ الشراح بأن مالیۃ الثلثۃ اکثر من الاثنین واجاب فی البحر بان المراد بالثنائی ماقطعتان منہ بدرھم وبالثلاثی ماثلثۃ منہ بدرھم. قلت وحاصلہ انہ اذا اشتری بدرھم فلہ دفع درھم کامل او درھم مکسر قطعتین او ثلثۃ حیث تساوی الکل فی المالیۃ والرواج، ومثلہ فی زماننا الذھب یکون کاملا ونصفین واربعۃ ارباع وکلھا سواء فی المالیۃ والرواج ومنہ یعلم حکم ماتعورف فی زماننا من الشراء بالقروش فان القرش فی الاصل قطعۃ مضروبۃ من الفضۃ تقوم باربعین قطعۃ من القطع المصریۃ المسماۃ فی مصر نصفا ثم ان انواع العلمۃ المضروبۃ فی امر تقوم بالقروش فمنھا مایساوی عشرۃ قروش ومنھا اقل ومنھا اکثر فاذا اشتری بمائۃ قرش فالعادۃ انہ یدفع ماارادامامن القروش اومما یساویھا من بقیۃ انواع العلمۃ من ریال اوذھب ولا یفھم احدان الشراء وقع بنفس القطعۃ المسماۃ قرشاً بل ھی او مایساویھا من انواع العملۃ متساویۃ فی الرواج المختلفۃ فی

مسئلہ ۴۳: اگر سکے مختلف مالیت کے ہوں اور چلن (رواج) یکساں ہے اور مطلق روپیہ عقد میں بولا مگر ابھی مجلس

المالية ولا يرد ان صورة الاختلاف في المالية مع التساوي في الرواج هي صورة الفساد لانه هنالم يحصل اختلاف مالية الثمن حيث قدر بالقروش و انما يحصل الاختلاف اذالم يقدر بها كمالواشترى بمائة ذهب وكان الذهب انواعاً كلها رائجة مع اختلاف ماليتها فقد صار التقدير بالقروش في حكم مااذا استوت في المالية والرواج وقد مران المشتري يخير في دفع ايهما شاء. قال في البحر فلو طلب البائع احدهما للمشتري دفع غيره لان امتناع البائع من قبول مادفعه المشتري ولا فضل تعنت[1] اه (ملخصا)

(ا۔ درمختار شرح تنویر الابصار کتاب البیوع مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۷)(ا۔ ردالمحتار کتاب البیوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۴ / ۲۶)

تنویر الابصار میں جو فرمایا کہ مطلق ثمن شہر کے اس نقد کی طرف پھرتا ہے جس کا چلن زیادہ ہو اور اگر وہ سکے مالیت میں مختلف ہوں اور چلن ایک سا ہو تو عقد فاسد ہو جائیگا اس کے تحت میں علامہ شامی نے فرمایا لیکن اگر چلن ایک سا نہ ہو مالیت خواہ مختلف ہو یا نہیں تو عقد صحیح رہے گا اور جس کا چلن زیادہ ہے وہ مراد ٹھہریگا یونہی اگر مالیت اور چلن دونوں یکساں ہوں جب بھی عقد صحیح رہے گا مگر اس صورت میں خریدار کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جو چاہے ادا کرے، اور ہدایہ میں چلن اور مالیت یکساں ہونے کی مثال ثنائی اور ثلاثی سے دی اور شارحوں نے اس پر اعتراض کیا کہ تین کی مالیت دو سے زیادہ ہے، اور بحر الرائق میں جواب دیا کہ ثنائی سے وہ مراد ہے جس کے دو ایک روپے کے برابر ہوں ، اور ثلاثی وہ جس میں تین ایک روپے کے برابر ہوں، میں کہتا ہوں اس کا حاصل یہ ہے کہ جب اس نے کوئی چیز ایک روپے کو خریدی تو چاہے ایک روپیہ پورا دے چاہے دو اٹھنیاں چاہے تین تہائیاں جبکہ سب مالیت اور رواج میں برابر ہوں۔ اسی طرح اشرفی ہمارے زمانے میں پوری اور دو نصف اور چار پاؤلی ہوتی ہے اور سب کی مالیت اور چلن یکساں ہیں ، اور اسی سے معلوم ہوگیا قرشوں کے عوض خریدنے کا حکم جو ہمارے زمانے میں شائع کی ہے کہ قرش اصل میں ایک چاندی کا سکہ ہے جس کی قیمت چالیس قطعہ مصری ہوتی ہے جس کو مصر میں نصف کہتے ہیں پھر ہر قسم قسم کے لئے سب کی قیمت قرشوں سے لگائی جاتی ہے تو ان میں کوئی دس قرش کا کوئی کم کا کوئی زیادہ کا، تو جب کوئی چیز سو قرش کو خریدی تو عادت یہ ہے کہ وہ جو چاہے دے خواہ قرش ہی دے دیا اور سکے جو مالیت میں اس کے برابر ہوں ریال یا گنی، اور یہ کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ خریداری خاص اس ٹکڑے پر واقع ہوئی ہے جس کا نام قرش ہے بلکہ قرش یا اور سکوں سے جو مالیت سے مختلف ہیں اور چلن میں یکساں ہیں اتنا کہ اس کی مالیت کے برابر ہو جائیں اور یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ مالیت مختلف ہونا اور چلن میں یکساں ہونا یہی تو فساد عقد کی صورت ہے اسلئے کہ یہاں ثمن کی مالیت میں اختلاف نہ پڑا جب کہ اسکا اندازہ قرشوں سے کیا گیا، ہاں اختلاف جب ہوتا کہ ان سے اندازہ نہ کرتے جیسے کہ سو اشرفیوں کو خریدے اور وہاں اشرفیاں کئی قسم کی ہوں، چلن میں سب ایک سی اور مالیت میں مختلف ، اور جب قرشوں سے اندازہ کرلیا یہ ایسا ہوگیا گویا مالیت اور چلن سب برابر ہیں ، اور اوپر گزر چکا کہ مشتری کو اختیار ہوگا کہ ان میں سے جو چاہے دے۔ بحر الرائق میں فرمایا اگر بائع ان میں سے ایک سکہ طلب کرے تو مشتری کو اختیار ہے کہ دوسرا دے اس لئے کہ جو مشتری دے رہا ہے اس کے لینے سے بائع کا انکار بے جا ہٹ ہے جبکہ مالیت میں تفاوت نہیں انتہی۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۴۸۶ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

باقی ہے کہ ایک نے متعین کردیا کہ فلاں روپیہ اور دوسرے نے منظور کرلیا تو عقد صحیح ہے۔(2)

(2) فتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵،ص۴۶۹۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

اقول: وباللہ التوفیق ھذا اردء واخنع ولا غرو اذ القوس فی ید غیر باریھا قد علم کل من ترعرع عن الصبا ولو قلیلا ان الاثمان الاصطلاحیۃ انما تقدر بالحقیقۃ بل النقود کلھا لھا تقدیر بالدراھم دنانیر کانت او غیرھا ولا بدلھا من نسبۃ الی الربابی فجنیہ بخمسۃ عشر وقطعۃ صغیرۃ بثمن ربیۃ واخری بالربع واخری بالنصف و ست عشر آنۃ بربیۃ و النوط الفلان بعشرۃ والفلان بمائۃ ھکذا واذا استوت رواجا ومالیۃ فاھل العرف لایفرقون بینھا فی الاخذ والاعطاء فی معاملاتھم فمن شری ثوبا بجنیۃ افرنجی وادی خمس عشر ربیۃ او بالعکس لایعد ھذا تبدیلا ولا تحویلا ولا ینکرہ البائع ولا غیرہ وکذا القطعۃ الصغیرۃ وثمانیۃ فلوسا افرنجیۃ لا یفرقون بینھما فی اخذ ولا اعطاء وکذا ربع الربیۃ وستۃ عشر فلسا ومن اشتری شیئا بنصف ربیۃ. فاما ان یودی النصف بعینہ او ربیع ربیۃ او رابعۃ اثمانہ او ربع وثمنین او ربعا وثمنا وثمانیۃ فلوس او ثلثۃ اثمان وثمانیۃ فلوس او ربعا وستۃ عشر فلسا او ثمنا واربع وعشرین فلسا اوالکل بالفلوس اثنین وثلثین فلسا الصور (عہ) التسع جمیعا سواء عندھم ولا یفرقون بینھا اصلا لاستوائھا جمیعا فی المالیۃ والرواج ولیس ھذا فی العرف فقط بل الشرع ایضا خیر المشتری ان یؤدی ایھا شاء ولو امتنع البائع من قبول بعضھا و اراد الزام المشتری باحد الوجوہ کان تعنتا منہ ولم یقبل۔

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔ت) یہ شبہہ تو اور بھی ردی اور بھونڈا ہے مگر کوئی تعجب نہیں کہ کمان انجان کے ہاتھ میں ہے ہر وہ شخص جو بچپن سے کچھ بھی آگے بڑھا ہے جانتا ہے کہ اصطلاحی ثمنوں کے اندازے حقیقی ہی ثمن سے کئے جاتے ہیں بلکہ تمام نقدوں کے لئے روپیوں سے اندازہ ہے خواہ اشرفیاں ہوں یا اور کچھ، اور انہیں کچھ نہ کچھ روپیوں سے نسبت ضرور ہوگی تو ایک ساورن پندرہ روپے کی اور دوانی روپے کا آٹھواں حصہ اور چوانی چوتھائی اور اٹھنی آدھا اور ایک روپے کے سولہ آنے اور فلاں نوٹ دس روپے کا فلاں سو کا، وعلیٰ ھذا القیاس، اور جب ان کا چلن اور مالیت یکساں ہو تو اہل عرف معاملات میں ان کے لین دین میں کوئی فرق نہیں کرتے تو جو کوئی کپڑا ایک پونڈ انگریزی کو خریدے اور دے پندرہ روپے یا اس کا عکس تو نہ اسے کوئی تبدیل کہے گا نہ قرارداد کا پھیرنا اور نہ اس سے بائع انکار کرے گا نہ کوئی اور، یونہی دوانی اور آٹھ پیسے انگریزی ان کے لین دین میں بھی کوئی فرق نہیں کرتا، یونہی چونی اور سولہ پیسے اور جس نے کوئی چیز اٹھنی کو خریدی وہ یا تو خود اٹھنی دے یا دو چونیاں یا چار دوانیاں یا ایک چوانی اور دو دوانیاں یا ایک چوانی اور ایک دوانی اور آٹھ پیسے یا ایک چوانی اور سولہ پیسے یا ایک دوانی اور چوبیس پیسے یا سب کے بتیس پیسے، یہ نوکی نو صورتیں سب ان کے نزدیک برابر ہیں اور ان میں اصلاً فرق نہیں کرتے اس لئے کہ سب میں مالیت اور چلن یکساں ہیں اور یہ کچھ عرف ہی میں نہیں بلکہ شریعت نے بھی خریدار کو اختیار دیا کہ ان میں سے جس صورت پر چاہے ادا کرے اور اگر بیچنے والا ان میں سے کسی صورت کو نہ مانے اور کوئی دوسری صورت مشتری پر لازم کرنا چاہے تو یہ اس کی طرف سے بیجا ہٹ ہوگی اور مانی نہ جائے گی۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷،ص ۴۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ماپ اور تول اور تخمینہ سے بیع

مسئلہ ۴۴: گیہوں اور جو اور ہر قسم کے غلہ کی بیع تول سے بھی ہوسکتی ہے اور ماپ کے ساتھ بھی مثلاً ایک روپیہ کا اتنے صاع اور اٹکل اور تخمینہ (اندازے) سے بھی خریدے جاسکتے ہیں مثلاً یہ ڈھیری ایک روپیہ کو اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ اس ڈھیری میں کتنے سیر ہیں مگر تخمینہ سے اُسی وقت خریدے جاسکتے ہیں جبکہ غیر جنس کے ساتھ بیع ہو مثلاً روپیہ سے یا گیہوں کو جو سے یا کسی اور دوسرے غلہ سے اور اگر اُسی جنس سے بیع کریں مثلاً گیہوں کو گیہوں سے خریدیں تو تخمینہ سے بیع نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر کم و بیش ہوئے تو سود ہوگا۔(1)

مسئلہ ۴۵: جنس کو جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کیا اگر اُسی مجلس میں معلوم ہوگیا کہ دونوں برابر ہیں تو بیع جائز ہوگئی۔ یوہیں اگر دونوں میں کمی بیشی کا احتمال نہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ ان کی مقدار کیا ہے جب بھی بیع جائز ہے اس صورت میں تخمینہ کا صرف اتنا مطلب ہے کہ دونوں کا وزن معلوم نہیں۔(2)

مسئلہ ۴۶: جنس کے ساتھ تخمیناً بیع کی گئی مگر نصف صاع سے کم کی کمی بیشی ہے تو بیع جائز ہے کہ نصف صاع سے کم میں سود نہیں ہوتا(3)۔(4)

مسئلہ ۴۷: ایک برتن ہے جس کی مقدار معلوم نہیں کہ اس میں کتنا غلہ آتا ہے یا پتھر ہے معلوم نہیں کہ اس کا وزن کیا ہے ان کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے مثلاً اس برتن سے چار برتن گیہوں (گندم) ایک روپیہ میں یا اس پتھر سے فلاں چیز ایک روپیہ کی اتنی مرتبہ تولی جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ ناپ تول میں زیادہ زمانہ گزرنے نہ دیں کیونکہ زیادہ زمانہ گزرنے میں ممکن ہے کہ برتن جاتا رہے پتھر گم جائے پھر کس چیز سے ناپیں تولیں گے اور یہ برتن سمٹنے اور پھیلنے والا نہ ہو، لکڑی یا لوہے یا پتھر کا ہو اور اگر سمٹنے پھیلنے والا ہو تو بیع جائز نہیں جیسے زنبیل۔(کھجور کے پتوں سے بنا ٹوکرا) البتہ

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۴۔

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: مھم فی حکم الشرع بالقروش فی زماننا، ج۷، ص۵۰۔۶۰۔

(3) صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں والصحیح ثبوت الربا۔۔۔الخ ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ سود ہے، کیونکہ جب حرمت کی وجہ لوگوں کا مال محفوظ رکھنا ہے تو اس لحاظ سے واجب ہے کہ دو سیب کے بدلے ایک سیب اور ایک لپ کے بدلے دو لپ کا بیچنا حرام ہو۔

(فتح القدیر، ج۶، ص۱۵۲، انظر الفتاوی الرضویۃ، ج۱۷، ص۴۲۳)

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۶۰۔

پانی کی مشک اگرچہ سمٹنے پھیلنے والی چیز ہے مگر عرف وتعامل اس کی بیع پر جاری ہے، یہ بیع جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۴۸: غلہ کی ایک ڈھیری اس طرح بیع کی کہ اس میں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو تو صرف ایک صاع کی بیع درست ہوگی اور اس میں بھی مشتری (خریدار) کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے ہاں اگر اُسی مجلس میں وہ ساری ڈھیری ناپ دی یا بائع نے ظاہر کر دیا اور بتا دیا کہ اس ڈھیری میں اتنے صاع ہیں تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہو جائے گی اور اگر عقد سے پہلے یا عقد میں صاع کی تعداد بتادی ہے تو مشتری (خریدار) کو اختیار نہیں اور بعد میں ظاہر کی ہے تو ہے۔ یہ قول امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور صاحبین (6) کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد بھی اگر صاع کی تعداد معلوم ہوگئی بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لیے فتویٰ دیا جاتا ہے۔(7)

مسئلہ ۴۹: بکریوں کا گلہ (ریوڑ) خریدا کہ اس میں کی ہر بکری ایک روپیہ کو یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک روپیہ کو یا اسی طرح کوئی اور عددی متفاوت خریدا اور معلوم نہیں کہ گلہ میں کتنی بکریاں ہیں اور تھان میں کتنے گز کپڑا ہے مگر بعد میں معلوم ہوگیا تو صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔(8)

مسئلہ ۵۰: غلہ کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سو ۱۰۰ من ہے اور اس کی قیمت سو روپیہ بعد میں اُسے تولا اگر پورا سو ۱۰۰ من ہے جب تو بالکل ٹھیک ہے اور اگر سو من سے زیادہ ہے تو جتنا زیادہ ہے بائع کا ہے اور اگر سو من سے کم ہے تو مشتری (خریدار) (خریدار) کو اختیار ہے کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کرکے باقی لے لے یا کچھ نہ لے۔ یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جو ماپ اور تول سے بکتی ہے۔ البتہ اگر وہ اُس قسم کی چیز ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہو اور جو وزن بتایا ہے اُس سے زیادہ نکلی تو کل مشتری (خریدار) ہی کو ملے گی اور اس زیادتی کے مقابل میں مشتری (خریدار) کو کچھ دینا نہیں پڑے گا کہ وزن ایسی چیزوں میں وصف ہوتا ہے اور وصف کے مقابل میں ثمن کا حصہ نہیں ہوتا مثلاً ایک موتی یا یاقوت خریدا کہ یہ ایک ماشہ (آٹھ رتی کا وزن) ہے اور نکلا ایک ماشہ سے کچھ زیادہ تو جو ثمن

(5) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲،ص۲۴.

والدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷،ص۶۰.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵،ص۲۷۱.

(6) یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ۔

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲،ص۲۴.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵،ص۲۷۴.

والدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷،ص۶۱.

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷،ص۶۳.

مقرر ہوا ہے وہ دے کر مشتری (خریدار) لے لے۔(9)

مسئلہ ۵۱: تھان خریدا کہ مثلاً یہ دس گز ہے اور اس کی قیمت دس روپیہ ہے اگر یہ تھان اُس سے کم نکلا جتنا بائع نے بتایا ہے تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ پورے دام میں لے یا بالکل نہ لے یہ نہیں ہوسکتا کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کردی جائے اور اگر تھان اُس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ زیادتی بلا قیمت مشتری (خریدار) کی ہے بائع کو کچھ اختیار نہیں نہ وہ زیادتی لے سکتا ہے نہ اُس کی قیمت لے سکتا ہے نہ بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زمین خریدی کہ یہ سو ۱۰۰ گز ہے اور اس کی قیمت سو ۱۰۰ روپے ہے اور کم یا زیادہ نکلی تو بیع صحیح ہے اور سو ۱۰۰ ہی روپے دینے ہونگے مگر کمی کی صورت میں مشتری (خریدار) کو اختیار حاصل ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔(10)

مسئلہ ۵۲: یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس گز کا ہے دس روپے میں اور یہ کہہ دیا کہ فی گز ایک روپیہ اب نکلا کم تو جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کردے اور مشتری (خریدار) کو یہ اختیار ہے کہ نہ لے اور اگر زیادہ نکلا، مثلاً گیارہ یا بارہ گز ہے تو اس زیادہ کا روپیہ یہ دے، یا بیع کو فسخ (ختم) کردے۔(11) یہ حکم اُس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چکن (12)، گلبدن (13) اور اگر ایک طرح کا ہو تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بائع اُس زیادتی کو پھاڑ کر دس ۱۰ گز مشتری (خریدار) کو دیدے۔

مسئلہ ۵۳: کسی مکان یا حمام کے سو گز میں سے دس گز خریدے تو بیع فاسد ہے اور اگر یوں کہتا کہ سو سہام (سو حصوں) میں سے دس سہام خریدے تو بیع صحیح ہوتی اور پہلی صورت میں اگر اُسی مجلس میں وہ دس گز زمین معین کردی جائے کہ مثلاً یہ دس گز تو بیع صحیح ہوجائے گی۔(14)

مسئلہ ۵۴: کپڑے کی ایک گٹھری خریدی اس شرط پر کہ اس میں دس تھان ہیں مگر نکلے نو تھان یا گیارہ، تو بیع فاسد ہوگئی کہ کمی کی صورت میں ثمن مجہول ہے اور زیادتی کی صورت میں مبیع مجہول ہے اور اگر ہر ایک تھان کا ثمن بیان

---

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: الضابط فی کل...الخ، ج۷، ص۶۶۔۶۷۔

(10) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۵، وغیرہ۔

(11) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۶، وغیرہ۔

(12) ایسا کپڑا جس پر کشیدہ کاری یا بیل بوٹے کا کام کیا ہوا ہو۔

(13) ایک قسم کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا۔

(14) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۵۔

والدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۷۰۔

کر دیا تھا تو کمی کی صورت میں بیع جائز ہوگی کہ نو تھان کی قیمت دے کر لے لے مگر مشتری (خریدار) کو اختیار ہوگا کہ بیع کو فسخ کردے اور اگر گیارہ تھان نکلے تو بیع ناجائز ہے کہ مبیع مجہول ہے اُن میں سے ایک تھان کونسا کم کیا جائیگا۔(15)

مسئلہ ۵۵: تھانوں کی ایک گٹھری خریدی اور ایک غیر معین تھان کا استثنا کر دیا یا بکریوں کا ایک ریوڑ خریدا اور ایک بکری غیر معین کا استثنا کیا تو بیع فاسد ہوگئی کہ معلوم نہیں وہ مستثنےٰ کون ہے اور اس سے لازم آیا کہ مبیع مجہول ہوجائے اور اگر معین تھان یا بکری کا استثنا ہوتا تو بیع جائز ہوتی کہ مبیع میں کسی قسم کی جہالت پیدا نہ ہوتی۔(16)

مسئلہ ۵۶: تھان خریدا کہ دس گز ہے فی گز ایک روپیہ اور وہ ساڑھے دس گز نکلا تو دس روپے میں لینا پڑیگا اور ساڑھے نو گز نکلا تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ نو روپے میں لے یا نہ لے۔(17)

مسئلہ ۵۷: ایک زمین خریدی کہ اس میں اتنے پھل دار درخت ہیں مگر ایک درخت ایسا نکلا جس میں پھل نہیں آتے تو بیع فاسد ہوئی اور اگر زمین خریدی کہ اس میں اتنے درخت ہیں اور کم نکلے تو بیع جائز ہے مگر مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ چاہے پورے ثمن پر لے لے اور چاہے نہ لے یوہیں اگر مکان خریدا کہ اس میں اتنے کمرے یا کوٹھریاں ہیں اور کم نکلیں تو بیع جائز ہے مگر مشتری (خریدار) کو اختیار ہے۔(18)

❁❁❁❁❁

---

(15) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۶.

(16) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۷۱.

(17) الھدایۃ، کتاب البیوع، کیفیۃ انعقاد البیع، ج۲، ص۲۶.

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب: المعتبر ماوقع علیہ العقد وان ظن البائع والمشتری، ج۷، ص۷۱.

کیا چیز بیع میں تبعاً داخل ہوتی ہے اور کیا چیز نہیں

مسئلہ ۵۸: کوئی مکان خریدا تو جتنے کمرے کوٹھریاں ہیں سب بیع میں داخل ہیں یوہیں جو چیز مبیع کے ساتھ متصل ہو اور اس کا اتصال اتصال قرار ہو یعنی اس کی وضع اس لیے نہیں ہے کہ جدا کر لی جائے گی تو یہ بھی بیع میں داخل ہوگی مثلاً مکان کا زینہ (سیڑھی) یا لکڑی کا زینہ جو مکان کے ساتھ متصل ہو کیواڑ (دروازہ، کھڑکی وغیرہ کو بند کرنے یا کھولنے کا پٹ) اور چوکھٹ اور کنڈی اور وہ قفل (تالا) جو کیواڑ میں متصل ہوتا ہے اور اس کی کنجی۔ دوکان کے سامنے جو تختے لگے ہوتے ہیں یہ سب بیع میں داخل ہیں اور وہ قفل جو کیواڑ سے متصل نہیں بلکہ الگ رہتا ہے جیسے عام طور پر تالے ہوتے ہیں یہ بیع میں داخل نہیں بلکہ یہ بائع لے لے گا۔(1)

مسئلہ ۵۹: زمین بیچ ڈالی تو اس میں چھوٹے بڑے پھلدار اور بے پھل جتنے درخت ہیں سب بیع میں داخل ہیں مگر سوکھا درخت جو ابھی تک زمین سے اُکھڑا نہیں ہے وہ داخل نہیں کہ یہ گویا لکڑی ہے جو زمین پر رکھی ہے۔ لہٰذا آم وغیرہ کے پودے جو زمین میں ہوتے ہیں کہ برسات میں یہاں سے کھود کر دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں یہ بھی داخل ہیں۔(2)

مسئلہ ۶۰: مکان بیچا تو چکی بیع میں داخل نہ ہوگی اگرچہ نیچے کا پاٹ زمین میں جڑا ہو اور ڈول رسّی بھی داخل نہیں اور کوئیں پر پانی بھرنے کی چرخی اگر متصل ہو تو داخل ہے اور اگر رسّی سے بندھی ہو یا دونوں بازوؤں میں حلقہ بنا ہے کہ پانی بھرنے کے وقت چرخی لگا دیتے ہیں پھر الگ کر دیتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں داخل نہیں۔(3)

مسئلہ ۶۱: حمام بیچا تو پانی گرم کرنے کی دیگ جو زمین سے متصل ہے یا اتنی بڑی اور بھاری ہے جو ادھر اُدھر منتقل نہیں ہوسکتی بیع میں داخل ہے اور چھوٹی دیگ جو متصل نہیں بیع میں داخل نہیں۔ دھوبی کی دیگ جس میں بھٹّی چڑھاتا ہے

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۷۴.
وفتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵، ص۲۹۵.

(2) فتح القدیر، کتاب البیوع، ج۵، ص۲۸۵.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً... إلخ، ج۷، ص۷۶.
وفتح القدیر، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد... إلخ، ج۵، ص۲۸۳.

اور رنگریز کے مٹکے وغیرہ جس میں رنگ طیار کرتا ہے یہ سب اگر متصل ہوں تو داخل ہیں ورنہ نہیں یوہیں دھوبی کا پاٹا۔(4)

مسئلہ ۶۲: گدھے والے سے گدھا خریدا تو اس کا پالان (وہ کپڑا جو گدھے کی پشت پر ڈالا جاتا ہے) بیع میں داخل ہے اور اگر تاجر سے خریدا تو نہیں اور اس کے گلے میں ہار وغیرہ پڑا ہے تو وہ بیع میں مطلقاً داخل ہے۔(5)

مسئلہ ۶۳: گائے یا بھینس خریدی تو اس کا چھوٹا بچہ جو دودھ پیتا ہے بیع میں داخل ہے اگرچہ ذکر نہ کیا ہو اور گدھی خریدی تو اُس کا دودھ پیتا بچہ بیع میں داخل نہیں۔(6)

مسئلہ ۶۴: لونڈی غلام بیچے تو جو کپڑے عرف کے موافق پہنے ہوئے ہیں بیع میں داخل ہیں اور اگر ان کپڑوں کو نہ دینا چاہے تو ان کے مثل دوسرے کپڑے دے یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر کپڑے نہ پہنے ہوں تو بائع پر بقدر ستر عورت کپڑا دینا لازم ہوگا اور لونڈی زیور پہنے ہوئے ہو تو یہ بیع میں داخل نہیں، ہاں اگر بائع نے زیور سمیت مشتری (خریدار) کو دیدی یا مشتری (خریدار) نے زیور کے ساتھ قبضہ کیا اور بائع چپ رہا کچھ نہ بولا تو زیور بھی بیع میں داخل ہوگئے۔(7)

مسئلہ ۶۵: گھوڑا یا اونٹ بیچا تو لگام اور نکیل بیع میں داخل ہے یعنی اگرچہ بیع میں مذکور نہ ہوں بائع ان کو دینے سے انکار نہیں کرسکتا اور زین یا کاٹھی بیع میں داخل نہیں۔(8)

مسئلہ ۶۶: گھوڑی یا گدھی یا گائے بکری کے ساتھ بچہ بھی ہے اگر بچہ کو بازار میں لے گیا ہے جبکہ اُس کی ماں کو بیچنے کے لیے لے گیا ہے تو بچہ بھی عرفاً بیع میں داخل ہے۔(9)

مسئلہ ۶۷: مچھلی خریدی اور اس کے شکم میں موتی نکلا اگر یہ موتی سیپ (10) میں ہے تو مشتری (خریدار) کا ہے اور اگر بغیر سیپ کے خالی موتی ہے تو بائع نے اگر اس مچھلی کا شکار کیا ہے تو اسے واپس کرے اور بائع کے پاس یہ موتی بطور لقطہ (گری پڑی چیز کی طرح) امانت رہے گا کہ تشہیر کرے (اعلان کرے) اگر مالک کا پتہ نہ چلے خیرات کردے اور مرغی کے پیٹ میں موتی ملا تو بائع کو واپس کرے۔(11)

---

(4) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۷۷.

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۷۷.

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۷۸.

(7) المرجع السابق.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۳۸.

(9) المرجع السابق.

(10) دریا میں پائی جانے والی سیپی جس میں موتی ہوتا ہے۔

(11) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی بیع المنقول من غیر ذکر، ج۱، ص۳۹۰.

مسئلہ ۶۸: جو چیز بیع میں تبعاً (ضمناً) داخل ہو جاتی ہے اس کے مقابل میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا یعنی وہ چیز ضائع ہو جائے تو ثمن میں کمی نہ ہوگی مشتری (خریدار) کو پورے ثمن کے ساتھ لینا ہوگا۔(12)

مسئلہ ۶۹: زمین بیع کی اور اُس میں کھیتی ہے تو زراعت بائع کی ہے البتہ اگر مشتری (خریدار) شرط کرلے یعنی مع زراعت کے لے تو مشتری (خریدار) کی ہے اسی طرح اگر درخت بیچا جس میں پھل موجود ہیں تو یہ پھل بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری (خریدار) اپنے لیے شرط کرلے۔ یوہیں چمیلی (ایک مشہور خوشبودار پھول چنبیلی)، گلاب، جوہی (چنبیلی جیسے خوشبودار پھول جو اس سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں) وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بائع کے ہیں مگر جبکہ مشتری (خریدار) شرط کرلے۔(13)

مسئلہ ۷۰: زراعت والی زمین یا پھل والا درخت خریدا تو بائع کو یہ حق حاصل نہیں کہ جب تک چاہے زراعت رہنے دے یا پھل نہ توڑے بلکہ اُس سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے اور پھل توڑلے اور زمین یا درخت مشتری (خریدار) کو سپرد کردے کیونکہ اب وہ مشتری (خریدار) کی مِلک ہے اور دوسرے کی مِلک کو مشغول رکھنے کا اسے حق نہیں، البتہ اگر مشتری (خریدار) نے ثمن ادا نہ کیا ہو تو بائع پر تسلیمِ مبیع واجب نہیں۔(14)

مسئلہ ۷۱: کھیت کی زمین بیع کی جس میں زراعت ہے اور بائع یہ چاہتا ہے کہ جب تک زراعت طیار نہ ہو کھیت ہی میں رہے طیار ہونے پر کاٹی جائے اور اتنے زمانہ تک کی اجرت دینے کو کہتا ہے اگر مشتری (خریدار) راضی ہو جائے تو ایسا بھی کرسکتا ہے بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔(15)

مسئلہ ۷۲: کاٹنے کے لیے درخت خریدا ہے تو عادۃً درخت خریدنے والے جہاں تک جڑ کھود کر نکالا کرتے ہیں یہ بھی جڑ کھود کر نکالے گا مگر جبکہ بائع نے یہ شرط کردی ہو کہ زمین کے اوپر سے کاٹنا ہوگا جڑ کھودنے کی اجازت نہیں تو اس صورت میں زمین کے اوپر ہی سے درخت کاٹ سکتا ہے یا شرط نہیں کی ہے مگر جڑ کھودنے میں بائع کا نقصان ہے مثلاً وہ

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۳۸.

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: کل ما دخل... إلخ، ج۷، ص۸۰.

(13) الھدایۃ، کتاب البیوع، فصل من باع دارا دخل بناءھا... إلخ، ج۲، ص۲۶.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد بہ البیع... إلخ، ج۵، ص۴۸۶.

(14) الھدایۃ، کتاب البیوع، فصل من باع دارا دخل بناءھا... إلخ، ج۲، ص۲۷.

والدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعا... إلخ، ج۷، ص۸۴.

(15) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعا... إلخ، ج۷، ص۸۴.

درخت دیوار یا کوئیں کے قرب میں ہے جڑ کھودنے میں دیوار گر جانے یا کوآں منہدم ہوجانے (گر جانے) کا اندیشہ ہے تو اس حالت میں بھی زمین کے اوپر سے ہی کاٹ سکتا ہے پھر اگر اُس جڑ میں دوسرا درخت پیدا ہو تو یہ درخت بائع کا ہوگا ہاں اگر درخت کا کچھ حصہ زمین کے اوپر چھوڑ دیا ہے۔ اور اس میں شاخیں نکلیں تو یہ شاخیں مشتری (خریدار) کی ہیں۔(16)

مسئلہ ۷۳: کاٹنے کے لیے درخت خریدا ہے اس کے نیچے کی زمین بیع میں داخل نہیں اور باقی رکھنے کے لیے خریدا ہے تو زمین بیع میں داخل ہے اور اگر بیع کے وقت نہ یہ ظاہر کیا کہ کاٹنے کے لیے خریدتا ہے نہ یہ کہ باقی رکھنے کے لیے خریدتا ہے تو بھی نیچے(17) کی زمین بیع میں داخل ہے(18)

مسئلہ ۷۴: درخت اگر کاٹنے کی غرض سے خریدا ہے تو مشتری (خریدار) کو حکم دیا جائے گا کہ کاٹ لے جائے چھوڑ رکھنے کی اجازت نہیں اور اگر باقی رکھنے کے لیے خریدا ہے تو کاٹنے کا حکم نہیں دیا جاسکتا اور کاٹ بھی لے تو اس کی جگہ پر دوسرا درخت لگاسکتا ہے بائع کو روکنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ زمین کا اتنا حصہ اس صورت میں مشتری (خریدار) کا ہو چکا۔(19)

مسئلہ ۷۵: جڑ سمیت درخت خریدا اور اُس کی جڑ میں سے اور درخت اوگے اگر ایسا ہے کہ پہلا درخت کاٹ لیا جائے تو یہ درخت سوکھ جائیں گے تو یہ بھی مشتری (خریدار) کے ہیں کہ اُسی کے درخت سے اوگے ہیں ورنہ بائع کے ہیں مشتری (خریدار) کو ان سے تعلق نہیں۔(20)

مسئلہ ۷۶: زراعت طیار ہونے سے قبل بیچ دی اس شرط پر کہ جب تک طیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یا کھیت کی زمین بیچ ڈالی اور اُس میں زراعت موجود ہے اور شرط یہ کی کہ جب تک طیار نہ ہوگی کھیت میں رہے گی یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں۔(21)

---

(16) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع ... إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع ... إلخ، ج۷، ص۸۵۔

(17) اس سے یہ مراد نہیں کہ جہاں تک درخت کی شاخیں پھیلی ہوں اور نہ یہ کہ جہاں تک جڑیں پہنچی ہوں بلکہ بیع کے وقت درخت کی جتنی موٹائی ہے اتنی زمین بیع میں داخل ہے یہاں تک کہ بیع کے بعد درخت جتنا تھا اُس سے زیادہ موٹا ہوگیا تو بائع کو اختیار ہے کہ درخت چھیل کر اُتنا ہی کردے جتنا بیع کے وقت تھا (عالمگیری) ۱۲ منہ (الفتاوی الھندیۃ، ج۳، ص۳۵،۳۶۔)

(18) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع ... إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع ... إلخ، ج۷، ص۸۵۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع ... إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵،۳۶۔

(20) المرجع السابق۔

(21) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع ... إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع ... إلخ، ج۷، ص۸۵۔

مسئلہ ۷۷: زمین بیع کی تو وہ چیزیں جو زمین میں باقی رکھنے کی غرض سے ہیں جیسے درخت اور مکانات یہ بیع میں داخل ہیں اگرچہ ان کو بیع میں ذکر نہ کیا ہو اور یہ بھی نہ کہا ہو کہ جمیع حقوق ومرافق (22) کے ساتھ خریدتا ہوں البتہ اُس زمین میں سوکھا ہوا درخت ہے تو اس طرح کی بیع میں داخل نہیں اور جو چیزیں باقی رکھنے کے لیے نہ ہوں جیسے بانس، نرکل (سرکنڈا)، گھاس یہ بیع میں داخل نہیں مگر جبکہ بیع میں ان کا ذکر کردیا جائے۔(23)

مسئلہ ۷۸: چھوٹا سا درخت خریدا تھا اور بائع کی اجازت سے زمین میں لگا رہا کاٹا نہ گیا اب وہ بڑا ہوگیا تو وہ پورا درخت مشتری (خریدار) کا ہے اور بائع اگرچہ اجازت دے چکا ہے مگر اُس کو یہ اختیار ہے کہ مشتری (خریدار) سے جب چاہے کہہ سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے جائے اور اب مشتری (خریدار) کو رکھنا جائز نہ ہوگا اور اگر بغیر اجازت بائع، مشتری (خریدار) نے چھوڑ رکھا ہے اور اب اُس میں پھل آگئے تو پھلوں کو صدقہ کردینا واجب ہے(24)

مسئلہ ۷۹: زمین ایک شخص کی ہے جس میں دوسرے شخص کے درخت ہیں مالک زمین نے باجازت مالک درخت زمین و درخت بیچ ڈالے اب اگر کسی آفت سماوی (قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ) سے درخت ضائع ہوگئے تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ زمین نہ لے اور بیع فسخ کردی جائے (بیع ختم کردی جائے) اور لے گا تو پوری قیمت جو زمین و درخت دونوں کی تھی دینی ہوگی اور یہ پورا ثمن اس صورت میں مالک زمین ہی کو ملے گا مالک درخت کو کچھ نہ ملے گا۔(25)

❁❁❁❁❁

(22) یعنی زمین سے متعلق تمام مفید چیزوں مثلاً رستہ، نالی، پانی وغیرہ۔

(23) الفتاوی الهندیة، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع... إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵،۳۶.

(24) الفتاوی الخانیة، کتاب البیع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، ج۱، ص۳۸۸.

(25) الفتاوی الهندیة، کتاب البیوع، الباب الخامس فیما یدخل تحت البیع... إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۳۵،۳۶.

پھل اور بہار کی خریداری

مسئلہ ۸۰: باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی (یعنی پھول کھلنے اور پھلوں کا سودا کر ڈالا) یہ ناجائز ہے۔ یوہیں اگر کچھ پھل آچکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جبکہ موجود وغیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آچکے ہیں تو یہ بیع درست ہے مگر مشتری (خریدار) کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل طیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے طیار ہوجانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز اور اگر پھل آجانے کے بعد بیع ہوئی مگر ہنوز (ابھی تک) مشتری (خریدار) کا قبضہ نہ ہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہوگئے بیع فاسد ہوگئی کہ اب مبیع وغیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا (1) اور قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں مگر چونکہ یہ جدید پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہٰذا بائع ومشتری (خریدار) دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری (خریدار) کے اس میں مشتری (خریدار) حلف سے جو کچھ کہدے اُس کا قول معتبر ہے۔ (2)

مسئلہ ۸۱: پھل خریدے نہ یہ شرط کی کہ ابھی توڑ لے گا اور نہ یہ کہ پکنے تک درخت پر رہیں گے اور بعد عقد بائع نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے۔ اور اب پھلوں میں جو کچھ زیادتی ہوگی وہ مشتری (خریدار) کے لیے حلال ہے بشرطیکہ درخت پر پھل چھوڑے رہنے کا عرف نہ ہو کیونکہ اگر عرف ہوچکا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں عموماً ہندوستان میں یہی ہوتا ہے کہ یہاں شرط نہ ہو جب بھی شرط ہی کا حکم ہوگا اور بیع فاسد ہوگی البتہ اگر تصریح

---

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

پھل کا پھول پر بیچنا ہی سرے سے حرام وناجائز ہے وہ بیع بالاتفاق صحیح نہ ہوئی بائع ومشتری دونوں پر اس سے دست کشی وتوبہ لازم ہے:

فی الدر المختار باع ثمرۃ قبل الظہور لایصح اتفاقا ا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ا۔ درمختار کتاب البیوع فصل فی ما یدخل فی البیع تبعا الخ مطبع مجتبائی دہلی 2/9)

درمختار میں ہے کہ کسی نے پھل کو نمودار ہونے سے پہلے بیچا تو بالاتفاق صحیح نہیں۔ (ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۵۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(2) فتح القدیر، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد بہ البیع... الخ، ج ۵، ص ۲۸۸۔

وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... الخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع... الخ، ج ۷، ص ۸۲۔

(وضاحت) کردی جائے کہ فی الحال توڑ لینا ہوگا اور بعد میں مشتری (خریدار) کے لیے بائع نے اجازت دیدی تو یہ بیع فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر بیع میں شرط ذکر نہ کی اور بائع نے درخت پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی مگر مشتری (خریدار) نے پھل نہیں توڑے تو اگر بہ نسبت سابق پھل بڑے ہوگئے تو جو کچھ زیادتی ہوئی اسے صدقہ کرے یعنی بیع کے دن پھلوں کی جو قیمت تھی اُس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا وہ خیرات کرے مثلاً اُس روز دس روپے قیمت تھی اور آج ان کی قیمت بارہ روپے ہے تو دو روپے خیرات کردے اور اگر بیع ہی کے دن پھل اپنی پوری مقدار کو پہنچ چکے تھے، اُن کی مقدار اِس زمانہ میں کچھ نہیں بڑھی صرف اتنا ہوا کہ اُس وقت پکے ہوئے نہ تھے، اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنے دنوں بغیر اجازت اُس کے درخت پر چھوڑے رہنے کا گناہ ہوا۔(3)

مسئلہ ۸۲: پھل خریدے اور یہ خیال ہے کہ بیع کے بعد اور پھل پیدا ہوجائیں گے یا درخت پر پھل رہنے میں پھلوں میں زیادتی ہوگی جو بغیر اجازتِ بائع ناجائز ہوگی اور چاہتا ہے کہ کسی صورت سے جائز ہوجائے تو اس کا یہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ مشتری (خریدار) ثمن ادا کرنے کے بعد بائع سے باغ یا درخت بٹائی پر لے لے اگرچہ بائع کا حصہ بہت قلیل قرار دے مثلاً جو کچھ اس میں ہوگا اُس میں نو سو ننانوے حصے مشتری (خریدار) کے اور ایک حصہ بائع کا تو اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے یا جو کچھ زیادتی ہوگی بائع کا وہ ہزارواں حصہ دے کر مشتری (خریدار) کے لیے جائز ہوجائے گی مگر یہ حیلہ اُسی وقت ہوسکتا ہے کہ درخت یا باغ کسی یتیم کا نہ ہو نہ وقف ہو اور اگر بیگن، مرچیں، کھیرے، ککڑی وغیرہ خریدے ہوں اور ان کے درختوں یا بیلوں (4) میں آئے دن نئے پھل پیدا ہوں گے تو یہ کرے کہ وہ درخت یا بیلیں بھی مشتری (خریدار) خرید لے کہ اب جو نئے پھل پیدا ہوں گے مشتری (خریدار) کے ہونگے۔ اور زراعت پکنے سے قبل خریدی ہے تو یہ کرے کہ جتنے دنوں میں وہ طیار ہوگی اُس کی مدت مقرر کر کے زمین اجارہ پر لے لے۔(5)

❁❁❁❁❁

---

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی بیع الثمر والزرع...إلخ، ج۷، ص۸۶.

(4) وہ پودے جن کی شاخیں زمین پر پھیلتی ہیں یا کسی سہارے سے اُوپر چڑھتی ہیں۔

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۸۵.

بیع میں استثنا ہوسکتا ہے یا نہیں

مسئلہ ۸۳: جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہوسکتا ہے (یعنی تنہا خریدی یا بیچی جاسکتی ہے) اُس کا عقد سے استثنا صحیح ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اُس پر عقد وارد نہ ہو تو استثنا (یعنی الگ کرنا) صحیح نہیں یہ ایک قاعدہ ہے اس کی مثال سُنیے۔غلہ کی ایک ڈھیری ہے اُس میں سے دس سیر یا کم وبیش خرید سکتے ہیں اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں۔ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری خرید سکتے ہیں اسی طرح ایک معین بکری کو مستثنےٰ کر کے (یعنی ریوڑ میں سے ایک مخصوص بکری کے علاوہ) سارا ریوڑ بھی خرید سکتے ہیں اور غیر معین بکری کو نہ خرید سکتے ہیں نہ اُس کا استثنا کر سکتے ہیں۔ درخت پر پھل لگے ہوں اُن میں کا ایک محدود حصہ خرید سکتے ہیں اسی طرح اُس حصہ کا استثنا بھی ہوسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جس کا استثنا کیا جائے وہ اتنا نہ ہو کہ اُس کے نکالنے کے بعد مبیع ہی ختم ہوجائے یعنی یہ یقیناً معلوم ہو کہ استثنا کے بعد مبیع باقی رہے گی اور اگر شبہہ ہو تو درست نہیں۔ باغ خریدا اُس میں سے ایک معین درخت کا استثنا کیا صحیح ہے۔ بکری کو بیچا اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا یہ صحیح نہیں کہ اُس کو تنہا خرید نہیں سکتے۔ جانور کے سری، پائے، دُنبہ کی چکی (دنبے کی چوڑی دُم) کا استثنا نہیں کیا جاسکتا نہ ان کو تنہا خریدا جاسکتا یعنی جانور کے جز معین کا استثنا نہیں ہوسکتا اور استثنا کیا تو بیع فاسد ہے اور جز شائع مثلاً نصف یا چوتھائی کو خرید بھی سکتے ہیں اور اس کا استثنا بھی کر سکتے ہیں اور اس تقدیر پر وہ جانور دونوں میں مشترک ہوگا۔(1)

مسئلہ ۸۴: مکان توڑنے کے لیے خریدا تو اُس کی لکڑیوں یا اینٹوں کا استثنا صحیح ہے۔(2)

مسئلہ ۸۵: کنیز (لونڈی) کی کسی شخص کے لیے وصیّت کی اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا یا پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کی وصیّت کی اور لونڈی کا استثنا کیا، یہ استثنا صحیح ہے۔ لونڈی کو بیع کیا یا اُس کو مکاتبہ کیا یا اُجرت پر دیا یا مالک پر دَین (قرض) تھا، دَین کے بدلے میں لونڈی دیدی اور اِن سب صورتوں میں اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا استثنا کیا تو یہ سب عُقُود (یعنی یہ تمام معاملات) فاسد ہوگئے اور اگر لونڈی کو ہبہ کیا یا صدقہ کیا اور قبضہ دلا دیا اُس کو مہر میں دیا یا قتلِ عمد کیا تھا لونڈی دے کر صلح کرلی یا اُس کے بدلے میں خلع کیا یا آزاد کیا اور ان سب صورتوں میں

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ... إلخ، الفصل التاسع، ج۳، ص۱۳۰.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: فسادالمتضمن... إلخ، ج۷، ص۹۰.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ... إلخ، الفصل التاسع، ج۳، ص۱۳۰.

پیٹ کے بچہ کا استثنا کیا تو یہ سب عقد جائز ہیں اور استثنا باطل۔ جانور کے پیٹ میں بچہ ہے اُسکا استثنا کیا جب بھی یہی احکام ہیں۔(3)

❁❁❁❁❁

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ...إلخ، الفصل التاسع، ج۳، ص۱۳۰.

ناپنے تولنے والے اور پرکھنے والے کی اُجرت کس کے ذمہ ہے

مسئلہ ۸۶: مبیع کے ماپ یا تول یا گنتی کی اُجرت دینی پڑے تو وہ بائع کے ذمہ ہوگی کہ ماپنا، تولنا، گننا اُسکا کام ہے کہ مبیع کی تسلیم اسی طرح ہوتی ہے کہ ماپ تول کر مشتری (خریدار) کو دیتے ہیں اور ثمن کے تولنے یا گننے یا پرکھنے کی اُجرت دینی پڑے تو یہ مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے کہ پورا ثمن اور کھرے دام (خالص نقدی) دینا اسی کا کام ہے ہاں اگر بائع نے بغیر پرکھے ہوئے (بغیر شناخت کیے) ثمن پر قبضہ کرلیا اور کہتا ہے کہ روپے اچھے نہیں ہیں واپس کرنا چاہتا ہے تو بغیر پرکھے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ کھوٹے ہیں واپس کیے جائیں اس صورت میں پرکھنے کی اُجرت بائع کو دینی ہوگی۔ دَین کے روپے پرکھنے کی اُجرت مدیون (قرض دار) کے ذمہ ہے۔(1)

مسئلہ ۸۷: درخت کے کل پھل ایک ثمن معین کے ساتھ تخمیناً (اندازے سے) خرید لیے۔ یوہیں کھیت میں کے لہسن پیاز تخمینہ سے خریدے یا کشتی میں کا سارا غلہ وغیرہ تخمینہ سے خریدا تو پھل توڑنے، لہسن، پیاز نکلوانے یا کشتی سے مبیع باہر لانے کی اُجرت مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے یعنی جب کہ مشتری (خریدار) کو بائع نے کہہ دیا کہ تم پھل توڑ لے جاؤ اور یہ چیزیں نکلوالو۔(2)

مسئلہ ۸۸: دلال (مال کمیشن پر بیچنے والا، آڑھتی) کی اُجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ اُس نے سامان مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع اس نے نہ کی ہو بلکہ مالک نے کی ہو تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفاً بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری (خریدار) کے ذمہ ہو تو مشتری (خریدار) دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔(3)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...الخ، ج۷، ص۹۳.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...الخ، مطلب: فساد المتضمن...الخ، ج۷، ص۹۳.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...الخ، مطلب: فساد المتضمن...الخ، ج۷، ص۹۳.

مبیع وثمن پر قبضہ کرنا

مسئلہ ۸۹: روپیہ اشرفی پیسہ سے بیع ہوئی اور مبیع وہاں حاضر ہے اور ثمن فوراً دینا ہو اور مشتری (خریدار) کو خیار شرط نہ ہو تو مشتری (خریدار) کو پہلے ثمن ادا کرنا ہوگا اُس کے بعد مبیع پر قبضہ کرسکتا ہے یعنی بائع کو یہ حق ہوگا کہ ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لے اور اُس پر قبضہ نہ دلائے بلکہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کیا ہو مبیع کو روک سکتا ہے اور اگر مبیع غائب ہو تو بائع جب تک مبیع کو حاضر نہ کردے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اور اگر بیع میں دونوں جانب سامان ہوں مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا یا دونوں طرف ثمن ہوں مثلاً روپیہ یا اشرفی سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اُسی مجلس میں ایک ساتھ ادا کرنا ہوگا۔ (1)

مسئلہ ۹۰: مشتری (خریدار) نے ابھی مبیع پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ وہ مبیع بائع کے فعل سے ہلاک ہوگئی یا اُس مبیع نے خود اپنے کو ہلاک کردیا یا آفت سماوی سے ہلاک ہوگئی تو بیع باطل ہوگئی بائع نے ثمن پر قبضہ کرلیا ہے تو واپس کرے اور اگر مشتری (خریدار) کے فعل سے ہلاک ہوئی اور بیع مطلق ہو یا مشتری (خریدار) کے لیے شرط خیار ہو تو مشتری (خریدار) پر ثمن دینا واجب ہے۔ اور اگر اس صورت میں بائع کے لیے شرطِ خیار ہو یا بیع فاسد ہو تو مشتری (خریدار) کے ذمہ ثمن نہیں بلکہ تاوان ہے یعنی اگر وہ چیز مثلی (وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت نہ ہو) ہے تو اُس کی مثل دے اور قیمی (وہ چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت ہو) ہے تو قیمت دے اور اگر کسی اجنبی نے ہلاک کردی ہو تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے چاہے بیع کو فسخ کردے اور اس صورت میں ہلاک کرنے والا بائع کو تاوان دے اور مشتری (خریدار) چاہے تو بیع کو باقی رکھے اور بائع کو ثمن ادا کرے اور ہلاک کرنے والے سے تاوان لے اور وہ تاوان اگر جنسِ ثمن (ثمن کی قسم مثلاً روپے، سونا، چاندی وغیرہ) سے نہ ہو تو اگرچہ ثمن سے زیادہ بھی ہو حلال ہے اور جنس ثمن سے ہو تو زیادتی حلال نہیں مثلاً ثمن دس روپیہ ہے اور تاوان پندرہ روپے لیا تو یہ پانچ ناجائز ہیں اور اشرفی تاوان میں لی تو جائز ہے اگرچہ یہ پندرہ روپے یا زیادہ کی ہو۔ (2)

مسئلہ ۹۱: دو چیزیں ایک عقد میں بیع کی ہیں اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کردیا مثلاً دو گھوڑے ایک ساتھ ملا

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، فصل من باع دارا دخل بناءھا... إلخ، ج۲، ص۲۹.
والدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، ج۷، ص۹۳.

(2) فتح القدیر، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ما ینعقد بہ البیع... إلخ، ج۵، ص۴۹۶.

کر بیچے ایک کا ثمن پانسو ہے اور دوسرے کا چار سو جب بھی بائع کو حق ہے کہ جب تک پورا ثمن وصول نہ کرلے مبیع پر قبضہ نہ دلائے مشتری (خریدار) یہ نہیں کرسکتا کہ دونوں میں سے ایک کا ثمن ادا کر کے اُس کے قبضہ کا مطالبہ کرے اور اگر مشتری (خریدار) نے بائع کے پاس کوئی چیز رہن رکھ دی یا ضامن پیش کردیا جب بھی مبیع کے روکنے کا حق بائع کے لیے باقی ہے اور اگر بائع نے ثمن کا کچھ حصہ معاف کردیا ہے تو جو کچھ باقی ہے اُسے جب تک وصول نہ کرے مبیع کو روک سکتا ہے۔ (3)

مسئلہ ۹۲: بیع کے بعد بائع نے ادائے ثمن کے لیے کوئی مدت مقرر کردی اب مبیع کے روکنے کا حق نہ رہا یا بغیر وصولی ثمن مبیع پر قبضہ دلا دیا تو اب مبیع کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر بلا اجازت بائع مشتری (خریدار) نے قبضہ کرلیا تو واپس لے سکتا ہے اور مشتری (خریدار) نے بلا اجازت قبضہ کیا مگر بائع نے قبضہ کرتے دیکھا اور منع نہ کیا تو اجازت ہوگئی اور اب واپس نہیں لے سکتا۔ (4)

مسئلہ ۹۳: مشتری (خریدار) نے کوئی ایسا تصرف کیا (یعنی کوئی ایسا معاملہ کیا) جس کے لیے قبضہ ضروری نہیں ہے وہ ناجائز ہے اور ایسا تصرف کیا جس کے لیے قبضہ ضرور ہے وہ جائز ہے۔ مثلاً مشتری (خریدار) نے مبیع کو ہبہ (تحفہ میں دیا) اور موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا) نے قبضہ کرلیا تو اس کا قبضہ قبضہ مشتری (خریدار) کے قائم مقام ہے اور مبیع کو بیع کردیا یہ ناجائز ہے۔ (5)

مسئلہ ۹۴: مشتری (خریدار) نے مبیع کسی کے پاس امانت رکھدی یا عاریت (عارضی طور پر جیسے لکھنے کے لیے قلم دینا) دیدی یا بائع سے کہہ دیا کہ فلاں کو سپرد کردے اُس نے سپرد کردی ان سب صورتوں میں مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا اور اگر خود بائع کے پاس امانت رکھی یا عاریت دیدی یا کرایہ پر دیدی یا بائع کو کچھ ثمن دیدیا اور کہہ دیا کہ باقی ثمن کے مقابلہ میں مبیع کو تیرے پاس رہن رکھا تو ان سب صورتوں میں قبضہ نہ ہوا۔ (6)

مسئلہ ۹۵: غلّہ خریدا اور مشتری (خریدار) نے اپنی بوری بائع کو دیدی اور کہہ دیا کہ اس میں ناپ یا تول کر بھر دے تو ایسا کردینے سے مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا بائع نے مشتری (خریدار) کے سامنے اُس میں بھرا ہو یا غیبت میں (غیر موجودگی میں) دونوں صورتوں میں قبضہ ہوگیا اور اگر مشتری (خریدار) نے اپنی بوری نہیں دی بلکہ بائع سے کہا

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع ... إلخ، مطلب: فی حبس المبیع بقبض الثمن ... إلخ، ج ۷، ص ۹۴.

(4) المرجع السابق.

(5) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع ... إلخ، مطلب: فیما یکون قبضاً للمبیع، ج ۷، ص ۹۴.

(6) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع ... إلخ، مطلب: فیما یکون قبضاً للمبیع، ج ۷، ص ۹۴.

کہ تم اپنی بوری عاریت مجھے دو اور اُس میں ناپ یا تول کر بھر دو تو اگر مشتری (خریدار) کے سامنے بھر دیا قبضہ ہوگیا ورنہ نہیں۔ یوہیں تیل خریدا اور اپنی بوتل یا برتن دیکر کہا کہ اس میں تول دے اُس نے تول کر ڈال دیا قبضہ ہوگیا۔ یہی حکم ناپ اور تول کی ہر چیز کا ہے کہ مشتری (خریدار) کے برتن میں جب اس کے حکم سے رکھدی جائے گی قبضہ ہوجائے گا۔(7)

مسئلہ ۹۶: بائع نے مبیع اور مشتری (خریدار) کے درمیان تخلیہ کردیا کہ اگر وہ قبضہ کرنا چاہے کرسکے اور قبضہ سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور مبیع و مشتری (خریدار) کے درمیان کوئی شے حائل بھی نہ ہو تو مبیع پر قبضہ ہوگیا اسی طرح مشتری (خریدار) نے اگر ثمن و بائع میں تخلیہ کردیا تو بائع کو ثمن کی تسلیم کردی۔(8)

مسئلہ ۹۷: اگر تخلیہ کردیا مگر قبضہ سے کوئی شے مانع ہے مثلاً مبیع دوسرے کے حق میں مشغول ہے جیسے مکان بیچا اور اُس میں بائع کا سامان موجود ہے اگرچہ قلیل ہو یا زمین بیع کی اور اُس میں بائع کی زراعت ہے تو ان صورتوں میں مشتری (خریدار) کا قبضہ نہیں ہوا ہاں بائع نے مکان و سامان دونوں پر قبضہ کرنے کو کہد یا اور اس نے کرلیا تو قبضہ ہوگیا اور اس صورت میں سامان مشتری (خریدار) کے پاس امانت ہوگا اور اگر خود مبیع نے دوسری چیز کو مشغول کر رکھا ہو مثلاً غلہ خریدا جو بائع کی بوریوں میں ہے یا پھل خریدے جو درخت میں لگے ہیں تو تخلیہ کردینے سے قبضہ ہوجائے گا۔(9)

مسئلہ ۹۸: مکان خریدا جو کسی کے کرایہ میں ہے اور مشتری (خریدار) راضی ہوگیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو عقد فسخ نہ کیا جائے جب اجارہ کی مدت پوری ہوگی اُس وقت قبضہ کریگا تو اب مشتری (خریدار) قبضہ کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک اجارہ کی میعاد باقی ہے اور بائع بھی مشتری (خریدار) سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک مکان کو قابل قبضہ نہ کردے۔(10)

مسئلہ ۹۹: سرکہ یا عرق وغیرہ خریدا اور بائع نے تخلیہ کردیا مشتری (خریدار) نے بوتلوں پر مُہر لگا کر بائع ہی کے یہاں چھوڑ دیا تو قبضہ ہوگیا کہ وہ اگر ہلاک ہوگا مشتری (خریدار) کا نقصان ہوگا بائع کو اس سے تعلق نہ ہوگا اور اگر مبیع

---

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، فصل ومن باع دارًا دخل بناؤھا فی البیع...إلخ، ج۲، ص۲۸، ۲۹، وغیرہ۔

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، ج۷، ص۹۵۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۱۷۔
وردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: فی شروط التخلیۃ، ج۷، ص۹۶۔

(10) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع...إلخ، مطلب: اشتری دارًا ماجورۃ...إلخ، ج۷، ص۹۷۔

بائع کے مکان میں ہے بائع نے اُسے کُنجی دیدی اور کہہ دیا کہ میں نے تخلیہ کر دیا تو قبضہ ہو گیا اور کُنجی دیکر کچھ نہ کہا تو قبضہ نہ ہوا۔(11)

مسئلہ ۱۰۰: مکان خریدا اور اُس کی کُنجی (چابی) بائع نے دے کر کہہ دیا کہ تخلیہ کر دیا اگر وہ مکان وہیں ہے کہ آسانی کے ساتھ اُس مکان میں تالا لگا سکتا ہے تو قبضہ ہو گیا۔ اور مکان مبیع (بیچا ہوا مکان) دور ہے تو قبضہ نہ ہوا، اگرچہ بائع نے کہدیا ہو کہ میں نے تمھیں سپرد کر دیا اور مشتری (خریدار) نے کہا میں نے قبضہ کرلیا۔(12)

مسئلہ ۱۰۱: بیل خریدا جو چر رہا ہے بائع نے کہدیا جاؤ قبضہ کرلو، اگر بیل سامنے ہے کہ اُس کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے تو قبضہ ہوا، ورنہ نہیں۔(13) کپڑا خریدا اور بائع نے کہہ دیا کہ قبضہ کرلو، اگر اتنا نزدیک ہے کہ ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے قبضہ ہو گیا اور اگر قبضہ کے لیے اُٹھنا پڑے گا تو فقط تخلیہ سے قبضہ نہ ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۰۲: گھوڑا خریدا جس پر بائع سوار ہے مشتری (خریدار) نے کہا مجھے سوار کرلے اُس نے سوار کرلیا اگر اُس پر زین (پالان) نہیں ہے تو مشتری (خریدار) کا قبضہ ہو گیا اور زین ہے اور مشتری (خریدار) زین پر سوار ہوا جب بھی قبضہ ہو گیا اور زین پر سوار نہ ہوا تو قبضہ نہ ہوا۔ اور اگر دونوں بیع سے پہلے اُس گھوڑے پر سوار تھے اور اسی حالت میں عقد بیع ہوا تو مشتری (خریدار) کا یہ سوار ہونا قبضہ نہیں جس طرح مکان میں بائع و مشتری (خریدار) دونوں ہیں اور مالک نے وہ مکان بیع کیا تو مشتری (خریدار) کا اُس مکان میں ہونا قبضہ نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۰۳: نگینہ جو انگوٹھی میں ہے اسے خریدا، بائع نے انگشتری (انگوٹھی) مشتری (خریدار) کو دیدی کہ اس میں سے نگینہ نکال لے انگشتری مشتری (خریدار) کے پاس سے ضائع ہوگئی اگر مشتری (خریدار) آسانی سے نگینہ نکال سکتا ہے تو قبضہ صحیح ہو گیا صرف نگینہ کا ثمن دینا ہوگا اور اگر بلا ضرر اُس میں سے نگینہ نہ نکال سکتا ہو تو تسلیم (سپرد کرنا) صحیح نہیں

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۶.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷.
و ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع... إلخ، مطلب: اشتری دارا أماجورۃ... إلخ، ج۷، ص۹۷.

(13) غالباً یہاں عبارت متروک ہے جیسا کہ مسئلہ کے بقیہ حصہ سے وضاحت ہو رہی ہے نیز فتاوی عالمگیری میں اس مسئلہ کے بعد یہ عبارت مذکور ہے: والصحیح ان البقرۃ ان کانت بقربھا بحیث یتمکن المشتری من قبضھا لو اراد فھو قابض لھا یعنی صحیح یہ ہے کہ بیل بائع اور مشتری کے اتنے قریب ہو اگر مشتری قبضہ کرنا چاہے تو قبضہ کر سکے تو قبضہ ہو گیا... علمیہ

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷، ۱۸.

(15) فتح القدیر، کتاب البیوع، فصل لما ذکر ماینعقد بہ البیع... إلخ، ج۵، ص۴۹۷.

اور مشتری (خریدار) کو کچھ نہیں دینا پڑے گا اور اگر انگوٹھی ضائع نہ ہوئی اور بلاضرر مشتری (خریدار) نکال نہیں سکتا اور ضرر برداشت کرنا نہیں چاہتا تو اُسے اختیار ہے کہ بائع کا انتظار کرے کہ وہ جدا کر کے دے یا بیع فسخ کردے۔(16)

مسئلہ ۱۰۴: بڑے مٹکے یا گولی (مٹی کا بنا ہوا برتن جس میں غلہ رکھتے ہیں) بیع کی جو بغیر دروازہ کھودے گھر میں سے نہیں نکل سکتی اس کے قبضہ کے لیے بائع پر لازم ہوگا کہ گھر سے باہر نکال کر قبضہ دلائے اور بائع اس میں اپنا نقصان سمجھتا ہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۱۰۵: تیل خریدا اور برتن بائع کو دیدیا کہ اس میں تول کر ڈال دے ایک سیر اُس میں ڈالا تھا کہ برتن ٹوٹ گیا اور تیل بہ گیا جس کی خبر بائع مشتری (خریدار) کسی کو نہ ہوئی بائع نے اُس میں پھر اور تیل ڈالا اب حکم یہ ہے کہ ٹوٹنے سے پہلے جتنا ڈالا اور بہ گیا وہ مشتری (خریدار) کا نقصان ہوا اور ٹوٹنے کے بعد جو تیل ڈالا اور بہا یہ بائع کا ہے اور اگر ٹوٹنے کے پہلے جتنا تیل ڈالا تھا وہ سب نہیں بہا اُس میں کا کچھ بچ رہا تھا کہ بائع نے دوسرا اس پر ڈال دیا تو وہ پہلے کا بقیہ بائع کی ملک قرار دیا جائے اور اُس کی قیمت کا تاوان مشتری (خریدار) کو دے۔ اور اگر مشتری (خریدار) نے ٹوٹا ہوا برتن بائع کو دیا تھا جس کی دونوں کو خبر نہ تھی تو جو کچھ تیل بہہ جائے گا سارا نقصان مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے۔ اور اگر مشتری (خریدار) نے برتن بائع کو نہیں دیا بلکہ خود لیے رہا اور بائع اُس میں تول کر ڈالتا رہا تو ہر صورت میں کل نقصان مشتری (خریدار) ہی کے ذمہ ہے۔(18)

مسئلہ ۱۰۶: روغن (کھانے کا تیل، گھی وغیرہ) خریدا اور بائع کو برتن دے دیا اور کہہ دیا کہ اس میں تول کر ڈالدے اور برتن ٹوٹا ہوا تھا جس کی بائع کو خبر تھی اور مشتری (خریدار) کو علم نہ تھا تو نقصان بائع کے ذمہ ہے اور اگر مشتری (خریدار) کو معلوم تھا بائع کو معلوم نہ تھا یا دونوں کو معلوم تھا تو سارا نقصان دونوں صورتوں میں مشتری (خریدار) کا ہوگا۔(19)

مسئلہ ۱۰۷: تیل خریدا اور بائع کو بوتل دے کر کہا کہ میرے آدمی کے ہاتھ میرے یہاں بھیج دینا اگر راستہ میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع ہوگیا تو مشتری (خریدار) کا نقصان ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے آدمی کے ہاتھ میرے مکان پر بھیج دینا تو بائع کا نقصان ہوگا۔(20)

---

(16) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، من مسائل التخلیۃ، ج۱، ص۳۹۷.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۷.

(18) المرجع السابق، ص۱۹.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن... إلخ، ج۳، ص۱۹.

(20) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۰۸: کوئی چیز خرید کر بائع کے یہاں چھوڑ دی اور کہہ دیا کہ کل لے جاؤں گا اگر نقصان ہو تو میرا ہوگا اور فرض کروہ جانور تھا جو رات میں مرگیا تو بائع کا نقصان ہوا مشتری (خریدار) کا وہ کہنا بیکار ہے اس لیے کہ جب تک مشتری (خریدار) کا قبضہ نہ ہو مشتری (خریدار) کو نقصان سے تعلق نہیں۔(21)

مسئلہ ۱۰۹: کوئی چیز بیچی جس کا ثمن ابھی وصول نہیں ہوا ہے وہ چیز کسی ثالث (یعنی کسی تیسرے آدمی) کے پاس رکھدی کہ مشتری (خریدار) ثمن دیکر مبیع وصول کرلے گا اور وہاں وہ چیز ضائع ہوگئی تو نقصان بائع کا ہوا اور اگر ثالث نے تھوڑا ثمن وصول کر کے وہ چیز مشتری (خریدار) کو دیدی جس کی بائع کو خبر نہ ہوئی تو بائع وہ چیز مشتری (خریدار) سے واپس لے سکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۱۱۰: کپڑا خریدا ہے جس کا ثمن ادا نہیں کیا کہ قبضہ کرتا اس نے بائع سے کہا کہ ثالث کے پاس اسے رکھ دو میں دام دے کر لے لونگا بائع نے رکھدیا اور وہاں وہ کپڑا ضائع ہوگیا تو نقصان بائع کا ہوا کہ ثالث کا قبضہ بائع کے لیے ہے لہٰذا نقصان بھی بائع ہی کا ہوگا۔(23)

مسئلہ ۱۱۱: مبیع (یعنی جس چیز کا سودا ہوا) بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری (خریدار) نے اُسے ہلاک کردیا یا اُس میں عیب پیدا کردیا یا بائع نے مشتری (خریدار) کے حکم سے عیب پیدا کردیا تو مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا۔ گیہوں (گندم) خریدے اور بائع سے کہا کہ انھیں پیس دے اُس نے پیس دیے تو مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا اور آٹا مشتری (خریدار) کا ہے۔(24)

مسئلہ ۱۱۲: مشتری (خریدار) نے قبضہ سے پہلے بائع سے کہہ دیا کہ مبیع فلاں شخص کو ہبہ کردے اُس نے ہبہ کردیا اور موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا) کو قبضہ بھی دلا دیا تو ہبہ جائز اور مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا یوہیں اگر بائع سے کہہ دیا کہ اسے کرایہ پر دیدے اُس نے دیدیا تو جائز ہے اور مستاجر (اجرت پر لینے والا) کا قبضہ پہلے مشتری (خریدار) کے لیے ہوگا پھر اپنے لیے۔(25)

مسئلہ ۱۱۳: مشتری (خریدار) نے بائع سے مبیع میں ایسا کام کرنے کو کہا جس سے مبیع میں کوئی کمی پیدا نہ ہو جیسے

---

(21) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، من مسائل التخلیۃ، ج۱، ص۳۹۷۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۰۔

(23) المرجع السابق۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۰۔

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...إلخ، ج۳، ص۲۰۔

کورا کپڑا (نیا، وہ کپڑا جو ابھی استعمال میں نہ لایا گیا ہو) تھا اُسے دُھلوایا تو مشتری (خریدار) کا قبضہ نہ ہوا پھر اگر اُجرت پر دُھلوایا ہے تو اُجرت مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کام ایسا ہے جس سے کمی پیدا ہوجاتی ہے تو مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا۔(26)

مسئلہ ۱۱۴: مشتری (خریدار) نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بغیر اجازت بائع مبیع پر قبضہ کرلیا تو بائع کو اختیار ہے اُس کا قبضہ باطل کرکے مبیع واپس لے لے اور اس صورت میں مشتری (خریدار) کا تخلیہ کردینا (یعنی صرف اپنا قبضہ ہٹادینا) قبضہ بائع کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ حقیقۃً قبضہ کرنا ہوگا اور اگر مشتری (خریدار) نے قبضہ کرکے کوئی ایسا تصرف (عمل دخل، معاملہ) کردیا جس کو توڑ سکتے ہوں تو بائع اس تصرف کو بھی باطل کرسکتا ہے مثلاً مبیع کو ہبہ کردیا یا بیع کردیا یا رہن رکھ دیا یا اجارہ پر دیدیا یا صدقہ کردیا اور اگر وہ تصرف ایسا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا تو مجبوری ہے مثلاً غلام تھا جس کو مشتری (خریدار) آزاد کرچکا ہے۔(27)

مسئلہ ۱۱۵: مبیع پر مشتری (خریدار) کا قبضہ عقد بیع سے پہلے ہی ہوچکا ہے۔ اگر وہ قبضہ ایسا ہے کہ تلف (ضائع) ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑتا ہے تو بیع کے بعد جدید قبضہ کی ضرورت نہیں مثلاً وہ چیز مشتری (خریدار) نے غصب کررکھی ہے یا بیع فاسد کے ذریعہ خرید کر قبضہ کرلیا اب اُسے عقد صحیح کے ساتھ خریدا تو وہی پہلا قبضہ کافی ہے کہ عقد کے بعد ابھی گھر پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ شے ہلاک ہوگئی تو مشتری (خریدار) کی ہلاک ہوئی اور اگر وہ قبضہ ایسا نہ ہو جس سے ضمان (تاوان) لازم آئے مثلاً مشتری (خریدار) کے پاس وہ چیز امانت کے طور پر تھی تو جدید قبضہ کی ضرورت ہے یہی حکم سب جگہ ہے دونوں قبضے ایک قسم کے ہوں یعنی دونوں قبضہ ضمان (ایسا قبضہ جس میں چیز کے ضائع ہونے پر ضمان واجب ہوتا ہے) یا دونوں قبضہ امانت (یعنی امانت کی وجہ سے قبضے میں ہوں) ہوں تو ایک دوسرے کے قائم مقام ہوگا اور اگر مختلف ہوں تو قبضہ ضمان قبضہ امانت کے قائم مقام ہوگا مگر قبضہ امانت قبضہ ضمان کے قائم مقام نہیں ہوگا۔(28)

❁❁❁❁❁

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...الخ، ج۳، ص۲۰۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...الخ، ج۳، ص۲۱۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع بالثمن...الخ، ج۳، ص۲۲، ۲۳۔

خیارِ شرط کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بائع و مشتری (خریدار) میں سے ہر ایک کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں (یعنی جب تک عقد میں مشغول ہوں عقد تمام نہ ہوا ہو) مگر بیع خیار (کہ اس میں بعد عقد بھی اختیار رہتا ہے)۔(1)

حدیث ۲: امام بخاری و مسلم حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ

(1) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، الحدیث: ۲۱۱۱، ج ۲، ص ۲۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی خرید و فروخت کرنے والوں میں سے ایک نے ایجاب کر دیا تو دوسرے کو قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اور دوسرے کے قبول سے پہلے ایجاب کرنے والا اپنا ایجاب ختم کر سکتا ہے۔

۲؎ ہمارے امام اعظم کے ہاں یہاں علیحدگی سے مراد جسمانی علیحدگی نہیں بلکہ کلام کی علیحدگی وجدائی مراد ہے کہ ایک کہے میں نے بیچ دی دوسرا کہے میں نے قبول کر لی جسمًا خواہ وہاں ہی بیٹھے رہیں یا علیحدہ ہو جائیں جب باتوں کا ہیر پھیر ہو گیا بیع پوری ہو گئی، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ" اگر خاوند بیوی الگ ہو جائیں تو اللہ اپنے فضل سے ہر ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گا، یہاں زوجین کی جسمانی علیحدگی مراد نہیں بلکہ نکاح سے علیحدگی یعنی طلاق مراد ہے، نیز جب نکاح، کرایہ صرف ایجاب و قبول سے ہی منعقد ہو جاتے ہیں وہاں خیار مجلس نہیں ہوتا تو بیع بھی ایک عقد ہی ہے وہ بھی صرف ایجاب و قبول سے ہو جانی چاہیے۔ امام شافعی اس تفرقہ سے مراد تفرقہ ابدان لیتے ہیں اور اس لفظ سے خیار مجلس ثابت کرتے ہیں یعنی تاجر و خریدار جب تک اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائیں انہیں بیع رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے مگر مذہب حنفی قوی ہے کیونکہ متبایعان دونوں عاقدوں کا نام ہے، عقد قول سے ہوتا ہے تو جدائی بھی قولی چاہیے نہ کہ بدنی۔

۳؎ اس جگہ خیار سے مراد شرط ہے یعنی ایجاب قبول کے بعد دونوں پر بیع لازم ہو جاتی ہے لیکن اگر کسی نے اپنے لیے واپسی کے اختیار کی شرط لگا لی تو اسے تین دن تک واپسی کا حق رہے گا، مثلاً خریدار کہہ دے کہ میں قبول کرتا ہوں مگر تین روز تک مجھے چیز واپس کر دینے کا حق ہے کہ اگر میرا دل نہ چاہا تو واپس کر دوں گا، اب اگرچہ ایجاب و قبول ہو چکا مگر خریدار کو اس مدت میں واپسی کا حق ہے اس کا نام خیار شرط ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۰۵)

وسلم نے فرمایا: بائع ومشتری (خریدار) کو اختیار حاصل ہے جب تک جدا نہ ہوں اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب کو ظاہر کردیں، اُن کے لیے بیع میں برکت ہوگی اور اگر عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں، بیع کی برکت مٹادی جائے گی۔(2)

حدیث ۳: ترمذی و ابوداود ونسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: بائع ومشتری (خریدار) کو خیار ہے جب تک جدا نہ ہوں مگر جبکہ عقد میں خیار ہو اور اُن میں کسی کو یہ درست نہیں کہ دوسرے کے پاس سے اس خوف سے چلا جائے کہ اقالہ کی درخواست کریگا۔(3)

---

(2) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب اذا بیّن البیّعان... إلخ، الحدیث:۲۰۷۹، ج۲،ص۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔آپ حضرت خدیجہ کبریٰ کے بھتیجے ہیں،واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے،ایک سو بیس سال کی عمر ہوئی،ساٹھ سال کفر میں گزارے،ساٹھ سال اسلام میں،زمانہ جاہلیت میں بڑے سخی تھے کہ آپ نے سو غلام آزاد کئے اور سو آدمیوں کو سواری دے کر حج کرائے اور جب خود حج کیا تو سو اونٹ قربانی کئے اور عرفہ میں سو سے زیادہ غلام آزاد کیے،بدر میں کفار کے ساتھ تھے،مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے پھر آزاد کئے گئے،فتح مکہ میں ایمان لائے ۵۸ھ میں مقام زینت میں انتقال کیا۔(اشعہ)

۲۔یعنی نہ تو فروشندہ چیز کے عیب چھپا کر خریدار کو دھوکا دے،اور نہ خریدار قیمت کے عیوب چھپا کر تاجر کو دھوکا دے دونوں کے معاملات صاف ہوں تو برکت ہوگی ورنہ تجارت میں بے برکتی ہی رہے گی جیسا کہ آجکل دیکھا جا رہا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج۴،ص۴۰۵)

(3) جامع الترمذي، کتاب البیوع، باب ماجاء في البیّعان بالخیار مالم یتفرقا، الحدیث:۱۲۵۱، ج۳،ص۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔پہلے کہا جاچکا ہے کہ عمرو کے دادا کا نام عبداللہ ابن عمرو ابن عاص ہے،آپ عمرو ابن شعیب ابن محمد ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عاص ہیں،ان کی روایات مدخول ہوتی ہیں کہ اگر جدہ میں ضمیر عمرو کی طرف ہو تو ان کے دادا محمد ابن عمرو ہیں تابعی ہیں اور حدیث مرسل ہے اور اگر جدہ کی ضمیر ابیہ کی طرف لوٹے تو یہ ابیہ کے خلاف ہے،انتشار ضمائر ہے اور عمرو نے اپنے پردادا کو پایا بھی نہیں ہے لہذا حدیث منقطع ہے اسی لیے مسلم،بخاری میں اسی اسناد سے ان کی روایات نہیں آتیں۔(اشعہ)

۲۔اس جملہ کے معنے بھی عرض کردیے گئے کہ ہماری علیحدگی سے مراد قول کی علیحدگی ہے یعنی ایک کا کہنا کہ میں نے فروخت کردی دوسرے کا کہنا میں نے قبول کرلی اور شوافع کے ہاں تفرق ابدان مراد ہے یعنی تاجر و خریدار کا تجارت کی جگہ سے الگ ہٹ جانا،اس حدیث سے وہ خیار مجلس ثابت کرتے ہیں دلائل پہلے عرض ہوچکے۔

۳۔کہ خیار والے عقد میں اس علیحدگی کے بعد بھی صاحب اختیار کے اختیار رہوگا،یہاں خیار سے مراد خیار شرط ہے جس کی مدت تین دن ہے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

حدیث ۴: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بغیر رضامندی دونوں جدا نہ ہوں۔(4)

حدیث ۵: بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ارشاد فرمایا: کہ خیار تین دن تک ہے۔(5)

✽✽✽✽✽

۴ے یعنی متقی پرہیزگار مسلمان کو یہ مناسب نہیں کہ خریدتے ہی یا بیچتے ہی وہاں سے چلا جائے اس خوف سے کہ سامنے والا عیب پر مطلع ہو کر بیع فسخ نہ کردے۔خلاصہ یہ ہے کہ خرید وفروخت کرنے کے بعد دونوں کچھ وہاں ٹھہریں تاکہ خریدار اچھی طرح دیکھ بھال لے اور تاجر پیسہ گن لے پرکھ لے جیسے ریلوے کے ٹکٹ گھروں پر لکھا ہوتا ہے کہ پیسہ گن کر حساب لگا کر کھڑکی چھوڑو، یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے کہ خیار مجلس معتبر نہیں اگر جگہ چھوڑنے سے پہلے بیع مکمل نہ ہوتی تو حضور اسے اقالہ کرنا نہ فرماتے۔اقالہ کے معنے ہیں بیع مکمل ہو چکنے کے بعد فسخ کرنا اگر ابھی مکمل ہی نہ ہوئی تو فسخ کیسا، اس سے شوافع خیار مجلس ثابت کرتے ہیں مگر ثابت ہوتا نہیں، یہ تو ان کے خلاف ہے سیدنا عبداللہ ابن عمر سے جو منقول ہے کہ آپ چیز خریدتے ہی وہاں سے ہٹ جاتے تھے تاکہ بائع بیع ختم نہ کردے، یہ انکا اپنا اجتہاد ہے اور صحابی کا اجتہاد نص کے مقابل لائق پیروی نہیں۔(مرقاۃ)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۰۷)

(4) سنن أبي داود، کتاب الاجارۃ، باب في الخیار المتبایعین، الحدیث: ۳۴۵۸، ج ۳، ص ۳۷۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ے اشان سے مراد تاجر خریدار ہیں یعنی ایجاب وقبول کے بعد بھی تاجر وخریدار ایک دوسرے کو چیز و قیمت سے مطمئن کر کے وہاں سے ہٹیں، دھوکا دے کر بھاگنے کی کوشش نہ کریں اس سے بھی خیار مجلس ثابت نہیں ہوتا۔اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے "اِلَّآ اَنۡ تَکُوۡنَ تِجَارَۃً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡکُمۡ" ایجاب وقبول کے بعد بھی ایک دوسرے کو مطمئن کردینا ضروری ہے کہ اگر کسی کو اطمینان نہ ہو تو چیز واپس کردی جائے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۰۸)

(5) السنن الکبری للبیہقي، کتاب البیوع، باب الدلیل علی أن لا یجوز شرط الخیار... إلخ، الحدیث: ۱۰۴۶۱، ج ۵، ص ۴۵۰.

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: بائع ومشتری (خریدار) کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں (یعنی بیع کو نافذ نہ کریں) بلکہ عقد میں یہ شرط کردیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیار شرط کہتے ہیں اور اس کی ضرورت طرفین (یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا) کو ہوا کرتی ہے کیونکہ کبھی بائع اپنی ناواقفی سے کم داموں میں چیز بیچ دیتا ہے یا مشتری (خریدار) اپنی نادانی سے زیادہ داموں سے خریدلیتا ہے یا چیز کی اسے شناخت نہیں ہے ضرورت ہے کہ دوسرے سے مشورہ کرکے صحیح رائے قائم کرے اور اگر اس وقت نہ خریدے تو چیز جاتی رہے گی یا بائع کو اندیشہ ہے کہ گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا ایسی صورت میں شرع مطہر نے دونوں کو یہ موقع دیا ہے کہ غور کرلیں اگر نامنظور ہو تو خیار کی بنا پر بیع کو نامنظور کردیں۔

مسئلہ ۲: خیار شرط بائع ومشتری (خریدار) دونوں اپنے اپنے لیے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لیے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عقد میں خیار شرط کا ذکر نہ ہو مگر عقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یا ہر ایک نے دوسرے کو یا کسی غیر کو خیار دیدیا۔ عقد سے پہلے خیار شرط نہیں ہوسکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہہ دیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اُس میں میں نے تم کو خیار دیا مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی تو خیار حاصل نہ ہوا۔(1)

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاک بعض المبیع قبل قبضہ، ج۷، ص۱۰۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

اختیار خیر سے بنا بمعنی خیر و بھلائی کی طلب وتلاش، چننے اور پسند کرنے کو بھی خیار کہا جاتا ہے، برگزیدن کے معنے میں۔ بیع میں ہمارے ہاں چار خیار ہیں: خیار عقد، خیار رؤیت، خیار شرط، خیار عیب، مگر امام شافعی کے ہاں پانچواں خیار اور بھی ہے خیار مجلس کہ ایجاب قبول کے بعد بھی جب تک فریقین جگہ سے ہٹ نہ جائیں انہیں خیار رہتا ہے کہ بیع کو رکھیں یا ختم کردیں، جب ان میں سے کوئی جگہ سے ہٹ گیا یہ خیار ختم ہوگیا مگر ہمارے ہاں ایجاب قبول سے بیع مکمل ہوجاتی ہے کہ اب ان میں سے کسی کو فسخ کا حق نہیں رہتا، اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ خیار شرط کی مدت تین دن ہے، خیار عقد میں مجلس کا اعتبار ہے کہ ایجاب کے بعد جب تک دونوں اپنی جگہ بیٹھے رہیں دوسرے کو قبول کرنے نہ کرنے کا حق ہے، جب ان میں سے کوئی ہٹ گیا قبول کا خیار جاتا رہا۔ خیار عیب میں شرط یہ ہے کہ عیب بائع کے ہاں کا ہو خریدار کے ہاں پیدا نہ ہوا ہو اور اگر ایک عیب تو بائع کے ہاں تھا دوسرا خریدار کے ہاں پیدا ہوگیا تو اب واپسی کا حق خریدار کو نہ ملے گا بلکہ چیز کی قیمت کم ہوجائے گی، تفصیل فقہ میں ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۴۰۵)

مسئلہ ۳: خیار شرط ان چیزوں میں ہوسکتا ہے، 1 بیع، 2 اجارہ، 3 قسمت، 4 مال سے صلح، 5 کتابت، 6 خلع میں جبکہ عورت کے لیے ہو، 7 مال پر غلام آزاد کرنے میں جبکہ غلام کے لیے ہو آقا کے لیے نہیں ہوسکتا، 8 راہن (رہن رکھنے والا) کے لیے ہوسکتا ہے مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا جائے) کے لیے نہیں کیونکہ یہ جب چاہے رہن کو چھوڑ سکتا ہے خیار کی کیا ضرورت، 9 کفالت میں مکفول لہ (جس کی کفالت کی جائے) اور کفیل (ضامن) کے لیے ہوسکتا ہے، 10 ابرا (یعنی کسی کو اپنا حق معاف کردینا) میں ہوسکتا ہے مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے بری کیا اور مجھے تین دن تک اختیار ہے، 11 شفعہ کی تسلیم میں بعد طلب مواثبت خیار ہوسکتا ہے، 12 حوالہ میں ہوسکتا ہے، 13 مزارعۃ، 14 معاملہ میں ہوسکتا ہے۔ اور ان چیزوں میں خیار نہیں ہوسکتا: 1 نکاح، 2 طلاق، 3 یمین (قسم)، 4 نذر، 5 اقرارِ عقد، 6 بیع صرف، 7 سلم، 8 وکالت۔ (2)

مسئلہ ۴: پوری مبیع میں خیار شرط ہو یا مبیع کے کسی جز میں ہو مثلاً نصف یا ربع (چوتھائی) میں اور باقی میں خیار نہ ہو دونوں صورتیں جائز ہیں اور اگر مبیع متعدد چیزیں ہوں اُن میں بعض کے متعلق خیار ہو اور بعض کے متعلق نہ ہو یہ بھی درست ہے مگر اس صورت میں یہ ضرور ہے کہ جس کے متعلق خیار ہو اُس کو متعین کردیا گیا ہو اور ثمن (قیمت) کی تفصیل بھی کردی گئی ہو یعنی یہ ظاہر کردیا گیا ہو کہ اس کے مقابل میں یہ ثمن ہے مثلاً دو ۲ بکریاں آٹھ روپے میں خریدیں اور یہ بتادیا گیا کہ اس بکری میں خیار ہے اور اس کا ثمن مثلاً تین روپے ہے۔ (3)

مسئلہ ۵: اگر بائع و مشتری (خریدار) میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے خیار شرط تھا دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو مدعی خیار (اختیار کے دعویٰ کرنے والے) کو گواہ پیش کرنا ہوگا اگر یہ گواہ نہ پیش کرے تو منکر (انکار کرنے والا) کا قول معتبر ہوگا۔ (4)

مسئلہ ۶: خیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اس سے کم ہوسکتی ہے زیادہ نہیں۔ اگر کوئی ایسی چیز خریدی ہے جو جلد خراب ہوجانے والی ہے اور مشتری (خریدار) کو تین دن کا خیار تھا تو اُس سے کہا جائے گا کہ بیع کو فسخ کردے یا بیع کو جائز کردے۔ اور اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے بلا خیار خریدی اور بغیر قبضہ کیے اور بغیر ثمن ادا کیے چل دیا اور غائب ہوگیا تو بائع اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیع کرسکتا ہے اس دوسرے خریدار کو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی خریدنا جائز

---

(2) البحرالرائق، کتاب البیع، باب خیار الشرط، ج۶، ص۵۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاک بعض المبیع قبل قبضہ، ج۷، ص۱۰۵۔

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۰۶۔

ہے۔(5)

مسئلہ ۷: اگر خیار کی کوئی مدت ذکر نہیں کی صرف اتنا کہا مجھے خیار ہے یا مدت مجہول ہے (یعنی مدت معلوم نہیں ہے) مثلاً مجھے چند دن کا خیار ہے یا ہمیشہ کے لیے خیار رکھا ان سب صورتوں میں خیار فاسد ہے یہ اُس صورت میں ہے کہ نفس عقد میں خیار مذکور ہوا اور تین دن کے اندر صاحب خیار نے جائز نہ کیا ہو اور اگر تین دن کے اندر جائز کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی اور اگر عقد میں خیار نہ تھا بعد عقد ایک نے دوسرے سے کہا تمھیں اختیار ہے تو اُس مجلس تک خیار ہے مجلس ختم ہوگئی اور اس نے کچھ نہ کہا تو خیار جاتا رہا اب کچھ نہیں کرسکتا۔(6)

مسئلہ ۸: تین دن سے زیادہ کی مدت مقرر کی مگر ابھی تین دن پورے نہ ہوئے تھے کہ صاحب خیار نے بیع کو جائز کر دیا تو اب یہ بیع درست ہے اور اگر تین دن پورے ہوگئے اور جائز نہ کیا تو بیع فاسد ہوگئی۔(7)

مسئلہ ۹: مشتری (خریدار) نے بائع سے کہا اگر تین دن تک ثمن ادا نہ کروں تو میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں یہ بھی خیار شرط کے حکم میں ہے یعنی اگر اس مدت تک ثمن ادا کر دیا بیع درست ہوگئی ورنہ جاتی رہی اور اگر تین دن سے زیادہ مدت ذکر کر کے یہی لفظ کہے اور تین دن کے اندر ادا کر دیا تو بیع صحیح ہوگئی اور تین دن پورے ہو چکے تو بیع جاتی رہی۔(8)

مسئلہ ۱۰: بیع ہوئی اور ثمن بھی مشتری (خریدار) نے دیدیا اور یہ ٹھہرا کہ اگر تین دن کے اندر بائع (بیچنے والا)

---

(5) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، باب الخیار، ج۱، ص۳۵۸.
والدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاک بعض المبیع قبل قبضہ، ج۷، ص۱۰۶.
اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
بیع خیار شرع میں تو اسے کہتے ہیں کہ بائع ایک چیز اس شرط پر بیچے یا مشتری اس شرط پر خریدے کہ مجھے تین دن تک اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا نہیں خواہ دونوں اپنے لئے تین دن اختیار ہونے کی قید لگالیں، یہ اختیار تین دن سے زیادہ کا نہیں لگا سکتے اور کم میں ایک دین یا ایک گھنٹہ جو چاہیں مقرر کریں، اس مدت کے اندر ایک یا دونوں جس کا خیار شرط کیا گیا ہے اسے اختیار ہوگا کہ بیع نامنظور کردے وہ فسخ ہوجائے گی اور اگر مدت مقرر کردہ گزر گئی تو بیع لازم ہوجائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۷، ص ۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)
(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الأول، ج۳، ص۳۸۔۴۰.
ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی ھلاک بعض المبیع قبل قبضہ، ج۷، ص۱۰۶.
(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۲، ص۲۹، وغیرھا.
(8) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب خیار الشرط والتعیین، الجزء الثانی، ص۱۵۲.

نے ثمن پھیر دیا تو بیع نہیں رہے گی یہ بھی خیارِ شرط کے حکم میں ہے۔(9)

مسئلہ ۱۱: تین دن کی مدت تھی مگر اس میں سے ایک دن یا دو دن بعد میں کم کر دیا تو خیار کی مدت وہ ہے جو کمی کے بعد باقی رہی مثلاً تین دن میں سے ایک دن کم کر دیا تو اب دو ہی دن کی مدت ہے یہ مدت پوری ہونے پر خیار ختم ہو گیا۔(10)

مسئلہ ۱۲: بائع نے خیارِ شرط اپنے لیے رکھا ہے تو مبیع اُس کی ملک سے خارج نہیں ہوئی پھر اگر مشتری (خریدار) نے اُس پر قبضہ کر لیا چاہے یہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہو یا بلا اجازت اور مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہو گئی تو مشتری (خریدار) پر مبیع کی واجبی قیمت (وہ قیمت جو اس چیز کی بازار میں بنتی ہو) تاوان میں واجب ہے اور اگر مبیع مثلی (وہ چیز جس کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ فرق نہ ہو) ہے تو مشتری (خریدار) پر اُس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے بیع فسخ کر دی ہے جب بھی یہی حکم ہے یعنی قیمت یا اُس کی مثل واجب ہے اور اگر بائع نے اپنا خیار ختم کر دیا اور بیع کو جائز کر دیا یا بعد مدت وہ چیز ہلاک ہو گئی تو مشتری (خریدار) کے ذمہ ثمن واجب ہے یعنی جو دام طے ہوا ہے وہ دینا ہوگا۔ اگر مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو گئی تو بیع جاتی رہی کسی پر کچھ لینا دینا نہیں۔ اور مبیع میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو بائع کا خیار بدستور باقی ہے مگر مشتری (خریدار) کو اختیار ہوگا کہ چاہے پوری قیمت پر مبیع کو لے لے یا نہ لے۔ اور اگر بائع نے خود اُس میں کوئی عیب پیدا کر دیا ہے تو ثمن میں اس عیب کی قدر کمی ہو جائے گی۔ مشتری (خریدار) پر جس صورت میں قیمت واجب ہے اُس سے مراد اُس دن کی قیمت ہے جس دن اُس نے قبضہ کیا ہے۔(11)

مسئلہ ۱۳: بائع کو خیار ہو تو ثمن مِلکِ مشتری (خریدار) سے خارج ہو جاتا ہے مگر بائع کی ملک میں داخل نہیں ہوتا۔(12)

مسئلہ ۱۴: مشتری (خریدار) نے اپنے لیے خیار رکھا ہے تو مبیع بائع کی ملک سے خارج ہو گئی یعنی اس صورت میں اگر بائع نے مبیع میں کوئی تصرف کیا (یعنی مبیع کو اپنے استعمال میں لایا) ہے تو یہ تصرف صحیح نہیں مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کر دیا تو آزاد نہ ہوا اور اس صورت میں اگر مبیع مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہو گئی تو ثمن کے بدلے میں ہلاک ہوئی یعنی ثمن دینا پڑے گا۔(13)

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الاول، ج ۳، ص ۳۹۔

(10) المرجع السابق، ص ۴۰۔

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: خیار النقد، ج ۷، ص ۱۱۱، وغیرہما۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الاول، ج ۳، ص ۴۰۔

(13) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۷، ص ۱۱۶۔

مسئلہ ۱۵: مبیع مشتری (خریدار) کے قبضہ میں ہے اور اُس میں عیب پیدا ہوگیا چاہے وہ عیب مشتری (خریدار) نے کیا ہو یا کسی اجنبی نے یا آفت سماویہ (قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ) سے یا خود مبیع کے فعل سے عیب پیدا ہوا بہر حال اگر خیار مشتری (خریدار) کو ہے تو مشتری (خریدار) کو ثمن دینا پڑے گا اور بائع کو ہے تو مشتری (خریدار) پر قیمت واجب ہے اور بائع یہ بھی کرسکتا ہے کہ بیع کو فسخ کردے اور جو کچھ عیب کی وجہ سے نقصان ہوا اُس کی قیمت لے لے جبکہ وہ چیز قیمی (وہ چیز جس کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ فرق ہو) ہو اور اگر وہ چیز مثلی ہے تو بیع کو فسخ کر کے نقصان نہیں لے سکتا۔(14)

مسئلہ ۱۶: عیب کا یہ حکم اُس وقت ہے جب وہ عیب زائل نہ ہوسکتا ہو مثلاً ہاتھ کاٹ ڈالا اور اگر ایسا عیب ہو جو دور ہوسکتا ہو مثلاً مبیع میں بیماری پیدا ہوگئی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ عیب اندرون مدت زائل ہوگیا تو مشتری (خریدار) کا خیار بدستور باقی ہے مدت کے اندر مبیع کو واپس کرسکتا ہے اور مدت کے اندر عیب دور نہ ہوا تو مدت پوری ہوتے ہی مشتری (خریدار) پر بیع لازم ہوگئی کیونکہ عیب کی وجہ سے مشتری (خریدار) پھیر نہیں سکتا اور بعد مدت اگرچہ عیب جاتا رہے پھر بھی مشتری (خریدار) کو حق فسخ نہیں کہ بیع لازم ہوجانے کے بعد اُس کا حق جاتا رہا۔(15)

مسئلہ ۱۷: خیار مشتری (خریدار) کی صورت میں ثمن ملکِ مشتری (خریدار) سے خارج نہیں ہوتا (یعنی چیز کی جو قیمت مقرر ہوئی خریدار ابھی اس کا مالک ہے) اور مبیع اگرچہ ملکِ بائع سے خارج ہو جاتی ہے مگر مشتری (خریدار) کی ملک میں نہیں آتی پھر بھی اگر مشتری (خریدار) نے مبیع میں کوئی تصرف کیا مثلاً غلام ہے جس کو آزاد کردیا تو یہ تصرف نافذ ہوگا اور اس تصرف کو اجازت بیع سمجھا جائے گا۔(16)

مسئلہ ۱۸: مشتری (خریدار) اور بائع دونوں کو خیار ہے تو نہ مبیع ملکِ بائع سے خارج ہوگی نہ ثمن ملکِ مشتری (خریدار) سے پھر اگر بائع نے مبیع میں تصرف کیا تو بیع فسخ ہوجائے گی اور مشتری (خریدار) نے ثمن میں تصرف کیا اور وہ ثمن عین ہو (یعنی از قبیل نقود نہ ہو (مثلاً روپے، سونا، چاندی وغیرہ نہ ہو)) تو مشتری (خریدار) کی جانب سے بیع فسخ ہے۔(17)

مسئلہ ۱۹: اس صورت میں کہ دونوں کو خیار ہے اندرون مدت ان میں سے کوئی بھی بیع کو فسخ کرے فسخ ہوجائے

(14) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۷، ص ۱۱۷۔

(15) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۷، ص ۱۱۷، وغیرہ۔

(16) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۲، ص ۳۰، وغیرھا۔

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج ۷، ص ۱۱۹۔

گی اور جو بیع کو جائز کردے گا اُس کا خیار باطل ہوجائے گا یعنی اُس کی جانب سے بیع قطعی (نافذ) ہوگئی اور دوسرے کا خیار باقی رہے گا اور اگر مدت پوری ہوگئی اور کسی نے نہ فسخ کیا نہ جائز کیا تو اب طرفین سے بیع لازم ہوگئی۔(18)

مسئلہ ۲۰: جس کے لیے خیار ہے چاہے وہ بائع ہو یا مشتری (خریدار) یا اجنبی جب اُس نے بیع کو جائز کردیا تو بیع مکمل ہوگئی دوسرے کو اس کا علم ہو یا نہ ہو البتہ اگر دونوں کو خیار تھا تو تنہا اس کے جائز کردینے سے بیع کی تمامیت (تکمیل) نہ ہوگی کیونکہ دوسرے کو حق فسخ حاصل ہے اگر یہ فسخ کردے گا تو اُس کا جائز کرنا مفید نہ ہوگا۔(19)

مسئلہ ۲۱: بائع کو خیار تھا اور اندرون مدت بیع فسخ کردی پھر جائز کردی اور مشتری (خریدار) نے اسکو قبول کرلیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر یہ ایک جدید بیع ہوئی کیونکہ فسخ کرنے سے پہلی بیع جاتی رہی اور اگر مشتری (خریدار) کو خیار تھا اور جائز کردی پھر فسخ کی اور بائع نے منظور کرلیا تو فسخ ہوگئی اور یہ حقیقۃً اقالہ ہے۔(20)

مسئلہ ۲۲: صاحب خیار نے بیع کو فسخ کیا اس کی دو ۲ صورتیں ہیں: قول سے فسخ کرے تو اندرون مدت دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضروری ہے اگر دوسرے کو علم ہی نہ ہوا یا مدت گزرنے کے بعد اُسے معلوم ہوا تو فسخ صحیح نہیں اور بیع لازم ہوگئی اور اگر صاحب خیار نے اپنے کسی فعل سے بیع کو فسخ کیا تو اگرچہ دوسرے کو علم نہ ہو فسخ ہوجائے گی مثلاً مبیع میں اس قسم کا تصرف کیا جو مالک کیا کرتے ہیں مثلاً مبیع غلام ہے اُسے آزاد کردیا یا بیچ ڈالا یا کنیز ہے اُس سے وطی کی یا اُس کا بوسہ لیا یا مبیع کو ہبہ کرکے یا رہن رکھ کر قبضہ دیدیا یا اجارہ پر دیا یا مشتری (خریدار) سے ثمن معاف کردیا یا مکان کسی کو رہنے کے لیے دے دیا اگرچہ بلا کرایہ یا اُس میں نئی تعمیر کی یا کہگل (بھوسا میں ملی ہوئی مٹی جس سے دیوار پر پلستر کرتے ہیں) کی یا مرمت کرائی یا ڈھادیا (گرادیا) یا ثمن میں (جبکہ عین ہو) تصرف کرڈالا ان صورتوں میں بیع فسخ ہوگئی اگرچہ اندرون مدت دوسرے کو علم نہ ہوا۔(21)

مسئلہ ۲۳: جس کے لیے خیار ہے اُس نے کہا میں نے بیع کو جائز کردیا یا بیع پر راضی ہوں یا اپنا خیار میں نے ساقط کردیا یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ کہے تو خیار جاتا رہا اور بیع لازم ہوگئی اور اگر یہ الفاظ کہے کہ میرا قصد (ارادہ) لینے کا ہے یا مجھے یہ چیز پسند ہے یا مجھے اس کی خواہش ہے تو خیار باطل نہ ہوگا۔(22)

(18) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج ۷، ص ۱۱۹۔

(19) الدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۷، ص ۱۲۳۔

(20) رد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج ۷، ص ۱۲۵۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۴۲۔
والدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج ۷، ص ۱۲۵۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۴۲۔

مسئلہ ۲۴: جس کے لیے خیار تھا وہ اندرون مدت مرگیا خیار باطل ہوگیا یہ نہیں ہوسکتا کہ اُس کے مرنے کے بعد وارث کی طرف خیار منتقل ہو کہ خیار میں میراث نہیں جاری ہوتی۔ یوہیں اگر بیہوش ہوگیا یا مجنون ہوگیا یا سوتا رہ گیا اور مدت گزر گئی خیار باطل ہوگیا۔ مشتری (خریدار) کو بطور تملیک (خریدار کو مالک بنانے کے طور پر) قبضہ دیا بائع کا خیار باطل ہوگیا اور اگر بطور تملیک قبضہ نہ دیا بلکہ اپنا اختیار رکھتے ہوئے قبضہ دیا خیار باطل نہ ہوا۔(23)

مسئلہ ۲۵: مبیع متعدد چیزیں ہیں اور صاحب خیار یہ چاہتا ہے کہ بعض میں عقد کو جائز کرے اور بعض میں نہیں یہ نہیں کرسکتا بلکہ کل کی بیع جائز کرے یا فسخ۔(24)

مسئلہ ۲۶: مشتری (خریدار) کو خیار ہے تو جب تک مدت پوری نہ ہولے بائع ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور بائع کو بھی تسلیم مبیع پر مجبور نہیں کیا جاسکتا البتہ اگر مشتری (خریدار) نے ثمن دے دیا ہے تو بائع کو مبیع دینا پڑے گا۔ یوہیں اگر بائع نے تسلیم مبیع کردی ہے تو مشتری (خریدار) کو ثمن دینا پڑیگا، مگر بیع فسخ کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر بائع کو خیار ہے اور مشتری (خریدار) نے ثمن ادا کردیا ہے اور مبیع پر قبضہ چاہتا ہے تو بائع قبضہ سے روک سکتا ہے، مگر ایسا کریگا تو ثمن پھیرنا پڑے گا۔(25)

مسئلہ ۲۷: ایک مکان بشرط خیار خریدا تھا، اُس کے پڑوس میں ایک دوسرا مکان فروخت ہوا، مشتری (خریدار) نے شفعہ کیا خیار باطل ہوگیا اور بیع لازم ہوگئی۔(26)

مسئلہ ۲۸: بائع یا مشتری (خریدار) نے کسی اجنبی کو خیار دیدیا تو ان دونوں میں سے جس ایک نے جائز کردیا خیار جاتا رہا اور بیع کو فسخ کردیا فسخ ہوگئی اور ایک نے جائز کی دوسرے نے فسخ کی تو جو پہلے ہے اُس کا ہی اعتبار ہے اور دونوں ایک ساتھ ہوں تو فسخ کو ترجیح ہے یعنی بیع جاتی رہی۔(27)

مسئلہ ۲۹: دو چیزوں کو ایک ساتھ بیچا، مثلاً دو غلام یا دو کپڑے یا دو جانور، ان میں ایک میں بائع یا

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج۷، ص۱۲۴۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۲۔

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۲۶۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثانی، ج۳، ص۴۲۔

(25) المرجع السابق۔

(26) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی الفرق بین القیمۃ والثمن، ج۷، ص۱۳۰۔

(27) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۰۔

مشتری (خریدار) نے خیار شرط کیا اس کی چار صورتیں ہیں، جس ایک میں خیار ہے، وہ متعین ہے یا نہیں اور ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا گیا ہے یا نہیں اگر محل خیار متعین ہے اور ہر ایک کا ثمن ظاہر کر دیا گیا تو بیع صحیح ہے باقی تین صورتوں میں بیع فاسد اور اگر کیلی (ماپ سے فروخت ہونے والی چیز) یا وزنی (وزن سے فروخت ہونے والی چیز) چیز خریدی اور اس کے نصف میں خیار شرط رکھا یا ایک غلام خریدا اور نصف میں خیار رکھا تو بیع صحیح ہے ثمن کی تفصیل کرے یا نہ کرے۔(28)

مسئلہ ۳۰: کسی کو وکیل بنایا کہ یہ چیز بشرط الخیار (خیار کی شرط کے ساتھ) بیع کرے اُس نے بلاشرط بیچ ڈالی یہ بیع جائز و نافذ نہ ہوئی اور اگر بشرط الخیار خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے بلاشرط خریدی تو بیع صحیح ہوگئی مگر وکیل پر نافذ ہوگی موکل پر نافذ نہ ہوئی۔(29)

مسئلہ ۳۱: دو شخصوں نے ایک چیز خریدی اور ان دونوں نے اپنے لیے خیار شرط کیا پھر ایک نے صراحۃً یا دلالۃً بیع پر رضامندی ظاہر کی تو دوسرے کا خیار جاتا رہا۔ یوہیں اگر دو شخصوں نے کسی چیز کو ایک عقد میں بیع کیا اور دونوں نے اپنے لیے خیار رکھا پھر ایک بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو دوسرے کا خیار باطل ہوگیا اُسے رد کرنے کا حق نہ رہا۔(30)

مسئلہ ۳۲: ایک عقد میں دو چیزیں بیچی تھیں اور اپنے لیے خیار رکھا تھا پھر ایک میں بیع کو فسخ کر دیا تو فسخ نہ ہوئی بلکہ بدستور خیار باقی ہے۔ یوہیں ایک چیز بیچی تھی اور اُس کے نصف میں فسخ کیا تو بیع فسخ نہ ہوئی اور خیار باقی ہے۔(31)

مسئلہ ۳۳: صاحب خیار نے یہ کہا اگر فلاں کام آج نہ کروں تو خیار باطل ہے تو خیار باطل نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کل آئندہ میں مَیں نے خیار باطل کیا یا یہ کہ جب کل آئے گا تو میرا خیار باطل ہوجائے گا تو دوسرا دن آنے پر خیار باطل ہوجائے گا۔(32)

مسئلہ ۳۴: بائع کو تین دن کا خیار تھا اور مبیع پر مشتری (خریدار) کو قبضہ دیدیا پھر مبیع کو غصب کر لیا تو اس فعل سے

(28) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۲۔
والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الخامس، ج۳، ص۵۲۔
(29) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۵، ص۵۱۴، وغیرہ۔
(30) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۵۔
(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الخامس، ج۳، ص۵۳۔
(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۶۔

نہ بیع فسخ ہوئی نہ خیار باطل ہوا۔(33)

مسئلہ ۳۵: شرط خیار کے ساتھ کوئی چیز بیع کی اور تقابض بدلین (یعنی مبیع وثمن پر قبضہ) ہوگیا پھر بائع نے اندرون مدت بیع فسخ کردی تو مشتری (خریدار) مبیع کو تاواپسی ثمن روک سکتا ہے۔(34)

مسئلہ ۳۶: ایک شخص نے شرط خیار کے ساتھ مکان بیع کیا مشتری (خریدار) نے بائع کو کچھ روپیہ یا کوئی چیز دی کہ بائع اپنا خیار ساقط کردے اور بیع کو نافذ کردے اُس نے ایسا کردیا یہ جائز ہے اور یہ جو کچھ دیا ہے ثمن میں شمار ہوگا۔ یوہیں اگر مشتری (خریدار) کے لیے خیار تھا اور بائع نے کہا کہ اگر خیار ساقط کردے تو میں ثمن میں اتنی کمی کرتا ہوں یا مبیع میں یہ چیز اور اضافہ کرتا ہوں یہ بھی جائز ہے۔(35)

مسئلہ ۳۷: ایک چیز ہزار روپے کو بیچی تھی مشتری (خریدار) نے بائع کو اشرفیاں دیں پھر بائع نے اندرون مدت بیع کو فسخ کردیا تو مشتری (خریدار) کو اشرفیاں واپس کرنی ہوں گی اشرفیوں کی جگہ روپیہ نہیں دے سکتا۔(36)

مسئلہ ۳۸: مشتری (خریدار) کے لیے خیار ہے اور اُس نے مبیع میں بغرض امتحان کوئی تصرف کیا اور جو فعل کیا ہو وہ غیر مملوک میں (جو چیز ملک میں نہ اس میں) بھی کرسکتا ہو تو ایسے فعل سے خیار باطل نہیں ہوگا اور اگر وہ فعل ایسا ہو کہ امتحان کے لیے اُس کی حاجت نہ ہو یا وہ فعل غیر مملوک میں کسی صورت میں جائز ہی نہ ہو تو اس سے خیار باطل ہوجائے گا۔ مثلاً گھوڑے پر ایک دفعہ سوار ہوا یا کپڑے کو اس لیے پہنا کہ بدن پر ٹھیک آتا ہے یا نہیں یا لونڈی سے کام کرایا تا کہ معلوم ہو کہ کام کرنا جانتی ہے یا نہیں تو ان سے خیار باطل نہ ہوا اور دوبارہ سواری لی یا دوبارہ کپڑا پہنا یا دوبارہ کام لیا تو خیار ساقط ہوگیا اور اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ سوار ہوکر ایک قسم کی رفتار کا امتحان لیا دوبارہ دوسری رفتار کے لیے سوار ہوا یا لونڈی سے دوبارہ دوسرا کام لیا تو اختیار باقی ہے(37)

مسئلہ ۳۹: گھوڑے پر سوار ہوکر پانی پلانے لے گیا یا چارہ کے لیے گیا یا بائع کے پاس واپس کرنے گیا اگر یہ کام بغیر سوار ہوئے ممکن نہ تھے تو اجازت بیع نہیں خیار باقی ہے ورنہ یہ سوار ہونا اجازت سمجھا جائے گا۔(38)

---

(33) المرجع السابق۔

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳،ص۴۴۔

(35) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، باب الخیار، ج۱،ص۳۶۱۔

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳،ص۴۵۔

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳،ص۴۸،۴۹۔

(38) المرجع السابق، ص۴۹۔

مسئلہ ۴۰: زمین خریدی اُس میں مشتری (خریدار) نے کاشت کی تو اس کا خیار باطل ہوگیا اور بائع نے کاشت کی تو بیع فسخ ہوگئی۔(39)

مسئلہ ۴۱: بشرط خیار مکان خریدا اور اُس میں پہلے سے رہتا تھا تو بعد کی سکونت (رہائش) سے خیار باطل نہ ہوگا۔(40)

مسئلہ ۴۲: مبیع میں مشتری (خریدار) کے پاس زیادتی ہوئی (یعنی اضافہ ہوا) اس کی دو ۲ صورتیں ہیں زیادت متصلہ ہے یا منفصلہ اور ہر ایک متولدہ ہے یا غیر متولدہ۔ اگر زیادت متصلہ متولدہ (یعنی ایسا اضافہ جو مبیع میں خودبخود پیدا ہوجائے اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو) ہے مثلاً جانور فربہ (یعنی موٹا) ہوگیا یا مریض تھا مرض جاتا رہا۔ یا زیادت متصلہ غیر متولدہ (یعنی ایسا اضافہ جو مبیع میں کسی اور چیز کے ملنے سے ہو اور اس کے ساتھ متصل بھی ہو) ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا یا سی دیا ستو میں گھی ملا دیا۔ یا زیادت منفصلہ متولدہ (یعنی ایسا اضافہ جو مبیع سے خودبخود پیدا ہوجائے اور اس کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو) ہو مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا، دودھ دوہا، اُون کاٹی ان سب صورتوں میں مبیع کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ اور زیادت منفصلہ غیر متولدہ (یعنی ایسا اضافہ جو مبیع سے ہو اور اس کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ جدا ہو) ہے مثلاً غلام تھا اُس نے کچھ کسب کیا اس سے خیار باطل نہیں ہوتا پھر اگر بیع کو اختیار کیا تو زیادت بھی اسی کو ملے گی اور بیع کو فسخ کریگا تو اصل و زیادت دونوں کو واپس کرنا ہوگا۔(41)

مسئلہ ۴۳: مشتری (خریدار) کو خیار تھا اور مبیع پر قبضہ کر چکا تھا پھر اُس کو واپس کردیا بائع کہتا ہے یہ وہ نہیں ہے مشتری (خریدار) کہتا ہے کہ وہی ہے تو قسم کے ساتھ مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے اور اگر بائع کو یقین ہے کہ یہ وہ چیز نہیں جب بھی بائع ہی اس کا مالک ہوگیا اور یہ بائع کے طور پر بیع تعاطی ہوئی۔(42)

❁❁❁❁❁

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۹۔

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۹۔

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل الثالث، ج۳، ص۴۸۔

(42) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السابع، ج۳، ص۵۷۔
والدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۸۔

مبیع میں جس وصف کی شرط تھی وہ نہیں ہے

مسئلہ ۴۴: غلام کو اس شرط کے ساتھ خریدا کہ باورچی یا مُنشی ہے مگر معلوم ہوا کہ وہ ایسا نہیں تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ اُسے پورے داموں میں لے لے یا چھوڑ دے۔(1)

مسئلہ ۴۵: بکری خریدی اس شرط کے ساتھ کہ گابھن ہے (حاملہ ہے) یا اتنا دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ زیادہ دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد نہیں۔(2)

مسئلہ ۴۶: ایک مکان خریدا اس شرط پر کہ پختہ اینٹوں سے بنا ہوا ہے وہ نکلا خام، یا باغ خریدا اس شرط پر کہ اُس کے کل درخت پھل دار ہیں اُن میں ایک درخت پھل دار نہیں ہے یا کپڑا خریدا اس شرط پر کہ کسم (ایک قسم کا پھول جس سے شہاب یعنی گہرا سرخ رنگ نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) کا رنگا ہوا ہے وہ زعفران کا رنگا ہوا نکلا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ یا خچر خریدا اس شرط پر کہ مادہ ہے وہ نر تھا تو بیع جائز ہے مگر مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر نر کہہ کر خریدا اور مادہ نکلا یا گدھا یا اونٹ کہہ کر خریدا اور نکلی گدھی یا اونٹنی تو ان صورتوں میں بیع جائز ہے اور مشتری (خریدار) کو خیار فسخ بھی نہیں کہ جنس مختلف نہیں ہے اور جو شرط تھی مبیع اس سے بہتر ہے۔(3)

❀❀❀❀❀

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۶۔

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۳۷۔

(3) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۴۰۔

و فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۵، ص۵۳۰۔

خیارِ تعیین

مسئلہ ۴۷: چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو مشتری (خریدار) اُن میں سے جس ایک کو چاہے متعین کر لے اس کو خیارِ تعیین کہتے ہیں اِس کے لیے چند شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ اُن چیزوں میں ایک کو خریدے یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا۔ دوم یہ کہ دو چیزوں میں سے ایک یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدے، چار میں سے ایک خریدی تو صحیح نہیں۔ سوم یہ کہ یہ تصریح ہو کہ ان میں سے جو تو چاہے لے لے۔ چہارم یہ کہ اس کی مدت بھی تین دن تک ہونی چاہیے۔ پنجم یہ کہ قیمی چیزوں میں ہو مثلی چیزوں میں نہ ہو۔ رہا یہ امر کہ خیارِ تعیین کے ساتھ خیارِ شرط کی بھی ضرورت ہے یا نہیں اس میں علما کا اختلاف ہے بہر حال اگر خیارِ تعیین کے ساتھ خیارِ شرط بھی مذکور ہو اور مشتری (خریدار) نے بمقتضائے تعیین (خیارِ تعیین کے سبب) ایک کو معین کر لیا تو خیارِ شرط کا حکم باقی ہے کہ اندرونِ مدت اُس ایک میں بھی بیع فسخ کر سکتا ہے (یعنی سودے کو ختم کر سکتا ہے) اور اگر مدت ختم ہوگئی اور خیارِ شرط کی رو سے بیع کو فسخ نہ کیا تو بیع لازم ہوگئی اور مشتری (خریدار) (خریدار) پر لازم ہوگا کہ اب تک متعین نہیں کیا ہے تو اب معین کر لے۔ (1)

مسئلہ ۴۸: خیارِ تعیین بائع کے لیے بھی ہو سکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مشتری (خریدار) نے دو یا تین چیزوں میں سے ایک کو خریدا اور بائع سے کہہ دیا کہ ان میں سے تو جو چاہے دیدے، بائع نے جس ایک کو دیدیا مشتری (خریدار) کو اُس کا لینا لازم ہو جائے گا، ہاں بائع وہ دے رہا ہے جو عیب دار ہے اور مشتری (خریدار) لینے پر راضی ہے تو خیر، ورنہ بائع مجبور نہیں کر سکتا اور اگر مشتری (خریدار) عیب دار کے لینے پر طیار نہ ہوا تو اُن میں سے دوسری چیز لینے پر بھی بائع اب اُس کو مجبور نہیں کر سکتا اور اگر دونوں چیزوں میں سے ایک بائع کے پاس ہلاک ہوگئی تو جو باقی ہے وہ مشتری (خریدار) پر لازم کر سکتا ہے۔ (2)

مسئلہ ۴۹: خیارِ تعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور مشتری (خریدار) نے دونوں چیزوں پر قبضہ کیا تو ان میں ایک مشتری (خریدار) کی ہے اور ایک بائع کی جو اس کے پاس بطورِ امانت ہے یعنی اگر مشتری (خریدار) کے پاس دونوں

(1) الدر المختار و رد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی خیار التعیین، ج ۷، ص ۱۳۳۔
و فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۵، ص ۵۲۲۔

(2) رد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی خیار التعیین، ج ۷، ص ۱۳۳۔

ہلاک ہوگئیں تو ایک کا جوثمن طے پایا ہے وہی دینا پڑے گا۔(3)

مسئلہ ۵۰: خیار تعیین کے ساتھ ایک چیز خریدی تھی اور مشتری (خریدار) مرگیا تو یہ خیار وارث کی طرف منتقل ہوگا یعنی وارث دونوں کورد کرکے بیع فسخ کرنا چاہے ایسا نہیں ہوسکتا بلکہ جس ایک کو چاہے پسند کرلے اور قبضہ دونوں پر ہو چکا ہے تو دوسری اس کے پاس امانت ہے۔(4)

مسئلہ ۵۱: بائع کے پاس دونوں چیزیں ہلاک ہوگئیں تو بیع باطل ہوگئی اور ایک باقی ہے ایک ہلاک ہوگئی تو جو باقی ہے وہ بیع کے لیے متعین ہوگئی۔(5)

مسئلہ ۵۲: مشتری (خریدار) نے دونوں پر قبضہ کرلیا ہے ایک ہلاک ہوگئی ایک باقی ہے تو جو ہلاک ہوئی وہ بیع کے لیے متعین ہوگئی اور جو باقی ہے وہ امانت ہے۔(6)

مسئلہ ۵۳: خیار تعیین کے ساتھ بیع ہوئی اور ابھی تک دونوں چیزیں بائع ہی کے قبضہ میں تھیں کہ اُن میں سے ایک میں عیب پیدا ہوگیا اب مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ عیب والی پورے داموں سے لے یا دوسری لے لے یا کسی کو نہ لے۔ دونوں میں عیب پیدا ہوگیا جب بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مشتری (خریدار) قبضہ کر چکا ہے اور ایک عیب دار ہوگئی تو یہ بیع کے لیے متعین ہے اور دوسری امانت اور دونوں عیب دار ہوگئیں اگر آگے پیچھے عیب پیدا ہوا تو جس میں پہلے عیب پیدا ہوا وہ بیع کے لیے متعین ہے اور ایک ساتھ دونوں میں عیب پیدا ہوا تو بیع کے لیے ابھی کوئی متعین نہیں جس ایک کو چاہے معین کرلے اور دونوں کورد کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔(7)

مسئلہ ۵۴: دو کپڑے تھے اور قبل تعیین مشتری (خریدار) نے ایک کو رنگ دیا تو یہی بیع کے لیے متعین ہوگیا۔(8)

❀❀❀❀❀

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السادس فی خیار التعیین، ج ۳، ص ۵۴۔

(4) المرجع السابق، ص ۵۵

(5) المرجع السابق

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السادس فی خیار التعیین، ج ۳، ص ۵۵۔

(7) المرجع السابق۔

(8) المرجع السابق۔

خریدار نے دام طے کر کے بغیر بیع کیے چیز پر قبضہ کیا

مسئلہ ۵۵: خریدار نے کسی چیز کا نرخ اور ثمن طے کرلیا، مگر ابھی خرید وفروخت نہیں ہوئی اور چیز پر قبضہ کرلیا، یہ چیز اس کی ضمان میں ہے ہلاک وضائع ہوجائے تو اس کا تاوان دینا ہوگا اور یہ تاوان اُس شے کی واجبی قیمت ہوگا۔ خواہ یہ قیمت اُتنی ہی ہو جتنا ثمن قرار پایا ہے یا اُس سے زیادہ یا کم ہو۔(1)

مسئلہ ۵۶: گاہک نے بائع سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ چیز ہلاک ہوجائے گی تو میں ضامن نہیں یعنی تاوان نہیں دونگا اس صورت میں بھی تاوان دینا پڑے گا اور وہ شرط کرنا بیکار ہے۔(2)

مسئلہ ۵۷: مشتری (خریدار) نے کسی کو چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا، وکیل دام طے کرکے بغیر بیع کے مؤکل (وکیل کرنے والا) کو دکھانے کے لیے لایا، مؤکل کو دکھائی اُس نے ناپسند کی اور واپس کردی، وہ چیز وکیل کے پاس ہلاک ہوگئی وکیل پر تاوان ہوگا اور مؤکل سے رجوع نہیں کرسکتا، ہاں اگر مؤکل نے کہدیا تھا کہ دام طے کرکے پسند کرانے کے لیے میرے پاس لانا تو جو کچھ وکیل نے تاوان دیا ہے مؤکل سے وصول کریگا۔(3)

مسئلہ ۵۸: خریدار نے دُکان دار سے تھان طلب کیا اُس نے تین تھان دیے اور ہر ایک کا دام بتادیا یہ تھان دس ۱۰ کا ہے، یہ بیس ۲۰ کا اور یہ تیس ۳۰ کا انھیں لے جاؤ، جو اِن میں پسند کرو گے تمھارے ہاتھ بیع ہے، وہ تینوں مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہوگئے اگر وہ سب ایک دم ہلاک ہوئے یا آگے پیچھے ضائع ہوئے مگر یہ معلوم نہیں کہ پہلے کونسا ہلاک ہوا تو ہر ایک تھان کی تہائی قیمت تاوان دیگا اور اگر معلوم ہے کہ پہلے فلاں تھان ضائع ہوا تو اُسی کا تاوان دیگا باقی دو تھان امانت تھے، اُن کا تاوان نہیں اور اگر دو ہلاک ہوئے اور معلوم نہیں کہ پہلے کون ہلاک ہوا تو دونوں میں ہر ایک کی نصف قیمت تاوان دے اور تیسرا تھان امانت ہے، اُسے واپس کردے اور اگر ایک ہلاک ہوا تو اُس کا تاوان دے، باقی دو تھان واپس کردے۔(4)

مسئلہ ۵۹: دام (قیمت) طے کرکے چیز کو لے جانے سے تاوان اُس وقت لازم آتا ہے جب اُس کو خریدنے کے

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۱۱.

(2) المرجع السابق، ص۱۱۶.

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فی المقبوض علی سوم الشراء، ج۱، ص۳۹۹.

(4) الفتاوی الخانیۃ.

ارادہ سے لے گیا اور ہلاک ہوگئی ورنہ نہیں مثلاً دُکاندار نے گاہک سے کہا یہ لے جاؤ تمھارے لیے دس کو ہے خریدار نے کہا لاؤ اس کو دیکھوں گا یا فلاں شخص کو دکھاؤں گا یہ کہہ کر لے گیا اور ہلاک ہوگئی تو تاوان نہیں یہ امانت ہے اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ لاؤ پسند ہوگا تو لے لونگا اور ضائع ہوگئی تو تاوان دینا ہوگا۔(5)

مسئلہ ۶۰: دُکاندار سے تھان مانگ کر لے گیا کہ اگر پسند ہوا تو خریدلوں گا اور اُس کے پاس ہلاک ہوگیا تو تاوان نہیں اور اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ پسند ہوگا تو دس روپے میں خریدلوں گا وہ ہلاک ہوگیا تو تاوان دینا ہوگا دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں چونکہ ثمن کا ذکر نہیں یہ قبضہ بروجہ خریداری نہیں ہوا اور دوسری میں ثمن مذکور ہے لہٰذا خریداری کے طور پر قبضہ ہے۔(6)

مسئلہ ۶۱: دام ٹھہرا کر بغیر بیع کیے جس چیز کو لے گیا وہ ہلاک نہیں ہوئی بلکہ اُس نے خود ہلاک کی مثلاً کھانے کی چیز تھی اُس نے کھالی کپڑا تھا اُس نے قطع کرا کے سلوالیا تو ثمن دینا ہوگا یعنی جو ٹھہرا ہے وہ دینا ہوگا ہاں اگر بائع نے مشتری (خریدار) کی رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے یہ کہہ دیا کہ میں نے اپنی بات واپس لی اب میں نہیں بیچوں گا اس کے بعد مشتری (خریدار) نے صرف کر ڈالا تو قیمت واجب ہے یا رضامندی ظاہر کرنے سے پہلے مشتری (خریدار) مرگیا اُس کے وارث نے صرف کیا جب بھی قیمت واجب ہے۔(7)

مسئلہ ۶۲: دیکھنے یا دکھانے کے لیے لایا ہے اور یہ نہیں کہا ہے کہ پسند ہوگا تو لے لونگا اور خرچ کر ڈالا تو قیمت دینی ہوگی۔(8)

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً ہزار روپے قرض مانگے اور کوئی چیز رہن کے لیے اُس کو دیدی اور ابھی قرض اُس نے نہیں دیا ہے کہ چیز ہلاک ہوگئی یہاں دیکھا جائے گا کہ قرض اور اُس چیز کی قیمت میں کون کم ہے جو کم ہے اُسی کے بدلے میں وہ چیز ہلاک ہوئی یعنی وہ چیز اگر گیارہ سو کی تھی تو ایک ہزار مرتہن کو اُس کے معاوضہ میں دینے ہوں گے اور نو سو کی تھی تو نو سو۔ اور اگر راہن (رہن رکھوانے والے) نے یہ کہا کہ یہ چیز رکھ لو اور مجھے قرض دیدو مگر قرض کی کوئی رقم بیان نہیں کی تھی اور چیز ہلاک ہوگئی تو کچھ تاوان نہیں۔(9)

---

(5) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی المقبوض علی سوم الشراء، ج ۷، ص ۱۱۴۔

(6) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۵، ص ۵۰۴۔

(7) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی المقبوض علی سوم الشراء، ج ۷، ص ۱۱۴۔

(8) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: المقبوض علی سوم النظر، ج ۷، ص ۱۱۵۔

(9) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: المقبوض علی سوم النظر، ج ۷، ص ۱۱۵۔۱۱۶۔

خیار رویت کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو بغیر دیکھے بھالے خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند ہوتی ہے، ایسی حالت میں شرع مطہر (یعنی شریعتِ اسلامیہ) نے مشتری (خریدار) کو یہ اختیار دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو بیع کو فسخ کردے، اس کو خیار رویت کہتے ہیں۔

دارقطنی وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا: جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔(1) اس حدیث کی سند ضعیف ہے مگر اس حدیث کو خود امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ نیز یہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اپنی زمین جو بصرہ میں تھی بیع کی تھی، کسی نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، آپ کو اس بیع میں نقصان ہے۔ اُنھوں نے کہا، مجھے اس بیع میں خیار ہے کہ بغیر دیکھے میں نے خریدی ہے اور حضرت عثمان سے بھی کسی نے کہا، آپ کو اس بیع میں ٹوٹا (نقصان) ہے۔ اُنھوں نے بھی فرمایا: مجھے خیار ہے کیونکہ میں نے بغیر دیکھے بیع کردی ہے۔ اس معاملہ میں دونوں صاحبوں نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بنایا، اُنھوں نے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موافق فیصلہ کیا۔ یہ واقعہ گروہ صحابہ کے سامنے ہوا کسی نے اس پر انکار نہ کیا، لہٰذا بمنزلہ اجماع کے اس کو تصور کرنا چاہیے۔(2)

---

(1) سنن الدارقطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۷۷۷، ج۳، ص۵۔

(2) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۲، ص۳۴۔

وتبیین الحقائق، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۴، ص۳۲۱۔

ودرر الحکام وغرر الأحکام، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، الجزء الثانی، ص۱۵۶۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی بیع صحیح ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کردے۔(1)

مسئلہ ۲: جس مجلس میں بیع ہوئی اُس میں مبیع موجود ہے مگر مشتری (خریدار) نے دیکھی نہیں مثلاً پیپے (کنستر) میں گھی یا تیل تھا یا بوریوں میں غلہ تھا یا گٹھری میں کپڑا تھا اور کھول کر دیکھنے کی نوبت نہیں آئی یا وہاں مبیع موجود نہ ہو اس وجہ سے نہیں دیکھی بہر حال دیکھنے کے بعد خریدار کو خیار حاصل ہے چاہے بیع کو جائز کرے یا فسخ کردے۔ مبیع کو بائع نے جیسا بتایا تھا ویسی ہی ہے یا اُس کے خلاف دونوں صورتوں میں دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۳: اگر مشتری (خریدار) نے دیکھنے سے پہلے اپنی رضا مندی کا اظہار کیا یا کہہ دیا کہ میں نے اپنا خیار باطل کردیا جب بھی دیکھنے کے بعد فسخ کرنے کا حق حاصل ہے کہ یہ خیار ہی دیکھنے کے وقت ملتا ہے دیکھنے سے پہلے خیار تھا ہی نہیں لہذا اُس کو باطل کرنے کے کوئی معنے نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: خیار رویت کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں (یعنی مدت مقرر نہیں) ہے کہ اُس کے گزرنے کے بعد خیار باقی نہ رہے، بلکہ یہ خیار دیکھنے پر ہے جب دیکھے۔(4) اور دیکھنے کے بعد فسخ کا حق اُس وقت تک باقی رہتا ہے، جب تک صراحۃً یا دلالۃً (اشارۃً) رضا مندی نہ پائی جائے۔(5)

مسئلہ ۵: خیار رویت چار مواقع میں ثابت ہوتا ہے: 1 کسی شے معین کی خریداری۔ 2 اجارہ۔ 3 تقسیم۔ 4 مال کا دعویٰ تھا اور شے معین پر مصالحت ہوگئی۔(6)

1 اگر قصاص کا دعویٰ ہو اور کسی شے پر مصالحت ہوئی (یعنی صلح ہوئی) تو خیار رویت نہیں۔ 2 دین میں خیار رویت

---

(1) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، الجزء الثانی، ص۱۵۶۔

(2) درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، الجزء الثانی، ص۱۵۷، وغیرہ۔

(3) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۲، ص۳۴، وغیرہا۔

(4) درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، الجزء الثانی، ص۱۵۷۔

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۴۹۔

(6) المرجع السابق، ص۱۴۵۔

نہیں، لہٰذا مسلم فیہ چونکہ عین نہیں بلکہ دین یعنی واجب فی الذمہ ہے (جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آئے گا) اس میں خیار رویت نہیں۔ 3 روپے اور اشرفیوں میں بھی کہ یہ ازقبیل دین ہیں خیار رویت نہیں ہاں اگر سونے چاندی کے برتن ہوں تو خیار رویت ہے۔ بیع سلم کا راس المال اگر عین ہو تو مسلم الیہ کے لیے خیار رویت ثابت ہوگا۔ (7)

مسئلہ ۶: اجناس مختلفہ کی تقسیم اگر شرکا میں ہوئی تو اس میں خیار رویت، خیار شرط، خیار عیب تینوں ہوسکتے ہیں۔ اور ذوات الامثال (ایسی چیزیں جن کے افراد کی قیمتوں میں معتد بہ تفاوت نہ ہو) کی تقسیم میں صرف خیار عیب ہوگا باقی دونوں نہیں ہوں گے۔ اور غیر ذوات الامثال جب ایک جنس کے ہوں مثلاً ایک قسم کے کپڑے یا گائیں یا بکریاں ان میں بھی تینوں خیار ثابت ہوں گے۔ (8)

مسئلہ ۷: جو عقد فسخ کرنے سے فسخ نہ ہو جیسے مہر اور قصاص کا بدل صلح اور بدل خلع یہ چیزیں اگرچہ عین ہوں ان میں خیار رویت ثابت نہیں (9)

مسئلہ ۸: بے دیکھی ہوئی چیز خریدی ہے دیکھنے سے پہلے بھی اس کی بیع فسخ کرسکتا ہے کیونکہ یہ بیع مشتری (خریدار) کے ذمہ لازم نہیں۔ (10)

مسئلہ ۹: اگر مشتری (خریدار) نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور دیکھنے کے بعد صراحۃً یا دلالۃً اپنی رضامندی ظاہر کی یا اُس میں کوئی عیب پیدا ہوگیا یا ایسا تصرف کردیا جو قابل فسخ نہیں ہے مثلاً آزاد کردیا یا اُس میں دوسرے کا حق پیدا ہوگیا مثلاً دوسرے کے ہاتھ بلاشرط خیار بیع کردیا یا رہن رکھدیا یا اجارہ پر دیدیا ان سب صورتوں میں خیار رویت جاتا رہا اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور اگر اُس کو بیع کیا مگر اپنے لیے خیار شرط کرلیا یا بیچنے کے لیے اُس کا نرخ کیا (قیمت لگائی) یا ہبہ کیا مگر قبضہ نہیں دیا اور یہ باتیں دیکھنے کے بعد ہوئیں تو دلالۃً رضامندی پائی گئی اب بیع کو فسخ نہیں کرسکتا اور دیکھنے سے پہلے ہوئیں تو خیار باقی ہے دیکھنے کے بعد مبیع پر قبضہ کرلینا بھی دلیل رضامندی ہے۔ (11)

مسئلہ ۱۰: مبیع پر قبضہ کرکے دیکھنے سے پہلے بیع کردی پھر عیب کی وجہ سے مشتری (خریدار) ثانی نے واپس کردی

---

(7) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۴۵۔

(8) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۴۵۔

(9) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۵، ص ۵۳۳۔

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۴۹۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۶۰۔

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۴۹۔

اگرچہ یہ واپسی قضائے قاضی سے ہو یا رہن رکھنے کے بعد اُسے چھوڑالیا یا اجارہ کیا تھا اُسے توڑ دیا تو خیارِ رویت جوان تصرفات کی وجہ سے جاچکا تھا واپس نہ ہوگا۔(12)

مسئلہ ۱۱: مبیع کا کوئی جز اس کے ہاتھ سے نکل گیا یا اُس میں کمی یا زیادتی ہوئی چاہے زیادت متصلہ(13) ہو یا منفصلہ(14) خیار باطل ہوگیا۔(15)

مسئلہ ۱۲: بے دیکھے ہوئے کھیت خریدا اور اُس کو عاریت دے دیا، مستعیر (کسی سے کوئی چیز عاریتاً لینے والا) نے اُسے بویا خیارِ رویت باطل ہوگیا اور اگر مستعیر نے اب تک بویا نہیں تو خیار ساقط نہیں اور اگر اُس کھیت کا کوئی کاشتکار اجیر ہے جس نے مشتری (خریدار) کی رضامندی سے کاشت کی یعنی مشتری (خریدار) نے اُسے پہلی حالت پر چھوڑ دیا منع نہ کیا جب بھی خیار ساقط ہوگیا۔(اختیار ختم ہوگیا) کپڑوں کی ایک گٹھری خریدی اُن میں سے ایک کو پہن لیا خیارِ رویت باطل ہوگیا۔(16)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان خریدا جس کو دیکھا نہیں اُس کے پڑوس میں ایک مکان فروخت ہوا اُس نے شفعہ میں اُسے لے لیا اس کے بعد بھی پہلے مکان کے متعلق خیارِ رویت باقی ہے دیکھنے کے بعد چاہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۱۴: مشتری (خریدار) نے جب تک خیار رویت ساقط نہ کیا ہو بائع ثمن کا اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔(18)

مسئلہ ۱۵: مشتری (خریدار) خریدنے کے بعد مرگیا تو ورثہ کو میراث میں خیارِ رویت حاصل نہیں ہوگا یعنی ورثہ کو یہ حق نہ ہوگا کہ بیع کو فسخ کردیں۔(19)

---

(12) الفتاوی الهندية، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

(13) ایسی زیادتی (اضافہ) جو مبیع کے ساتھ ملی ہوئی ہو مثلاً کپڑا خرید کر رنگ دیا۔

(14) ایسی زیادتی (اضافہ) جو مبیع سے متصل نہ ہو یعنی جدا ہو مثلاً گائے خریدی اس نے بچہ جن دیا۔

(15) الفتاوی الهندية، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰.

(16) ردالمحتار، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج۷، ص۱۵۰.

والفتاوی الهندية، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الاول، ج۳، ص۶۱.

(17) الدرالمختار، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج۷، ص۱۴۹.

(18) فتح القدير، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ج۵، ص۵۳۳.

(19) الفتاوی الهندية، كتاب البيوع، الباب السابع في خيار الرؤية، الفصل الاول، ج۳، ص۵۸.

مسئلہ ۱۶: جس چیز کو پہلے دیکھ چکا ہے اگر اُس میں کچھ تغیر پیدا ہو گیا ہے (یعنی تبدیلی آگئی ہے) تو خیار رویت حاصل ہے اور اگر ویسی ہی ہے تو خیار حاصل نہیں ہاں اگر وقت عقد اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہی چیز ہے جسے میں خریدتا ہوں تو خیار حاصل ہوگا۔(20)

مسئلہ ۱۷: بائع کہتا ہے کہ یہ چیز ویسی ہی ہے جیسی تو نے دیکھی تھی اس میں تغیر نہیں آیا ہے اور مشتری (خریدار) کہتا ہے تغیر آگیا تو مشتری (خریدار) کو گواہ سے ثابت کرنا پڑے گا کہ تغیر آگیا ہے گواہ نہ پیش کرے تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ مشتری (خریدار) کے دیکھنے کو زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو اور معلوم ہو کہ اتنے زمانہ میں عموماً ایسی چیز میں تغیر نہیں ہوتا اور اگر اتنا زیادہ زمانہ گزر گیا ہے کہ عادۃً تغیر ایسی چیز میں ہو ہی جاتا ہے۔ مثلاً لونڈی ہے جس کو دیکھے ہوئے بیس برس کا زمانہ گزر چکا ہے اور وہ اُس وقت جوان تھی تو مشتری (خریدار) کی بات مانی جائے گی۔ بائع کہتا ہے خریدنے کے وقت تو نے دیکھ لیا تھا مشتری (خریدار) کہتا ہے نہیں دیکھا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری (خریدار) کی بات مانی جائے گی۔(21)

مسئلہ ۱۸: ذبح کی ہوئی بکری کی کلیجی خریدی مگر ابھی اُس کی کھال نہیں نکالی گئی ہے تو بیع صحیح ہے اور بائع پر لازم ہے کہ کلیجی نکال کر دے اور مشتری (خریدار) کو خیار رویت حاصل ہوگا اور اگر بکری ابھی ذبح نہیں ہوئی ہے تو کلیجی کی بیع درست نہیں اگرچہ بائع کہتا ہو کہ میں ذبح کر کے نکال دیتا ہوں۔(22)

مسئلہ ۱۹: بائع دو تھان علٰحدہ علٰحدہ دو کپڑوں میں لپیٹ کر لایا اور مشتری (خریدار) سے کہتا ہے یہ وہی دونوں تھان ہیں جن کو تم نے کل دیکھا تھا مشتری (خریدار) نے کہا اس تھان کو دس ۱۰ روپے میں خریدا اور اس کو دس روپے میں خریدا اور خریدتے وقت نہیں دیکھا تو خیار رویت حاصل نہیں اور اگر دونوں مختلف داموں سے خریدے تو خیار حاصل ہے۔(23)

مسئلہ ۲۰: دو کپڑے خریدے اور دونوں کو دیکھ کر ایک کی نسبت کہتا ہے یہ مجھے پسند ہے اس سے خیار باطل نہیں ہوا اور ابھی خیار بدستور باقی ہے۔(24)

---

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۵۸.

(21) المرجع السابق.

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۵۹.

(23) المرجع السابق.

(24) المرجع السابق.

مسئلہ ۲۱: دوشخصوں نے ایک چیز خریدی دونوں نے اُسے دیکھا نہیں تھا اب دیکھ کر ایک نے رضامندی ظاہر کی دوسرا واپس کرنا چاہتا ہے وہ تنہا واپس نہیں کرسکتا دونوں متفق ہوکر واپس کرنا چاہیں واپس کرسکتے ہیں اور اگر ایک نے دیکھا تھا ایک نے نہیں جس نے نہیں دیکھا تھا دیکھ کر واپس کرنا چاہتا ہے جب بھی دونوں متفق ہوکر واپس کرسکتے ہیں اور اگر اس کے دیکھنے سے پہلے ہی دیکھنے والے نے کہہ دیا کہ میں راضی ہوں میں نے بیع کو نافذ کردیا تو دوسرے کا خیار باطل نہیں ہوگا مگر پوری مبیع واپس کرنی ہوگی۔(25)

مسئلہ ۲۲: ایک تھان دیکھا تھا باقی نہیں دیکھے تھے اور سب خرید لیے تو خیار ہے، مگر واپس کرنا چاہے تو سب واپس کرے۔(26)

مسئلہ ۲۳: خیار رویت کی وجہ سے بیع فسخ کرنے (سودا ختم کرنے) میں نہ قاضی کی قضا درکار ہے (یعنی قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں) نہ بائع کی رضامندی کی حاجت۔(27)

مسئلہ ۲۴: مشتری (خریدار) نے عین میں (یعنی نقود کے علاوہ خریدی ہوئی چیز میں) کوئی ایسا تصرف کیا جس سے اُس میں نقصان پیدا ہوجائے اور اُس کو علم نہ تھا کہ یہی وہ چیز ہے جو میں نے خریدی ہے مثلاً بھیڑ کی اُون تراش لی (کاٹ لی) یا کپڑے کو پہنا جس سے اُس میں نقصان آگیا تو خیار جاتا رہا۔ مشتری (خریدار) نے بے دیکھے چیز خریدی بائع نے وہی چیز مشتری (خریدار) کے پاس امانت رکھدی اور مشتری (خریدار) کو یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ وہی چیز ہے پھر وہ چیز مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہوگئی تو مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا اور ثمن دینا پڑیگا۔ اور اگر مشتری (خریدار) نے اپنا قبضہ کرکے بائع کے پاس امانت رکھ دی اور ابھی تک اپنی رضامندی ظاہر نہیں کی ہے اور ہلاک ہوگئی جب بھی مشتری (خریدار) کو ثمن دینا پڑے گا۔(28)

مسئلہ ۲۵: موزے یا جوتے خریدے تھے مشتری (خریدار) سو رہا تھا، بائع نے اُسے سوتے میں پہنا دیا، وہ اُٹھا اور پہنے ہوئے چلا، اگر اس چلنے سے کچھ نقصان آگیا خیار باطل ہوگیا۔(29)

مسئلہ ۲۶: مرغی نے موتی نگل لیا اُسے موتی کے ساتھ بیچنا چاہے تو بیع درست نہیں اگرچہ مشتری (خریدار) نے موتی دیکھا ہو اور مرغی مرگئی اور موتی کو بیچا تو بیع صحیح ہے اور مشتری (خریدار) نے موتی نہ دیکھا ہو تو خیار رویت حاصل

---

(25) المرجع السابق۔

(26) المرجع السابق۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۰۔

(29) المرجع السابق۔

ہے۔(30)

مسئلہ ۲۷: خیار کی وجہ سے بیع فسخ کرنے میں یہ شرط ہے کہ بائع کو فسخ کا علم ہوجائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ یہی سمجھتا رہا کہ بیع ہوگئی اور دوسرا گاہک نہیں تلاش کریگا اور اس میں اُس کے نقصان کا احتمال ہے۔(31)

❁❁❁❁❁

(30) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، باب الخیار، فصل فی خیار الرؤیۃ، ج ۱، ص ۳۶۴.

(31) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۵۱.

مبیع میں کیا چیز دیکھی جائے گی

مسئلہ ۲۸: مبیع کے دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری پوری دیکھ لی جائے اُس کا کوئی جز دیکھنے سے رہ نہ جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ حصہ دیکھ لیا جائے جس کا مقصود کے لیے دیکھنا ضروری تھا مثلاً مبیع بہت سی چیزیں ہے اور اُن کے افراد میں تفاوت (فرق) نہ ہو سب ایک سی ہوں جیسی کیلی (وہ اشیاء جو ماپ کر بیچی جاتی ہیں) اور وزنی (وہ اشیاء جو تول کر بیچی جاتی ہیں) چیزیں یعنی جس کا نمونہ پیش کیا جاتا ہو یہاں بعض کا دیکھنا کافی ہے مثلاً غلہ کی ڈھیری ہے اُس کا ظاہر ی حصہ دیکھ لیا کافی ہے ہاں اگر اندرونی حصہ ویسا نہ ہو بلکہ عیب دار ہو تو خیار رویت اور خیار عیب دونوں مشتری (خریدار) کو حاصل ہیں اور اگر عیب دار نہ ہو کم درجہ کا ہو جب بھی خیار رویت حاصل ہے اگرچہ خیار عیب نہیں۔ یوہیں چند بوریوں میں غلہ بھرا ہوا ہے۔ ایک میں سے دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقیوں میں اس سے کم درجہ کا نہ ہو۔(1)

مسئلہ ۲۹: مشتری (خریدار) کہتا ہے باقی ویسا نہیں جیسا میں نے دیکھا تھا اور بائع کہتا ہے ویسا ہی ہے اگر نمونہ موجود ہو اہل بصیرت (تجربہ کار لوگ) کو دکھایا جائے وہ جو کہیں وہی معتبر ہے اور نمونہ موجود نہ ہو تو مشتری (خریدار) کو گواہ لانا پڑیگا ورنہ بائع کا قول معتبر ہے۔ یہ اُس وقت ہے کہ غلہ وہیں موجود ہو بوریوں میں بھرا ہوا ہو اور اگر غلہ وہاں نہ ہو بائع نے نمونہ پیش کیا اور بیع ہوگئی اور نمونہ ضائع ہوگیا پھر بائع باقی غلہ لایا اور یہ اختلاف پیدا ہوا تو مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے۔(2)

مسئلہ ۳۰: لونڈی غلام میں چہرہ کا دیکھنا کافی ہے اور اگر باقی اعضا دیکھے چہرہ نہیں دیکھا تو کافی نہیں۔ ان میں ہاتھ زبان دانت بالوں کا دیکھنا شرط نہیں۔(3)

مسئلہ ۳۱: سواری کے جانور میں چہرہ اور پٹھے دیکھنا کافی ہے صرف چہرہ دیکھنا کافی نہیں پاؤں اور سُم (کھر یعنی گھوڑے یا گدھے کا پاؤں جو سخت ہوتا ہے) اور دُم اور ایال (ہر چوپائے خصوصاً گھوڑے کی پشتِ گردن کے لٹکے ہوئے بال) دیکھنا ضرور نہیں۔(4)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۵۱۔

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۵۲۔

(3) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج ۷، ص ۱۵۲، وغیرہ۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۶۲۔

←

مسئلہ ۳۲: پالنے کے لیے بکری خرید تا ہے اُس کا تمام بدن اور تھن کا دیکھنا ضروری ہے۔ یوہیں گائے بھینس دودھ کے لیے خرید تا ہے تو تھن کا دیکھنا ضروری ہے اور گوشت کے لیے بکری خرید تا ہے تو اُسے ٹٹولنا ضروری ہے دور سے دیکھ لی ہے جب بھی خیار رویت حاصل ہوگا۔(5)

مسئلہ ۳۳: کپڑا اگر اس قسم کا ہو کہ اندر باہر سب یکساں ہو، جیسے ململ (ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا)، لٹھا، مارکین (امریکہ کا بنا ہوا ایسا موٹا کپڑا جس کا عرض بڑا ہو)، سرج (باریک روئی کے سوت کا بنا ہوا ایک کپڑا جس سے عموماً شیروانی وغیرہ بناتے ہیں)، کشمیرہ (وادی کشمیر کا تیار کردہ گرم کپڑا) وغیرہ جن کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے تو تھان کو اوپر سے دیکھ لینا کافی ہے کھول کر اندر سے دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے کپڑوں میں ایک تھان کا دیکھ لینا کافی ہے سب تھانوں کے دیکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر اندر خراب نکلے یا عیب ہو تو خیار رویت یا خیار عیب حاصل ہوگا۔ اگر مبیع مختلف قسم کے تھان ہوں تو ہر ایک قسم کا ایک ایک تھان دیکھ لینا ضرور ہے اور اگر اُس قسم کا ہو کہ سب حصہ ایک طرح کا نہ ہو جیسے چکن (کشیدہ کاری یعنی بیل بوٹے کا کام کیا ہوا کپڑا) اور گلبدن (مختلف ڈیزائن کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا) کے تھان کہ اوپر کے پرت (اوپر کا حصہ) میں بوٹیاں زیادہ ہوتی ہیں اور اندر کم تو کھول کر سب تہیں دیکھی جائیں گی، صرف اوپر کا پرت دیکھنا کافی نہیں۔(6)

مسئلہ ۳۴: قالین کے اوپر کا رُخ دیکھ لینا ضرور ہے نیچے کا رُخ دیکھنے سے خیار رویت باطل نہ ہوگا اور دری اور دیگر فروش میں کل دیکھنا ضروری ہے۔ رضائی لحاف اور جُبّہ یا کوٹ جس میں اَستر (دوہرے کپڑے کے نیچے کی تہ) ہے ابرا (دوہرے کپڑے کے اوپر کی تہ) دیکھنا ضروری ہے اَستر دیکھنا کافی نہیں۔(7)

مسئلہ ۳۵: مکان میں اندر باہر نیچے اوپر پاخانہ (بیت الخلاء) باورچی خانہ سب کا دیکھنا ضروری ہے کیونکہ ان کے مختلف ہونے میں قیمت مختلف ہوجایا کرتی ہے باغ میں بھی باہر سے دیکھ لینا کافی نہیں اندرونی حصہ بھی دیکھنا ضروری ہے اور مختلف قسم کے درخت ہوں تو ہر ایک قسم کے درخت دیکھنا اور پھلوں کا شیریں وترش (میٹھا اور کھٹا ذائقہ) معلوم کر لینا بھی ضروری ہے۔(8)

والدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ج۷، ص۱۵۳.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۲.

(6) رد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۳.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثانی، ج۳، ص۶۳.

(8) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۴.

مسئلہ ۳۶: کھانے کی چیز ہو تو چکھنا کافی ہے اور سونگھنے کی ہو تو سونگھنا چاہیے جیسے عطر، خوشبودار تیل۔(9)

مسئلہ ۳۷: عددیات متقاربہ (ایسی چیزیں جو گن کر بیچی جاتی ہیں اوران کے افراد کی قیمتوں میں فرق نہیں ہوتا) مثلاً انڈے اخروٹ ان میں بعض کا دیکھ لینا کافی ہے جبکہ باقی اس سے خراب اور کم درجہ کے نہ ہوں۔ جو چیزیں زمین کے اندر ہوں جیسے لہسن، پیاز، گاجر، آلو، جو چیزیں تول کر بیچی جاتی ہیں ان میں کھود کر تھوڑے سے دیکھنا کافی ہے جبکہ باقی اس سے کم درجہ کے نہ ہوں یہ جب کہ بائع نے کھود کر دکھائے یا مشتری (خریدار) نے بائع کی اجازت سے کھودے اور اگر مشتری (خریدار) نے بلا اجازت بائع خود کھود لیے اور اتنے کھودے جن کا کچھ ثمن ہو تو خیار رویت ساقط ہوگیا اور اگر وہ چیز گنتی سے بکتی ہو جیسے مولی تو بعض کا دیکھنا کافی نہیں جبکہ بائع نے اُکھاڑی ہو یا مشتری (خریدار) نے بائع کی اجازت سے۔ اور اگر مشتری (خریدار) نے بلا اجازت بائع اُکھاڑیں اور وہ اتنی ہیں جن کا کچھ ثمن ہے تو خیار ساقط ہوگیا۔(10)

مسئلہ ۳۸: ایسی چیز جو زمین میں ہے بیع کی بائع کہتا ہے اگر میں کھود کر نکالتا ہوں اور تم ناپسند کردو تو میرا نقصان ہوگا اور مشتری (خریدار) کہتا ہے اگر بغیر تمھاری اجازت میں خود کھودتا ہوں اور میرے کام کی نہ ہوئی تو پھیر نہ سکوں گا اور بیع لازم ہوجائے گی ایسی صورت میں اگر دونوں میں کوئی اپنا نقصان گوارا کرنے کے لیے طیار ہوجائے فبہا ورنہ قاضی بیع کو فسخ کردے گا۔(11)

مسئلہ ۳۹: شیشی میں تیل تھا اور شیشی کو دیکھا تو یہ حقیقۃً تیل کا دیکھنا نہیں کہ شیشہ حائل ہے۔ یوہیں آئینہ دیکھ رہا ہے اور مبیع کی صورت اُس میں دکھائی دی تو مبیع کا دیکھنا نہیں ہے اور اگر مچھلی پانی میں ہے جو بلا تکلف (مشقت کے بغیر) پکڑی جاسکتی ہے اُس کو خریدا اور پانی ہی میں اُسے دیکھ بھی لیا بعضوں کے نزدیک خیار رویت باقی نہ رہیگا کہ مبیع دیکھ لی اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ خیار باقی ہے کیونکہ پانی میں اصلی حالت معلوم نہیں ہوگی جتنی ہے اُس سے بڑی معلوم ہوگی۔(12)

مسئلہ ۴۰: مشتری (خریدار) نے کسی کو قبضہ کے لیے وکیل کیا تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے وکیل نے دیکھ کر پسند کرلیا تو نہ وکیل کو فسخ کا اختیار رہا نہ مؤکل (وکیل کرنے والا) کو، یہ اُس وقت ہے کہ قبضہ کرتے وقت وکیل نے مبیع کو دیکھا اور

---

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ۱۵۵.

(10) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، باب الخیار، فصل فی خیار الرؤیۃ، ج۱، ص ۳۶۳.

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثانی، ج۳، ص ۶۴.

(12) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص ۱۵۵.

اگر قبضہ کرتے وقت وہ چیز چھپی ہوئی تھی بعد میں اُسے کھول کر دیکھا تاکہ مشتری (خریدار) کا خیار باطل ہوجائے تو یہ دیکھنا اور پسند کرنا مشتری (خریدار) کے خیار کو باطل نہیں کریگا کہ قبضہ کرنے سے اُس کی وکالت ختم ہوگئی دیکھنے کا حق باقی نہ رہا۔ اور اگر خریدنے کے لیے وکیل کیا ہے تو وکیل کا دیکھنا کافی ہے کہ وکیل نے دیکھ کر پسند کرلیا یا خریدنے سے پہلے وکیل نے دیکھ لیا تو اب نہ وکیل فسخ کرسکتا ہے نہ مؤکل یہ اُس صورت میں ہے کہ غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل ہو۔ اور اگر مؤکل نے خریدنے کے لیے چیز کو معین کردیا ہو کہ فلاں چیز مثلاً فلاں غلام یا فلاں گائے یا بکری تو وکیل کو خیار رویت حاصل نہیں۔(13)

مسئلہ ۴۱: ایک شخص نے ایک چیز خریدی مگر دیکھی نہیں دوسرے شخص کو اُس کے دیکھنے کا وکیل کیا کہ دیکھ کر پسند کرے یا ناپسند کرے وکیل نے دیکھ کر پسند کرلی بیع لازم ہوگئی اور ناپسند کی تو فسخ کرسکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۴۲: کسی شخص کو مشتری (خریدار) نے قبضہ کے لیے قاصد بنا کر بھیجا یعنی اُس سے کہا کہ بائع کے پاس جا کر کہہ کہ مشتری (خریدار) نے مجھے بھیجا ہے کہ مبیع مجھے دیدے اس کا دیکھنا کافی نہیں یعنی مشتری (خریدار) اگر دیکھ کر ناپسند کرے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔(15) وکیل نے مبیع کو وکالت سے پہلے دیکھا اُس کے بعد وکیل ہو کر خریدا تو اُسے خیار رویت حاصل ہوگا۔(16)

مسئلہ ۴۳: اندھے کی بیع وشرا (خرید وفروخت) دونوں جائز ہیں اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا اور مبیع کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کرلیا تو خیار ساقط ہوگیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے جیسے زمین ،مکان، درخت، لونڈی غلام وہاں اُس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کردیے گئے مبیع اُن کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کرسکتا ورنہ فسخ کرسکتا ہے۔ اندھا مشتری (خریدار) یہ بھی کرسکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لیے وکیل کردے وکیل کا دیکھ لینا اُس کے قائم مقام ہوجائے گا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لیے خریدے یا دوسرے کے لیے

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۶۶.
والھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۲، ص ۳۵.
وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۵۶.

(14) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۵۶.

(15) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج ۷، ص ۱۵۶.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۶۶.

مثلاً کسی نے اندھے کو وکیل کردیا دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا۔(17)

مسئلہ ۴۴: اندھے کے لیے مبیع کے اوصاف بیان کردیے گئے یا اُس نے ٹٹول کر معلوم کرلیا اور چیز پسند کرلی پھر وہ بینا ہوگیا تو اب اُسے خیار رویت حاصل نہیں ہوگا جو خیار اُسے حاصل تھا ختم کرچکا۔ انکھیارے (آنکھوں والے) نے خریدی تھی اور مبیع کو دیکھنے سے پہلے نابینا ہوگیا تو اب اُس کے لیے وہی حکم ہے جو اُس مشتری (خریدار) کا ہے کہ خریدتے وقت نابینا تھا۔(18)

مسئلہ ۴۵: شے معین کی شے معین سے بیع ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیع کیا تو ایسی صورت میں بائع و مشتری (خریدار) دونوں کو خیار رویت حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں مشتری (خریدار) بھی ہیں۔(19)

❀❀❀❀❀

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثالث، ج۳، ص۶۵.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۵۷.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب السابع فی خیار الرؤیۃ، الفصل الثالث، ج۳، ص۶۵.

(19) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ج۷، ص۱۶۲.

خیارِ عیب کا بیان

احادیث

حدیث (۱): ابن ماجہ نے واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس نے عیب والی چیز بیع کی اور اُس کو ظاہر نہ کیا، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی میں ہے یا فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُس پر لعنت کرتے ہیں۔(1)

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، الحدیث: ۲۲۴۷، ج ۳، ص ۵۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ کے اسلام کے وقت میں اختلاف ہے، بعض فرماتے ہیں کہ تیاری غزوہ تبوک کے وقت ایمان لائے، بعض فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے لا چکے تھے بلکہ اصحاب صفہ سے تھے، تین سال حضور انور کی خدمت میں رہے، ۹۸ یا ۱۰۰ سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی، آپ دمشق کے آخری صحابی ہیں۔ (اشعہ)

۲۔ عَيِّبٌ یا تو ی کے شد اور کسرہ سے ہے صفت مشبہ یا ی کے سکون سے مصدر، اگر مصدر ہے تو مبالغہ کے لیے ارشاد ہوا یعنی جو عیب دار چیز کو فروخت کرے وہ گویا سراپا عیب فروخت کر رہا ہے، عیب کا تاجر ہے، اس جرم پر اتنی سخت سزا اس لیے ہے کہ دھوکا دینا مؤمن کی شان کے خلاف ہے، نہ مؤمن کو دھوکا دے نہ کافر کو، یہ شرعی قومی ملکی جرم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۷۶)

بیع وغیرہ میں دھوکا دینا

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی من غشنا فلیس منا، الحدیث: ۲۸۳، ص ۶۹۵)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم ایک اناج کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم کی انگلیاں تر (یعنی گیلی) ہوگئیں تو آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے اناج والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم! اس پر بارش ہوئی تھی۔ تو آپ صَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم نے بھیگے ہوئے اناج کو اُوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۸۴، ص ۶۹۵)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصَلَّی اللہُ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے ملاوٹ کی ←

وہ ہم میں سے نہیں۔(جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیۃ ۔۔۔۔۔الخ، الحدیث:۱۳۱۵، ص۱۷۸۴)

سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اناج بیچنے والے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو اس سے دریافت فرمایا: کیسے بیچ رہے ہو؟ اس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بتایا پس اللہ عزوجل نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا دستِ مبارک اس میں داخل کیجئے، جب آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ایسا کیا تو اسے تر پایا چنانچہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔(سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی النھی عن الغش، الحدیث:۳۴۵۲، ص۱۴۸۱)

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک اناج کے پاس سے گزرے جس کے مالک نے اسے اچھا ظاہر کیا ہوا تھا، پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو وہ گھٹیا ثابت ہوا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ علیحدہ بیچ! اور یہ علیحدہ بیچ! جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطاب، الحدیث:۵۱۱۳، ج۲، ص۳۰۹)

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بازار تشریف لے گئے وہاں غلّے کا ایک ڈھیر دیکھا تو اس میں اپنا دستِ اقدس داخل کیا اور بارش سے بھیگے ہوئے اناج کو باہر نکال کر ارشاد فرمایا: تمہیں کس نے اس (ملاوٹ) پر اُکسایا؟ اس نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ ایک ہی کھانا ہے۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تو نے تر اور خشک اناج کو علیحدہ علیحدہ کیوں نہ رکھا تاکہ خریدنے والے جس کو جانتے خرید لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔(المعجم الاوسط، الحدیث:۳۰۷۳، ج۲، ص۲۹)

نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اناج بیچ رہا تھا، آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اس سے استفسار فرمایا: اے غلّے کے مالک! کیا نیچے والا اناج اُوپر والے اناج جیسا ہی ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! ہاں ایسا ہی ہے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے مسلمانوں کو دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

(المعجم الکبیر، الحدیث:۹۲۱، ج۱۸، ص۳۵۹)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ایک کچی کھائی کے کنارے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک انسان دودھ بیچ رہا ہے، حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں پانی ملا ہوا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا: اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب قیامت کے دن تجھے کہا جائے گا کہ دودھ سے پانی علیحدہ کر۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب فی الامانات ووجوب ادائہا الی اہلہا، الحدیث:۵۳۱۰، ج۴، ص۳۳۳)

نبیِّ مکرّم، نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظّم ہے: بیچنے کے لئے جو دودھ ہو اس میں پانی نہ ملاؤ۔

(المرجع السابق، الحدیث:۵۳۰۸، ج۴، ص۳۳۳) ←

حدیث (۲): امام احمد و ابن ماجہ و حاکم نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ

رسولِ اکرم، شفیعِ معظم، شاہ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: تم سے پہلے (یعنی سابقہ امتوں میں جبکہ شراب حرام نہ تھی) ایک شخص تھا وہ ایک گاؤں میں شراب بیچنے کی خاطر لے گیا، اس نے اس میں پانی ملا کر اسے دُگنا کر دیا پھر اس نے ایک بندر خریدلیا اور سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہو گیا، جب سمندر میں پہنچا تو اللہ عزوجل نے بندر کو دیناروں کی تھیلی کے بارے میں الہام فرمایا، لہٰذا اس نے وہ تھیلی لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا، اس نے تھیلی کھولی جبکہ اس کا مالک بھی اسے دیکھ رہا تھا، وہ ایک دینار سمندر میں اور ایک کشتی میں پھینکنے لگا یہاں تک کہ تمام دیناروں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ (المرجع السابق)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: تم سے پہلے ایک شخص تھا اس نے شراب لے کر اس میں آدھا پانی ملایا اور پھر اسے بیچ دیا، جب رقم اکٹھی ہو گئی تو ایک لومڑی آئی اور اس نے نقدی کی وہ تھیلی لے لی اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گئی اور وہ ایک دینار کشتی میں پھینکتی اور ایک سمندر میں یہاں تک کہ بٹوہ خالی ہو گیا۔

(المرجع السابق، الحدیث: ۵۳۰۹، ج ۴، ص ۳۳۳)

کئی واقعات کے احتمال کی وجہ سے اس میں اور اس سے پہلے والی روایت میں کوئی منافات نہیں۔

رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشادفرمایا: جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی من غشنا فلیس منا، الحدیث: ۲۸۳، ص ۶۹۵)

حضرت سیدنا ابوسباع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ایک اونٹنی خریدی، جب میں اسے لے کر نکلا تو حضرتِ سیدنا واثلہ مجھے ملے جبکہ وہ اپنا تہبند گھسیٹ رہے تھے اور دریافت فرمایا: آپ اسے خریدنا چاہتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا: کیا آپ کو اس کے (عیب کے) بارے میں وضاحت کر دی گئی ہے؟ میں نے کہا: اس میں کیا عیب ہو سکتا ہے، بے شک یہ ظاہراً موٹی تازی صحت مند ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا: آپ کا اس سے سفر کا ارادہ ہے یا گوشت کھانے کا؟ میں نے کہا میرا تو حج کا ارادہ ہے۔ آپ نے کہا: آؤ واپس لوٹانے چلیں۔ تو اونٹنی (بیچنے) والے نے کہا: اللہ عزوجل آپ کی اصلاح فرمائے، آپ کیا چاہتے ہیں؟ کیا آپ بیع توڑنا چاہتے ہیں؟ تو حضرتِ سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشادفرمایا: بے شک میں نے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشادفرماتے ہوئے سنا: کسی کے لئے جائز نہیں کہ کسی چیز کو عیب بیان کئے بغیر بیچے اور جس کو عیب معلوم ہو اس کے لئے عیب بیان نہ کرنا بھی جائز نہیں۔ (شعب الایمان، باب فی الامانات ووجوب اداءھا الی اھلھا، الحدیث: ۵۲۹۵، ج ۴، ص ۳۳۰)

ابن ماجہ شریف میں یہی واقعہ قدرے اختصار کے ساتھ اس فرق کے ساتھ ہے کہ حضرت سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ارشادفرماتے ہوئے سنا: جس نے عیب والی چیز عیب بیان کئے بغیر بیچی وہ ہمیشہ اللہ عزوجل کی ناراضگی میں رہتا ہے یا ہمیشہ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، الحدیث: ۲۲۴۷، ص ۲۶۱۱) ←

تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کو عیب والی چیز عیب بیان کئے بغیر بیچنا جائز نہیں۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۴۶، ص ۲۶۱۱)

دافِعِ رنج وملال، صاحبِ جُودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مؤمن ایک دوسرے کے لئے خیر خواہ ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور بدن دور ہوں اور فاسق لوگ ایک دوسرے کو دھوکا دینے والے اور خیانت کرنے والے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور بدن قریب ہی ہوں۔

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، الترھیب من الغش ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۷۵۰، ج ۲، ص ۳۶۸)

طبرانی شریف میں اس طرح ہے کہ سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: دین کی اصل خیر خواہی ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کس کے لئے؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل، اس کے دین، مسلمانوں کے ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور عام لوگوں کے لئے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۱۸۴، ج ۱، ص ۳۲۷)

حضرت سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں اسلام پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کرتا ہوں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مجھ پر ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی کرنے کی شرط عائد کی، پس میں نے اس بات پر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی اور اس مسجد کے رب کی قسم! بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم الدین النصیحۃ، الحدیث: ۵۸، ص ۷)

ایک اور روایت میں اس طرح ہے: میں نے حکم سننے اور اطاعت کرنے پر اللہ کے رسول عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بیعت کی اور یہ کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں اور جب آپ کوئی چیز بیچتے یا خریدتے تو فرماتے: جو چیز میں نے تجھ سے لی وہ مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے جو میں نے تجھے دی پس تجھے اختیار ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، الحدیث: ۴۹۴۵، ص ۱۵۸۵)

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: مجھے اپنے بندے کی عبادت میں سب سے زیادہ پسند میرے لئے خیر خواہی کرنا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۲۵۳، ج ۸، ص ۲۸۰)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو مسلمانوں کے معاملے کو اہمیت نہیں دیتا وہ ان میں سے نہیں، اور جو صبح شام اللہ عزوجل، اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم، اس کی کتاب، اس کے امام اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی نہیں کرتا وہ بھی ان میں سے نہیں۔ (المعجم الصغیر للطبرانی، الحدیث: ۹۰۸، ج ۲، ص ۵۰)

←

بیچے جس میں عیب ہو تو جب تک بیان نہ کرے، اسے بیچنا حلال نہیں۔(2)

حدیث (۴): صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلہ کی ڈھیری کے پاس گزرے اُس میں ہاتھ ڈال دیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اُنگلیوں میں تری محسوس ہوئی، ارشاد فرمایا: اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر بارش کا پانی پڑ گیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ تو نے بھیگے ہوئے کو اوپر کیوں نہیں کر دیا کہ لوگ دیکھتے جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔(3)

مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ــــــــ الخ، الحدیث: ۱۳، ص ۳)

مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بندہ ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک کہ لوگوں کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب ماجاء فی صفات المؤمن، الحدیث: ۲۳۵، ج ۱، ص ۲۲۹)

(2) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینہ، الحدیث: ۲۲۴۶، ج ۳، ص ۵۸۔

(3) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، الحدیث: ۱۶۴۔(۱۰۱)، (۱۰۲)، ص ۶۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غلہ کے بازار میں تشریف لے گئے تو کسی دکان پر گندم یا جو یا کسی اور غلہ کا ڈھیر تھا، حضور انور نے اس ڈھیر میں اپنا ہاتھ شریف داخل کیا تو پتہ لگا کہ ڈھیر کے اوپر تو غلہ سوکھا ہوا ہے مگر اندر سے گیلا ہے یعنی تاجر نے لوگوں کو دھوکا دے رکھا ہے غالبا دکاندار کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ بھی جرم ہے، وہ سمجھے تھے کہ خود گیلا کرنا گناہ ہے جو باہر سے قدرتی طور پر گیلا ہوجائے اس میں ہمارا کیا گناہ، لہذا اس سے ان صحابی کا فسق ثابت نہیں ہوتا، نیز گناہ کر لینا اور چیز ہے فسق کچھ اور یہ گناہ تھا جس سے توبہ ہوگئی اگر اس گناہ پر جم جاتے توبہ نہ کرتے تو فسق ہوتا، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا"۔

۲۔ یعنی گندم بارش سے بھیگ گیا تھا میں نے اسے بھیگے ڈھیر پر سوکھا گندم ڈال دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خود دھوپ سے اوپر کا حصہ نہ سوکھ گیا تھا ورنہ ان پر عتاب نہ ہوتا، بلکہ سوکھا گندم ڈالا گیا تھا۔

۳۔ یعنی سوکھا گندم اوپر نہ ڈالنا چاہیے تھا تاکہ خریدار دھوکا نہ کھاتا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ تجارتی چیز کا عیب چھپانا گناہ ہے بلکہ خریدار کو عیب پر مطلع کردے کہ وہ چاہے تو عیب دار سمجھ کر خریدے چاہے نہ خریدے۔ دوسرے یہ کہ حاکم یا بادشاہ کا بازار میں گشت کرنا، دکانداروں کی ان کی چیزوں کی، باٹ ترازو کی تحقیقات کرنا، قصور ثابت ہونے پر انہیں سزا دینا سنت ہے، آج جو یہ تحقیقات حکام کرتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

←

حدیث (۴): شرح سنہ میں مخلد بن خفاف سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے ایک غلام خریدا تھا اور اُس کو کسی کام میں لگا دیا تھا پھر مجھے اُس کے عیب پر اطلاع ہوئی، اس کا مقدمہ میں نے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیش کیا، اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ غلام کو میں واپس کردوں اور جو کچھ آمدنی ہوئی ہے، وہ بھی واپس کردوں پھر میں عروہ سے ملا اور اُنکو واقعہ سُنایا اُنھوں نے کہا، شام کو میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤں گا اُن سے جا کر یہ کہا کہ مجھ کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ خبر دی ہے کہ ایسے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ آمدنی ضمان کے ساتھ ہے یعنی جس کے ضمان میں چیز ہو وہی آمدنی کا مستحق ہے۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز نے یہ فیصلہ کیا کہ آمدنی مجھے واپس ملے۔ (4)

۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ تجارتی چیز میں عیب پیدا کرنا بھی جرم ہے اور قدرتی پیدا شدہ عیب کو چھپانا بھی جرم۔ دیکھو بارش سے بھیگے غلہ کو چھپانا ملاوٹ ہی میں داخل فرمایا۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۱۸۷)

(4) شرح السنۃ، کتاب البیوع، باب فیمن اشتری عبدا... إلخ، ج۴، ص۳۲۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ صحیح یہ ہے کہ مخلد تو تابعی ہیں جن سے صرف یہی ایک روایت مروی ہے لیکن ان کے والد خفاف اور دادا ایما دونوں صحابی ہیں، قبیلہ بنی غفار سے ہیں۔ مخلد میم کے زبر اور خ کے سکون سے ہے، خفاف خ کے پیش اور ف کے زبر سے ہے۔ (اشعہ)

۲۔ آمدنی سے مراد غلام کی کمائی ہے اور عیب سے مراد وہ پرانا عیب ہے جو بائع کے ہاں سے آیا۔ لغت میں غلہ اس آمدنی کو کہا جاتا ہے جو کھیت باغ جانور سے حاصل ہو، دانے پھل، دودھ بچے، کرایہ وغیرہ یہاں کی کمائی مراد ہے یعنی مجھے غلام کے عیب کا پتہ اس وقت چلا جب میں اس کی کچھ کمائی حاصل کر چکا۔

۳۔ یعنی پہلے تو میں نے فروشندہ سے کہا کہ غلام واپس لے لے مگر جب وہ راضی نہ ہوا تو خلیفۃ المسلمین حضرت عمر ابن عبدالعزیز کی بارگاہ میں مقدمہ دائر کردیا کہ یہ غلام واپس کرایا جائے تب آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ غلام واپس دو، اس کی آمدنی بائع کے حوالہ کرو اور اپنی قیمت اس سے وصول کرو۔

۴۔ آپ حضرت عروہ ابن زبیر ہیں، مشہور تابعی ہیں، مدینہ منورہ کے سات قاریوں سے ہیں، قرشی ہیں، اسدی ہیں، ۲۳ھ میں پیدا ہوئے، بڑے فقیہ تھے، آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فیصلہ غلط کیا کہ غلام کی اتنے دن کی آمدنی تمہیں واپس کرنا نہ ہوگی میں انہیں عرض کردوں گا کہ چونکہ اس زمانہ میں خریدار غلام پر کھانا پینا وغیرہ خرچ بھی کر چکا ہے اس لیے آمدنی اس کے خرچ و ضمان کے عوض ہے۔

۵۔ یعنی میں بائع کو غلام اور اس کی آمدنی دے چکا تھا، پھر مجھے آمدنی واپس دلوائی گئی۔ معلوم ہوا کہ حاکم کے فیصلہ کی اپیل کرنا جائز ہے خواہ اس کے پاس کرے یا اس سے بڑے حاکم کے پاس۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں خریدے ہوئے جانور کے بچے، ←

حدیث (۵): دار قطنی و حاکم و بیہقی ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: نہ خود کو ضرر پہنچنے دے، نہ دوسرے کو ضرر پہنچائے، جو دوسرے کو ضرر پہنچائے گا اللہ تعالٰی اُس کو ضرر دے گا اور جو دوسرے پر مشقت ڈالے گا اللہ تعالٰی اُس پر مشقت ڈالے گا۔(5)

حدیث (۶): بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ ارشاد فرمایا: بیچنے کے لیے جو دودھ ہو اُس میں پانی نہ ملاؤ۔ ایک شخص امم سابقہ (گزشتہ اُمتوں) میں سے جبکہ شراب حرام نہ تھی) ایک بستی میں شراب لے گیا، پانی ملا کر اُسے دوچند کر دیا پھر اُس نے ایک بندر خریدا اور دریا کا سفر کیا، جب پانی کی گہرائی میں پہنچا بندر اشرفیوں کی تھیلی اُٹھا کر مستول (جہاز یا کشتی کا ستون) پر چڑھ گیا اور تھیلی کھول کر ایک اشرفی پانی میں پھینکتا اور ایک کشتی میں، اس طرح اُس نے اشرفیوں کی نصف نصف تقسیم کر دی۔(6)

❀❀❀❀❀

اون، دودھ، درخت کے پھل وغیرہ خریدار کے ہوں گے اور اصل شے واپس ہوگی، امام مالک کے ہاں جانور کے بچے ماں کے ساتھ واپس ہوں اون، دودھ واپس نہ ہوگا، ہمارے ہاں خریدار کے پاس بچے یا پھل کی پیدائش سے جانور یا درخت واپس نہ ہو سکے گا بلکہ خریدار نقصان عیب لے گا، ان تمام آئمہ کے دلائل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ عمر ابن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنا پہلا فیصلہ واپس لے لیا اور اب یہ ہی فیصلہ کیا۔ معلوم ہوا اگر قضاء قاضی حکم منصوص کے خلاف ہو تو ٹوٹ جائے گی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۲۸۱)

(5) المستدرک للحاکم، کتاب البیوع، باب النھی عن المحاقلۃ...إلخ، الحدیث: ۲۳۹۲، ج۲، ص۳۶۹.

(6) شعب الایمان للبیہقی، الباب الخامس والثلاثون...إلخ، الحدیث: ۵۳۰۸، ج۴، ص۳۳۳.

مسائل فقہیّہ

عرف شرع میں عیب جس کی وجہ سے مبیع کو واپس کرسکتے ہیں وہ ہے جس سے تاجروں کی نظر میں چیز کی قیمت کم ہوجائے۔(1)

مسئلہ ۱: مبیع میں عیب ہوتو اُس کا ظاہر کردینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ یوہیں ثمن کا عیب مشتری (خریدار) پر ظاہر کردینا واجب ہے اگر بغیر عیب ظاہر کیے چیز بیع کردی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کرسکتے ہیں اس کو خیارِ عیب کہتے ہیں خیار عیب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا تو پھیر دینگے (واپس کردینگے) کہا ہو یا نہ کہا ہو بہر حال عیب معلوم ہونے پر مشتری (خریدار) کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا اگر مشتری (خریدار) کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اُس کے علم میں یہ بات آئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیار عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو پورے دام پر لے لے واپس کرنا چاہے واپس کردے یہ نہیں ہوسکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام (قیمت) کم کردے۔(2)

مسئلہ ۲: عیب پر مشتری (خریدار) کو اطلاع قبضہ سے پہلے ہی ہوگئی تو مشتری (خریدار) بطور خود عقد کو فسخ کرسکتا ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی فسخ کا حکم دے تو فسخ ہوسکے بائع کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے عقد کو فسخ کردیا یا رد کردیا یا باطل کردیا بائع راضی ہو یا نہ ہو عقد فسخ ہوجائے گا اور اگر مبیع پر قبضہ کرچکا ہے تو بائع کی رضامندی یا قضائے قاضی کے بغیر (قاضی کے فیصلے کے بغیر) عقد فسخ نہیں ہوسکتا۔(3)

مسئلہ ۳: مشتری (خریدار) نے مبیع پر قبضہ کرلیا تھا پھر عیب معلوم ہوا اور بائع کی رضامندی سے عقد فسخ ہوا تو ان دونوں کے حق میں فسخ ہے مگر تیسرے کے حق میں یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے کہ اس فسخ کے بعد اگر مبیع مکان یا زمین ہے تو شفعہ کرنے والا شفعہ کرسکتا ہے اور اگر قضائے قاضی سے فسخ ہوا تو سب کے حق میں فسخ ہی ہے شفعہ کا حق نہیں پہنچے

---

(1) تنویر الابصار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۶۴.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶، ۶۷.

(3) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص۳۶-۳۷.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶.

گا۔(4)

مسئلہ ۴: خیارِ عیب کی صورت میں مشتری (خریدار) مبیع کا مالک ہوجاتا ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی اور اس میں وراثت بھی جاری ہوتی ہے یعنی اگر مشتری (خریدار) کو عیب کا علم نہ ہوا اور مر گیا اور وارث کو عیب پر اطلاع ہوئی تو اُسے عیب کی وجہ سے فسخ کا حق حاصل ہوگا۔خیارِ عیب کے لیے کسی وقت کی تحدید نہیں (مدت مقرر نہیں) جب تک موانع رد (یعنی واپسی سے روکنے والے اسباب) نہ پائے جائیں (جن کا بیان آئے گا) یہ حق باقی رہتا ہے۔(5)

❁❁❁❁❁

(4) الهداية، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ج۲، ص۳۹.

(5) الفتاوى الهندية، كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶.

خیارِ عیب کے شرائط

مسئلہ ۵: خیارِ عیب کے لیے یہ شرط ہے کہ(۱) مبیع میں وہ عیب عقد بیع کے وقت موجود ہو یا بعد عقد، مشتری (خریدار) کے قبضہ سے پہلے پیدا ہو، لہٰذا مشتری (خریدار) کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب پیدا ہوا اُس کی وجہ سے خیار حاصل نہ ہوگا۔(۲) مشتری (خریدار) نے قبضہ کرلیا ہو تو اس کے پاس بھی وہ عیب باقی رہے اگر یہاں وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہیں۔(۳) مشتری (خریدار) کو عقد یا قبضہ کے وقت عیب پر اطلاع نہ ہو عیب دار جانکر لیا یا قبضہ کیا خیار نہ رہا۔(۴) بائع نے عیب سے براءت نہ کی ہو اگر اُس نے کہہ دیا کہ میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں خیار ثابت نہیں۔(1)

❀❀❀❀❀

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۶، ۶۷، وغیرہ۔

عیب کی صورتیں

مسئلہ ۶: لونڈی غلام کا مالک کے پاس سے بھاگنا عیب ہے اور اگر بھاگنا اس وجہ سے ہے کہ مالک اُس پر ظلم کرتا ہے تو عیب نہیں۔ مالک نے اُسے امانت رکھ دیا ہے یا عاریت دیدیا ہے یا اُجرت پر دیا ہے امین یا مستعیر (عاریۃً لینے والا) یا مستاجر (اجرت پر لینے والا) کے پاس سے بھاگنا بھی عیب ہے مگر جبکہ یہ ظلم کرتے ہوں۔ بھاگنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ شہر سے نکل جائے بلکہ اُسی شہر میں رہے جب بھی عیب ہے اور بھاگنا اسی وقت عیب ہے جب مشتری (خریدار) کے یہاں سے بھی بھاگا ہو۔(1)

مسئلہ ۷: مشتری (خریدار) کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں آیا اور چھپا نہیں جب کہ بائع اُسی شہر میں ہو تو عیب نہیں اور یہاں آکر پوشیدہ ہوگیا تو عیب ہے۔ غاصب (ناجائز قبضہ کرنے والا) کے یہاں سے بھاگ کر مالک کے پاس آیا یہ عیب نہیں۔(2)

مسئلہ ۸: بیل وغیرہ جانور دو تین دفعہ بھاگیں تو عیب نہیں اس سے زیادہ بھاگنا عیب ہے۔(3)

مسئلہ ۹: بچھونے پر پیشاب کرنا عیب ہے چوری کرنا عیب ہے چاہے اتنا چُرایا جس سے ہاتھ کاٹا جائے یا اس سے کم۔ یوہیں کفن چُرانا جیب کاٹنا بھی عیب ہے بلکہ نقب لگانا (دیوار میں چوری کرنے کے لیے سوراخ کرنا) بھی عیب ہے۔ کھانے کی چیز کھانے کے لیے مالک کی چُرائی تو عیب نہیں اور بیچنے کے لیے چُرائی یا دوسرے کی چیز چُرائی تو عیب ہے۔ بعض فقہانے فرمایا کہ مالک کا پیسہ دو پیسے چُرانا عیب نہیں۔(4)

مسئلہ ۱۰: بھاگنا، چوری کرنا، بچھونے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں۔ بچپن میں ان کا سبب کم عقلی اور ضعف مثانہ (جسم کے اندر پیشاب کی تھیلی کا کمزور ہونا) ہے اور بڑے ہونے کے بعد ان کا سبب سوء اختیار اور

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۰، وغیرہ۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۰۔

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۰۔

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۶۹۔

باطنی بیماری ہے لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری (خریدار) وبائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری (خریدار) رد کرسکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا اور اگر بائع کے یہاں یہ عیب بچپن میں تھا اور مشتری (خریدار) کے یہاں بلوغ کے بعد تو رد نہیں کرسکتا کہ یہ وہ عیب نہیں بلکہ دوسرا عیب ہے جو مشتری (خریدار) کے یہاں پیدا ہوا جس طرح بائع کے یہاں اُسے بخار آتا تھا اگر مشتری (خریدار) کے یہاں بھی وہی بخار اُسی وقت آیا تو واپس کرسکتا ہے اور مشتری (خریدار) کے یہاں دوسری قسم کا بخار آیا تو واپس نہیں کرسکتا۔(5)

مسئلہ ۱۱: نابالغ غلام کو خریدا جو بچھونے پر پیشاب کرتا تھا مشتری (خریدار) (خریدار) کے یہاں بھی یہ عیب موجود تھا مگر کوئی دوسرا عیب اس کے علاوہ بھی پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے واپس نہ کرسکا اور بائع سے اس عیب کا نقصان لے لیا بالغ ہونے پر پیشاب کرنا جاتا رہا تو جو معاوضہ عیب بائع نے ادا کیا ہے چونکہ وہ عیب جاتا رہا وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۱۲: جنون بھی عیب ہے اور بچپن اور جوانی دونوں میں اس کا سبب ایک ہی ہے یعنی اگر بائع کے یہاں بچپن میں پاگل ہوا تھا اور مشتری (خریدار) کے یہاں جوانی میں تو واپس کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ وہی عیب ہے دوسرا نہیں۔ جنون کی مقدار یہ ہے کہ ایک دن رات سے زیادہ پاگل رہے اس سے کم میں عیب نہیں۔(7)

مسئلہ ۱۳: کنیز کا ولدالزنا (زنا سے پیدا ہونے والی) ہونا عیب ہے۔ یوہیں اُس کا زنا کرنا بھی عیب ہے، لونڈی سے بچہ پیدا ہوجانا بھی عیب ہے، جبکہ وہ بچہ مولے (مالک) کے علاوہ دوسرے سے ہو اور اگر اُس کا بچہ مولیٰ سے ہو تو وہ ام ولد ہے اُس کا بیچنا ہی جائز نہیں۔ زنا اور ولادت میں مشتری (خریدار) کے یہاں اس عیب کا پایا جانا ضرور نہیں۔ ولدالزنا ہونا، زنا کرنا، غلام میں عیب نہیں اگرچہ زنا کرنا گناہ کبیرہ ہے اُس پر توبہ و استغفار واجب ہے اور شرعاً سخت عیب ہے اور اگر زنا کرنا اُس کی عادت ہو یعنی دو مرتبہ سے زیادہ ایسا کیا تو یہ بیع میں عیب شمار کیا جائے گا۔ لونڈی اور غلام میں فرق اس وجہ سے ہے کہ لونڈی سے اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ اُس سے وطی کرے اگر وہ ایسی ہے تو طبیعت کو کراہت آئے گی نیز اگر اولاد پیدا ہوئی تو زانیہ کی اولاد کہلائے گی اور یہ سخت عار ہے اور غلام سے مقصود خدمت لینا ہوتا ہے اور ان باتوں سے خدمت میں کوئی فرق نہیں آتا، جب تک زنا کی عادت نہ ہو۔(8)

---

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۱۷۶.

(6) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۶، ص۵۰۴.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۷۰.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب... إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۷.

مسئلہ ۱۴: غلام اگر ایسا ہو کہ مفت اغلام کراتا ہو، یہ اُس میں عیب ہے۔ غلام مخنث (ہیجڑہ) بایں معنے کہ آواز میں نرمی ہے اور رفتار میں لچک، اگر یہ بات کمی کے ساتھ ہے تو عیب نہیں اور زیادتی کے ساتھ ہے تو عیب ہے، واپس کر دیا جائے گا اور اگر مخنث بایں معنیٰ ہو کہ برے افعال کرتا ہے تو عیب ہے۔(9)

مسئلہ ۱۵: لونڈی کا حاملہ ہونا یا شوہر والی ہونا عیب ہے کیونکہ اُس کو فراش نہیں بنایا جاسکتا۔(یعنی اس سے ہمبستری نہیں کی جاسکتی) یوہیں غلام کا شادی شدہ ہونا بھی عیب ہے، مگر غلام نے واپسی سے پہلے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو واپس نہیں کیا جاسکتا اور لونڈی کو اُس کے شوہر نے طلاق دیدی اگر رجعی طلاق ہے واپس کی جاسکتی ہے اور بائن ہے تو نہیں اور شوہر والی لونڈی اگر مشتری (خریدار) کے محرمات میں سے ہو مثلاً اس کی رضاعی بہن یا ماں ہے یا اس کی عورت کی ماں ہے تو شوہر والی ہونا عیب نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۶: جذام (کوڑھ، ایک موذی بیماری)، برص (سفید کوڑھ، ایک بیماری جس کی وجہ سے جسم پر سفید دھبے پڑ جاتے ہیں)، اندھا ہونا، کانا ہونا، بھینگا ہونا (آنکھ کا ٹیڑھا پن)، گونگا ہونا، بہرا ہونا، اُنگلی زیادہ یا کم ہونا، کُبڑا (وہ شخص جس کی پیٹھ جھک گئی ہو) ہونا، پھوڑے، بیماری، خصیہ کا بڑا ہونا، نامردی، خصی ہونا، یہ سب چیزیں عیب ہیں اگر خصی کہکر خریدا اور خصی نہ تھا تو واپس کرنے کا حق نہیں ہے۔(11) جو غلام دارالاسلام میں پیدا ہوا ہے اور بالغ ہوگیا مگر اُس کا ختنہ نہیں ہوا ہے یہ عیب ہے اور ابھی نابالغ ہے یا دارالحرب سے اُسے لائے ان میں یہ عیب نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۷: غلام امرد (یعنی خوبصورت لڑکا) خریدا پھر معلوم ہوا کہ اس نے داڑھی مُنڈائی تھی یا داڑھی کے بال نوچ ڈالے تھے یہ عیب ہے واپس کر دیا جائے گا۔(13)

مسئلہ ۱۸: گندہ دہنی (یعنی منہ سے بدبو آنے کی بیماری) یا بغل میں بو ہونا لونڈی میں عیب ہے غلام میں نہیں، مگر

---

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۸۔
والدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۵۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۷، ۶۸۔
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۵۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۸۔
والدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۴۔

(12) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۶، ص۸۔

(13) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فی العیوب، ج۱، ص۳۶۷۔

جبکہ بہت زیادہ ہو تو غلام میں بھی عیب ہے اور اگر دانت مانجھے نہیں (دانت صاف نہیں کیے) اس وجہ سے موڈھ سے بو آتی ہے، منجن (دانت صاف کرنے کا پاؤڈر) مسواک سے بو زائل ہو جائے گی، یہ عیب نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۹: ناف کے نیچے پیڑو (ناف کے نیچے کا حصہ) کا پھولا ہونا، لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے(15)

مسئلہ ۲۰: لونڈی کی شرمگاہ میں گوشت یا ہڈی کا پیدا ہو جانا جس کی وجہ سے وطی نہ ہو سکے، عیب ہے۔ یوہیں آگے کا مقام بند ہونا بھی عیب ہے۔(16)

مسئلہ ۲۱: کافر ہونا لونڈی غلام دونوں میں عیب ہے۔ یوہیں بدمذہب ہونا بھی عیب ہے۔(17)

مسئلہ ۲۲: لونڈی کی عمر پندرہ سال کی ہو اور حیض نہ آئے یہ عیب ہے اور اگر صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عیب نہیں۔ یہ بات کہ حیض نہیں آتا یہ خود اسی لونڈی کے کہنے سے معلوم ہوگی اور اگر بائع کہتا ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اُسے قسم دیں گے، اگر قسم کھالے بائع کا قول معتبر ہے اور قسم سے انکار کرے تو عیب ثابت ہے۔ استحاضہ بھی عیب ہے۔(18)

مسئلہ ۲۳: پرانی کھانسی عیب ہے، معمولی کھانسی عیب نہیں۔(19)

مسئلہ ۲۴: مدیون ہونا بھی عیب ہے جبکہ اُس دین کا مطالبہ فی الحال ہو سکتا ہو اور اگر ایسا دَین ہے جو آزاد ہونے کے بعد واجب الادا ہوگا تو عیب نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۵: شراب خواری کی عادت، جوا کھیلنا، جھوٹ بولنا، چغلی کھانا، نماز چھوڑ دینا، بائیں ہاتھ سے کام کرنا (یعنی دایاں ہاتھ درست ہونے کے باوجود ہر کام کے لیے صرف بایاں ہاتھ استعمال کرتا ہو)، آنکھ میں پربال ہونا (آنکھ کی ایک بیماری جس میں پلکوں کے اندر سے مڑنے ہوئے بال نکل آتے ہیں اور آنکھ کے ڈھیلے میں چبھتے رہتے ہیں)، پانی بہنا، رتوند ہونا، (شب کوری، آنکھ کی ایک بیماری جس کے سبب رات کو دکھائی نہیں دیتا) یہ سب عیوب

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۶۷۔
دردالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۴۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۶۹۔

(16) المرجع السابق۔

(17) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۵۔

(18) المرجع السابق، ص ۱۷۶۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۶۸۔

(20) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۱۷۹۔

ہیں۔(21)

❁❁❁❁❁

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الاول، ج۳، ص۶۹.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۷۹.

جانوروں کے بعض عیوب

مسئلہ ۲۶: گائے، بھینس، بکری دودھ نہیں دیتی یا اپنا دودھ خود پی جاتی ہے یہ عیب ہے۔ اور جانور کا کم کھانا بھی عیب ہے بیل کام کے وقت سو جاتا ہے یہ عیب ہے۔ گدھا خریدا، وہ سُست چلتا ہے واپس نہیں کرسکتا مگر جبکہ تیز رفتاری کی شرط کرلی ہو۔ گدھے کا نہ بولنا عیب ہے۔ مُرغ خریدا جو ناوقت بولتا ہے، واپس کرسکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۲۷: بکری خریدی، دیکھا تو اُس کے کان کٹے ہوئے ہیں، یہ عیب ہے۔ یوہیں قربانی کے لیے کوئی جانور خریدا جس کے کان کٹے ہوئے ہیں یا اُس میں کوئی عیب ایسا ہے جس کی وجہ سے قربانی نہیں ہوسکتی اُسے واپس کرسکتا ہے اور اگر قربانی کے لیے نہ ہو تو واپس نہیں کرسکتا مگر جبکہ عرف میں وہ عیب قرار دیا جائے۔ اگر بائع و مشتری (خریدار) میں اختلاف ہوا مشتری (خریدار) کہتا ہے میں نے قربانی کے لیے خریدا ہے بائع انکار کرتا ہے اگر وہ زمانہ قربانی کا ہو اور مشتری (خریدار) اہل قربانی سے ہو تو مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے۔(2)

مسئلہ ۲۸: گائے یا بکری نجاست خور ہے اگر یہ اُس کی عادت ہے عیب ہے اور اگر ہفتہ میں ایک دو بار ایسا ہوا تو عیب نہیں۔ کوئی جانور مکھی کھاتا ہے اگر احیاناً (کبھی کبھی) ایسا ہو تو عیب نہیں اور اکثر کھاتا ہو تو عیب ہے۔(3)

مسئلہ ۲۹: جانور کے دونوں پاؤں قریب قریب ہیں مگر رانوں میں زیادہ فاصلہ ہے یہ عیب ہے۔ رسی تو ڑانا یا کسی ترکیب سے گلے سے پگھا (4) نکال لینا عیب ہے۔ گھوڑا سرکش ہے کھڑا ہو جاتا ہے اَڑ جاتا ہے لگام لگاتے وقت شوخی (اچھل کود) کرتا ہے لگانے نہیں دیتا چلنے میں دونوں پنڈلیاں یا پاؤں رگڑ کھاتے ہوں یہ سب عیب ہیں۔(5)

مسئلہ ۳۰: گھوڑا خریدا، دیکھا کہ اُس کی عمر زیادہ ہے خیار عیب کی وجہ سے اُسے واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر کم عمر کی شرط کرلی ہے تو واپس کرسکتا ہے۔ گائے خریدی وہ مشتری (خریدار) کے یہاں سے بھاگ کر بائع کے یہاں چلی جاتی

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... الخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۱، ۷۲۔

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فی العیوب، ج۱، ص۳۶۹۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... الخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۲۔

(4) وہ لمبی رسی جو جانور کے گلے میں باندھ کر پچھلے پاؤں میں باندھ دیتے ہیں۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... الخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۲۔

ہے یہ عیب نہیں۔(6) یعنی جب کہ زیادہ نہ بھاگتی ہو۔

❁❁❁❁❁

(6) المرجع السابق.

دوسری چیزوں کے عیوب

مسئلہ ۳۱: موزے یا جوتے خریدے وہ اس کے پاؤں میں نہیں آتے واپس کرسکتا ہے اگرچہ خریدتے وقت یہ نہ کہا ہو کہ پہننے کے لیے خریدتا ہوں کیونکہ عادۃً (عام طور پر) ایک جوڑا جوتا یا موزہ پہننے ہی کے لیے خریدا جاتا ہے۔ جو تا خریدا جو تنگ تھا بائع نے کہہ دیا پہنو ٹھیک ہو جائے گا ایک دن پہنا مگر ٹھیک نہ ہوا اب واپس نہیں کرسکتا۔(1)

مسئلہ ۳۲: نجس کپڑا خریدا مگر مشتری (خریدار) کو ناپاک ہونا معلوم نہ تھا اب معلوم ہوا اگر اُس قسم کا کپڑا ہے کہ دھونے سے خراب نہیں ہوگا تو واپس نہیں کرسکتا اور خراب ہو جائے گا تو واپس کرسکتا ہے۔ اُس میں تیل کی چکنائی لگی ہے تو بہر حال واپس کرسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۳۳: مکان خریدا اُس کے دروازہ پر لکھا ہوا پایا یہ فلاں مسجد پر وقف ہے محض اتنی بات سے واپس نہیں کرسکتا جب تک وقف کا ثبوت نہ ہو۔(3)

مسئلہ ۳۴: مکان یا زمین خریدی لوگ اُسے منحوس کہتے ہیں واپس کرسکتا ہے کیونکہ اگر چہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار نہیں مگر بیچنا چاہے گا تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب ہے۔(4)

مسئلہ ۳۵: گیہوں (گندم) خریدے بائع نے اشارہ کرکے بتا دیا تھا کہ یہ ہیں اُس کے دانے پتلے یا چھوٹے ہیں تو خیار عیب سے واپس نہیں کرسکتا اور اگر گُھنے ہوئے (گُھن (ایک کیڑا جو غلے کو کھاتا ہے) لگے ہوئے) ہیں یا بو دار (بدبودار) ہیں تو واپس کرسکتا ہے۔(5)

مسئلہ ۳۶: پھل یا ترکاری کی ٹوکری خریدی اُس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی واپس کرسکتا ہے۔(6)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳۔

(2) المرجع السابق۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳۔

والدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۱۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔إلخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۳۔

(6) المرجع السابق۔

مسئلہ ۳۷: مکان خریدا جس کا پرنالہ دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اس کی نالی دوسرے کے مکان میں جاتی ہے اور معلوم ہوا کہ اس کا حق نہیں ہے مگر خریداری کے وقت اس کا علم نہیں تھا تو واپس کرسکتا ہے یا اس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی پیدا ہو وہ بائع سے واپس لے سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۳۸: قرآن مجید یا کتاب خریدی اور اُس کے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں واپس کرسکتا ہے۔(8)

❁❁❁❁❁

(7) المرجع السابق،ص۴۷۔

(8) المرجع السابق

موانع رد کیا ہیں اور کس صورت میں نقصان لے سکتا ہے

مسئلہ ۳۹: عیب پر اطلاع پانے کے بعد مشتری (خریدار) نے اگر مبیع میں مالکانہ تصرف کیا تو واپس کرنے کا حق جاتا رہا۔ جانور خریدا تھا وہ بیمار تھا اُس کا علاج کیا یا اپنے کام کے لیے اُس پر سوار ہوا واپس نہیں کرسکتا اور اگر ایک بیماری تھی جس کی بائع نے ذمہ داری نہیں کی تھی اُس کا علاج کیا اور دوسری بیماری جس کا ذکر نہیں آیا تھا وہ ظاہر ہوئی تو اس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۴۰: جانور پر اُس کو واپس کرنے کی غرض سے سوار ہوا یا سوار ہو کر اُسے پانی پلانے لے گیا یا چارہ خریدنے گیا اگر مجبور تھا تو عیب پر رضامندی نہیں ورنہ ہے۔ عیب پر مطلع ہونے کے بعد مکان خرید کردہ میں (خریدے ہوئے مکان میں) سکونت کی (رہائش اختیار کی) یا اُس کی مرمت کی یا اُس کو ڈھادیا اب واپس نہیں کرسکتا۔(2)

مسئلہ ۴۱: مبیع کو مشتری (خریدار) نے بیع کردیا یا آزاد کردیا یا ہبہ کرکے قبضہ دیدیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴۲: بکری یا گائے خریدی اُسکا دودھ دوہ کر استعمال کیا پھر عیب پر اطلاع ہوئی واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے۔ اور گائے بکری کو مع بچہ کے خریدا ہے اور عیب پر مطلع ہوا اس کے بعد بچہ نے دودھ پی لیا واپس کرسکتا ہے چاہے بچہ نے خود ہی پی لیا ہو یا اس نے اُسے چھوڑا تھا کہ پی لے۔ اور اگر مشتری (خریدار) نے دودھ دوہا تو واپس نہیں کرسکتا چاہے خود پی لے یا اُس کے بچہ کو پلادے کہ عیب پر مطلع ہو کر دودھنا دلیل رضامندی ہے۔(4)

مسئلہ ۴۳: کنیز (لونڈی) خرید کر اُس سے وطی کی اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا واپس نہیں کرسکتا عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع نقصان دینا نہیں چاہتا کنیز واپس لینے کے لیے راضی ہے تو واپسی ہوسکتی ہے۔ یوہیں شہوت کے ساتھ چھونا یا بوسہ دینا بھی مانع رد ہے۔ اور عیب پر مطلع ہونے کے بعد یہ افعال کیے تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر اُس کے ساتھ کسی نے زنا کیا جب بھی واپس نہیں کرسکتا نقصان لے سکتا ہے مگر جبکہ بائع واپس

---

(1) المرجع السابق، ص۷۵.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۷۵.

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: فی أنواع زیادۃ المبیع، ج۷، ص۱۸۷.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۷۵.

لینے پر طیار ہے۔(5)

مسئلہ ۴۴: غلہ خریدا اُس میں سے کچھ کھالیا یا بیچ دیا پھر عیب پر مطلع ہوا جو کھا چکا ہے اُس کا نقصان لے سکتا اور باقی کو واپس کرسکتا ہے جو بیچ چکا ہے اُس کا نقصان نہیں لے سکتا۔ آٹا خریدا اُس میں سے کچھ گوندھ کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اُس کا نقصان لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کرسکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۴۵: کپڑا خریدا اُسے قطع کرایا اور ابھی سلا نہیں اُس میں عیب معلوم ہوا اُسے واپس نہیں کرسکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے ہاں اگر بائع قطع کیے ہوئے کو واپس لینے پر راضی ہے تو اب نقصان نہیں لے سکتا اور خرید کر بیچ کر دیا ہے تو کچھ نہیں کرسکتا۔ اور اگر قطع کے بعد سِل بھی گیا اور عیب معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے بائع بجائے نقصان دینے کے واپس لینا چاہے تو واپس نہیں لے سکتا۔(7)

مسئلہ ۴۶: کپڑا خرید کر اپنے نابالغ بچہ کے لیے قطع کرایا (کٹوایا) اور عیب معلوم ہوا تو نہ واپس کرسکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر بالغ لڑکے کے لیے قطع کرایا تو نقصان لے سکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۴۷: مبیع میں مشتری (خریدار) کے یہاں کوئی جدید عیب (نیا عیب) پیدا ہو گیا مشتری (خریدار) (خریدار) کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا یا آفت سماوی (قدرتی آفت جیسے جلنا، ڈوبنا وغیرہ) سے ہوا واپس نہیں کرسکتا نقصان کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر بائع کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی واپس نہیں کرسکتا بلکہ دونوں عیبوں سے جو نقصان ہے اُن کا معاوضہ لے سکتا ہے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا تو عیب اول کا نقصان بائع سے لے اور دوسرے عیب کا اُس اجنبی سے۔ اور اگر بیع کے بعد (سودا طے ہونے کے بعد) مگر قبضہ سے پہلے بائع کے فعل سے یا خود مبیع کے فعل سے (خریدی ہوئی چیز کے اپنے فعل سے مثلاً گائے خریدی اس نے اونچی جگہ سے چھلانگ لگائی تو ٹانگ ٹوٹ گئی) یا آفت سماوی سے عیب جدید پیدا ہوا تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ بیع کو رد کر دے یعنی نہ لے یا لے لے اور جو نقصان ہوا ہے اُس کے عوض میں ثمن سے کم کر دے۔ اور اگر اجنبی کے فعل سے وہ عیب پیدا ہوا ہے جب بھی اختیار ہے کہ مبیع کو لے یا نہ لے، اگر مبیع کو لیتا ہے تو نقصان کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے سکتا ہے۔ اور اگر خود

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۷۵-۷۶.

(6) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۱۷۳، وغیرہ.

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص۳۸، وغیرہ.

(8) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۲، ص۳۸.

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۴.

مشتری (خریدار) کے فعل سے عیب پیدا ہوا ہے تو پورے ثمن کے ساتھ لینا پڑے گا اور نقصان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔(9)

مسئلہ ۴۸: جو چیز ایسی ہو کہ اُس کی واپسی میں مزدوری صرف کرنی پڑے تو جہاں عقد بیع ہوا ہے وہاں پہنچانا مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے یعنی مزدوری وغیرہ مشتری (خریدار) کو دینی پڑے گی۔(10)

مسئلہ ۴۹: جانور خریدا اُسے ذبح کر دیا اب معلوم ہوا کہ اسکی آنتیں خراب ہوگئی تھیں تو نقصان نہیں لے سکتا اور اگر ذبح سے پہلے عیب پر مطلع ہو چکا تھا پھر ذبح کر دیا جب بھی نقصان نہیں لے سکتا مگر جبکہ یہ معلوم ہو کہ ذبح نہ کیا جائے گا تو مر جائے گا اس صورت میں نقصان لے سکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۵۰: مبیع میں کچھ زیادتی کردی مثلاً کپڑے کو سی دیا یا رنگ دیا یا ستو میں گھی شکر وغیرہ ملا دیا یا زمین میں پیڑ نصب کر دیے (درخت لگا دیے) یا تعمیر کرائی یا اُس کو بیع کر دیا اگرچہ بیچنا عیب پر مطلع ہونے کے بعد ہو یا مبیع ہلاک ہوگئی ان سب صورتوں میں نقصان لے سکتا ہے واپس نہیں کر سکتا ہے اگر وہ دونوں واپسی پر رضا مند بھی ہو جائیں جب بھی قاضی حکم واپسی کا نہیں دے سکتا۔(12)

مسئلہ ۵۱: انڈا خریدا، توڑا تو گندہ نکلا، کل دام واپس ہوں گے کہ وہ بیکار چیز ہے بیع (یعنی فروخت) کے قابل نہیں ہاں شتر مرغ کا انڈا جس میں چھلکا مقصود ہوتا ہے اکثر لوگ اُسے زینت کی غرض سے رکھتے ہیں اُس کی بیع باطل نہیں عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔ خربزہ۔ تربز۔ کھیرا خریدا اور کاٹا تو خراب نکلا یا بادام، اخروٹ خریدا توڑنے پر معلوم ہوا کہ خراب ہے مگر باوجود خرابی کام کے لائق ہے کم سے کم یہ کہ جانور ہی کے کھلانے میں کام آسکتا ہے تو واپس نہیں کر سکتا نقصان لے سکتا ہے اور اگر بائع کٹے ہوئے یا ٹوٹے ہوئے کو واپس لینے پر طیار ہے تو واپس کر دے نقصان نہیں لے سکتا۔ اور اگر عیب معلوم ہو جانے کے بعد کچھ بھی کھا لیا تو نقصان بھی نہیں لے سکتا۔ اور اگر چکھا اور عیب معلوم ہونے کے بعد چھوڑ دیا کچھ نہ کھایا تو نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے سے پہلے ہی مشتری (خریدار) کو عیب معلوم ہوگیا تو اُسی حالت میں واپس کر دے کاٹے توڑے گا تو نہ واپس کر سکتا ہے نہ نقصان لے سکتا ہے۔ اور اگر کاٹنے توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ چیزیں بالکل بیکار ہیں مثلاً کھیرا کڑوا ہے یا بادام۔ اخروٹ میں گری نہیں ہے۔ تربزیا

---

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۱۔

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۱ و ۱۴۸۔

(11) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۷، وغیرہ۔

(12) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۱۸۸۔

خربزہ سڑا ہوا ہے تو پورے دام (پوری قیمت) واپس لے بیع باطل ہے۔(13)

مسئلہ ۵۲: گیہوں (گندم) وغیرہ غلہ خریدا اُس میں خاک ملی ہوئی نکلی اگر خاک اُتنی ہی ہے جتنی عادۃً ہوا کرتی ہے واپس نہیں کرسکتا اور عادت سے زیادہ ہے تو کل واپس کردے اور اگر گیہوں رکھنا چاہتا ہے خاک کو الگ کرکے واپس کرنا چاہتا ہے یہ نہیں کرسکتا۔(14)

مسئلہ ۵۳: گیہوں میں کچھ خاک ملی تھی اُڑ گئی اور وزن کم ہوگیا یا گیہوؤں میں نمی تھی خشک ہوکر وزن کم ہوگیا واپس نہیں کرسکتا۔(15)

مسئلہ ۵۴: مشتری (خریدار) (خریدار) نے مبیع کو بیع کردیا اور اُسے عیب کی خبر نہ تھی مشتری (خریدار) ثانی (دوسرا خریدار) نے عیب کی وجہ سے حکم قاضی سے واپس کیا تو مشتری (خریدار) اول بائع اول کو وہ چیز واپس کرسکتا ہے۔ یہ اُس وقت ہے جب مشتری (خریدار) ثانی نے گواہوں سے یہ ثابت کیا ہو کہ اس چیز میں اُس وقت سے عیب ہے جب بائع اول کے پاس تھی اور اگر گواہوں سے مشتری (خریدار) کے پاس عیب ثابت کیا ہو تو بائع اول پر رد نہیں کرسکتا اور اگر واپس کرنے کے بعد مشتری (خریدار) اول نے یہ کہہ دیا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے تو واپس نہیں کرسکتا۔ یہ تمام باتیں اُس وقت ہیں جب مبیع پر قبضہ ہوچکا ہو اور قبضہ نہ ہوا ہو تو مطلقاً واپس کرسکتا ہے چاہے قضائے قاضی سے واپسی ہو یا اس کے بغیر کیونکہ بیع ثانی اس صورت میں صحیح ہی نہیں مگر جائداد غیر منقولہ (وہ جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو) میں بغیر قبضہ بھی بیع ہوسکتی ہے، اس میں قبضہ اور غیر قبضہ کا فرق نہیں۔(16)

مسئلہ ۵۵: مشتری (خریدار) ثانی نے مشتری (خریدار) اول کو اس کی رضامندی سے چیز واپس کردی تو یہ بائع اول کو واپس نہیں کرسکتا اگرچہ وہ عیب ایسا نہ ہو جو مشتری (خریدار) اول کے یہاں پیدا ہوسکتا ہو مثلاً غلام کے پانچ کی جگہ چھ اُنگلیاں ہیں کہ یہ واپسی حق ثالث میں بیع جدید قرار پائے گی۔ یوہیں بائع کے وکیل نے اگر مبیع کی واپسی اپنی رضامندی سے کرلی تو مؤکل کو واپس نہیں کرسکتا کہ مؤکل کے لحاظ سے یہ فسخ نہیں بلکہ بیع جدید ہے اور اگر قضائے قاضی (قاضی کے فیصلہ) سے واپسی ہوئی تو مؤکل پر بھی واپسی ہوگئی کہ جب بیع فسخ ہوگئی وہ چیز مؤکل کی ہوگئی۔(17)

(13) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: یرجع القیاس، ج۷، ص۱۹۵۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب... الخ، الفصل الثانی، ج۳، ص۷۴۔
وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: وجد فی الحنطۃ ترابا، ج۷، ص۱۹۷۔

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۳۷۳۔

(16) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: وجد فی الحنطۃ ترابا، ج۷، ص۱۹۷۔

(17) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: وجد فی الحنطۃ ترابا، ج۷، ص۱۹۷۔

مسئلہ ۵۶: مشتری (خریدار) نے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد عیب کا دعویٰ کیا تو ثمن دینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا بلکہ مشتری (خریدار) سے اثبات عیب کے گواہ طلب کیے جائیں گے اور گواہ نہ ہوں تو بائع پر حلف دیا جائے گا اور بائع قسم کھا جائے کہ عیب نہیں تھا تو ثمن دینے کا حکم ہوگا اور اگر مشتری (خریدار) نے پہلے یہ کہا کہ میرے گواہ نہیں ہیں پھر کہتا ہے گواہ پیش کروں گا تو گواہ قبول کرلیے جائیں گے۔ اور اگر مشتری (خریدار) کے پاس گواہ نہیں ہیں اور بائع قسم سے انکار کرتا ہے تو عیب کا حکم ہوگا۔ (18)

مسئلہ ۵۷: گواہ مشتری (خریدار) یا حلف بائع کی اُس وقت ضرورت ہے جب وہ عیب مخفی (پوشیدہ) ہو مثلاً بھاگنا چوری کرنا اور اگر عیب ظاہر ہو مثلاً کانا، بہرا، گونگا ہے یا اُس کی اُنگلیاں زائد یا کم ہیں تو نہ گواہ کی حاجت نہ قسم کی ضرورت ہاں اگر بائع یہ کہے کہ مشتری (خریدار) کو خریدنے کے وقت عیب کا علم تھا یا بعد خریدنے کے عیب پر راضی ہوگیا یا میں عیب سے بری الذمہ ہوچکا تھا تو بائع کو ان امور پر (یعنی ان باتوں پر) گواہ پیش کرنے پڑیں گے گواہ نہ لاسکے تو مشتری (خریدار) پر حلف دیا جائے گا قسم کھالے گا واپس کردیا جائے گا ورنہ واپس نہیں کرسکتا۔ (19)

مسئلہ ۵۸: وہ عیوب جن میں طبیب کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ورم جگر، (جگر کی سوجن، جگر کی بیماری وغیرہ) ورم طحال (تلی کی سوجن، تلی کی بیماری وغیرہ) یا کوئی دوسری پوشیدہ بیماری ان میں ایک طبیب عادل نے اس بیماری کا ہونا بیان کردیا تو دعوٰے قابل سماعت ہے رہا یہ امر کہ یہ بیماری بائع کے یہاں موجود تھی اس کے لیے دو ۲ عادل طبیب کی شہادت درکار ہوگی۔ اور جو عیوب ایسے ہیں جن پر عورتوں ہی کو اطلاع ہوتی ہے ان میں ایک عورت کے قول سے عیب کا ثبوت ہوگا مگر بیع فسخ کرنے کے لیے یہ ضرور ہے کہ بائع کو حلف دیں اگر وہ قسم کھالے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو واپس نہیں کرسکتا قسم سے انکار کرے تو واپس کردے گا۔ (20)

مسئلہ ۵۹: جو عیب ظاہر ہے اور اتنی مدت میں پیدا نہیں ہوسکتا جب سے بیع ہوئی ہے تو یہاں بھی گواہ یا حلف کی حاجت نہیں ہاں اگر اس مدت میں پیدا ہوسکتا ہے اور بائع یہ کہتا ہے کہ میرے یہاں یہ عیب نہ تھا تو گواہ یا حلف کی حاجت ہوگی۔ (21)

مسئلہ ۶۰: مبیع کے کسی جز کے متعلق کسی نے دعوے کرکے اپنا حق ثابت کردیا اگر مشتری (خریدار) نے قبضہ نہیں

---

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: قبض من غریمہ دراھم... إلخ، ج۷، ص۲۰۱.

(19) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، مطلب: قبض من غریمہ دراھم... إلخ، ج۷، ص۲۰۴.

(20) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیارالعیب، ج۷، ص۲۰۴.

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیارالعیب... إلخ، الفصل الرابع، ج۳، ص۸۶.

کیا ہے تو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے اور قبضہ کر چکا ہے اور وہ چیز قیمی ہے جب بھی اختیار ہے کہ لے یا واپس کردے اور وہ چیز مثلی ہے تو باقی کو واپس نہیں کرسکتا بلکہ جو کچھ اسکا حصہ ہے یہ لے لے اور جو دوسرے حقدار کا ہے وہ لے لے گا۔ اور دو چیزیں خریدی ہیں اور ایک پر قبضہ کرلیا یا اب تک کسی پر قبضہ نہیں کیا ہے اور ایک میں کسی نے اپنا حق ثابت کردیا تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ دوسری کو لے لے یا چھوڑ دے اور دونوں پر قبضہ کر چکا ہے تو اختیار نہیں یعنی دوسری کو لینا ضروری ہے واپس نہیں کرسکتا۔(22)

مسئلہ ۶۱: قبضہ کے بعد مبیع میں اختلاف ہوا کہ ایک ہے یا زیادہ تاکہ عیب کی صورت میں واپسی ہو تو یہ معلوم ہوسکے ثمن کتنا واپس کیا جائے گا یا مبیع میں اختلاف نہیں مگر کتنے پر قبضہ ہوا اس میں اختلاف ہے ان دونوں صورتوں میں مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے اور اگر خیار عیب میں مبیع کی واپسی کے وقت بائع کہتا ہے یہ وہ چیز نہیں ہے مشتری (خریدار) کہتا ہے وہی ہے تو بائع کا قول معتبر ہے اور خیار شرط یا خیار رویت میں مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے۔(23)

مسئلہ ۶۲: مشتری (خریدار) جانور کو پھیرنے (واپس کرنے) لایا کہ اس کے زخم ہے میں نہیں لوں گا بائع کہتا ہے کہ یہ وہ زخم نہیں ہے جو میرے یہاں تھا وہ اچھا ہوگیا یہ دوسرا ہے تو مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے۔(24)

مسئلہ ۶۳: دو چیزیں ایک عقد میں خریدیں اگر ہر ایک تنہا کام میں آتی ہو جیسے دو غلام دو کپڑے اور ابھی دونوں پر قبضہ نہیں کیا ہے کہ ایک کے عیب پر مطلع ہوا تو اختیار ہے لینا ہو تو دونوں لے، پھیرنا ہو تو دونوں پھیرے مگر جبکہ بائع ایک کے پھیرنے پر راضی ہو تو فقط ایک کو بھی واپس کرسکتا ہے اور اگر دونوں پر قبضہ کرلیا ہے تو جس میں عیب ہے اُسے واپس کردے دونوں کو واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضا مندی درکار ہے اور اگر قبضہ سے پہلے ایک کا عیب دار ہونا معلوم ہوگیا اور اسی پر قبضہ کرلیا تو دوسری کو لینا بھی ضروری ہے اور دوسری پر قبضہ کیا تو اختیار ہے دونوں کو لے یا دونوں کو پھیر دے اور اگر دونوں ایک ساتھ کام میں لائی جاتی ہوں تنہا ایک کام کی نہ ہو جیسے موزے اور جوتے کے جوڑے۔ چوکھٹ بازو (چوکھٹ کی لمبی لکڑیاں) یا بیلوں کی جوڑی جبکہ وہ آپس میں ایسا اتحاد رکھتے ہوں کہ ایک کے بغیر دوسرا کام ہی نہ کرے تو دونوں پر قبضہ کیا ہو یا ایک پر قبضہ کیا ہو دونوں حال میں ایک ہی حکم ہے کہ لینا چاہے تو دونوں لے اور پھیرے (واپس کرے) تو دونوں پھیرے۔(25)

---

(22) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۲۰۶، ۲۰۷۔

(23) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۲۱۳۔

(24) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: مہم فی اختلاف البائع والمشتری ۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۲۱۴۔

(25) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج ۷، ص ۲۰۷۔

مسئلہ ۶۴: مبیع میں نیا عیب پیدا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے بائع کو واپس نہیں کرسکتا تھا اب یہ عیب جاتا رہا تو اُس پُرانے عیب کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے اور جو نقصان لیا ہے اُسے بھی واپس کرنا ہوگا۔(26)

مسئلہ ۶۵: غلام خریدا تھا اور اُس پر قبضہ بھی کرلیا وہ کسی ایسے جُرم کی وجہ سے قتل کیا گیا جو بائع کے یہاں اُس نے کیا تھا تو پورا ثمن بائع سے واپس لے گا اور اگر اُس کا ہاتھ کاٹا گیا اور جرم بائع کے یہاں کیا تھا تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ اُس کو واپس کردے یا رکھ لے اور آدھا ثمن واپس لے۔(27)

مسئلہ ۶۶: کوئی چیز بیع کی اور بائع نے کہہ دیا کہ میں ہر عیب سے بری الذمہ ہوں (28) یہ بیع صحیح ہے اور اس مبیع کے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ یوہیں اگر بائع نے کہہ دیا کہ لینا ہو تو لو اس میں سو طرح کے عیب ہیں یا یہ مٹی ہے یا اسے خوب دیکھ لو کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا یہ عیب سے براءت ہے۔(29) جب ہر عیب سے براءت کرلے تو جو عیب وقت عقد موجود ہے یا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہوا سب سے براءت ہوگئی۔(30)

مسئلہ ۶۷: کوئی چیز خریدی اس کا کوئی خریدار آیا اُس سے کہا اسے لے لو اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور اتفاق سے اُس نے نہیں خریدی پھر مشتری (خریدار) نے اُس میں کوئی عیب دیکھا تو واپس کرسکتا ہے اور اُس کا پہلے یہ کہنا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے مضر (نقصان دہ) نہیں کہ اس سے مقصود ترغیب ہے اور اگر اُس نے کسی عیب کا نام لے کر کہا کہ یہ عیب اس میں نہیں ہے اور بعد میں وہی عیب اُس میں موجود ملا تو واپس نہیں کرسکتا ہاں اگر ایسے عیب کا نام لیا جو اس دوران میں پیدا نہیں ہوسکتا جیسے اُنگلی کا زائد ہونا تو واپس کرسکتا ہے۔(31)

مسئلہ ۶۸: بکری یا گائے یا بھینس کا دودھ بائع نے دو ایک وقت نہیں دوہا اور اُسے یہ کہہ کر بیچا کہ اس کے دودھ زیادہ ہے اور دودھ دوہ کر دکھا بھی دیا مشتری (خریدار) نے دھوکا کھا کر خرید لیا اب دوہتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُتنا

و فتح القدیر، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۶، ص۲۹.

و الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱، ص۲۷۳.

(26) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۱۹.

(27) المرجع السابق، ص۲۲۰.

(28) یعنی میں ہر عیب کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

(29) یعنی اگر اب عیب نکلا تو بیچنے والے پر لازم نہیں کہ وہ چیز واپس لے۔

(30) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: فی البیع بشرط البراءۃ...الخ، ج۷، ص۲۲۱، وغیرہما.

(31) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۲۲.

دودھ نہیں ہے اس کو واپس نہیں کرسکتا ہاں جو نقصان ہے بائع سے لے سکتا ہے۔(32)

مسئلہ ۶۹: مشتری (خریدار) نے واپس کرنا چاہا بائع نے کہا واپس نہ کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو اور اس پر مصالحت ہوگئی یہ جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے ثمن میں سے اتنا کم کردیا۔ اور بائع اگر واپس کرنے سے انکار کرتا ہے مشتری (خریدار) نے یہ کہا کہ اتنے روپے مجھ سے لے لو اور مبیع کو واپس کرلو، یوں مصالحت (آپس میں صلح کرنا) ناجائز ہے اور یہ روپے جو بائع لے گا سود اور رشوت ہے مگر جب کہ مشتری (خریدار) کے یہاں کوئی جدید عیب پیدا ہوگیا ہو یا بائع اس سے منکر ہے کہ وہ عیب اُس کے یہاں مبیع میں تھا تو یہ مصالحت بھی جائز ہے۔(33)

مسئلہ ۷۰: ایک شخص نے دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا وکیل نے مبیع میں عیب دیکھ کر رضامندی ظاہر کردی اگر ثمن اتنا ہے کہ اُس عیب والی چیز کا اُتنا ہی ہونا چاہیے تو مؤکل کو لینا پڑیگا اور اگر ثمن زیادہ ہے تو مؤکل پر یہ بیع لازم نہیں۔(34)

مسئلہ ۷۱: کوئی چیز خریدی پھر اُس کی بیع کے لیے دوسرے کو وکیل کردیا اس کے بعد اُس کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مؤکل کے سامنے وکیل نے بیچنا چاہا یا اُس کو خبر دی گئی کہ وکیل اُسکا دام کررہا ہے اور مؤکل نے منع نہ کیا تو عیب پر رضامندی ہوگئی فرض کیا جائے کہ نہ بکی تو واپس نہیں کرسکتا۔(35)

مسئلہ ۷۲: یہ جا بجا کہا گیا ہے کہ عیب سے جو نقصان ہے وہ لے گا اس کی صورت یہ ہے کہ اُس چیز کو جانچنے والوں کے پاس پیش کیا جائے اُس کی قیمت کا وہ اندازہ کریں کہ اگر عیب نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے دونوں میں جو فرق ہے وہ مشتری (خریدار) (خریدار) بائع (فروخت کرنے والا) سے لے گا مثلاً عیب ہے تو آٹھ روپے قیمت ہے نہ ہوتا تو دس روپے تھی دو روپے بائع سے لے۔(36)

مسئلہ ۷۳: جانور خریدا تھا قبضہ کے بعد عیب پر مطلع ہوا اُسے واپس کرنے بائع کے پاس لے جارہا تھا راستہ میں مرگیا تو مشتری (خریدار) کا جانور مرا البتہ اگر گواہوں سے عیب ثابت کردے گا تو عیب کا نقصان لے سکتا ہے۔(37)

---

(32) المرجع السابق، ص۲۲۳۔

(33) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: فی الصلح عن العیب، ج۷، ص۲۲۸۔

(34) الدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ج۷، ص۲۲۹۔

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۴۔

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۸۴۔

(37) المرجع السابق۔

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے گابھن گائے (حاملہ گائے) کے بدلے میں بیل خریدا اور ہر ایک نے قبضہ بھی کرلیا گائے کے بچہ پیدا ہوا اور دوسرے نے دیکھا کہ بیل میں عیب ہے بیل کو اُس نے واپس کردیا تو گائے میں چونکہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے زیادتی ہوچکی ہے وہ واپس نہیں کی جاسکتی گائے کی قیمت جو ہو وہ واپس دلائی جائے گی۔(38)

مسئلہ ۷۵: زمین خرید کر اُس کو مسجد کردیا پھر عیب پر مطلع ہوا تو واپس نہیں کرسکتا نقصان جو کچھ ہے لے لے۔ زمین کو وقف کیا ہے جب بھی یہی حکم ہے کہ واپس نہیں کرسکتا ہے نقصان لے لے۔(39)

مسئلہ ۷۶: کپڑا خرید کر مُردہ کا کفن کیا اس کے بعد عیب پر مطلع ہوا اگر وارث نے ترکہ سے کفن خریدا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر کسی اجنبی نے اپنی طرف سے خرید کردیا تو نہیں لے سکتا۔(40)

مسئلہ ۷۷: درخت خریدا تھا کہ اُس کی لکڑی کی چیزیں بنائے گا مثلاً چوکھٹ(41)، کیواڑ(42)، تخت وغیرہ مگر کاٹنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ایندھن ہی کے کام آسکتا ہے تو نقصان لے سکتا ہے اور اگر ایندھن ہی کے لیے خریدا تھا تو نقصان نہیں لے سکتا۔(43)

مسئلہ ۷۸: روٹی خریدی اور جو نرخ اُس کا معروف و مشہور ہے اُس سے کم دی ہے تو جو کمی(44) ہے بائع سے وصول کرے اسی طرح ہر وہ چیز جس کا نرخ مشہور ہے اُس سے کم ہو تو بائع سے کمی پوری کرائے۔(45)

❀❀❀❀❀

---

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳،ص۸۵۔

(39) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یرجع بنقصان العیب، ج۱،ص۳۷۱۔

(40) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳،ص۸۵۔

(41) دروازے کا چکور گھیرا جس میں پٹ لگائے جاتے ہیں۔

(42) دروازہ، کھڑکی یا روشندان وغیرہ کو بند کرنے یا کھولنے کا پٹ۔

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳،ص۸۵۔

(44) یہ حکم اُس وقت ہے کہ بائع نے مشتری پر یہ ظاہر نہ کیا ہو کہ مثلاً ایک آنے کی اتنی روٹیاں دوں گا بلکہ اس نے کہا، اتنے کی روٹی دو اس نے دیدی اور اگر بائع نے ظاہر کردیا کہ اتنی دوں گا اور مشتری راضی ہوگیا تو اب کمی پوری کرنے کا حق نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

(45) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب...إلخ، الفصل الثالث، ج۳،ص۸۴۔

غبن فاحش میں رد کے احکام

مسئلہ ۷۹: کوئی چیز غبن فاحش کے ساتھ خریدی ہے اس کی دو صورتیں ہیں دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے یا نہیں اگر غبن فاحش کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ غبن فاحش کا یہ مطلب ہے کہ اتنا ٹوٹا (گھاٹا، نقصان) ہے جو مقومین (قیمت لگانے والے) کے اندازہ سے باہر ہو مثلاً ایک چیز دس روپے میں خریدی کوئی اس کی قیمت پانچ بتاتا ہے کوئی چھ کوئی سات تو یہ غبن فاحش ہے اور اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ بتاتا کوئی نو کوئی دس تو غبن یسیر ہوتا۔ دھوکے کی تین صورتیں ہیں کبھی بائع مشتری (خریدار) (خریدار) کو دھوکا دیتا ہے پانچ کی چیز دس میں بیچ دیتا ہے اور کبھی مشتری (خریدار) بائع کو کہ دس کی چیز پانچ میں خرید لیتا ہے کبھی دلال (سودا کرانے والا) دھوکا دیتا ہے ان تینوں صورتوں میں جس کو غبن فاحش کے ساتھ نقصان پہنچا ہے واپس کرسکتا ہے اور اگر اجنبی شخص نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کرسکتا۔(1)

مسئلہ ۸۰: ایک شخص نے زمین یا مکان خریدا اور بائع کو دھوکا دیکر نقصان پہنچا دیا مثلاً ہزار روپے کی چیز کو پانسو میں خریدا اگر شفیع (شفعہ کا حق رکھنے والا) نے شفعہ کرکے وہ چیز مشتری (خریدار) سے لے لی تو بائع شفیع سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ شفیع نے اس کو دھوکا نہیں دیا ہے دھوکا دینے والا مشتری (خریدار) ہے۔(2)

مسئلہ ۸۱: جس چیز کو غبن فاحش کے ساتھ خریدا ہے اور اُسے دھوکا دیا گیا ہے اُس چیز کو کچھ صرف (خرچ) کر ڈالنے کے بعد اس کا علم ہوا تو اب بھی واپس کرسکتا ہے یعنی جو کچھ وہ چیز بچی وہ اور جو خرچ کرلی ہے اُس کی مثل واپس کرے اور پورا ثمن واپس لے۔(3)

مسئلہ ۸۲: ایک شخص نے لوگوں سے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام یا لڑکا ہے اس سے خرید فروخت کرو میں نے اس کو اجازت دیدی ہے اُس کی نسبت بعد میں معلوم ہوا کہ غلام نہیں بلکہ حُر (آزاد) ہے یا اُس کا لڑکا نہیں ہے دوسرے شخص کا ہے تو جو کچھ لوگوں کے مطالبے ہیں اُس کہنے والے سے وصول کرسکتے ہیں کہ اُس نے دھوکا دیا ہے۔(4)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: فی الکلام... إلخ، ج۷، ص۳۷۶-۳۷۷.

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: فی الکلام... إلخ، ج۷، ص۳۷۷.

(3) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۷-۳۷۸.

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۹-۳۸۰.

بیع فاسد کا بیان

احادیث

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کتے کا ثمن خبیث ہے اور زانیہ کی اُجرت خبیث ہے اور پچھنا لگانے والے کی کمائی خبیث ہے(1)۔ (یعنی مکروہ ہے کیونکہ اُس کو نجاست میں آلودہ ہونا پڑتا ہے۔ اس کو حرام نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور اُجرت عطا فرمائی ہے)۔

حدیث ۲: صحیحین میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کتے کے ثمن اور زانیہ کی اُجرت اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا۔(2)

---

(1) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم ثمن الکلب... إلخ، الحدیث: ۴۱۔(۱۵۶۸)، ص ۸۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ مشہور انصاری، صحابی ہیں، غزوہ بدر میں صغر سنی کے باعث شریک نہ ہوسکے، باقی احد وغیرہ تمام غزوات میں شریک رہے، غزوہ احد میں تیر سے زخمی ہوئے تو حضور انور نے فرمایا کہ میں قیامت میں تمہارے زخم و ایمان کا گواہ ہوں، یہ ہی زخم عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں پھر ہرا ہوگیا اور اس زخم سے ۷۳ھ میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات مدینہ منورہ میں پائی، آپ سے بہت احادیث مروی ہیں۔

۲۔ خبیث طیب کا مقابل ہے، طیب کے دو معنے ہیں حلال اور نفیس لہذا اس کے مقابل خبیث کے بھی دو معنے ہیں حرام اور خسیس رنڈی کے زنا کی اجرت بالاتفاق حرام ہے اور فصد لینے والی کی اجرت بالاتفاق ناپسند یا مکروہ ہے، کتے کی قیمت میں اختلاف ہے امام شافعی کے ہاں حرام ہے، ہمارے ہاں حلال مگر ناپسندیدہ لہذا لفظ خبیث یہاں بطریق عموم مشترک دونوں معنے میں استعمال ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فصد لے کر اس کی اجرت عطا فرمائی اور یہاں اسے خبیث فرمایا بمعنی ناپسندیدہ، وہ عمل بیان جواز کے لیے تھا یہ فرمان کراہت کے لیے لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۷۲)

(2) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب، الحدیث: ۲۲۳۷، ج ۲، ص ۵۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ امام ابوحنیفہ کے ہاں یہ ممانعت یا تو تنزیہی ہے یا اس وقت کی ہے جب کتا پالنا اسلام میں مطلقاً ممنوع تھا، جب شکار و حفاظت کے لیے اس کی اجازت ہوگئی تو یہ ممانعت بھی منسوخ ہوگئی، امام شافعی و دیگر آئمہ کے ہاں اب بھی کراہت تحریمی باقی ہے، دیوانہ کتے کی ←

حدیث ۳: صحیح بخاری میں ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خون کے ثمن اور کتے کے ثمن اور زانیہ کی اُجرت سے منع فرمایا اور سود کھانے والے اور کھلانے والے (یعنی سود دینے والے) اور گود نے والی (3) اور گودوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی۔ (4)

حدیث ۴: صحیحین میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سال فتح مکہ میں جبکہ مکہ معظمہ میں تشریف فرماتھے یہ فرماتے ہوئے سُنا: کہ اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے شراب و

قیمت ہمارے ہاں بھی ممنوع ہے کہ وہ قابل نفع مال نہیں جیسے گندا انڈا مال نہیں۔

۲۔ مہر بغی سے مراد زانیہ کی اجرت زنا ہے اور کاہن کی مٹھائی سے مراد اس کے فال کھولنے غیبی باتیں بتانے یا ہاتھ دیکھ کر تقدیر بتانے کی اجرت ہے، چونکہ یہ اجرت بغیر محنت حاصل ہو جاتی ہے اس لیے اسے مٹھائی فرمایا، یہ دونوں اجرتیں بالاتفاق حرام ہیں کہ یہ دونوں کام حرام لہٰذا ان کی اجرت بھی حرام۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص ۲۷۳)

(3) بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھر کر نقش بنانے والی۔

(4) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من لعن المصور، الحدیث: ۵۹۶۲، ج۴، ص۹۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ آپ کم عمر صحابہ سے ہیں، حضور انور کی وفات کے وقت نابالغ تھے لیکن حضور انور سے کلام مبارک سنا ہے، کوفہ میں مقیم رہے۔

۲۔ خون کی قیمت سے مراد یا تو خون نکالنے کی اجرت ہے یعنی فصد کھولنا یا خود خون کی قیمت ہے، خون نجس ہے کسی کا ہو انسان کا یا جانور کا اس کی قیمت حرام ہے خون کی بیع ہی حرام ہے کہ خون نجس ہے۔ آج کل جو آدمیوں کا خون خریدا جاتا ہے یا دوسرے آدمی میں داخل کیا جاتا ہے سب حرام ہے کہ انسان کے اجزا کی فروخت اور دوسرے کا استعمال کرنا ممنوع ہے، ہاں اگر طبیب حاذق کہے کہ اس بیمار کی شفا خون داخل کرنے کے سواء اور کسی چیز سے نہیں تو ایسا ہی جائز ہوگا کہ جیسا کان کے درد میں کبھی عورت کا دودھ کان میں ٹپکانا درست ہوتا ہے جیسا کہ علامہ شامی وغیرہ نے فرمایا۔

۳۔ سود لینا دینا دونوں حرام ہیں اور باعث لعنت اگر چہ سود لینا زیادہ جرم ہے کہ اس میں گناہ بھی ہے اور مقروض پر بلکہ اس کے بچوں پر ظلم بھی، گویا حق اللہ حق العباد دونوں اس میں جمع ہیں۔

۴۔ گودنے گدوانے سے مراد سوئی کے ذریعہ نیل یا سرمہ جسم میں لگا کر نقش و نگار کرانا یا اپنا نام لکھوانا یہ دونوں کام ممنوع ہیں، طریقہ مشرکین ہیں اور طریقہ کفار و فجار۔

۵۔ جاندار کا فوٹو لینا حرام ہے خواہ قلم سے ہو یا کیمرہ سے۔ فوٹو لینے والے پر لعنت فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھچوانے والے پر لعنت نہیں فرمائی، اگر کسی کا بے خبری میں فوٹو لے لیا گیا تو ظاہر ہے کہ وہ بے قصور ہے اور اگر عمداً کھچوایا تو کھچوانا ممنوع ہے کہ یہ جرم پر امداد ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص ۲۷۴)

مُردار وخنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا۔ کسی نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مُردہ کی چربی کی نسبت کیا ارشاد ہے، کیونکہ کشتیوں میں لگائی جاتی ہے اور کھال میں لگاتے ہیں اور لوگ چراغ میں جلاتے ہیں (یعنی کھانے کے علاوہ دوسرے طریق پر اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں)؟ فرمایا: نہیں۔ وہ حرام ہے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو قتل کرے، اللہ تعالیٰ نے جب چربیوں کو اُن پر حرام فرمادیا تو اُنھوں نے پگھلا کر بیچ ڈالی اور ثمن کھا لیا۔(5) حدیث کا پچھلا حصہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۵: ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب

(5) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب تحریم بیع الخمر... إلخ، الحدیث: ۷۱۔(۱۵۸۱)، ص ۸۵۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ پتلی نشہ آور چیز خواہ شراب انگوری ہو یا کھجور وغیرہ کی یا تاڑی یا کوئی اور چیز مطلقًا حرام ہے، نشہ دے یا نہ دے اس پر فتویٰ ہے، ان کی تجارت بھی حرام ہے۔ خشک نشہ آور چیزیں جیسے بھنگ، افیون وغیرہ کا استعمال نشہ کے لیے حرام ہے اور دواؤں میں جب کہ یہ نشہ نہ دیں تو حلال لہذا ان کی بیع حلال ہے کہ ان سے انتفاع حلال بھی ہے۔ مردار سے مراد وہ مرا ہوا جانور ہے جو بغیر ذبح کھایا نہیں جاتا لہذا مری مچھلی کی تجارت درست ہے، بتوں کی تجارت خواہ فوٹو کی شکل میں ہوں یا مجسم حرام ہے جیسے ہنومان، بھوانی، رامچندر وغیرہ کے مجسمے یا فوٹو ان کی تجارت حرام ہے، بچوں کے کھلونے گڑیاں وغیرہ کی تجارت حرام نہیں کہ یہ بت نہیں۔

۲۔ سائل کا مقصد یہ تھا کہ اگر مردار کی چربی کی تجارت یا اس کا استعمال بند کردیا گیا تو بہت سے ضروری کام بند ہوجائیں گے لہذا اس کی اجازت دی جائے۔

۳۔ یعنی مردار کی چربی کا استعمال حرام ہے(حنفی) یا اس کی تجارت حرام ہے(شافعی) احناف کے ہاں مردار کی چربی، صابن، چراغ یا چمڑوں میں استعمال کرنا حرام ہے، نجس تیل فروخت بھی کرسکتے ہیں اور ان مقامات میں استعمال بھی کرسکتے ہیں، کافر کی نعش بیچنا حرام ہے۔ چنانچہ نوفل مخزومی جو غزوہ خندق میں مارا گیا تھا کفار نے دس ہزار درہم میں اس کی نعش کی قیمت پیش کی حضور نے انکار فرمادیا۔ یوں ہی نجس شہد، نجس دودھ، نجس کھانا جانور کو کھلا دینا جائز ہے مگر مردار کی چربی ان میں سے کسی جگہ خرچ نہیں کرسکتے۔ (مرقات واشعہ) نجس تیل کا چراغ مسجد میں جلانا منع ہے۔ (لمعات واشعہ)

۴۔ مشکوۃ کے عام نسخوں میں جملوھا واحد مؤنث کی ضمیر سے ہے اس کا مرجع میت ہے، بعض نسخوں میں جملوھما ہے تثنیہ کی ضمیر سے اس کا مرجع گائے بکری ہیں کہ ان کی چربیاں یہود پر حرام تھیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَیْهِمْ شُحُوْمَهُمَا" یعنی یہود پر مردار کی یا گائے بکری کی چربی حرام کی گئی تو انہوں نے اسے پگھلا کر فروخت کیا اور قیمت استعمال کی بولے کہ ہم نے شحم نہیں کھائی بلکہ پگھلی چربی کی قیمت کھائی ہے۔ معلوم ہوا کہ حرام کا حیلہ کرنا بھی حرام ہے، ہاں حرام سے بچنے کے لیے حیلہ کرنا اچھا ہے۔ (لمعات، مرقات، اشعہ) مسلمان ضرورت پر حرام سے بچنے کا حیلہ کرتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۷۵)

کے بارے میں دس ۱۰ شخصوں پر لعنت فرمائی: (۱) نچوڑنے والے اور (۲) نچوڑوانے والے، اور (۳) پینے والے اور (۴) اُٹھانے والے پر، اور (۵) جس کے پاس اُٹھا کر لائی گئی اُس پر، اور (۶) پلانے والے اور (۷) بیچنے والے اور (۸) اُس کا ثمن کھانے والے، اور (۹) خریدنے والے پر، اور (۱۰) اُس پر جس کے لیے خریدی گئی۔(6)

حدیث ۶: ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالٰی نے شراب اور اُس کے ثمن کو حرام کیا اور مُردہ کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور خنزیر کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو۔(7)

حدیث ۷: بخاری و مسلم و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں کوئی شخص بچے ہوئے پانی کو منع نہ کرے تاکہ اس کے ذریعے سے گھاس کو منع کرے۔(8) اسی کے مثل عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی۔

حدیث ۸: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

---

(6) سنن الترمذي، كتاب البيوع، باب النهي ان يتخذ الخمر خلا، الحديث: ۱۲۹۹، ج ۳، ص ۴۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ے شراب پر لعنت کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اسے رب نے تمام خوبیوں سے خالی کردیا اور اس میں ہر عیب بھر دیا اس لئے اس کا نام اُم الخبائث یعنی گناہوں کی اصل وجڑ ہے کہ نشہ میں انسان سارے گناہ کرلیتا ہے۔

۲ے یہ کلمہ عام ہے خواہ پینے والے تک پہنچائی جائے یا دکاندار تک یا امانت دار تک یعنے شراب پہنچانے کی مزدوری کرنے والا شراب کو بطور امانت رکھنے والا بیچنے والا سب ہی لعنت کے مستحق ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۸۶)

(7) سنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في ثمن الخمر...إلخ، الحديث: ۳۴۸۵، ج ۳، ص ۳۸۶.

(8) صحيح مسلم، كتاب المساقاة...إلخ، باب تحريم بيع فضل الماء...إلخ، الحديث: ۳۔(۱۵۶۵)، ص ۸۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ے یعنی کنوئیں والا پانی کی بیع کو گھاس کی بیع کا ذریعہ بنائے۔اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے بنجر زمین جسے عربی میں موات کہتے ہیں آباد کی وہاں کنواں لگوالیا، لوگ اس زمین کے اردگرد اپنے جانور چراتے ہیں، وہ زمین موات جو ہوئی یہ شخص جانوروں کو چرنے سے روک نہیں سکتا، وہ بہانہ یہ کرے کہ کسی جانور کو بلا معاوضہ پانی نہ پینے دے جو اس کے اپنے کنوئیں کا ہے، نیت یہ ہو کہ اس پانی کی روک سے جانور یہاں کی گھاس چرنا چھوڑ دیں گے پھر یہ گھاس میری اپنی ہوگی کہ اس سے پیسہ کماؤں گا، یہ جرم ہے کہ کنواں تو اس کا ہے مگر زمین سرکاری چھوٹی ہوئی ہے، یہ پانی کے بہانہ چراگاہ کی گھاس پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ورنہ اپنی زمین کی کھڑی گھاس اور کاٹی ہوئی گھاس کی بیع جائز ہے۔(مرقات) یہاں ذکر حمی یعنی چراگاہ کا ہے (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۳۶۱)

تمام مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی اور گھاس اور آگ اور اس کا ثمن حرام ہے۔(9)

حدیث ۹: صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کا باغ ہو تو جو کھجوریں درخت میں ہیں اُن کو خشک کھجوروں کے بدلے میں بیع کرے اور انگور کا باغ ہو تو درخت کے انگور منقے کے بدلے میں ماپ سے بیع کرے اور کھیت میں جو غلہ ہے اُسے غلہ کے بدلے میں ماپ سے بیچے، ان سب سے منع فرمایا۔(10)

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا جب تک کام کے قابل نہ ہوں، بائع و مشتری (خریدار) دونوں کو منع فرمایا(11) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے، کہ کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا جب تک سُرخ یا زرد نہ ہوجائیں اور کھیت میں بالوں کے اندر جو غلہ ہے اُس کی بیع سے منع کیا، جب تک سپید (سفید) نہ ہوجائے اور آفت پہنچنے سے امن نہ ہوجائے۔(12)

حدیث ۱۱: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر

---

(9) سنن ابن ماجہ، کتاب الرھون، باب المسلمون شرکاء في ثلاث، الحدیث: ۲۴۷۲، ج۳، ص۱۷۶۔

(10) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرطب بالتمر... إلخ، الحدیث: ۷۳۔(۱۵۴۲)، ص۸۲۷۔

(11) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع المزابنۃ... إلخ، الحدیث: ۲۱۸۳، ج۲، ص۴۰۔
وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النھی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحھا... إلخ، الحدیث: ۴۹۔(۱۵۳۴)، ص۸۲۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی درختوں پر لگے ہوئے ان پھلوں کی تجارت سے منع فرمایا جو ابھی ناقابل نفع ہوں جن سے کوئی نفع حاصل نہ ہو سکے، بالکل کچے و زم پھل جب سخت پڑ جائیں تو اگرچہ ابھی کچے ہوں ان کی بیع جائز ہے کہ ان سے نفع حاصل ہو سکتا ہے جیسے کچے آم، کھٹائی اچار، مربے میں کام آتے ہیں، کچی کھجوریں یعنی بسر کھائی جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ ناقابل نفع پھل مال ہی نہیں اور تجارت میں دو طرفہ مال چاہیے۔

۲۔ تاجر کو اس سے منع فرمایا کہ پھل ہلاک ہوجانے کی صورت میں وہ خریدار سے قیمت بغیر کچھ دیئے لے گا اور خریدار کو اس لیے منع فرمایا کہ ہلاکت کی صورت میں اس کا مال ضائع ہوجائے گا یہ بیع بالاتفاق ممنوع ہے، اس کی ممانعت میں حضرت عبداللہ ابن عباس، جابر، ابوہریرہ، زید ابن ثابت، ابوسعید خدری، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے احادیث مروی ہیں۔

۳۔ یعنی گندم جو وغیرہ کی بالیاں سفید پڑنے سے پہلے اور کھجور وغیرہ پھل سرخ ہونے سے پہلے خطرہ میں ہوتے ہیں، بے وقت بارش آندھی وغیرہ سے برباد ہو سکتے ہیں اس لیے ان کی بیع نہ کرو، بالیاں سفید ہونے پر اور کھجوریں وغیرہ سرخ ہونے پر اگر جھڑ بھی جائیں تو کچھ نہ کچھ کام آجاتے ہیں ان کی بیع درست ہے، نیز دانہ کی بیع بالی میں درست ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۴۲)

(12) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النھی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحھا... إلخ، الحدیث ۵۰۔(۱۵۳۵)، ص۸۲۳۔

تُو نے اپنے بھائی کے ہاتھ پھل بیچ دیے اور آفت پہنچ گئی تجھے اُس سے کچھ لینا حلال نہیں، اپنے بھائی کا مال ناحق کس چیز کے بدلے میں تُو لے گا۔(13)

حدیث ۱۲: بخاری و مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا کپڑا چھو دیا اور اُولٹ پلٹ کے دیکھا بھی نہیں اور منابذہ یہ ہے کہ ایک نے اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دیا اور دوسرے نے اس کی طرف پھینک دیا یہی بیع ہوگئی، نہ دیکھا بھالا، نہ دونوں کی رضامندی ہوئی۔(14)

---

(13) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب وضع الجوائح، الحدیث: ۱۴۔(۱۵۵۴)، ص ۸۴۰۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ بھائی فرمانا مہربان بنانے کے لیے ہے ورنہ مسلمان کے ہاتھ باغ بیچے یا کافر کے ہاتھ حکم یہ ہی ہے جو آگے آرہا ہے یہ تقاضاء انسانیت ہے۔

۲۔ اگر قبضہ دینے سے پہلے پھل برباد ہوگئے تب تو از روئے فتویٰ بائع کو قیمت لینا حرام ہے کہ جب خریدار کو کچھ دیا ہی نہیں تو قیمت کس کی لے رہا ہے اور اگر قبضہ دینے کے بعد ہلاک ہوئے تو از روئے تقویٰ قیمت لینا حلال نہیں یعنی ٹھیک نہیں ایسے موقعہ پر رعایت کرنی چاہیے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فرمان عالی شان ڈرانے دھمکانے کے لیے ہے یا حدیث میں وہ صورت مراد ہے کہ پھل درستی سے پہلے فروخت کیے پھر وہ ضائع ہوگئے تو چونکہ وہ بیع ہی درست نہ تھی لہذا قیمت کیسی۔ حضرت امام مالک کے ہاں رسیدہ پھل بھی ہلاک ہوجانے پر قیمت واپس کرنا واجب ہے، وہ اس حدیث سے ظاہری معنی پر عمل کرتے ہیں۔(مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۲۵)

(14) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب ابطال بیع الملامسۃ والمنابذۃ، الحدیث: ۲۔(۱۵۱۱)، ص ۸۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ کہ ان دونوں صورتوں میں خریدار کو چیز دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا جس سے وہ مال کے عیب و خوبی پر مطلع نہیں ہوتا اور خریداری بعد اطلاع چاہیے۔

۳۔ اب بھی بڑے شہروں میں اس نامعقول بیع کا رواج ہے کہ دکان پر چیزیں پھیلی ہوئی ہیں، خریدار نے جس چیز پر ہاتھ لگادیا وہ بک گئی الٹ پلٹ کر دیکھنے کی اجازت نہیں، اس بیع میں اکثر دھوکا ہوتا ہے، خریدار لٹ جاتا ہے کہ چیز کا ظاہر اچھا ہوتا ہے اندرون خراب۔

۴۔ کپڑے سے مراد وہ کپڑا ہے جسے فروخت کرنا ہے یعنی کپڑا کپڑے کے عوض بیچنا ہے تو کوئی دوسرے کے کپڑے کو نہ دیکھے اپنا کپڑا یہ اس کی طرف پھینک دے اور وہ اس کی طرف یہ پھینک ہی بیع ہوجائے، یہ بھی اس لیے ممنوع ہے کہ اس میں دیکھ بھال کا موقعہ نہیں ملتا۔

۵۔ خیال رہے کہ صماء صم سے بنا بمعنی ٹھوس ہوتا کہ کوئی سوراخ یا منفذ نہ ہو اس لیے سخت پتھر کو صخرہ صماء کہتے ہیں یعنی ٹھوس ←

حدیث ۱۳: صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بیع الحصاۃ (کنکری پھینک دینے سے جاہلیت میں بیع ہوجاتی تھی) اور بیع غرر سے منع فرمایا (جس میں دھوکا ہو)۔(15)

حدیث ۱۴: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے استثنا سے منع فرمایا، مگر جب کہ معلوم شے کا استثنا ہو۔(16)

حدیث ۱۵: امام مالک و ابوداود و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ

چٹان اور سخت بند کی ہوئی سربمہر شیشی قازو یہ صمام کہتے ہیں۔ اشتمال صماء کی دو تفسیریں ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے بدن پر ازسرتاپا ایک کپڑا اس طرح مضبوط لپیٹ لے کہ ہاتھ پاؤں جکڑ جائیں کھلنا مشکل ہوجائے، یہ بھی ممنوع ہے۔ دوسری تفسیر وہ ہے جو یہاں مذکور ہے کہ جسم پر صرف ایک کپڑا ہو وہ بھی اس طرح اوڑھا جائے کہ آدھا بدن ننگا رہے کہ جب ایک کندھا کھلا ہے تو اس طرف کا سارا بدن کھلا رہے گا، چونکہ یہ ننگا پہناوا ہے اس لیے ممنوع ہے، طواف میں جو اضطباع کرتے ہیں وہاں ستر نہیں کھلتا کیونکہ تہبند بھی بندھا ہوتا ہے۔

۶۔ احتباء اکڑوں بیٹھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ چوتڑ زمین پر لگے ہوں، دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں کا حلقہ باندھے ہوں، اگر صرف ایک کپڑا اوڑھ کر احتباء کیا گیا ہو تو شرمگاہ برہنہ ہوجائے گی لہذا ممنوع ہے لیکن اگر تہبند بندھا ہو تو چونکہ ستر نہیں کھلتا لہذا جائز ہے۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ حضور انور کعبہ کے سایہ میں احتباء فرمائے بیٹھے تھے وہاں یہ دوسری صورت تھی لہذا یہ حدیث اس عمل شریف کے خلاف نہیں، دونوں حدیثیں حق ہیں۔ (اشعۃ اللمعات وغیرہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۵۵)

(15) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاۃ، الحدیث: ۴۔(۱۵۱۳)، ص ۸۱۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ پتھر پھینکنے کی بیع کی تین صورتیں ہیں: ایک یہ کہ زمین کا خریدار مالک زمین سے کہے کہ میں پتھر پھینکتا ہوں جہاں میرا پتھر گرے وہاں تک کی زمین بعوض پانچسو روپیہ میری ہوگئی یہ ممنوع ہے۔ دوسرے یہ کہ دکان پر مختلف چیزیں رکھی ہیں خریدار کہے کہ میں کنکر پھینکتا ہوں جس چیز پر کنکر لگ جائے وہ دو روپیہ کے عوض میری ہے۔ تیسرے یہ کہ تاجر کہے میں کنکر پھینکتا ہوں جس چیز پر لگے وہ دو روپے کے عوض تیری یہ سب جاہلیت کی بیع تھیں، چونکہ ان میں دھوکا ہے اس لیے منع ہے۔

۲۔ غرر یا تو غرہ بالفتح سے بمعنی مجہول الانجام چیز یعنی خطرناک یا غرہ بالکسر سے بنا بمعنی دھوکا، اسی سے غرور ہے۔ بیع غرور کی بہت صورتیں ہیں: بیع منابذہ اور پتھر پھینکنے کی بیع وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں، دریا میں مچھلی، ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے، بھاگے ہوئے غلام کی بیع سب بیع غرر ہیں۔ امام شافعی کے ہاں یہ بیع فاسد ہیں ہمارے ہاں کبھی فاسد کبھی باطل۔ خیال رہے کہ ہمارے ہاں فاسد و باطل بیع میں فرق ہے کہ بیع فاسد سے بعد قبضہ ملک حاصل ہوجاتی ہے، بیع باطل میں کبھی ملک حاصل نہیں ہوتی مگر امام شافعی کے ہاں دونوں بیعیں ایک ہی ہیں، اس کی مفصل بحث کتب فقہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۵۶)

(16) جامع الترمذي، ابواب البیوع، باب ماجاء في النھی عن الثنیا، الحدیث: ۱۲۹۴، ج ۳، ص ۵۔

←

تعالیٰ علیہ وسلم نے بیعانہ سے منع فرمایا۔(17)

حدیث ۱۶: ابو داود نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مُضْطَر (مُکرَہ) کی بیع سے منع فرمایا۔(18) یعنی جبریہ (مجبور کر کے، زبردستی) کسی کی چیز نہ خریدی جائے اور خریدنے پر مجبور نہ کیا جائے۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ استثناء وہ ممنوع ہے جس سے بیع محض مجہول و نامعلوم رہ جائے جیسے کوئی شخص باغ کے پھل فروخت کرے اور کہے کہ ان میں سے دس من تو میرے ہوں گے باقی تیرے ہاتھ فروخت یا اس ڈھیر کا چار من گندم میرا باقی تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں کہ اب یہ خبر نہ رہی کہ باقی ہے کتنا لیکن اگر یوں کہے کہ آدھے یا تہائی یا چوتھائی میرے باقی تیرے تو جائز ہے کہ یہ استثناء معلوم ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴،ص ۴۶۳)

(17) سنن أبي داود، کتاب الاجارۃ، باب في العربان، الحدیث: ۳۵۰۲، ج ۳،ص ۳۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ ان کے دادا عبداللہ ابن عمرو ابن عاص ہیں، ان کی روایت میں ہمیشہ تدلیس ہوتی ہے کیونکہ خبر نہیں کہ جَدِّہٖ کی ضمیر عمرو کی طرف لوٹتی ہے یا اَبِیۡہِ کی طرف۔

۲۔ عربی میں عربان کی چند لغتیں ہیں: عُربان، اُربان، عَربون، اَربون، پہلے حرف کو پیش، دوسرے کو جزم، آخری دو میں پہلے حرف کو زبر بھی۔ بیعانہ کی صورت یہ ہے کہ خریدار بھاؤ طے ہوتے وقت کچھ رقم بیچنے والے کو دے دے اور وعدہ کرے کہ فلاں تاریخ کو میں پوری رقم دے کر چیز لے لوں گا اگر نہ لوں تو یہ رقم ضبط جیسا کہ آج کل عام رواج ہے۔ یہ بیع تین اماموں کے ہاں منع ہے مگر امام احمد ابن حنبل کے ہاں جائز، حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت میں اس کی اجازت بھی ہے ہم یہ کہہ چکے ہیں کہ حضرت عمرو ابن شعیب کی روایتیں مدلس و منقطع ہوتی ہیں۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴،ص ۴۶۶)

(18) سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب في بیع المضطر، الحدیث: ۳۳۸۲، ج ۳،ص ۳۴۹.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ مضطر سے مراد یا مجبور ہے یا محتاج یعنی کسی کی چیز جبراً نہ خریدو کہ راضی نہ ہو تم اس کی چیز فروخت کر دو، یہ بیع فاسد ہے، کبھی حکومت ظلماً کسی کا مال نیلام کرا دیتی ہیں، وہ بے چارہ روتا رہتا ہے، حکومت کے جرمانے یا ٹیکس کی وصولی کے لیے چیزیں نیلام ہوتی ہیں ان کا خریدنا جائز نہیں یا یہ مطلب ہے کہ جو محتاج شخص قرض یا بھوک کی وجہ سے تنگ آ کر اپنی چیزیں نہایت سستی بیچے وہ نہ لو کہ خلاف مروت ہے بلکہ ایسے کی حتی الامکان امداد کرو۔ (لمعات و مرقات و اشعہ) خیال رہے کہ دیوالیہ کا مال نیلام کر دینا جائز ہے مگر حاکم نیلام کرے، یہ ظلماً بیع نہیں ہے بلکہ قرض خواہوں کا قرض ادا کرنے کے لیے ہے۔

حدیث ۱۷: ترمذی نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایسی چیز کے بیچنے سے منع فرمایا جو میرے پاس نہ ہو۔(19) اور ترمذی کی دوسری روایت اور ابو داود و نسائی کی روایت میں یہ ہے، کہ کہتے ہیں یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے پاس کوئی شخص آتا ہے اور مجھ سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے، وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی (میں بیع کر دیتا ہوں) پھر بازار سے خرید کر اُسے دیتا ہوں۔ فرمایا: جو چیز تمھارے پاس نہ ہو اُسے بیع نہ کرو۔(20)

۲۔دھوکا کی تجارت سے مراد یا فریب کی بیع ہے کہ تاجر ناقص مال کو اچھا بتا کر کسی کے ہاتھ بیچ دے۔اس صورت میں خریدار کو خیارِ غیب ملے گا کہ چیز کے عیب پر مطلع ہو کر واپس کر سکے گا یا جہالت کی بیع مراد ہے کہ ظاہر چیز کا اچھا ہو اندرون خراب، اس صورت میں خیارِ عیب ملے گا۔پھل پکنے سے مراد پھل قابل نفع ہونا ہے لہذا جو چیزیں گدر ہو کر استعمال کی جاتی ہیں ان کی گدر کی بیع جائز ہے۔اور جو چیزیں کچی بھی کام آتی ہیں ان کی کچی کی بیع بھی درست ہے، آم کچے گدر فروخت کیے جاسکتے ہیں، مٹر کی پھلیاں کچی بھی سبزی کے طور پر کام آتی ہیں ان کی کچی کی تجارت درست ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۶۷)

(19) جامع الترمذي، کتاب البیوع، باب ماجاء في کراھیۃ بیع مالیس عندہ، الحدیث:۱۲۳۶، ج ۳، ص ۱۵.

(20) سنن أبي داود، کتاب الاجارۃ، باب في الرجل یبیع مالیس عندہ، الحدیث:۳۵۰۳، ج ۳، ص ۳۹۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس میں بھاگے ہوئے غلام، دریا کی مچھلی، ہوا کے پرندے یا گم شدہ مال کی تمام بیع داخل ہے کہ یہ تمام تجارتیں ممنوع ہیں، ہاں بیع سلم بالاتفاق جائز ہے اگرچہ بائع کے پاس وہ چیز عقد کے وقت ہوتی نہیں، یونہی دوسرے کے مال کی بیع اس کی بغیر اجازت موقوف ہے کہ اگر وہ اجازت دے دے تو جائز ہو جائے گی۔

۲۔اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بازار سے اس کے لیے خریدے جسے دلالی کہتے ہیں یہ تو درست ہے۔دوسرے یہ کہ اپنے لیے خریدے اور خود مالک بن کر پہلے خریدار کو دے، یہ ممنوع ہے، یہاں یہ ہی مراد ہے کہ اس صورت میں اس نے یہ چیز فروخت کی جس کا بوقت بیع مالک نہ تھا، ہاں ایسی چیز کا وعدہ بیع کر لینا یا آرڈر (Order) لے لینا درست ہے جیسا کہ آج کل بعض لوگ کرتے ہیں کہ آرڈر (Order) وصول کرکے چیز خرید کر بھیجتے یا بنا کر دیتے ہیں، ہم موچی سے جوتا بنواتے ہیں سلائی پہلے دے دیتے ہیں، اسے استصناع کہتے ہیں یہ بالاتفاق درست ہے۔

۳۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس جگہ غیر مقبوض یا غیر مملوک اعیان کی بیع منع ہے جیسے کہے میں فلاں غلام تمہارے ہاتھ فروخت کرتا ہوں حالانکہ وہ غلام یا تو اپنا ہے ہی نہیں یا ہے مگر بھاگا ہوا ہے یا فلاں پرندہ جو اڑ رہا ہے فروخت کرتا ہوں کہ شکار کرکے تمہارے حوالہ کروں گا یہ ممنوع ہے مگر صفات کی بیع جائز ہے خواہ مملوک یا مقبوض ہو یا نہ ہو جیسے بیع سلم میں اور چیز بنوانے میں ہوتا ہے، یہ بہت نفیس توجیہ ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۶۹)

حدیث ۱۸: امام مالک و ترمذی و نسائی و ابو داود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ یہ چیز نقد اتنے کو اور ادھار اتنے کو یا یہ کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کی، اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو۔(21)

حدیث ۱۹: ترمذی و ابو داود و نسائی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قرض و بیع حلال نہیں (یعنی یہ چیز تمھارے ہاتھ بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے قرض دو یا یہ کہ کسی کو قرض دے پھر اُس کے ہاتھ زیادہ داموں میں چیز بیع کرے) اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اُس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو اور جو چیز تیرے پاس نہ ہو، اُس کا بیچنا حلال نہیں۔(22)

---

(21) جامع الترمذي، کتاب البیوع، باب ماجاء في النھي عن بیعتین... إلخ، الحدیث: ۱۲۳۵، ج ۳، ص ۱۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ایک بیع میں دو بیعوں کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ یوں کہے میں فلاں چیز نقد دس ۱۰ روپے میں فروخت کرتا ہوں اور ادھار بیس ۲۰ روپے کے عوض یہ ممنوع ہے کہ اس میں .قیمت کا صحیح پتہ نہ لگا۔ دوسری بیع بالشرط کہ یوں کہے کہ میں اپنا غلام تجھے سو روپے میں دیتا ہوں، بشرطیکہ تو مجھے اپنی لونڈی یا زمین پچاس روپیہ میں دے دے، اس میں بھی قیمت ایک اعتبار سے مجہول ہے اس کے علاوہ دیگر بیع بالشرط بھی منع ہے بشرطیکہ شرط فاسد ہو، اگر شرط صحیح ہو تو بیع درست ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۰۷)

(22) جامع الترمذي، کتاب البیوع، باب ماجاء في کراھیة بیع مالیس عندہ، الحدیث: ۱۲۳۸، ج ۳، ص ۱۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ بائع خریدار سے کہتے ہیں تیرے ہاتھ یہ چیز سو روپے کے عوض فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے دس روپے قرض بھی دے، یہ حرام ہے کہ ایک قسم کا سود ہے کیونکہ خریدار نے دس روپے قرض کے عوض میں اس چیز کے خریدنے کا نفع بھی حاصل کرلیا یا اس کے برعکس کہ قرض مانگنے والے سے ساہوکار کہے میں تجھے سو روپیہ اس شرط پر قرض دیتا ہوں کہ دس روپے میں اپنی بکری میرے ہاتھ فروخت کردے یعنی بیع میں قرض کی شرط ہو تو منع اور قرض میں بیع کی شرط ہو تب منع۔ دوسرے یہ کہ ساہوکار قرض مانگنے والے سے کہے میں تجھے سو روپے قرض دیتا ہوں بشرطیکہ تم میری فلاں چیز اتنے میں خرید لو یعنی مہنگی اس میں بھی وہ ہی قباحت ہے کہ قرض کے ذریعہ نفع کمار ہا ہے۔

۲۔اس جملہ کی شرح میں بہت گفتگو ہے، بعض محدثین تو فرماتے ہیں کہ یہ جملہ پہلے جملہ کی تفسیر ہے یعنی سلف بیع کی، بعض نے فرمایا کہ دو کا ذکر اتفاقی ہے، بیع بالشرط مطلقاً منع ہے جیسا کہ بعض احادیث میں ہے کہ حضور انور نے بیع اور شرط سے منع فرمایا، ان کا خیال ہے کہ شرطان سے مراد دونوں قسم کی شرطیں ہیں یعنی نہ تو بائع خریدار پر کوئی شرط لگائے کہ یہ چیز تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ دو ماہ تک اس کو میں ہی استعمال کروں گا یا تو مجھے اتنے روز کے لیے اپنا مکان عاریۃً یا کرایہ پر دے اور نہ خریدار تاجر پر کوئی شرط لگائے کہ کپڑا تو ←

حدیث ۲۰: امام احمد و ابو داود و ابن ماجہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیعانہ سے منع فرمایا ہے۔(23)

تنبیہ: اس باب میں بیع فاسد و باطل دونوں کے مسائل ذکر کیے جائیں گے۔

❁❁❁❁❁

خریدتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے سی کر یا دھوکر دے، یہ دونوں قسم کی شرطیں بیع کو فاسد کر دیں گی جب کہ شرطیں خود فاسد ہوں۔ شرط فاسد وہ کہلاتی ہے جسے بیع نہ چاہے، جسے خود بیع ہی چاہے وہ شرط صحیح ہے اس کی تجارت فاسد نہیں ہوتی جیسے تاجر کہے کہ چیز بیچتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے روپے کھرے دے یا ابھی نقد دے یا خریدار کہے کہ خریدتا ہوں بشرطیکہ مال اصل ہو نقل نہ ہو وغیرہ۔

۳؎ یعنی جو چیز تیرے قبضہ میں نہ ہو اس کا بیچنا بھی ممنوع ہے اور جس چیز کا تو ابھی مالک نہ بنا اس کی فروخت بھی منع۔ مالم یضمن سے مراد جو اپنے ضمان و قبضہ میں نہ آئی جیسے ہم کوئی چیز خریدیں اور بغیر قبضہ کیے فروخت کر دیں، یہ منع ہے اس کی شرح گزر چکی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص ۲۷۴)

(23) سنن أبي داود، كتاب الاجارة، باب في العربان، الحديث: ۳۵۰۲، ج۳، ص ۳۹۲.

و کنز العمال، کتاب البیوع، الحدیث: ۹۶۱۱، ج۴، ص ۳۳

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: جس صورت میں بیع کا کوئی رُکن مفقود ہو(یعنی پایا نہ جائے) یا وہ چیز بیع کے قابل ہی نہ ہو وہ بیع باطل ہے۔ پہلی کی مثال یہ ہے کہ مجنون یا لایعقل (ناسمجھ) بچہ نے ایجاب یا قبول کیا کہ ان کا قول شرعاً معتبر ہی نہیں، لہٰذا ایجاب یا قبول پایا ہی نہ گیا۔ دوسری کی مثال یہ ہے کہ مبیع مُردار یا خون یا شراب یا آزاد ہو کہ یہ چیزیں بیع کے قابل نہیں ہیں اور اگر رکنِ بیع یا محلِ بیع میں (یعنی ایجاب وقبول میں یا مبیع میں) خرابی نہ ہو بلکہ اس کے علاوہ کوئی خرابی ہو تو وہ بیع فاسد ہے مثلاً ثمن خمر (شراب کی قیمت) ہو یا مبیع کی تسلیم پر قدرت نہ ہو (یعنی جو چیز بیچی ہے اس کو کسی وجہ سے خریدار کے حوالے نہ کرسکتا ہو) یا بیع میں کوئی شرط خلاف مقتضائے عقد (عقد کے تقاضے کے خلاف) ہو۔(1)

مسئلہ ۲: مبیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دینِ آسمانی میں مال نہ ہو، جیسے مُردار، خون، آزاد، ان کو چاہے مبیع کیا جائے یا ثمن، بہر حال بیع باطل ہے اور اگر بعض دِین میں مال ہوں بعض میں نہیں جیسے شراب کہ اگرچہ اسلام میں یہ مال نہیں مگر دین موسوی وعیسوی (یعنی موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے دین) میں مال تھی، اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد مثلاً شراب کے بدلے میں کوئی چیز خریدی تو بیع فاسد ہے اور اگر روپیہ پیسہ سے شراب خریدی تو باطل۔(2)

مسئلہ ۳: مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہوں جسے وقت ضرورت کے لیے جمع رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی سی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اُسے دوسری جگہ منتقل کرکے لے جائیں تو اب مال ہے اور بیع جائز گیہوں کا ایک دانہ اس کی بھی بیع باطل ہے۔ انسان کے پاخانہ پیشاب کی بیع باطل ہے جب تک مٹی اس پر غالب نہ آجائے اور کھاد نہ ہو جائے گوبر، مینگنی، لید کی بیع باطل نہیں اگرچہ دوسری چیز کی اُن میں آمیزش نہ ہو لہٰذا اُپلے (آگ جلانے کے لئے گوبر کی سکھائی ہوئی ٹکیاں) کا بیچنا خریدنا یا استعمال کرنا ممنوع نہیں۔(3)

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص ۲۳۲، وغیرہ۔

(2) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص ۴۳۔

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: البیع الموقوف...الخ، ج۷، ص ۲۳۴۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعریف المال، ج۷، ص ۲۳۴۔

مسئلہ ۴: مُردار سے مراد غیر مذبوح (وہ جانور جسے ذبح نہ کیا گیا ہو) ہے چاہے وہ خود مرگیا ہو یا کسی نے اُس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو یا کسی جانور نے اُسے مار ڈالا ہو۔ مچھلی اور ٹڈی مُردار میں داخل نہیں کہ یہ ذبح کرنے کی چیز ہی نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: معدوم (یعنی وہ چیز جس کا ابھی وجود ہی نہ ہو) کی بیع باطل ہے مثلاً دومنزلہ مکان دوشخصوں میں مشترک تھا ایک کا نیچے والا تھا دوسرے کا اوپر والا، وہ گر گیا یا صرف بالا خانہ گرا بالا خانہ والے نے گرنے کے بعد بالا خانہ بیع کیا یہ بیع باطل ہے کہ جب وہ چیز ہی نہیں بیع کس چیز کی ہوگی اور اگر بیع سے مراد اُس حق کو بیچنا ہے کہ مکان کے اوپر اُس کو مکان بنانے کا حق تھا یہ بھی باطل ہے کہ بیع مال کی ہوتی ہے اور یہ محض ایک حق ہے مال نہیں اور اگر بالا خانہ موجود ہے تو اُس کی بیع ہوسکتی ہے۔(5)

مسئلہ ۶: جو چیز زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے، جیسے مولی، گاجر وغیرہ اگر اب تک پیدا نہ ہوئی ہو یا پیدا ہونا معلوم نہ ہو اس کی بیع باطل ہے اور اگر معلوم ہو کہ موجود ہو چکی ہے تو بیع صحیح ہے اور مشتری (خریدار) کو خیارِ رویت حاصل ہوگا۔(6)

❁❁❁❁❁

(4) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعریف المال، ج۷، ص۲۳۵، وغیرہ۔

(5) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۳۔

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۶۔

چھپی ہوئی چیز کی بیع

مسئلہ ۷: باقلا (لوبیا) کے بیج اور چاول اور تل کی بیع، اگر یہ سب چھلکے کے اندر ہوں جب بھی جائز ہے۔ یوہیں اخروٹ، بادام، پستہ اگر پہلے چھلکے میں ہوں (یعنی ان چیزوں میں دو ۲ چھلکے ہوتے ہیں ہمارے ملک میں یہ سب چیزیں اوپر کا چھلکا اوتارنے کے بعد آتی ہیں اگر اوپر کے چھلکے نہ اُترے ہوں جب بھی بیع جائز ہے)۔ یوہیں گیہوں کے دانے بال (گندم وغیرہ کی بالی جس میں دانے ہوتے ہیں) میں ہوں جب بھی بیع جائز ہے اوران سب صورتوں میں یہ بائع کے ذمہ ہے کہ پھلی سے باقلا کے بیج یا دھان کی بھوسی (چھلکا) سے چاول یا چھلکوں سے تل اور بادام وغیرہ اور بال (گندم کی بالی جس میں گندم کے دانے ہوتے ہیں) سے گیہوں نکال کر مشتری (خریدار) کے سُپرد کرے اور اگر چھلکوں سمیت بیع کی ہے مثلاً باقلا کی پھلیاں یا اوپر کے چھلکے سمیت بادام بیچا یا دھان بیچا ہے تو نکال کر دینا بائع کے ذمہ نہیں۔(1)

مسئلہ ۸: گٹھلیاں جو کھجور میں ہوں یا بنولے (کپاس کے بیج) جو رُوئی کے اندر ہوں یا دودھ جو تھن کے اندر ہو ان سب کی بیع ناجائز ہے کہ یہ سب چیزیں عرفاً معدوم ہیں (یعنی لوگوں کے نزدیک ان کا وجود ہی نہیں ہے) اور کھجور سے گٹھلیاں یا روئی سے بنولے یا تھن سے دودھ نکالنے کے بعد بیع جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۹: پانی جب تک کوئیں یا نہر میں ہے اُس کی بیع جائز نہیں اور جب اُس کو گھڑے وغیرہ میں بھر لیا مالک ہو گیا بیع کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۱۰: مینھ (بارش) کا پانی جمع کر لینے سے مالک ہو جاتا ہے بیع کرسکتا ہے پختہ حوض میں جو پانی جمع کر لیا ہے بیع کرسکتا ہے بشرطیکہ پانی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہو۔(4)

مسئلہ ۱۱: بہشتی (پانی بھرنے والا) سے پانی کی مشکیں مول لیں (خریدلیں) یعنی ابھی اُس نے بھری بھی نہیں ہیں اُن کو خرید لینا درست ہے کہ مسلمانوں کا اس پر عملدرآمد ہے۔ اگر کسی سے کہا پانی بھر کر میرے جانوروں کو پلایا

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۳.

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۱.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۱.

کرو ایک روپیہ ماہوار دونگا یہ ناجائز ہے اور اگر یہ کہہ دیا کہ مہینے میں اتنی مشکیں پلاؤ اور مشک معلوم ہے تو جائز ہے۔(5)

مسئلہ ۱۲: مبیع میں کچھ موجود ہے اور کچھ معدوم جب بھی بیع باطل ہے جیسے گلاب اور بیلے(6) چنبیلی(7) کے پھول جب کہ ان کی پوری فصل بیچی جائے اور جتنے موجود ہیں اُن کو بیع کیا تو بیع جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۱۳: جانور کی پشت میں یا مادہ کے پیٹ میں جو نطفہ ہے کہ آئندہ وہ پیدا ہوگا اُس کی بیع باطل ہے۔(9)

❁❁❁❁❁

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السابع، ج۳، ص۱۲۲۔

(6) ایک قسم کا سفید خوشبودار پھول جو موتیا سے ملتا جلتا ہے۔

(7) چنبیلی ایک مشہور خوشبودار پھول، یہ سفید اور زرد رنگ کا ہوتا ہے۔

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۶

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۳۷۔

اشارہ اور نام دونوں ہوں تو کس کا اعتبار ہے

مسئلہ ۱۴: مبیع کی طرف اشارہ کیا اور نام بھی لے دیا مگر جس کی طرف اشارہ ہے اُس کا وہ نام نہیں مثلاً کہا کہ اس گائے کو اتنے میں بیچا اور وہ گائے نہیں بلکہ بیل ہے یا اس لونڈی کو بیچا اور وہ لونڈی نہیں غلام ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جو نام ذکر کیا ہے اور جس کی طرف اشارہ ہے دونوں کی ایک جنس ہے تو بیع صحیح ہے کہ عقد کا تعلق اُس کے ساتھ ہے جس کی طرف اشارہ ہے اور وہ موجود ہے مگر جو چیز سمجھ کر مشتری (خریدار) لینا چاہتا ہے چونکہ وہ نہیں ہے لہٰذا اُس کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور جنس مختلف ہو تو بیع باطل ہے کہ عقد کا تعلق اس صورت میں اُس کے ساتھ ہے جس کا نام لیا گیا اور وہ موجود نہیں لہٰذا عقد باطل۔ انسان میں مرد و عورت دو جنس مختلف ہیں لہٰذا لونڈی کہہ کر بیع کی اور نکلا غلام یا بالعکس (یعنی غلام کہا تھا اور لونڈی نکلی) یہ بیع باطل ہے اور جانوروں میں نر و مادہ ایک جنس ہے گائے کہہ کر بیع کی اور نکلا بیل یا بالعکس تو بیع صحیح ہے اور مشتری (خریدار) کو خیار حاصل ہے۔(1)

مسئلہ ۱۵: یاقوت کہہ کر بیچا اور ہے شیشہ، بیع باطل ہے کہ مبیع معدوم (بکنے والی چیز موجود نہیں ہے) ہے اور یاقوت سُرخ کہہ کر رات میں بیچا اور تھا یاقوت زرد، تو بیع صحیح ہے اور مشتری (خریدار) کو اختیار ہے۔(2)

❁❁❁❁❁

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۲، ص ۴۷.

(2) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۶، ص ۶۸.

دو چیزوں کو بیع میں جمع کیا اُن میں ایک قابل بیع نہ ہو

مسئلہ ١٦: آزاد و غلام کو جمع کر کے ایک ساتھ دونوں کو بیچا یا ذبیحہ اور مُردار کو ایک عقد میں بیع کیا غلام اور ذبیحہ کی بھی بیع باطل ہے اگرچہ ان صورتوں میں ثمن کی تفصیل کر دی گئی ہو کہ اتنا اس کا ثمن ہے اور اتنا اس کا۔ اور اگر عقد دو ہوں تو غلام اور ذبیحہ کی صحیح ہے آزاد اور مُردار کی باطل۔ مدبر یا ام ولد کے ساتھ ملا کر غلام کی بیع کی غلام کی بیع صحیح ہے اُن کی نہیں۔(1)

مسئلہ ١٧: غیر وقف کو وقف کے ساتھ ملا کر بیع کیا غیر وقف کی صحیح ہے اور وقف کی باطل اور مسجد کے ساتھ دوسری چیز ملا کر بیع کی تو دونوں کی باطل۔(2)

مسئلہ ١٨: دو شخص ایک مکان میں شریک ہیں ان میں ایک نے دوسرے کے ہاتھ پورا مکان بیچ دیا تو اس کے حصے کی بیع صحیح ہے اور جتنا مکان میں اس کا حصہ ہے اُسی کی بیع ہوئی اور اُس کے مقابل ثمن کا جو حصہ ہوگا وہ ملے گا کُل نہیں ملے گا۔(3)

مسئلہ ١٩: دو شخص مکان یا زمین میں شریک ہیں ایک نے اُس میں سے ایک معین ٹکڑا بیع کر دیا یہ بیع صحیح نہیں اور اگر اپنا حصہ بیچ دیا تو بیع صحیح ہے۔(4)

مسئلہ ٢٠: مسلّم گاؤں (سارا گاؤں) بیچا جس میں قبرستان اور مسجدیں بھی ہیں اور ان کا استثنا نہیں کیا تو علاوہ مساجد و مقابر کے گاؤں کی بیع صحیح ہے اور مساجد و مقابر کا عادۃً استثنا قرار دیا جائے گا اگرچہ استثنا مذکور نہ ہو۔(5)

مسئلہ ٢١: انسان کے بال کی بیع درست نہیں اور اُنھیں کام میں لانا بھی جائز نہیں، مثلاً ان کی چوٹیاں بنا کر عورتیں استعمال کریں حرام ہے، حدیث میں اس پر لعنت فرمائی۔

فائدہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک (مقدس بال) جس کے پاس ہوں، اُس سے

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ٧، ص ٢٤١۔

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ٧، ص ٢٤٢۔

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیما اذا اشتری احد الشریکین...الخ، ج ٧، ص ٢٤٢۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل التاسع، ج ٣، ص ١٣٠۔

(5) البحرالرائق، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج ٦، ص ١٤٩۔

دوسرے نے لیے اور ہدیہ میں کوئی چیز پیش کی یہ درست ہے جب کہ بطور بیع نہ ہو اور موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا اور اس کا غسالہ (6) پینا، آنکھوں پر ملنا، بغرض شفا مریض کو پلانا درست ہے، جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

مسئلہ ۲۲: جو چیز اس کی ملک میں نہ ہو اُس کی بیع جائز نہیں یعنی اس امید پر کہ میں اس کو خریدلوں گا یا ہبہ یا میراث کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے مجھے مل جائے گی اُس کی ابھی سے بیع کردے جیسا کہ آجکل اکثر تاجر کیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے جب کہ بیع سلم کے طور پر نہ ہو (جس کا ذکر آئے گا) پھر اگر اس طرح بیع کی اور خرید کر مشتری (خریدار) کو دیدی جب بھی باطل ہی رہے گی۔ یوہیں وہ چیز جو ابھی طیار نہیں ہے بلکہ آئندہ ہوگی مثلاً کپڑا، گڑ، شکر، جو ابھی موجود نہیں ہے اس امید پر بیچی کہ آئندہ ہوجائے گی یہ بیع بھی باطل ہے کہ معدوم کی بیع ہے اور اگر دوسرے کی چیز بطور وکالت (یعنی کسی کی طرف سے وکیل بن کر) یا فضولی بن کر بیچ دی تو ناجائز نہیں اگر وکالت کے طور پر ہو تو نافذ بھی ہے (یعنی بیع ہوجائے گی) اور فضولی کی بیع ہو تو مالک کی اجازت پر موقوف ہے۔ (7)

مسئلہ ۲۳: بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ مبیع پر اگر مشتری (خریدار) کا قبضہ بھی ہوجائے جب بھی مشتری (خریدار) اُس کا مالک نہیں ہوگا اور مشتری (خریدار) کا وہ قبضہ قبضہ امانت قرار پائے گا۔ (8)

مسئلہ ۲۴: سرکہ کے دو ۲ مٹکے خریدے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں شراب ہے اور دوسرے میں سرکہ دونوں کی بیع ناجائز ہے اگرچہ ہر ایک کا ثمن علٰحدہ علٰحدہ بیان کردیا گیا ہو۔ (9)

❀❀❀❀❀

(6) موئے مبارک: مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلم نے بال بنواکر تمام بال مبارک ایک سبز درخت پر ڈال دیئے۔ تمام اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم اسی درخت کے نیچے جمع ہوگئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کرلئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ ؤالہٖ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبوکر پانی مریض کو پلاتی تو رب العزت اسے صحت عطا کردیتا۔

(مدارج النبوت، قسم سوئم، باب ششم، ج۲، ص۲۱۷)

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع...إلخ، ج۳، ص۲، ۳.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمی مکرّم...إلخ، ج۷، ص۲۴۵.

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۶.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع، فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۱.

بیع میں شرط

مسئلہ ۲۵: بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اُس کا مقتضی ہے مضر نہیں مثلاً بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری (خریدار) پر ثمن ادا کرنے کی شرط اور اگر وہ شرط مقتضائے عقد نہیں (یعنی عقد کے تقاضے کے مطابق نہیں) مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں مثلاً یہ کہ مشتری (خریدار) ثمن کے لیے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بتایا ہے اُس نے اُسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اُس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے اور اگر مشتری (خریدار) نے ضمانت یا رہن سے گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔ یوہیں مشتری (خریدار) نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہوجائے کہ مبیع پر قبضہ دلادے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے۔ اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اُس قسم کی مگر شرع (شریعت) نے اُس کو جائز رکھا ہے جیسے خیار شرط یا وہ شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دوسال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی نہ ہو یعنی شریعت میں بھی اُس کا جواز نہیں وارد ہوا اور مسلمانوں کا تعامل (رواج) بھی نہ ہو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کردیتی ہے مثلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط کرلی کہ بائع اس کو قطع کرکے سی دے گا۔ (1)

مسئلہ ۲۶: غلام کو اس شرط پر بیع کیا کہ مشتری (خریدار) اُسے آزاد کردے یا مدبر یا مکاتب کرے یا لونڈی کو اس شرط پر کہ اسے اُم ولد بنائے یہ بیع فاسد ہے کہ جو شرط مقتضائے عقد (یعنی عقد کے تقاضے کے) کے خلاف ہو اور اُس میں بائع یا مشتری (خریدار) یا خود مبیع کا فائدہ ہو (جب کہ مبیع اہل استحقاق سے ہو) وہ بیع کو فاسد کردیتی ہے اور اگر جانور کو اس شرط پر بیچا کہ مشتری (خریدار) اُسے بیع نہ کرے تو بیع فاسد نہیں کہ یہاں وہ تینوں باتیں نہیں اور اگر اس شرط پر سے غلام بیچا تھا کہ مشتری (خریدار) اُسے آزاد کردے گا اور مشتری (خریدار) نے اس شرط پر خرید کر آزاد کردیا بیع صحیح ہوگئی اور غلام آزاد ہوگیا۔ (2)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع والتی لاتفسدہ، ج۳، ص۱۳۳ وغیرہ۔

(2) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۸۔

مسئلہ ۲۷: غلام کو ایسے کے ہاتھ بیچا کہ معلوم ہے وہ آزاد کردے گا مگر بیع میں آزادی کی شرط مذکور نہ ہوئی بیع جائز ہے۔(3)

مسئلہ ۲۸: غلام بیچا اور یہ شرط کی کہ وہ غلام بائع کی ایک مہینہ خدمت کریگا یا مکان بیچا اور شرط کی کہ بائع ایک ماہ تک اُس میں سکونت (رہائش) رکھے گا یا یہ شرط کی کہ مشتری (خریدار) اتنا روپیہ مجھے قرض دے یا فلاں چیز ہدیہ کرے یا معین چیز کو بیچا اور شرط کی کہ ایک ماہ تک مبیع پر قبضہ نہ دے گا ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔(4)

مسئلہ ۲۹: بیع میں ثمن کا ذکر نہ ہوا یعنی یہ کہا کہ جو بازار میں اس کا نرخ (قیمت) ہے دیدینا یہ بیع فاسد ہے اور اگر یہ کہا کہ ثمن کچھ نہیں تو بیع باطل ہے کہ بغیر ثمن بیع نہیں ہوسکتی۔(5)

❁❁❁❁❁

---

(3) المرجع السابق،ص۴۹.

(4) الھدایۃ،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،ج۲،ص۴۹.

(5) الدرالمختار،کتاب البیوع،باب البیع الفاسد،ج۷،ص۲۴۷.

جو شکار ابھی قبضہ میں نہیں آیا ہے اس کی بیع

مسئلہ ۳۰: جو مچھلی کہ دریا یا تالاب میں ہے ابھی اُس کا شکار کیا ہی نہیں اُس کو اگر نقود یعنی روپے پیسے سے بیع کیا تو باطل ہے کہ وہ ملک میں نہیں اور مال متقوم نہیں اور اگر اُس کو غیر نقود مثلاً کپڑا یا کسی اور چیز کے بدلے میں بیع کیا ہے تو بیع فاسد ہے۔ یوہیں اگر شکار کرکے اُسے دریا یا تالاب میں چھوڑ دیا جب بھی اُس کی بیع فاسد ہے کہ اُس کی تسلیم پر (یعنی حوالے کرنے پر) قدرت نہیں۔(1)

مسئلہ ۳۱: مچھلی کو شکار کرنے کے بعد کسی گڑھے میں ڈالدیا یا وہ گڑھا ایسا ہے کہ بے کسی ترکیب کے (یعنی بغیر کسی تدبیر کے) اُس میں سے پکڑسکتا ہے تو بیع کرنا بھی جائز ہے کہ اب وہ مقدور التسلیم بھی ہے (2) وہ ایسی ہی ہے جیسے پانی کے گھڑے میں رکھی ہے اور اگر اُسے پکڑنے کے لیے شکار کرنے کی ضرورت ہوگی کانٹے یا جال وغیرہ سے پکڑنا پڑے گا تو جب تک پکڑ نہ لے اُس کی بیع صحیح نہیں اور اگر مچھلی خود بخود گڑھے میں آگئی اور وہ گڑھا اسی لیے مقرر کر رکھا ہے تو یہ شخص اُسکا مالک ہوگیا دوسرے کو اس کا لینا جائز نہیں پھر اگر بے جال وغیرہ کے اُسے پکڑ سکتے ہیں تو اُس کی بیع بھی جائز ہے کہ وہ مقدور التسلیم بھی ہے ورنہ بیع ناجائز اور اگر وہ اس لیے نہیں طیار کر رکھا ہے تو مالک نہیں مگر جبکہ دریا یا تالاب کی طرف جو راستہ تھا اُسے مچھلی کے آنے کے بعد بند کردیا تو مالک ہوگیا اور بغیر جال وغیرہ کے پکڑسکتا ہے تو بیع جائز ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح اگر اپنی زمین میں گڑھا کھودا تھا اُس میں ہرن وغیرہ کوئی شکار گر پڑا اگر اس نے اسی غرض سے کھودا تھا تو یہی مالک ہے دوسرے کو اسکا لینا جائز نہیں اور اس لیے نہیں کھودا تو جو پکڑ لے جائے اُس کا ہے مگر مالک زمین اگر شکار کے قریب ہو کہ ہاتھ بڑھا کر اُسے پکڑسکتا ہے تو اسی کا ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں دوسرا پکڑے بھی تو وہ مالک نہیں ہوگا یہ ہوگا۔ یوہیں سکھانے کے لیے جال تانا تھا کوئی شکار اُس میں پھنسا تو جو پکڑ لے اس کا ہے اور اگر شکار ہی کے لیے تانا تھا تو شکار کا مالک یہ ہے۔ جال میں شکار پھنسا مگر تڑپا اُس سے چھوٹ گیا دوسرے نے پکڑ لیا تو یہ مالک ہے اور جال والا پکڑنے کے لیے قریب آگیا کہ ہاتھ بڑھا کر جانور پکڑسکتا ہے اس وقت توڑا کر نکل گیا اور دوسرے نے پکڑ لیا تو جال والا مالک ہے پکڑنے والا مالک نہیں۔ باز اور کُتے کے شکار کا بھی یہی حکم ہے۔(3)

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۴۸.

(2) یعنی مشتری کے حوالے کرنے پر قادر بھی ہے۔

(3) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۴۹.

مسئلہ ۳۲: شکاری جانور کے انڈے اور بچے کا بھی وہی حکم ہے جو شکار کا ہے یعنی اگر ایسی جگہ میں انڈا یا بچہ کیا کہ اس نے اسی کام کے لیے مقرر کر رکھی ہے تو یہ مالک ہے ورنہ جو لے جائے اُس کا ہے۔(4)

مسئلہ ۳۳: کسی کے مکان کے اندر شکار چلا آیا اور اس نے دروازہ اُس کے پکڑنے کے لیے بند کرلیا تو یہ مالک ہے دوسرے کو پکڑنا جائز نہیں اور لاعلمی میں اس نے دروازہ بند کیا تو یہ مالک نہیں۔ اور شکار اس کے مکان کی محاذات (گرد و نواح) میں ہوا میں اُڑ رہا تھا تو جو شکار کرے، وہ مالک ہے۔ یوہیں اس کے درخت پر شکار بیٹھا تھا جس نے اُسے پکڑا وہ مالک ہے۔(5)

مسئلہ ۳۴: روپے پیسے لُٹاتے ہیں اگر کسی نے اپنے دامن اس لیے پھیلا رکھے تھے کہ اس میں گریں تو میں لوں گا تو جتنے اس کے دامن میں آئے اس کے ہیں اور اگر دامن اس لیے نہیں پھیلائے تھے مگر گرنے کے بعد اس نے دامن سمیٹ لیے جب بھی مالک ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو دامن میں گرنے سے اس کی ملک نہیں دوسرا لے سکتا ہے۔ شادی میں چھوہارے اور شکر لُٹاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔(6)

مسئلہ ۳۵: اسکی زمین میں شہد کی مکھیوں نے مُہار لگائی (شہد کا چھتا بنایا) تو بہر حال شہد کا مالک یہی ہے چاہے اس نے زمین کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہو یا نہیں کہ ان کی مثال خودرو درخت (یعنی قدرتی طور پر اُگنے والا درخت) کی ہے کہ مالکِ زمین اسکا مالک ہوتا ہے یہ اُس کی زمین کی پیداوار ہے۔(7)

مسئلہ ۳۶: تالابوں جھیلوں کا مچھلیوں کے شکار کے لیے ٹھیکہ دینا جیسا کہ ہندوستان کے بہت سے زمیندار کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔(8)

مسئلہ ۳۷: پرند جو ہوا میں اُڑ رہا ہے اگر اُس کو ابھی تک شکار نہ کیا ہو تو بیع باطل ہے اور اگر شکار کر کے چھوڑ دیا ہے تو بیع فاسد ہے کہ تسلیم پر قدرت نہیں اور اگر وہ پرند ایسا ہے کہ اس وقت ہوا میں اُڑ رہا ہے مگر خود بخود واپس آجائے گا جیسے پلاؤ کبوتر (پالتو کبوتر) تو اگرچہ اس وقت اس کے پاس نہیں ہے بیع جائز ہے اور حقیقۃً نہیں تو حکماً اس کی تسلیم پر

ودرالمختار، کتاب البیوع، باب الفاسد، مطلب: فی البیع الفاسد، ج ۷، ص ۲۴۸.

(4) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۶، ص ۴۹.

(5) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی البیع الفاسد، ج ۷، ص ۲۴۸.

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج ۷، ص ۵۱۶.

(7) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۶، ص ۴۹.

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۷، ص ۲۴۸.

قدرت ضرور ہے۔(9)

❁❁❁❁❁

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۵۰۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

تنویر الابصار میں ہے:

فسد بیع طیر فی الهواء لایرجع وان یطیر ویرجع صح ۲؎

ہواء میں اس پرندے کی بیع فاسد ہے جو واپس نہ آئے اور اگر وہ اڑتا ہے اور پھر واپس آجاتا ہے تو ہواء میں اس کی بیع جائز ہے۔(ت)

(۲؎ الدرالمختار شرح تنویر الابصار کتاب البیوع فصل فی باب البیع الفاسد مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴)

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الفتح لان المعلوم عادة کالواقع وتجویز کونها لاتعود او عروض عدم عودها لایمنع جواز البیع کتجویز هلاک المبیع قبل القبض ثم اذا عرض الهلاک انفسخ کذا هنا اه وفی النهر فیه نظر لان من شروط صحة البیع القدرة علی التسلیم عقبه ولذا لم یجز بیع الأبق اه قال ح فرق مابین الحمام و الأبق فان العادة لم تقض بعوده غالباً بخلاف الحمام، ومااداعاه من اشتراط القدرة علی التسلیم عقبه ان ارادبه القدرة حقیقة فهو ممنوع والا لاشترط حضور المبیع مجلس العقد واحد لایقول به، وان ارادبه القدرة حکما کما ذکره بعد هذا فما نحن فیه کذالك لحکم العادة بعوده اه قلت وهو وجیه فهو نظیر العبد المرسل فی حاجة المولی فانه یجوز بیعه وعللوه بانه مقدور التسلیم وقت العقد حکما اذا الظاهر عوده ا؎

فتح میں فرمایا اس لئے کہ معلوم عادی واقع کی مثل ہے محض اس بات کا امکان کہ وہ (پرندے) واپس نہ آئیں گے یا عدم رجوع کا انھیں عارض ہوجانا جواز بیع سے مانع نہیں جیسا کہ قبضہ سے قبل ہلاک بیع کا امکان مانع بیع نہیں، پھر اگر مبیع کو ہلاکت عارض ہوگئی تو بیع فسخ ہوجائیگی، ایسا ہی یہاں بھی ہوگا، اھ اور نہر میں ہے کہ اس میں نظر ہے کیونکہ صحت بیع کی شرطوں میں سے ہے کہ بیع کے بعد تسلیم مبیع پر قدرت ہو، اسی لئے بھاگے ہوئے غلام کی بیع ناجائز ہے اھ، ح نے فرمایا کہ صاحب نہر نے کبوتر اور غلام میں فرق کیا ہے کہ عادت بھاگے ہوئے غلام کے واپس آنے کا حکم غالبا نہیں کرتی بخلاف کبوتر کے، اور بیع کے بعد بیع کے مقدور التسلیم ہونے کے اشتراط کا جو دعوٰی صاحب نہر نے کیا ہے اس سے مراد اگر وقت تسلیم حقیقتا ہے تو یہ ممنوع ہے ورنہ مبیع کا مجلس عقد میں حاضر کرنا ضروری ہوگا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے اگر حکما ہے جیسا کہ بعد خود انھوں نے ذکر کیا تو ہمارا زیر بحث مسئلہ بھی ایسا ہی ہے کیونکہ عادت کبوتر کے لوٹ آنے کا حکم کرتی ہے اھ میں کہتا ہوں یہ قوی ہے پس یہ اس غلام کی نظیر ہے جسے مالک کے کام کے لئے کہیں بھیجا گیا ہو کیونکہ اس کی بیع جائز ہے، اور فقہاء نے اس جواز کی علت یہ بیان کی ہے کہ وہ غلام بوقت بیع حکما مقدور التسلیم ہے کیونکہ ظاہر اس کا لوٹ آنا ہے۔(ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۸۴۔۸۵ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بیع فاسد کی دیگر صورتیں

مسئلہ ۳۸: جو دودھ تھن میں ہے اُسکی بیع ناجائز ہے۔ یوہیں زندہ جانور کا گوشت، چربی، چمڑا، سری پائے، زندہ دُنبہ کی چکی (دنبے کی چوڑی دُم) کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اُس اون کی بیع جو دُنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اُس موتی کی جو سیپ (1) میں ہو یا گھی کہ جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو اُس میں سے ایک گز آدھ گز کی بیع جیسے مشروع (2) اور گلبدن (ایک قسم کا دھاری دار ریشمی کپڑا) کے تھان یہ سب ناجائز ہیں اور اگر مشتری (خریدار) نے ابھی بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی۔ (3)

مسئلہ ۳۹: اس مرتبہ جال ڈالنے میں جو مچھلیاں نکلیں گی اُن کو بیع کیا یا غوطہ خور (تیراک) نے یہ کہا کہ اس غوطہ میں جو موتی نکلیں گے اُن کو بیچا یہ بیع باطل ہے۔ (4)

مسئلہ ۴۰: دو کپڑوں میں سے ایک یا دو غلاموں میں سے ایک کی بیع ناجائز ہے جبکہ خیار تعیین (معین کرنے کا اختیار) شرط نہ ہو اور اگر مشتری (خریدار) نے دونوں پر قبضہ کرلیا تو اُن میں ایک کا قبضہ قبضہ امانت ہے اور دوسرے کا قبضہ ضمان۔ (5)

مسئلہ ۴۱: چراگاہ میں جو گھاس ہے اُس کی بیع فاسد ہے ہاں اگر گھاس کو کاٹ کر اس نے جمع کرلیا تو بیع درست ہے جس طرح پانی کو گھڑے، مٹکے، مشک میں بھر لینے کے بعد بیچنا جائز ہے اور چراگاہ کا ٹھیکہ پر دینا بھی جائز نہیں یہ اُس وقت ہے کہ گھاس خود اُگی ہو اس کو کچھ نہ کرنا پڑا ہو اور اگر اس نے زمین کو اسی لیے چھوڑ رکھا ہو کہ اُس میں گھاس

---

(1) صدف، ایک قسم کی دریائی مخلوق جس کے اندر سے موتی نکلتے ہیں۔

(2) ایک قسم کا کپڑا جو ریشم اور روئی کے سوت کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

(3) الهداية، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۲، ص۴۴.

والدر المختار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.

(4) فتح القدير، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۶، ص۵۳.

(5) الدر المختار، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج۷، ص۲۵۲.

والبحر الرائق، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ج۶، ص۱۲۶.

پیدا ہوا اور ضرورت کے وقت پانی بھی دیتا ہو تو اُس کا مالک ہے اور اب بیچنا جائز ہے مگر ٹھیکہ اب بھی ناجائز ہے کہ اتلاف عین (اصل چیز کو ضائع کرنا) پر اجارہ درست نہیں۔ ٹھیکہ کے لیے یہ حیلہ ہوسکتا ہے کہ اُس زمین کو جانوروں کے ٹھہرانے کے لیے ٹھیکہ پر دے پھر مستاجر (اجرت پر لینے والا) اُس کی گھاس بھی چرائے۔(6)

مسئلہ ۴۲: کچی کھیتی جس میں ابھی غلہ طیار نہیں ہوا ہے، اس کی بیع کی تین صورتیں ہیں: 1 ابھی کاٹ لے گا یا 2 اپنے جانوروں سے چرالے گا یا 3 اس شرط پر لیتا ہے کہ اُسے طیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا۔ پہلی دوصورتوں میں بیع جائز ہے اور تیسری صورت میں چونکہ اس شرط میں مشتری (خریدار) کا نفع ہے، بیع فاسد ہے۔(7)

مسئلہ ۴۳: پھل اُس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں یہ بیع باطل ہے اور اگر ظاہر ہو چکے مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے (یعنی فائدہ اُٹھانے کے قابل نہیں ہوئے) یہ بیع صحیح ہے مگر مشتری (خریدار) پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر یہ شرط کرلی ہے کہ جب تک طیار نہیں ہونگے درخت پر رہیں گے تو بیع فاسد ہے اور اگر بلا شرط خریدے ہیں مگر بائع نے بعد بیع اجازت دی کہ طیار ہونے تک درخت پر رہنے دو تو اب کوئی حرج نہیں۔(8)

مسئلہ ۴۴: ریشم کے کیڑے اوران کے انڈوں کی بیع جائز ہے۔(9)

دو شخص اگر ریشم کے کیڑوں میں شرکت کریں یہ جب ہوسکتی ہے کہ انڈے دونوں کے ہوں اور کام بھی دونوں کریں اور جتنے جتنے انڈے ہوں اُنھیں کے حساب سے شرکت کے حصے ہوں یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک کے انڈے ہوں اور ایک کام کرے اور دونوں نصف نصف یا کم وبیش کے شریک ہوں بلکہ اگر ایسا کیا ہے تو کیڑے اُس کے ہوں گے جس کے انڈے ہیں اور کام کرنے والے کے لیے اُجرتِ مثل ملے گی۔ یوہیں اگر گائے بکری مرغی کسی کو آدھے آدھ پر دے دی کہ وہ کھلائے گا چرائے گا اور جو بچے ہوں گے دونوں آدھے آدھے بانٹ لیں گے جیسا کہ اکثر دیہاتوں میں کرتے ہیں یہ طریقہ غلط ہے بچوں میں شرکت نہیں ہوگی بلکہ بچے اسی کے ہونگے جس کے جانور ہیں اس دوسرے کو چارہ کی قیمت جب کہ اپنا کھلایا ہو اور چرائی اور رکھوالی کی اُجرتِ مثل ملے گی۔ یوہیں اگر ایک شخص نے اپنی زمین دوسرے کو پیڑ (درخت) لگانے کے لیے ایک مدت معین تک کے لیے دیدی کہ درخت اور پھل دونوں نصف نصف لے لیں گے یہ

---

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۷، ص ۲۵۷۔

والبحرالرائق، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ج ۶، ص ۱۲۷۔

(7) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۷، ص ۲۵۸۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۱۰۶۔

(9) تنویرالابصار، کتاب البیوع، ج ۷، ص ۲۵۹۔

بھی صحیح نہیں وہ درخت اور پھل کُل مالک زمین کے ہونگے اور دوسرے کے لیے درخت کی وہ قیمت ملے گی جو نصب کرنے کے دن تھی اور جو کچھ کام کیا ہے اُس کی اُجرتِ مثل ملے گی۔(10)

مسئلہ ۴۵: بھاگے ہوئے غلام کی بیع ناجائز ہے اور اگر جس کے ہاتھ بیچتا ہے، وہ غلام بھاگ کر اُسی کے یہاں چھپا ہو تو بیع صحیح ہے پھر اگر مشتری (خریدار) نے اُس غلام پر قبضہ کرتے وقت کسی کو گواہ نہیں بنایا ہے تو بیع کے لیے جدید قبضہ کی ضرورت نہیں، یعنی فرض کرو بیع کے بعد ہی مر گیا تو مشتری (خریدار) کو ثمن دینا پڑے گا اور قبضہ کرتے وقت گواہ کرلیا ہے تو یہ قبضہ بیع کے قبضہ کے قائم مقام نہیں بلکہ یہ قبضہ قبضہ امانت ہے اس کے بعد پھر قبضہ کرنا ہوگا اور اس قبضہ جدید سے پہلے مرا تو بائع کا مرا مشتری (خریدار) کو کچھ ثمن دینا نہیں پڑے گا اور اگر مشتری (خریدار) کے یہاں نہیں چھپا ہے مگر جس کے یہاں ہے اُس سے مشتری (خریدار) آسانی کے ساتھ بغیر مقدمہ بازی کے لے سکتا ہے جب بھی صحیح ہے۔(11)

مسئلہ ۴۶: ایک شخص نے کسی کی کوئی چیز غصب کرلی ہے مالک نے اُس کو غاصب کے ہاتھ بیچ ڈالا بیع صحیح ہے۔(12)

مسئلہ ۴۷: عورت کے دودھ کو بیچنا ناجائز ہے اگرچہ اُسے نکال کر کسی برتن میں رکھ لیا ہو اگرچہ جس کا دودھ ہو وہ باندی ہو۔(13)

مسئلہ ۴۸: خنزیر کے بال یا اور کسی جز کی بیع باطل ہے اور مُردار کے چمڑے کی بھی بیع باطل ہے جبکہ پکایا نہ ہو، اور دباغت کرلی ہو (یعنی پکا کر رنگ دیا ہو) تو بیع جائز ہے اور اس کو کام میں لانا بھی جائز ہے۔(14)

مسئلہ ۴۹: تیل ناپاک ہوگیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اُس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے۔(15) مگر یہ ضرور ہے کہ مشتری (خریدار) کو اُس کے نجس ہونے کی اطلاع دیدے تاکہ وہ کھانے کے کام میں نہ لائے اور یہ بھی وجہ ہے کہ نجاست عیب ہے اور عیب پر مطلع کرنا ضرور ہے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلانا منع ہے گھر میں جلا

---

(10) الدر المختار و رد المحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع دودۃ القرمز، ج۷، ص۲۶۱۔

(11) المرجع السابق، ص۲۶۳۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ و ما لا یجوز، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۱۔

(13) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۶ وغیرہا

(14) الدر المختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۶۵۔

(15) المرجع السابق، ص۲۶۷۔

سکتا ہے۔ اس کا استعمال اگرچہ جائز ہے مگر بدن یا کپڑے میں جہاں لگ جائے گا ناپاک ہوجائے گا پاک کرنا پڑیگا۔ بعض دوائیں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں مثلاً کسی جانور کا پتہ اُس کو اگر بدن پر لگایا تو پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۵۰: مُردار کی چربی کو بیچنا یا اُس سے کسی قسم کا نفع اُٹھانا ناجائز ہے نہ اُسے چراغ میں جلا سکتے ہیں نہ چمڑا پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں۔(16)

مسئلہ ۵۱: مُردار کا پٹھا(17)، بال، ہڈی، پر، چونچ، کھر(18)، ناخن، ان سب کو بیچ بھی سکتے ہیں اور کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت اور ہڈی کو بیچ سکتے ہیں اور اسکی چیزیں بنی ہوئی استعمال کر سکتے ہیں۔(19)

❀❀❀❀❀

---

(16) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمہ قولان، ج۷، ص۲۶۷۔

(17) بدن سے ملے ہوئے وہ زردی مائل ریشے جن سے اعضاء سکڑتے اور پھیلتے ہیں۔

(18) گائے، بکری اور ہرن وغیرہ کے پاؤں۔

(19) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی التداوی بلبن البنت فلزمہ قولان، ج۷، ص۲۶۷۔

جتنے میں چیز بیچی اُسکو اُس سے کم دام میں خریدنا

مسئلہ ۵۲: جس چیز کو بیع کر دیا ہے اور ابھی پورا ثمن وصول نہیں ہوا ہے اُس کو مشتری (خریدار) سے کم دام میں خریدنا جائز نہیں اگرچہ اس وقت اُس کا نرخ کم ہوگیا ہو۔ یوہیں اگر مشتری (خریدار) مرگیا اُس کے وارث سے خریدی جب بھی جائز نہیں۔ مالک نے خود نہیں بیع کی ہے بلکہ اس کے وکیل نے بیع کی جب بھی یہی حکم ہے کہ کم میں خریدنا ناجائز اور اگر اُتنے ہی میں خریدی مگر پہلے ادائے ثمن کی معیاد نہ تھی اور اب میعاد مقرر ہوئی یا پہلے ایک ماہ کی میعاد تھی اور اب دو ماہ کی میعاد مقرر کی یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اگر بائع مرگیا اس کے وارث نے اُسی مشتری (خریدار) سے کم دام میں خریدی تو جائز ہے۔ یوہیں بائع نے اُس سے خریدی جس کے ہاتھ مشتری (خریدار) نے بیع کر دی ہے یا ہبہ کر دی ہے یا مشتری (خریدار) نے جس کے لیے اُس چیز کی وصیت کی اُس سے خریدی یا خود مشتری (خریدار) سے اُسی دام میں یا زائد میں خریدی یا ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد خریدی یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ اور بائع کے باپ یا بیٹے یا غلام یا مکاتب نے کم دام میں خریدی تو ناجائز ہے۔ کم داموں میں خریدنا اُس وقت ناجائز ہے جب کہ ثمن اُسی جنس کا ہو اور مبیع میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوا ہو اور اگر ثمن دوسری جنس کا ہو یا مبیع میں نقصان ہوا ہو تو مطلقاً بیع جائز ہے۔ روپیہ اور اشرفی اس بارہ میں ایک جنس قرار پائیں گے لہٰذا اگر بیس روپیہ میں بیچی تھی اور اب ایک اشرفی میں خریدی جس کی قیمت اس وقت پندرہ روپے ہے ناجائز ہے اور اگر کپڑے یا سامان کے بدلے میں خریدی جس کی قیمت پندرہ روپے ہے جائز ہے۔(1)

مسئلہ ۵۳: ایک شخص نے دوسرے سے من بھر گیہوں (گندم) قرض لیے اس کے بعد قرضدار نے قرض خواہ (قرض دینے والے) سے پانچ روپیہ میں دو من بھر گیہوں جو اُس کے ہیں خرید لیے یہ بیع جائز ہے اور وہ روپے اگر اُسی مجلس میں ادا کر دیے تو بیع نافذ ہے، ورنہ باطل ہو جائیگی۔(2)

مسئلہ ۵۴: ایک شخص نے دوسرے سے دس روپے قرض لیے اور قبضہ کر لینے کے بعد مدیون (مقروض) نے دائن (قرض دینے والا) سے ایک اشرفی میں خرید لیے یہ بیع جائز ہے پھر اگر اشرفی مجلس میں دیدی بیع صحیح رہی ورنہ

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۲.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الدراھم والدنانیر...إلخ، ج۷، ص۲۶۸.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل الاول، ج۳، ص۱۰۲.

باطل ہوگئی۔(3)

مسئلہ ۵۵: مشتری (خریدار) نے دوسرے کے ہاتھ چیز بیچ ڈالی مگر یہ بیع فسخ ہوگئی اگر یہ فسخ سب کے حق میں فسخ قرار پائے تو بائع اول کو کم داموں میں خریدنا جائز نہیں اور اگر اسطرح کا فسخ ہو کہ محض ان دونوں کے حق میں فسخ دوسروں کے حق میں بیع جدید ہو جیسے اقالہ، تو کم میں خریدنا جائز۔(4)

مسئلہ ۵۶: مشتری (خریدار) نے مبیع کو ہبہ کر دیا اور قبضہ بھی دے دیا مگر پھر واپس لے لی اور بائع کے ہاتھ کم دام میں بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے۔(5)

مسئلہ ۵۷: ایک چیز خریدی اور ابھی اُس پر قبضہ نہیں کیا ہے یہ اور ایک دوسری چیز جو اس کی ملک میں ہے دونوں کو ایک ساتھ ملا کر بیع کیا اُس کی بیع درست ہے جو اس کے پاس کی ہے۔(6)

مسئلہ ۵۸: ایک چیز ہزار روپے میں خریدی اور قبضہ بھی کر لیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا ہے کہ یہ اور ایک دوسری چیز اُسی بائع کے ہاتھ ہزار روپے میں بیچی ہر ایک پانسو میں دوسری چیز کی بیع صحیح ہے اور اُس کی صحیح نہیں جو اُسی سے خریدی ہے اور اگر ثمن ادا کر دیا ہے تو دونوں کی بیع صحیح ہے اور دوسرے کے ہاتھ بیع کی تو دونوں کی دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔(7)

مسئلہ ۵۹: تیل بیچا اور یہ ٹھہرا کہ برتن سمیت تولا جائے گا اور برتن کا اتنا وزن کاٹ دیا جائے مثلاً ایک سیر یہ ناجائز ہے اور اگر یہ ٹھہرا کہ برتن کا جو وزن ہے وہ کاٹ دیا جائے گا مثلاً ایک سیر ہے تو ایک سیر اور ڈیڑھ سیر ہے تو ڈیڑھ سیر یہ جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں کو معلوم ہے کہ برتن کا وزن ایک سیر ہے اور یہ ٹھہرا کہ برتن کا وزن ایک سیر مجرا کیا جائے گا یہ بھی جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۶۰: تیل یا گھی خریدا اور برتن سمیت تولا گیا اور ٹھہرا یہ کہ برتن کا جو وزن ہوگا مجرا دیا جائے گا مشتری

---

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ وما لا یجوز، الفصل الاول، ج۳، ص۱۰۲.

(4) المرجع السابق، الفصل العاشر، ص۱۳۲.

(5) المرجع السابق

(6) المرجع السابق، ص۱۳۳.

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۷.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ...الخ، الفصل العاشر، ج۳، ص۱۳۳.

(8) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۸.

والدر المختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۲.

(خریدار) برتن خالی کر کے لایا اور کہتا ہے اس کا وزن مثلاً دو سیر ہے بائع کہتا ہے یہ وہ برتن نہیں میرا برتن ایک سیر وزن کا تھا تو قسم کے ساتھ مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اس اختلاف سے اگر مقصود برتن ہے تو مشتری (خریدار) قابض ہے اور قابض کا قول معتبر ہوتا ہے اور اگر مقصود ثمن میں اختلاف ہے کہ ایک سیر کی قیمت بائع طلب کرتا ہے اور مشتری (خریدار) منکر ہے (انکار کر رہا ہے) تو منکر کا قول معتبر ہوتا ہے۔(9)

مسئلہ ۶۱: راستہ یعنی اُس کی زمین کی بیع و ہبہ جائز ہے، جب کہ وہ زمین بائع کی ملک ہو نہ یہ کہ فقط حق مرور (یعنی چلنے کا حق) (حق آسائش) ہو، مثلاً اس کے گھر کا راستہ دوسرے کے گھر میں سے ہو اور راستہ کی زمین اس کی ہو۔ اگر اس زمین راستہ کے طول و عرض (لمبائی چوڑائی) مذکور ہیں جب تو ظاہر ہے ورنہ اُس مکان کا جو بڑا دروازہ ہے اُتنی چوڑائی اور کوچہ نافذہ (آمد و رفت کی عام گلی) تک لمبائی لی جائے گی اور جو راستہ کوچہ نافذہ یا کوچہ سربستہ (بند گلی) میں نکلا ہے جو خاص بائع کی ملک میں نہیں ہے، بلکہ اُس میں سب کے لیے حق آسائش ہے مکان خریدنے میں وہ تبعاً (ضمناً) داخل ہو جاتا ہے خاص کر اُسے خریدنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔(10)

مسئلہ ۶۲: زمین یا مکان کی بیع ہوئی اور راستہ کا حق مرور تبعاً بیع کیا گیا مثلاً جمیع حقوق (تمام حقوق) یا تمام مرافق (11) کے ساتھ بیع کی تو بیع درست ہے اور تنہا راستہ کا حق مرور بیچا گیا تو درست نہیں۔(12)

مسئلہ ۶۳: مکان سے پانی بہنے کا راستہ یا کھیت میں پانی آنے کا راستہ بیچنا درست نہیں یعنی محض حق بیچنا بھی ناجائز ہے اور زمین جس پر پانی گزرے گا وہ بھی بیع نہیں کی جاسکتی جبکہ اُس کا طول و عرض بیان نہ کیا گیا ہو اور اگر بیان کر دیا ہو تو جائز ہے۔(13)

مسئلہ ۶۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو میرا حصہ اس مکان میں ہے اُسے میں نے تیرے ہاتھ بیع کیا اور بائع کو معلوم نہیں کہ کتنا حصہ ہے مگر مشتری (خریدار) کو معلوم ہے تو بیع جائز ہے اور اگر مشتری (خریدار) کو معلوم نہ ہو تو جائز نہیں اگرچہ بائع کو معلوم ہو۔(14)

---

(9) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۸۔

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع الطریق، ج۷، ص۲۷۳۔

(11) اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جو مبیع کے تابع ہوتی ہیں جیسے راستہ، زمین کے لئے پانی کی نالی وغیرہ۔

(12) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۷۔

(13) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۴۷۔

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۶۵۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف وبیع احد الشریکین، ج۳، ص۱۵۵۔

مسئلہ ٦٥: ایک شخص کے ہاتھ بیع کر کے پھر اُس کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا حرام و باطل ہے کہ پہلی بیع اگر فسخ بھی کردی جائے جب بھی دوسری نہیں ہوسکتی۔ ہاں اگر مشتری (خریدار) اول نے قبضہ کرلیا ہے تو دوسری بیع اُسکی اجازت پر موقوف ہے۔(15)

مسئلہ ٦٦: جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول (یعنی چیز یا قیمت معلوم نہ ہو) ہے وہ بیع فاسد ہے جبکہ ایسی جہالت (لا علمی) ہو کہ تسلیم (حوالہ کرنے) میں نزاع (جھگڑا، لڑائی) ہوسکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہ ہو تو فاسد نہیں مثلاً گیہوں (گندم) کی پوری بوری پانچ روپیہ میں خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے گیہوں ہیں یا کپڑے کی گانٹھ (گٹھڑی) خرید لی اور معلوم نہیں کہ اس میں کتنے تھان ہیں۔(16)

مسئلہ ٦٧: بیع میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ادائے ثمن (قیمت کی ادائیگی) کے لیے کوئی مدت مقرر ہوتی ہے اور کبھی نہیں اگر مدت مقرر نہ ہو تو ثمن کا مطالبہ بائع جب چاہے کرے اور جب تک مشتری (خریدار) ثمن نہ ادا کرے مبیع (بیچی گئی چیز) کو روک سکتا ہے اور دعویٰ کر کے وصول کرسکتا ہے اور اگر مدت مقرر ہے تو قبل مدت مطالبہ نہیں کرسکتا مگر مدت ایسی مقرر ہو جس میں جہالت نہ رہے کہ جھگڑا ہو اگر مدت ایسی مقرر کی جو فریقین نہ جانتے ہوں یا ایک کو اُس کا علم نہ ہو تو بیع فاسد ہے مثلاً نوروز (17) اور مہرگان یا ہولی (18) دیوالی (ہندوؤں کا ایک تہوار) کہ اکثر مسلمان یہ نہیں جانتے کہ کب ہوگی اور جانتے ہوں تو بیع ہوجائے گی (مگر مسلمانوں کو اپنے کاموں میں کفار کے تہواروں کی تاریخ مقرر کرنا بہت قبیح (بہت بُرا) ہے) حجاج کی آمد کا دن مقرر کرنا کھیت کٹنے اور پیر (اناج صاف کرنے کی جگہ) میں سے غلہ اُٹھنے کی تاریخ مقرر کرنا بیع کو فاسد کردے گا کہ یہ چیزیں آگے پیچھے ہوا کرتی ہیں اگر ادائے ثمن کے لیے یہ اوقات مقرر کیے تھے مگر ان اقات کے آنے سے پہلے مشتری (خریدار) نے یہ میعاد ساقط کردی تو بیع صحیح ہوجائے گی جب کہ دونوں میں سے کسی نے اب تک بیع کو فسخ نہ کیا ہو۔(19)

مسئلہ ٦٨: بیع میں ایسے نامعلوم اوقات مذکور نہیں ہوئے، عقدِ بیع ہوجانے کے بعد ادائے ثمن کے لیے اس قسم

---

(15) ردالمحتار، کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرھون المستأجر، ج۷، ص۳۲۵.

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل الثامن، ج۳، ص۱۲۲.

(17) ایرانی شمسی سال کا پہلا دن، یہ ایرانیوں کی خوشی کا سب سے بڑا غیر مذہبی دن ہے۔

(18) ہندوؤں کا ایک تہوار جو موسم بہار میں منایا جاتا ہے۔

(19) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۰.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۷۸.

کی میعادیں مقرر کیں، یہ مضر (نقصان دہ) نہیں۔(20)

مسئلہ ٦٩: آندھی چلنے بارش ہونے کو ادائے ثمن (یعنی رقم کی ادائیگی) کا وقت مقرر کیا تو بیع فاسد ہے اور اگر ان چیزوں کو میعاد مقرر کیا پھر اُس میعاد کو ساقط کر دیا تو یہ بیع اب بھی صحیح نہ ہوگی۔(21)

❁❁❁❁❁

(20) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ٧، ص٢٧٩.

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی بیع الشرب، ج ٧، ص٢٨١.

بیع فاسد کے احکام

مسئلہ ۷۰: بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری (خریدار) (خریدار) نے بائع (بیچنے والا) کی اجازت سے مبیع پرقبضہ کرلیا تو مبیع کا مالک ہوگیا اور جب تک قبضہ نہ کیا ہو مالک نہیں بائع کی اجازت صراحۃً (واضح طور پر) ہو یا دلالۃً (اشارۃً)۔ صراحۃً اجازت ہو تو مجلس عقد میں قبضہ کرے یا بعد میں بہر حال مالک ہو جائے گا اور دلالۃً یہ کہ مثلاً مجلس عقد میں مشتری (خریدار) نے بائع کے سامنے قبضہ کیا اور اُس نے منع نہ کیا اور مجلس عقد کے بعد صراحۃً اجازت کی ضرورت ہے، دلالۃً کافی نہیں مگر جبکہ بائع ثمن پر قبضہ کرکے مالک ہوگیا تو اب مجلسِ عقد (یعنی جس مجلس میں سودا ہوا) کے بعد اُس کے سامنے قبضہ کرنا اور اُس کا منع نہ کرنا، اجازت ہے۔(1)

مسئلہ ۷۱: یہ جو کہا گیا کہ قبضہ سے مالک ہوجاتا ہے اس سے مراد ملکِ خبیث ہے کیونکہ جو چیز بیع فاسد سے حاصل ہوگی اسے واپس کرنا واجب ہے اور مشتری (خریدار) کو اُس میں تصرف کرنا منع ہے (یعنی نہ بیچ سکتا ہے نہ استعمال کرسکتا ہے)۔ بیع فاسد میں قبضہ سے چونکہ ملک حاصل ہوتی ہے اگرچہ ملک خبیث ہے لہٰذا ملک کے کچھ احکام ثابت ہوں گے مثلاً 1 اُس پر دعویٰ ہوسکتا ہے۔ 2 اُس کو بیع کریگا تو ثمن اسے ملے گا۔ 3 آزاد کریگا تو آزاد ہوجائے گا۔ 4 اور ولا کا حق بھی اسی کو ملے گا۔ 5 اور بائع آزاد کریگا تو آزاد نہ ہوگا۔ 6 اور اگر اس کے پروس میں کوئی مکان فروخت ہوگا تو شفعہ مشتری (خریدار) کا ہوگا بائع کا نہیں ہوگا اور چونکہ یہ ملک خبیث ہے، لہٰذا ملک کے بعض احکام ثابت نہیں ہوں گے۔ 7 اگر کھانے کی چیز ہے تو اُس کا کھانا۔ 8 پہننے کی چیز ہے تو پہننا حلال نہیں۔ 9 کنیز (لونڈی) ہے تو وطی کرنا (ہمبستری کرنا) حلال نہیں۔ 10 اور بائع کا اُس سے نکاح ناجائز۔ 11 اور اگر مکان ہے تو اُس کی پروس والے کو یا خلیط (وہ شخص جو حقِ بیع میں شریک ہو) کو شفعہ کا حق نہیں، ہاں اگر مشتری (خریدار) نے اس میں کوئی تعمیر کی تو اب اس کا پروسی شفعہ کرسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۷۲: بیع فاسد میں مشتری (خریدار) پر اولاً (پہلے پہل) یہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر بھی لازم ہے کہ منع کردے بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کردینا واجب اور قبضہ کرہی لیا تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کرکے مبیع کو واپس

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد... إلخ، ج۷، ص۲۸۹۔۲۹۰.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد... إلخ، ج۷، ص۲۹۰۔۲۹۲.

کرلے یا کردے فسخ نہ کرنا گناہ ہے اور اگر واپسی نہ ہوسکے مثلاً مبیع ہلاک ہوگئی یا ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ واپسی نہیں ہوسکتی (جس کا بیان آتا ہے) تو مشتری (خریدار) مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے (یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت (رائج قیمت)، نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروزِ قبض جو اُس کی قیمت تھی وہ دے ہاں اگر غلام کو بیع فاسد سے خریدا ہے اور آزاد کردیا تو ثمن واجب ہے۔(3)

مسئلہ ۷۳: اگر قیمت میں بائع و مشتری (خریدار) کا اختلاف ہے تو مشتری (خریدار) کا قول معتبر ہے۔(4)

مسئلہ ۷۴: اکراہ و جبر کے ساتھ بیع ہوئی تو یہ بیع فاسد ہے مگر جس پر جبر کیا گیا اُس کو فسخ کرنا واجب نہیں بلکہ اختیار ہے کہ فسخ کرے یا نافذ کردے مگر جس نے جبر کیا ہے اُس پر فسخ کرنا واجب ہے۔(5)

مسئلہ ۷۵: بیع فاسد میں اگر مشتری (خریدار) نے مبیع پر بغیر اجازت بائع قبضہ کیا تو نہ قبضہ ہوا نہ مالک ہوا نہ اس کے تصرفات (یعنی مبیع میں جو کچھ معاملات کیے) جاری ہوں گے۔(6)

مسئلہ ۷۶: بیع فاسد کو فسخ کرنے کے لیے قضائے قاضی (قاضی کے فیصلے) کی بھی ضرورت نہیں کہ اس کا فسخ (ختم) کرنا خود ان دونوں پر شرعاً (شرعی طور پر) واجب ہے اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرا راضی ہو اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ دوسرے کے سامنے ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسرے کو فسخ کا علم ہوجائے اور وہ دونوں خود فسخ نہ کریں بیع پر قائم رہنا چاہیں اور قاضی کو اس کا علم ہوجائے تو قاضی جبراً فسخ کردے۔(7)

مسئلہ ۷۷: مشتری (خریدار) نے مبیع کو واپس دے دیا یعنی بائع کے پاس رکھ دیا کہ بائع لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ بائع نے اُسے لینے سے انکار کردیا مگر مشتری (خریدار) اُسکے پاس چھوڑ کر چلا گیا بری الذمہ (ذمہ سے بری) ہوگیا وہ چیز اگر ضائع ہوگئی تو مشتری (خریدار) تاوان نہیں دے گا اور اگر بائع کے انکار پر مشتری (خریدار) چیز کو واپس لے گیا تو بری الذمہ نہیں کہ اس صورت میں اُسکا لے جانا ہی جائز نہیں کہ بیع فسخ ہوچکی اور پھیر لے جانا (واپس لے جانا) غصب ہے۔(8)

---

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد... إلخ، ج۷، ص۲۹۳.

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۹۳.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الحادی عشر فی أحکام البیع الغیر الجائز، ج۳، ص۱۵۱.

(5) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی الشرط الفاسد... إلخ، ج۷، ص۲۹۳.

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الحادی عشر فی أحکام البیع الغیر الجائز، ج۳، ص۱۴۷.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

(8) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۴.

مسئلہ ۷۸: بیع فاسد میں مبیع کو اگر مشتری (خریدار) نے بائع کے لیے ہبہ کردیا یا صدقہ کردیا یا بائع کے ہاتھ بیچ ڈالا یا عاریت، اجارہ، غصب، ودیعت کے ذریعے غرض کسی طرح وہ چیز بائع کے ہاتھ میں پہنچ گئی بیع کا متارکہ ہوگیا (یعنی سودا ختم ہوگیا) اور مشتری (خریدار) بری الذمہ ہوگیا کہ ثمن یا قیمت اُس کے ذمہ لازم نہیں۔ یہاں ایک قاعدہ کلیہ یادرکھنے کا ہے کہ جب ایک چیز کا کوئی شخص کسی وجہ سے مستحق ہے اور وہ چیز اُس کو دوسرے طریقہ پر حاصل ہو تو اُسی وجہ سے ملنا قرار پائے گا جس وجہ سے ملنے کا حقدار تھا اور جس وجہ سے حاصل ہوئی اس کا اعتبار نہیں بشرطیکہ اُسی شخص سے ملے جس پر اس کا حق تھا مثلاً یوں سمجھو کہ کسی نے اس کی چیز غصب کرلی ہے پھر غاصب سے اس نے وہ چیز خریدی تو یہ بیع نہیں مانی جائے گی بلکہ اس کی چیز تھی جو اسے مل گئی اور اگر وہ چیز اُس سے نہیں ملی جس پر اس کا حق تھا دوسرے سے ملی تو جس وجہ سے حاصل ہوئی اُس کا اعتبار ہوگا مثلاً بیع فاسد میں مشتری (خریدار) نے وہ چیز بیع کردی یا کسی کو ہبہ کردی اُس سے بائع اول کو حاصل ہوئی تو مشتری (خریدار) بری الذمہ نہیں اُسے ضمان دینا پڑے گا۔(9)

---

(9) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسداً...الخ، ج۷، ص۲۹۴۔

موانع فسخ یہ ہیں

مسئلہ ۷۹: بیع فاسد میں مشتری (خریدار) نے قبضہ کرنے کے بعد اُس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا اور یہ بیع صحیح بات (قطعی) ہو۔ یا ہبہ کرکے قبضہ دلا دیا۔ یا آزاد کر دیا۔ یا مکاتب کیا یا کنیز تھی مشتری (خریدار) کے اُس سے بچہ پیدا ہوا۔ یا غلہ تھا اُسے پسوایا۔ یا اُس کو دوسرے غلہ میں خلط کر دیا۔ (ملا دیا) یا جانور تھا ذبح کر ڈالا۔ یا مبیع کو وقف صحیح کر دیا۔ یا رہن رکھ دیا اور قبضہ دے دیا۔ یا وصیت کرکے مر گیا۔ یا صدقہ دے ڈالا غرض یہ کہ کسی طرح مشتری (خریدار) کی ملک سے نکل گئی تو اب وہ بیع فاسد نافذ ہو جائے گی اور اب فسخ نہیں ہو سکتی۔ اور اگر مشتری (خریدار) نے بیع فاسد کے ساتھ بیچا یا بیع میں خیار شرط تھا تو فسخ کا حکم باقی ہے۔ (1)

مسئلہ ۸۰: اکراہ کے ساتھ اگر بیع ہوئی اور مشتری (خریدار) نے قبضہ کرکے مبیع میں تصرفات (یعنی عمل دخل کے معاملات) کیے تو سارے تصرفات بے کار قرار دیے جائیں گے اور بائع کو اب بھی یہ حق حاصل ہے کہ بیع کو فسخ کر دے مگر مشتری (خریدار) نے آزاد کر دیا تو عتق (آزادی) نافذ ہوگا اور مشتری (خریدار) کو غلام کی قیمت دینی پڑے گی۔ (2)

مسئلہ ۸۱: مشتری (خریدار) نے قبضہ نہیں کیا ہے اور بائع کو اُس نے حکم دیدیا کہ اس کو آزاد کر دے یا حکم دیا کہ غلہ کو پسوا دے یا دوسرے غلہ میں اسے ملا دے یا جانور کو ذبح کر دے، بائع نے اُس کے حکم سے یہ کام کیے تو مشتری (خریدار) پر ضمان واجب ہو گیا اور بائع کا یہ افعال کرنا (یہ کام بجالانا) ہی مشتری (خریدار) کا قبضہ مانا جائے گا۔ (3)

مسئلہ ۸۲: مبیع کو مشتری (خریدار) نے کرایہ پر دیدیا یا لونڈی تھی اُس کا نکاح کر دیا تو اب بھی بیع کو فسخ کر سکتے ہیں۔ (4)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۵۔۲۹۷.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: ردّ المشتری فاسداً... إلخ، ج۷، ص۲۹۶.

(3) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۲۹۶.

(4) المرجع السابق، ص۲۹۹.

مسئلہ ۸۳: جس وجہ سے فسخ ممتنع ہوگیا (یعنی بیع ختم نہ کرسکتا ہو) اگر وہ جاتی رہی مثلاً ہبہ کردیا تھا اُسے واپس لے لیا رہن (گروی رکھی ہوئی چیز) کو چھوڑالیا مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا تو فسخ کا حکم پھر لوٹ آیا ہاں اگر قاضی نے ان تصرفات کے بعد قیمت ادا کرنے کا مشتری (خریدار) پر حکم دیدیا تو اب بعد رجوع وزوال عذر (یعنی عذر نہ کے ختم ہونے کے بعد) بھی فسخ نہ ہوگی۔(5)

مسئلہ ۸۴: بائع ومشتری (خریدار) میں سے کوئی مرگیا جب بھی فسخ کا حکم بدستور باقی ہے اُس کا وارث اُس کے قائم مقام ہے وہ فسخ کرے۔(6)

مسئلہ ۸۵: بیع فاسد کو فسخ کردیا تو بائع مبیع کو واپس نہیں لے سکتا جب تک ثمن یا قیمت واپس نہ کرے پھر اگر بائع کے پاس وہی روپے موجود ہیں تو بعینہٖ اُنھیں کو واپس کرنا ضروری ہے اور خرچ ہوگئے تو اُتنے ہی روپے واپس کرے۔(7)

مسئلہ ۸۶: بیع فسخ ہوچکی ہے اور بائع نے ابھی ثمن واپس نہیں کیا ہے اور مرگیا تو مشتری (خریدار) اُس مبیع کا حقدار ہے یعنی اگر بائع پر لوگوں کے دیون (دَین کی جمع ،قرضے) تھے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اس مبیع سے دوسرے قرض خواہ اپنے مطالبات وصول کریں بلکہ اس کا حق تجہیز وتکفین (کفن دفن کے اخراجات) پر بھی مقدم ہے۔ مثلاً فرض کرو مبیع کپڑا ہے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اسی کا کفن دیدیا جائے یہ کہہ سکتا ہے جب تک ثمن واپس نہیں ملے گا میں نہیں دونگا۔ یوہیں اگر بائع کے مرنے کے بعد اُس کے وارث یا مشتری (خریدار) نے بیع کو فسخ (ختم) کیا تو مشتری (خریدار) مبیع کو اپنا حق وصول کرنے کے لیے روک سکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۸۷: زمین بطور بیع فاسد خریدی تھی اُس میں درخت نصب کردیے یا مکان خریدا تھا اُس میں تعمیر کی تو مشتری (خریدار) پر قیمت دینی واجب ہے اور اب بیع فسخ نہیں ہوسکتی۔ یوہیں مبیع میں زیادت متصلہ غیر متولدہ (9) مانع فسخ ہے مثلاً کپڑے کو رنگ دیا، سی دیا، ستو میں گھی مل دیا، گیہوں کا آٹا پسوالیا، روئی کا سوت کات لیا اور زیادت متصلہ

---

(5) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحکامہ، ج۶،ص۹۹۔۱۰۰۔

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷،ص۳۰۰۔

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲،ص۵۲۔

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷،ص۳۰۰۔

والھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲،ص۵۰۔

(9) مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اس کی وجہ سے نہ ہو۔

متولدہ (10) جیسے موٹا پایا زیادت منفصلہ متولدہ (11) مثلاً جانور کے بچہ پیدا ہوا یہ مانع فسخ نہیں، مبیع اور زیادت دونوں کوواپس کرے۔ (12)

مسئلہ ۸۸: زیادت منفصلہ متولدہ اگر مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہوگئی تو اُس کا تاوان نہیں اور اُس نے خود ہلاک کردی تو تاوان دیگا اور اگر زیادت باقی ہے اور مبیع ہلاک ہوگئی تو زیادت کو واپس کرے اور مبیع کی قیمت وہ دے جو قبضہ کے دن تھی اور اگر زیادت منفصلہ غیر متولدہ جیسے غلام تھا اُس نے کچھ کمایا اس کا بھی حکم یہی ہے کہ مبیع اور زیادت دونوں کو واپس کرے مگر اس زیادت کو بائع صدقہ کردے اُس کے لیے یہ طیب نہیں (یعنی حلال نہیں) اور یہ زیادت ہلاک ہوگئی یا مشتری (خریدار) نے خود ہلاک کردی دونوں صورتوں میں مشتری (خریدار) پر اس کا تاوان نہیں۔ (13)

مسئلہ ۸۹: مبیع میں اگر نقصان پیدا ہوگیا اور یہ نقصان مشتری (خریدار) کے فعل سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہوا یا آفت سماویہ (آسمانی آفت مثلاً جلنا، ڈوبنا وغیرہ) سے ہوا بائع مشتری (خریدار) سے مبیع کو واپس لے گا اور اس نقصان کا معاوضہ بھی لے گا مثلاً کپڑے کو مشتری (خریدار) نے قطع کرالیا (کٹوادیا) ہے مگر ابھی سلوایا نہیں تو بائع مشتری (خریدار) سے وہ کپڑا لے گا اور قطع ہوجانے سے جو قیمت میں کمی ہوگئی وہ لے گا اور اگر وہ نقصان دفع ہوگیا تو جو کچھ اس کا معاوضہ لے چکا ہے بائع واپس کرے مثلاً کنیز تھی اُس کی آنکھ خراب ہوگئی جس کا نقصان لیا پھر اچھی ہوگئی تو واپس کردے یا لونڈی کا نکاح کردیا تھا پھر بیع فسخ ہوگئی اور نکاح کرنے سے جو نقصان ہوا بائع نے مشتری (خریدار) سے وصول کیا پھر اُس کے شوہر نے قبلِ دخول (ہمبستری کرنے سے پہلے) طلاق دیدی تو یہ معاوضہ واپس کردے۔ اور اگر مبیع میں نقصان کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہے کہ اس کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے یا مشتری (خریدار) سے اگر مشتری (خریدار) سے لے گا تو مشتری (خریدار) وہ رقم اُس اجنبی سے وصول کریگا۔ مبیع میں نقصان خود بائع نے کیا تو یہ نقصان پہنچانا ہی واپس کرنا ہے یعنی فرض کرو اگر وہ مبیع مشتری (خریدار) کے پاس ہلاک ہوگئی اور مشتری (خریدار) نے اُس کو بائع سے روکا نہ ہو تو بائع کی ہلاک ہوئی مشتری (خریدار) اُس کا تاوان نہیں دے گا اور ثمن دے چکا ہے تو واپس لے گا اور اگر مشتری (خریدار) کی طرف سے مبیع کی واپسی میں رُکاوٹ ہوئی اس کے

---

(10) مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا ہو اور اسی کی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔

(11) مبیع میں اضافہ مبیع کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہو۔

(12) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۷۔

(13) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی أحکام زیادۃ المبیع، ج۷، ص۳۰۸۔

بعد ہلاک ہوئی تو دو صورتیں ہیں: یہ ہلاک ہونا اُسی نقصان پہنچانے سے ہوا یعنی یہاں تک اُس کا اثر ہوا کہ ہلاک ہوگئی جب بھی بائع کی ہلاک ہوئی مشتری (خریدار) پر تاوان نہیں اور اگر اُس کے اثر سے نہ ہو تو مشتری (خریدار) کو تاوان دینا ہوگا مگر وہ نقصان جو بائع نے کیا ہے اُس کا معاوضہ اُس میں سے کم کردیا جائے۔(14)

❁❁❁❁❁

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الحادی عشر فی أحکام البیع بالغیر الجائز، ج۳، ص۱۴۸۔

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۹۔

بیع فاسد میں مبیع یا ثمن سے نفع حاصل کیا وہ کیسا ہے

مسئلہ ۹۰: کوئی چیز معین مثلاً کپڑا یا کنیز سو ۱۰۰ روپے میں بیع فاسد کے طور پر خریدی اور تقابض بدلین بھی ہوگیا (یعنی بیچنے والے نے قیمت لے لی اور خریدار نے چیز) مشتری (خریدار) نے مبیع سے نفع اُٹھایا مثلاً اسے سوا سو میں بیچ دیا اور بائع نے ثمن سے نفع اُٹھایا کہ اُس سے کوئی چیز خرید کر سوا سو میں بیچی تو مشتری (خریدار) کے لیے وہ نفع خبیث ہے صدقہ کردے اور بائع نے ثمن سے جو نفع حاصل کیا ہے اُس کے لیے حلال ہے اور اگر بیع فاسد میں دونوں جانب غیر نقود ہوں (جسے بیع مقایضہ (سامان کو سامان کے بدلے میں بیچنا) کہتے ہیں) مثلاً غلام کو گھوڑے کے بدلے میں بیچا اور دونوں نے قبضہ کرکے نفع اُٹھایا تو دونوں کے لیے نفع خبیث ہے دونوں نفع کو صدقہ کردیں۔(1)

مسئلہ ۹۱: ایک شخص نے دوسرے پر ایک مال کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) نے دیدیا اُس مال سے مدعی (دعویٰ کرنے والے) نے کچھ نفع حاصل کیا پھر دونوں نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ مال نہیں چاہیے تھا تو جو کچھ نفع اُٹھایا ہے مدعی کے لیے حلال ہے۔(2) مگر یہ اُس وقت ہے کہ مدعی کے خیال میں یہی تھا کہ یہ مال میرا ہے اور اگر قصداً غلط طور پر مطالبہ کیا اور لیا تو یہ لینا حرام ہے اور اسکا نفع بھی ناجائز وخبیث۔ غاصب (غصب کرنے والا) نے مغصوب (غصب کی ہوئی چیز) سے جو کچھ نفع اُٹھایا ہے حرام ہے۔(3)

❁❁❁❁❁

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۳.

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعیین الدراھم فی العقد الفاسد، ج۷، ص۳۰۵.

(2) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۲، ص۵۳.

(3) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحکامہ، ج۶، ص۱۰۵۔۱۰۶.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۵.

حرام مال کو کیا کرے

مسئلہ ۹۲: مورث (یعنی میت) نے حرام طریقہ پر مال حاصل کیا تھا اب وارث کو ملا اگر وارث کو معلوم ہے کہ یہ مال فلاں کا ہے تو دے دینا واجب ہے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا ہے تو مالک کی طرف سے صدقہ کردے اور اگر مورث کا مال حرام اور مال حلال خلط ہوگیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ کون حرام ہے کون حلال مثلاً اُس نے رشوت لی ہے یا سود لیا ہے اور یہ مال حرام ممتاز نہیں ہے (یعنی الگ نہیں ہے) تو فتویٰ کا حکم یہ ہوگا کہ وارث کے لیے حلال ہے اور دیانت اس کو چاہتی ہے کہ اس سے بچنا چاہیے۔(1)

مسئلہ ۹۳: مشتری (خریدار) پر لازم نہیں کہ بائع سے یہ دریافت کرے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ہاں اگر بائع ایسا شخص ہے کہ حلال وحرام یعنی چوری غصب وغیرہ سب ہی طرح کی چیزیں بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ دریافت کرلے حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا جائز نہیں۔(2)

مسئلہ ۹۴: مکان خریدا جس کی کڑیوں (وہ لکڑیاں جو شہتیر کے طور پر استعمال ہوتی ہیں) میں روپے ملے تو بائع کو واپس کردے اور بائع لینے سے انکار کرے تو صدقہ کردے۔(3)

❁❁❁❁❁

(1) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالا حراما، ج۷، ص۳۰۶۔

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، باب فی بیع مال الربا بعضھا ببعض، فصل فیما یکون فرارا عن الربا، ج۱، ص۴۰۷، ۴۰۸۔
والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھۃ والارباح الفاسدۃ، ج۳، ص۲۱۰۔

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، باب مایدخل فی البیع من غیر ذکرہ۔۔۔الخ، ج۱، ص۳۸۳۔

بیع مکروہ کا بیان

احادیث

حدیث ۱: بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غلہ لانے والے قافلہ کا بیع کے لیے بازار میں پہنچنے سے پہلے استقبال نہ کرو(1) اور ایک شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور نجش(2) نہ کرو اور شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے۔(3)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں اُنھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: غلہ والے قافلہ کا استقبال نہ کرو اور اگر کسی نے استقبال کرکے اُس سے خریدلیا پھر وہ مالک (بائع) بازار میں آیا تو اُسے اختیار ہے (4) یعنی اگر

---

(1) راستے میں ان سے نہ ملو یعنی بازار میں پہنچنے سے پہلے اُن سے غلہ وغیرہ نہ خریدو۔

(2) نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

(3) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه... إلخ، الحدیث:۱۱۔(۱۵۱۵)،ص۸۱۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی تجارتی قافلے کی آمد سن کر شہر سے باہر ہی ان سے سامان نہ خریدلو، بلکہ انہیں بازار میں مال لے آنے دو تاکہ انہیں بازاری بھاؤ کی خبر ہوجائے اور ان کے بازار میں آمد سے نرخ ارزاں ہوجائے۔

۲۔ یہاں لفظ بیع بمعنی فروخت بھی ہوسکتا ہے اور بمعنی خرید بھی یعنی جب دو شخص کوئی چیز خرید و فروخت کررہے ہوں اور سودا طے ہوچکا اور قریبًا بات پختہ ہوگئی تو نہ تو کوئی شخص بھاؤ بڑھا کر وہ چیز خریدے اور نہ کوئی شخص بھاؤ سستا کرکے خریدار کو توڑے، یہ دونوں باتیں ممنوع ہیں، نیلام کا یہ حکم نہیں ہاں بولی دیتے وقت بات طے نہیں ہوتی جو بولی بڑھائے وہ لے لے یہ جائز ہے۔

۳۔ نیلام میں اگر کوئی شخص بولی بڑھادے مگر خریدنا مقصود نہ ہو صرف چیز کی قیمت بڑھانا مقصود ہو کہ دوسرا آدمی اس سے زیادہ کی بولی دے یہ نجش ہے اور ممنوع ہے کہ دھوکا دہی ہے۔

۴۔ اس طرح مال لانے والے دیہاتیوں کو آج کے بھاؤ پر مال فروخت نہ کرنے دے بلکہ اس کا مال خود سنبھال لے کہ جب مہنگا ہوگا فروخت کردوں گا، جیسا کہ آج کل بعض آڑھتی یا دلال کرتے ہیں ناجائز ہے کہ اس سے چیزیں مہنگی ہوتی ہیں بلکہ قحط پڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے باہر کا مال بکنے دو تاکہ مخلوق کو آرام رہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴،ص۴۴۹)

(4) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم تلقی الجلب، الحدیث:۱۷۔(۱۵۱۹)،ص۸۱۶۔

←

خریدنے والے نے بازار کا غلط نرخ بتا کر اُس سے خرید لیا ہے تو مالک بیع کو فسخ کرسکتا ہے۔

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے اور اُس کے پیغام پر پیغام نہ دے، مگر اُس صورت میں کہ اُس نے اجازت دیدی ہو۔ (5)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے نرخ پر نرخ نہ کرے (6) یعنی ایک نے دام چکا لیا ہو تو دوسرا اُس کا دام نہ لگائے۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جلب جالب کی بھی جمع ہے اور مجلوب کی بھی، جالب باہر سے مال لانے والا قافلہ یا کوئی خاص شخص اور مجلوب باہر سے لایا ہوا مال، اونٹ وغیرہ ہوں یا اور مال، یہاں دونوں معنی ہوسکتے ہیں یعنی مال لانے والے قافلے سے شہر سے باہر مل کر مال نہ خرید لو، یا باہر سے لائے ہوئے مال سے بیرون شہر میں نہ جاملو۔

۲۔ اگر جلب جالب کی جمع تھی تو سید سے مراد سردار قافلہ ہے اور اگر مجلوب کی جمع تھی تو سید سے مراد مال کا مالک ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ بیع درست ہو چکی تھی ورنہ اختیار رد کے کیا معنی، رد بیع جب ہوسکتا ہے جب کہ بیع درست ہو چکی ہو۔ حق یہ ہے کہ مالک مال کو بیع رد کرنے کا حق جب ہوگا جب کہ بازار میں وہ چیز گراں ہو اور اس سے سستی نے لی گئی ہو لیکن اگر بھاؤ برابر ہے یا ارزاں ہے تو اختیار نہیں، یہ ہی قول قرین قیاس بھی ہے کہ رد کا حق دفع نقصان کے لیے ہوتا ہے، جب اس کا نقصان ہوا ہی نہیں تو رد کیسا۔ (مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۵۰)

(5) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیہ... الخ، الحدیث:۸۔(۱۴۱۲)، ص۸۱۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ دونوں ممانعتیں جب ہیں جب کہ خریدار و تاجر ایک قیمت پر راضی ہو چکے ہوں، ایسے ہی لڑکے لڑکی والے پیغام نکاح پر راضی ہو چکے ہوں کہ اس صورت میں اس کے بھاؤ بڑھا دینے یا پیغام نکاح دینے میں پہلے کا نقصان ہوگا، ہاں اگر پہلا شخص اجازت دیدے تو درست ہے اور اگر پہلے فریقین کی رضا مندی مکمل نہ ہوئی تھی صرف کچی پکی بات ہی تھی تو دوسرا شخص بھاؤ بڑھا بھی سکتا ہے اور پیغام بھی دے سکتا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۵۲)

(6) المرجع السابق، الحدیث:۹۔(۱۵۱۵).

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ لا یسم الرجل میں لا یسم باب نَصَرَ کا نہی واحد مذکر غائب ہے سوم سے مشتق بمعنی بھاؤ و نرخ یعنی کوئی شخص طے شدہ بھاؤ پر ←

حدیث ۵: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو، ایک سے دوسرے کو اللہ تعالیٰ روزی پہنچاتا ہے۔(7)

حدیث ٦: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ایک شخص کا) ٹاٹ اور پیالہ بیع کیا، ارشاد فرمایا: کہ ان دونوں کو کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب بولے، میں ایک درہم میں خریدتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دوسرے صاحب بولے، میں دو درہم میں لینا چاہتا ہوں، ان کے ہاتھ دونوں کو بیع کر دیا۔(8)

بھاؤ نہ لگائے کہ اس میں پہلے خریدار یا پہلے تاجر کا نقصان ہے، مسلمان کی قید اتفاقی ہے، اس حکم میں کافر ذمی بھی شامل ہے ہاں حربی کافر کا بھاؤ چڑھا کر خرید لینا یا گھٹا کر فروخت کر دینا درست ہے۔ (از مرقات) کہ کافر حربی کو نقصان پہنچانا درست ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۴۵۳)

(7) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، الحدیث: ۲۰۔(۱۵۲۲)، ص۸۱۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ جب دیہاتی لوگ گاؤں سے غلہ لائیں تو انہیں فروخت کر لینے دو ان کا غلہ خود شہری جمع کر لیں تا کہ گرانی پر فروخت کیا جائے کہ اس سے شہر میں گرانی بڑھتی ہے، اب بھی تنگی پر اسٹاک کرنا بلیک کرنا ممنوع ہوتا ہے۔

۲۔ یعنی اگر شہر والوں کو ان گاؤں والوں کے ذریعہ روزی ملے ارزانی میسر ہو جائے تو تم کیوں آڑ بن کر اسے روکنا چاہتے ہو۔ قانون قدرت یہ ہی ہے کہ بعض بندوں کو بعض کے ذریعہ روزی ملتی ہے کسی کی دیوار گرتی ہے تو راج مزدوروں کی روزی کھلتی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۴۵۴)

(8) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب بیع المزایدۃ، الحدیث: ۲۱۹۸، ج۳، ص۳۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حلس وہ بڑا کمبل ہے جو اونٹ پر ڈالا جائے یا فرش پر بچھایا جائے، چھوٹا کمبل جو ایک آدمی ہی اوڑھ سکے کساء کہلاتا ہے، یہ دونوں چیزیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی نہ تھیں بلکہ ایک فقیر و مسکین کی تھیں جو حضور انور سے کچھ مانگنے آیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھیک سے بچالیا اس کی دو چیزیں نیلام کر کے اسے کام پر لگا دیا۔

۲۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ نیلام جائز ہے جسے عربی میں بیع من یزید کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایک کے بھاؤ پر دوسرا آدمی بھاؤ لگا سکتا ہے جب کہ پہلا بھاؤ طے نہ ہوا ہو، جن احادیث میں بھاؤ پر بھاؤ لگانے سے منع کیا گیا ہے وہاں بھاؤ طے ہو چکنے کے بعد مراد ہے۔ تیسرے یہ کہ کسی کی چیز دوسرا آدمی وکیل بن کر فروخت کر سکتا ہے۔ چوتھے یہ کہ بیع تعاطی یعنی فقط لین دین سے جائز ہے اگرچہ منہ سے ایجاب و قبول نہ ہو۔ پانچویں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان و مال کے مالک ہیں کہ ہماری چیز بغیر ہماری ←

حدیث ۷: صحیح مسلم شریف میں معمر سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: احتکار کرنے والا خاطی ہے۔(9)

حدیث ۸: ابن ماجہ و دارمی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: باہر سے غلہ لانے والا مرزوق ہے اور احتکار کرنے والا (غلہ روکنے والا) ملعون ہے۔(10)

حدیث ۹: رزین نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چالیس دن غلہ روکا، گراں کرنے کا اُس کا ارادہ ہے وہ اللہ سے بری ہے اور اللہ (عزوجل) اُس سے بری۔(11)

حدیث ۱۰: بیہقی و رزین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضامندی فروخت کر سکتے ہیں کیونکہ وہ صحابی حضور سے مانگنے آئے تھے نہ کہ چیز بکوانے مگر حضور نے ان سے بغیر پوچھے ان کی چیزیں نیلام کردیں، قرآن شریف فرمارہا ہے کہ مسلمان کو حضور کے مقابلہ میں اپنی جان و مال کا کوئی اختیار نہیں جس کا جس سے چاہیں نکاح کردیں فرماتا ہے: "وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ" الخ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۷۵)

(9) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب تحریم الاحتکار في الأقوات، الحدیث: ۱۲۹۔(۱۶۰۵) ص۸۶۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ معمر ابن عبداللہ صحابی ہیں، قرشی عدوی ہیں، قدیم الاسلام ہیں، پہلے حبشہ کی جانب ہجرت کی، پھر وہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف، وہیں عمر گزاری، ان کے علاوہ بہت سے تابعین تبع تابعین کا نام معمر ہے جن میں معمر ابن راشد بہت مشہور ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ یہاں معمر صحابی مراد ہیں اور حدیث متصل ہے اور ہوسکتا ہے کہ معمر تابعی مراد ہوں اور حدیث مرسل ہو۔ (اشعہ)

۲؎ یعنی گنہگار۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی بنا پر فرمایا کہ مطلقًا مال کا ذخیرہ کرنا ناجائز ہے، مال غذا کی قسم کا ہو یا اور۔ باقی جمہور ائمہ کے ہاں صرف غذاؤں کا روکنا منع ہے وہ بھی صرف تنگی کے زمانہ میں، اگر اس کے روکنے سے بازار پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور چیز عمومًا مل ہی رہی ہے تو بلا کراہت جائز ہے۔ (مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۹۳)

(10) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، الحدیث: ۲۱۵۳، ج۳، ص۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی جو تاجر باہر سے شہر میں غلہ لائے جس کی وجہ سے یہاں کا قحط دور ہوجائے، اللہ اسے روزی دے اور جو غلہ کو ذخیرہ کرکے قحط پیدا کردے اس پر خدا کی پھٹکار ہو اور ہوسکتا ہے کہ یہ خبر ہو یعنی غلہ لانے والے کو برکتیں ملیں گی اور ذخیرہ والا لعنتی ہی مرے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۹۴)

(11) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الاحتکار، الحدیث: ۲۸۹۶، ج۲، ص۱۵۷۔

←

نے فرمایا: جس نے مسلمان پر غلہ روک دیا، اللہ تعالیٰ اُسے جذام (کوڑھ) وافلاس میں مبتلا فرمائے گا۔ (12)

حدیث ۱۱: بیہقی وطبرانی ورزین معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: غلہ روکنے والا بُرا بندہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نرخ سستا کرتا ہے، وہ غمگین ہوتا ہے اور اگر گراں (یعنی مہنگا) کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ (13)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چالیس دن کا ذکر حد بندی کے لیے نہیں تا کہ اس سے کم احتکار جائز ہو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو احتکار کا عادی ہو جائے اس کی یہ سزا ہے۔ چالیس دن کوئی کام کرنے سے عادت پڑ جاتی ہے اس لیے چالیس دن نماز باجماعت کی تکبیر اولیٰ پانے کی بڑی فضیلت ہے کہ اتنی مدت میں وہ جماعت کا عادی ہو جائے گا۔

۲۔ ہر جگہ احتکار میں یہ ہی قید ہے کہ غلہ کی گرانی کے لیے اس کا ذخیرہ کرنا ممنوع ہے وہ بھی جب کہ لوگ تنگی میں ہوں اور یہ بہت زیادہ گرانی کا انتظار کرے کہ خوب نفع سے بیچے۔

۳۔ یہ فرمان عالی شان انتہائی غضب کا ہے جو بادشاہ کی حفاظت سے نکل جائے اس کا حال کیا ہوتا ہے جو چاہے اس کا مال لوٹ لے، جو چاہے اس کا خون کردے، جو چاہے اس کے زن وفرزند کو ہلاک کردے تو جو رب تعالیٰ کی امان وعہد سے نکل گیا اس کی بدحالی کا اندازہ نہیں ہوسکتا لہذا یہ ایک جملہ ہزار ہا عذابوں کا پتہ دے رہا ہے۔ رب تعالیٰ محفوظ رکھے، یہ حدیث احمد وحاکم نے کچھ فرق کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے روایت فرمائی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۹۷)

(12) شعب الایمان، باب في ان یحب المسلم... إلخ، فصل في ترک الاحتکار، الحدیث: ۱۱۲۱۸، ج ۷، ص ۵۲۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ان کی روزی فرمانے میں اشارۃً فرمایا کہ احتکار مطلقاً ممنوع ہے مگر مسلمانوں پر احتکار زیادہ برا کہ مسلمان کو تکلیف دینا دوسروں کو تکلیف دینے سے بدتر ہے۔

۲۔ حق یہ ہے کہ یہ جملہ خبر نہیں بلکہ بددعا ہے، گویا محتکر یعنی غلہ ذخیرہ کرکے لوگوں کو بھوکا مارنے والا نبی کی بددعا کا مستحق ہے اور اس کے برعکس مسلمانوں پر وسعت کرنے والا نبی کی دعا کا حقدار ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۹۶)

(13) شعب الایمان، باب في ان یحب المسلم... إلخ، فصل في ترک الاحتکار، الحدیث: ۱۱۲۱۵، ج ۷، ص ۵۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تکلیف پر خوش ہونا اور ان کی خوشی پر ناراض ہونا لعنتی آدمیوں کا کام ہے خوشی وغم میں مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہیے، غلہ کے ناجائز بیوپاریوں کا عام حال یہ ہی ہے کہ ارزانی سن کر ان کا دل بیٹھ جاتا ہے، گرانی کے لیے ناجائز عمل کرتے ہیں، اُلٹے وظیفے پڑھتے ہیں، لوگوں سے قحط کی دعائیں کراتے ہیں نعوذ باللہ! وقت پر بارش ہو تو ان کے گھر صف ماتم بچھ جاتی ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۹۸)

حدیث ۱۲: رزین ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے چالیس روز غلہ روکا پھر وہ سب خیرات کر دیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا۔ (14)

حدیث ۱۳: ترمذی و ابوداود و ابن ماجہ و دارمی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں غلہ گراں ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نرخ مقرر فرما دیجئے۔ ارشاد فرمایا: کہ نرخ مقرر کرنے والا، تنگی کرنے والا، کشادگی کرنے والا، اللہ (عزوجل) ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ خدا سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے کسی حق کا مطالبہ نہ کرے، نہ خون کے متعلق، نہ مال کے متعلق۔ (15)

---

(14) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الاحتکار، الحدیث: ۲۸۹۸، ج۲ص ۱۵۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ چالیس دن فرمانے کی حکمتیں ابھی عرض کی جاچکیں، ہوسکتا ہے کہ چالیس دن سے کم احتکار کرنے والے کا یہ حکم نہ ہو کہ ابھی یہ گناہ اس کی طبیعت میں پختہ نہ ہوا۔

۲۔ یعنی اگرچہ اس صدقہ کا ثواب پائے گا مگر یہ ثواب اس گناہ کا کفارہ نہ ہو سکے گا جو غلہ روکنے سے ہوا، یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت معاذ سے کچھ لفظی فرق کے ساتھ روایت فرمائی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص۴۹۹)

(15) جامع الترمذي، ابواب البیوع، باب ماجاء في التسعیر، الحدیث: ۱۳۱۸، ج۳ص ۵۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی دن بدن گرانی بڑھتی جارہی ہے، آپ ہر چیز پر کنٹرول (Control) فرماتے ہوئے بھاؤ مقرر فرمادیں کہ کوئی شخص اس سے زیادہ بھاؤ پر فروخت نہ کرسکے تاکہ خریداروں کو آسانی ہو جیسا کہ آج کل حکومتیں کرتی رہتی ہیں۔

۲۔ یعنی بھاؤ کا اتار چڑھاؤ گرانی و ارزانی رب کی طرف سے ہے یہ قدرتی چیز ہے جو انسان کی تدبیر سے دفع نہیں ہوسکتی، اس کے لیے رب سے دعائیں مانگو کہ وہ رحم کرے ارزانی بھیجے۔ سبحان اللہ! کیا پیارا فرمان ہے تجربہ شاہد ہے کہ کنٹرول (Control) سے ارزانی نہیں ہوتی گرانی بڑھ جاتی ہے کہ پھر تاجر بلیک (Black) دوگنی تگنی قیمت پر فروخت کرتے ہیں بلکہ کبھی چیز ناپید ہوجاتی ہے بھلا جس چیز کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے رد فرمادیا ہو وہ مفید کب ہوسکتی ہے۔

۳۔ یعنی میری وفات اس حال میں ہو یا قیامت میں اس طرح اٹھوں کہ کسی بندہ کا مجھ پر کوئی حق نہ ہو، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو رب سے اتنے قریب ہیں اور رب سے ایسے ملے ہوئے ہیں کہ جو ان سے مل جائے وہ رب سے مل جاتا ہے، رب فرماتا ہے کہ اگر مجرم آپ کے دروازہ پر آکر استغفار کریں تو رب کو پالیں گے، حضرت حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ شعر

ضم الالٰہ اسم النبی باسمہ　　　اذ قال فی الخمس المؤذن اشھد

←

حدیث ۱۴: حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اُنھوں نے رونے والی کی آواز سنی، اپنے غلام یرفا سے فرمایا: دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ وہ دیکھ کر آئے اور یہ کہا کہ ایک لڑکی ہے، جس کی ماں بیچی جارہی ہے۔ فرمایا: مہاجرین و انصار کو بلا لاؤ۔ ایک گھڑی گزری تھی کہ تمام مکان و حجرہ لوگوں سے بھر گیا پھر حضرت عمر نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: کیا تم کو معلوم ہے کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے ہیں، اُس میں قطع رحم بھی ہے۔ سب نے عرض کی، کہ نہیں۔ فرمایا: اس سے بڑھ کر کیا قطع رحم ہوگا کہ کسی کی ماں بیع کی جائے۔ (16)

حدیث ۱۵: بیہقی نے روایت کی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عاملوں کے پاس لکھ بھیجا، کہ دو بھائیوں کو بیچا جائے تو تفریق نہ کی جائے۔ (17)

❁❁❁❁❁

یعنی رب نے تو ان کے نام کو اپنے نام کے ساتھ اذان و کلمہ وغیرہ میں ملا لیا، ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

وہ رب کے ہیں رب ان کا ہے	جو ان کا ہے وہ رب کا ہے
بے ان کے جو رب سے ملا	چاہے دیوانہ ہے سودائی ہے

بہر حال رب سے ملنے سے مراد وفات یا قیامت میں اٹھنا ہے۔

۴؎ معلوم ہوا کہ چیزوں پر کنٹرول کرنا، ان کے بھاؤ مقرر کر دینا تاجروں پر بھی ظلم ہے خریداروں پر بھی، تاجروں پر اس لیے کہ جب انہیں وہ چیز اس بھاؤ پڑتی نہیں تو وہ بیچیں گے کیوں کر اگر حکومت جبرًا سستی بکوا دے تو یہ دوسرے کے مال میں ناحق تصرف ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تاجر بیوپار چھوڑ دیں گے اور لوگ بھوکے مریں گے جیسا کہ اب بھی مشاہدہ ہو رہا ہے، ہاں اگر حکومت خود تجارت کرے یا تاجروں کو مناسب بھاؤ پر مہیا کر کے دے، پھر فروخت کا بھاؤ مقرر کر دے جس سے تاجروں کو نقصان نہ ہو اور چیز ناپید نہ ہو تو جائز ہوسکتا ہے۔ اس کی تفصیل اسی جگہ لمعات شرح مشکوۃ میں ملاحظہ فرمایئے، کچھ مرقات نے بھی اس پر روشنی ڈالی ہے، خریداروں پر اس لیے کہ جب تاجر کنٹرول کی وجہ سے مال باہر سے لانا چھوڑ دیں گے تو خریدار مال کہاں سے حاصل کریں گے، شہر میں قحط پڑ جائے گا یا پھر بلیک (Black) ہو کر مال بہت ہی گراں ملے گا جیسا کہ آج دیکھا جا رہا ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۴۹۵)

(16) المستدرک للحاکم، کتاب التفسیر، باب لاتباع ام حرفانھا قطیعۃ، الحدیث: ۳۰۷۶، ج ۳، ص ۲۵۷۔

(17) السنن الکبری للبیہقی، کتاب السیر، باب من قال لایفرق بین الاخوین فی البیع، الحدیث: ۱۸۳۲۲، ج ۹، ص ۲۱۶۔

مسائل فقہیّہ

بیع مکروہ بھی شرعاً ممنوع ہے اور اس کا کرنے والا گنہگار ہے مگر چونکہ وجہ ممانعت نہ نفس عقد میں ہے نہ شرائط صحت میں اس لیے اس کا مرتبہ فقہا نے بیع فاسد سے کم رکھا ہے اس بیع کے فسخ کرنے کا بھی بعض فقہا حکم دیتے ہیں فرق اتنا ہے کہ 1 بیع فاسد کو اگر عاقدین فسخ نہ کریں تو قاضی جبراً فسخ کردے گا اور بیع مکروہ کو قاضی فسخ نہ کریگا بلکہ عاقدین (یعنی بیچنے والا اور خریدار) کے ذمہ دیانۃً فسخ کرنا ہے۔ 2 بیع فاسد میں قیمت واجب ہوتی ہے اس میں ثمن واجب ہوتا ہے۔ 3 بیع فاسد میں بغیر قبضہ ملک نہیں ہوتی اس میں مشتری (خریدار) قبل قبضہ مالک ہوجاتا ہے۔(1)

مسئلہ ۱: اذان جمعہ کے شروع سے ختم نماز تک بیع مکروہ تحریمی ہے اور اذان سے مراد پہلی اذان ہے کہ اُسی وقت سعی واجب ہوجاتی ہے مگر وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں مثلاً عورتیں یا مریض اُن کی بیع میں کراہت نہیں۔(2)

مسئلہ ۲: نجش مکروہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا نجش یہ ہے کہ مبیع کی قیمت بڑھائے اور خود خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوسرے گاہک کو رغبت پیدا ہو اور قیمت سے زیادہ دے کر خرید لے اور یہ حقیقۃً خریدار کو دھوکا دینا ہے جیسا کہ بعض دُکانداروں کے یہاں اس قسم کے آدمی لگے رہتے ہیں گاہک کو دیکھ کر چیز کے خریدار بن کر دام بڑھا دیا کرتے ہیں اور ان کی اس حرکت سے گاہک دھوکا کھا جاتے ہیں۔ گاہک کے سامنے مبیع کی تعریف کرنا اور اُس کے ایسے اوصاف بیان کرنا جو نہ ہوں تاکہ خریدار دھوکا کھا جائے یہ بھی نجش ہے۔ جس طرح ایسا کرنا بیع میں ممنوع ہے نکاح اجارہ وغیرہ میں بھی ممنوع ہے۔ اس کی ممانعت اُس وقت ہے جب خریدار واجبی قیمت دینے کے لیے طیار ہے اور یہ دھوکا دے کر زیادہ کرنا چاہے۔ اور اگر خریدار واجبی قیمت سے کم دیکر لینا چاہتا ہے اور ایک شخص غیر خریدار اس لیے دام بڑھا رہا ہے کہ اصلی قیمت تک خریدار پہنچ جائے یہ ممنوع نہیں کہ ایک مسلمان کو نفع پہنچاتا ہے بغیر اس کے کہ دوسرے کو نقصان پہنچائے۔(3)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: احکام نقصان المبیع فاسداً، ج۷، ص۳۰۹.

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۰۹.

(3) المرجع السابق، ص۳۱۰.

والھدایۃ، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج۲، ص۵۳.

وفتح القدیر، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۰۶.

مسئلہ ۳: ایک شخص کے دام چکا لینے کے بعد دوسرے کو دام چکانا ممنوع ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بائع و مشتری (خریدار) ایک ثمن پر راضی ہوگئے صرف ایجاب وقبول ہی یا مبیع کو اُٹھا کر دام دیدینا ہی باقی رہ گیا ہے دوسرا شخص دام بڑھا کر لینا چاہتا ہے یا دام اُتنا ہی دیگا مگر دُکاندار سے اسکا میل ہے یا یہ ذی وجاہت (صاحب مرتبہ) شخص ہے دُکاندار اسے چھوڑ کر پہلے شخص کو نہیں دے گا۔ اور اگر اب تک دام طے نہیں ہوا ایک ثمن پر دونوں کی رضامندی نہیں ہوئی ہے تو دوسرے کو دام چکانا منع نہیں جیسا کہ نیلام میں ہوتا ہے اسکو بیع من یزید کہتے ہیں یعنی بیچنے والا کہتا ہے جو زیادہ دے لے لے اس قسم کی بیع حدیث سے ثابت ہے۔ جس طرح بیع میں اس کی ممانعت ہے اجارہ میں بھی ممنوع ہے مثلاً کسی مزدور سے مزدوری طے ہونے کے بعد یا ملازم سے تنخواہ طے ہونے کے بعد دوسرے شخص کا مزدوری یا تنخواہ بڑھا کر یا اُتنی ہی دیکر مقرر کرنا۔ یوہیں نکاح میں ایک شخص کی منگنی ہوجانے کے بعد دوسرے کو پیغام دینا منع ہے خواہ مہر بڑھا کر نکاح کرنا چاہتا ہو یا اس کی عزت و وجاہت کے سامنے پہلے کو جواب دیدیا جائے گا، بہرصورت پیغام دینا ممنوع ہے۔ جس طرح خریدار کے لیے یہ صورت ممنوع ہے بائع کے لیے بھی ممانعت ہے مثلاً ایک دُکاندار سے دام طے ہوگئے دوسرا کہتا ہے میں اس سے کم میں دونگا یا وہ اس کا ملاقاتی ہے کہتا ہے میرے یہاں سے لو میں بھی اتنے ہی میں دونگا یا اجارہ میں ایک مزدور سے اُجرت طے ہونے کے بعد دوسرا کہتا ہے میں کم مزدوری لونگا یا میں بھی اتنی ہی لونگا، یہ سب ممنوع ہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلقی جلب سے ممانعت فرمائی۔ یعنی باہر سے تاجر جو غلہ لا رہے ہیں اُن کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جا کر خرید لینا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہوگا نرخ زیادہ کر کے بیچیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ غلہ لانے والے تجار کو شہر کا نرخ غلط بتا کر خریدے، مثلاً شہر میں پندرہ سیر کے گیہوں بکتے ہیں، اس نے کہہ دیا اٹھارہ سیر کے ہیں دھوکا دیکر خریدنا چاہتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ممانعت نہیں۔ (5)

مسئلہ ۵: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا: کہ شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع

---

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۷، ص ۳۱۱.

والھدایۃ، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج ۲، ص ۵۳.

وفتح القدیر، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج ۶، ص ۱۰۷.

(5) الھدایۃ، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج ۲، ص ۵۳.

وفتح القدیر، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج ۶، ص ۱۰۷.

کرے(6) یعنی دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار میں آتا ہے مگر وہ ناواقف ہے سستی بیچ ڈالے گا شہری کہتا ہے تو مت بیچ، میں اچھے داموں بیچ دونگا، یہ دلال بن کر بیچتا ہے اور حدیث کا مطلب بعض فقہا نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہل شہر قحط میں مبتلا ہوں ان کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کر کے بیع کرنا ممنوع ہے کہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچے گا اور اگر یہاں والوں کو احتیاج نہ ہو تو بیچنے میں مضایقہ (حرج) نہیں،(7) ہدایہ میں اسی تفسیر کو ذکر فرمایا۔

مسئلہ ۶: احتکار یعنی غلہ روکنا منع ہے اور سخت گناہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ گرانی کے زمانہ میں غلہ خرید لے اور اُسے بیع نہ کرے بلکہ روک رکھے کہ لوگ جب خوب پریشان ہوں گے تو خوب گراں کر کے بیع کروں گا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ فصل میں غلہ خریدتا ہے اور رکھ چھوڑتا ہے کچھ دنوں کے بعد جب گراں ہو جاتا ہے بیچتا ہے یہ نہ احتکار ہے نہ اس کی ممانعت۔

مسئلہ ۷: غلہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں احتکار نہیں۔

مسئلہ ۸: امام یعنی بادشاہ کو غلہ وغیرہ کا نرخ مقرر کر دینا کہ جو نرخ مقرر کر دیا ہے اُس سے کم وبیش کر کے بیع نہ ہو یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۹: دو مملوک جو آپس میں ذی رحم محرم ہوں مثلاً دونوں بھائی یا چچا بھتیجے یا باپ بیٹے یا ماں بیٹے ہوں خواہ دونوں نابالغ ہوں یا ان میں کا ایک نابالغ ہو ان میں تفریق کرنا منع ہے مثلاً ایک کو بیع کر دے دوسرے کو اپنے پاس رکھے یا ایک کو ایک شخص کے ہاتھ بیچے دوسرے کو دوسرے کے ہاتھ یا ہبہ میں تفریق ہو کہ ایک کو ہبہ کر دے دوسرے کو باقی رکھے یا دونوں کو دو شخصوں کے لیے ہبہ کر دے یا وصیت میں تفریق ہو بہر حال انکی تفریق ممنوع ہے۔(8)

مسئلہ ۱۰: اگر دونوں بالغ ہوں یا رشتہ دار غیر محرم ہوں مثلاً دونوں چچا زاد بھائی ہوں یا محرم ہوں مگر رضاعت کی وجہ سے حرمت ہو یا دونوں زن وشو (بیوی، خاوند) ہوں تو تفریق ممنوع نہیں۔(9)

---

(6) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للبادی، الحدیث:۱۹۔(۱۵۲۱)، ص۸۱۶۔

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج۲، ص۵۴۔

وفتح القدیر، کتاب البیع، باب بیع الفاسد، ج۶، ص۱۰۷۔

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۳۔

والھدایۃ، کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ج۲، ص۵۴۔

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۷، ص۳۱۳، وغیرہ۔

مسئلہ ۱۱: ایسے دو غلاموں کو جن میں تفریق منع ہے اگر ایک کو آزاد کر دیا دوسرے کو نہیں تو ممانعت نہیں اگرچہ آزاد کرنا مال کے بدلے میں ہو بلکہ ایسے کے ہاتھ بیع کرنا بھی منع نہیں جس نے اُس کی آزادی کا حلف (قسم) کیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ اگر میں اسکا مالک ہو جاؤں تو آزاد ہے۔ یوہیں ایک کو مدبر مکاتب ام ولد بنانے میں تفریق بھی ممنوع نہیں۔ یوہیں اگر ایک غلام اس کا ہے دوسرا اس کے بیٹے یا مکاتب یا مضارب کا جب بھی تفریق ممنوع نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۲: ایسے دو مملوکوں میں سے ایک کے متعلق کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کر دیا اُسے حقدار لے لے گا مگر یہ تفریق اس کی جانب سے نہیں لہٰذا ممنوع نہیں یا وہ غلام ماذون (11) تھا اُس پر دین ہو گیا اور اس میں بک گیا یا کسی جنایت (12) میں دیدیا گیا یا کسی کا مال ہلاک کیا اُس میں فروخت ہو گیا یا ایک میں عیب ظاہر ہوا اُسے واپس کیا گیا ان صورتوں میں تفریق ممنوع نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۳: جو شخص راستہ پر خرید و فروخت کرتا ہے اگر راستہ کشادہ ہے کہ اس کے بیٹھنے سے راہ گیروں پر تنگی نہیں ہوتی تو حرج نہیں اور اگر گزرنے والوں کو اس کی وجہ سے تکلیف ہو جائے تو اُس سے سودا خریدنا نہ چاہیے کہ گناہ پر مدد دینا ہے کیونکہ جب کوئی خریدے گا نہیں تو وہ بیٹھے گا کیوں۔(14)

❁❁❁❁❁

---

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۷، ص ۳۱۴.

(11) وہ غلام جس کو مالک نے خرید و فروخت کی اجازت دی ہو۔

(12) ایسا جرم جس کے بدلے دنیاوی سزا کا استحقاق ہوتا ہے۔

(13) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج ۷، ص ۳۱۵.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۱۰.

بیع فضولی کا بیان

صحیح بخاری شریف میں عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیا تھا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بکری خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار کی دو بکریاں خرید کر ایک کو ایک دینار میں بیچ ڈالا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں ایک بکری اور ایک دینا رلا کر پیش کیا، ان کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دُعا کی، کہ ان کی بیع میں برکت ہو۔ اس دعا کا یہ اثر تھا کہ مٹی بھی خریدتے تو اُس میں نفع ہوتا۔(1) ترمذی و ابوداود نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ

(1) صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب۔ ۲۸، الحدیث: ۳۶۴۲، ج ۲، ص ۵۱۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، بارق ابن عوف ابن عدی کی اولاد سے، آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا، آپ وہاں ہی رہے اس لیے آپ کا شمار اہلِ کوفہ سے ہوتا ہے، بعض محدثین نے فرمایا کہ آپ عروہ ابن جعد ہیں ابی جعد نہیں مگر حق یہ ہے کہ آپ عروہ ابن ابی الجعد ہیں۔

۲۔ حق یہ ہے کہ حضرت عروہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل مطلق تھے اور وکیل مطلق کو خرید وفروخت ہر چیز کا حق ہوتا ہے اس لیے آپ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بکری فروخت بھی کردی اگر فقط خریدنے کے لیے وکیل ہوتے تو آپ کو فروخت کرنے کا حق نہ ہوتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وکیل خرید کو سستا مال خریدنے کا حق ہے کہ اس میں مؤکل کا نفع ہی ہے۔ اگر بارہ آنے سیر دودھ خریدنے کا کسی کو وکیل کیا اس نے اعلیٰ درجہ کا دودھ جو بارہ آنے سیر بکتا ہے دس آنے سیر خرید لیا تو یقیناً جائز ہے کہ مؤکل کا فائدہ ہی کیا ہاں وکیل بیع سستی نہیں بیچ سکتا جب کہ مؤکل نے قیمت مقرر کردی ہو کہ اس میں مؤکل کا نقصان ہے۔

۳۔ گویا آپ حضرت عروہ کی اس دانائی وفراست سے بہت خوش ہوئے، تجارتی سمجھ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جیسے میسر ہوا انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے یہ نعمت رب کی طرف سے پائی۔

۴۔ مٹی کا لفظ یا تو بطور تمثیل فرمایا گیا مراد معمولی چیز ہے، یعنی اگر نہایت معمولی چیز کی تجارت بھی کرتے تب بھی نفع کما لیتے تھے یا مٹی ہی مراد ہے کہ مٹی کی تجارت جائز ہے۔ خصوصًا مدینہ پاک کی مٹی کی تجارت تو اب بھی بڑے زور سے ہوتی ہے، وہاں کی خاک شفاء حجاج تحفہ کے طور پر لاتے ہیں کمہار جنگلی مٹی مفت اٹھالاتے ہیں اور شہر میں فروخت کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۳۲)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک دینار دیکر بھیجا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے قربانی کا جانور خرید لائیں۔ انھوں نے ایک دینار میں مینڈھا خرید کر دو دینار میں بیچ ڈالا پھر ایک دینار میں ایک جانور خرید کر یہ جانور اور ایک دینار لاکر پیش کیا۔ دینار کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے صدقہ کرنے کا حکم دیا (کیونکہ یہ قربانی کے جانور کی قیمت تھی) اور ان کی تجارت میں برکت کی دُعا کی۔ (2)

فضولی اُس کو کہتے ہیں، جو دوسرے کے حق میں بغیر اجازت تصرف کرے۔

❀❀❀❀❀

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: فضولی نے جو کچھ تصرف (عمل دخل، معاملہ) کیا اگر بوقت عقداس کا مجیز ہو یعنی ایسا شخص ہو جو جائز کردینے پر قادر ہو تو عقد منعقد ہوجاتا ہے مگر مجیز کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اور اگر بوقت عقد مجیز نہ ہو تو عقد منعقد ہی نہیں ہوتا۔ فضولی کا تصرف کبھی ازقسم تملیک (مالک بنانے کی قِسم سے) ہوتا ہے جیسے بیع نکاح اور کبھی اسقاط (ساقط کرنا) ہوتا ہے جیسے طلاق عتاق مثلاً اُس نے کسی کی عورت کو طلاق دیدی غلام کو آزاد کردیا دین کو معاف کردیا اُس نے اس کے تصرفات جائز کردیے نافذ ہوجائیں گے۔ (1)

مسئلہ ۲: نابالغہ سمجھ وال لڑکی نے اپنا نکاح کفو سے کیا اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے وہاں کے قاضی کی اجازت پر موقوف ہوگا (2) یا وہ خود بالغ ہو کر اپنے نکاح کو جائز کردے تو جائز ہے رد کردے تو باطل۔ اور اگر وہ جگہ ایسی ہو جو قاضی کے تحت میں نہ ہو تو نکاح منعقد ہی نہ ہوا کہ بروقتِ نکاح کوئی مجیز نہیں نابالغ عاقل غیر ماذون (3) نے کسی چیز کو خریدا یا بیچا اور ولی موجود ہے تو اجازت ولی پر موقوف ہے اور ولی نے اب تک نہ اجازت دی نہ رد کیا اور وہ خود بالغ ہوگیا تو اب خود اُس کی اجازت پر موقوف ہے اُس کو اختیار ہے کہ جائز کردے یا رد کردے۔ (4)

مسئلہ ۳: نابالغ نے اپنی عورت کو طلاق دی یا غلام کو آزاد کردیا یا اپنا مال ہبہ یا صدقہ کردیا یا اپنے غلام کا کسی عورت سے نکاح کیا یا بہت زیادہ نقصان کے ساتھ اپنا مال بیچا یا کوئی چیز خریدی یہ سب تصرفات باطل ہیں بالغ ہونے کے بعد ان کو وہ خود بھی جائز کرنا چاہے تو جائز نہیں ہوں گے کہ بروقتِ عقد ان تصرفات کا کوئی مجیز نہیں۔ (5)

مسئلہ ۴: فضولی نے دوسرے کی چیز بغیر اجازت مالک بیع کردی تو یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہے اور اگر خود اُس نے اپنے ہی ہاتھ بیع کی تو بیع منعقد ہی نہ ہوئی۔ (6)

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۷.

(2) یعنی اگر قاضی اجازت دے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔

(3) یعنی جس کو خرید وفروخت کی اجازت نہ ہو۔

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۸.

(5) المرجع السابق، ص۳۱۹.

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۱۹.

مسئلہ ۵: بیع فضولی کو جائز کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ مبیع موجود ہو اگر جاتی رہی تو بیع ہی نہ رہی جائز کس چیز کو کریگا نیز یہ بھی ضروری ہے کہ عاقدین یعنی فضولی و مشتری (خریدار) دونوں اپنے حال پر ہوں اگر ان دونوں نے خود ہی عقد کو فسخ کر دیا ہو یا ان میں کوئی مرگیا تو اب اس عقد کو مالک جائز نہیں کرسکتا اور اگر ثمن غیر نقود ہو تو اُس کا بھی باقی رہنا ضروری ہے کہ اب وہ بھی مبیع (بیچی ہوئی چیز) و معقود علیہ (عقد کی ہوئی) ہے۔(7)

مسئلہ ۶: بیع فضولی میں اگر کسی جانب نقد نہ ہو بلکہ دونوں طرف غیر نقود ہوں مثلاً زید کی بکری کو عمرو نے بکر کے ہاتھ ایک کپڑے کے عوض میں بیع کیا اور زید نے اجازت دیدی تو بکری دیگا کپڑا لے گا اور اگر اجازت نہ دے جب بھی کپڑے کی بیع ہو جائے گی اور عمرو کو بکری کی قیمت دے کر کپڑا لینا ہوگا اس مثال میں مبیع قیمی ہے اور اگر مثلی ہو مثلاً گیہوں، جو وغیرہ تو اُس مبیع کی مثل عمرو کو دے کر کپڑا لینا ہوگا کہ عمرو اس صورت میں بائع بھی ہے اور مشتری (خریدار) بھی۔(8)

مسئلہ ۷: مالک نے فضولی کی بیع کو جائز کر دیا تو ثمن جو فضولی لے چکا ہے مالک کا ہو گیا اور فضولی کے ہاتھ میں بطور امانت ہے اور اب وہ فضولی بمنزلہ وکیل (یعنی وکیل کی طرح) کے ہو گیا۔(9)

مسئلہ ۸: مشتری (خریدار) نے فضولی کو ثمن دیا اور اُس کے ہاتھ میں مالک کے جائز کرنے سے پہلے ہلاک ہو گیا اگر مشتری (خریدار) کو ثمن دیتے وقت اُس کا فضولی ہونا معلوم تھا تو تاوان نہیں لے سکتا ورنہ لے سکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۹: فضولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ جب تک مالک نے بیع کو جائز نہ کیا بیع کو فسخ کر دے اور اگر فضولی نے نکاح کر دیا ہے تو اس کو فسخ کا حق نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۰: فضولی نے بیع کی اور جائز کرنے سے پہلے مالک مرگیا تو ورثہ کو اُس بیع کے جائز کرنے کا حق نہیں مالک کے مرنے سے بیع ختم ہو گئی۔(12)

مسئلہ ۱۱: ایک شخص نے دوسرے کے لیے کوئی چیز خریدی تو اُس دوسرے کی اجازت پر موقوف نہیں بلکہ بیع اسی پر

---

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۲،ص۶۸۔

(8) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۲،ص۶۸۔

(9) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۲،ص۶۸۔

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷،ص۳۳۰۔

(11) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۲،ص۶۸۔

(12) المرجع السابق،ص۶۸۔

نافذ ہوجائے گی اسی کو ثمن دینا ہوگا اور مبیع لینا ہوگا پھر اگر اس نے اُس کو مبیع دیدی اور اُس نے اس کو ثمن دیدیا تو بطور بیع تعاطی ان دونوں کے درمیان ایک جدید بیع ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص فضولی نے کوئی چیز دوسرے کے لیے خریدی اور عقد میں دوسرے کا نام لیا یہ کہا کہ فلاں کے لیے میں نے خریدی اور بائع نے بھی کہا میں نے اُس کے لیے بیچی اس صورت میں فضولی پر نافذ نہیں بلکہ جس کا نام لیا ہے اُسکی اجازت پر موقوف ہے۔ بائع ومشتری (خریدار) دونوں میں سے ایک کے کلام میں نام آجانا کافی ہے جب کہ دوسرے کے کلام میں اُس کے خلاف کی تصریح نہ ہو۔ مثلاً مشتری (خریدار) نے کہا میں نے فلاں کے لیے خریدی اور بائع نے کہا میں نے تیرے ہاتھ بیچی، اس صورت میں بیع ہی نہ ہوئی کہ اُس ایجاب کا قبول نہیں پایا گیا اور اگر فقط اتنا ہی کہتا کہ میں نے بیچی یا میں نے قبول کیا تو بیع ہوجاتی اور اُس فلاں کی اجازت پر موقوف ہوتی۔(14)

مسئلہ ۱۳: فضولی نے کسی کی چیز بیع کردی مشتری (خریدار) نے یا کسی نے آکر خبر دی کہ اتنے میں تمھاری چیز بیع کردی مالک نے کہا اگر سو روپے میں بیچی ہے تو اجازت ہے اس صورت میں اگر سو روپے یا زیادہ میں بیچی ہے اجازت ہوگئی کم میں بیچی ہے تو نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۴: دوسرے کا کپڑا بیچ ڈالا مشتری (خریدار) نے اُسے رنگ دیا اس کے بعد مالک نے بیع کو جائز کیا جائز ہوگئی اور اگر مشتری (خریدار) نے قطع کرکے سی لیا اب اجازت دی تو نہیں ہوئی۔(16)

مسئلہ ۱۵: ایک فضولی نے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی دوسرے فضولی نے دوسرے کے ہاتھ یہ دونوں عقد اجازت پر موقوف ہیں تا اگر مالک نے دونوں کو جائز کیا تو اُس چیز کے نصف نصف میں دونوں عقد جائز ہوگئے اور مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ لے یا نہ لے۔(17)

مسئلہ ۱۶: غاصب نے مغصوب (غصب کی ہوئی چیز) کو بیع کیا یہ بیع اجازت مالک پر موقوف ہے اور اگر خود مالک نے بیع کی اور غاصب غصب سے انکار کرتا ہے تو اس پر موقوف ہے کہ غاصب غصب کا اقرار کرلے یا گواہ سے مالک اپنی ملک ثابت کردے۔(18)

---

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۲.

(14) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۲.

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف...إلخ، ج۳، ص۱۵۳.

(16) المرجع السابق.

(17) المرجع السابق.

(18) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۷.

مسئلہ ۱۷: غاصب نے شے مغصوب کو بیع کردیا اس کے بعد اُس شی مغصوب کا تاوان دیدیا تو بیع جائز ہوگئی۔(19)

مسئلہ ۱۸: ایک چیز غصب کر کے مساکین کو خیرات کردی اور ابھی وہ چیز مساکین کے پاس موجود ہے کہ غاصب نے مالک سے خریدلی یہ بیع جائز ہے اور مساکین سے واپس لے سکتا ہے اس کے خریدنے کے بعد اگر مساکین نے خرچ کرڈالی تو ان کو تاوان دینا پڑے گا اور اگر مساکین کو کفارہ میں دی تھی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر غاصب نے خریدی نہیں بلکہ مالک کو تاوان دیدیا تو صدقہ جائز ہے اور مساکین سے واپس نہیں لے سکتا اور کفارہ میں دی تھی تو ادا ہوگیا۔ مالک سے اُس وقت خریدی کہ مساکین صرف (استعمال) میں لاچکے تو بیع باطل ہے۔(20)

مسئلہ ۱۹: فضولی نے بیع کی مالک کے پاس ثمن پیش کیا گیا اُس نے لے لیا یا مشتری (خریدار) سے اُس نے خود ثمن طلب کیا یہ بیع کی اجازت ہے۔(21)

مسئلہ ۲۰: مالک کا یہ کہنا تونے بُرا کیا یا اچھا کیا۔ ٹھیک کیا۔ مجھے بیع کی دِقتوں (مشکلات) سے بچادیا۔ مشتری (خریدار) کو ثمن ہبہ کردینا۔ صدقہ کردینا۔ یہ سب الفاظ اجازت کے ہیں۔ یہ کہہ دیا مجھے منظور نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو رد ہوگئی۔(22)

مسئلہ ۲۱: ایک چیز کے دو مالک ہیں اور فضولی نے بیع کردی ان میں سے صرف ایک نے جائز کی تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ قبول کرے یا نہ کرے کیونکہ اُس نے وہ چیز پوری سمجھ کر لی تھی اور پوری ملی نہیں لہٰذا اختیار ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: مالک کو خبر ہوئی کہ فضولی نے اس کی فلاں چیز بیع کردی اس نے جائز کردی اور ابھی ثمن کی مقدار معلوم نہیں ہوئی پھر بعد میں ثمن کی مقدار معلوم ہوئی اور اب بیع کو رد کرتا ہے رد نہیں ہوسکتی۔(24)

مسئلہ ۲۳: زید نے عمرو کے ہاتھ کسی کا غلام بیچ ڈالا عمرو نے اُسے آزاد کردیا یا بیع کردیا اس کے بعد مالک نے

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ۔۔۔إلخ، الفصل الثالث، ج۳،ص۱۱۱۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ۔۔۔إلخ، الفصل الثالث، ج۳،ص۱۱۱۔

(21) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷،ص۳۲۸۔

(22) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷،ص۳۳۱۔

(23) المرجع السابق، ص۳۳۲۔

(24) المرجع السابق۔

زید کی بیع کو جائز کردیا یا زید سے اُس نے ضمان لیا یا عمرو سے ضمان لیا بہر حال عمرو نے آزاد کردیا ہے تو عتق نافذ ہے (یعنی آزاد ہوگیا) اور بیع کیا ہے تو نافذ نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۴: دوسرے کا مکان بیع کردیا اور مشتری (خریدار) کو قبضہ دیدیا اُس کے بعد اس فضولی نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری (خریدار) انکار کرتا ہے تو مشتری (خریدار) سے مکان واپس نہیں لیا جاسکتا جب تک مالک گواہوں سے یہ نہ ثابت کردے کہ مکان میرا ہے۔(26)

مسئلہ ۲۵: فضولی نے مالک کے سامنے بیع کی اور مالک نے سکوت کیا انکار نہ کیا تو یہ سکوت اجازت نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۶: دوسرے کی چیز اپنے نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ بیع کی پھر اُس نے مالک کو خبر دی کہ میں نے بیع کردی مگر یہ نہیں بتایا کہ کس کے ہاتھ بیچی تو یہ بیع جائز نہیں مگر غلام مدیون ہو تو جائز ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: ایک مکان میں دو شخص شریک ہیں اُن میں ایک نے نصف مکان بیچ دیا اس سے مراد اس کا حصہ ہوگا اگرچہ بیع میں مطلقاً نصف کہا اور اگر فضولی نے نصف مکان بیع کیا تو مطلقاً نصف کی بیع ہے دونوں شریکوں میں جو کوئی اجازت دے گا اُس کے حصہ میں بیع صحیح ہو جائے گی۔(29)

مسئلہ ۲۸: گیہوں (گندم) وغیرہ کیلی (وہ چیز جو ماپ کر بیچی جائے) اور وزنی (وہ چیز جو تول کر بیچی جائے) چیزوں میں دو شخص شریک ہوں اگر وہ شرکت اس طرح ہو کہ دونوں کی چیزیں ایک میں مل گئیں یا ان دونوں نے خود ملائی ہیں اگر ان میں سے ایک نے اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے اور اگر اجنبی کے ہاتھ بیچا تو جب تک شریک اجازت نہ دے جائز نہیں اور اگر میراث یا ہبہ یا بیع کے ذریعہ سے شرکت ہے تو ہر ایک کو اپنا حصہ شریک کے ہاتھ بیچنا بھی جائز ہے اور اجنبی کے ہاتھ بھی۔(30)

مسئلہ ۲۹: صبی محجور یا غلام محجور (جو خرید و فروخت سے روک دیے گئے ہیں) اور بوہرے کی بیع موقوف ہے ولی یا

---

(25) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۳۲۔

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، اذا طرأ الملک۔۔۔الخ، ج۷، ص۳۳۷۔

(27) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۳۸۔

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف۔۔۔الخ، ج۳، ص۱۵۳۔۱۵۴۔

(29) المرجع السابق، ص۱۵۴۔

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی احکام البیع الموقوف۔۔۔الخ، ج۳، ص۱۵۵۔

مولی جائز کریگا تو جائز ہوگی رد کریگا باطل ہوگی۔(31)

مرہون یا مستاجر کی بیع

مسئلہ ۳۰: جو چیز رہن رکھی ہے یا کسی کو اُجرت پر دی ہے اُس کی بیع مرتہن (جس کے پاس چیز رہن رکھی گئی ہے) یا مستاجر (اُجرت پر چیز لینے والا) کی اجازت پر موقوف ہے یعنی اگر جائز کردیں گے جائز ہوگی مگر بیع فسخ کرنے کا ان کو اختیار نہیں اور راہن (جو اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھتا ہے) و موجر (کرائے پر دینے والا) بھی بیع کو فسخ نہیں کرسکتے اور مشتری (خریدار) (خریدار) چاہے تو بیع کو فسخ کرسکتا ہے یعنی جب تک مرتہن و مستاجر نے اجازت نہ دی ہو۔ مرتہن یا مستاجر نے پہلے رد کردی پھر جائز کردی تو بیع صحیح ہوگئی۔ مرتہن و مستاجر نے اجازت نہیں دی اور اب اجارہ ختم ہوگیا یا فسخ کردیا گیا اور مرتہن کا دین ادا ہوگیا یا اُس نے معاف کردیا اور چیز چھوڑالی گئی تو وہی پہلی بیع خود بخود نافذ ہوگئی۔ مستاجر نے بیع کو جائز کردیا تو بیع صحیح ہوگئی مگر اُس کے قبضہ سے نہیں نکال سکتے جب تک اُس کا مال وصول نہ ہولے۔(1)

مسئلہ ۳۱: جو چیز کرایہ پر ہے اُس کو خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجازت پر موقوف نہیں بلکہ ابھی نافذ ہوگئی۔(2)

مسئلہ ۳۲: کرایہ والی چیز بیچی اور مشتری (خریدار) کو معلوم ہے کہ یہ چیز کرایہ پر اُٹھی ہوئی ہے اس بات پر راضی ہوگیا کہ جب تک اجارہ کی مدت پوری نہ ہو کرایہ پر رہے مدت پوری ہونے پر بائع مجھے قبضہ دلائے اس صورت میں اندرون مدت مبیع کے دلا پانے کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور بائع بھی مشتری (خریدار) سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا جب تک قبضہ دینے کا وقت نہ آجائے۔(3)

مسئلہ ۳۳: کاشتکار کو ایک مدت مقررہ تک کے لیے کھیت اجارہ پر دیا، چاہے کاشتکار نے اب تک کھیت بویا ہو

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۱۰.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ج۶، ص۴۱، ۴۲.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص۳۲۴.

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرھون والمستأجر، ج۷، ص۳۲۵.

(3) المرجع السابق.

یا نہ بویا ہو اُسکی بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہے۔(4)

مسئلہ ۳۴: کرایہ پر مکان ہے مالک مکان نے کرایہ دار کی بغیر اجازت اُس کو بیع کیا کرایہ دار بیع پر طیار نہیں مگر اُس نے کرایہ بڑھا کر نیا اجارہ کیا تو بیع موقوف جائز ہوگئی کیونکہ پہلا اجارہ ہی باقی نہ رہا جو بیع کو روکے ہوئے تھا۔(5)

مسئلہ ۳۵: کرایہ کی چیز پہلے ایک کے ہاتھ بیچی پھر خود کرایہ دار کے ہاتھ بیع کرڈالی پہلی بیع ٹوٹ گئی اور مستاجر کے ہاتھ بیع درست ہوگئی اور اگر پہلے ایک شخص کے ہاتھ بیع کی پھر دوسرے کے ہاتھ اور مستاجر نے دونوں بیعوں کو جائز کیا پہلی جائز ہوگئی دوسری باطل۔(6)

مسئلہ ۳۶: مستاجر کو خبر ہوئی کہ کرایہ کی چیز مالک نے فروخت کردی اُس نے مشتری (خریدار) سے کہا میرے اجارہ میں تم نے خریدا تمھاری مہربانی ہوگی کہ جو کرایہ دے چکا ہوں جب تک وصول نہ کرلوں اُس وقت تک مجھے چھوڑ دو اس گفتگو سے اجازت ہوگئی اور بیع نافذ ہے۔(7)

مسئلہ ۳۷: راہن نے بغیر اجازت مرتہن رہن کو بیع کردیا اس کے بعد پھر دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا مرتہن جس بیع کو جائز کردے جائز ہے اور ثمن سے مرتہن اپنا مطالبہ وصول کرے اگر کچھ بچے تو راہن کو دیدے اور اگر راہن نے بیع اول کے بعد رہن کو اُجرت پر دے دیا یا دوسری جگہ رہن رکھا اور مرتہن نے اجارہ یا رہن کو جائز کردیا تو بیع نافذ ہوگئی اور اجارہ یا رہن جو کچھ تھا باطل ہوگیا۔(8)

مسئلہ ۳۸: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مبیع پر دام لکھدیتے ہیں اور کہتے ہیں جو رقم اس پر لکھی ہے اُتنے میں بیچی مشتری (خریدار) نے کہا خریدی یہ بیع بھی موقوف ہے اگر اُسی مجلس میں مشتری (خریدار) کو رقم کا علم ہوجائے اور بیع کو اختیار کرلے تو بیع نافذ ہے، ورنہ باطل۔(9) بیجک (مال کی فہرست جس میں ہر چیز کا نرخ، قیمت اور میزان درج ہو) پر بیع کا بھی یہی حکم ہے کہ مجلس عقد (جہاں خرید وفروخت ہورہی ہے) میں ثمن معلوم ہوجانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۹: جتنے میں یہ چیز فلاں نے بیع کی یا خریدی ہے میں بھی بیع کرتا ہوں، اگر بائع و مشتری (خریدار)

---

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص ۳۲۴۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ۔۔۔۔۔ إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص ۱۱۰۔

(6) المرجع السابق۔

(7) المرجع السابق۔

(8) المرجع السابق۔

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، ج۷، ص ۳۲۵۔

(بیچنے والے اور خریدار) دونوں کو معلوم ہے کہ فلاں نے اتنے میں بیع کی یا خریدی ہے، یہ جائز ہے اور اگر مشتری (خریدار) کو معلوم نہیں اگرچہ بائع جانتا ہوتو یہ بیع موقوف ہے اگر اُسی مجلس میں علم ہو جائے اور اختیار کرلے درست ہے ورنہ درست نہیں۔(10)

❁❁❁❁❁

(10) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الفضولی، مطلب: فی بیع المرہون والمستأجر، ج۷، ص۳۲۶.

اقالہ کا بیان

ابو داود و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسکی لغزش دفع کر دے گا۔(1)

❁❁❁❁❁

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب الاقالۃ، الحدیث: ۲۱۹۹، ج ۳، ص ۳۶۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: دو شخصوں کے مابین جو عقد ہوا ہے اس کے اُٹھا دینے کو اقالہ کہتے ہیں یہ لفظ کہ میں نے اقالہ کیا، چھوڑ دیا، فسخ کیا یا دوسرے کے کہنے پر مبیع یا ثمن کا پھیر دینا اور دوسرے کا لے لینا اقالہ ہے۔ نکاح، طلاق، عتاق، ابراء کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔ دونوں میں سے ایک اقالہ چاہتا ہے تو دوسرے کو منظور کر لینا، اقالہ کر دینا مستحب ہے اور یہ مستحق ثواب ہے۔(1)

مسئلہ ۲: اقالہ میں دوسرے کا قبول کرنا ضروری ہے یعنی تنہا ایک شخص اقالہ نہیں کرسکتا اور یہ بھی ضرور ہے کہ قبول اسی مجلس میں ہو لہٰذا اگر ایک نے اقالہ کے الفاظ کہے مگر دوسرے نے قبول نہیں کیا یا مجلس کے بعد کیا اقالہ نہ ہوا۔ مثلاً مشتری (خریدار) مبیع کو بائع کے پاس واپس کرنے کے لیے لایا اُس نے انکار کر دیا اقالہ نہ ہو ا پھر اگر مشتری (خریدار) نے مبیع کو یہیں چھوڑ دیا اور بائع نے اُس چیز کو استعمال بھی کر لیا اب بھی اقالہ نہ ہوا یعنی اگر مشتری (خریدار) ثمن واپس مانگتا ہے یہ ثمن واپس کرنے سے انکار کرسکتا ہے کیونکہ جب صاف طور پر انکار کر چکا ہے تو اقالہ نہیں ہوا۔ یوہیں اگر ایک نے اقالہ کی درخواست کی دوسرے نے کچھ نہ کہا اور مجلس کے بعد اقالہ کو قبول کرتا ہے یا پہلے کوئی ایسا فعل کر چکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے منظور نہیں اس کے بعد قبول کرتا ہے تو قبول صحیح نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: دلال (آڑھتی) سے کسی نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیع کر دو اور ثمن کی کوئی تعیین نہیں کی تھی دلال نے وہ چیز بیع کر دی اور مالک کو آکر خبر دی کہ اتنے میں میں نے بیچ دی مالک نے کہا اتنے میں نہیں دونگا دلال مشتری (خریدار) کے پاس جاتا ہے اور واقعہ کہتا ہے مشتری (خریدار) نے کہا میں بھی اُس کو نہیں چاہتا اس سے اقالہ نہیں ہوا کہ اولاً تو لفظ ہی اقالہ کے لیے نہیں ہے پھر یہ کہ ایجاب وقبول کی ایک مجلس نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص نے گھوڑا خریدا پھر واپس کرنے کے لیے بائع کے پاس آیا بائع موجود نہ تھا، اُس کے اصطبل (گھوڑے باندھنے کی جگہ) میں گھوڑا چھوڑ کر چلا گیا پھر بائع نے اُس کا علاج وغیرہ کرایا اقالہ نہیں ہوا، اگرچہ ایسے افعال جن سے رضا مندی ثابت ہوتی ہے، قبول کے قائم مقام ہوتے ہیں مگر مجلس کا ایک ہونا بھی ضروری

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج ۷، ص ۳۴۵۔

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج ۷، ص ۳۴۰۔

(3) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج ۷، ص ۳۴۱۔

ہے۔(4)

مسئلہ ۵: اقالہ کے شرائط یہ ہیں: 1 دونوں کا راضی ہونا۔ 2 مجلس ایک ہونا۔ 3 اگر بیع صرف کا اقالہ ہوتو اُسی مجلس میں تقابض بدلین (یعنی دو متبادل چیزوں پر قبضہ کرنا) ہو۔ 4 مبیع (بیچی ہوئی چیز یعنی سامان وغیرہ) کا موجود ہونا شرط ہے ثمن کا باقی رہنا شرط نہیں۔ 5 مبیع ایسی چیز ہو جس میں خیار شرط خیار رویت خیار عیب کی وجہ سے بیع فسخ ہوسکتی ہو، اگر مبیع میں ایسی زیادتی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے فسخ نہ ہوسکے تو اقالہ بھی نہیں ہوسکتا۔ 6 بائع نے ثمنِ مشتری (خریدار) کو قبضہ سے پہلے ہبہ نہ کیا ہو۔(5)

مسئلہ ۶: اقالہ کے وقت مبیع موجود تھی مگر واپس دینے سے پہلے ہلاک ہوگئی اقالہ باطل ہوگیا۔(6)

مسئلہ ۷: جو ثمن بیع میں تھا اُسی پر یا اُس کی مثل پر اقالہ ہوسکتا ہے اگر کم یا زیادہ پر اقالہ ہوا تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح یعنی اُتنا ہی دینا ہوگا جو بیع میں ثمن تھا۔(7) مثلاً ہزار روپے میں یک چیز خریدی اُس کا اقالہ ہزار میں کیا یہ صحیح ہے اور اگر ڈیڑھ ہزار میں کیا جب بھی ہزار دینا ہوگا اور پانسو کا ذکر لغو ہے اور پانسو میں کیا اور مبیع میں کوئی نقصان نہیں آیا ہے جب بھی ہزار دینا ہوگا اور اگر مبیع میں نقصان آگیا ہے تو کمی کے ساتھ اقالہ ہوسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۸: اقالہ میں دوسری جنس کا ثمن ذکر کیا گیا مثلاً بیع ہوئی ہے روپے سے اور اقالہ میں اشرفی یا نوٹ واپس کرنا قرار پایا تو اقالہ صحیح ہے اور وہی ثمن واپس دینا ہوگا جو بیع میں تھا دوسرے ثمن کا ذکر لغو ہے۔(9)

مسئلہ ۹: مبیع میں نقصان آگیا تھا اس وجہ سے ثمن سے کم پر اقالہ ہوا مگر وہ عیب جاتا رہا تو مشتری (خریدار) بائع سے وہ کمی واپس لیگا جو ثمن میں ہوئی ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: تازہ صابون بیچا تھا خشک ہونے کے بعد اقالہ ہوا مشتری (خریدار) کو صرف صابون ہی دینا

---

(4) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۷، ص۳۴۱۔

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۷، ص۳۴۲۔

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الاقالۃ، ج۳، ص۱۵۷۔

(6) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، مطلب: تحریر مھم فی إقالۃ... إلخ، ج۷، ص۳۵۴۔

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۲، ص۵۵۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الاقالۃ، ج۳، ص۱۵۶۔

(9) المرجع السابق

(10) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، مطلب: تحریر مھم فی إقالۃ... إلخ، ج۷، ص۳۵۰۔

ہوگا۔(11)

مسئلہ ۱۱: کھیت مع زراعت (فصل) کے جوطیار ہے بیع کیا (بیچا) گیا مشتری (خریدار) نے زراعت کاٹ لی پھر اقالہ ہوا زمین کے مقابل میں جو ثمن ہے اُسکے ساتھ اقالہ ہوگا اور وقت بیع زراعت کچی تھی اور اب طیار ہوگئی تو اقالہ جائز نہیں۔(12)

مسئلہ ۱۲: اقالہ میں مبیع باقی رہے یا کم ہوجائے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کی بیع قصداً ہوا اور جو چیز تبعاً (ضمناً) بیع میں داخل ہوجاتی ہے اُس کی کمی سے مبیع کا کم ہونا نہیں صور کیا جائے گا لہٰذا گاؤں خریدا تھا جس میں درخت تھے درخت مشتری (خریدار) نے کاٹ لیے پھر اقالہ ہوا پورا ثمن واپس کرنا ہوگا درختوں کی قیمت بائع کو نہیں ملے گی ہاں گر بائع کو اس کا علم نہ ہو کہ درخت کاٹ لیے ہیں تو اختیار ہے کہ پورے ثمن کے بدلہ میں زمین واپس لے یا بالکل چھوڑ دے یعنی زمین بھی نہ لے۔(13)

مسئلہ ۱۳: عاقدین (یعنی خریدنے والا اور بیچنے والا) کے حق میں اقالہ فسخ بیع ہے اور دوسرے کے حق میں یہ ایک بیع جدید ہے لہٰذا اگر اقالہ کو فسخ نہ قرار دے سکتے ہوں تو اقالہ باطل ہے مثلاً مبیع لونڈی یا جانور ہے جس کے قبضہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔(14)

مسئلہ ۱۴: کپڑا خریدا اور اُس کو واپس کرنے گیا اس نے لفظ اقالہ زبان سے نکالا ہی تھا کہ بائع نے فوراً کپڑے کو قطع کرڈالا اقالہ صحیح ہے یہ فعل قبول کے قائم مقام ہے۔(15)

مسئلہ ۱۵: مبیع کا کوئی جز ہلاک ہوگیا اور کچھ باقی ہے تو جو کچھ باقی ہے اُس میں اقالہ ہوسکتا ہے اور اگر بیع مقایضہ ہو یعنی دونوں طرف غیر نقود ہوں اور ایک ہلاک ہوگئی تو اقالہ ہوسکتا ہے دونوں جاتی رہیں تو نہیں ہوسکتا۔(16)

مسئلہ ۱۶: غلام ماذون (جس کو خرید وفروخت کی اجازت ہے) یا بچہ کے وَصی (یعنی جس کو وصیت کی جائے) یا

---

(11) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۷۵۔

(12) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۷۵۔

(13) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۷۵۔۱۷۶۔

(14) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۲، ص۵۵۔

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۱۴۔

(15) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۱۵۔

(16) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۲، ص۵۶۔

وقف کے متولی نے کوئی چیز گراں (مہنگی) بیع کی ہے یا ارزاں (سستی) خریدی ہے تو ان کو اقالہ کرنے کی اجازت نہیں یعنی کریں بھی تو اقالہ نہ ہوگا اور اقالہ میں اگر مولی یا بچہ یا وقف کے لیے بہتری ہو تو صحیح ہے۔(17)

مسئلہ ۱۷: وکیل بالشراء (جس کو وکیل کیا تھا کہ فلاں چیز خرید لائے) خرید لینے کے بعد اقالہ نہیں کر سکتا اور وکیل بالبیع اقالہ کر سکتا ہے۔(18)

مسئلہ ۱۸: بائع نے اگر مشتری (خریدار) سے کچھ زیادہ دام لے لیے اور مشتری (خریدار) اقالہ کرانا چاہتا ہے تو اقالہ کر دینا چاہیے اور اگر بہت زیادہ دھوکا دیا ہے تو اقالہ کی ضرورت نہیں تنہا مشتری (خریدار) بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: مبیع میں اگر زیادت متصلہ غیر متولدہ ہو جیسے کپڑے میں رنگ، مکان میں جدید تعمیر تو اقالہ نہیں ہو سکتا۔(20)

مسئلہ ۲۰: اقالہ کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں مثلاً بائع نے مشتری (خریدار) سے کہا یہ چیز تمھیں بہت سستی میں نے دیدی مشتری (خریدار) نے کہا اگر تم کو زیادہ کا گاہک مل جائے تو بیچ ڈالنا اُس نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ دام میں بیچ ڈالی یہ دوسری بیع صحیح نہیں ہوئی۔(21)

مسئلہ ۲۱: شرطِ فاسد سے اقالہ فاسد نہیں ہوتا۔ اقالہ کر لیا مگر ابھی بائع نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا پھر اُسی مشتری (خریدار) کے ہاتھ بیع کر دی یہ بیع درست ہے اور اس مشتری (خریدار) کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیع کریگا تو بیع فاسد ہوگی کہ ثالث کے حق میں بیع جدید (نیا سودا) ہے اور مبیع کو قبل قبضہ (قبضہ سے پہلے) کے بیچنا ناجائز ہے۔ مبیع اگر کیلی (جو چیز ماپ کر بیچی جاتی ہے) یا وزنی (جو چیز تول کر بیچی جاتی ہے) ہے تو اقالہ کے بعد پھر ماپنے اور تولنے کی ضرورت نہیں۔(22)

مسئلہ ۲۲: اقالہ حق ثالث میں بیع جدید ہے لہٰذا مکان کی بیع ہوئی تھی اور شفیع (شفعہ کا حق رکھنے والے) نے شفعہ

---

(17) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۷، ص۳۴۳.

(18) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، مطلب: تحریر مہم فی إقالۃ... إلخ، ج۷، ص۳۴۳.

(19) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۷، ص۳۴۶.

(20) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، مطلب: تحریر مہم فی إقالۃ... إلخ، ج۷، ص۳۴۸.

(21) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۷۱.

(22) الدرالمختار کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۷، ص۳۵۰.

سے انکار کردیا تھا پھر اقالہ ہوا تو اب شفیع پھر شفعہ کرسکتا ہے اور یہ جدید حق حاصل ہوگا۔ مشتری (خریدار) نے مبیع کو بیچ ڈالا پھر اقالہ کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مبیع میں کوئی ایسا عیب ہے جو بائع اول کے یہاں تھا تو عیب کی وجہ سے بائع اول کو واپس نہیں کرسکتا۔ ایک چیز خریدی اور قبضہ کرلیا مگر ابھی ثمن ادا نہیں کیا مشتری (خریدار) نے وہ چیز دوسرے کے ہاتھ بیع کی پھر اقالہ کیا پھر بائع اول نے ثمن وصول کرنے سے پہلے ثمن اول سے کم میں خریدی یہ جائز ہے۔ کوئی چیز ہبہ کی، موہوب لہ (جسے ہبہ کی گئی) نے اُس کو بیع کردیا پھر اقالہ ہوا تو ہبہ کرنے والا اُس کو واپس نہیں کرسکتا۔ (23)

مسئلہ ۲۳: کنیز خریدی تھی اور مشتری (خریدار) نے قبضہ کرلیا تھا پھر اقالہ ہوا تو بائع پر استبرا (24) واجب ہے بغیر استبرا وطی نہیں کرسکتا۔ (25)

مسئلہ ۲۴: جس طرح بیع کا اقالہ ہوسکتا ہے، خود اقالہ کا بھی اقالہ ہوسکتا ہے۔ اقالہ کا اقالہ کرنے سے اقالہ جاتا رہا اور بیع لوٹ آئی، ہاں بیع سلم میں اگر مسلم فیہ پر قبضہ نہیں ہوا اور اقالہ ہوگیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہوسکتا۔ (26)

❁❁❁❁❁

---

(23) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۶، ص۱۷۲۔

(24) یعنی اُس وقت تک وطی نہ کرے جب تک اس کا غیر حاملہ ہونا معلوم نہ ہوجائے۔

(25) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، ج۷، ص۳۵۲، ۳۵۳۔

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاقالۃ، مطلب: تحریر مہم فی إقالۃ... إلخ، ج۷، ص۳۵۵۔

مرابحہ اور تولیہ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مشتری (خریدار) میں اتنی ہوشیاری نہیں کہ خود واجبی قیمت (رائج قیمت) پر چیز خریدے لامحالہ اُسے دوسرے پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے کہ اُس نے جن داموں میں چیز خریدی ہے اُتنے ہی دام دے کر اُس سے لے لے یا وہ کچھ نفع لے کر اس کو چیز دینا چاہتا ہے اور یہ اُس کا اعتبار کر کے خرید لیتا ہے کیونکہ مشتری (خریدار) جانتا ہے کہ بغیر نفع کے بائع نہیں دے گا اور اگر اتنا نفع دیکر نہ لوں گا تو بہت ممکن ہے کہ دوسری جگہ مجھ کو زیادہ دام دینے پڑیں یا اس سے کم میں چیز نہ ملے گی لہٰذا اس نفع دینے کو غنیمت سمجھتا ہے۔ اور بیع مطلق اور اس میں صرف اتنا ہی فرق ہے کہ یہاں اپنی خرید کے دام بتا کر اُتنا ہی لینا چاہتا ہے یا اُس پر نفع کی ایک معین مقدار زیادہ کرتا ہے لہٰذا بیع مطلق کا جواز اسکا جواز ہے اور چونکہ مشتری (خریدار) نے یہاں بائع (فروخت کرنے والا) پر اعتماد کیا ہے لہٰذا یہاں بائع کو پورے طور پر سچائی اور امانت سے کام لینا ضروری ہے۔ خیانت بلکہ اس کے شبہہ سے بھی احتراز لازم ہے خیانت یا شبہہ خیانت (خیانت کا شبہہ) کا بھی عقد پر اثر پڑے گا جیسا کہ اس باب کے مسائل سے واضح ہوگا۔ اس بیع کا جواز اس حدیث سے بھی ہے، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو اونٹ خریدے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ایک کا میرے ہاتھ تولیہ کر دو۔ اُنھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے بغیر دام کے حاضر ہیں۔ ارشاد فرمایا: بغیر دام کے نہیں۔ (1) نیز عبدالرزاق نے سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تولیہ و اقالہ و شرکت سب برابر ہیں، ان میں حرج نہیں۔ (2)

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۲، ص۵۶۔

(2) المصنف لعبدالرزاق، کتاب البیوع، باب التولیۃ فی البیع والاقالۃ، الحدیث: ۱۴۳۳۵، ج۸، ص۳۸۔

وکنز العمال، ...، الحدیث: ۹۹۶۳، الجزء الرابع، ج۲، ص۶۴

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: جو چیز جس قیمت پر خریدی جاتی ہے اور جو کچھ مصارف (اخراجات) اُس کے متعلق کیے جاتے ہیں ان کو ظاہر کرکے اس پر نفع کی ایک مقدار بڑھا کر کبھی فروخت کرتے ہیں اس کو مرابحہ کہتے ہیں اور اگر نفع کچھ نہیں لیا تو اس کو تولیہ کہتے ہیں۔ جو چیز علاوہ بیع کے کسی اور طریقہ سے ملک میں آئی مثلاً اس کو کسی نے ہبہ کی (تحفہ میں دی) یا میراث میں حاصل ہوئی یا وصیت کے ذریعہ سے ملی اُس کی قیمت لگا کر مرابحہ وتولیہ کر سکتے ہیں۔ (1)

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۰، وغیرہ۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدددین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فاعلم ان ائمتنا رحمهم الله تعالى عرفوا المرابحة فى المتون بانها نقل ماملكه بالعقد الاول بالثمن الاول مع زيادة ربح كما فى الهداية ا؎ـ واختصره فى الكنز فقال بيع بثمن سابق وزيادة ۲؎ وكلام عامتهم تدور حول ذٰلك واعترضهم الشراح بانه منتقض طردا وعكسا واطالوا فيه بما افادوا احكام فروع وقد اجيب عن اكثر الايرادات بما يتم اولا كما بسطه فى العناية والفتح وغيرها ولما كان منشأ اكثرها العقد والثمن تركهما فى الدرر وقال بيع ماملكه بمثل ماقام عليه بزيادة ۳؎ـ ولا يسلم ايضا من بعض النقوض، ولسنا ههنا بصدد سردها مع مالها وعليه.

تو جان لے کہ ہمارے ائمہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے متون میں مرابحہ کی تعریف یوں کی ہے کہ مرابحہ وہ بیع ہے کہ عقد اول کے ساتھ جس چیز کا مالک ہوا ہے اس کو ثمن اول مع کچھ نفع کی زیادتی کے دوسرے کو منتقل کرنا، جیسا کہ ہدایہ میں ہے، کنز میں اس کو مختصر کرکے کہا کہ ثمن اول اور کچھ اضافے کے ساتھ فروخت کرنا، عام فقہاء کا کلام اسی تعریف کے گرد گھومتا ہے، شارحین نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ تعریف جامع اور مانع نہیں انھوں نے اس میں طویل کلام کیا جو کئی فروعی حکام کا مفید ہے، اور تحقیق ان میں سے اکثر اعتراضوں کے تام یا غیر تام جوابات دیے گئے، جیسا کہ عنایہ اور فتح وغیرہ میں اس کی تفصیل مذکور ہے، چونکہ اکثر اعتراضات کا منشا لفظ عقد اور لفظ ثمن ہے، چنانچہ درر میں ان دونوں کو چھوڑ کر یوں کہا جس چیز کا مالک ہوا ہے وہ چیز جتنے میں اس کو پڑی ہے اس کی مثل اور کچھ زیادہ کے ساتھ اس کو منتقل کرنا، یہ تعریف بھی بعض اعتراضات سے محفوظ نہیں اور ہم ان اعتراضات کی تفصیل ان کے مالہ، اور ماعلیہ کے درپے نہیں ہیں،

(۱ـ الہدایہ کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۳ / ۷۳) (۲ـ کنز الدقائق باب التولیۃ والمرابحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۳۲) (۳ـ الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام باب المرابحۃ والتولیۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۲ / ۱۸۰)

وقام العلامة البحر فى البحر الرائق ليأتى بحد جامع مانع لايرد عليه شيئ اصلا فاطال بالاستيعاب ←

....

شروط الجواز ولم يتم ايضا كما ستعرفه ان شاء الله تعالى ووقع ههنا فى نسخته المطبوعة نقل ما ملكه بغير عقد الصلح والهبة بشرط عوض بما يتعين بعين ما قام عليه او بمثله او برقمه ۱؎ الخ، قال محشيه العلامة الشامى فى المنحة قوله بما يتعين متعلق بما ملكه ۲؎ اھ وهذا يفيد انه كذلك بالباء فى نسخته وقد يجنح الى تاييده قول البحر تحت قول الماتن شرطهما (اى التولية و المرابحة كون الثمن الاول مثليا مانصه عبارة المجمع اولى وهى ولايصح ذلك حتى يكون العوض مثليا اومملوكا للمشترى، قال ولكن لابد من التقييد بالمعين للاحتراز عن الصرف فانه لايجوز ان فيهما ۱؎ اھ فانه ههنا فى بيان العوض فاوهم اشتراط ان يكون ملكه بما يتعين۔

علامہ صاحب البحر اس بات پر کمربستہ ہوئے کہ وہ بحرالرائق میں ایسی جامع مانع تعریف لائیں گے جس پر کوئی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو، چنانچہ انھوں نے شروط جواز کا احاطہ کرنے پر طویل کلام کیا مگر وہ بھی تام نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب تو جان لے گا، یہاں پر نسخہ مطبوعہ میں یوں واقع ہے کہ عقد صلح اور ہبہ بشرط عوض کے بغیر جس چیز کا متعین ثمن کے بدلے میں مالک ہوا ہے اس کو بعینہ اس ثمن کے بدلے میں جس میں اس کو پڑی یا اس کی مثل کے بدلے میں یا اس پر لکھی ہوئی قیمت کے بدلے میں منتقل کرنا الخ اس کے محشی علامہ شامی نے منحہ میں فرمایا صاحب بحر کا قول بما یتعین اس کے قول ماملکہ سے متعلق ہے اھ اور یہ اس امر کا مفید ہے کہ محشی کے پیش نسخہ میں بھی عبارت اس طرح ہے یعنی بما پر باء کے ساتھ، اور اس کی تائید کی طرف مائل ہے، ماتن کے قول تولیہ ومرابحہ دونوں کے لئے ثمن اول کا مثلی ہونا شرط ہے کے تحت وارد ہونے والا بحر کا قول جس میں اس نے نص کی کہ مجمع کی عبارت اولیٰ ہے جو یہ ہے کہ تولیہ ومرابحہ صحیح نہیں ہوتا جب تک عوض مثلی یا مشتری کی ملکیت میں نہ ہو، صاحب بحر نے کہا کہ لیکن عبارت مجمع کے لئے معین کی قید ضروری ہے تا کہ بیع صرف سے احتراز ہو جائے کیونکہ تولیہ ومرابحہ دونوں دراہم ودنانیر میں جائز نہیں اھ، کیونکہ اس عبارت میں یہ قید بیان عوض میں ہے لہٰذا اس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ معین ثمن کے عوض مالک بنا ہو۔

(۱؎ بحرالرائق کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶ / ۱۰۷) (۲؎ منحۃ الخالق علی البحرالرائق باب المرابحۃ والتولیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶ / ۱۰۷) (۱؎ بحرالرائق کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶ / ۱۰۸)

اقول: وهو ظاهر البطلان ولا قائل به احد من الناس والا لامتنعت المرابحة والتولية فى البياعات المطلقة عن أخرها لكون الاثمان فيها مما لا يتعين وقد قال الامام السمرقندى فى تحفة الفقهاء، وعنها فى غاية البيان اذا باع شيئا مرابحة على الثمن الاول، فلايخلوا ما ان يكون الثمن من ذوات الامثال كالدراهم و الدنانير والمكيل والموزون والمعدد المتقارب، اويكون من الاعداد المتفاوتة، مثل العبيد والدور والثياب والرمان و البطاطيخ وغيرهما اما اذا كان الثمن الاول مثليا فباعه مرابحة على الثمن الاول وزيادة ربح ←

....

فیجوز سواء کان الربح من جنس الثمن الاول اولم یکن بعد ان یکون شیئا مقدارا معلوما نحو الدرهم وثوب مشار الیه اودینار ۲؎ الخ

اقول: (میں کہتا ہوں) کہ اس کا باطل ہونا ظاہر ہے اور نہ ہی لوگوں میں اس کا کوئی قائل ہے ورنہ مرابحہ وتولیہ تمام بیانات مطلقہ میں ممنوع ہوجائیں گی کیونکہ ان میں ثمن غیر معین ہوتے ہیں، امام سمرقندی نے تحفۃ الفقہاء میں کہا اور اسی کے حوالے سے غایۃ البیان میں ہے کہ جب کسی نے ثمن اول پر کچھ نفع کے ساتھ کوئی چیز فروخت کی تو وہ ثمن دو حال سے خالی نہیں کہ وہ ذوات الامثال میں سے ہے جیسے درہم، دینار، کیلی، وزنی اور عددی متقارب یا وہ عددی متفاوت میں سے ہے جیسے غلام، کپڑے، مکانات، تربوز اور انار وغیرہ، بہر حال اگر ثمن اول مثلی ہو اور اس نے ثمن اول پر کچھ نفع لگا کر بیع کی تو جائز ہے چاہے وہ نفع ثمن اول کی جنس سے ہو یا نہ ہو بعد اس کے وہ معین ومعلوم شے ہو جیسے درہم اور ایسا کپڑا جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہو یا دینار الخ،

(۲؎ تحفۃ الفقہاء کتاب البیوع باب الاقالۃ والمرابحۃ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/۱۰۶)

فالصواب عندی ان الباء فی بما یتعین من خطاء النساخ وانما هو مما یتعین ای ماملکه حال کونه من الاشیاء التی یتعین فی العقود فالتعین شرط فیما ملکه وهو الذی یرید نقله مرابحة لا فی عوضه وقال فی الکفایة قوله نقل ماملکه ای من السلع لانه اذا اشتری بالدراهم الدنانیر لایجوز بیع الدنانیر بعد ذلك مرابحة ۱؎ اھ وقال فی العنایة بعد ذکر الایرادات علی حد المتن قیل فعلی هذا الاولی ان یقال نقل ماملکه من السلع بما قام عنده ۲؎ اھ وقال سعدی أفندی فی حاشیتها المراد بما ماملکه هو المملوك المعهود الذی کان الکلام الی هنا فیه اعنی السلع ۳؎ اھ،

میرے نزدیک درست بات یہ ہے کہ بما یتعین پر با کاتبوں کی غلطی سے ہے (دراصل) وہ مما یتعین ہے یعنی جس چیز کا وہ مالک ہوا درانحالیکہ وہ ان اشیاء میں سے ہو جو عقود میں متعین ہوتی ہیں چنانچہ تعین اس مملوکہ شے میں شرط ہے جس کو وہ بطور مرابحہ منتقل کرنا چاہتا ہے عوض میں تعین شرط نہیں۔ اور کفایہ میں کہا کہ ماتن کا قول کہ منتقل کرنا اس چیز کو جس کا وہ مالک ہوا، اس چیز سے سامان مراد ہے کیونکہ اگر درہموں کے بدلے دنانیر خریدے تو اس کے بعد ان دیناروں کی بیع بطور مرابحہ جائز نہیں اھ عنایہ میں متن پر وارد ہونے والے اعتراضات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا، کہا گیا ہے کہ اس بناء پر بہتر تھا کہ وہ یوں کہا جاتا کہ اس سامان کو منتقل کرنا جس کا وہ مالک ہوا اس کے بدلے میں جتنے میں اس کو پڑا اھ اور سعدی آفندی نے اس کے حاشیہ میں کہا کہ اس چیز سے مراد جس کا وہ مالک ہوا وہی مملوک معہود ہے جس میں یہاں تک کلام ہورہی ہے یعنی سامان اتنے کے بدلے میں جتنے میں اس کو پڑا اھ،(۱؎ الکفایۃ مع فتح القدیر کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۱۲۲) (۲؎ العنایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۱۲۲) (۳؎ حاشیہ چلپی کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۱۲۳)

←

....

قال فی جامع الرموز التولیۃ ان یشترط فی البیع ای بیع العرض احتراز عن الصرف فالتولیۃ والمرابحۃ لم تکونا فی بیع الدراھم ودنانیر کما فی الکفایۃ اھ وقال فی الدار لمختار المرابحۃ بیع ماملکہ من العروض بما قام علیہ وبفضل اھ[2]

جامع الرموز میں کہا تولیہ یہ ہے کہ شرط لگائی جائے بیع میں یعنی سامان کی بیع میں یہ بیع صرف سے احتراز ہے چنانچہ تولیہ ومرابحہ دونوں دراہم ودنانیر کی بیع میں نہیں ہوتے جیسا کہ کفایہ میں ہے اھ درمختار میں کہا کہ مرابحہ یہ ہے کہ سامان مملوک کو اتنے کے بدلے جتنے میں اس کو پڑا ہے اور کچھ زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا اھ۔ (ت) (۱؎ جامع الرموز کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳ /۵۳) (۲؎ درمختار کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۳۵)

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) جو چیز مرابحۃ بیچی جائے نہ تو اس کا عرض وسلع ومتاع وکیلا ہونا لازم بلکہ سونے چاندی پر بھی مرابحہ جائز ہے جبکہ سونا روپوں کو خریدا ہو یا چاندی اشرفیوں کو،

فتاوٰی عالمگیری میں ہے: اذا اشتری ذھبا بعشرۃ دراھم فباعہ بربح درھم جاز کذا فی الحاوی[3]

اگر دس درہم کا سونا خریدا اور ایک درہم نفع کے ساتھ فروخت کردیا تو جائز ہے، ایسا ہی حاوی میں ہے۔ (ت)

(۳؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصرف الباب الثالث الفصل ثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳ /۲۳۰)

اسی میں محیط سے ہے:

اذا باع قلب فضۃ وزنہ عشرۃ دراھم بدینار وتقابضا ثم باعہ بربح درھم اوبربح نصف دینار جاز اما اذا باعہ بربح نصف دینار فلانہ یصیر بائعا قلب فضۃ وزنہ عشرۃ دراھم بدینار ونصف وزنہ عشرۃ دراھم بدینار ونصف دینار لان الجنس مختلف فلا یظھر الربح واما اذا باع بربح درھم فما ذکر من الجواب ظاھر الروایۃ لانہ یصیر بائعا للقلب بدینار ودرھم، وانہ جاز لانہ یجعل بازاء الدرھم من القلب مثلہ والباقی من القلب بازاء الدینار، وعن ابی یوسف انہ لایجوز[1] الخ

اگر دس درہم وزنی چاندی کا کنگن سونے کے ایک دینار کے بدلے میں خریدا پھر ایک درہم نفع پر (ایک دینار اور ایک درہم کے بدلے میں) یا نصف دینار نفع پر (یعنی ڈیڑھ دینار کے بدلے میں) فروخت کردیا تو جائز ہے، نصف دینار نفع پر بیچنا تو اس لئے جائز ہے کہ وہ چاندی کے ایک ایسے کنگن کو ڈیڑھ دینار میں فروخت کرنے والا ہے، جس کا وزن دس درہم ہے کیونکہ جنس مختلف ہے لہٰذا نفع ظاہر نہ ہوا، رہا ایک درہم نفع پر بیچنا تو حکم مذکور ظاہر الروایہ ہے کیونکہ ایک درہم کے عوض کنگن میں سے اس کی مثل یعنی ایک درہم ہوا اور باقی کنگن دینار کے عوض ہوگیا امام ابویوسف سے مروی ہے کہ یہ جائز نہیں الخ۔ (ت)

(۱؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب الصرف الباب الثالث الفصل ثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳ /۲۳۰۔۲۳۱) ←

نہ بیع کا صرف ہونا مطلقاً اس کی ممانعت کو مستلزم، سونا کہ دس روپے کو خریدا تھا گیارہ روپے کو بیچا یا دس روپے بھر چاندی کا کنگن کہ ایک اشرفی کو مول لیا تھا ڈیڑھ اشرفی یا ایک اشرفی اور ایک روپے کو بیچا، یہ سب صرف ہی ہے اور مرابحہ اور جائز، نہ صرف نہ ہونا مطلقاً جواز مرابحہ کو کافی، من بھر گیہوں من بھر گیہوں کو خریدے تھے، ان کی بیع مرابحہ حرام ہے کہ سود ہے حالانکہ صرف نہیں۔

شرنبلالی علی الدرر میں ہے:

المثلی اذا غیبه الغاصب وقضی علیه بمثله ملکه ولا یجوز له بیعه بازید منه لکونه ربی ۲؎

غاصب نے مثلی شے کو غائب کردیا، قاضی کی طرف سے اس پر اس کی مثل دینے کا فیصلہ صادر ہوا تو اب وہ مغصوب کا مالک بن گیا اس کے لئے جائز نہیں کہ اس چیز کو اس سے زائد پر فروخت کرے کیونکہ یہ سود ہے۔ (ت)

(۲؎ غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الاحکام باب المرابحۃ والتولیۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۸۰)

ہندیہ میں محیط سے ہے:

لو اشتری مختوم حنطة بمختومی شعیر بغیر عینهما ثم تقابضا فلا بأس بان یبیع الحنطة مرابحة. و کذلك کل صنف من المکیل والموزون بصنف اٰخر اھ ۳؎، افاد بمفهوم قوله بصنف اٰخر انه لو قوبل الجنس بالجنس لم تجز المرابحة وسنعطیك دلیله ان شاء الله تعالٰی

اگر کسی نے گندم کا ایک مختوم جو کے دو غیر معین مختوموں کے بدلے میں خریدا پھر باہمی قبضہ بھی کرلیا تو گندم کو بطور مرابحہ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ایسے ہی ہر کیلی اور وزنی چیزوں کی ایک قسم کو دوسری قسم کے ساتھ بیچنے کا یہی حکم ہے اھ ہندیہ کے قول بصنف اٰخر (یعنی دوسری قسم کے ساتھ) کے مفہوم نے یہ فائدہ دیا کہ اگر جنس کا مقابلہ جنس سے ہو تو بیع مرابحہ ناجائز ہے، ہم عنقریب ان شاء اللہ تعالٰی تجھے اس کی دلیل دیں گے۔ (ت) (۳؎ فتاوٰی ہندیہ کتاب البیوع الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۱۶۱)

بلکہ تحقیق یہ ہے کہ جو شے مرابحۃً بیچی جائے اس میں دو شرطیں ہیں:

شرط اول: وہ شے معین ہو یعنی عقد معاوضہ اس کی ذات خاص سے متعلق ہوتا ہے نہ یہ کہ ایک مطلق چیز ذمہ پر لازم آتی ہو، ثمن جیسے روپیہ اشرفی عقود معاوضہ میں متعین نہیں ہوتے، ایک چیز سو روپے کو خریدی کچھ ضرور نہیں کہ یہی سو روپے جو اس وقت سامنے تھے ادا کرے بلکہ کوئی سو دے دے، اور اگر مثلاً سونے کے کنگن بیچے تو خاص یہی کنگن دینے ہوں گے، یہ نہیں کرسکتا کہ ان کو بدل کر دوسرے کنگن دے اگر چہ وزن ساخت میں ان کے مثل ہوں یہ شرط مرابحۃ و تولیہ و وضیعہ تینوں میں ہے یعنی اول سے نفع پر بیچے یا برابر کو یا کمی پر، یہاں اس شیئ کا معین ہونا اس لئے ضرور ہے کہ یہ عقد اسی شیئ مملوک سابق پر وارد کا جاتا ہے اور جب وہ معین نہیں تو نہیں کہہ سکتے کہ یہ وہی شی ہے، ولہٰذا اگر روپوں سے اشرفیاں خریدیں تو ان کو مرابحہ نہیں بیچ سکتے۔

کما نص علیه فی التبیین والفتح والعنایة والکفایة والبحر والنهر والظهیریة والخانیة وخزانة المفتین ←

....

والھندیۃ وجامع الرموز وغیرھما وان نقل عن حاشیۃ سری الدین علی الزیلعی نقل عن البدائع انہ یجوز ۱؎

جیسا کہ تبیین، فتح القدیر، عنایہ، کفایہ، بحر، نہر، ظہیریہ، خانیہ، خزانۃ المفتین، ہندیہ اور جامع الرموز میں اس پر نص کی گئی ہے اگرچہ ط نے تبیین کے حاشیہ سری الدین سے بحوالہ بدائع نقل کیا ہے کہ یہ جائز ہے۔ (ت)

(۱؎ حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۹۴)

اس لئے کہ اشرفیاں معین نہیں ہوتیں، بیچنے والا ان اشرفیوں کے بدلے دوسری اسی طرح کی دے دیتا تو جائز تھا اور اب جو یہ بیچ رہا ہے اب بھی متعین نہ ہوں گی یہ اشرفیاں دے یا ان کے ساتھ کی دوسری، تو یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ جو اشرفیاں پہلے اس کی ملک میں آئی تھی وہی اتنے نفع پر بیچیں کہ بیع مرابحہ ہو،

فتاوی امام قاضی خاں میں ہے:

رجل اشتری دنانیر بدراھم ثم باع الدنانیر مرابحۃ لایجوز لان الدنانیر لاتتعین فی البیع فلم یکن المقبوض بعقد الصرف مبیعا فی البیع الاول ۲؎۔

ایک شخص نے درہموں کے عوض دینار خریدے پھر ان دیناروں کو بطور مرابحہ بیچا تو یہ جائز نہیں کیونکہ دینار بیع متعین نہیں ہوا کرتے لہٰذا عقد صرف میں جن دیناروں پر قبضہ کیا گیا بعینہ وہی بیع اول کا مبیع قرار نہ پائے۔ (ت)

(۲؎ فتاوی قاضی خان کتاب البیوع فصل فی الاجل نولکشور لکھنو ۲/ ۴۰۱)

فتح القدیر میں ہے:

انما لم تجز المرابحۃ فی ذٰلک لان بدلی الصرف لایتعینان فلم تکن عین ھذہ الدنانیر متعینۃ لتلزم مبیعا ۱؎۔

اس میں مرابحہ اسی لئے ناجائز ہے کہ بیع صرف کے بدلین متعین نہیں ہوتے تو بعینہ یہی دینار متعین نہ ہوئے کہ ان کا مبیع ہونا لازم ہوتا۔ (ت) (۱؎ فتح القدیر کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۱۲۲)

اور اگر سونے کا گھنا روپوں کو خریدا تو اسے مرابحۃ بیچ سکتا ہے کہ وہ بیع میں متعین ہوگیا تو عقد سی مملوک اول پر واقع ہوگا۔

کما قدمناہ وبہ ظھر ان مرادھم ھنا بالعرض والسلع کل مایتعین ولم من احد النقدین وبالصرف مالایتین فیہ البدل الذی حصل فی ملک من یرید بیعہ مرابحۃ وان الاولی قول الفتح المراد نقل ماملکہ مما ھو بیع متعین بدلالۃ قولہ بالثمن الاول فان کون مقابلہ ثمنا مطلقا یفید ان ماملکہ بالضرورۃ مبیع مطلقا ۲؎ اھ۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں اور اسی سے ظاہر ہوگیا کہ یہاں پر عرض اور سلع سے فقہاء کی مراد ہر وہ چیز ہے جو متعین ہو اگرچہ نقدین میں سے کوئی ایک ہو اور عقد صرف سے ان کی مراد وہ بیع ہے جس میں وہ بدل متعین نہ ہو جو اس شخص کی ملکیت میں حاصل ہو جو بطور مرابحہ اس کو بیچنے کا ارادہ کرے، اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ فتح کا قول اولٰی ہے یعنی مراد یہ ہے کہ اس مبیع متعین کو منتقل کرنا جس کا وہ مالک ہوا ہے ←

....

اس پر دلیل اس کا قول ثمن اول ہے اس لئے کہ اس کے مقابل ثمن مطلق ہونا اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ جس چیز کا وہ مالک ہوا وہ ضروری طور پر مبیع مطلق ہے اھ(ت) (۲۔فتح القدیر کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۱۲۲)

فهذا هو تحقيق الشرط الاول (پس یہ ہے شرط اول کی تحقیق۔ت)

شرط دوم: وہ ایسا مال ربوی نہ ہو جو اپنی جنس کے بدلے لیا ہو جیسے سونا سونے یا چاندی چاندی، یا گیہوں، گیہون، یا جو جو کو، عالمگیریہ میں ہے:

ان اشترى ذهبا بذهب اوفضة بفضة لم تجز مرابحة اصلا كذا في التتارخانية ۳؎۔

اگر سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے خریدا تو اس میں مرابحہ بالکل جائز نہیں۔ یہ تتارخانیہ میں ہے۔(ت)

(۳۔فتاوی ہندیہ کتاب الصرف الباب الثالث الفصل الثانی فی المرابحۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۲۳۱)

یہ شرط مرابحہ وضیعہ اول کے اعتبار سے زیادہ یا کم بیچنے میں ہے تولیہ یعنی برابر بیچنے میں نہیں اقول: وباللہ التوفیق وجہ اس کی یہ ہے کہ جب ایک ربوی مال جس میں کمی بیشی سے سود ہوجاتا ہے اپنی جنس کے بدلے اسے ملا ہے، اب جو یہ اسے مرابحہ بیچے گا تو اس کی جنس سے بدلے گا یا غیر جنس سے، اگر جنس سے بدلے تو فرض ہوگا کہ دونوں پورے برابر ہوں، کمی بیشی کیونکر ممکن عین ربو ہے، اور اگر غیر جنس سے بدلے تو نہ مرابحہ ہوئی، نہ جائز ہوسکتی ہے، مرابحہ تو یہ تھی کہ جس عوض پر اسے پڑی ہے اسی کو مع کچھ نفع کے بیچے، یہاں عوض کی جنس بدل گئی،

وبه ظهر سقوط ما اعترض به في العناية على تعريف الهداية و تبعه في البحر اذ قال واللفظ للاكمل بالاختصار اعترض عليه بانه مشتمل على ابهام يجب عنه خلوا التعريف لان قوله بالثمن الاول اما ان يراد به عين الثمن الاول اومثله لاسبيل لا الاول لان عين الثمن الاول صار ملكا للبائع الاول، ولا الى الثاني لانه لايخلوا ما ان يراد المثل من حيث الجنس اوالمقدار الاول ليس بشرط لما في الايضاح والمحيط انه اذا باعه مرابحة فان كان ما اشتراه به له مثل جاز سواء جعل الربح من جنس راس المال الدراهم من الدراهم اومن غير الدراهم من الدنانير اوعلى العكس اذا كان معلوما يجوز به الشراء لان الكل ثمن والثاني يقتضي ان لايضم الى راس المال اجرة القصار والصباغ والطراز وغيرها ا؎ الخ والاكمل وان اجاب عنه فانما اختار الشق الاخير والبحر لم يرضه بل رده بما لايفيد الايراد الا بعدا۔

اور اس سے اس اعتراض کا ساقط ہونا ظاہر ہوگیا جو ہدایہ کی تعریف پر عنایہ میں وارد کیا گیا اور بحر نے اس کی اتباع کی اختصار الفظ اکمل کے یہ ہیں کہ اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ تعریف، (تعریف ہدایہ) ابہام پر مشتمل ہے جس سے تعریف کا خالی ہونا واجب ہے اس لئے صاحب ہدایہ کے قول ثمن اول سے مراد ثمن اول کا عین ہے یا اس کی مثل، اول کی طرف کوئی راہ نہیں کیونکہ عین اول تو بائع اول کی ملک ہوگیا اور نہ ہی ثانی کی طرف کوئی راہ ہے کیونکہ ثانی (ثمن کی مثل) دو حال سے خالی نہیں یا تو اس سے مراد جنس کے اعتبار سے ثمن اول کا ←

....

مثل ہونا ہے یا مقدار کے اعتبار سے جنس کے اعتبار سے مثلیت تو اس دلیل کی وجہ سے شرط نہیں جو ایضاح اور محیط میں ہے کہ جب اس نے بطور مرابحہ کسی چیز کی بیع کی اگر اس چیز کی مثل موجود ہے جس کے بدلے میں اس نے اس کو خریدا تھا تو یہ بیع مرابحہ جائز ہے چاہے اس نے نفع راس المال یعنی دراہم کی جنس یعنی دراہم سے رکھا یا اس کے غیر بھی یعنی دیناروں سے رکھا ہو یا اس کے برعکس صورت ہو (یعنی راس المال بجائے درھموں کے دینار ہوں) جب یہ معین ہو تو اس کے بدلے خریداری جائز ہے کیونکہ یہ سب ثمن ہیں اور اگر مقدار کے اعتبار سے مثلیت مراد ہو تو یہ مقتضی ہے اس امر کو کہ راس المال کے ساتھ دھوبی، رنگریز اور نقش ونگار وغیرہ کی اُجرت نہ ملائی جائے الخ اکمل نے اگرچہ اس کا جواب دیتے ہوئے آخری شق کو اختیار کیا مگر صاحب بحر اس پر راضی نہیں بلکہ اس کو رد کر دیا جو کہ اعتراض میں بعد کے سوا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ (۱۔ العنایۃ علی ہامش فتح القدیر باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶ / ۱۲۲)

اقول: و العجب ان المعترض حصر و البطل جمیع الشقق فکیف یعترض بالابھام لم لایحکم بالبطلان ثم العجب اشد العجب الاستناد بما نقل عن الایضاح والمحیط فانہ لامساس لہ بالمدعی کما نبہ علیہ العلامۃ سعدی أفندی حیث یقول لایخفی علیک ان ما نقلہ من ذینك الکتابین انما یدل علی عدم اشتراط مماثلۃ الربح لرأس المال جنسا لا علی عدم شرطیۃ مماثلۃ الثمن الثانی للاول فی الجنس ۲۔اھ،

اقول: (میں کہتا ہوں) تعجب ہے معترض نے حصر کرتے ہوئے تمام شقوں کو باطل قرار دیا ہے تو اس پر ابہام کا اعتراض کیسے ہو ابطلان کا حکم کیوں نہیں لگایا گیا پھر شدید ترین تعجب اس استناد پر ہے جو ایضاح اور محیط سے منقول عبارت پر کیا گیا کیونکہ اس کا مدعا سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ علامہ سعدی آفندی نے یہ کہتے ہوئے اس پر تنبیہ فرمائی کہ اے مخاطب! تجھ پر پوشیدہ نہیں کہ اکمل نے ان دونوں کتابوں سے جو نقل کیا ہے وہ تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نفع کا اعتبار جنس کے راس المال کی مثل ہونا شرط نہیں، اس بات پر وہ دلالت نہیں کرتا کہ ثمن ثانی کا باعتبار جنس کے ثمن اول کی مثل ہونا شرط نہیں اھ

(۲۔ حاشیہ سعدی آفندی علی ہامش فتح القدیر باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶ / ۱۲۲)

اقول: ولا نظر الی ما یوھمہ التصویر بالدارھم والدنانیر والتعلیل بان الکل ثمن فان الربح یجوز مطلقا من ای جنس کان ثوبا اوعبدا اوارضا او غیر ذلك بعد ان یکون مقدارا معلوما کما قدمناہ عن العنایۃ عن التحفۃ ومثلہ فی عامۃ الکتب فھذا وجہ

اقول: (میں کہتا ہوں) دراہم ودنانیر سے صورت بیان کرنا جس وہم کو پیدا کرتا ہے علامہ آفندی کو ملحوظ ہے نہ ہی وہ تعلیل جو اکمل نے یہ کہہ کر بیان کی کہ یہ سب ثمن ہیں اس لئے کہ نفع تو مطلقا جائز ہے چاہے کسی بھی جنس سے ہو یعنی چاہے کپڑا ہو یا غلام ہو یا زمین وغیرہ ہو بشرطیکہ وہ مقدار معین ہو جیسا کہ ہم عنایہ سے بحوالہ تحفۃ الفقہاء پہلے بیان کر چکے ہیں اور اس کی مثل عام کتابوں میں ہے یہ توجیہ ہے

اقول: ولا نظر الی ما یوھمہ التصویر بالدارھم والدنانیر والتعلیل بان الکل ثمن فان الربح یجوز مطلقا ←

من ای جنس کان ثوبا اوعبدا اوارضا او غیر ذٰلک بعد ان یکون مقدارا معلوما کما قدمناہ عن العنایۃ عن التحفۃ ومثلہ فی عامۃ الکتب فھذا وجہ واقول: ثانیا لئن قطعنا النظر عن ھذا لم یکن فیہ مایمنع اشتراط المجانسۃ وینفیہ فقد نصوا ان الدرھم والدینار جنس واحد فی بضع مواضع منھا المرابحۃ کما فی البحر والدر وغیرھا۔

اقول: ثانیا (میں دوبارہ کہتاہوں) اگر ہم اس سے قطع نظر کرلیں تو بھی اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جو شرط مجانست سے مانع ومنافی ہو، چنانچہ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ چند جگہوں میں درہم اور دینار جنس واحد شمار ہوتے ہیں، ان میں سے مرابحہ بھی ہو، جیسا کہ بحر اور در وغیرہ میں ہے،(۱؎ درمختار کتاب البیوع باب البیع الفاسد مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۶)(بحرالرائق کتاب البیوع باب البیع الفاسد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۸۳)

اقول: ثالثاً وھوا لقول الفصل وھادم الاعتراض من الاصل اطبقت الکتب قاطبۃ ان شرط صحۃ المرابحۃ والتولیۃ کون العوض الی الثمن الاول مثلیا وعللہ المعللون کالھدایۃ والشروح ومنھا العنایۃ والتبیین والبحر وغیرھا واللفظ للعنایۃ بان مبناھما علی الاحتراز عن الخیانۃ وشبھھا والاحتراز عن الخیانۃ فی القیمیات ان امکن، وقد لایمکن عن شبھھا لان المشتری لایشتری المبیع الابقیمۃ ماوقع فیہ من الثمن اذ لایمکن دفع عینۃ حیث لم یملکہ ولادفع مثلہ اذ الفرض عدمہ فتعیت القیمۃ وھی مجھولۃ تعرف بالخرص و الظن فیتمکن فیہ شبھۃ الخیانۃ الااذا کان المشتری باعہ مرابحۃ ممن ملک ذٰلک البدل من البائع الاول بسبب من الاسباب فانہ یشتریہ مرابحۃ بربح معلوم من دراھم او شیئ من المکیل والموزون الموصوف لاقتدارہ علی الوفاء بما التزمہ ا۱؎ اھ

اقول: ثالثاً (میں سہ بارہ کہتاہوں) جو قول فیصلہ کن اور اعتراض کو سرے سے منہدم کردینے والا ہے کہ تمام کتابیں اس پر متفق ہیں کہ تولیہ ومرابحہ کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ عوض یعنی ثمن اول مثلی ہو اور علت بیان کرنے والوں جیسے ہدایہ اور اس کی شروحات عنایہ، تبیین اور بحر وغیرہ نے اس کی علت یوں بیان کی، لفظ عنایہ کے ہیں کہ ان دونوں (تولیہ ومرابحہ) کی بناء خیانت اور شبہ خیانت سے اجتناب پر ہے جبکہ قیمتی چیزوں میں اگرچہ خیانت سے اجتناب ممکن ہے مگر شبہ خیانت سے اجتناب کبھی ممکن نہیں ہوتا کیونکہ مرابحہ میں مشتری مبیع کو اس قیمت کے بدلے ہی خرید سکتا ہے جس میں ثمن واقع ہوا نہ کہ عین ثمن کے بدلے کیونکہ جب وہ اس کا مالک ہی نہیں تو اس کا دینا اس کے لیے ناممکن ہے اور نہ ہی مثل ثمن کے بدلے کیونکہ مفروض اس کا عدم ہے تو قیمت ہی متعین ہوئی اور وہ مجہول ہے جو کہ ظن وتخمینہ سے پہچانی جاتی ہے لہٰذا اس میں شبہ خیانت پایا جاتاہے سوائے اس کے کہ جب مشتری اول مبیع کو اس شخص کے ہاتھ بطور مرابحہ بیچے جو اس بائع اول سے اس مبیع کے بدل کا کسی سبب سے مالک بن چکا ہے کیونکہ اس صورت میں مشتری ثانی اس مبیع کو دراہم یا کسی کیلی وزنی شے میں سے معین ومعلوم نفع پر خرید رہا ہے یہ اس لئے ہے کہ مشتری ثانی نے جس چیز کا التزام کیا ہے وہ اس کی ادائیگی پر قادر ہے اھ،

(۱؎ العنایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۱۲۴) ←

....

اقول: ولاتنس ماقدمنا ان الربح سائغ مطلقا ولو ثوبا کما نص علیه فی التحفة وقال فی التحفة وقال فی الفتح لو کان ما اشتراه به وصل الی من یبیعه منه فرابحه علیه بربح معین کان یقول ابیعك مرابحة علی الثوب الذی بیدك وربح درهم او کرشعیرا وربح هذا الثوب جاز اھ ا۔ فالقصر علی المکیل والموزون لامفهوم له ومن البین ان اشتراط مثلیة الثمن الاول یوجب المماثلة بینه وبین الثمن الثانی فی الجنس اذا لاه لعاد علی مقصوده بالنقص فان الشیئ ولو مثلیا اذا بدل بخلاف جنسه خرج المثل من البین وآل الامر الی التقویم فهناك قلتم لایمکنه دفع مثله اذا الفرض عدمه وههنا نقول لایمکن دفعه مثله اذ الفرض ان البیع الثانی بخلاف جنسه وهذا کان شیئا واضحا فی غایة الوضوح فسبحان الذی اذهل هؤلاء الاکابر من مثله ولاعصمة الالکلام الله وکلام الرسول جل جلاله وصلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

اقول: (میں کہتا ہوں) جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اس کو مت بھولیں کہ نفع مطلقاً جاری ہوتا ہے اگر چہ کپڑا ہو جیسا کہ فتح میں کہا کہ اگر کسی طرح مبیع کے ثمن اس شخص کے پاس پہنچ جائیں جس کے ہاتھ اب یہ بیع بطور مرابحہ بیچ رہا ہے اور اس ثمن پر معین نفع لگائے مثلاً یوں کہے کہ میں یہ چیز بطور مرابحہ تجھ پر فروخت کرتا ہوں اس کپڑے کے عوض جو تیرے قبضے میں ہے اور ایک درہم کے نفع پر یا ایک کُر جو کے نفع پر یا اس کپڑے کے نفع پر تو یہ بیع مرابحہ جائز ہے اھ چنانچہ نفع کے کیلی اور وزنی اشیاء میں اقتصار کا کوئی مفہوم نہیں، اور ظاہر ہے ثمن اول کے مثل ہونے کی شرط اس بات کو واجب کرتی ہے کہ ثمن اول اور ثمن ثانی کے درمیان جنس کے اعتبار سے مماثلت ہو اس لئے کہ اگر ایسا نہ ہو تو یہ امر مقصود پر بطور نقض لوٹے گا کیونکہ کوئی شے اگر چہ مثلی ہو جب غیر جنس سے بدلی جائے تو مماثلت درمیان سے نکل جاتی ہے اور معاملہ قیمت لگانے کی طرف لوٹ آتا ہے، وہاں تم نے کہا کہ ثمن اول کی مثل دینا ممکن نہیں کیونکہ مفروض اس کا عدم ہے تو یہاں ہم کہتے ہیں کہ اس کی مثل دینا ممکن نہیں کیونکہ مفروض یہ ہے کہ بیع ثانی اس کی جنس کے غیر بدلے میں ہے یہ انتہائی واضح چیز ہے، پاک ہے وہ جس نے ان اکابر کو اس جیسی ظاہر چیز بھلادی، خطا سے پاک تو صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (ت)

(اے فتح القدیر کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۱۲۴)

اور نا جائز یوں ہوئی جس کا بیان ابھی عنایہ وغیرہا کے حوالے سے گزرا کہ غیر جنس کا عوض اول کے مثل ومساوی ہونا محض تخمین واندازہ سے ہوگا اور تخمین میں غلطی کا احتمال ہے اور مرابحہ کی بناء کمال امانت پر ہے اس میں خیانت کا شبہ بھی حرام ہے پورا ٹھیک ٹھیک ثمن اول کا مساوی بتا کر اس پر نفع باندھے، غیر جنس میں ٹھیک مساوات بتانا محال ہے لہٰذا مال ربوی جب اپنی جنس کے عوض کیا ہوا سے مرابحۃ بیچنا ناممکن وحرام ہے، یہ وہ شرط ثانی ضروری ولازمی وواجب تھی جس سے بحر الرائق میں باوصف استقصاء کے غفلت واقع ہوئی،

وهذا ما وعدناك من قبل بان الحد الذی اتی به لم یتم ایضا وکان علیه ان یزید بعض قوله "ممایتعین" غیر ربوی قوبل بجنسه ثم العجب من العلامة المحقق ابی الاخلاص حسن الشرنبلالی رحمه الله تعالیٰ اذا ←

ورد علی تعریف الطلاب الخ لو بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه بزیادة لمسئلة المغنی لو غیبه الغاصب وضمن وملك ولا یرابح کما قدمنا عنه. قال ولا یرد علی من قال بیع بمثل الثمن الاول اھ۔

یہ وہ ہے جس کا ہم نے آپ کے ساتھ پہلے وعدہ کیا تھا کہ جو تعریف علامہ بحر نے بیان کی ہے وہ بھی تام نہیں، ان پر لازم تھا کہ وہ اپنے قول مماثمین کے بعد یہ الفاظ بڑھاتے غیر ربوی قوبل بجنسہ یعنی وہ چیز مال ربوٰی کا غیر ہو جس کا مقابلہ اس کی جنس سے کیا گیا ہو، پھر علامہ محقق ابوالاخلاص حسن شرنبلالی رحمہ اللہ تعالٰی پر حیرت ہے کہ جب درر کی اس تعریف وہ ملوک چیز کی بیع ہے اس کی مثل کے ساتھ جتنے میں اس کو پڑی مع کچھ زیادتی کے پر اس مسئلہ کے ساتھ اعتراض وارد ہوا کہ غاصب دینے پر وہ اس شیئ کو غائب کردیا اور اس کا ضمان دینے پر وہ اس شیئ مغصوب کا مالک بن گیا اس کے باوجود وہ اس میں بیع مرابحہ نہیں کرسکتا جیسا کہ اس سے نقل کرچکے ہیں، تو علامہ ابوالاخلاص حسن شرنبلالی نے فرمایا کہ یہ اعتراض اس پر وارد نہیں ہوتا جس نے تعریف میں یوں کہا کہ بیع بمثل الثمن الاول یعنی ثمن اول کی مثل کے بدلے بیع کرنا، (اے غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ درر الاحکام باب المرابحۃ والتولیۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۲ /۱۸۰)

اقول: صور بضمان الغصب فصدق ماقام علیه ولم یصدق الثمن ولو صور بربوی ملکه بجنسه کبر ببر لعم الضمان والاثمان وورد علی الکل بالسویة فهذا تحقیق الشرط الثانی وقد تفضل علی المولی سبحانه وتعالٰی بهذا المباحث فاتقنها فانك لاتجده فی محل اٰخر والله الحمد علی تواتر الائه والصلوة والسلام علی سید انبیائه محمد واٰله واحبائه۔

اقول: (میں کہتا ہوں) ضمان غصب کے ساتھ صورت بیان کی گئی ہو جو ماقام علیہ پر صادق اور ثمن پر صادق نہیں اگر ایسے مال ربوی کے ساتھ صورت بیان کی جاتی جس کا وہ اس کی جنس کے بدلے میں مالک ہوا جیسے گندم کے بدلے گندم تو یہ صورت ضمان غصب اور ثمنوں کو شامل ہوتی اور سب پر اعتراض کا ورود برابر ہوتا۔ یہ شرط ثانی کی تحقیق ہے۔ بیشک مولٰی سبحانہ وتعالٰی نے ان مباحث جلیلہ کے سبب مجھ پر فضل فرمایا اور تو ان کو محفوظ کر کہ انھیں تو دوسری جگہ نہیں پائے گا۔ ان مسلسل نعمتوں کے عطا ہونے پر اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمد ہے اور درود وسلام ہو نبیوں کے سردار محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کی آل واحباب پر۔ (ت)

جب یہ اصل اصیل منقح ہولی اب جواب مسئلہ کی طرف چلئے فاقول: وباللہ التوفیق (تو میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ ت) نوٹ میں شرط دوم تو خود موجود ہے کہ وہ سرے سے مال ربوٰی ہی نہیں نہ وہ اور روپے یا اشرفی متحد الجنس۔ اور شرط اول اس کی نفس ذات میں تو متحقق ہے کہ وہ فی نفسہٖ ایک عرض ومتاع ہے نہ ثمن مگر بذریعہ اصطلاح اسے ثمنیت عارض ہے اور جب تک رائج رہے گا اور عاقدین بالقصد اسے متعین نہ کریں گے عقود معاوضہ متعین نہ ہوگا۔ اور اوپر معلوم ہولیا کہ یہاں تعین دونوں وقت درکار ہے ملک اول کے وقت اور اس بیع مرابحہ کے وقت تاکہ صادق آئے کہ وہی شے جو پہلے اس کی ملک میں آئی تھی اس نفع پر بیچی۔ وقت مرابحہ کا تعین بھی خود ہی ظاہر ہے کہ جب مرابحہ بے تعین ناممکن اور وہ قصد مرابحہ کررہے ہیں ضرور اسے متعین کرلیا جس طرح پیسوں کی بیع سلم میں ہمارے ائمہ کے ←

....

اجماع سے اور ایک پیسہ معین دو پیسے معین کو بیچنے میں ہمارے امام اعظم وامام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نزدیک ہے جس کی تحقیق ہمارے رسالہ کفل الفقیہ الفاہم میں ہے۔

وقلت فی الوفاقیة ان المسلم فیه لایکون ثمنا قط فاقدامها علی جعلها مسلما فیها دلیل علی الابطال ا۔ اھ ای ابطال الاصطلاح علی الثمینة القاضیة بعدم التعیین وفی الهدایة فی الخلافیة لهما ان الثمینة فی حقهما باصطلاحهما فتبطل باصطلاحهما ا۔ اھ وقلت فیها فی هامش الکفل ان الحاجة الی تصحیح العقد تکفی قرینة علی ذٰلك ولا یلزم کون ذٰلك ناشئا عن نفس ذات العقد کمن باع درهما ودینارین بدرهمین ودینار یحمل علی الجواز صرفا للجنس الی خلاف الجنس مع ان نفس ذات العقد لاتابی مقابلة الجنس بالجنس واحتمال الرباء کتحققه فما الحامل علیه الاحاجة التصحیح وکم له من نظیر ۲۔

میں نے اتفاقی اور اجماعی مسئلہ میں کہا کہ مسلم فیہ کبھی بھی ثمن نہیں ہوسکتا لہٰذا بائع اور مشتری کا پیسوں کو مسلم فیہ بنانے کا اقدام دلیل ابطال ہے اھ یعنی اصطلاح ثمنیت کا ابطال جو عدم تعیین کا تقاضا کرتی ہے اور ہدایہ میں اختلافی مسئلہ کے بارے میں شیخین کی دلیل یوں بیان کی کہ بائع اور مشتری کے حق میں ثمنیت ان دونوں کی اصطلاح کی وجہ سے ہے لہٰذا ان دونوں کی اصطلاح سے باطل ہوجائے گی۔ اور میں نے اس مسئلہ اختلافیہ کے بارے میں کفل الفقیہ کے حاشیہ پر کہا ہے کہ عقد کو صحیح کرنے کی حاجت اس پر کافی قرینہ ہے اس کا نفس عقد سے ناشی ہونا لازم نہیں جیسے کسی نے ایک درہم اور دو دینار کو دو درہموں اور ایک دینار کے عوض فروخت کیا۔ تو جنس کو غیر جنس کی طرف پھیرتے ہوئے اس کو جواز پر محمول کریں گے باوجودیکہ خود ذات عقد جنس کا مقابلہ جنس سے کرنے سے انکار نہیں کرتی اور سود کا احتمال بھی حقیقت سود کی طرح ہے تو سوائے تصحیح عقد کی حاجت کے اس کا کوئی باعث نہیں اور اس کی متعدد نظیریں ہیں۔ (ت) (۱؎ کفل الفقیہ الفاہم امام العاشر نوری کتب خانہ داتا دربار لاہور ص ۶۲۔۶۱) (کفل الفقیہ الفاہم امام العاشر منظمۃ الدعوۃ الاسلامیہ لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۷) (۱؎ الہدایۃ کتاب البیوع باب السلم مطبع مجتبائی دہلی ۳/ ۹۴) (۲؎ کفل الفقیہ الفاہم امام العاشر حاشیہ نوری کتب خانہ داتا دربار لاہور ص ۶۲)

(کفل الفقیہ الفاہم امام العاشر منظمۃ الدعوۃ الاسلامیہ لوہاری دروازہ لاہور ص ۴۸)

اب نہ رہی مگر وقت میں نظر۔ اگر یہ نوٹ کسی نے اسے ہبہ کیا تھا یا اس پر تصدق کیا یا بذریعہ وصیت یا مورث کے ترکہ میں اسے ملا یا اس نے کسی سے چھین لیا اور تاوان دے دیا یا کسی کا اس کے پاس امانت رکھا تھا اس سے منکر ہو کر تاوان دے کر بیچ لیا تو ان صورتوں میں اسے بیع مرابحہ کر سکتا ہے کہ اب سب وجوہ میں خود روپے اشرفی معین ہوتے ہیں جو ثمن خلقی ہیں نوٹ تو ثمن اصطلاحی ہے، پہلی چار صورتوں میں تو بازار کے بھاؤ سے اس کی قیمت بتا کر اس پر نفع لگائے مثلاً یہ نوٹ سو روپے کا ہے میں نے تیرے ہاتھ اتنی روپے کے نفع پر بیچا اور پچھلی دو صورتوں میں جو کچھ تاوان دینا پڑا ہو وہ بتا کر اس پر نفع رکھے کہ یہ نوٹ مجھے اتنے میں پڑا اور اتنے نفع پر میں نے تیرے ہاتھ بیچ کیا۔

درمختار میں ہے: المرابحة بیع ما ملکه ولو بهبة اوارث اووصیة اوغصب ا۔ مرابحہ اس چیز کی بیع ہے جس کا مالک بنا اگرچہ ہبہ، میراث، ــــــ

....

وصیت یا غصب کے سبب سے مالک بنا ہو۔ (ت) (۱؎ درمختار کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۵)

بحر میں ہے:

الغصب اذا ضمنہ جازلہ بیعہ مرابحۃ وتولیۃ علی ماضمن وماملکہ بہبۃ اوارث اووصیۃ اذا قومہ فلہ المرابحۃ علی القیمۃ اذا کان صادقا فی التقویم اھ ملتقطا۔ ۲؎

غصب کا جب تاوان دے دیا تو اب اس تاوان پر غصب کی بیع بطور مرابحہ یا بطور تولیہ جائز ہے اور جس چیز کا ہبہ، میراث یا وصیت کے ذریعے مالک بنا جب اس کی قیمت مقرر کرے تو اس قیمت پر اس مملوک چیز کی بیع مرابحہ کرسکتا ہے بشرطیکہ قیمت مقرر کرنے میں سچا ہو اھ التقاط (ت) (۲؎ البحرالرائق کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۱۰۷)

اشباہ پھر ردالمحتار میں ہے:

تتعین ای الدراھم والدنانیر فی الامانات والھبۃ والصدقۃ والشرکۃ والمضاربۃ والغصب ۳؎

امانتوں۔ ہبہ، صدقہ، شرکت، مضاربہ اور غصب میں دراہم ودنانیر متعین ہوجاتے ہیں (ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۲۹)

یونہی اگر یہ نوٹ بیع سلم سے مول لیا اس پر مرابحہ کرسکتا ہے مثلاً نوے روپے کے بدلے سو کی رقم کا نوٹ ایک مہینہ کے وعدہ پر خریدا یہ نوٹ معین ہوگیا لما قدمنا۔ (اس دلیل کی وجہ سے جس کا ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں۔ت) اب نوے روپے اصل ثمن لگا کر اس پر نفع معین کرے سو روپے اصل قیمت کو ٹھہرا کر اس پر نفع لگانا حرام ہوگا یونہی اگر نوٹ اور خریدنے میں صاف تصریح کردی کہ خاص یہ نوٹ بعینہ اتنے کو بیچا کہ ایسی صریح تصریح سے ثمن اصطلاحی متعین ہوجاتا ہے تو جتنے کو لیا اتنے پر مرابحہ کرسکتا ہے اور صرف اس کے کہنے سے کہ یہ نوٹ اتنے کو بیچا معین نہ ہوگا جب تک عاقدین صاف تصریح نہ کریں کہ خاص اس کی ذات سے عقد بیع کا متعلق کرنا مقصود ہے۔

تبیین الحقائق میں ہے:

صح البیع بالفلوس النافقۃ وان لم یعین لانہا اموال معلومۃ صارت ثمنا بالاصطلاح فجاز بہا البیع ووجب فی الذمۃ کالدراھم والدنانیر وان عینہا لاتتعین لانہا صارت ثمنا باصطلاح الناس ولہ ان یعطیہ غیرھما لان الثمنیۃ لاتبطل بتعیینہا لان التعیین یحتمل ان یکون لبیان قدر الواجب ووصفہ کما فی الدراھم، ویجوز ان یکون لتعلیق الحکم بعینہا فلا یبطل الاصطلاح بالمحتمل مالم یصرحا بابطالہ بان یقولا اردنا بہ تعلیق الحکم بعینہا فحینئذ یتعلق العقد بعینہا بخلاف ما اذا باع فلسا بفلسین باعیانہما حیث یتعین من غیر تصریح لانہ لو لم یتعین لفسد البیع علی مابینا من قبل فکان فیہ ضرورۃ تحریا للجواز وھنا یجوز علی التقدیرین فلاحاجۃ الی ابطال اصطلاح الکافۃ ۱؎

←

....

رائج پیسوں کے ساتھ بیع جائز ہے اگرچہ متعین نہ ہوں کیونکہ وہ اموال معلومہ ہیں جو کہ اصطلاح کے سبب سے ثمن بنے ہیں تو ان کے ساتھ بیع جائز ہوگی اور یہ ذمہ پر ہونگے جیسا کہ دراہم ودنانیر کا حکم ہے اگر ان کو متعین کرے تب بھی یہ متعین نہ ہونگے کیونکہ یہ لوگوں کے اصطلاح سے ثمن بنے ہیں اور تعیین کے باوجود اس کو دوسرے پیسے دینے کا اختیار ہے کیونکہ ان کی تعیین سے ثمنیت باطل نہیں ہوتی کیونکہ تعیین میں احتمال ہے کہ وہ واجب کی مقدار اور وصف کو بیان کرنے کے لئے ہو اور یہ بھی ممکن ہے حکم کو ان معین پیسوں کی ذات سے معین کرنے کے لئے ہو چنانچہ محض احتمال سے اصطلاح باطل نہیں ہوتی جب تک بائع اور مشتری اس کو باطل کرنے کی تصریح نہ کریں بایں طور کہ وہ یوں کہیں کہ ہم نے خاص انہی پیسوں سے حکم کو مطلق کرنے کا ارادہ کیا ہے اس وقت خاص ان ہی معین پیسوں سے عقد متعلق ہوگا بخلاف اس صورت کے جب کسی نے دو معین پیسوں کے عوض ایک پیسہ فروخت کیا کیونکہ یہاں بغیر تصریح کے وہ متعین ہوجائیں گے اس لئے کہ اگر اس صورت میں وہ متعین نہ ہوں تو بیع فاسد ہوگی اس وجہ سے جو ہم نے پہلے بیان کردی ہے تو اس میں تلاش جواز کی ضرورت ہوئی اور یہاں دونوں صورتوں میں بیع جائز ہوگی لہٰذا اتمام کی اصطلاح کو باطل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔(ت)

(اے تبیین الحقائق کتاب الصرف المطبعۃ الکبرٰی الامیریہ مصر ۴/ ۱۴۳)

ہاں بغیر اس تصریح کے جس طرح عام طور پر نوٹ کی خرید وفروخت ہوتی ہے نوٹ معین نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر یہ نوٹ سو روپے کو بیچا بائع کو اختیار ہے کہ یہ خاص نوٹ نہ دے اس کے بدلے اور کوئی نوٹ کا سو کا دے دے جبکہ چلن میں اس کا مساوی ہو اور اگر ابھی یہ نوٹ مشتری کو نہ دینے پایا تھا کہ جل گیا، پھٹ گیا، تلف ہوگیا تو بیع باطل نہ ہوئی کہ خاص اس نوٹ کی ذات اسے متعین نہ تھی دوسرا دے تو اس عام طور کے خریدے ہوئے نوٹوں پر مرابحہ نہیں کرسکتا کہ وہ معین ہو کر اس کی ملکیت میں نہ آئے، کما بیناہ انفا (جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ت) اسی طرح اگر عورت کا مہر نوٹ قرار پائے تھے وہ اس نے شوہر سے اپنے مہر میں پائے انھیں مرابحہ نہیں بیچ سکتی کہ اثمان مہر میں متعین نہیں ہوتے۔ اشباہ پھر ردالمحتار میں ہے: لایتعین فی المهر ولوبعد الطلاق قبل الدخول فترد مثل نصفه ولذا لزمها زكوته لونصابا حوليا عندها اے اھ۔ثمن مہر میں متعین نہیں ہوتے اگرچہ دخول سے قبل طلاق کے بعد ہوں تو اس صورت میں مطلقہ نصف مہر کی مثل واپس کرے گی اسی وجہ سے اس عورت پر اس مہر کی زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ نصاب کے برابر ہوں اور سال بھر عورت کے پاس رہے اھ، (اے ردالمحتار کتاب البیوع باب البیع الفاسد داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۱۲۹) (الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام النقد ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۱۵۹)

اقول: والوجه فيه ان المهر ايضا معاوضة والاثمان لاتتعين فى المعاوضات وتتعين فيما وراءها من التبرعات وفيها الهبة والصدقة ومن الامانات ومنها المضاربة والشركة والوكالة والوديعة كلها بعد التسليم اما قبله فلا مطالبة ولا استحقاق وانما النظر فى تعين النقود وعدمه من هذه الجهة كما فى احكام النقد من الاشباه اھ۔

←

اقول: (میں کہتا ہوں) [illegible] [illegible] سوا یعنی تبرعات، امانات اور غصبات میں متعین ہوجاتے ہیں، ہبہ اور صدقہ تبرعات میں سے ہیں جبکہ مضاربت، شرکت، وکالت اور ودیعت امانات میں سے ہیں۔ ان سب میں تعین تسلیم کے بعد ہوتا رہا ہے قبل از تسلیم تو اس صورت میں نہ مطالبہ نہ کوئی استحقاق، نقود کے تعین اور عدم تعین میں نظر صرف اسی جہت (بعد از تسلیم) سے ہے جیسا کہ اشباہ کی فصل احکام النقد میں ہے۔

(۱؎ الاشباہ والنظائر احکام النقد ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۵۹۔۱۵۸)

اقول: ولذا لم تتعین فی النذر اذ لیس مطالب الا ما فیہ قربۃ ولا قربۃ فی خصوص نقد او وقت او فقیر کما فی جامع الفصولین ۲؎ من الفصل السابع عشر ومن الغصبیات ویلتحق بہا المقبوض فی الصرف اذا فسد بالتفریق قبل قبض بدل و فی البیع اذا فسد علی ماھو الاصح لکونہ واجب الرد وفی الدعوی اذا ادعی اخر مالا فقضی لہ فقبض ثم اقرانہ کان مبطلا فیہا اما الدین المشترک اذا قبضہ احدھما یؤمر بردحصۃ صاحبہ من عین المقبوض۔

اقول: اسی لئے نقود نذر میں متعین نہیں ہوتے کیونکہ مطالبہ صرف اس چیز کا ہوتا ہے جس میں قربت ہو جبکہ نقد یا وقت یا فقیر کے خاص ہونے میں کوئی قربت نہیں جیسا کہ جامع الفصولین فصل ۱۷ میں ہے، اور بیع صرف میں جس چیز پر قبضہ کیا جائے وہ غصبیات کے ساتھ ملحق ہوجاتی ہے جبکہ بدل صرف پر قبضہ کرنے سے پہلے تفریق کی وجہ سے عقد صرف فاسد ہوجائے، اور مذہب اصح کے مطابق بیع فاسد میں بھی غصب سے ملحق ہے کیونکہ اس کا رد کرنا واجب ہے اور یوں ہی دعوٰی میں ہے اگر کسی نے دوسرے پر کچھ مال کا دعوٰی کیا پھر فیصلہ کے حق میں ہونے اور قبضہ کرنے کے بعد اس نے اقرار کیا کہ وہ اس دعوٰی میں باطل پر تھا یعنی جھوٹا تھا۔ رہا دین مشترک تو اگر اس پر دو شریکوں میں سے ایک نے قبضہ کرلیا تو اس کو حکم دیا جائے گا کہ وہ عین مقبوض میں سے اپنے شریک کا حصہ اس کو دے۔

(۲؎ جامع الفصولین الفصل السابع عشر اسلامی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۳۰)

اقول: ان کان قبضہ بحق فامین اولا فغاصب فانحصر الامر فیما ابدیت من الضابط وللہ الحمد اتقنہ فانک لا تجدہ فی غیر ھذہ السطور والحمد للہ علی تواتر الائہ بالوفور۔

اقول: (میں کہتا ہوں) اگر اس نے حق کے ساتھ قبضہ کیا تو امین ہے اور اگر ناحق قبضہ کیا ہے تو غاصب ہے۔ چنانچہ جو ضابطہ میں نے بیان کیا ہے معاملہ اسی پر منحصر ہوا۔ اللہ تعالٰی کے لئے ہی حمد ہے۔ اسے محفوظ کرلو کہ اس کو تو ان سطور میں کے غیر میں نہ پائیگا۔ اور مسلسل وافر نعمتوں کی عطا پر تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔ (ت)

پھر جہاں نوٹ پر مرابحہ منع ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ملک اول کے لحاظ سے نفع مقرر نہیں کرسکتا ابتدائے بیع بے لحاظ سابق کرے جسے مساومہ کہتے ہیں۔ تو اختیار ہے جتنے کو چاہے بیچے اگرچہ دس کا نوٹ ہزار کو۔

←

....

بحر میں ہے:

قید بقوله لم یرابح لانه یصح مساومة لان منع المرابحة انما هی للشبهة فی حق العباد لافی حق الشرع وتمامه فی البنایة۱ ـ

ماتن نے یہ قید لگائی کہ وہ بیع مرابحہ نہیں کرسکتا کیونکہ بیع مساومہ اس میں صحیح ہے اس لئے کہ مرابحہ کی ممانعت حقوق العباد میں شبہ کی وجہ سے ہے نہ کہ حق شرعی میں۔ اس کی پوری بحث بنایہ میں ہے۔ (ت)

(۱ ـ البحرالرائق کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶ /۱۱۱)

اور جہاں مرابحہ جائز ہے اور یوں مرابحہ کیا جس طرح سوال میں مذکور ہے کہ لکھی ہوئی رقم سے مثلاً فی روپیہ ایک آنہ زیادہ لوں گا تو اس کے لئے ضرور ہے کہ مشتری کو بھی اس کی رقم معلوم ہو اور جانے کہ مجموع یہ ہوا اور نہ اگر کسی ناخواندہ کے ہاتھ بیچا ہے معلوم نہیں کہ یہ نوٹ کتنے کا ہے اس صورت میں اگر اسی جلسہ بیع میں اسے علم ہوگیا کہ یہ مثلاً سو روپے کا ہے اور مجھے ایک سو چھ روپے چار آنے میں دیا جاتا ہے تو بعد علم اسے اختیار ہے کہ خریداری پر قائم رہے یا انکار کردے اور اگر ختم جلسہ بیع تک اسے علم نہ ہو تو بیع فاسد و حرام و واجب الفسخ ہوگئی اگرچہ بعد کو اسے علم ہوجائے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال فی النهر لو کان البدل مثلیا فباعه به وبعشرة ای بعشر ذٰلك المثل فان کان المشتری یعلم جملة ذٰلك صح والا فان علم فی المجلس خیر والا فسد۲ ـ

نہر میں کہا کہ اگر بدل مثلی ہے اور اس نے اس مثلی بدل اور مزید اس کے عشر یعنی اس مثل کے دسویں حصہ کے عوض بیع کی، اس صورت میں اگر مشتری کو اس تمام کا علم ہے تو بیع صحیح ہے اور اگر علم نہیں تھا مگر اسی مجلس میں اس کو معلوم ہوگیا تو اسے اختیار ہے ورنہ فاسد ہوگی۔ (ت)

(۲ ـ ردالمحتار کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴ /۱۵۴)

ہدایہ باب المرابحہ میں ہے:

اذا حصل العلم فی المجلس جعل کابتداء العقد وصار کتاخیر القبول الی اٰخر المجلس وبعد الافتراق قد تقرر فلا یقبل الاصلاح ونظیره بیع الشیئ برقمه۱ ـ

(۱ ـ الہدایہ کتاب البیوع باب المرابحۃ والتولیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۳ /۷۷ ـ ۷۶)

واللہ تعالٰی اعلم۔ جب مشتری کو مجلس کے اندر ثمن کا علم ہوگیا تو اس کی ابتداء عقد کی طرح قرار دیا جائے گا اور یہ آخر مجلس تک قبول کو مؤخر کرنے کی مثل ہوگیا اور جدائی (تبدیلی مجلس) کے بعد اگر علم ہوا تو اب چونکہ فساد مستحکم ہوچکا ہے لہذا یہ بیع اصلاح کو قبول نہیں کرے گی اور اس کی نظیر کسی شے کو اس کی لکھی ہوئی قیمت کے عوض فروخت کرنا ہے۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ ت)

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۱۴۱ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مسئلہ ۲: روپے اور اشرفی میں مرابحہ نہیں ہوسکتا مثلاً ایک اشرفی پندرہ روپے کو خریدی اور اس کو ایک روپیہ یا کم وبیش نفع لگا کر مرابحۃً بیع کرنا چاہتا ہے یہ جائز نہیں۔(2)

مسئلہ ۳: مرابحہ یا تولیہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس چیز کے بدلے میں مشتری (خریدار) اول نے خریدی ہے وہ مثلی ہوتا کہ مشتری (خریدار) ثانی وہ ثمن قرار دیکر خرید سکتا ہو اور اگر مثلی نہ ہو بلکہ قیمی ہو تو یہ ضرور ہے کہ مشتری (خریدار) ثانی اُس چیز کا مالک ہو مثلاً زید نے عمرو سے کپڑے کے بدلے میں غلام خریدا پھر اس غلام کا بکر سے مرابحہ یا تولیہ کرنا چاہتا ہے اگر بکر نے وہی کپڑا عمرو سے خرید لیا ہے یا کسی طرح بکر کی ملک میں آچکا ہے تو مرابحہ ہوسکتا ہے یا بکر نے اُسی کپڑے کے عوض میں مرابحہ کیا اور ابھی وہ کپڑا عمرو ہی کی ملک ہے مگر بعد عقد عمرو نے عقد کو جائز کر دیا تو وہ مرابحہ بھی درست ہے۔(3)

مسئلہ ۴: مرابحہ میں جو نفع قرار پایا ہے اُس کا معلوم ہونا ضروری ہے اور اگر وہ نفع قیمی ہو تو اشارہ کر کے اُسے معین کر دیا گیا ہو مثلاً فلاں چیز جو تم نے دس روپے کو خریدی ہے میرے ہاتھ دس روپے اور اس کپڑے کے عوض میں بیع کر دو۔(4)

مسئلہ ۵: ثمن سے مراد وہ ہے جس پر عقد واقع ہوا ہو فرض کرو مثلاً دس روپے میں عقد ہوا مگر مشتری (خریدار) نے اُن کے عوض میں کوئی دوسری چیز بائع کو دی چاہے یہ اُسی قیمت کی ہو یا کم وبیش کی بہر حال مرابحہ وتولیہ میں دس روپے کا لحاظ ہوگا نہ اُس کا جو مشتری (خریدار) نے دیا۔(5)

مسئلہ ۶: دہ یازدہ کے نفع پر مرابحہ ہوا (یعنی ہر دس پر ایک روپیہ نفع دس کی چیز ہے تو گیارہ، بیس کی ہے تو بائیس وعلٰی ہٰذا القیاس) اگر ثمن اول قیمی ہے مثلاً کوئی چیز ایک گھوڑے کے بدلے میں خریدی ہے اور وہ گھوڑا اس مشتری (خریدار) ثانی کو مل گیا جو مرابحۃً خریدنا چاہتا ہے اور دہ یازدہ کے طور پر خریدا اور مطلب یہ ہوا کہ گھوڑا دے گا اور گھوڑے کی جو قیمت ہے اُس میں فی دہائی ایک روپیہ دیگا یہ بیع درست نہیں کہ گھوڑے کی قیمت مجہول ہے (معلوم نہیں ہے) لہٰذا نفع کی مقدار مجہول اور اگر بیع اول کا ثمن مثلی ہو مثلاً پہلے مشتری (خریدار) نے سو روپے کے عوض میں

---

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۰.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۲.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۲.

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۳.

(5) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۵.

خریدی اور دہ یازدہ کے نفع سے بیچی اس کا محصل (حاصل) ایک سو دس روپے ہوا اگر یہ پوری مقدار مشتری (خریدار) کو معلوم ہو جب تو صحیح ہے اور معلوم نہ ہوا اور اُسی مجلس میں اُسے ظاہر کر دیا گیا ہو تو اُسے اختیار ہے کہ لے یا نہ لے اور اگر مجلس میں بھی معلوم نہ ہوا تو بیع فاسد ہے۔(6) آج کل عام طور پر تاجروں میں آنہ روپیہ، دو آنے روپیہ نفع کے حساب سے بیع ہوتی ہے اس کا حکم وہی دہ یازدہ کا ہے کہ وقت عقد معلوم ہو یا مجلس عقد میں معلوم ہو جائے تو بیع صحیح ہے ورنہ فاسد۔

مسئلہ ۷: ایک چیز کی قیمت دس روپے دوسرے شہر کے سکوں سے قرار پائی (مثلاً حیدرآباد میں انگریزی دس روپے کو ثمن قرار دیا) اور اُس کو ایک روپیہ کے نفع سے لیا اس روپیہ سے مراد اس شہر کا سکہ ہے یعنی دس روپے دوسرے سکے کے اور ایک روپیہ یہاں کا دینا ہوگا اور اگر اس کو بھی دہ یازدہ کے طور پر خریدا ہے تو کل ثمن و نفع اُسی دوسرے سکہ سے دینا ہوگا۔(7)

کون سے مصارف کا راس المال پر اضافہ ہوگا

مسئلہ ۸: راس المال جس پر مرابحہ وتولیہ کی بنا ہے (کہ اس پر نفع کی مقدار بڑھائی جائے تو مرابحہ اور کچھ نہ بڑھے وہی ثمن رہے تو تولیہ) اس میں دھوبی کی اُجرت مثلاً تھان خرید کر دُھلوایا ہے۔اور نقش ونگار ہوا ہے جیسے چکن کڑھوائی ہے، حاشیہ کے پھُندنے بٹے گئے ہیں، کپڑا رنگا گیا ہے، بار برداری دی گئی ہے، یہ سب مصارف راس المال پر اضافہ کیے جاسکتے ہیں۔(1)

مسئلہ ۹: جانور کو کھلایا ہے اُس کو بھی راس المال پر اضافہ کیا جائے گا مگر جب کہ اُس کا دودھ گھی وغیرہ حاصل کیا ہے تو اس کو اُس میں سے کم کریں اگر چارہ کے مصارف کچھ بچ رہے تو اس باقی کو اضافہ کریں۔ یوہیں مرغی پر کچھ خرچ کیا اور اُس نے انڈے دیے ہیں تو ان کو مُجرا دیکر (کم کرکے) باقی کو اضافہ کریں۔ جانور یا غلام یا مکان کو اُجرت پر دیا ہے کرایہ کی آمدنی کو مصارف سے منہا نہیں کریں گے (اخراجات سے کٹوتی نہیں کریں گے) بلکہ پورے مصارف کھانے وغیرہ کے اضافہ کریں گے۔(2)

مسئلہ ۱۰: گھوڑے کا علاج کرایا سلوتری (گھوڑوں کا علاج کرنے والا) کو اُجرت دی یا جانور بھاگ گیا کوئی پکڑ کر لایا اُسے مزدوری دی، اس کو راس المال پر اضافہ نہیں کریں گے۔(3) کھیت یا باغ کو پانی دیا ہے اُس کو صاف کرایا ہے پانی کی نالیاں درست کرائی ہیں اُس میں پیڑ (درخت) لگائے ہیں یہ صرفہ (خرچہ) بھی شامل کیا جائے گا۔(4)

مسئلہ ۱۱: مکان کی مرمت کرائی ہے، صفائی کرائی ہے، پلاستر کرایا ہے، کوآں کھدوایا ہے، ان سب کے مصارف شامل ہوں گے۔ دلال(5) کو جو کچھ دیا گیا ہے، وہ بھی شامل ہوگا۔(6)

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۲، ص۵۶۔
وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۵۔

(2) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۵۔

(3) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۶۔

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۵۔

(5) آڑھتی، وہ شخص جو خریدار اور بیچنے والے کا سودا طے کرائے۔

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۵۔

مسئلہ ۱۲: چرواہے کی اُجرت یا خود اپنے مصارف مثلاً جانے آنے کا کرایہ اور اپنی خوراک اور جو کام خود کیا ہے یا کسی نے مفت کردیا ہے اس کام کی اُجرت جس مکان میں چیز کو رکھا ہے اُس کا کرایہ ان سب کو اضافہ نہیں کریں گے۔(7)

مسئلہ ۱۳: کیا چیز اضافہ کریں گے اور کیا نہیں کریں گے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اس باب میں تاجروں کا عرف دیکھا جائے گا جس کے متعلق عرف ہے اُسے شامل کریں اور عرف نہ ہو تو شامل نہ کریں۔(8)

مسئلہ ۱۴: جو مصارف ناجائز طور پر جبراً وصول کیے جاتے ہیں جیسے چونگی، اگر تجار کا عرف اس کے اضافہ کرنے کا ہو تو اضافہ کریں، ورنہ نہیں۔(9) غالباً چونگی کو آج کل کے تجار تولیہ و مرابحہ میں راس المال پر اضافہ کرتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵: جو مصارف اضافہ کرنے کے ہیں اُنھیں اضافہ کرنے کے بعد بائع یہ نہ کہے میں نے اتنے کو خریدی ہے کیونکہ یہ جھوٹ ہے بلکہ یہ کہے مجھے اتنے میں پڑی ہے۔(10)

مسئلہ ۱۶: بیع مرابحہ میں اگر مشتری (خریدار) کو معلوم ہوا کہ بائع نے کچھ خیانت کی ہے مثلاً اصلی ثمن پر ایسے مصارف اضافہ کیے جن کو اضافہ کرنا ناجائز ہے یا اُس ثمن کو بڑھا کر بتایا دس میں خریدی تھی بتائے گیارہ تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ پورے ثمن پر لے یا نہ لے یہ نہیں کرسکتا کہ جتنا غلط بتایا ہے اُسے کم کر کے ثمن ادا کرے۔ اُس نے خیانت کی ہے اسے معلوم کرنے کی تین صورتیں ہیں خود اُس نے اقرار کیا ہو یا مشتری (خریدار) نے اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا اُس پر حلف دیا گیا اُس نے قسم سے انکار کیا۔ تولیہ میں اگر بائع کی خیانت ثابت ہو تو جو کچھ خیانت کی ہے اُسے کم کر کے مشتری (خریدار) ثمن ادا کرے مثلاً اُس نے کہا میں نے دس روپے میں خریدی ہے اور ثابت ہوا کہ آٹھ میں خریدی ہے تو آٹھ دیکر مبیع لے لے گا۔(11)

مسئلہ ۱۷: مرابحہ میں خیانت ظاہر ہوئی اور پھیرنا چاہتا ہے پھیرنے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی یا اُس میں کوئی ایسی

---

(7) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۶.

(8) المرجع السابق، ص۳۶۵.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۵.

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۶۷.

(10) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۲، ص۵۶، وغیرہا.

(11) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۲، ص۵۶.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۲۶.

بات پیدا ہوگئی جس سے بیع کو فسخ کرنا نا درست ہوجاتا ہے تو پورے ثمن پر مبیع کو رکھ لینا ضروری ہوگا اب واپس نہیں کرسکتا نہ نقصان کا معاوضہ مل سکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۸: ایک چیز خرید کر مرابحۃً بیع کی پھر اُس کو خریدا اگر پھر مرابحہ کرنا چاہے تو پہلے مرابحہ میں جو کچھ نفع ملا ہے دوسرے ثمن سے کم کرے اور اگر نفع اتنا ہوا کہ دوسرے ثمن کو مستغرق ہوگیا تو اب مرابحۃً بیع ہی نہیں ہوسکتی اس کی مثال یہ ہے کہ ایک کپڑا دس میں خریدا تھا اور پندرہ میں مرابحہ کیا پھر اسی کپڑے کو دس میں خریدا تو اس میں سے پانچ روپے پہلے کے نفع والے ساقط کرکے پانچ روپے پر مرابحہ کرسکتا ہے اور یہ کہنا ہوگا کہ پانچ روپے میں پڑا ہے اور اگر پہلے بیس روپے میں بیچا تھا پھر اُسی کو دس میں خریدا تو گویا کپڑا مفت ہے کہ نفع نکالنے کے بعد ثمن کچھ نہیں بچتا اس صورت میں پھر مرابحہ نہیں ہوسکتا یہ اس صورت میں ہے کہ جس کے ہاتھ مرابحۃً بیچا ہے اب تک وہ چیز اُسی کے پاس رہی اس نے اُسی سے خریدی اور اگر اُس نے کسی دوسرے کے ہاتھ بیچ دی اس نے اُس سے خریدی غرض یہ کہ درمیان میں کوئی بیع آجائے تو اب جس ثمن سے خریدا ہے اُسی پر مرابحہ کرے نفع کم کرنے کی ضرورت نہیں۔(13)

مسئلہ ۱۹: جس چیز کو جس ثمن سے خریدا اُسے دوسری جنس سے بیچا مثلاً دس روپے میں خریدی پھر کسی جانور کے بدلے میں بیع کی پھر دس روپے میں خریدی تو دس روپے پر مرابحہ ہوسکتا ہے اگرچہ وہ جانور جس کے بدلے میں پہلے بیچی تھی دس روپے سے زیادہ کا ہو۔ایک تیسری صورت ثمن ثانی پر مرابحہ جائز ہونے کی یہ ہے کہ اس امر کو ظاہر کردے کہ میں نے دس روپے میں خرید کر پندرہ میں بیچی پھر اُسی مشتری (خریدار) سے دس میں خریدی ہے اور اس دس روپے پر مرابحہ کرتا ہوں(14)

مسئلہ ۲۰: صلح کے طور پر جو چیز حاصل ہو اُس کا مرابحہ نہیں ہوسکتا مثلاً زید کے عمرو پر دس روپے چاہیے تھے اُس نے مطالبہ کیا عمرو نے کوئی چیز دے کر صلح کرلی یہ چیز زید کو اگرچہ دس روپے کے معاوضہ میں ملی ہے مگر اس کا مرابحہ دس روپے پر نہیں ہوسکتا۔(15)

---

(12) الھدایۃ،کتاب البیوع،باب المرابحۃ والتولیۃ،ج۲،ص۵۷.

والدرالمختار،کتاب البیوع،باب المرابحۃ والتولیۃ،ج۷،ص۳۶۸.

(13) الھدایۃ،کتاب البیوع،باب المرابحۃ والتولیۃ،ج۲،ص۵۷.

وفتح القدیر،کتاب البیوع،باب المرابحۃ والتولیۃ،ج۶،ص۱۲۷.

(14) الدرالمختار وردالمحتار،کتاب البیوع،باب المرابحۃ والتولیۃ،مطلب:خیار الخیانۃ...الخ،ج۷،ص۳۶۹.

(15) الھدایۃ،کتاب البیوع،باب المرابحۃ والتولیۃ،ج۲،ص۵۷.

مسئلہ ۲۱: چند چیزیں ایک عقد میں ایک ثمن کے ساتھ خریدی گئیں اُن میں سے ایک کے مقابل میں ثمن کا ایک حصہ فرض کر کے مرابحہ کریں یہ ناجائز ہے جب کہ یہ قیمی چیزیں ہوں اور ثمن کی تفصیل نہ ہو اور اگر مثلی ہوں مثلاً دومن غلہ پانچ روپے میں خریدا تھا ایک من کا مرابحہ کرسکتا ہے۔ یوہیں کپڑے کے چند تھان اس طرح خریدے کہ ہر تھان دس روپے کا ہے تو ایک تھان کا مرابحہ کرسکتا ہے۔(16)

مسئلہ ۲۲: مکاتب یا غلام ماذون نے ایک چیز دس روپے میں خریدی تھی اُس کے مولیٰ نے اُس سے پندرہ میں خرید لی یا مولیٰ نے دس میں خرید کر غلام کے ہاتھ پندرہ میں بیچی تو اس کا مرابحہ اُسی بیع اول کے ثمن پر یعنی دس پر ہوسکتا ہے، پندرہ پر نہیں ہوسکتا۔ یوہیں جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو جیسے اس کے اصول ماں، باپ، دادا، دادی یا اس کی فروع بیٹا، بیٹی وغیرہ اور میاں بی بی اور دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں ایک نے ایک چیز خریدی پھر دوسرے نے نفع دیکر اُس سے خرید لی تو مرابحہ دوسرے ثمن پر نہیں ہوسکتا ہاں اگر یہ لوگ ظاہر کر دیں کہ یہ خریداری اس طرح ہوئی ہے تو جس ثمن سے خود خریدی ہے اُس پر مرابحہ ہوسکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۲۳: اپنے شریک سے کوئی چیز خریدی مگر یہ چیز شرکت کی نہیں ہے تو جس قیمت پر اس نے خریدی ہے مرابحہ کرسکتا ہے اور یہ ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ شریک سے خریدی ہے اور اگر وہ چیز شرکت کی ہو تو اُس میں جتنا اُسکا حصہ ہے، اُس میں وہ ثمن لیا جائے گا جس سے شرکت میں خریداری ہوئی اور جتنا شریک کا حصہ ہے، اُس میں اُس ثمن کا اعتبار ہوگا جس سے اس نے اب خریدی ہے، مثلاً ایک ہزار میں وہ چیز خریدی گئی تھی اور بارہ سو میں اس نے شریک سے خریدی تو گیارہ سو پر مرابحہ ہوسکتا ہے۔(18)

مسئلہ ۲۴: مضارب(19) نے ایک چیز دس روپے میں خریدی اور مال والے کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیچ دی اگر مضاربت نصف نفع کے ساتھ ہے تو رب المال اس چیز کو ساڑھے بارہ روپے پر مرابحہ کرسکتا ہے کیونکہ نفع کے پانچ

---

(16) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶،ص۱۲۹.

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: خیار الخیانۃ... إلخ، ج۷،ص۳۶۹.

(17) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۲،ص۵۷.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶،ص۱۲۹، ۱۳۰.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷،ص۳۷۰.

(18) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷،ص۳۷۱.

(19) وہ شخص جو کسی کے مال سے تجارت کر رہا ہو اس شرط پر کہ نفع دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گے۔

میں ڈھائی روپے اس کے ہیں، لہٰذا مبیع اس کو ساڑھے بارہ میں پڑی۔(20)

مسئلہ ۲۵: مبیع میں کوئی عیب بعد میں معلوم ہوا اور یہ راضی ہوگیا تو اس کا مرابحہ کرسکتا ہے یعنی عیب کی وجہ سے ثمن میں کمی کرنے کی ضرورت نہیں۔ یوہیں اگر اس نے مرابحۃً یہ چیز خریدی تھی اور بعد میں بائع کی خیانت پر مطلع ہوا مگر مبیع کو واپس نہیں کیا بلکہ اُسی بیع پر راضی رہا تو جس ثمن پر خریدی ہے اُسی پر مرابحہ کریگا۔(21)

مسئلہ ۲۶: مبیع میں اگر عیب پیدا ہوگیا مگر وہ عیب کسی کے فعل سے پیدا نہ ہوا چاہے آفت سماویہ (قدرتی آفت مثلاً جلنا، ڈوبنا وغیرہ) سے ہو یا خود مبیع کے فعل سے ہو، ایسے عیب کو مرابحہ میں بیان کرنا ضروری نہیں یعنی بائع کو یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں نے جب خریدی تھی اُس وقت عیب نہ تھا میرے یہاں عیب پیدا ہوگیا ہے اور بعض فقہا اس کو بیان کرنا ضروری بتاتے ہیں۔ کپڑے کو چوہے نے کترلیا یا آگ سے کچھ جل گیا اس کا بھی وہی حکم ہے رہا عیب کو بیان کرنا ا سکو ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مبیع کے عیب پر مطلع ہو تو اُس کا ظاہر کردینا ضروری ہے چھپانا حرام ہے۔ لونڈی ثیب تھی اُس سے وطی کی اور اس سے نقصان پیدا نہ ہوا تو اس کا بیان کرنا بھی ضرور نہیں اور نقصان پیدا ہوا تو بیان کرنا ضروری ہے اور اگر مبیع میں اس کے فعل سے عیب پیدا ہوگیا یا دوسرے کے فعل سے، چاہے اُس نے اس کے حکم سے فعل کیا یا بغیر حکم کے، چاہے اس نے اُس نقصان کا معاوضہ لے لیا ہو یا نہ لیا ہو، یا کنیز بکر تھی اُس سے وطی کی ان باتوں کا ظاہر کردینا ضرور ہے۔(22)

مسئلہ ۲۷: جس وقت اس نے خریدی تھی اُس وقت نرخ گراں تھا (یعنی قیمت زیادہ تھی) اور اب بازار کا حال بدل گیا اس کو ظاہر کرنا بھی ضرور نہیں۔(23)

مسئلہ ۲۸: جانور یا مکان خریدا تھا اُس کو کرایہ پر دیا مرابحہ میں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کا اتنا کرایہ وصول کرلیا ہے اور اگر جانور سے گھی دودھ حاصل کیا ہے تو اس کو ثمن میں مجرا دینا ہوگا۔(24)

مسئلہ ۲۹: کوئی چیز گراں خریدی اور اتنے دام (روپے) زیادہ دیے کہ لوگ اُتنے میں نہیں خریدتے تو مرابحہ وتولیہ میں اس کو ظاہر کرنا ضرور ہے۔(25)

---

(20) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۰۔

(21) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۳۔

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۳۔

(23) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۴۔

(24) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۳۲، ۱۳۳۔

(25) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: اشتری من شریکہ سلعۃ، ج۷، ص۳۷۶۔

مسئلہ ۳۰: ایک چیز ہزار روپے کی خریدی تھی اور ثمن مؤجل تھا یعنی اُس کی ادا کے لیے ایک مدت مقرر تھی اس کو سو روپے کے نفع پر بیچا تو یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بیع میں ثمن مؤجل تھا اور اگر بیان نہ کیا اور مشتری (خریدار) کو بعد میں معلوم ہوا تو اسے اختیار ہے کہ گیارہ سو میں لے یا نہ لے اور اگر مبیع (بیچی گئی چیز) ہلاک ہوچکی ہے تو وہ گیارہ سو بلا میعاد (بغیر کسی میعاد کے) اس کو دینا لازم ہے۔(26) ان مسائل میں تولیہ کا بھی وہی حکم ہے جو مرابحہ کا ہے۔

مسئلہ ۳۱: جتنے میں خریدی تھی یا جتنے میں پڑی ہے اُسی پر تولیہ کیا مگر مشتری (خریدار) کو یہ معلوم نہیں کہ وہ کیا رقم ہے یہ بیع فاسد ہے پھر اگر مجلس میں اُسے علم ہوجائے تو اُسے اختیار ہے لے یا نہ لے اور مجلس میں بھی علم نہ ہوا تو اب فساد دفع نہیں ہوسکتا۔ مرابحہ کا بھی یہی حکم ہے۔(27)

مسئلہ ۳۲: جو ثمن مقرر ہوا تھا بائع نے اُس میں سے کچھ کم کردیا تو مرابحہ وتولیہ میں کم کرنے کے بعد جو باقی ہے وہ راس المال قرار دیا جائے اور اگر مرابحہ وتولیہ کرلینے کے بعد بائع اول نے ثمن کم کیا ہے تو یہ بھی مشتری (خریدار) سے کم کردے اور اگر بائع اول نے کل ثمن چھوڑ دیا تو جو مقرر ہوا تھا اُس پر مرابحہ وتولیہ کرے۔(28)

مسئلہ ۳۳: ایک غلام کا نصف سو روپے میں خریدا پھر دوسرے نصف کو دو سو میں خریدا جس نصف کا چاہے مرابحہ کرے اور اُس ثمن پر ہوگا جس سے اس نے خریدا اور پورے کا مرابحہ کرنا چاہے تو تین سو پر ہوگا۔(29)

❀❀❀❀❀

(26) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۷، ص۳۷۵.

(27) المرجع السابق، ص۳۷۶، وغیرہ.

(28) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۶، ص۱۳۳.

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحۃ والتولیۃ، ج۳، ص۱۶۱.

مبیع وثمن میں تصرّف کا بیان

بخاری ومسلم وابوداود ونسائی وبیہقی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں بازار میں غلہ خرید کر اُسی جگہ (بغیر قبضہ کیے) لوگ بیچ ڈالتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسی جگہ بیع کرنے سے منع فرمایا، جب تک منتقل نہ کرلیں۔(1) نیز صحیحین میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص غلہ خریدے، جب تک قبضہ نہ کرلے اُسے بیع نہ کرے۔(2) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے بیچنا منع کیا، وہ غلہ ہے مگر میرا گمان یہ ہے کہ ہر چیز کا یہی حکم ہے۔(3)

❀❀❀❀❀

---

(1) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب منتهى التلقي، الحديث: ٢١٦٧، ج ٢، ص ٣٦.

(2) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل ان يقبض... إلخ، الحديث: ٢١٣٦، ج ٢، ص ٢٨.

(3) المرجع السابق، الحديث: ٢١٣٥.

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: جائداد غیر منقولہ(1) خریدی ہے اُس کو قبضہ کرنے سے پیشتر بیع کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا ہلاک ہونا بہت نادر (یعنی کم ہی ایسا ہوتا ہے) ہے اور اگر وہ ایسی ہو جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو جب تک قبضہ نہ کرلے بیع نہیں کرسکتا مثلاً بالا خانہ یا دریا کے کنارہ کا مکان اور زمین یا وہ زمین جس پر ریتا چڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔(2)

مسئلہ ۲: منقول چیز خریدی تو جب تک قبضہ نہ کرلے اُس کی بیع نہیں کرسکتا اور ہبہ وصدقہ کرسکتا ہے رہن رکھ سکتا ہے۔ قرض عاریت (عارضی طور پر) دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۳: منقول چیز قبضہ سے پہلے بائع کو ہبہ کردی اور بائع نے قبول کرلی تو بیع جاتی رہی اور اگر بائع کے ہاتھ بیع کی تو یہ بیع صحیح نہیں پہلی بیع بدستور باقی رہی۔(4)

مسئلہ ۴: خود بائع نے مشتری (خریدار) کے قبضہ سے پہلے مبیع میں تصرف کیا اس کی دو صورتیں ہیں مشتری (خریدار) کے حکم سے اُس نے تصرف کیا یا بغیر حکم۔ اگر حکم سے تصرف کیا مثلاً مشتری (خریدار) نے کہا اس کو ہبہ کردے یا کرایہ پر دیدے بائع نے کردیا تو مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا اور اگر بغیر امر تصرف کیا مثلاً وہ چیز رہن رکھدی یا اُجرت پر دی۔ امانت رکھ دی اور مبیع ہلاک ہوگئی بیع جاتی رہی اور اگر بائع نے عاریت دی ہبہ کیا۔ رہن رکھا اور مشتری (خریدار) نے جائز کردیا تو یہ بھی مشتری (خریدار) کا قبضہ ہوگیا۔(5)

مسئلہ ۵: مشتری (خریدار) نے بائع سے کہا فلاں کے پاس مبیع رکھ دو جب میں دام ادا کردوں گا مجھے دیدے گا اور بائع نے اُسے دیدی تو یہ مشتری (خریدار) کا قبضہ نہ ہوا بلکہ بائع ہی کا قبضہ ہے یعنی وہ چیز ہلاک ہوگی تو بائع کی ہلاک ہوگی۔(6)

---

(1) جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہو اسے جائداد غیر منقولہ کہتے ہیں۔

(2) الدر المختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۸۳.

(3) الدر المختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۳۸۳-۳۸۴.

(4) المرجع السابق، ص۳۸۵.

(5) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی تصرف البائع...إلخ، ج۷، ص۳۸۶.

(6) المرجع السابق.

مسئلہ ۶: ایک چیز خریدی تھی اُس پر قبضہ نہیں کیا بائع نے دوسرے کے ہاتھ زیادہ داموں میں بیچ ڈالی مشتری (خریدار) نے بیع جائز کردی جب بھی یہ بیع درست نہیں کہ قبضہ سے پیشتر ہے۔(7)

مسئلہ ۷: جس نے کیلی چیز کیل کے ساتھ یا وزنی چیز وزن کے ساتھ خریدی یا عددی چیز گنتی کے ساتھ خریدی تو جب تک ناپ یا تول یا گنتی نہ کرلے اُس کو بیچنا بھی جائز نہیں اور کھانا بھی جائز نہیں اور اگر تخمینہ سے خریدی یعنی مبیع سامنے موجود ہے دیکھ کر اُس ساری کو خرید لیا یہ نہیں کہ اتنے سیر یا اتنے ناپ یا اتنی تعداد کو خریدا تو اُس میں تصرف کرنے بیچنے کھانے کے لیے ناپ تول وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر یہ چیزیں ہبہ، میراث، وصیت میں حاصل ہوئیں یا کھیت میں پیدا ہوئی ہیں تو ناپنے وغیرہ کی ضرورت نہیں۔(8)

مسئلہ ۸: بیع کے بعد بائع نے مشتری (خریدار) کے سامنے ناپا یا تولا تو اب مشتری (خریدار) کو ناپنے تولنے کی ضرورت نہیں اور اگر بیع سے قبل اس کے سامنے ناپا تولا تھا یا بیع کے بعد اس کی غیر حاضری میں ناپا تولا تو وہ کافی نہیں بغیر ناپے تولے اُس کو کھانا اور بیچنا جائز نہیں۔(9)

مسئلہ ۹: موزون (تول کر بیچی جانے والی چیزیں) یا مکیل (ماپ کر بیچی جانے والی چیزیں) کو بیع تعاطی کے ساتھ خریدا تو مشتری (خریدار) کا ناپنا تولنا ضروری نہیں قبضہ کرلینا کافی ہے۔(10)

مسئلہ ۱۰: بائع نے بیع سے قبل تولا تھا اس کے بعد ایک شخص نے جس کے سامنے تولا اُس کو خریدا مگر اُس نے نہیں تولا اور بیع کردی اور تول کر مشتری (خریدار) کو دی یہ بیع جائز نہیں کہ تولنے سے قبل ہوئی۔(11)

مسئلہ ۱۱: تھان خریدا اگرچہ گزوں کے حساب سے خریدا مثلاً یہ تھان دس گز کا ہے اور اس کے دام یہ ہیں اس میں تصرف ناپنے سے پہلے جائز ہے ہاں اگر بیع میں گز کے حساب سے قیمت ہو مثلاً ایک روپیہ گز تو جب تک ناپ نہ لیا جائے تصرف جائز نہیں اور موزون چیز اگر ایسی ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنا مضر (نقصان دہ) ہو تو وزن کرنے سے پہلے اُس میں تصرف جائز ہے جیسے تانبے وغیرہ کے لوٹے اور برتن۔(12)

---

(7) المرجع السابق۔

(8) الدر المختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، مطلب: فی تصرف البائع... إلخ، ج۷، ص۳۸۶-۳۸۹۔

(9) المرجع السابق، ص۳۹۰۔

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف... إلخ، ج۷، ص۳۸۹-۳۹۰۔

(11) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل ومن اشتری سلعۃ... إلخ، ج۶، ص۱۴۱۔

(12) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف... إلخ، ج۷، ص۳۹۱۔

مسئلہ ۱۲: ثمن میں قبضہ کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اُس کو بیع وہبہ واجارہ وصدقہ ووصیت سب کچھ کرسکتے ہیں۔ ثمن کبھی حاضر ہوتا ہے مثلاً یہ چیز ان دس روپوں کے بدلے میں خریدی اور کبھی حاضر کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا مثلاً یہ چیز دس روپے کے بدلے میں خریدی پہلی صورت میں ہر قسم کے تصرف کرسکتے ہیں مشتری (خریدار) کو بھی مالک کر سکتے ہیں اور غیر مشتری (خریدار) کو بھی اور دوسری صورت میں مشتری (خریدار) کو مالک کردینے کے علاوہ دوسرا تصرف نہیں کرسکتے یعنی غیر مشتری (خریدار) کو اُس کی تملیک نہیں کرسکتے مثلاً بائع مشتری (خریدار) سے کوئی چیز اُن روپوں کے بدلے میں خرید سکتا ہے جو مشتری (خریدار) کے ذمہ ہیں یا اُس کا جانور یا مکان کرایہ پر لے سکتا ہے اور یہ بھی کرسکتا ہے کہ وہ روپے اُسے ہبہ کردے صدقہ کردے۔ اور مشتری (خریدار) کے علاوہ دوسرے سے کوئی چیز خریدے اُن روپوں کے بدلے میں جو اس مشتری (خریدار) پر ہیں یا دوسرے کو ہبہ کرے صدقہ کرے یہ صحیح نہیں۔ (13)

مسئلہ ۱۳: ثمن دو قسم ہے ایک وہ کہ معین کرنے سے معین ہوجاتا ہے مثلاً ناپ اور تول کی چیزیں دوسرا وہ کہ معین کرنے سے بھی معین نہ ہو جیسے روپیہ اشرفی کہ بیع صحیح میں معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے مثلاً کوئی چیز اس روپے کے بدلے میں خریدی یعنی کسی خاص روپیہ کی طرف اشارہ کیا تو اُسی کا دینا واجب نہیں دوسرا روپیہ بھی دے سکتا ہے۔ دس روپے کی جگہ دس کا نوٹ پندرہ روپے کی جگہ گنی (سونے کا ایک سکہ) دے سکتا ہے مشتری (خریدار) کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ کہے روپیہ لونگا نوٹ اشرفی نہیں لونگا۔ (14)

مسئلہ ۱۴: قبضہ سے پہلے ثمن کے علاوہ کسی دین میں تصرف کرنے کا وہی حکم ہے جو ثمن کا ہے مثلاً مہر، قرض، اُجرت، بدل خلع، تاوان، کہ جس پر اس کا مطالبہ ہے اُس کو مالک بناسکتے ہیں یعنی اُس سے ان کے بدلے میں کوئی چیز خرید سکتے ہیں اُس کو مکان وغیرہ کی اُجرت میں دے سکتے ہیں ہبہ وصدقہ کرسکتے ہیں اور دوسرے کو مالک کرنا چاہیں تو نہیں کرسکتے۔ (15)

مسئلہ ۱۵: بیع صرف اور سلم میں جس چیز پر عقد ہوا اُس کے علاوہ دوسری چیز کو لینا دینا جائز نہیں اور نہ اُس میں کسی دوسری قسم کا تصرف جائز نہ مسلم الیہ (16) راس المال (17) میں تصرف کرسکتا ہے اور نہ رب السلم (18)

---

(13) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف... الخ، مطلب: فی بیان... الخ، ج ۷، ص ۳۹۲.

(14) الدر المختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف... الخ، ج ۷، ص ۳۹۳.

(15) المرجع السابق.

(16) بیع سلم میں بائع (بیچنے والے) کو مسلم الیہ کہتے ہیں۔

(17) بیع سلم میں ثمن (چیز کی قیمت) کو راس المال کہتے ہیں۔

(18) بیع سلم میں مشتری (خریدار) کو رب السلم کہتے ہیں۔

مسلم فیہ(19) میں کہ وہ روپے کے بدلے میں اشرفی لے لے اور یہ گیہوں کے بدلے میں جو لے یہ ناجائز ہے۔(20)

❀❀❀❀❀

(19) مبیع (خریدی ہوئی چیز) کو بیع سلم میں مسلم فیہ کہتے ہیں۔

(20) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف۔۔۔ إلخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹۴۔

ثمن اور مبیع میں کمی بیشی ہوسکتی ہے

مسئلہ ۱۶: مشتری (خریدار) نے بائع کے لیے ثمن میں کچھ اضافہ کردیا بائع نے مبیع میں اضافہ کردیا یہ جائز ہے ثمن یا مبیع میں اضافہ اُسی جنس سے ہو یا دوسری جنس سے اُسی مجلس عقد میں ہو یا بعد میں ہر صورت میں یہ اضافہ لازم ہوجاتا ہے یعنی بعد میں اگر ندامت ہوئی کہ ایسا میں نے کیوں کیا تو بیکار ہے وہ دینا پڑے گا۔ اجنبی نے ثمن میں اضافہ کردیا مشتری (خریدار) نے قبول کرلیا مشتری (خریدار) پر لازم ہوجائیگا اور مشتری (خریدار) نے انکار کردیا باطل ہوگیا ہاں اگر اجنبی نے اضافہ کیا اور خود ضامن بھی بن گیا یا کہا میں اپنے پاس سے دوں گا تو اضافہ صحیح ہے اور یہ زیادت اجنبی پر لازم۔(1)

مسئلہ ۱۷: مشتری (خریدار) نے ثمن میں اضافہ کیا اس کے لازم ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ بائع نے اُسی مجلس میں قبول بھی کرلیا ہو اور اُس مجلس میں قبول نہیں کیا بعد میں کیا تو لازم نہیں اور یہ بھی شرط ہے کہ مبیع موجود ہو، مبیع کے ہلاک ہونے کے بعد ثمن میں اضافہ نہیں ہوسکتا مبیع کو بیچ ڈالا ہو پھر خرید لیا یا واپس کرلیا ہو جب بھی ثمن میں اضافہ صحیح ہے۔ بکری مرگئی ہے تو ثمن میں اضافہ نہیں ہوسکتا اور ذبح کردی گئی ہے تو ہوسکتا ہے۔ مبیع میں بائع نے زیادتی کی اس میں بھی مشتری (خریدار) کا اُسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے اور مبیع کا باقی رہنا اس میں شرط نہیں مبیع ہلاک ہوچکی ہے جب بھی اُس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۱۸: ثمن میں بائع کمی کرسکتا ہے مثلاً دس روپے میں ایک چیز بیع کی تھی مگر خود بائع کو خیال ہوا کہ مشتری (خریدار) پر اس کی گرانی ہوگی (یعنی اس پر بوجھ ہوگا) اور ثمن کم کردیا یہ ہوسکتا ہے اس کے لیے مبیع کا باقی رہنا شرط نہیں۔ یہ کمی ثمن کے قبضہ کرنے کے بعد بھی ہوسکتی ہے۔(3)

مسئلہ ۱۹: کمی زیادتی جو کچھ بھی ہے اگرچہ بعد میں ہوئی ہو اس کو اصل عقد میں شمار کریں گے یعنی کمی بیشی کے بعد جو کچھ ہے اسی پر عقد متصور ہوگا۔ پورے ثمن کا اسقاط نہیں ہوسکتا یعنی مشتری (خریدار) کے ذمہ ثمن کچھ نہ رہے اور بیع

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل ومن اشتری شیأ۔۔۔ إلخ، ج۲، ص۵۹۔۶۰۔
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹۴۔

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۳۹۵۔

(3) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۳۹۴۔

قائم رہے کہ بلاثمن بیع قرار پائے یہ نہیں ہوسکتا یہ البتہ ہوگا کہ بیع اُسی ثمن اول پر قرار پائے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ بائع نے مشتری (خریدار) سے ثمن معاف کردیا اس کا نتیجہ وہاں ظاہر ہوگا کہ شفیع (حق شفعہ کرنے والا) نے شفعہ کیا تو پورا ثمن دینا ہوگا۔(4)

مسئلہ ۲۰: کمی بیشی کو اصل عقد میں شمار کرنے کا اثر یہ ہوگا کہ 1 مرابحہ وتولیہ میں اسی کا اعتبار ہوگا، ثمن اول کا یا مبیع اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ 2 یوہیں اگر ثمن میں زیادتی کردی ہے اور مبیع کا کوئی حقدار پیدا ہوگیا اور مبیع اُس نے لے لی تو مشتری (خریدار) بائع سے پورا ثمن واپس لے گا اور اگر اُس نے بیع کو جائز کردیا تو مشتری (خریدار) سے پورا ثمن لے گا اور کمی کی صورت میں جو کچھ باقی ہے وہ لے گا۔ 3 ثمن اگر کم کردیا ہے تو شفیع کو باقی دینا ہوگا مگر ثمن میں اضافہ ہوا ہے تو پہلے ثمن پر شفعہ ہوگا، یہ جو کچھ زیادہ کیا ہے نہیں دینا ہوگا کیونکہ شفیع کا حق ثمنِ اول سے ثابت ہوچکا ان دونوں کو اُس کے مقابلہ میں اضافہ کرنے کا حق نہیں۔ 4 مبیع میں اضافہ کیا ہے اور یہ زائد ہلاک ہوگیا تو ثمن میں اسکا حصہ کم ہوجائے گا۔ 5۔ یوہیں ثمن میں کم وبیش کیا ہے اور مبیع کُل یا اس کا جز ہلاک ہوگیا تو اس کم یا زیادہ کا اعتبار ہوگا ثمن اول کا اعتبار نہ ہوگا۔ 6 بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کے روکنے کا تعلق ثمن اول سے نہیں بلکہ اس سے ہے یعنی مثلاً زیادہ کردیا ہو تو جب تک مشتری (خریدار) اس زیادت (یعنی اضافہ) کو ادا نہ کرلے مبیع کو بائع روک سکتا ہے۔ 7 بیع صرف میں کم و بیش کا یہ اثر ہوگا کہ مثلاً چاندی کو چاندی سے بیچا تھا اور دونوں طرف برابری تھی پھر ایک نے زیادہ یا کم کردی دوسرے نے اُسے قبول کرلیا اور زائد یا کم پر قبضہ بھی ہوگیا تو عقد فاسد ہوگیا۔(5)

مسئلہ ۲۱: ثمن میں اگر عرض (غیر نقود) زیادہ کردیا اور یہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو بقدر اس کی قیمت کے عقد فسخ ہوجائے گا مثلاً سو روپے میں کوئی چیز خریدی تھی اور تقابض بدلین (6) بھی ہوگیا پھر مشتری (خریدار) نے پچاس روپے کی کوئی چیز ثمن میں اضافہ کردی اور یہ چیز قبضہ سے پہلے ہلاک ہوگئی تو عقد بیع ایک تہائی میں فسخ ہوجائے گا۔(7)

❀❀❀❀❀

(4) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...الخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹۶۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...الخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹۶۔

(6) تقابض بدلین یعنی مشتری (خریدار) کا مبیع پر اور بائع (بیچنے والے) کا ثمن پر قبضہ کرنا۔

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...الخ، مطلب: فی تعریف الکر، ج۷، ص۳۹۸۔

دین کی تاجیل

مسئلہ ۲۲: مبیع میں اگر مشتری (خریدار) کی کرنا چاہے اور مبیع از قبیل دَین (یعنی قرض کی قسم) یعنی غیر معین ہو تو جائز ہے اور معین ہو تو کمی نہیں ہوسکتی۔(1)

مسئلہ ۲۳: بائع نے اگر عقد بیع کے بعد مشتری (خریدار) کو ادائے ثمن کے لیے مہلت دی یعنی اُس کے لیے میعاد مقرر کردی اور مشتری (خریدار) نے بھی قبول کرلی تو یہ دَین میعادی ہوگیا یعنی بائع پر وہ میعاد لازم ہوگئی اُس سے قبل مطالبہ نہیں کرسکتا۔ ہر دَین (2) کا یہی حکم ہے کہ میعادی نہ ہو اور بعد میں میعاد مقرر ہوجائے تو میعادی ہوجاتا ہے مگر مدیون کا قبول کرنا شرط ہے اگر اُس نے انکار کردیا تو میعادی نہیں ہوگا فوراً اُس کا ادا کرنا واجب ہوگا اور دائن جب چاہے گا مطالبہ کرسکے گا۔(3)

مسئلہ ۲۴: دَین کی میعاد کبھی معلوم ہوتی ہے مثلاً فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ اور کبھی مجہول مگر جہالت یسیرہ (4) ہو تو جائز ہے مثلاً جب کھیت کٹے گا۔ اور اگر زیادہ جہالت ہو مثلاً جب آندھی آئے گی یا پانی برسے گا یہ میعاد باطل ہے۔(5)

مسئلہ ۲۵: دَین کی میعاد کو شرط پر معلق بھی کرسکتے ہیں مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے ہیں اُس سے دائن کہتا ہے اگر پانچ سو روپے کل ادا کردو تو باقی پانچ سو کے لیے چھ ماہ کی مہلت ہے۔(6)

مسئلہ ۲۶: بعض دَین میں میعاد مقرر بھی کی جائے تو میعادی نہیں ہوتے۔ 1 قرض جس کو دست گردان کہا جاتا ہے یہ میعادی نہیں ہوسکتا یعنی مقرض (قرض دینے والے) نے اگر کوئی میعاد مقرر کربھی دی ہو تو وہ میعاد اُس پر لازم

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف۔۔۔الخ، ج۷، ص۳۹۸.

(2) جو چیز واجب فی الذمہ ہو کسی عقد مثلاً بیع یا اجارہ کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اسکے ذمہ تاوان ہوا یا قرض کی وجہ سے واجب ہوا، ان سب کو دَین کہتے ہیں۔ دَین کی ایک خاص صورت کا نام قرض ہے، جس کو لوگ دستگرداں کہتے ہیں۔ ہر دَین کو آج کل لوگ قرض بولا کرتے ہیں، یہ فقہ کی اصطلاح کے خلاف ہے۔ ۱۲ منہ

(3) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف۔۔۔الخ، ج۷، ص۴۰۰.

(4) ایسی جہالت جس میں زیادہ ابہام نہ ہو جہالت یسیرہ کہلاتی ہے جیسے کھیتی کٹنا۔

(5) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج۲، ص۶۰.

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف۔۔۔الخ، ج۷، ص۴۰۰.

نہیں، جب چاہے مطالبہ کرسکتا ہے۔ 2 بیع صرف کے بدلین (یعنی ثمن اور مبیع) اور 3 بیع سلم کا ثمن جس کو راس المال کہتے ہیں، ان دونوں میں میعاد مقرر کرنا نا جائز ہے، اُسی مجلس میں ان پر قبضہ کرنا ضرور ہے۔ 4 مشتری (خریدار) نے شفیع کے لیے میعاد مقرر کردی، یہ بھی صحیح نہیں۔ 5 ایک شخص پر دَین تھا اُس کی میعاد مقرر تھی وہ قبل میعاد مرگیا اور مال چھوڑا یا وہ دَین غیر میعادی تھا اُس کے مرنے کے بعد دائن نے ورثہ کو ادائے دین کے لیے میعاد دی یہ میعاد صحیح نہیں کہ یہ دین اُس شخص کے ذمہ تھا اُس کے مرنے کے بعد دَین کا تعلق ترکہ سے ہے اور جب ترکہ موجود ہے تو میعاد کے کیا معنے یہاں دَین کا تعلق ورثہ کے ذمہ سے نہیں کہ اُن سے وصول کیا جائے اُن کو مہلت دی جائے۔ 6 اقالہ میں مبیع مشتری (خریدار) نے واپس کردی اور ثمن بائع کے ذمہ ہے اُس کو مشتری (خریدار) نے مہلت دی یہ میعاد بھی صحیح نہیں۔(7) میعاد صحیح نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ دائن کو فوراً وصول کرلینا واجب ہے وصول نہ کرے تو گنہگار ہے بلکہ یہ کہ مدیون کو فوراً دینا واجب ہے اور دائن کا مطالبہ صحیح ہے اور دائن وصول کرنے میں تاخیر کررہا ہے تو یہ اُس کا ایک احسان وتبرع ہے مگر بیع صرف کے بدلین اور سلم کے راس المال پر اُسی مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷: بعض صورتوں میں قرض کے متعلق بھی میعاد صحیح ہے۔ 1 قرض سے قرض دار منکر تھا اور ایک رقم پر صلح ہوئی اور اس کی ادائیگی کے لیے میعاد مقرر ہوئی، یہ میعاد صحیح ہے مثلاً ایک شخص پر ہزار روپے قرض ہیں اور سو روپے پر ایک ماہ کی مدت قرار دیکر صلح ہوئی ہزار کے سولیں یعنی نو سو معاف ہیں یہ صحیح ہے مگر میعاد صحیح نہیں یعنی فی الحال دینا واجب ہے اور اگر اس صورتِ مذکورہ میں قرضدار انکاری ہو تو میعاد صحیح ہے۔ 2 یوہیں قرضدار نے قرض خواہ سے تنہائی میں کہا، کہ اگر تم مہلت نہ دوگے تو میں اس قرض کا اقرار ہی نہیں کروں گا، اُس نے گواہوں کے سامنے میعادی دَین کا اقرار کیا۔ 3 قرضدار نے قرض خواہ (جس کا کسی پر قرض ہو اس کو قرض خواہ کہتے ہیں) کے مطالبہ کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ کردیا اور اُس کو قرض خواہ نے مہلت دی تو یہ میعاد صحیح ہے۔ 4 یا ایسے پر حوالہ کیا کہ خود قرضدار کا اس پر میعادی دین تھا تو یہ قرض بھی میعادی ہوگیا۔ 5 کسی شخص نے وصیت کی میرے مال سے فلاں کو اتنا روپیہ اتنی میعاد پر قرض دیا جائے اور ثلث مال سے قرض دیا گیا۔ 6 یا یہ وصیت کی کہ فلاں شخص پر جو میرا قرض ہے میرے مرنے کے بعد ایک سال تک اُسکو مہلت ہے ان صورتوں میں قرض میعادی ہوجائے گا۔(8)

---

(7) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۴۰۱.

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف...إلخ، ج۷، ص۴۰۳.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل ومن اشتری ساأ...إلخ، ج۶، ص۱۴۵-۱۴۶.

قرض کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری میں ابو بردہ بن ابی موسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُنھوں نے فرمایا: تم ایسی جگہ میں رہتے ہو جہاں سود کی کثرت ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کے ذمہ تمھارا کوئی حق ہو اور وہ تمھیں ایک بوجھ بھوسہ یا جَو یا گھاس ہدیہ میں دے تو ہرگز نہ لینا کہ وہ سود ہے۔(1)

حدیث ۲: امام بخاری تاریخ میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُس کا ہدیہ قبول نہ کرے۔(2)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، الحدیث: ۳۸۱۴، ج ۲، ص ۵۶۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ حضرت ابو بردہ جناب ابو موسیٰ اشعری کے صاحبزادے تھے اور تابعین سے تھے، کوفہ کے قاضی القضاۃ مدینہ منورہ زیارت وسلام کے لیے حاضر ہوئے، اس زمانہ میں جو صحابہ کرام موجود تھے ان سے ملاقات کی، ان میں حضرت عبداللہ ابن سلام بھی تھے، یہاں اس ملاقات کا واقعہ بیان فرمارہے ہیں۔

۲۔ یعنی عراق میں اب بھی سود کا لین دین عام ہے، بعض مسلمان بھی غلطی سے سود کا لین دین کر لیتے ہیں اسے سود سمجھتے ہی نہیں۔

۳۔ جو تم خود تو نہ کھاؤ گے اپنے جانوروں کو کھلاؤ گے وہ بھی قبول نہ کرو کہ وہ ملکیت میں تو تمہاری ہی آئے گا، پھر جو بھی کھائے مجرم تم ہو گے۔

۴۔ قَتٌّ ق کے فتح ت کے شد سے بمعنی ہرا چارہ جسے عربی میں رطب اور اب بھی کہتے ہیں، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَ اَبًّا مَّتَاعًا لَّکُمۡ" مکہ معظمہ میں اسے ہرسوم کہا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مقروض سے اپنے جانور کے لیے ہری گھاس بھی نہ لو کہ یہ بھی سود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے جانور کو بھی حرام غذا نہ کھلائے، یہ بھی معلوم ہوا کہ سود یا رشوت لے کر دوسرے کو دے دینے سے بھی مجرم بری نہ ہوجائے گا وہ گنہگار ہی رہے گا بعض لوگ اپنا جانور دوسرے کے کھیت میں چرا لیتے ہیں یہ بھی چوری ہے، اس چارے سے جو دودھ حاصل ہوگا مشکوک ہوگا بہت احتیاط چاہیے، اس حدیث میں غور کرو اپنے معاملات سنبھالو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۳۶)

(2) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۸۳۲، ج ۲، ص ۱۴۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خیال رہے کہ یہ ممانعتیں تنزیہی اور احتیاطی ہیں جن میں تقویٰ کا حکم دیا گیا ورنہ حقیقتاً سود وہ ہی ہے جس کی شرط لگائی جائے ←

حدیث ۳: ابن ماجہ وبیہقی انھیں سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی قرض دے اور اس کے پاس وہ ہدیہ کرے تو قبول نہ کرے اور اپنی سواری پر سوار کرے تو سوار نہ ہو، ہاں اگر پہلے سے ان دونوں میں (ہدیہ وغیرہ) جاری تھا تو اب حرج نہیں۔ (3)

حدیث ۴: نسائی نے عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرض لیا تھا۔ جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس مال آیا، ادا فرمادیا اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے اہل و مال میں برکت کرے اور فرمایا: قرض کا بدلہ شکریہ ہے اور ادا کردینا۔ (4)

یا عرفاً مشروط ہو، امام مالک فرماتے ہیں کہ قرض خواہ اور حاکم ایسے ہدیے ہرگز قبول نہ کرے اور اگر قبول کرنا پڑ جائے تو اس کے عوض دے دے۔ (مرقات مع زیادۃ)

۲۔ منتقی بروزن مصطفی یا مجتبیٰ، حنبلی علماء میں سے ایک فقیہ عالم کی کتاب ہے جس میں فقہی مسائل کی ترتیب سے احادیث جمع کی گئی ہیں، اس کے مؤلف امام احمد ابن حنبل کے ساتھیوں میں سے کوئی صاحب ہیں۔ (اشعہ، لمعات، مرقات)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۴۳۵)

(3) سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، باب القرض، الحدیث: ۲۴۳۲، ج۳، ص۱۵۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی اگر قرض خواہ و مقروض میں پہلے سے ہدیہ کے لین دین یا اور خدمات کا دستور نہ تھا، قرض لینے کے بعد مقروض ہدیہ لایا یا عاریۃً گھوڑا وغیرہ پیش کیا تو ظاہر یہ ہے کہ قرض کی وجہ سے وہ یہ سب کچھ کررہا ہے، اس میں بھی سود کا اندیشہ ہے کہ جو قرض نفع دے وہ سود ہے اور ہدیہ اور گھوڑے کی سواری بھی تو نفع ہی ہے، جو اس قرض کا باعث ہوا لہذا اس میں سود کا احتمال ہے، ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سخت تیز دھوپ میں اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ میں نہ کھڑے ہوئے دھوپ میں کھڑے رہے، عرض کرنے پر فرمایا کہ ڈرتا ہوں یہ سایہ سود نہ بن جائے۔

۲۔ کہ اب یہ ہدیہ قرض کی وجہ سے نہیں بلکہ پرانی دوستی کے سبب ہے، یہ ہی حکم حکام کے ہدایا اور دعوتوں کا ہے کہ وہ عام دعوتوں میں جاسکتے ہیں اور ان کے ہدیے اور خاص دعوتیں قبول کرسکتے ہیں جن کے ساتھ حکومت ملنے سے پہلے ہی یہ تعلقات ہوں، حاکم بننے پر نہ کسی کی خاص دعوت کھائیں نہ ہدیے لیں کہ یہ بھی رشوت ہیں، لوگ دعوتیں اور ہدیے دے کر وقت پر اپنا کام نکالتے ہیں، ظلم کراتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۴۳۴)

(4) سنن النسائي، کتاب البیوع، باب الاستقراض، الحدیث: ۴۶۹۲، ص۷۵۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۳۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قرض پورا ادا کرے زیادہ نہ دے کیونکہ اِنَّمَا حصر کے لیے آتا ہے لیکن یہاں وجوب و لزوم کا ←

حدیث ۵: امام احمد عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دوسرے پر حق ہو اور وہ ادا کرنے میں تاخیر کرے تو ہر روز اُتنا مال صدقہ کر دینے کا ثواب پائے گا۔(5)

ذکر ہے کہ مقروض پر ادا اور دعا دونوں لازم ہیں۔ رہی زیادتی وہ مقروض کی مہربانی ہے لہذا یہ حدیث زیادہ دینے کی احادیث کے خلاف نہیں۔(مرقاۃ) معلوم ہوا کہ مقروض دلی تنگی سے قرض ادا نہ کرے بلکہ خوش دلی سے دے اور دعائیں بھی دے کہ قرض خواہ نے قرض دے کر اس پر مہربانی کی۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۲۶)

(5) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث عمران بن حصین، الحدیث: ۱۹۹۹۷، ج ۷، ص ۲۲۴.

حکیم الامت کے مدنی پھول

- اس حق میں قرض، دَین، مکان، دکان کا کرایہ، اپنے کام کی اجرت تمام حقوق داخل ہیں۔ من فرما کر یہ اشارہ لیا کہ جو بھی مہلت دیدے یا دلوادے یا مہلت کا سبب بن جائے اسے ہر دن صدقہ کا ثواب ہے مثلًا یکم تاریخ کو کرایہ دار پر کرایہ ادا کرنا لازم ہے کسی نے سفارش کرکے اسے دو چار دن کی مالک مکان سے مہلت دلوادی کہ یہ تو بیچارہ غریب ہے ابھی اس کے پاس نہیں ہے، کچھ مہلت دے دو تو مالک مکان کو بھی اور اس سفارشی کو بھی ان دو چار دنوں میں ہر دن اتنے روپے خیرات کرنے کا ثواب ملے گا۔ اس لیے اعلیٰحضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ صدقہ دینے سے قرض دینا پھر مہلت دینا افضل ہے۔ صدقہ تو غیر حاجت مند بھی لے لیتے ہیں مگر قرض حاجت مند ہی لیتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۲۷)

تنگدست کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دینے کی فضیلت

قرض خواہ اگر تنگدست کو مہلت دے تو اس کے لئے عرش کے سائے میں جگہ پانے کے متعلق بہت سی احادیث آئی ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے اللہ عزوجل اسے قیامت کے اس دن اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

(جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر، الحدیث: ۱۳۰۶، ص ۱۷۸۳)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے تنگدست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا اللہ عزوجل اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب فیمن فرج عن ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۶۶۹، ج ۴، ص ۲۴۱)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل کے عرش کے سائے میں جگہ پانے والا سب سے پہلا شخص وہ ہوگا جو تنگدست کو اتنی مہلت دے کہ وہ قرض اُتارنے کے قابل ہو جائے یا ←

حدیث ۶: امام احمد سعد بن اطول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا

اپنا مطلوبہ قرض اس پر صدقہ کرکے کہہ دے: میرا تجھ پر جتنا قرض ہے وہ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے صدقہ ہے اور قرض کی رسید پھاڑ ڈالے۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۰۰۷۶، ج ۴، ص ۲۴۱)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی مسلمان کی ایک پریشانی دور کی اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کے لئے پل صراط پر نور کی ایسی دو شاخیں بنادے گا جن سے اتنے عالم روشن ہوں گے جنہیں اللہ عزوجل کے سوا کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۵۰۴، ج ۳، ص ۲۵۴)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور پریشانی دور ہو اسے چاہے کہ تنگدست کی پریشانی دور کرے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عمر، الحدیث: ۴۷۴۹، ج ۲، ص ۲۴۸)

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے کسی مسلمان کی دنیوی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کی اللہ عزوجل اس کی قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور فرمائے گا اور جو شخص تنگدست کو دنیا میں سہولت فراہم کریگا اللہ عزوجل اسے دنیا اور آخرت میں آسانی عطا فرمائے گا، جو کسی مسلمان کی دنیا میں پردہ پوشی کریگا اللہ عزوجل دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ عزوجل اس وقت تک بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الاجتماع علی ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۸۵۳، ص ۱۱۴۷)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے تنگدست کو مہلت دی اس کے لئے مہلت ختم ہونے تک روزانہ اتنی ہی رقم صدقہ کرنے کا ثواب ہے اور قرض کی وصولی کے دن بھی اگر مزید مہلت دے دی تو اسے روزانہ اتنی ہی رقم دو مرتبہ صدقہ کرنے کا ثواب ہے۔

(المستدرک، کتاب البیوع، باب من انظر معسرا ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۲۷۶، ج ۲، ص ۳۲۷)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جسے یہ بات پسند ہو کہ اللہ عزوجل اسے قیامت کی پریشانیوں سے نجات عطا فرمائے اسے چاہے کہ تنگدست کی پریشانی دور کرے یا اس کے قرض میں کمی کردے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر والتجاوز ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۰۰۰، ص ۹۵۰)

سرکارِ ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: تم سے پچھلی قوموں میں سے ایک شخص کے پاس فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے کہا: کیا تم نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس سے کہا گیا: سوچ لو (شاید یاد آجائے)۔ تو اس نے کہا: میں اور تو کچھ نہیں جانتا مگر میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کیا کرتا تو خوشحال کو مہلت دیتا اور تنگدست سے چشم پوشی کیا کرتا تھا۔ تو اللہ عزوجل نے اسے جنت میں داخل فرمادیا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث حذیفہ بن الیمان، الحدیث: ۲۳۴۱۳، ج ۹، ص ۹۸) ←

اور تین سو دینار اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے، میں نے یہ ارادہ کیا کہ یہ دینار بچوں پر صرف کرونگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تیرا بھائی دَین میں مُقیّد (یعنی گھرا ہوا ہے) ہے، اُسکا دَین ادا کردے۔ میں نے جا کر ادا کردیا پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے ادا کردیا، صرف ایک عورت باقی ہے جو دو دینار کا دعویٰ کرتی ہے، مگر اُس کے پاس گواہ نہیں ہیں۔ فرمایا: اُسے دیدے، وہ سچّی ہے۔(6)

ایک اور روایت میں ہے: میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے خدام کو حکم دے رکھا تھا کہ خوشحال افراد کو مہلت دیا کرو اور تنگدستوں سے درگزر کیا کرو تو اللہ عزوجل نے بھی اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمایا کہ تم بھی اس سے چشم پوشی کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۹۹۳، ص ۹۴۹)

شاہِ ابرار، غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ایک ایسے بندے کو لایا جائے گا جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا تھا، تو اللہ عزوجل اس سے دریافت فرمائے گا: تو نے دنیا میں کیا عمل کئے؟ پھر راوی نے یہ آیت پڑھی:

وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿42﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔(پ5، النساء، 42)

بندہ عرض کرے گا: یا رب عزوجل! تو نے مجھے مال عطا فرمایا تھا میں لوگوں سے خرید وفروخت کیا کرتا تھا اور درگزر کرنا میری عادت تھی، لہٰذا میں فراخ دست کو آسانی فراہم کرتا اور تنگدست کو مہلت دیا کرتا تھا۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میں تجھ سے زیادہ اپنے بندے سے چشم پوشی کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۳۹۹۶، ص ۹۴۹)

ایک دوسری روایت میں ہے: وہ اپنے خادم سے کہا کرتا تھا: جب تیرے پاس کوئی تنگدست آئے تو اس سے چشم پوشی کیا کر شاید اللہ عزوجل ہم سے بھی چشم پوشی فرمائے۔ پھر جب وہ اللہ عزوجل سے ملا تو اللہ عزوجل نے اس سے چشم پوشی فرمائی۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، الحدیث: ۳۴۸۰، ص ۲۸۴)

نسائی شریف کی روایت میں ہے: جب میں اپنے خادم کو قرض وصول کرنے کے لئے بھیجتا تو اسے کہتا: جو خوشحال ہو اس سے لے لو اور جو تنگدست ہو اسے چھوڑ دو اور چشم پوشی کرو شاید اللہ عزوجل ہم سے بھی چشم پوشی فرمائے۔ تو اللہ عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: میں نے بھی تجھ سے چشم پوشی کی۔ (سنن النسائی، کتاب البیوع، باب حسن المعاملۃ والرفق ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۴۶۹۸، ص ۲۳۹۱)

(6) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث سعد بن الاطوال، الحدیث: ۱۷۲۲۷، ج ۶، ص ۱۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اسی طرح کہ قرض خواہوں کو کچھ نہ دوں سب اس کے بچوں پر ہی خرچ کروں یا پہلے بچوں پر خرچ کروں ان کے جوان ہونے پر اگر کچھ بچے تو قرض خواہوں کو دوں، عرب میں اس قسم کی بے قاعدگیوں کا عام رواج تھا۔

حدیث ۷: امام مالک نے روایت کی ہے، کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس آکر عرض کی، کہ میں نے ایک شخص کو قرض دیا ہے اور یہ شرط کرلی ہے کہ جو دیا ہے اُس سے بہتر ادا کرنا۔ اُنھوں نے کہا، یہ سود ہے۔ اُس نے پوچھا تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، قرض کی تین صورتیں ہیں: ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود اللہ (عزوجل) کی رضا حاصل کرنا ہے، اس میں تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ملے گی اور ایک وہ قرض ہے جس سے مقصود کسی شخص کی خوشنودی ہے، اس قرض میں صرف اُس کی خوشنودی حاصل ہوگی اور ایک وہ قرض ہے جو تو نے اس لیے دیا ہے کہ طیب دیکر خبیث حاصل کرے۔

اُس شخص نے عرض کی، تو اب مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، دستاویز پھاڑ ڈال پھر اگر وہ قرضدار ویسا ہی ادا کرے جیسا تو نے اُسے دیا تو قبول کر اور اگر اُس سے کم ادا کرے اور تو نے لے لیا تو تجھے ثواب ملے گا اور اگر اُس نے اپنی خوشی سے بہتر ادا کیا تو یہ ایک شکریہ ہے، جو اُس نے کیا۔ (7)

❁❁❁❁❁

۲؎ یعنی پہلے قرض دو اس سے جو بچے وہ مرحوم کے بچوں پر خرچ کرو۔ اب بھی حکم یہ ہی ہے کہ ادائے قرض میراث سے پہلے ہے۔ اولا کفن دفن، پھر ادائے قرض، پھر تہائی مال سے وصیت کا اجراء پھر تقسیم میراث اس کا ماخذ یہ حدیث بھی ہے۔

۳؎ یعنی جن کے قرضوں کا ثبوت گواہی وغیرہ سے تھا وہ تو ادا کردیا اس میں سے ایک پیسہ باقی نہ بچا۔

۴؎ غالبًا حضور انور کو اس بی بی کی سچائی وحی سے معلوم ہوئی اس لیے جیسے اور وحی کی اتباع مسلمانوں پر لازم ہے ایسے ہی اس وحی کی اتباع بھی لازم ہے ورنہ حاکم اپنے خصوصی علم پر مقدمہ کا فیصلہ نہیں کرسکتا گواہی وشہادت پر ہی فیصلہ کرے گا۔ (مرقات) یہ حدیثیں باب الافلاس میں اس لیے لائی گئیں کہ ان سے دیوالیہ کے احکام میں مدد ملتی ہے ورنہ ان میں دیوالہ کا ذکر نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۲۸)

(7) کنزالعمال، کتاب البیوع، باب الربا واحکامہ، الحدیث: ۱۰۱۴۰، الجزء الرابع، ج ۲، ص ۸۲۔

والمصنف لعبد الرزاق، کتاب البیوع، باب قرض جر منفعۃ، الحدیث: ۱۴۶۴۱، ج ۸، ص ۱۱۳-۱۱۴۔

والسنن الکبری للبیھقي، کتاب البیوع، باب لاخیر ان یسلفہ... إلخ، الحدیث: ۱۰۹۳۷، ج ۵، ص ۵۷۴۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: جو چیز قرض دی جائے لی جائے اُس کا مثلی ہونا ضرور ہے یعنی ماپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو مگر گنتی کی چیز میں شرط یہ ہے کہ اُس کے افراد میں زیادہ تفاوت (یعنی فرق) نہ ہو، جیسے انڈے، اخروٹ، بادام، اور اگر گنتی کی چیز میں تفاوت زیادہ ہو جس کی وجہ سے قیمت میں اختلاف ہو جیسے آم، امرود، ان کو قرض نہیں دے سکتے۔ یوہیں ہر قیمی چیز جیسے جانور، مکان، زمین، ان کا قرض دینا صحیح نہیں۔(1)

مسئلہ ۲: قرض کا حکم یہ ہے کہ جو چیز لی گئی ہے اُس کی مثل ادا کی جائے لہٰذا جس کی مثل نہیں قرض دینا صحیح نہیں۔ جس چیز کو قرض دینا لینا جائز نہیں اگر اُس کو کسی نے قرض لیا اُس پر قبضہ کرنے سے مالک ہو جائے گا مگر اُس سے نفع اُٹھانا حلال نہیں مگر اُس کو بیع کریگا تو بیع صحیح ہو جائے گی اُس کا حکم ویسا ہی ہے جیسے بیع فاسد میں مبیع پر قبضہ کرلیا کہ واپس کرنا ضروری ہے، مگر بیع کردے گا تو بیع صحیح ہے۔(2)

مسئلہ ۳: کاغذ کو قرض لینا جائز ہے جبکہ اس کی نوع وصفت کا بیان ہو جائے اور اس کو گنتی کے ساتھ لیا جائے اور گن کر دیا جائے۔(3) (درمختار) مگر آج کل تھوڑے سے کاغذوں میں خرید وفروخت وقرض میں گن کر لیتے دیتے ہیں زیادہ مقدار یعنی رِموں (4) میں وزن کا اعتبار ہوتا ہے یعنی مثلاً اتنے پونڈ (5) کا رِم عرف میں تختے نہیں گنتے اس میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۴: روٹیوں کو گن کر بھی قرض لے سکتے ہیں اور تول کر بھی۔ گوشت وزن کر کے قرض لیا جائے۔(6)

مسئلہ ۵: آٹے کو ناپ کر قرض لینا دینا چاہیے اور اگر عرف وزن سے قرض لینے کا ہو جیسا کہ عموماً ہندوستان میں

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۰۷.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض...الخ، ج ۳، ص ۲۰۱.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۰۷.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۰۷.

(4) رم کی جمع، کاغذوں کے بیس دستوں کا بنڈل۔

(5) سولہ اونس یا آدھا کلو کے برابر وزن کو پونڈ کہتے ہیں۔

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۰۸.

ہے تو وزن سے بھی قرض جائز ہے۔(7)

مسئلہ ۶: ایندھن کی لکڑی اور دوسری لکڑیاں اور اُپلے (گوبر کے خشک ٹکڑے) اور تختے اور ترکاریاں اور تازہ پھول ان سب کا قرض لینا دینا درست نہیں۔(8)

مسئلہ ۷: کچی اور پکی اینٹوں کا قرض جائز ہے جبکہ ان میں تفاوت نہ ہو جس طرح آج کل شہر بھر میں ایک طرح کی اینٹیں طیار ہوتی ہیں۔(9)

مسئلہ ۸: برف کو وزن کے ساتھ قرض لینا درست ہے اور اگر گرمیوں میں برف قرض لیا تھا اور جاڑے میں ادا کردیا یہ ہوسکتا ہے مگر قرض دینے والا اس وقت نہیں لینا چاہتا وہ کہتا ہے گرمیوں میں لوں گا اور یہ ابھی دینا چاہتا ہے تو معاملہ قاضی کے پاس پیش کرنا ہوگا وہ وصول کرنے پر مجبور کریگا۔(10)

مسئلہ ۹: پیسے قرض لیے تھے اُن کا چلن جاتا رہا تو ویسے ہی پیسے اُسی تعداد میں دینے سے قرض ادا نہ ہوگا بلکہ اُن کی قیمت کا اعتبار ہے مثلاً آٹھ آنے کے پیسے تھے تو چلن بند ہونے کے بعد اٹھنی یا دوسرا سکہ اس قیمت کا دینا ہوگا۔(11)

مسئلہ ۱۰: ادائے قرض میں چیز کے سستے مہنگے ہونے کا اعتبار نہیں مثلاً دس سیر گیہوں قرض لیے تھے اُن کی قیمت ایک روپیہ تھی اور ادا کرنے کے دن ایک روپیہ سے کم یا زیادہ ہے اس کا بالکل لحاظ نہیں کیا جائے گا وہی دس سیر گیہوں دینے ہونگے۔(12)

مسئلہ ۱۱: ایک شہر میں مثلاً غلہ قرض لیا اور دوسرے شہر میں قرض خواہ نے مطالبہ کیا تو جہاں قرض لیا تھا وہاں جو قیمت تھی وہ دیدی جائے، قرضدار اس پر مجبور نہیں کرسکتا کہ میں یہاں نہیں دونگا، وہاں چل کر وہ چیز لے لو۔ ایک شہر میں غلہ قرض لیا دوسرے شہر میں جہاں غلہ گراں ہے قرض خواہ اُس سے غلہ کا مطالبہ کرتا ہے قرض دار سے کہا جائے گا اس بات کا ضامن دیدو کہ اپنے شہر میں جاکر غلہ ادا کرونگا۔(13)

---

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص۲۰۱.

(9) المرجع السابق، ص۲۰۲.

(10) المرجع السابق، ص۲۰۲.

(11) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸ وغیرہ.

(12) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۰۸.

(13) المرجع السابق، ص۴۰۹.

مسئلہ ۱۲: میوے قرض لیے مگر ابھی ادا نہیں کیے کہ یہ میوے ختم ہو چکے بازار میں ملتے نہیں قرضخواہ کو انتظار کرنا پڑے گا کہ نئے پھل آجائیں اُس وقت قرض ادا کیا جائے اور اگر دونوں قیمت دینے لینے پر راضی ہو جائیں تو قیمت ادا کردی جائے۔(14)

مسئلہ ۱۳: قرضدار نے قرض پر قبضہ کرلیا اُس چیز کا مالک ہو گیا فرض کرو ایک چیز قرض لی تھی اور ابھی خرچ نہیں کی ہے کہ اپنی چیز آگئی مثلاً روپیہ قرض لیا تھا اور روپیہ آگیا یا آٹا قرض لیا تھا پکنے سے پہلے آٹا پس کر آگیا اب قرض دار کو یہ اختیار ہے کہ اُس کی چیز رہنے دے اور اپنی چیز سے قرض ادا کرے یا اُس کی ہی چیز دیدے جس نے قرض دیا ہے وہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جو چیز دی تھی وہ تمھارے پاس موجود ہے میں وہی لونگا۔(15)

مسئلہ ۱۴: قرض کی چیز قرضدار کے پاس موجود ہے قرضدار اُس کو خود قرض خواہ کے ہاتھ بیع کرے یہ صحیح ہے کہ وہ مالک ہے اور قرضخواہ بیع کرے یہ صحیح نہیں کہ یہ مالک نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے سے غلہ قرض لیا قرضدار نے قرضخواہ سے روپیہ کے بدلے اُس کو خرید لیا یعنی اُس دَین کو خریدا جو اس کے ذمہ ہے مگر قرض خواہ نے روپیہ پر ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ دونوں جدا ہوگئے بیع باطل ہوگئی۔(16)

مسئلہ ۱۵: غلام، تاجر اور مکاتب اور نابالغ اور بوہرا، یہ سب کسی کو قرض دیں یہ ناجائز ہے کہ قرض تبرع (احسان) ہے اور یہ تبرع نہیں کرسکتے۔(17)

مسئلہ ۱۶: صبی محجور (جس کو خرید و فروخت کی ممانعت ہے) کو قرض دیا یا اُس کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اُس نے خرچ کر ڈالی تو اس کا معاوضہ کچھ نہیں بوہرے اور مجنون کو قرض دینے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ چیز موجود ہے خرچ نہیں ہوئی ہے تو قرض خواہ واپس لے سکتا ہے غلام محجور کو قرض دیا ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مؤاخذہ نہیں ہوسکتا۔(18)

مسئلہ ۱۷: ایک شخص سے دوسرے نے روپے قرض مانگے وہ دینے کو لایا اس نے کہا پانی میں پھینک دو اُس نے

---

(14) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۱۰.

(15) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۱۰.

و الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... الخ، ج ۳، ص ۲۰۱.

(16) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج ۷، ص ۴۱۱.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... الخ، ج ۳، ص ۲۰۶.

(18) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، مطلب فی شرائ... الخ، ج ۷، ص ۴۱۱.

پھینک دیا تو اس کا کچھ نقصان نہیں اُس نے اپنا مال پھینکا اور اگر بائع مبیع کو مشتری (خریدار) کے پاس لایا یا امین امانت کو مالک کے پاس لایا انھوں نے کہا پھینک دو، انھوں نے پھینک دیا تو مشتری (خریدار) اور مالک کا نقصان ہوا۔(19)

مسئلہ ۱۸: قرض میں کسی شرط کا کوئی اثر نہیں شرطیں بیکار ہیں مثلاً یہ شرط کہ اس کے بدلے میں فلاں چیز دینا یا یہ شرط کہ فلاں جگہ (کسی دوسری جگہ کا نام لے کر) واپس کرنا۔(20)

مسئلہ ۱۹: واپسی قرض میں اُس چیز کی مثل دینی ہوگی جو لی ہے نہ اُس سے بہتر نہ کمتر ہاں اگر بہتر ادا کرتا ہے اور اس کی شرط نہ تھی تو جائز ہے دائن اُس کو لے سکتا ہے۔ یوہیں جتنا لیا ہے ادا کے وقت اُس سے زیادہ دیتا ہے مگر اس کی شرط نہ تھی یہ بھی جائز ہے۔(21)

مسئلہ ۲۰: چند شخصوں نے ایک شخص سے قرض مانگا اور اپنے میں سے ایک شخص کے لیے کہہ گئے کہ اس کو دے دینا قرض خواہ اس شخص سے اُتنا ہی مطالبہ کرسکتا ہے جتنا اس کا حصہ ہے باقیوں کے حصوں کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔(22)

مسئلہ ۲۱: قرض دیا اور ٹھہرالیا کہ جتنا دیا ہے اُس سے زیادہ لے گا جیسا کہ آج کل سود خواروں (سود کھانے والوں) کا قاعدہ ہے کہ روپیہ دو روپے سیکڑا ماہوار سود ٹھہرا لیتے ہیں یہ حرام ہے۔ یوہیں کسی قسم کے نفع کی شرط کرے ناجائز ہے مثلاً یہ شرط کہ مستقرض، (قرض دار) مُقرِض (قرض دینے والا) سے کوئی چیز زیادہ داموں میں خریدے گا یا یہ کہ قرض کے روپے فلاں شہر میں مجھ کو دینے ہوں گے۔(23)

مسئلہ ۲۲: جس پر قرض ہے اُس نے قرض دینے والے کو کچھ ہدیہ کیا تو لینے میں حرج نہیں جبکہ ہدیہ دینا قرض کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس وجہ سے ہو کہ دونوں میں قرابت (یعنی رشتہ داری) یا دوستی ہے یا اُس کی عادت ہی میں جود و سخاوت ہے کہ لوگوں کو ہدیہ کیا کرتا ہے اور اگر قرض کی وجہ سے ہدیہ دیتا ہے تو اس کے لینے سے بچنا چاہیے اور اگر یہ پتا نہ چلے کہ

(19) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۲.

(20) المرجع السابق.

(21) المرجع السابق، ص۴۱۳.

(22) المرجع السابق، ص۴۱۴.

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ، ج۳، ص۲۰۲-۲۰۳.
والدرالمختار، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ج۷، ص۴۱۳.

قرض کی وجہ سے ہے یا نہیں، جب بھی پرہیز ہی کرنا چاہیے جب تک یہ بات ظاہر نہ ہوجائے کہ قرض کی وجہ سے نہیں ہے۔ اُس کی دعوت کا بھی یہی حکم ہے کہ قرض کی وجہ سے نہ ہو تو قبول کرنے میں حرج نہیں اور قرض کی وجہ سے ہے، یا پتا نہ چلے تو بچنا چاہیے۔ اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ قرض نہیں دیا تھا جب بھی دعوت کرتا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ دعوت قرض کی وجہ سے نہیں اور اگر پہلے نہیں کرتا تھا اور اب کرتا ہے، یا پہلے مہینے میں ایک بار کرتا تھا اور اب دو بار کرنے لگا، یا اب سامان ضیافت (مہمان نوازی کا سامان) زیادہ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قرض کی وجہ سے ہے اس سے اجتناب چاہیے۔ (24)

مسئلہ ۲۳: جس قسم کا دَین تھا مدیون اُس سے بہتر ادا کرنا چاہتا ہے دائن کو اُس کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے اور گھٹیا دینا چاہتا ہے جب بھی مجبور نہیں کر سکتے اور دائن (جس کا کسی پر قرض ہو اس کو دائن کہتے ہیں) قبول کر لے تو دونوں صورتوں میں دین ادا ہوجائے گا۔ یوہیں اگر اس کے روپے تھے وہ اُسی قیمت کی اشرفی دینا چاہتا ہے دائن قبول کرنے پر مجبور نہیں۔ کہہ سکتا ہے میں نے روپیہ دیا تھا روپیہ لونگا اور اگر دین میعادی تھا میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کرتا ہے تو دائن لینے پر مجبور کیا جائے گا وہ انکار کرے یہ اُس کے پاس رکھ کر چلا آئے دین ادا ہوجائے گا۔ (25)

مسئلہ ۲۴: قرضدار قرض ادا نہیں کرتا اگر قرض خواہ کو اُس کی کوئی چیز اُسی جنس کی جو قرض میں دی ہے مل جائے تو بغیر دیے لے سکتا ہے بلکہ زبردستی چھین لے جب بھی قرض ادا ہوجائے گا دوسری جنس کی چیز بغیر اُسکی اجازت نہیں لے سکتا ہے مثلاً روپیہ قرض دیا تھا تو روپیہ یا چاندی کی کوئی چیز ملے لے سکتا ہے اور اشرفی یا سونے کی چیز نہیں لے سکتا (26)۔(27)

---

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص ۲۰۳.

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص ۲۰۴، وغیرہ.

(26) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

فی الشامی والطحطاوی عن شرح الکنز العلامۃ الحموی عن الامام العلامۃ علی المقدسی عن جدہ الاشقر عن شرح القدوری للامام الاخصب ان عدم جواز الاخذ من خلاف الجنس کان فی زمانھم لمطاوعتھم فی الحقوق والفتوی الیوم علی جواز الاخذ عند القدرۃ من ای مال کان ا ہ۔

(اہ ردالمحتار کتاب الحجر داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۹۵)

شامی اور طحطاوی میں علامہ حموی کی شرح کنز سے بحوالہ امام علامہ علی مقدسی منقول ہے، انہوں نے اپنے دادا اشقر سے بحوالہ شرح قدوری از امام اخصب ذکر کیا کہ خلاف جنس سے وصول کرنے کا عدم جواز مشائخ کے زمانہ میں تھا کیونکہ وہ لوگ حقوق میں باہم متفق تھے آج کل فتوی اس پر ہے کہ جب اپنے کی وصولی پر قادر ہو چاہے کسی بھی مال سے ہو تو وصول کر لینا جائز ہے۔ (ت) (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۵۶۲ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر فی القرض... إلخ، ج۳، ص ۲۰۳، ۲۰۴.

مسئلہ ۲۵: زید نے عمرو سے کہا مجھے اتنے روپے قرض دو میں اپنی یہ زمین تمھیں عاریت دیتا ہوں جب تک میں روپیہ ادا نہ کروں تم اس کی کاشت کرو اور نفع اُٹھاؤ یہ ممنوع ہے۔(28) آج کل سود خوروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ قرض دیکر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں مکان ہے تو اُس میں مرتہن سکونت کرتا ہے یا اُس کو کرایہ پر چلاتا ہے کھیت ہے تو اُس کی خود کاشت کرتا ہے یا اجارہ پر دیدیتا ہے اور نفع خود کھاتا ہے یہ سود ہے اس سے بچنا واجب۔

مسئلہ ۲۶: نصرانی نے نصرانی کو شراب قرض دی پھر مسلمان ہوگیا قرض ساقط (ختم) ہوگیا اُس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔(29)

مسئلہ ۲۷: زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص سے میرے لیے دس روپے قرض لادو اُس نے قرض لاکر دیدیے مگر زید کہتا ہے مجھے نہیں دیے تو عمرو کو اپنے پاس سے دینے ہوں گے۔ اور اگر زید نے عمرو کو رقعہ اس مضمون کا لکھ کر کسی کے پاس بھیجا کہ میرے روپے جو تم پر قرض ہیں بھیج دو اُس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیے تو جب تک یہ روپے زید کو وصول نہ ہوں اُس وقت تک زید کے نہیں ہیں یعنی قرض ادا نہ ہوگا اور اگر زید نے عمرو کی معرفت کسی کے پاس کہلا بھیجا کہ دس روپے مجھے قرض بھیج دو اُس نے عمرو کے ہاتھ بھیج دیے تو زید کے ہوگئے ضائع ہونگے تو زید کے ضائع ہوں گے جب کہ زید اس کا مقر ہو کہ عمرو کو اُس نے دیے تھے۔(30)

مسئلہ ۲۸: زید نے عمرو کو کسی کے پاس بھیجا کہ اُس سے ہزار روپے قرض مانگ لائے اُس نے قرض دیا مگر عمرو کے پاس سے جاتا رہا اگر عمرو نے اس سے یہ کہا تھا کہ زید کو قرض دو تو زید کا نقصان ہوا اور یہ کہا تھا کہ زید کے لیے مجھے قرض دو تو عمرو کا نقصان ہوا۔(31)

مسئلہ ۲۹: جس چیز کا قرض جائز ہے اُسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے اور جس کا قرض ناجائز ہے اُسے عاریت لیا تو عاریت ہے۔(32)

مسئلہ ۳۰: روپے قرض لیے تھے اُس کو نوٹ یا اشرفیاں دیں کہ تڑوا کر اپنے روپے لے لو، اُس کے پاس تڑوانے سے پہلے ضائع ہوگئے تو قرضدار کے ضائع ہوئے اور تڑوانے کے بعد ضائع ہوئے تو دو صورتیں ہیں اپنا قرض

---

(28) المرجع السابق،ص۲۰۴

(29) الفتاوی الھندیۃ،کتاب البیوع،الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ،ج۳،ص۲۰۴.

(30) الفتاوی الخانیۃ،کتاب البیع،باب الصرف الدراہم،ج۱،ص۳۹۳.

(31) الفتاوی الھندیۃ،کتاب البیوع،الباب التاسع عشر فی القرض...إلخ،ج۳،ص۲۰۷.

(32) المرجع السابق.

لیا تھا یا نہیں اگر نہیں لیا تھا جب بھی قرضدار کا نقصان ہوا اور قرض کے روپے اُن میں لینے کے بعد ضائع ہوئے تو اس کے (یعنی قرض وصول کرنے والے کے) ہلاک ہوئے اور اگر نوٹ یا اشرفیاں دے کر یہ کہا کہ اپنا قرض لو اُس نے لے لیا تو قرض ادا ہوگیا ضائع ہوگا اس کا (یعنی قرض وصول کرنے والے کا) نقصان ہوگا۔(33)

❀❀❀❀❀

تنگدست کو مہلت دینے یا معاف کرنے کی فضیلت اور دَین نہ ادا کرنے کی مذمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾(۲۸۰) (1)

اور اگر مدیون تنگدست ہے تو وسعت آنے تک اُسے مہلت دو اور صدقہ کر دو (معاف کر دو) تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

❁❁❁❁❁

(1) پ۳، البقرۃ: ۲۸۰۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرضدار اگر تنگ دست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جزو یا کل معاف کر دینا سبب اجرِ عظیم ہے مسلم شریف کی حدیث ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص (زمانہ گزشتہ میں) لوگوں کو اُودھار دیا کرتا تھا، وہ اپنے غلام سے کہا کرتا جب کسی تنگدست مدیون کے پاس جانا اُس کو معاف کر دینا اس امید پر کہ خدا ہم کو معاف کردے، جب اُسکا انتقال ہوا اللہ تعالٰی نے معاف فرمادیا۔(1)

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ بات پسند ہو کہ قیامت کی سختیوں سے اللہ تعالٰی اُسے نجات بخشے، وہ تنگدست کو مہلت دے یا معاف کردے۔(2)

(1) صحیح البخاري، کتاب احادیث الانبیاء، الحدیث: ۳۴۸۰، ج۲، ص۴۷۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ نوکر سے وہ نوکر مراد ہے جو مقروضوں سے تقاضا کرنے کو مقرر تھا جیسا کہ عام تجار ساہوکار ایسے لوگ رکھتے ہیں۔ فتی ساتھی کو بھی کہتے ہیں نوکر و غلام کو بھی، اس کے لغوی معنی ہیں جوان۔

۲۔ یا سارا قرض معاف کردے یا کچھ قرض یا مہلت دے دے کہ جلدی تقاضا نہ کرے، معافی میں یہ سب کچھ داخل ہے۔

۳۔ کہ اس کے سارے گناہ بخش دے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ غلام یا نوکر کو قرض وصول کرنے کا وکیل کرسکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وکیل کو معافی یا نرمی کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ دعا میں جمع کے صیغے استعمال کرنا بہتر ہے کہ اس نے کہا تھا عنّا کہ اگر ایک کے حق میں دعا قبول ہوگئی تو ان شاء اللہ سب کے حق میں قبول ہوجائے گی، چوتھے یہ کہ گزشتہ دین کے احکام ہمارے لیے بھی قابل عمل ہیں جب کہ قرآن یا حدیث میں نقل ہوں۔ (نووی، مرقات) پانچویں یہ کہ اپنے مقروض پر مہربانی کرنا اپنی بخشش کا ذریعہ ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۰۳)

(2) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ... إلخ، باب فضل انظار المعسر، الحدیث: ۳۲-(۱۵۶۳)، ص۸۴۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کُرَب کاف کے پیش رکے فتح سے، کربۃ کی جمع ہے بمعنی تکلیف، محنت، مشقت اس لفظ میں قیامت کی دھوپ، پیاس، گھبراہٹ ملائکہ کی سختی وغیرہ سب کچھ داخل ہے۔

۲۔ فلینفس تنفیس سے بنا بمعنی تاخیر کرنا، دیر لگانا، مہلت دینا۔ وضع سے مراد یا قرض بالکل معاف کردینا، اگر قرض خواہ کی طرف سے وکیل قبض کو اس کی اجازت ہو تو وہ یہ کام کرسکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم بھی رب تعالٰی کے مقروض ہو لہذا اپنے مقروضوں کو معافی یا آسانی دو تم پر اللہ آسانی کرے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۰۴)

حدیث ۳: صحیح مسلم میں ہے، ابوالیسر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ جو شخص تنگدست کو مہلت دے گا یا اُسے معاف کردیگا، اللہ تعالٰی اُس کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔ (3)

حدیث ۴: صحیحین میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ اُنھوں نے ابن ابی حدرد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنے دَین کا تقاضا کیا اور دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنے حجرہ سے ان کی آوازیں سُنیں، تشریف لائے اور حجرہ کا پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پکارا۔ اُنھوں نے جواب دیا لبیک یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)۔ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا دَین معاف کر دو۔ اُنھوں نے کہا، مَیں نے کیا یعنی معاف کر دیا۔ دوسرے صاحب سے فرمایا: اُٹھو ادا کر دو۔ (4)

---

(3) صحیح مسلم، کتاب الزھد... إلخ، باب حدیث جابر الطویل... إلخ، الحدیث: ۷۴-(۳۰۰۶)، ص۱۶۰۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ کا نام کعب ابن عمرو ہے، کنیت ابوالیسر انصاری ہے، بیعت عقبہ و غزوہ بدر میں شریک ہوئے، آپ ہی نے بدر کے دن حضرت عباس ابن عبدالمطلب کو قید کرکے بارگاہ رسالت میں پیش فرمایا، ۵۵ھ میں مدینہ پاک میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے۔ (اشعہ)

۲۔ مہلت و معافی میں فرق واضح ہے مگر دونوں کی جزاء وثواب یکساں ہے۔

۳۔ اپنے سایہ سے مراد عرش اعظم کا سایہ ہے کہ قیامت میں صرف اسی کا سایہ ہوگا، وہاں ہی دھوپ اور تپش سے امان ہوگی، مقروض پر آسانی کرنے والا تنہائی میں اپنے گناہ یاد کرکے رونے والا، گناہ کرنے کے ارادہ پر رب کو یاد کرکے ہٹ جانے والا وغیرہ اس کے سایہ میں ہوں گے۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکٰوۃ المصابیح، ج۴، ص۵۰۶)

(4) صحیح البخاري، کتاب الصلاۃ، باب رفع الصوت في المسجد، الحدیث: ۴۷۱، ج۱، ص۱۷۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ ان کا نام عبداللہ ابن ابی حدرد ہے، کنیت ابومحمد، بیعت حدیبیہ اور غزوہ خیبر میں شریک تھے، مسجد سے مراد خارج مسجد ہے کہ داخل مسجد میں دنیاوی کلام ممنوع ہیں۔

۲۔ حضرت کعب نے کہا ہوگا کہ ابھی قرض دو، انہوں نے کہا ہوگا کہ میرے پاس ابھی نہیں، اس سے جھگڑا پیدا ہوگیا ہوگا جیسا کہ عموماً تقاضے کے وقت ہوتا ہے۔

۳۔ سبحان اللہ! کیا نفیس فیصلہ ہے کہ منٹوں میں مہینوں کا جھگڑا طے فرمالیا۔ اس سے چند مسئلے ثابت ہوئے: ایک یہ کہ قرض کی معافی کی صورت میں بقیہ قرض کی اداء فوراً ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ حدود مسجد میں قرض کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔ تیسرے یہ کہ معافی و رعایت کی سفارش کرنا جائز ہے۔ چوتھے یہ کہ صلح کرانے والا فریقین کا لحاظ رکھے کہ کچھ اسے دبائے کچھ اسے۔ پانچویں یہ کہ جائز سفارش ←

حدیث ۵: صحیح بخاری میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر تھے، ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی، اس کی نماز پڑھایے۔ فرمایا: اس پر کچھ دَین (قرض) ہے؟ عرض کی، نہیں۔ اُس کی نماز پڑھا دی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا، ارشادفرمایا: اس پر دَین ہے؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: کچھ اس نے مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کی، تین دینار چھوڑے ہیں۔ اس کی نماز بھی پڑھا دی۔ پھر تیسرا جنازہ حاضر لایا گیا، ارشادفرمایا: اس پر کچھ دَین ہے؟ لوگوں نے عرض کی، تین دینار کا مدیون ہے۔ ارشادفرمایا: اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ فرمایا: تم لوگ اس کی نماز پڑھ لو۔ ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز پڑھادیں، دَین کا ادا کردینا میرے ذمہ ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز پڑھادی۔ (5)

قبول کرلینا بہتر ہے۔ چھٹے یہ کہ اشارہ پر اعتماد کرسکتے ہیں کہ یہ کلام کے قائم مقام ہے دیکھو حضور انور نے آدھے قرض کا اشارہ ہی فرمایا۔ (مرقاۃ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۱۰)

(5) صحیح البخاري، کتاب الحوالات، باب اذا أحال دین المیت علی رجل جاز، الحدیث: ۲۲۸۹، ج۲، ص۷۲، وکتاب الکفالۃ، باب من تکفل عن میت ... إلخ، الحدیث: ۲۲۹۵، ج۲، ص۷۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غالبًا عرض کرنے والے اس میت کے والی وارث تھے یا اس کے دوست احباب، اس زمانہ میں ہر شخص کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ ہماری میت پر جنازہ حضور پڑھیں اس لیے دور دور سے جنازے حضور کی بارگاہ میں لائے جاتے تھے۔

۲۔ قرض سے مراد بندوں کا حق مالی ہے خواہ بیوی کا مہر ہو یا کسی کا تجارتی دین یا ہاتھ کا لیا ہوا ادھار جسے دست گرداں کہتے ہیں۔

۳۔ غالبًا حضور انور کو کشف، الہام یا وحی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس پر قرض تین دینار یا اس سے بھی کم ہے اس لیے آپ نے اس جواب پر نماز پڑھ لی ورنہ اگر قرض اس سے زائد ہوتا تو آپ نماز نہ پڑھتے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہورہا ہے۔ (لمعات، مرقات)

۴۔ شاید یہ تین جنازے ایک ہی دن ایک ہی مجلس میں کچھ فاصلہ پر لائے گئے اور ہوسکتا ہے کہ یہ مختلف دنوں کے واقعات ہوں مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے۔

۵۔ اس واقعہ سے چند مسائل معلوم ہوئے، ایک یہ کہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ بعض کے ادا کرنے سے ادا ہوجاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ گناہ یا بری رسمیں روکنے کے لیے عالم دین یا شیخ وقت گنہگار پر جنازے پڑھنے سے انکار کرسکتا ہے۔ تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور یہ رسمیں چھوڑ دیں، انصار مدینہ قرض لینے کے بہت عادی تھے، ان کے مکان جائیدادیں، سامان یہود کے ہاں گروی تھے، معمولی باتوں پر قرض لے لیا کرتے تھے، اس بری رسم کو مٹانے کے لیے حضور نے مقروضوں پر یہ سختی فرمائی، پھر جب یہ آیت کریمہ اتری ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ'' تو سرکار نے اعلان فرمادیا کہ اب جو فوت ہوا کرے گا تو اس کا مال اس کے وارثوں کے لیے ہوگا اور اس کا قرض یا اس کے ←

حدیث ۶: شرح سنہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں جنازہ لایا گیا، ارشاد فرمایا: اس پر دَین ہے؟ لوگوں نے کہا، ہاں۔ فرمایا: دَین ادا کرنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے؟ عرض کی، نہیں۔ ارشاد فرمایا: تم لوگ اسکی نماز پڑھ لو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، اسکا دَین میرے ذمہ ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز پڑھا دی۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمھاری بندش کو توڑے، جس طرح تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بندش توڑی، جو بندہ مسلم اپنے بھائی کا دَین ادا کریگا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی بندش توڑ دیگا۔ (6)

یتیم غریب بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہوگی۔ حق تو یہ ہے کہ اب بھی ہمیں اور ہمارے بچوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہی پال رہے ہیں جیسے قرآنی فرمان "اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ" سارے مسلمانوں کو شامل ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش سب مسلمانوں کو شامل ہے۔ تیسرے یہ کہ میت کی طرف سے ضامن بننا جائز ہے اکثر علماء کا یہی قول ہے، امام اعظم کے ہاں یہ ضمان جائز نہیں، وہ فرماتے ہیں کہ یہ ضمانت نہ تھی بلکہ وعدہ ادا تھا، ضمانت اور وعدہ ادا میں بڑا فرق ہے، امام صاحب کے ہاں اگر میت مال چھوڑ دے تو اس کی تقسیم میراث یا ادائے قرض کی ذمہ داری جائز ہے۔ (از لمعات، مرقات) خیال رہے کہ صاحبین کے ہاں میت کی ضمانت اسی حدیث کی بنا پر جائز ہے، فتویٰ قول صاحبین پر ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۱۱)

(6) شرح السنۃ، کتاب البیوع، باب ضمان الدین، الحدیث: ۲۱۴۸، ج ۴، ص ۳۶۰۔۳۶۱

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ جنازہ جیم کے کسرہ سے وہ ڈولی ہے جس میں میت رکھی جائے اور جیم کے فتح سے خود میت، یہاں فتح سے ہے۔

۲؎ پہلے کہا جاچکا ہے کہ مالی معاملات کے قرض کو دَین کہا جاتا ہے جیسے کسی کے ذمہ کرایہ یا مال کی قیمت رہ گئی ہو اور دست گردان کو قرض کہتے ہیں، یہاں دونوں معنی مراد ہوسکتے ہیں اور ممکن ہے کہ بطریق عموم مشترک عام معنی مراد ہوں۔

۳؎ ہم نہ پڑھیں گے، پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ حضور کی یہ سختی لوگوں کو قرض سے ڈرانے کے لیے تھی کہ اہل مدینہ عموماً بلاضرورت بھی قرض لے لیتے تھے، اتنی سختی کے بغیر یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی تھی، حکیم کا نشتر بھی رحمت ہے۔

۴؎ اس کی بحث پہلے گزر چکی کہ میت کی طرف سے کفالہ اور ضمانت اکثر آئمہ کے ہاں جائز ہے، ہمارے ہاں بھی، صاحبین جائز فرماتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔

۵؎ رھان بمعنی مرہون ہے یعنی گروی رکھی ہوئی چیز، چونکہ ہر شخص کا نفس اپنے نیک و بد اعمال میں مثل گروی کے ہے اس لیے رھان سے مراد نفس لیا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ"۔ مرقات نے فرمایا رھان رھین کی جمع ہے جیسے کریم کی کرام، چونکہ ہر انسان کا عضو گناہ کرتا رہتا ہے اس لیے ہر عضو گروی و گرفتار ہے تو گویا ہر شخص مرہون چیزوں کا مجموعہ ہے۔

۶؎ یعنی جیسا برتاؤ تم رب کے بندوں کے ساتھ کرو گے تمہارے ساتھ بھی قیامت میں ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا، اگر پھانسو گے تو ـــ

حدیث ۷: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کے مال لیتا ہے اور ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس سے ادا کر دیگا (یعنی ادا کرنے کی توفیق دیگا یا قیامت کے دن دائن کو راضی کر دیگا) اور جو شخص تلف کرنے کے ارادہ سے لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر تلف کر دیگا (یعنی نہ ادا کی توفیق ہوگی، نہ دائن راضی ہوگا)۔(7)

حدیث ۸: صحیح مسلم میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فرمایئے کہ اگر میں جہاد میں اس طرح قتل کیا جاؤں کہ صابر ہوں، ثواب کا طالب ہوں، آگے بڑھ رہا ہوں، پیٹھ نہ پھیروں تو اللہ تعالیٰ میرے گناہ مٹا دے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ جب وہ شخص چلا گیا، اُسے بُلا کر فرمایا: ہاں، مگر دَین، جبریل علیہ السلام نے ایسا ہی کہا یعنی دَین معاف نہ ہوگا۔(8)

پھنسو گے اگر پھنسے ہوؤں کو چھوڑاؤ گے تو چھوڑ دیے جاؤ گے۔ خیال رہے کہ میت کو قرض سے چھوڑانے کی دو صورتیں ہیں، اپنا قرض ہو تو معاف کردو، دوسرے کا ہو تو ادا کردو۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۲۰)

(7) صحیح البخاري، کتاب في الاستقراض... إلخ، باب من اخذ اموال الناس... إلخ، الحدیث: ۲۳۸۷، ج۲، ص۱۰۵.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا آدمی بغیر ضرورت قرض لے گا ہی نہیں اور نہ ناجائز کاموں کے لیے قرض لے گا، رب کا خوف رکھنے والا قرض سے حتی الامکان بچتا ہے۔

۲۔ یعنی جس کی نیت قرض لیتے وقت ہی ادا کرنے کی نہ ہو، پہلے ہی سے مال مارنے کا ارادہ ہو، ایسا آدمی بے ضرورت بھی قرض لے لیتا ہے اور ناجائز طور پر بھی۔ غرضکہ یہ حدیث بہت سی ہدایتوں پر مشتمل ہے اور تجربہ سے ثابت ہے کہ نیک آدمی کا قرض ادا ہو ہی جاتا ہے خواہ زندگی میں خود ادا کرے یا بعد موت اس کے وارث ادا کریں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضور انور کی وفات کے بعد حضور کا قرض ادا کیا، زرہ چھڑائی، اگر یہ بھی نہ ہو تو بروز قیامت رب تعالیٰ ایسے مقروض کا قرض اس کے قرض خواہ سے معاف کرادے گا یا قرض خواہ کو قرض کے عوض جنت کی نعمتیں بخش دے گا، بہرحال حدیث واضح ہے۔ اس پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور پر قرض کیوں رہ گیا تھا، وہ رب نے کیوں ادا نہ کرایا کہ حضرت صدیق کا ادا کرنا رب تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا اور نہ یہ اعتراض ہے کہ بعض مقروضوں کے قرض قیامت میں رب تعالیٰ ادا یا معاف کرادے گا جیسا کہ احادیث میں ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۱۲)

(8) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، الحدیث: ۲۹۱۱، ج۲، ص۱۶۱.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی میں بحالت جہاد صابر بھی ہوں، بہادر بھی، غازی بھی اور آخر میں شہید بھی کیا اتنی صفات جمع ہونے پر میرے گناہ معاف ہوں گے یا نہیں۔

←

حدیث ۹: صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دَین کے علاوہ شہید کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔(9)

حدیث ۱۰: امام شافعی و احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا نفس دَین کی وجہ سے معلق ہے، جب تک ادا نہ کیا جائے۔(10)

حدیث ۱۱: شرح سنہ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: صاحبِ دَین اپنے دَین میں مقید ہے، قیامت کے دن خدا سے اپنی تنہائی کی شکایت کریگا۔(11)

۲۔ یعنی ہاں تیرے سارے اگلے پچھلے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف ہوں گے۔اس سے معلوم ہوا کہ غازی شہید تمام گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

۳۔ یعنی اے شخص میرے فرمان کا مطلب غلط نہ سمجھنا ان تمام صفات سے گناہ معاف ہوں گے نہ کہ حقوق خصوصًا حقوق العباد وہ تو ادا کرنے سے ہی معاف ہوں گے، مجھے جبریل امین نے ابھی توجہ دلائی کہ تجھے یہ سمجھادوں کہ تو میرا کلام غلط نہ سمجھے۔فقیر کی اس شرح سے بہت سے سوالات اُٹھ گئے، نہ یہ اعتراض پڑسکتا ہے کہ قرض گناہوں میں داخل ہی نہ تھا قرض تو حضور نے بھی لیا ہے پھر اس کے استثناء فرمانے کی کیا ضرورت تھی، نہ یہ کہ حضور انور کو تبلیغ کرنا نہ آتا تھا اس لیے جبریل امین نے تبلیغ کرنا سکھایا، نہ یہ کہ حضور انور نے پہلے اسے مسئلہ غلط کیوں بتلایا تبلیغ میں غلطی تو شانِ نبوت کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ۔خیال رہے کہ یہاں نفس قرض کی معافی کا ذکر ہے جو جہاد و شہادت سے بھی نہیں ہوتی اور حج کے بیان میں قرض میں ٹال مٹول، جھوٹے وعدے، وقت پر ادا نہ کرنا مراد ہے جیسے بخشش کا وعدہ فرمایا گیا کہ حاجی کے قرض بھی معاف ہوجاتے ہیں یعنی قرض کے یہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جبریل امین نے قرآن کے علاوہ اور بھی چیزیں نازل فرمائی ہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص ۵۱۳)

(9) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ...الخ، الحدیث:۱۱۹-(۱۸۸۶)، ص۱۰۴۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یہ استثناء منقطع ہے کیونکہ قرض لینا گناہ نہیں ورنہ انبیاء کرام خصوصًا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ لیتے اور ہوسکتا ہے کہ قرض سے مراد ناجائز قرض لینا ہو حرام رسوم میں خرچ کرنے کے لیے یالوازم قرض مراد ہوں یا بلاعذر ٹال مٹول کرنا، وقت پر ادا نہ کرنا، جھوٹے وعدہ کرنا وغیرہ تب مستثنٰی منقطع ہے مگر پہلے معنی زیادہ قوی ہیں کہ یہ گناہ تو حج سے بھی معاف ہوجاتے ہیں تو ان شاءاللہ جہاد سے بھی معاف ہوں گے۔مرقات نے یہاں فرمایا کہ قرض سے مراد حقوق العباد ہیں لہذا ناحق خون، ناحق کسی کی آبروریزی بھی اس میں داخل ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص ۵۱۴)

(10) جامع الترمذي، کتاب الجنائز، باب ماجاء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نفس المؤمن...الخ، الحدیث:۱۰۸۰-۱۸۱، ص۳۴۱.

(11) شرح السنۃ، کتاب البیوع، باب التشدید فی الدین، الحدیث:۲۱۴۰، ج۴، ص ۳۵۲.

←

حدیث ۱۲: ترمذی و ابن ماجہ ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اس طرح مرا کہ تکبر اور غنیمت میں خیانت اور دَین سے بری ہے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔(12)

حدیث ۱۳: امام احمد و ابو داود ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کبیرہ گناہ جن سے اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے، ان کے بعد اللہ (عزوجل) کے نزدیک سب گناہوں سے بڑا یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر دَین چھوڑ کر مرے اور اُس کے ادا کے لیے کچھ نہ چھوڑا ہو۔(13)

حدیث ۱۴: امام احمد نے محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہتے ہیں ہم صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور دیکھتے رہے پھر نگاہ نیچی کرلی اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! کتنی سختی اُتاری گئی۔ کہتے ہیں ہم لوگ ایک دن، ایک رات خاموش رہے۔ جب دن رات خیر سے گزر گئے اور صبح ہوئی تو میں نے عرض کی، وہ کیا سختی ہے، جو نازل ہوئی؟ ارشاد فرمایا: کہ دَین کے متعلق ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر کوئی شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ کہ اپنے دوست و احباب سے علیحدہ کھڑا کیا جائے گا اس کے سارے نیک احباب جنت میں پہنچ جائیں گے مگر یہ نہ جاسکے گا اگرچہ کتنا ہی نیک و صالح ہو رب تعالیٰ سے اپنی تنہائی اور جنت میں نہ پہنچ سکنے کی فریاد کرے گا، شور مچائے گا، یہ تنہائی و تاخیر اور میدان محشر کی دھوپ و تپش میں کھڑا رہنا بھی پوری مصیبت ہوگی۔

۲۔ کسی غمخوار کو نہ پائے گا جو اس کا قرض ادا کرے، صرف یہ ہی صورت ادائے قرض کی ہوگی کہ رب تعالیٰ اس مقروض کی نیکیاں قرض خواہ و قرض کے عوض دے یا ان سے معاف کرائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۱۸)

(12) جامع الترمذي، کتاب السیر، باب ماجاء في الغلول، الحدیث: ۱۵۷۸، ج ۳، ص ۲۰۹۔

(13) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث ابی موسی الاشعري، الحدیث: ۱۹۵۱۲، ج ۷، ص ۱۲۵۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس حدیث سے معلوم ہورہا ہے کہ قرض لینا گناہ کبیرہ نہیں کیونکہ اسے فرمایا گیا بَعْدَ الْکَبَائِرِ اور نہ بذات خود ممنوع ہے۔ اس وقت منع ہے جب کہ اس کے ذریعہ لوگوں کے حقوق مارے جائیں اور ممکن ہے کہ یہاں قرض سے وہ قرض مراد ہوں جو انسان بلاضرورت یا حرام رسمیں پوری کرنے کے لیے لے اور ادا کرنے کی نیت نہ ہو، ورنہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ کی زرہ قرض میں گروی تھی اور آپ نے کچھ مال میراث یا ادائے قرض کے واسطے نہ چھوڑا۔ حجرہ وغیرہ جو کچھ تھا وہ وقف تھا صدیق اکبر نے آپ کا قرض ادا کیا، لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۵۲۲)

پھر زندہ ہو پھر قتل کیا جائے پھر زندہ ہو اور اُس پر دَین ہو تو جنت میں داخل نہ ہوگا، جب تک ادا نہ کردیا جائے۔(14)

حدیث ۱۵: ابوداود و نسائی شرید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: مالدار کا دَین ادا کرنے میں تاخیر کرنا، اُس کی آبرو اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی

---

(14) المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث محمد بن عبداللہ بن جحش، الحدیث:۲۲۵۵۶، ج۸، ص۳۴۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔آپ قرشی اسدی، صحابی ہیں، ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے، اپنے والد عبداللہ ابن جحش کے ساتھ پہلے تو حبشہ کو ہجرت کر گئے پھر مدینہ منورہ کو حضرت ام المؤمنین زینب بنت جحش کے بھائی حضور انور کے سالے ہیں، عظیم المرتبت صحابی ہیں۔(لمعات، مرقات، اشعہ)

۲۔یعنی جس جگہ جنازے رکھ کر نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی۔اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ نبوی میں نماز جنازہ داخل مسجد میں نہ ہوتی تھی بلکہ خارج مسجد میں ہوا کرتی تھی، یہ ہی امام اعظم کا قول ہے کہ نماز جنازہ داخل مسجد میں منع ہے لہذا یہ امام صاحب کی دلیل ہے۔ظاہر یہ ہے کہ خارج مسجد میں جنازہ صرف نماز کے لیے رکھے جاتے ہیں نہ کہ اور کسی مقصد کے لیے، امام شافعی کے ہاں داخل مسجد میں بھی جنازہ کی نماز درست ہے۔(از مرقات)

۳۔یہ لفظ اصل میں بینَنَا تھا،ظہر ینا زائد ہے بیان قریب کے لیے یعنی ہم سے اتنے قریب تھے کہ گویا پشت سے پشت ملی ہوئی تھی ہماری پیٹھوں کے بیچ تھے۔

۴۔معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہوں سے غیبی حجاب اُٹھے ہوئے تھے کہ وہاں ہی تمام صحابہ حاضر ہیں اور اسی جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مگر جو کچھ حضور دیکھ رہے ہیں دوسرے نہیں دیکھتے۔یہ سبحان اللہ فرمانا اظہار تعجب کے لیے ہے، یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سختی کسی خاص شکل میں تھی جو آنکھوں سے نظر آرہی تھی کوئی خاص وحی نہ تھی کہ وحی کا تعلق کان سے ہے۔ہم لوگ خواب میں آفتوں مصیبتوں کو کالی عورت، حملہ کرنے والے سانپ کی شکل میں دیکھتے ہیں، شاہ مصر نے قحط کے سات سال سات گائیوں اور سات بالیوں کی شکل میں دیکھے تھے۔

۵۔یعنی ہم سمجھتے تھے کہ کوئی آسمانی وبال یا مصیبت فوری آنے والی ہے تو ایک دن و رات بہت فکر و تردد میں گزرا مگر خدا کا شکر ہے کوئی آفت نہ آئی۔

۶۔یعنی کوئی وبال یا غیبی آفت نہ تھی بلکہ قرض کی سختی ہے جو مقروض پر ہوگی۔

۷۔یقضی کی دو قرأتیں ہیں: معروف و مجہول یعنی خود مقروض ادا کرے یا اس کے ورثا اس کی طرف سے ادا کریں۔معلوم ہوا شہادت جیسی عبادت سے بھی قرض معاف نہیں ہوتا۔وہ جو روایت میں ہے کہ حج سے قرض بھی معاف ہوجاتا ہے، وہاں ادائے قرض کی بے اعتدالیاں مراد ہیں یعنی ادائے قرض میں جو مقروض کی طرف سے وعدہ خلافی، ٹال مٹول ہوجاتی ہے وہ معاف ہوجائے گی ورنہ قرض ادا کرکے حج کو جانا چاہیے لہذا احادیث میں تعارض نہیں۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۵۲۹)

تفسیر میں فرمایا: کہ آبرو کو حلال کرنا یہ ہے کہ اس پر سختی کی جائے گی اور سزا کو حلال کرنا یہ ہے کہ قید کیا جائیگا۔ (15)

(15) سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی الحبس فی الدین وغیرہ، الحدیث: ۳۶۲۸، ج ۳، ص ۴۳۸۔

ادا نہ کرنے کی نیت سے قرض لینا

یعنی وہ مجبور نہ ہو اور نہ ہی اس سے پورا ہونے کی ظاہری صورت ہو نیز قرض دینے والا اس کے حال سے بے خبر ہو۔

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے تلف کرنے کے ارادے سے لوگوں کا مال لیا اللہ عزوجل اس پر تلف کردے گا۔ (یعنی نہ ادا کرنے کی توفیق ہوگی نہ بروزِ قیامت قرض خواہ راضی ہوگا)

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب من اخذ اموال الناس ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۳۸۷، ص ۱۸۷)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس نے ادائیگی کی نیت سے قرض لیا قیامت کے دن اللہ عزوجل اس کی طرف سے ادا کردے گا (یعنی قرض خواہ کو راضی کردے گا) اور جس نے ادا نہ کرنے کے ارادے سے قرض لیا اور مر گیا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل اس سے ارشاد فرمائے گا: تو نے یہ گمان کیا کہ میں اپنے بندے کو کسی دوسرے کے حق (کو دبانے) کی وجہ سے نہیں پکڑوں گا۔ پس اس کی نیکیاں لے لی جائیں گی اور دوسرے کی نیکیوں میں ڈال دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو دوسرے کے گناہ لے کر اس پر ڈالے جائیں گے۔

(کنز العمال، کتاب الدَّین والسلم، قسم الاقوال، فصل الثالث فی نیۃ المستدین ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۵۴۳۸، ج ۶، ص ۹۲)

حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو بھی آدمی اس عزم سے قرض لیتا ہے کہ ادا نہ کریگا تو وہ اللہ عزوجل سے چور بن کر ملے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب من ادان دینا لم ینو قضاءہ، الحدیث: ۲۴۱۰، ص ۲۶۲۱)

محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو بھی آدمی کسی عورت سے شادی کرے اور اس کا مہر ادا نہ کرنے کی نیت ہو تو وہ زانی مرے گا، جو بھی آدمی کسی آدمی سے کوئی چیز خریدے اور اس کی قیمت ادا نہ کرنے کی نیت ہو تو وہ خائن مرے گا اور خیانت کرنے والا جہنمی ہے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۳۰۲، ج ۸، ص ۳۵)

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جو اس حال میں مرا کہ اس پر درہم یا دینار قرض تھے تو (اس قرض کو) اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا کیونکہ اس دن درہم یا دینار نہ ہوگا۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب الصدقات، باب التشدید فی الدین، الحدیث: ۲۴۱۴، ص ۲۶۲۱)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قرض دو قسم کے ہیں: (۱) جو اس حال میں مرا کہ اس کی قرض ادا کرنے کی نیت تھی تو میں اس کا ولی ہوں اور (۲) جو اس حال میں مرا کہ اس کی ادائیگی کی نیت نہ تھی تو یہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا اس دن درہم یا دینار نہ ہوگا۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترہیب من الدین وترغیب المستدین ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۸۰۳، ج ۲، ص ۳۸۱)

دوجہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے [illegible]

....

لیکن اس کا ادا کرنے کا ارادہ نہ تھا تو اس نے دھوکا کیا، اور ادائیگی کے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن اللہ عزوجل سے زانی ہو کر ملے گا، اور جس آدمی نے واپس نہ کرنے کے ارادے سے قرض لیا تو اس نے دھوکا کیا یہاں تک کہ اس کا مال لے کر مر گیا اور اس کا قرض ادا نہ کیا تو وہ اللہ عزوجل سے چور بن کر ملے گا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۱۸۵۱، ج۱، ص۵۰۱)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: اللہ عزوجل قیامت کے دن قرض لینے والے کو بلائے گا یہاں تک کہ بندہ اس کے سامنے کھڑا ہوگا تو اس سے کہا جائے گا: اے ابن آدم! تُو نے یہ قرض کیوں لیا؟ اور لوگوں کے حقوق کیوں ضائع کئے؟ وہ عرض کریگا: اے رب عزوجل! تو جانتا ہے کہ میں نے قرض لیا مگر نہ اسے کھایا، نہ پیا، نہ پہنا، اور نہ ہی ضائع کیا، البتہ وہ یا تو جل گیا یا چوری ہو گیا یا جتنے میں خریدا تھا اس سے کم میں بیچ دیا۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا، میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری طرف سے قرض ادا کروں۔ اللہ عزوجل کسی چیز کو بلائے گا اور اسے اس کے ترازو میں رکھے گا لہٰذا اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو جائیں گی اور وہ اللہ عزوجل کے فضل ورحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر، الحدیث: ۱۷۰۸، ج۱، ص۴۲۰)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں کفر اور قرض سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں۔ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کفر کو قرض کے ہم پلہ جانتے ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہاں۔ (سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب الاستعاذۃ من الدین، الحدیث: ۵۴۷۵، ص۲۴۳۸)

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: صاحبِ قرض اپنے قرض کے ساتھ بندھا ہوا اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تنہائی کی فریاد کرے گا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۸۹۳، ج۱، ص۲۵۹)

حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہے اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ مرنے کے بعد اس حالت میں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کہ اس پر ایسا قرض ہو جسے اس نے پورا نہ کیا ہو۔ (سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی التشدید فی الدین، الحدیث: ۳۳۴۲، ص۱۴۷۴)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: 4 شخص ایسے ہیں جو جہنمیوں کو ان کی اذیت پر مزید تکلیف دیں گے، وہ حَمیم اور جَحیم کے درمیان دوڑیں گے، ہلاکت اور تباہی کو پکاریں گے، جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے: یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا؟ (۱) پہلے شخص پر انگاروں کا تابوت معلّق ہوگا (۲) دوسرا اپنی انتڑیوں کو گھسیٹ رہا ہوگا (۳) تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون بہہ رہا ہوگا اور (۴) چوتھا آدمی اپنا گوشت کھا رہا ہوگا، پس تابوت والے سے کہا جائے گا: رحمتِ الٰہی عزوجل سے دور! اس شخص کو کیا ہے کہ اس نے ہماری تکلیف کو اور زیادہ کر دیا۔ وہ بتائے گا کہ وہ بدنصیب ←

....

❁❁❁❁❁

اس حال میں مرا تھا کہ اس کی گردن پر لوگوں کا بوجھ تھا جسے پورا کرنے کے لئے اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۲۲۶، ج۷، ص۳۱۱)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک آدمی فوت ہوگیا، ہم نے اسے غسل اور کفن دیا اور خوشبو لگائی، پھر ہم اسے سرکار ابد قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے پاس لے کر حاضر ہوئے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم اس کا جنازہ پڑھائیں، ہم نے عرض کی: اس کا جنازہ پڑھا یئے۔ پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ایک قدم چلے پھر دریافت فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ ہم نے عرض کی: اس کے ذمہ 2 دینار ہیں۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم واپس چلے گئے، حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ذمہ داری لے لی تو ہم دوبارہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: 2 دینار میرے ذمہ ہیں۔ تو شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تحقیق قرض خواہ کا حق پورا کر دیا گیا ہے اور اب میت اس سے بری ہے۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر اس کے بعد ایک دن استفسار فرمایا: ان 2 دیناروں کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کی: وہ شخص تو کل فوت ہوگیا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آنے والے کل اسے (یعنی قرض خواہ کو) لوٹا دینا۔ حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: میں نے وہ ادا کر دیے ہیں۔ تو رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اب اس کا جسم عذاب سے بری ہوگیا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ، الحدیث: ۱۴۵۴۳، ج۵، ص۸۳)

نبی کریم، رؤوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے عرض کی گئی: مقروض کی نماز جنازہ پڑھا یئے۔ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا نفع دیتا ہے کہ میں ایسے آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں جس کی روح اپنی قبر میں رہن رکھی ہوئی ہے اور جو آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتی، اگر کوئی آدمی اس کے قرض کا ضامن بنے تو میں اس کی نماز پڑھاتا ہوں بے شک میری نماز اس کو نفع دے گی۔

(الترغیب والترہیب، کتاب البیوع، باب الترہیب من الدین ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۸۱۹، ج۲، ص۳۸۷)

رسولِ اکرم، شفیعِ مُعظّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: مؤمن کی روح اس کے قرض کی وجہ سے معلّق رہتی ہے (یعنی اپنے اچھے مقام سے روک دی جاتی ہے) یہاں تک کہ اس کا قرض پورا کر دیا جائے۔

(جامع الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء ان نفس المؤمن ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۱۰۷۹، ص۱۷۵۵)

حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک تمہارا رفیق جنت کے دروازے پر اپنے قرض کی وجہ سے روک دیا گیا ہے اگر تم چاہو تو اس کا قرض پورا ادا کر دو اور اگر چاہو تو اسے (یعنی مقروض کو) عذاب کے حوالے کر دو۔

(المستدرک، کتاب البیوع، باب لو قتل رجل ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۱/۲۲۶۰، ج۲، ص۳۲۲)

سود کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾﴾(1)

جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ (اپنی قبروں سے) ایسے اُٹھیں گے جس طرح وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان (آسیب) نے چھو کر باولا (پاگل) کر دیا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اُنھوں نے کہا بیع مثل سود کے ہے اور ہے یہ کہ

---

(1) پ ۳، البقرۃ: ۲۷۵-۲۷۶.

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے یہ صریح ناانصافی ہے دوم سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ کسی کو قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا چہارم سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود خوار اور اس کے کار پرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

(اور اس آیت کے ایک حصہ کے) معنی یہ ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا گرتا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے روز سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر گر پڑے گا۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ یہ علامت اس سود خور کی ہے جو سود کو حلال جانے۔

مسئلہ: جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جاننے والا کافر ہے۔

اللہ (عزوجل) نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس کو خدا کی طرف سے نصیحت پہنچ گئی اور باز آیا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، اُس کے لیے معاف ہے اور اُس کا معاملہ اللہ (عزوجل) کے سپرد ہے اور جو پھر ایسا ہی کریں وہ جہنمی ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ (عزوجل) سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور ناشکرے گنہگار کو اللہ (عزوجل) دوست نہیں رکھتا۔

اور فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ﴿۲۷۹﴾ (2)

اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جو کچھ تمھارا سود باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو، اگر تم مومن ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم کو اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمھیں تمھارا اصل مال ملے گا، نہ دوسرں پر تم ظلم کرو اور نہ دوسرا تم پر ظلم کرے۔

اور فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ﴿۱۳۱﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴿۱۳۲﴾ (3)

---

(2) پ ۳، البقرۃ: ۲۷۸-۲۷۹۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُن اصحاب کے حق میں نازل ہوئی جو سود کی حرمت نازل ہونے سے قبل سودی لین دین کرتے تھے اور اُن کی گراں قدر سودی رقمیں دُوسروں کے ذمہ باقی تھیں اس میں حکم دیا گیا کہ سود کی حرمت نازل ہونے کے بعد سابق کے مطالبہ بھی واجب الترک ہیں اور پہلا مقرر کیا ہوا سود بھی اب لینا جائز نہیں۔

اور یہ وعید و تہدید میں مبالغہ و تشدید ہے کس کی مجال کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا تصور بھی کرے چنانچہ اُن اصحاب نے اپنے سودی مطالبے چھوڑے اور یہ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب اور تائب ہوئے۔

(3) پ ۴، آل عمران: ۱۳۰-۱۳۲۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سود کی ممانعت فرمائی گئی مع توبیخ کے اس زیادتی پر جو اس زمانہ میں معمول تھی کہ جب میعاد آجاتی تھی اور قرضدار کے پاس ادا کی کوئی شکل نہ ہوتی تو قرض خواہ مال زیادہ کرکے مدت بڑھا دیتا۔ اور ایسا بار بار کرتے جیسا کہ اس ملک کے سود خوار کرتے ہیں اور اس کو سود در سود کہتے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ گناہ کبیرہ سے آدمی ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔

اے ایمان والو! دونا دون سود مت کھاؤ اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو، تاکہ فلاح پاؤ اور اُس آگ سے بچو جو کافروں کے لیے طیار رکھی گئی ہے اور اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور فرماتا ہے:

(وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا۠ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾)(4)

جو کچھ تم نے سود پر دیا کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے، وہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو کچھ تم نے زکاۃ دی جس سے اللہ (عزوجل) کی خوشنودی چاہتے ہو، وہ اپنا مال دونا کرنے والے ہیں۔

❁❁❁❁❁

---

(4) پ۲۱، الروم:۳۹۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں کا دستور تھا کہ وہ دوست احباب اور آشناؤں کو یا اور کسی شخص کو اس نیّت سے ہدیہ دیتے تھے کہ وہ انہیں اس سے زیادہ دے گا یہ جائز تو ہے لیکن اس پر ثواب نہ ملے گا اور اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل خالصاً للہ تعالیٰ نہیں ہوا۔

احادیث

احادیث سود کی مذمت میں بکثرت وارد ہیں، اُن میں سے بعض اس مقام میں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: امام بخاری اپنی صحیح میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے زمین مقدس (بیت المقدس) میں لے گئے پھر ہم چلے یہاں تک کہ خون کے دریا پر پہنچے، یہاں ایک شخص کنارہ پر کھڑا ہے جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے ہیں اور ایک شخص بیچ دریا میں ہے، یہ کنارہ کی طرف بڑھا اور نکلنا چاہتا تھا کہ کنارے والے شخص نے ایک پتھر ایسے زور سے اُس کے مونھ میں مارا کہ جہاں تھا وہیں پہنچا دیا پھر جتنی بار وہ نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا مونھ میں پتھر مار کر وہیں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا، یہ کون شخص ہے؟ کہا، یہ شخص جو نہر میں ہے، سود خوار ہے۔ (1)

---

(1) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب آکل الربا وشاھدہ وکاتبہ، الحدیث: ۲۰۸۵، ج ۲، ص ۱۴، ۱۵۔

سود کی مذمت

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: سود خور کو قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے سود کھانے کے بارے میں سب اہلِ محشر جان لیں گے۔ (کتاب الکبائر للذہبی، الکبیرۃ الثانیۃ عشرۃ، باب الربا، ص ۶۸)

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا، اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے تھے۔ مزید ارشاد فرمایا: وہ مطیع اونٹوں کی طرح بغیر سُنے سمجھے آگے بڑھے تو یہ (بڑے) پیٹوں والے ان کو محسوس کر کے کھڑے ہوئے لیکن اپنے پیٹوں کی وجہ سے دوبارہ گر گئے اور وہاں سے نہ اُٹھ پائے یہاں تک کہ آلِ فرعون ان پر چھا گئے اور اوندھے، سیدھے پڑے ہوئے ان لوگوں کو اذیت دیتے ہوئے (جہنم میں) چلے گئے، یہ تو سود خوروں کا برزخ میں عذاب ہے جو دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔ شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں، میں نے جبرائیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط (یعنی پاگل) بنا دیا ہو۔

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب، الترھیب من الربا، الحدیث: ۲۸۹۱، ج ۲، ص ۴۰۷، بدون فقیقلبو نالی مدبرین) ←

....

ایک اور روایت میں ہے کہ دافعِ رنج و ملال، صاحبِ جُودو نوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ساتویں آسمان پر اپنے سر کے اوپر بادلوں کی سی گرج اور بجلی کی سی کڑک سنی اور ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اُن میں سانپ اور بچھو باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ سود خور ہیں۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۷، ج ۴، ص ۲۱۱، بتغیر)

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے: ان گناہوں سے بچو جن کی مغفرت نہیں ہوگی: (۱) دھوکا دہی، پس جس نے کسی شئے سے دھوکا دیا تو قیامت کے دن وہ چیز لائی جائے گی اور (۲) سود خوری، پس جس نے بھی سود کھایا اسے قیامت کے دن جنون کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مذکورہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۱۰، ج ۱۸، ص ۶۰)

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سود خور قیامت کے دن جنون کی حالت میں اپنی دونوں سرینوں کو گھسیٹتے ہوئے آئے گا۔ پھر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے مذکورہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الربا، الحدیث: ۲۸۹۴، ج ۲، ص ۴۰۸)

سود کا انجام کمی پر ہوتا ہے:

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: (بظاہر) سود اگرچہ زیادہ ہی ہو آخر کار اس کا انجام کمی پر ہوتا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۴۰۲۶، ج ۲، ص ۱۰۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: اس کا نہ صدقہ قبول کیا جائے گا، نہ جہاد، نہ حج اور نہ ہی صلہ رحمی۔

(تفسیر قرطبی، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۶، ج ۲، ص ۲۷۴)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: خبردار، جان لو! زمانہ جاہلیت کا ہر معاملہ میرے قدموں تلے ختم کر دیا گیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: جاہلیت کا سود بھی ختم کر دیا گیا ہے اور سب سے پہلا سود جس کو میں ختم کر رہا ہوں وہ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود ہے۔

(صحیح المسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی، الحدیث: ۲۹۵۰، ص ۸۸۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ہلاکت میں ڈالنے والے سات گناہوں سے بچتے رہو۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سے گناہ ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (۱) اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) اللہ عزوجل کی حرام کردہ جان کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جنگ کے دن میدانِ جنگ سے ←

....

بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن، سیدھی سادی، شادی شدہ، مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالی (ان الذین یاکلون اموال الیتمی ......الآیہ) الحدیث: ۲۷۶۶، ص ۲۲۳)

سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے شبِ معراج دیکھا کہ دو شخص مجھے ارضِ مقدس (یعنی بیت المقدس) لے گئے، پھر ہم آگے چل دیے یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر پہنچے جس میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا، اور نہر کے کنارے پر دوسرا شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے، نہر میں موجود شخص جب بھی باہر نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اس کے منہ پر مار کر اسے اس کی جگہ لوٹا دیتا، اسی طرح ہوتا رہا کہ جب بھی وہ (نہر والا) شخص کنارے پر آنے کا ارادہ کرتا تو دوسرا شخص اس کے منہ پر پتھر مار کر اسے واپس لوٹا دیتا، میں نے پوچھا: یہ نہر میں کون ہے۔ جواب ملا: یہ سود کھانے والا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب آکل الربا وشاھدہ وکاتبہ، الحدیث: ۲۰۸۵، ص ۱۶۳)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار باذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی۔ (صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا وموکلہ، الحدیث: ۴۰۹۲، ص ۹۵۵)

دوسری روایت میں یہ بھی ہے: اور سود کے گواہوں اور سود لکھنے والوں پر بھی لعنت فرمائی۔

(المرجع السابق، الحدیث: ۴۰۹۳، ص ۹۵۵)

حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ ربِّ اکبر عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اسے لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا: یہ سب اس گناہ میں برابر ہیں۔

(صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ، باب لعن آکل الربا وموکلہ، الحدیث: ۴۰۹۳، ص ۹۵۵)

سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کبیرہ گناہ 7 ہیں: (۱) اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا اور یہ ان سب سے بڑا گناہ ہے (۲) کسی جان کو ناحق قتل کرنا (۳) سود کھانا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) جنگ کے دن میدان سے بھاگنا (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا اور (۷) ہجرت کے بعد اعرابی بن جانا (یعنی بدوؤں جیسی زندگی اپنالینا)۔

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، الباب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲ / ۳۹۰، ج ۱، ص ۲۹۱ / ۲۹۴)

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے گودنے والی، گودوانے والی، سود لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی، کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث ابی جحیفۃ، الحدیث: ۱۸۷۸۱، ج ۶، ص ۴۵۶، تقدما وتاخرا)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں: سود لینے والے، سود دینے والے، سود کے گواہ، سود کا کاغذ لکھنے والے جبکہ سود جان کر یہ کام کرتے ہوں، اسی طرح خوبصورتی کے لئے گودنے والی، گودوانے والی، صدقہ نہ دینے والے اور ہجرت کے بعد ←

....

مرتد ہو کر اعرابی بن جانے والے لوگوں پر (حضرت سیدنا) محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان مبارک سے لعنت کی گئی ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۸۸۱، ج ۲، ص ۷۸)

نبی مُکرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: 4 افراد ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل نہ تو انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے گا: (۱) شراب کا عادی (۲) سود خور (۳) یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور (۴) والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

(المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۳۰۷، ج ۲، ص ۳۳۸۔۳۳۹)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سود کا گناہ 73 درجے ہے، ان میں سب سے چھوٹا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔ (المستدرک، کتاب البیوع، باب ان اربی الربا عرض الرجل المسلم، الحدیث: ۲۳۰۶، ج ۲، ص ۳۳۸)

حضورِ نبیِّ کریم، رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سود کا گناہ 70 سے زائد درجے ہے اور شرک بھی اسی طرح ہے۔ (البحر الزخار بمسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۳۵، ج ۵، ص ۳۱۸)

رسولِ اکرم، شفیعِ معظم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سود کا گناہ 70 درجے ہے، ان میں سب سے کم یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ (شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث: ۵۵۲۰، ج ۴، ص ۳۹۴)

حضرت سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: آدمی کا سود کا ایک درہم لینا اللہ عزوجل کے نزدیک اس بندے کے حالتِ اسلام میں 33 مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۷۴، ج ۴، ص ۲۱۱)

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: سود کے 70 گناہ ہیں، سب سے ہلکا اسلام کی حالت میں اپنی ماں سے زنا کرنا ہے اور سود کا ایک درہم 30 سے زیادہ بار زنا کرنے سے برا ہے۔ مزید فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن سوائے سود کھانے والے کے ہر نیک اور فاجر کو کھڑا ہونے کی اجازت دے گا، وہ اگر کھڑا بھی ہوگا تو اس شخص کی طرح کھڑا ہوگا جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔

(المصنف عبدالرزاق، کتاب الجامع، باب الکبائر، الحدیث: ۱۹۸۷۶، ج ۱۰، ص ۶۶)

حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: 33 بار زنا کرنا میرے نزدیک سود کا ایک درہم کھانے سے بہتر ہے جب میں سود کھاؤں تو اللہ عزوجل جانتا ہے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن حنظلۃ، الحدیث: ۲۲۰۱۷، ج ۸، ص ۲۲۳)

اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سود کا ایک درہم جسے آدمی جانتے ہوئے کھاتا ہے 36 بار زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے۔ (المرجع السابق، الحدیث: ۲۲۰۱۶، ج ۸، ص ۲۲۳)

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور سود کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: سود کا ایک درہم جو آدمی کو ملتا ہے 36 بار اس کے زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی ہے

....

کرتا ہے۔(شعب الایمان، باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، الحدیث:۵۵۲۳، ج۴، ص۳۹۵)

دافعِ رنج وملال، صاحبِ جودونوال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:جس نے ظالم شخص کی باطل کام میں اعانت کی تاکہ حق کو مٹائے تو وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ذمہ سے بری ہو گیا اور جس نے سود کا ایک درہم کھایا تو یہ 33 بار زنا کرنے کی طرح ہے اور جس کا گوشت حرام سے پلا بڑھا آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔

(المعجم الاوسط، الحدیث:۲۹۴۴، ج۲، ص۱۸۰)

رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانِ عالیشان ہے:بے شک سود کے 70 سے زائد دروازے ہیں ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی حالتِ اسلام میں اپنی ماں سے زنا کرے اور سود کا ایک درہم 35 بار زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع وغیرھا، باب الترھیب من الربا، الحدیث:۲۸۸۴، ج۲، ص۴۰۶)

خاتَمُ المُرسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:بے شک سود کا گناہ 72 درجے ہے، ان میں سب سے ہلکا اس طرح ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور سب سے بڑھ کر زیادتی کسی مسلمان کی بے عزتی کرنا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث:۶۵۷۵، ج۴، ص۲۱۱)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المُبلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:بے شک سود 70 گناہوں کا مجموعہ ہے، ان میں سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔

(سنن ابن ماجۃ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث:۲۲۷۴، ج۳، ص۷۲)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:شفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے پکنے سے پہلے کھجوریں خریدنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا:جب کسی گاؤں میں زنا اور سود عام ہو گئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو اللہ عزوجل کے عذاب کا مستحق کر دیا۔

(المستدرک، کتاب البیوع، باب اذا ظہر الزنا والربا فی قریۃ......الخ، الحدیث:۲۳۰۸، ج۲، ص۳۳۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق وامین عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:جب بھی کسی قوم میں زنا اور سود ظاہر ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی جانوں کو اللہ عزوجل کے عذاب کا حق دار ٹھہرا لیا۔(مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث:۴۹۶۰، ج۴، ص۳۱۴)

رحمتِ کونین، ہم غریبوں کے دلوں کے چین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:جس قوم میں بھی سود ظاہر ہوا ان کو قحط سالی نے آلیا اور جس قوم میں بھی رشوت ظاہر ہوئی وہ دشمن سے مرعوب ہو گئے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث عمرو بن العاص، الحدیث:۱۷۸۳۹، ج۶، ص۲۴۵)←

حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: میں نے معراج کی رات دیکھا کہ جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو میں نے اپنے اوپر کڑک، چمک اور گرج دیکھی، پھر میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے جن میں سانپ تھے جو پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ سود کھانے والے ہیں۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ھریرۃ، الحدیث: ۸۶۴۸، ج ۳، ص ۲۶۹ تواصف بدلہصو اعق)

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مخزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے آسمانِ دنیا کی طرف دیکھا، اچانک مجھے ایسے لوگ دکھائی دیئے جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی طرح تھے اور ان کی توندیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ ان فرعونیوں کی گزرگاہ پر پڑے ہوئے تھے جو صبح وشام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب عزوجل! قیامت کبھی قائم نہ کرنا۔ میں نے جبرئیل (علیہ السلام) سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمت میں سے سود کھانے والے ہیں، یہ کھڑے نہیں ہو سکتے مگر جیسے وہ کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔

(الترغیب والترھیب، کتاب البیوع، باب الترھیب من الربا۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۸۹۱، ج ۲، ص ۴۰۷)

محبوبِ ربُّ العزت، محسنِ انسانیت عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: قیامت کے قریب زنا، سود اور شراب عام ہو جائیں گے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۶۹۵، ج ۵، ص ۳۸۶)

حضرت سیدنا قاسم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکے بنانے والوں کے بازار میں دیکھا، آپ فرما رہے تھے: اے سکے بنانے والو! تمہیں خوشخبری ہو۔ انہوں نے کہا: اللہ عزوجل آپ کو جنت کی خوشخبری دے، اے ابو محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ! آپ نے ہمیں کس بات کی خوشخبری دی ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: سکے بنانے والوں کو جہنم کی بشارت دے دو۔

(مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۸۷، ج ۴، ص ۲۱۴)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں: (۱) لوٹ مار یعنی جس نے کوئی چیز چوری کی قیامت کے دن اسے لانی پڑے گی اور (۲) سود کھانا یعنی جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس مجنون بن کر اٹھے گا، پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ

ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔

(پ 3، البقرۃ: 275) (مجمع الزوائد، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، الحدیث: ۶۵۸۸، ج ۴، ص ۲۱۴)

صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سود کھانے والا بروزِ قیامت ←

(دیوانوں کی طرح) اپنے پہلوؤں کو گھسیٹتا ہوا آئے گا۔ (در المنثور، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۲۷۵، ج۲، ص۱۰۲)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: جس کے مال میں بھی سود سے اضافہ ہوگا اس کا انجام کمی پر ہی ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۹، ص ۲۶۱۳)

دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: (بظاہر) سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے اس کا انجام کمی پر ہی ہوتا ہے۔ (المستدرک، کتاب البیوع، باب الربا وان کثر ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۲۳۰۹، ج ۲، ص ۳۳۹)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ضرور آئے گا کہ ہر ایک سود کھائے گا اور جو نہیں کھائے گا اس تک اس کا غبار پہنچ جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۸، ص ۲۶۱۳)

شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار باِذنِ پروردگار عزوجل وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میری اُمت کے کچھ لوگ برائی اور لہو ولعب میں رات بسر کریں گے اور صبح حرام کو حلال سمجھنے، گانے گانے والیاں رکھنے، شراب پینے، سود کھانے اور ریشم پہننے کی وجہ سے بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الاشربۃ، باب فیمن یستحل الخمر، الحدیث: ۸۲۱۵، ج ۵ ص ۱۱۹)

حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس اُمت کی ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گی، پھر جب وہ صبح کریں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے اور ان میں دھنسانے اور پھینکے جانے کے واقعات رونما ہوں گے یہاں تک کہ لوگ صبح اٹھیں گے تو کہیں گے: آج رات فلاں کا گھر دھنسا دیا گیا اور آج رات فلاں کا گھر دھنسا دیا گیا۔ اور ان پر آسمان سے پتھر پھینکے جائیں گے جیسا کہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے قبیلوں اور گھروں پر برسائے گئے اس لئے کہ وہ شراب پئیں گے، ریشم پہنیں گے، گانے گانے والیاں رکھیں گے، سود کھائیں گے اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کریں گے۔

(کنز العمال، کتاب المواعظ والرقائق، قسم الاقوال، الحدیث: ۴۴۰۱۱، ج۱۶، ص۳۶)

تنبیہ:

سود کو بھی کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ احادیث مبارکہ میں اسے کبیرہ بلکہ اکبرُ الکبائر کہا گیا ہے۔

سرکارِ ابدِ قرار، شافعِ روزِ شمار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: 7 ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ عزوجل و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! وہ کون سی ہیں؟ تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: (۱) اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) جادو کرنا (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا (۴) یتیم کا مال کھانا (۵) سود (۶) جنگ کے دن بھاگ جانا اور (۷) پاک دامن، سیدھی سادی مؤمن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(صحیح البخاری، کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ، باب رمی المحصنات ۔۔۔۔۔۔ الخ، الحدیث: ۶۸۵۷، ص ۵۷۲)

←

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا: کہ وہ سب برابر ہیں۔(2)

حدیث ۳: امام احمد و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

شاہِ ابرار، ہم غریبوں کے غمخوار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کبیرہ گناہ 9ہیں ان میں سب سے بڑا گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی مؤمن کو (ناحق) قتل کرنا اور سود کھانا ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الشہادات، باب من تجوز شہادتہ۔۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۲۰۷۵۲، ج۱۰، ص ۳۱۴)

رسولِ انور، صاحبِ کوثر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہے۔

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۲، ج۱، ص ۲۹۱)

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ معظم ہے: 7 کبیرہ گناہوں سے بچو: اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کا مال کھانا اور سود کھانا۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۵۶۳۶، ج۶، ص ۱۰۳)

رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اہلِ یمن کی طرف خط لکھا جس میں فرائض، سُنن اور دیتوں کا تذکرہ تھا اور حضرت سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر بھیجا، خط میں لکھا تھا: کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مؤمن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے دن اللہ عزوجل کے جہاد سے بھاگنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود اور یتیم کا مال کھانا ہیں۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الزکاۃ، باب کیف فرض الصدقۃ، الحدیث: ۷۲۵۵، ج۴، ص ۱۴۹)

سابقہ احادیثِ مبارکہ سے فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا (یعنی دینے والا)، لکھنے والا، گواہ، اس میں کوشش کرنے والا، اس پر مددگار تمام کے تمام فاسق ہیں اور اس میں کسی قسم کا بھی دخل کبیرہ گناہ ہے۔

(2) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ۔۔۔الخ، باب لعن آکل الربا وموکلہ، الحدیث: ۱۰۵-۱۰۶ (۱۵۹۷)، ص ۸۶۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سود کھانے والے کا ذکر پہلے فرمایا کہ یہی بڑا گنہگار ہے کہ سود لیتا بھی ہے اور کھاتا بھی ہے، دوسرے پر یعنی مقروض اور اس کی اولاد پر ظلم بھی کرتا ہے، اللہ کا بھی حق مارتا ہے اور بندوں کا بھی۔

۲۔ یعنی اصل گناہ میں سب برابر ہیں کہ سودخوار کے مدد و معاون ہیں، گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے رب تعالیٰ نے صرف سودخوار کو اعلان جنگ دیا، معلوم ہوا کہ بڑا مجرم یہ ہی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص ۲۱۰)

وسلم) نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سود کھانے سے کوئی نہیں بچے گا اور اگر سود نہ کھائے گا تو اس کے بخارات پہنچیں گے (یعنی سود دے گا یا اس کی گواہی کریگا یا دستاویز لکھے گا یا سودی روپیہ کسی کو دلانے کی کوشش کریگا یا سودخوار کے یہاں دعوت کھائے گا یا اُس کا ہدیہ قبول کریگا)۔(3)

حدیث ۴: امام احمد و دارقطنی عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کا ایک درہم جس کو جان کر کوئی کھائے، وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے۔ اسی کی مثل بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔(4)

---

(3) سنن أبي داود، کتاب البیوع، باب في اجتناب الشبهات، الحدیث: ۳۳۳۱، ج ۲، ص ۳۳۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ سود کا رواج عام ہوجائے گا اور ہر شخص بلا واسطہ یا بالواسطہ کبھی نہ کبھی سود کھا ضرور لے گا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے کوئی کاروبار بغیر بینک کے نہیں چلتا اور کوئی بینک بغیر سود کے لین دین نہیں کرتا، اب اس سودی روپیہ سے جو کاروبار ہوگا اس میں سود ضرور شامل ہوگا۔

۲۔ یعنی اس زمانہ میں بعض لوگ سود لیں گے بعض دیں گے، بعض سود کی گواہی تحریر وغیرہ کریں گے، بعض لوگ ان سودی کاروبار والوں کے گھر دعوت کھائیں گے، بعض لوگ ان سے دینی کاموں میں چندہ لیں گے، بہرحال یہ سودی پیسہ کسی نہ کسی ذریعہ ہر جگہ ضرور پہنچے گا۔
مسئلہ: جس کی آمدنی مخلوط ہو کہ حلال بھی ہو حرام بھی اس کے ہاں ملازمت کر کے تنخواہ لینا، اس سے چندہ لینا، اس کے ہاں دعوت کھانا وغیرہ سب کچھ جائز ہے، ہاں خالص حرام کمائی والے کے ہاں نہ ملازمت جائز نہ ان سے یہ معاملات درست۔ (کتب فقہ) اسی لیے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود عام ہوجانے کی خبر دی مگر ان سب لوگوں کو فاسق یا گنہگار نہ فرمایا سود خوار فاسق ہے مگر جسے سود کا غبار یا بخار پہنچے اسے فاسق نہیں کہہ سکتے، دیکھو رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ہاں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو طالب کے ہاں پرورش کے لیے رکھا، ان کی کمائیاں یقینًا مخلوط تھیں، خالص حلال نہ تھیں، اگر مخلوط مال کی دعوت یا چندہ حرام ہوتے، تو رب تعالیٰ اپنے کلیم وحبیب صلوۃ اللہ علیہما وسلامہ کی پرورش ان کے ہاں نہ کراتا، نیز اگر مخلوط مال سے یہ سارے معاملہ بند کردیئے جائیں تو آج کوئی دینی ادارہ مدرسے، مسجدیں، خانقاہیں آباد نہیں رہ سکتے کہ ان میں ہر شخص سے چندہ لیا جاتا ہے خالص حلال کی تحقیق نہ کرتے ہیں نہ کرسکتے ہیں، یہ مسئلہ ضرور خیال میں رکھا جائے۔ اس قاعدے سے آج کل کے بینک وغیرہ محکموں کی نوکریوں کا حال بھی معلوم ہوگیا۔ یہ ضرور ہے کہ اس وقت خالص حلال روزی ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۲۱)

(4) المسند للامام أحمد بن حنبل، حدیث عبداللہ بن حنظلۃ، الحدیث: ۲۲۰۱۶، ج ۸، ص ۲۲۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی، حضرت حنظلہ غزوہ احد کے دن نو عروس تھے، ابھی جنابت سے غسل نہ ←

حدیث ۵: سنن ابن ماجہ و بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سود (کا گناہ) ستر حصہ ہے، ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔(5)

یہ حالت جنابت میں جہاد کو بغیر غسل کے چلے گئے اور شہید ہوگئے، انہیں حضرت جبریل و میکائیل نے آسمان و زمین کے درمیان چاندی کے برتن میں بادل کے پانی سے غسل دیا، اس لیے ان کا لقب غسیل الملائکہ ہوا، ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی صحابی ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سات سال کے تھے، انصار کے سردار تھے، یزید ابن معاویہ کی بیعت مع انصار مدینہ کے آپ نے توڑ دی اور حرہ کے دن اپنے سات بیٹوں کے ساتھ یزیدی لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے، بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔(اشعہ)

۲۔ کھانے سے مراد ہے سود لینا خواہ کھائے یا پہنے یا کسی اور استعمال میں لائے یا صرف جمع کرکے رکھے، چونکہ تمام استعمالات میں کھانا زیادہ اہم ہے اس لیے اس کا ذکر فرمایا، ہماری اصطلاح میں بھی سود لینے والے کو سود خوار یعنی سود کھانے والا کہا جاتا ہے، ایک درہم سے مراد معمولی سا مال ہے۔ جاننے کی قید اس لیے لگائی کہ بے علمی میں اگر سود کا پیسہ استعمال میں آجائے تو گناہ نہیں اسی لیے مخلوط کمائی والے کے ہاں دعوت وغیرہ کھانا جائز ہے کہ ہمیں خبر نہیں کس مال سے کھانا پکایا گیا۔

۳۔ ایک سود کے چھتیس زنا سے بدتر ہونے کی چند وجہیں ہیں: زنا حق اللہ ہے اور سود حق العباد جو توبہ سے معاف نہیں ہوتا، سود خوار کو اللہ رسول سے جنگ کا اعلان ہے زانی کو یہ اعلان نہیں، سود خوار کو خرابی خاتمہ کا اندیشہ ہے زانی کے متعلق یہ اندیشہ نہیں، سود خوار مقروض اور اس کے بال بچوں کو تباہ کرتا ہے اسی لیے سود خوار پر زیادہ سختی ہے۔(لمعات، مرقات) نیز عموماً مسلمان زنا سے تو نفرت کرتے ہیں مگر سود سے نہیں، حکومتیں اور گناہوں کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں مگر سود کو رواج دیتی ہیں اس سے بچنا مشکل ہے۔

۴۔ یعنی جیسے مٹی کے تیل میں بھیگا ہوا کپڑا آگ میں جل جاتا ہے ایسے ہی سود، رشوت، جوئے، چوری وغیرہ حرام مال سے پیدا شدہ گوشت دوزخ کی آگ میں بہت جلد جلے گا، چونکہ غذا سے خون اور خون سے گوشت بنتا ہے اس لیے غذا بہت پاکیزہ ہونی چاہیے، حرام غذا کا اثر سارے بدن پر پڑتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۲۸)

(5) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، الحدیث: ۲۲۷۴، ج۳، ص۷۲۔
ومشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۸۲۶، ج۲، ص۱۴۲۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی ماں سے زنا کرنا جب کمترین درجہ ہوا تو بقیہ درجے اس سے زیادہ سخت ہوں گے، چونکہ اہلِ عرب سود کے بہت زیادہ عادی تھے، ان سے سود چھوڑانا آسان نہ تھا اس لیے سود پر زیادہ وعیدیں وارد ہوئیں۔ خیال رہے کہ زنا اکثر مرد عورت کی رضامندی سے بلکہ زیادہ تر عورت کی رضا سے ہوتا ہے اسی لیے رب تعالیٰ نے زنا میں عورت کا ذکر پہلے فرمایا۔ کہ فرمایا "اَلزَّانِیَۃُ وَ الزَّانِیْ" مگر سود میں مقروض کی رضا قطعاً نہیں ہوتی، اس وجہ سے بھی سود کے احکام سخت تر ہیں کہ یہ گناہ بھی ہے اور ظلم بھی صرف مقروض پر نہیں بلکہ اس کے سارے بچوں پر سود خوار ایک تیر سے بہت سوں کا شکار کرتا ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۲۹)

حدیث ۶: امام احمد و ابن ماجہ و بیہقی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: (سود سے بظاہر) اگرچہ مال زیادہ ہو، مگر نتیجہ یہ ہے کہ مال کم ہوگا۔(6)

حدیث ۷: امام احمد و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میرا گزر ایک قوم پر ہوا جس کے پیٹ گھر کی طرح (بڑے بڑے) ہیں، ان پیٹوں میں سانپ ہیں جو باہر سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے پوچھا، اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ اُنھوں نے کہا، یہ سود خوار ہیں۔(7)

حدیث ۸: صحیح مسلم شریف میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا بدلے میں سونے کے اور چاندی بدلے میں چاندی کے اور گیہوں بدلے میں گیہوں کے اور جَو بدلے میں جَو کے اور کھجور بدلے میں کھجور کے اور نمک بدلے میں نمک کے برابر برابر اور دست بدست بیع کرو اور جب

---

(6) المسند للامام أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۳۷۵۴، ج۲، ص۵۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ فرمان مسلمان کے لیے ہے کہ سود کا انجام قلت و ذلت ہے، اس کا بہت تجربہ ہے، فقیر نے بڑے بڑے سود خوار آخر برباد بلکہ ذلیل و خوار ہوتے دیکھے، بعض جلد اور بعض دیر سے، سود کا پیسہ اصل مال بھی لینے و برباد کرنے آتا ہے، اگر کفار کو پھل جائے تو پھل سکتا ہے، ہر ایک کی غذا مختلف ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۳۰)

(7) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ في الربا، الحدیث: ۲۲۷۳، ج۳، ص۷۲.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ حدیث بالکل ظاہر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں، حضور انور کی نگاہ حقیقت بین اور آخر بین ہے اس لیے آپ کی نگاہ نے وہ واقعہ دیکھ لیا جو آئندہ بعد قیامت ہونے والا تھا ورنہ اس وقت تو دوزخ میں کوئی نہ تھا، دوزخ و جنت میں سزا و جزا کے لیے داخلہ بعد قیامت ہوگا اور چونکہ سود خوار ہوسی ہوتا ہے کہ کھاتا تھوڑا ہے حرص و ہوس زیادہ کرتا ہے اس لیے ان کے پیٹ واقعی کوٹھریوں کی طرح ہوں گے، لوگوں کے مال جو ظلمًا وصول کیے تھے وہ سانپ بچھو کی شکل میں نمودار ہوں گے۔ آج اگر ایک معمولی کیڑا پیٹ میں پیدا ہوجائے تو تندرستی بگڑ جاتی ہے، آدمی بے قرار ہوجاتا ہے تو سمجھ لو کہ جب اس کا پیٹ سانپوں، بچھوؤں سے بھر جائے تو اس کی تکلیف و بے قراری کا کیا حال ہوگا رب کی پناہ۔

۲۔ غالب یہ ہے کہ یہ واقعہ جسمانی معراج کا ہے صرف منامی یعنی خواب کی معراج کا نہیں کیونکہ جبریل امین کا ساتھ ہونا اور یہ سوال و جواب اس بیداری کی جسمانی معراج میں ہوئے ہیں۔

۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ سود دینا بھی حرام ہے جرم ہے مگر سود لینا زیادہ سخت جرم ہے کہ حضور انور نے سود خوار کا یہ حال ملاحظہ فرمایا کہ سود خوار گنہگار بھی ظالم بھی، سود دینے والا گنہگار ہے مگر ظالم نہیں بلکہ مظلوم۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۳۱)

اصناف(8) میں اختلاف ہو تو جیسے چاہو بیچو (یعنی کم وبیش میں اختیار ہے) جبکہ دست بدست ہوں۔ اور اسی کی مثل ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا، اُس نے سودی معاملہ کیا، لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ اور صحیحین میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی۔(9)

حدیث ۹: صحیحین میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اُدھار میں سود ہے۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ دست بدست ہو تو سود نہیں یعنی جبکہ جنس مختلف ہو۔(10)

---

(8) صنف کی جمع جنس۔

(9) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ...إلخ، باب الصرف وبیع الذھب...إلخ، الحدیث:۸۱-(۱۵۸۷)، ص۸۵۶.

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ خیال رہے کہ وزنی چیزوں کی برابری وزن سے ہوگی اور کیلی یعنی ماپ والی چیزوں کی برابر ماپ سے، شریعت میں سونا چاندی وزنی ہیں اور گندم جو کیلی، تو سونے چاندی دھاتوں کو وزن میں برابر کرکے خرید وفروخت کرو اور گندم جو کو ٹوپہ پیمانہ سے برابر کرکے فروخت کرو لہذا ایک سیر بھاری گندم کی بیع ایک سیر ہلکی گندم سے ناجائز ہے کہ یہ وزن میں تو برابر ہوئے مگر پیمانہ میں برابر نہیں لیکن گندم پیمانہ میں کم آئے گی وزن میں زیادہ ایسے ہی ایک سیر گندم کی بیع ایک سیر گندم کے آٹے سے ناجائز ہے کہ ایک سیر آٹا زیادہ گندم کا ہوتا ہے۔(ازمرقات)

۲۔ یعنی ہم جنس وہم وزن چیزوں کی بیع میں زیادتی کی بھی حرام ہے اور ادھار بھی حرام، برابر دو اور دو طرفہ نقد دو اور ہم وزن تو ہوں مگر ہم جنس نہ ہوں جیسے گندم وجو یا ہم جنس تو ہوں ہم وزن نہ ہوں جیسے اخروٹ یا انڈے کہ گن کر فروخت کیے جاتے ہیں تو ان میں زیادتی کی جائز مگر ادھار حرام اور جنس و وزن دونوں میں مختلف ہوں تو کمی بیشی بھی حلال اور ادھار بھی درست جیسے روپیہ پیسہ سے مذکورہ چیزوں کی خرید وفروخت، اس کی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرو۔

۳۔ یعنی چونکہ ان کی جنسیں مختلف ہیں لہذا ان میں زیادتی کی حلال ہے لیکن ہم وزن میں ادھار حرام ہوگا جیسا کہ پہلے حدیث میں اور ابھی شرح میں گزر چکا۔(مرقات ولمعات)(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۲۲۴)

(10) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ...إلخ، باب الصرف وبیع الذھب...إلخ، الحدیث ۸۲-(۱۵۸۴)

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ حصر اضافی ہے نہ کہ حقیقی جیسے رب کا فرمان "اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ" میں کہ قرآن کریم نے جو صرف چھ جانوروں کی حرمت بیان کی حصر کے طریقہ پر یہ مشرکین کے بحیرہ سائبہ وغیرہ کے مقابلہ میں ہے ورنہ کتا گدھا وغیرہ بھی حلال نہیں ہے۔ کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو برابر برابر فروخت کرنے کے متعلق دریافت کیا ہوگا، یا مختلف الجنس کو زیادتی کی سے بچنے کے بارے میں پوچھا ہوگا تو فرمایا ان صورتوں میں سود صرف ادھار میں ہوگا نقد میں نہیں، ایک سیر گندم دو سیر جو کے عوض یا ایک سیر گندم ایک سیر گندم کے عوض ←

حدیث ۱۰: ابن ماجہ و دارمی امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: سود کو چھوڑ دو اور جس میں سود کا شبہ ہو، اُسے بھی چھوڑ دو۔ (11)

❀❀❀❀❀

نقد بیچ سکتے ہیں ادھار نہیں لہذا الربو میں الف لام عہدی ہے یعنی ان کا ربٰو صرف ادھار میں ہے اور ہوسکتا ہے کہ الف لام استغراقی ہو یعنی ادھار میں مطلقًا زیادہ حرام ہے خواہ دونوں کے عوض و قدر میں یکساں ہوں یا صرف جنس میں یا صرف قدر میں یکساں ہوں، نقد کی تجارت میں ربٰو جب حرام ہوگا جب کہ دونوں عوض جنس میں بھی ایک ہوں وزن میں بھی لہذا یہ حدیث گزشتہ مثلاً بمثلٍ کے خلاف نہیں۔ (لمعات، اشعہ، مرقات) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۲۷)

(11) سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغليظ في الربا، الحدیث: ۲۲۷۶، ج۲، ص۷۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۲۔ یعنی حضور انور اس آیت کے نزول کے بعد بہت کم ظاہری حیات سے دنیا میں رہے اور جس قدر زمانہ حضور انور کو ملا وہ دوسرے اہم کاموں میں گزرا اس لیے اس آیت سود کی تفصیلی تفسیر نہ ہوسکی، صرف چھ چیزوں میں سود کی حرمت کی تفصیل فرمائی، نیز سود کی تفصیل قدرے واضح بھی تھی اور حضور انور نے چھ چیزوں کی تصریح فرما کر علماء امت کو قوانین سود کی رہبری بھی فرمادی تھی، اصول مقرر کردیئے تھے ان وجوہ سے تفصیل کی چنداں ضرورت نہ رہی تھی، پھر بعد میں علماء امت نے اس مسئلہ کو بھی بالکل واضح کردیا لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ دین اسلام پورا واضح نہ ہوا کہ ایک مسئلہ مخفی رہ گیا، اصول تو اس کے بھی واضح ہوگئے، فروع مسائل بعد میں واضح ہوئے۔ (از مرقات) ۳۔ یعنی جن چیزوں کی تصریح حضور انور نے فرمادی ان میں بھی سود نہ لو، ان کے علاوہ دیگر چیزوں میں بھی سود سے بچو، جن میں سود یقینی ہے ان میں بھی نہ لو، جہاں سود کا شک ہو وہاں بھی بچو، وہم کا اعتبار نہیں شک و وہم میں فرق ہے، دلیل سے پیدا ہونے والا شبہ شک کہلاتا ہے بلا دلیل شبہ وہم ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۴۳۳)

مسائل فقہیّہ

ربا یعنی سود حرام قطعی ہے اس کی حرمت کا منکر کافر ہے اور حرام سمجھ کر جو اس کا مرتکب ہے فاسق مردود الشہادۃ ہے عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس کے مقابل (بدلے) میں دوسری طرف کچھ نہ ہو یہ سود ہے۔

مسئلہ ۱: جو چیز ماپ یا تول سے بکتی ہو جب اُس کو اپنی جنس سے بدلا جائے مثلاً گیہوں کے بدلے میں گیہوں۔ جو کے بدلے میں جو لیے اور ایک طرف زیادہ ہو حرام ہے اور اگر وہ چیز ماپ یا تول کی نہ ہو یا ایک جنس کو دوسری جنس سے بدلا ہو تو سود نہیں۔ عمدہ اور خراب کا یہاں کوئی فرق نہیں یعنی تبادلہ جنس میں ایک طرف کم ہے مگر یہ اچھی ہے، دوسری طرف زیادہ ہے وہ خراب ہے، جب بھی سود اور حرام ہے، لازم ہے کہ دونوں ناپ یا تول میں برابر ہوں۔ جس چیز پر سود کی حرمت کا دارمدار ہے وہ قدر و جنس ہے۔ قدر سے مراد وزن یا ماپ ہے۔(1)

مسئلہ ۲: دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو ایک جنس سمجھیے اور نام و مقصد میں اختلاف ہو تو دو جنس جانیے جیسے گیہوں، جو۔ کپڑے کی قسمیں ململ (ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا)، لٹھا (ایک قسم کا سوتی کپڑا)، گبرون (ایک قسم کا موٹا کپڑا)، چھینٹ (رنگین چھپا ہوا کپڑا)۔ یہ سب اجناس مختلف ہیں، کھجور کی سب قسمیں ایک جنس ہیں۔ لوہا، سیسہ،

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۲، ص ۶۰-۶۱۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
سود لینا مطلقاً حرام ہے مسلمان سے ہو یا کافر سے، بنک سے ہو یا تاجر سے جتنی صورتیں سوال میں بیان کیں سب ناجائز ہیں قرض دے کر اس پر کچھ نفع بڑھا لینا سود ہے یا ایک چیز کو اس کی جنس کے بدلے ادھار بیچنا یا دو چیزیں کہ دونوں تول سے بکتی ہوں یا دونوں ناپ سے، ان میں ایک کو دوسرے سے ادھار بدلنا یا ناپ خواہ تول کے چیز کو اس کی جنس سے کمی بیشی کے ساتھ بیچنا مثلاً سیر بھر کھرے گیہوں سوا سیر ناقص گیہوں کے عوض بیچنا یہ صورتیں سود کی ہیں اور جو شرعاً سود ہے، اس میں یہ نیت کر لینا کہ سود نہیں لیتا ہوں کچھ اور لیتا ہوں محض جہالت ہے، ہاں وہاں یہ نیت کام دے سکتی ہے جو واقع میں سود نہ ہو اگرچہ دینے والا اسے سود ہی سمجھ کر دے مثلاً یہاں کسی کافر کے پاس اس کی دکان یا کوٹھی یا بنک میں بشرطیکہ اس میں کوئی مسلمان شریک نہ ہو روپیہ جمع کر دیا اور اس پر جو نفع کافر نے اپنے دستور کے موافق دیا اسے اپنے روپیہ کا نفع اور سود خیال کر کے نہ لیا بلکہ یہ سمجھ کر لیا کہ ایک مال مباح برضائے مالک ملتا ہے تو اس میں حرج نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۳۴۴ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تانبا، پیتل مختلف جنسیں ہیں۔اُون اور ریشم اور سوت مختلف اجناس ہیں۔گائے کا گوشت، بھیڑ اور بکری کا گوشت، دُنبہ کی چکّی (دنبے کی چوڑی دُم)، پیٹ کی چربی، یہ سب اجناس مختلفہ ہیں۔(یعنی مختلف جنسیں ہیں) روغن گل (گلاب کا تیل)، روغن چمیلی (چنبیلی کے پھولوں کا تیل)، روغن جوہی (چنبیلی جیسے خوشبودار پھول کا تیل) وغیرہ سب مختلف اجناس ہیں۔(2)

مسئلہ ۳: قدر وجنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے (اس کو ربا الفضل کہتے ہیں) اور ایک طرف نقد ہو دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام (اس کو ربا النسیہ کہتے ہیں) مثلاً گیہوں کو گیہوں، جَو کو جَو کے بدلے میں بیع کریں تو کم و بیش حرام اور ایک اب دیتا ہے دوسرا کچھ دیر کے بعد دے گا یہ بھی حرام اور دونوں میں سے ایک ہو ایک نہ ہو تو کمی بیشی جائز ہے اور اُودھار حرام مثلاً گیہوں کو جو کے بدلے میں یا ایک طرف سیسہ ہو ایک طرف لوہا کہ پہلی مثال میں ماپ اور دوسری میں وزن مشترک ہے مگر جنس کا دونوں میں اختلاف ہے۔کپڑے کو کپڑے کے بدلے میں غلام کو غلام کے بدلے میں بیع کیا اس میں جنس ایک ہے مگر قدر موجود نہیں لہٰذا یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک تھان دیکر دو تھان یا ایک غلام کے بدلے میں دو غلام خرید لیے مگر اودھار بیچنا حرام اور سود ہے اگرچہ کمی بیشی نہ ہو اور دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی بھی جائز اور اودھار بھی جائز مثلاً گیہوں اور جو کو روپیہ سے خریدیں یہاں کم و بیش ہونا تو ظاہر ہے کہ ایک روپیہ کے عوض میں جتنے من چاہو خریدو کوئی حرج نہیں اور ادھار بھی جائز ہے کہ آج خریدو روپیہ مہینے میں سال میں دوسرے کی مرضی سے جب چاہو دو جائز ہے کوئی خرابی نہیں۔(3)

مسئلہ ۴: جس چیز کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماپ کے ساتھ تفاضل (زیادتی یعنی اضافہ) حرام فرمایا، وہ کیلی (ماپ کی چیز) ہے اور جس کے متعلق وزن کی تصریح فرمائی وہ وزنی ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد اُس میں تبدیل نہیں ہوسکتی، اگر عرف اُس کے خلاف ہو تو عرف کا اعتبار نہیں اور جس کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا ارشاد نہیں ہے، اُس میں عادت وعرف کا اعتبار ہے ماپ یا تول جو کچھ چلن ہو، اُسکا لحاظ ہوگا۔(4)

مسئلہ ۵: تلوار کے بدلے میں اگر لوہے کی بنی ہوئی کوئی چیز خریدی تو جائز ہے اگرچہ ایک طرف وزن کم ہے دوسری طرف زیادہ کہ قدر میں اتحاد نہیں مگر اس کو دیکر لوہے کی چیز ادھار لینا درست نہیں۔(5)

---

(2) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی الابراء عن الربا، ج ۷، ص ۴۲۴.

(3) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۲، ص ۶۰-۶۱، وغیرہا.

(4) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۲، ص ۶۲، وغیرہا.

(5) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی الابراء عن الربا، ج ۷، ص ۴۲۴.

مسئلہ ۶: جو برتن عدد سے بکتے ہیں اگرچہ جس کے برتن بنے ہیں وہ وزنی ہو جیسے تانبے کے کٹورے گلاس ایک کے بدلے میں دوسرا خریدنا درست ہے اگرچہ دونوں کے وزن مختلف ہوں کہ اب وزنی نہیں مگر سونے چاندی کے برتن اگر باہم وزن میں مختلف ہوں تو بیع حرام ہے اگرچہ یہ عدد سے فروخت ہوتے ہوں۔(6)

مسئلہ ۷: منصوصات (یعنی جن اشیاء کے بارے میں نص وارد ہے) کے مواقع پر عرف کا اعتبار نہیں یہ اُس وقت ہے جب کہ تبادلہ جنس کے ساتھ ہو، مثلاً گیہوں کو گیہوں سے بیع کریں اور غیر جنس سے بدلنے میں اختیار ہے، مثلاً گیہوں کو جو کے بدلے میں یا روپے پیسے نوٹ سے خریدنے میں اگر وزن کے ساتھ بیع ہو، حرج نہیں۔(7)

مسئلہ ۸: جو چیز وزنی ہوا سے ماپ کر برابر کر کے ایک کو دوسرے کے بدلے میں بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ان کا وزن کیا ہے یہ جائز نہیں اور اگر وزن میں دونوں برابر ہوں بیع جائز ہے اگرچہ ماپ میں کم بیش ہوں اور جو چیز کیلی ہے اُس کو وزن سے برابر کر کے بیع کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ ماپ میں برابر ہے یا نہیں یہ ناجائز ہے۔ ہندوستان میں گیہوں جَو کو عموماً وزن سے بیع کرتے ہیں حالانکہ ان کا کیلی ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے ثابت لہٰذا اگر گیہوں کو گیہوں کے بدلے میں بیع کریں تو ماپ کر ضرور برابر کرلیں اس میں وزن کی برابری کا اعتبار نہ کریں۔ یوہیں گیہوں، جو قرض لیں تو ماپ کرلیں اور ماپ کردیں۔ اور ان کے آٹے کی بیع یا قرض وزن سے بھی جائز ہے۔(8)

مسئلہ ۹: یتیم کے مال کی بیع ہو تو اُس میں جودت (خوبی) کا اعتبار ہے مثلاً وصی کو یتیم کے اچھے مال کو ردی کے بدلے میں بیچنا ناجائز ہے۔ یوہیں وقف کے اچھے مال کو متولی نے خراب کے بدلے میں بیچ دیا یہ ناجائز ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: سونے چاندی کے علاوہ جو چیزیں وزن کے ساتھ بکتی ہیں روپیہ اشرفی سے اُن کی بیع سلم درست ہے اگرچہ وزن کا دونوں میں اشتراک ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: شریعت میں ماپ کی مقدار کم سے کم نصف صاع ہے اگر کوئی کیلی چیز نصف صاع سے کم ہو مثلاً ایک دو

---

(6) المرجع السابق، ص ۴۲۳۔

(7) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۷، ص ۴۲۷۔

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی أن النص... إلخ، ج ۷، ص ۴۲۷-۴۳۰۔
والھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۲، ص ۶۲۔
وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۶، ص ۱۵۷۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ... إلخ، الفصل السادس، ج ۳، ص ۱۱۷۔

(10) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۶، ص ۱۵۵، وغیرہ۔

لپ اس میں کمی بیشی یعنی ایک لپ دولپ کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ یوہیں ایک سیب دوسیب کے بدلے میں، ایک کھجور دو کے بدلے میں، ایک انڈا دوانڈے کے عوض، ایک اخروٹ دو کے عوض، ایک تلوار دوتلوار کے بدلے میں، ایک دوات دو دوات کے بدلے میں، ایک سوئی دو کے بدلے، ایک شیشی دو کے عوض بیچنا جائز ہے، جب کہ یہ سب معیّن (11) ہوں اور اگر دونوں جانب یا ایک غیر معیّن ہوتو بیع ناجائز۔ ان صور مذکورہ (یعنی ذکر کی گئی صورتیں) میں کمی بیشی اگرچہ جائز ہے مگر اُدھار بیچنا حرام ہے، کیونکہ جنس ایک ہے۔ (12)

مسئلہ ۱۲: گیہوں، جَو، کھجور، نمک، جن کا کیلی ہونا منصوص (13) ہے اگر ان کے متعلق لوگوں کی عادت یوں جاری ہو کہ ان کو وزن سے خرید وفروخت کرتے ہوں جیسا کہ یہاں ہندوستان میں وزن ہی سے یہ سب چیزیں بکتی ہیں اور بیع سلم میں وزن سے ان کا تعین کیا مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ سلم جائز ہے اس میں حرج نہیں۔ (14)

مسئلہ ۱۳: گوشت کو جانور کے بدلے میں بیع کر سکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی ہے وہ گوشت اُسی جنس کے جانور کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے عوض میں بکری خریدی یا دوسری جنس کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں گائے خریدی۔ یہ گوشت اُتنا ہی ہو جتنا اُس جانور میں گوشت ہے یا اُس سے کم یا زیادہ بہرحال جائز ہے۔ ذبح کی ہوئی بکری کو زندہ بکری یا ذبح کی ہوئی کے عوض میں بیع کرنا جائز ہے اور اگر دونوں کی کھالیں اُتار لی ہیں اور اوجھڑی وغیرہ ساری اندرونی چیزیں الگ کردی ہیں بلکہ پائے بھی جدا کر لیے ہیں تو اب ایک کو دوسری کے عوض میں تول کے ساتھ بیچ سکتے ہیں کہ یہ گوشت کو گوشت سے بیچنا ہے۔ (15)

مسئلہ ۱۴: ایک مچھلی دو مچھلیوں سے بیع کر سکتے ہیں یعنی وہاں جہاں وزن سے نہ بکتی ہوں اور تول سے فروخت ہوں جیسے یہاں تو وزن میں برابر کرنا ضرور ہوگا۔ (16)

مسئلہ ۱۵: سوتی کپڑے سوت یا روئی کے بدلے میں بیچنا مطلقاً جائز ہے ان کی جنس مختلف ہے۔ یوہیں روئی کو

---

(11) عامہ کتب مذہب میں معیّن ہونے کی صورت میں اس بیع کو جائز لکھا ہے، مگر امام ابن ہمام کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بیع بھی ناجائز ہے۔ ۱۲ منہ

(12) الدر المختار، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۷، ص ۴۲۵۔ ۴۲۷ وغیرہ۔

(13) یعنی جن اشیاء کے کیل (ماپ) کے ساتھ فروخت ہونے پر نصوص (احادیث) وارد ہیں۔

(14) الدر المختار ورد المحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی أن النص... إلخ، ص ۴۲۷۔ ۴۳۰

(15) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۲، ص ۶۳۔

والدر المختار، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۷، ص ۴۳۳۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ... إلخ، الفصل السادس، ج ۳، ص ۱۲۰۔

سوت سے بیچنا بھی جائز ہے اسی طرح اون کے بدلے میں اونی کپڑے خریدنا یا ریشم کے عوض میں ریشمی کپڑے خریدنا بھی جائز ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جنس کے اختلاف و اتحاد میں اصل کا اتحاد و اختلاف معتبر نہیں بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کردیتا ہے اگرچہ اصل ایک ہو اور یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں۔ یوہیں گیہوں یا اس کے آٹے کو روٹی سے بیع کر سکتے ہیں کہ ان کی بھی جنس مختلف ہے۔(17)

مسئلہ ۱۶: تر کھجور کو تر یا خشک کھجور کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جبکہ دونوں جانب کی کھجوریں ماپ میں برابر ہوں۔ وزن میں برابری کا اس میں اعتبار نہیں۔ یوہیں انگور کو منقے (سوکھے ہوئے بڑے انگور منقے کہلاتے ہیں) یا کشمش کے بدلے میں بیچنا جائز ہے جبکہ دونوں برابر ہوں۔ اسی طرح جو پھل خشک ہو جاتے ہیں اُن کے تر کو خشک کے عوض بھی بیچنا جائز ہے اور تر کے بدلے میں بھی جیسے انجیر۔ آلو بخارا خوبانی وغیرہ۔(18)

مسئلہ ۱۷: گیہوں اگر پانی میں بھیگ گئے ہوں اُن کو خشک کے بدلے میں بیع کرنا جائز ہے جب کہ ماپ میں برابر ہوں۔ یوہیں کھجور یا منقے جن کو پانی میں بھگو لیا ہے خشک کے عوض میں بیع کر سکتے ہیں۔ بھُنے ہوئے گیہوں کو بے بھُنے سے بیچنا جائز نہیں۔(19)

مسئلہ ۱۸: مختلف قسم کے گوشت کمی بیشی کے ساتھ بیع کیے جاسکتے ہیں، مثلاً بکری کا گوشت ایک سیر گائے کے دو سیر سے بیچ سکتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ دست بدست ہوں (یعنی نقد کے ساتھ ہوں) اُدھار جائز نہیں اگر ایک قسم کے جانور کا گوشت ہو تو کمی بیشی جائز نہیں۔ گائے اور بھینس دو جنس نہیں بلکہ ایک جنس ہیں۔ یوہیں بکری، بھیڑ، دُنبہ، یہ تینوں ایک جنس ہیں۔ گائے کا دودھ بکری کے دودھ سے، کھجور یا گنے کا سرکہ انگوری سرکہ سے، پیٹ کی چربی دُنبہ کی چکی (دُنبے کی چوڑی دُم) یا گوشت سے بکری کے بال کو بھیڑ کی اون سے کم و بیش کرکے بیع کر سکتے ہیں۔(20)

مسئلہ ۱۹: پرند اگرچہ ایک قسم کے ہوں اُن کے گوشت کم و بیش کرکے بیع کیے جاسکتے ہیں مثلاً ایک بٹیر (تیتر کی قسم کا ایک چھوٹا سا پرندہ) کے گوشت کو دو کے گوشت کے ساتھ۔ یوہیں مُرغی و مُرغابی (ایک آبی پرندہ) کے گوشت بھی کہ یہ

---

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراہم عدداً، ج۷، ص ۴۳۴۔ ۴۳۷۔

(18) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج۲، ص ۶۴۔
وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب الربا، ج۶، ص ۱۷۰۔

(19) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج۲، ص ۶۴۔
والدرالمختار، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص ۴۳۵، وغیرھما۔

(20) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج۲، ص ۶۵۔

وزن کے ساتھ نہیں بکتے۔(21)

مسئلہ ۲۰: تل کے تیل کو روغن چنبیلی و روغن گل سے کم وبیش کر کے بیع کرنا جائز ہے۔ یوہیں یہ خوشبودار تیل آپس میں ایک قسم کو دوسرے قسم کے ساتھ بیع کرنا۔ روغن زیتون خوشبودار کو بغیر خوشبو والے کے عوض میں بیچنا بھی ہر طرح جائز ہے۔ تل پھول میں بسے ہوئے ہوں اُن کو سادہ تلوں سے کم وبیش کر کے بیچ سکتے ہیں۔(22)

مسئلہ ۲۱: دودھ کو پنیر کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچ سکتے ہیں۔(23) کھوئے کے بدلے میں دودھ بیچنے کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مقاصد میں مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف جنس ہیں۔

مسئلہ ۲۲: گیہوں کی بیع آٹے یا ستو (بھنے ہوئے اناج کا آٹا) سے یا آٹے کی بیع ستو سے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ ماپ یا وزن میں دونوں جانب برابر ہوں یعنی جب کہ آٹا یا ستو گیہوں کا ہو اور اگر دوسری چیز کا ہو مثلاً جو کا آٹا یا ستو ہو تو گیہوں سے بیع کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ یوہیں گیہوں کے آٹے کو جو کے ستو سے بھی بیچنا جائز ہے۔ آٹے کو آٹے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا جائز ہے بلکہ بھنے ہوئے آٹے کو بھنے ہوئے کے بدلے میں برابر کر کے بیچنا بھی جائز ہے۔ اور ستو کو ستو کے بدلے میں بیچنا یا بھنے ہوئے گیہوں کے بھنے ہوئے گیہوں کے بدلے میں بیچنا جائز ہے۔ چھنے ہوئے آٹے کو بغیر چھنے کے بدلے بیع کرنے میں دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے۔(24)

مسئلہ ۲۳: تلوں کو ان کے تیل کے بدلے میں یا زیتون کو روغن زیتون کے بدلے میں بیچنا اُس وقت جائز ہے کہ ان میں جتنا تیل ہے وہ اُس تیل سے زیادہ ہو جس کے بدلے میں اس کو بیع کر رہے ہیں یعنی کھلی (تیل یا سرسوں کا پھوک) کے مقابلہ میں تیل کا کچھ حصہ ہونا ضرور ہے ورنہ نا جائز۔ یوہیں سرسوں کو کڑوے تیل کے بدلے میں یا السی(25) کو اس کے تیل کے بدلے میں بیع کرنے کا حکم ہے غرض یہ کہ جس کھلی کی کوئی قیمت ہوتی ہے اُس کے تیل کو جب اُس سے بیع کیا جائے تو جو تیل مقابل میں ہے وہ اُس سے زیادہ ہو جو اس میں ہے(26) اور اگر کوئی ایسی چیز اس

(21) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراہم عدداً، ج ۷، ص ۴۳۳.

(22) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراہم عدداً، ج ۷، ص ۴۳۳.

(23) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۷، ص ۴۳۹

(24) الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب فی استقراض الدراہم عدداً، ج ۷، ص ۴۳۶.

(25) چھوٹی چھوٹی نازک پتیوں کا ایک پودا اور اس کے بیج جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔

(26) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الربا، ج ۲، ص ۶۴.

والدرالمختار و ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراہم عدداً، ج ۷، ص ۴۴۰.

میں ملی ہو جس کی کوئی قیمت نہ ہو جیسے سونار کے یہاں کی راکھ کہ اسے نیار یے (27) خریدتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ جس سونے یا چاندی کے عوض میں اسے خریدا اگر وہ زیادہ یا کم ہے بیع فاسد ہے اور برابر ہو تو جائز اور معلوم نہ ہو کہ برابر ہے یا نہیں، جب بھی ناجائز۔ (28)

مسئلہ ۲۴: جن چیزوں میں بیع جائز ہونے کے لیے برابری کی شرط ہے یہ ضرور ہے کہ مساوات (برابری) کا علم وقت عقد ہو اگر بوقت عقد علم نہ تھا بعد کو معلوم ہوا مثلاً گیہوں گیہوں کے بدلے میں تخمینہ (اندازہ) سے بیچ دیے پھر بعد میں ناپے گئے تو برابر نکلے، بیع جائز نہیں ہوئی۔ (29)

مسئلہ ۲۵: گیہوں گیہوں کے بدلے میں بیع کیے اور تقابض بدلین (30) نہیں ہوا یہ جائز ہے، غلہ کی بیع اپنی جنس یا غیر جنس سے ہو، اس میں تقابض شرط نہیں۔ (31) مگر یہ اُسی وقت ہے کہ دونوں جانب معین ہوں۔

مسئلہ ۲۶: آقا اور غلام کے مابین سود نہیں ہوتا اگرچہ مدبر یا ام ولد ہو کہ یہاں حقیقۃً بیع ہی نہیں ہاں اگر غلام پر اتنا دین ہو جو اُس کے مال اور ذات کو مستغرق ہو تو اب سود ہو سکتا ہے۔ (32)

مسئلہ ۲۷: دو شخصوں میں شرکت مفاوضہ ہے اگر وہ باہم بیع کریں تو کمی بیشی کی صورت میں سود نہیں ہو سکتا اور شرکت عنان والوں نے باہم مال شرکت کو خرید و فروخت کیا تو سود نہیں اور اگر دونوں اپنے مال کو کم و بیش کر کے خرید و فروخت کریں یا ایک نے اپنے مال کو مال شرکت سے کم و بیش کر کے فروخت کیا تو ضرور سود ہے۔ (33)

مسئلہ ۲۸: مسلم اور کافر حربی کے مابین دارالحرب میں جو عقد ہو اس میں سود نہیں۔ مسلمان اگر دارالحرب میں امان لیکر گیا تو کافروں کی خوشی سے جس قدر اُن کے اموال حاصل کرے جائز ہے اگرچہ ایسے طریقہ سے حاصل کیے کہ مسلمان کا مال اس طرح لینا جائز نہ ہو مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کسی بدعہدی کے ذریعہ حاصل نہ کیا گیا ہو کہ بدعہدی (وعدہ خلافی) کفار کے ساتھ بھی حرام ہے مثلاً کسی کافر نے اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی اور یہ دینا نہیں چاہتا یہ بدعہدی

---

(27) سنار کی دکان کے کوڑا کرکٹ سے سونے، چاندی کے ذرات نکالنے والا نیاریا کہلاتا ہے۔

(28) البحر الرائق، کتاب البیع، باب الربا، ج۶، ص۲۲۵۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۹۔

(30) باہم دو متبادل چیزوں پر قبضہ کرنا۔

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۱۹۔

(32) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الربا، ج۷، ص۴۴۱۔

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ ومالا یجوز، الفصل السادس، ج۳، ص۱۲۱۔

ہے اور درست نہیں۔(34)

مسئلہ ۲۹: عقد فاسد کے ذریعہ سے کافر حربی کا مال حاصل کرنا ممنوع نہیں یعنی جو عقد مابین دو مسلمان ممنوع ہے اگر حربی کے ساتھ کیا جائے تو منع نہیں مگر شرط یہ ہے کہ وہ عقد مسلم کے لیے مفید ہو مثلاً ایک روپیہ کے بدلے میں دو روپے خریدے یا اُس کے ہاتھ مُردار کو بیچ ڈالا کہ اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔(35)

مسئلہ ۳۰: ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے اس کو دارالحرب کہنا صحیح نہیں، مگر یہاں کے کفار یقیناً نہ ذمی ہیں، نہ مستامن کیونکہ ذمی یا مستامن کے لیے بادشاہ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے، لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کیے جاسکتے ہیں جبکہ بدعہدی نہ ہو۔

❁❁❁❁❁

(34) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراہم عدداً، ج ۷، ص ۴۲۴۔

(35) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب: فی استقراض الدراہم عدداً، ج ۷، ص ۴۲۳۔

سود سے بچنے کی صورتیں

شریعتِ مطہرہ نے جس طرح سود لینا حرام فرمایا سود دینا بھی حرام کیا ہے۔ حدیثوں میں دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ دونوں برابر ہیں۔ آج کل سود کی اتنی کثرت ہے کہ قرضِ حسن جو بغیر سودی ہوتا ہے بہت کم پایا جاتا ہے دولت والے کسی کو بغیر نفع روپیہ دینا چاہتے نہیں اور اہل حاجت اپنی حاجت کے سامنے اس کا لحاظ بھی نہیں کرتے کہ سودی روپیہ لینے میں آخرت کا کتنا عظیم وبال (بہت بڑا عذاب) ہے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ لڑکی لڑکے کی شادی۔ ختنہ اور دیگر تقریبات شادی وغمی میں اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ برادری اور خاندان کے رسوم میں اتنے جکڑے ہوئے ہیں (پھنسے ہوئے ہیں) کہ ہر چند کہیے ایک نہیں سنتے رسوم میں کمی کرنے کو اپنی ذلت سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اولاً تو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ ان رسوم کی جنجال (آفت) سے نکلیں، چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلائیں اور دُنیا و آخرت کے تباہ کن نتائج سے ڈریں۔ تھوڑی دیر کی مسرت (خوشی) یا ابنائے جنس میں نام آوری (یعنی قبیلے کے افراد میں شہرت) کا خیال کر کے آئندہ زندگی کو تلخ (دشوار) نہ کریں۔ اگر یہ لوگ اپنی ہٹ سے باز نہ آئیں قرض کا بارگراں (بھاری بوجھ) اپنے سر ہی رکھنا چاہتے ہیں بچنے کی سعی (کوشش) نہیں کرتے جیسا کہ مشاہدہ اس پر شاہد ہے تو اب ہماری دوسری فہمائش ان مسلمانوں کو یہ ہے کہ سودی قرض کے قریب نہ جائیں۔

کہ بنص قطعی قرآنی اس میں برکت نہیں اور مشاہدات و تجربات بھی یہی ہیں کہ بڑی بڑی جائدادیں سود میں تباہ ہو چکی ہیں یہ سوال اس وقت پیش نظر ہے کہ جب سودی قرض نہ لیا جائے تو بغیر سودی قرض کون دیگا پھر اُن دُشواریوں کو کس طرح حل کیا جائے۔ اس کے لیے ہمارے علمائے کرام نے چند صورتیں ایسی تحریر فرمائی ہیں کہ اُن طریقوں پر عمل کیا جائے تو سود کی نجاست و نحوست (ناپاکی اور برے اثر) سے پناہ ملتی ہے اور قرض دینے والا جس ناجائز نفع کا خواہش مند تھا اُس کے لیے جائز طریقہ پر نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ صرف لین دین کی صورت میں کچھ ترمیم (تبدیلی) کرنی پڑے گی۔ مگر ناجائز و حرام سے بچاؤ ہو جائے گا۔

شاید کسی کو یہ خیال ہو کہ دل میں جب یہ ہے کہ سودے کر ایک سو دس لیے جائیں۔ پھر سود سے کیونکر بچے ہم اُس کے لیے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ شرع مطہر نے جس عقد کو جائز بتایا وہ محض اس تخیل (خیال) سے ناجائز و حرام نہیں ہو سکتا۔ دیکھو اگر روپے سے چاندی خریدی اور ایک روپیہ کی ایک بھر سے زائد لی یہ یقیناً سود و حرام ہے۔ صاف حدیث میں تصریح ہے، اَلْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ مِثْلاً بِمِثْلٍ یداً بِیَدٍ وَالْفَضْلُ رِبًا اور اگر مثلاً ایک گنی (سونے کا ایک سکہ) جو

پندرہ روپے کی ہو اس سے پچیس روپے بھر [illegible] چاندی خریدی [illegible]
اس کا مقصود بھی وہی ہے کہ چاندی زیادہ لی جائے مگر سود نہیں اور یہ صورت یقیناً حلال ہے۔ حدیث میں فرمایا: اِذَا
اِخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِيعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ معلوم ہوا کہ جواز و عدم جواز نوعیت عقد پر ہے۔ عقد بدل جانے کا
حکم بدل جائے گا۔ اس مسئلہ کو زیادہ واضح کرنے کے لیے ہم دو حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابو سعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک شخص کو خیبر کا حاکم بنا کر بھیجا تھا، وہ وہاں سے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟ عرض کی، نہیں یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہم دو صاع کے بدلے ان کھجوروں کا ایک صاع لیتے ہیں اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ فرمایا: ایسا نہ کرو، معمولی کھجوروں کو روپیہ سے بیچو پھر روپیہ سے اس قسم کی کھجوریں خریدا کرو اور تول کی چیزوں میں بھی ایسا ہی فرمایا۔(1) صحیحین میں (ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ

---

(1) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب اذا اراد بیع تمر... إلخ، الحدیث: ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ج ۲، ص ۴۴،۷۹۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ بطور ہدیہ پیشکش فرمانے کے لیے۔ جنیب چھوہاروں کی ایک اعلیٰ قسم کی نام ہے جیسے ہمارے ہاں شربتی گندم اعلیٰ قسم کا ایک گندم ہے۔

۲۔ یعنی خیبر میں ہر قسم کے چھوہارے ہوتے ہیں اعلیٰ بھی ردی بھی، ہم ردی سے اعلیٰ خرید لیتے ہیں اس طرح کہ ارزانی کے زمانہ میں دوگنے ردی دیتے ہیں اور گرانی میں تگنے یا معمولی اعلیٰ دوگنے کے عوض اور بہت اعلیٰ تگنے کے عوض خرید لیتے ہیں، یہ بھی اسی طرح خریدے ہوئے ہیں کہ ردی خرمے دے کر اعلیٰ خرمے اس سے نصف لیے گئے ہیں۔

۳۔ یعنی اب تک جو کرلیا وہ کرلیا اس پر پکڑ نہیں، آئندہ اس طرح تبادلہ نہ کرنا کہ یہ سود ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لانے والے پر نہ تو عتاب فرمایا نہ ان کی کھجوروں کی واپسی کا حکم دیا، نہ انہیں ان کھجوروں کے استعمال سے منع فرمایا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ان کا یہ ہدیہ قبول بھی فرمالیا صرف آئندہ کے لیے منع فرمادیا کیونکہ ابھی سود کے قوانین شائع نہ ہوئے تھے، سود کی حرمت نئی نئی ہوئی تھی اور قانون یا تفصیل قانون شائع ہونے سے پہلے خلاف ورزی کرنے والوں پر عتاب نہیں ہوتا جب کہ بے خبری میں کریں، اس وقت بے خبری کا عذر درست ہوتا ہے مگر قانون شائع ہوچکنے کے بعد بے خبری عذر نہیں لہذا اب اگر کوئی اس طرح کی تجارت کرے گا تو مجرم بھی ہوگا اور یہ خرید و فروخت درست بھی نہ ہوگی لہذا حدیث واضح ہے۔

۴۔ یعنی درمیان میں پیسہ رکھ لو سود نہ بنے گا اور سودا درست ہوجائے گا کہ مثلاً دو سیر ردی خرمے ایک روپیہ کے عوض بیچ دو، پھر اس روپیہ کے اعلیٰ خرمے ایک سیر لے لو۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ سود کی علت ہم جنس اور ہم وزن ہونا ہے کہ حضور انور نے وزن کا لحاظ فرمایا، یہ ہی احناف کا مذہب ہے، امام شافعی کے ہاں سونا چاندی میں سود ہے اور کھانے کی چیزوں میں سود ہے۔ طعمیت سود کی ←

وسلم کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ ارشاد فرمایا: کہاں سے لائے؟ عرض کی، ہمارے یہاں خراب کھجوریں تھیں، اُن کے دوصاع کو ان کے ایک صاع کے عوض (بدلے) میں بیچ ڈالا۔ ارشاد فرمایا: افسوس یہ تو بالکل سود ہے، یہ تو بالکل سود ہے، ایسا نہ کرنا ہاں اگر ان کے خریدنے کا ارادہ ہو تو اپنی کھجوریں بیچ کر پھر انکو خریدو۔(2)

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ بات وہی ہے کہ عمدہ کھجوریں خریدنا چاہتے ہیں مگر اپنی کھجوریں زیادہ دیکر لیتے ہیں سود ہوتا ہے۔ اور اپنی کھجوریں روپیہ سے بیچ کر اچھی کھجوریں خریدیں یہ جائز ہے۔ اسی وجہ سے امام قاضی خاں اپنے فتاوے میں سود سے بچنے کی صورتیں لکھتے ہوئے یہ تحریر فرماتے ہیں **و مثل ھذا روی عن رسول اللہ صلی**

علت ہے یا ثمنیت یہ حدیث ان کے خلاف ہے۔ دوسرے یہ کہ حرام سے بچنے کے لیے شرعی حیلے کرنے جائز ہیں اگر سو روپیہ دو سو روپیہ کی عوض فروخت کرنے ہوں تو اس سے سو روپیہ کے عوض کپڑے کا تھان خرید لو پھر وہ ہی تھان دو سو کے عوض فروخت کردو، یہ وہ ہی صورت ہے جس کی تعلیم یہاں دی گئی۔ (مرقات) شرعی حیلوں کا ثبوت قرآن شریف سے بھی ہے۔ ایوب علیہ السلام نے بیماری کے زمانہ میں اپنی بیوی رحمت کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی، صحت یاب ہونے پر رب نے ان سے فرمایا "خُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ" ہاتھ میں جھاڑو لے کر ماردو اپنی قسم نہ توڑو۔ یہ قسم پوری کرنے کا حیلہ ہوا مگر حرام سے بچنے کا حیلہ جائز ہے، احکام شرعیہ میں تبدیلی کی نیت سے حیلہ کرنا حرام۔ حیلہ کی پوری بحث ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ اول میں دیکھیے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۲۱۶)

(2) صحیح البخاري، کتاب الوکالۃ، باب اذا باع الوکیل شیئا... إلخ، الحدیث: ۲۳۱۲، ج۲، ص۸۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ برنی عرب کی مشہور و اعلیٰ کھجور ہے، ب کی فتح ر کے سکون یا فتح، قاموس میں ہے کہ یہ لفظ برنیک تھا بمعنی اچھا پھل، فارسی سے عربی میں منتقل کیا گیا اور برنی بنادیا گیا۔

۲۔ اَوِّہْ الف کا فتح واؤ کی شد اور کسرہ، ہ کا سکون یا واؤ اور ہ دونوں کا سکون یا واؤ کی الف سے تبدیلی، غرضکہ اَوِّہْ اُوِّہْ یا آہ ایسے الفاظ ہیں جو تکلیف، بیماری یا اظہار افسوس کے موقعہ پر بولے جاتے ہیں، یہاں حضور انور نے اظہار افسوس کے لیے فرمایا یعنی ہائے افسوس۔

۳۔ اس کی بھی وہی صورت ہے جو پہلے مذکور ہوئی یعنی اولاً دو صاع ردی کھجوریں ایک روپیہ کے عوض فروخت کردو، پھر اس روپیہ سے ایک صاع اعلیٰ کھجوریں لے لو یہ دو بیعیں ہوجائیں گی اور سود نہ بنے گا۔ وہ جو روایت میں آتا ہے کہ رزین ابن ارقم کی ام ولد نے عائشہ صدیقہ سے عرض کیا کہ میں نے زید کے ہاتھ آٹھ سو میں ایک لونڈی ادھار بیچی اور شرط یہ لگائی کہ جب بھی تم بیچو میرے ہاتھ بیچنا۔ چنانچہ قرض ادا ہونے سے پہلے میں نے یہ لونڈی زید ابن ارقم سے چھ سو میں خرید لی تو ام المؤمنین نے فرمایا زید ابن ارقم سے کہہ دینا کہ تمہارے سارے نیک اعمال باطل ہوگئے تم نے یہ بیع ناجائز کی۔ (مالک و احمد) ام المؤمنین کے اس بیع کے ناجائز کہنے کی دو وجہ ہوسکتی ہیں: ادائے قرض کی صحیح مدت مقرر نہ ہونا، دوسری بیع بالشرط ہونا لہذا وہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۲۱۷)

اللہ علیہ وسلم انه امر بذلك.(3) اس مختصر تمہید کے بعد اب وہ صورتیں بیان کرتے ہیں جو علما نے سود سے بچنے کی بیان کی ہیں۔

✻✻✻✻✻

(3) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۸۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: ایک شخص کے دوسرے پر دس روپے تھے اُس نے مدیون سے کوئی چیز اُن دس روپوں میں خرید لی اور مبیع پر قبضہ بھی کرلیا پھر اُسی چیز کو مدیون کے ہاتھ بارہ میں ثمن وصول کرنے کی ایک میعاد مقرر کر کے بیچ ڈالا اب اس کے اُس پر دس کی جگہ بارہ ہوگئے اور اسے دو روپے کا نفع ہوا اور سود نہ ہوا۔(1)

مسئلہ ۲: ایک نے دوسرے سے قرض طلب کیا وہ نہیں دیتا اپنی کوئی چیز مُقرِض (قرض دینے والا) کے ہاتھ سو روپے میں بیچ ڈالی اُس نے سو روپے دیدیے اور چیز پر قبضہ کرلیا پھر مُستقرِض (قرض لینے والا) نے وہی چیز مقرض سے سال بھر کے وعدہ پر ایک سو دس روپے میں خرید لی یہ بیع جائز ہے۔ مقرض نے سو روپے دیے اور ایک سو دس روپے مستقرض کے ذمہ لازم ہوگئے اور اگر مستقرض کے پاس کوئی چیز نہ ہو جس کو اس طرح بیع کرے تو مقرض مستقرض کے ہاتھ اپنی کوئی چیز ایک سو دس روپے میں بیع کرے اور قبضہ دیدے پھر مستقرض اُسکی غیر کے ہاتھ سو روپے میں بیچے اور قبضہ دیدے پھر اس شخص اجنبی سے مقرض سو روپے میں خرید لے اور ثمن ادا کردے اور وہ مستقرض کو سو روپے ثمن ادا کردے نتیجہ یہ ہوا کہ مقرض کی چیز اُس کے پاس آگئی اور مستقرض کو سو روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ ایک سو دس روپے لازم رہے۔(2)

مسئلہ ۳: مقرض نے اپنی کوئی چیز مستقرض کے ہاتھ تیرہ روپے میں چھ مہینے کے وعدہ پر بیع کی اور قبضہ دیدیا پھر مستقرض نے اسی چیز کو اجنبی کے ہاتھ بیچا اور اس بیع کا اقالہ کر کے پھر اسی کو مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور روپے لے لیے اس کا بھی یہ نتیجہ ہوا کہ مقرض کی چیز واپس آگئی اور مستقرض کو دس روپے مل گئے مگر مقرض کے اس کے ذمہ تیرہ روپے(3) واجب ہوئے۔(4)

✿✿✿✿✿

---

(1) المرجع السابق۔

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۸۔

(3) اس صورت میں اگرچہ یہ بات ہوئی کہ جو چیز جتنے میں بیع کی قبل نقد ثمن مشتری سے اُس سے کم میں خرید لی مگر چونکہ اس صورت مفروضہ میں ایک بیع جو اجنبی سے ہوئی درمیان میں فاصل ہوگئی لہٰذا یہ بیع جائز ہے۔ ۱۲ منہ

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۸۔

بیع عینہ

مسئلہ ۴: سود سے بچنے کی ایک صورت بیع عینہ ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیع عینہ مکروہ ہے کیونکہ قرض کی خوبی اور حسن سلوک سے محض نفع کی خاطر بچنا چاہتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اچھی نیت ہو تو اس میں حرج نہیں بلکہ بیع کرنے والا مستحق ثواب ہے کیونکہ وہ سود سے بچنا چاہتا ہے۔ مشائخ بلخ نے فرمایا: بیع عینہ ہمارے زمانہ کی اکثر بیعوں سے بہتر ہے۔ بیع عینہ کی صورت یہ ہے ایک شخص نے دوسرے سے مثلاً دس روپے قرض مانگے اُس نے کہا میں قرض نہیں دونگا یہ البتہ کرسکتا ہوں کہ یہ چیز تمھارے ہاتھ بارہ روپے میں بیچتا ہوں اگر تم چاہو خریدلو اسے بازار میں دس روپے کو بیع کردینا تمھیں دس روپے مل جائیں گے اور کام چل جائے گا اور اسی صورت سے بیع ہوئی۔ بائع (بیچنے والے) نے زیادہ نفع حاصل کرنے اور سود سے بچنے کا یہ حیلہ نکالا کہ دس کی چیز بارہ میں بیع کردی اُس کا کام چل گیا اور خاطر خواہ اس کو نفع مل گیا۔ بعض لوگوں نے اس کا یہ طریقہ بتایا ہے کہ تیسرے شخص کو اپنی بیع میں شامل کریں یعنی مُقرِض (قرض دینے والا) نے قرضدار کے ہاتھ اُس کو بارہ میں بیچا اور قبضہ دیدیا پھر قرضدار نے ثالث کے ہاتھ دس روپے میں بیچ کر قبضہ دیدیا اس نے مقرض کے ہاتھ دس روپے میں بیچا اور قبضہ دیدیا اور دس روپے ثمن کے مقرض سے وصول کر کے قرضدار کو دیدے نتیجہ یہ ہوا کہ قرض مانگنے والے کو دس روپے وصول ہوگئے مگر بارہ دینے پڑیں گے کیونکہ وہ چیز بارہ میں خریدی ہے۔ (1)

❁❁❁❁❁

(1) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیع، فصل فیما یکون فراراً عن الربا، ج۱، ص۴۰۸۔

وفتح القدیر، کتاب الکفالۃ، ج۶، ص۳۲۴۔

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع العینۃ، ج۷، ص۵۷۶۔

حقوق کا بیان

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: دومنزلہ مکان ہے اس میں نیچے کی منزل خریدی بالاخانہ عقد میں داخل نہ ہوگا مگر جب کہ جمیع حقوق (یعنی تمام حقوق) یا جمیع مرافق (1) یا ہر قلیل وکثیر (ہر کم وزیادہ چیز) کے ساتھ خریدا ہو۔(2)

مسئلہ ۲: مکان کی خریداری میں پاخانہ اگرچہ مکان سے باہر بنا ہو اور کوآں اور اُس کے صحن میں جو درخت ہوں وہ اور پائین باغ سب بیع میں داخل ہیں ان چیزوں کی بیع نامہ (3) میں صراحت کرنے کی ضرورت نہیں۔ مکان سے باہر اُس سے ملا ہوا باغ ہو اور چھوٹا ہو تو بیع میں داخل ہے اور مکان سے بڑا یا برابر کا ہو تو داخل نہیں جب تک خاص اُس کا بھی نام بیع میں نہ لیا جائے۔(4)

مسئلہ ۳: مکان سے متصل باہر کی جانب کبھی ٹین وغیرہ کا چھپر ڈال لیتے ہیں جو نشست کے لیے ہوتا ہے اگر حقوق ومرافق کے ساتھ بیع ہوئی ہے تو داخل ہے ورنہ نہیں۔(5)

مسئلہ ۴: راستہ خاص اور پانی بہنے کی نالی اور کھیت میں پانی آنے کی نالی اور وہ گھاٹ (پانی کے گزرنے کی جگہ) جس سے پانی آئے گا یہ سب چیزیں بیع میں اُس وقت داخل ہوں گی جب کہ حقوق یا مرافق یا ہر قلیل وکثیر کا ذکر ہو۔(6)

مسئلہ ۵: مکان کا پہلے ایک راستہ تھا اُس کو بند کر کے دوسرا راستہ جاری کیا گیا اس کی خریداری میں پہلا راستہ داخل نہیں ہوگا اگرچہ حقوق یا مرافق کا لفظ بھی کہا ہو کیونکہ وہ اب اس کے حقوق میں داخل ہی نہیں دوسرا راستہ البتہ داخل ہے۔(7)

---

(1) وہ حقوق جو بیع میں ضمناً داخل ہوتے ہیں مثلاً راستہ، پانی بہنے کی نالی۔

(2) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الحقوق، ج۲، ص۶۶، وغیرہا.

(3) جائیداد فروخت کرنے کا اقرار نامہ یعنی سٹامپ پیپر۔

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۴۴۵.

(5) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الحقوق، ج۲، ص۶۶.

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، ج۷، ص۴۴۶۔۴۴۸.

(7) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷.

مسئلہ ۶: ایک مکان خریدا جس کا راستہ دوسرے مکان میں ہو کر جاتا ہے دوسرے مکان والے مشتری (خریدار) کو آنے سے روکتے ہیں اس صورت میں اگر بائع نے کہہ دیا کہ اس مبیعہ (فروخت شدہ مکان) کا راستہ دوسرے مکان میں سے نہیں ہے تو مشتری (خریدار) کو راستہ حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں البتہ یہ ایک عیب ہوگا جس کی وجہ سے واپس کرسکتا ہے۔ اگر اس کی دیواروں پر دوسرے مکان کی کڑیاں (شہتیر) رکھی ہیں اگر وہ دوسرا مکان بائع کا ہے تو حکم دیا جائے گا اپنی کڑیاں اُٹھالے اور کسی دوسرے کا ہے تو یہ مکان کا ایک عیب ہے مشتری (خریدار) (خریدار) کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔(8)

مسئلہ ۷: ایک شخص کے دو ۲ مکان ہیں ایک کی چھت کا پانی دوسرے کی چھت پر سے گزرتا ہے دوسرے مکان کو جمیع حقوق کے ساتھ بیع کیا اس کے بعد پہلے مکان کو کسی دوسرے کے ہاتھ بیع کیا تو پہلا مشتری (خریدار) اپنی چھت پر پانی بہانے سے دوسرے کو روک سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے دو باغ تھے ایک کا راستہ دوسرے میں ہو کر تھا دوسرا باغ اُس نے اپنی لڑکی کے ہاتھ بیع کیا اور یہ شرط رہی کہ حقِ مُرور (یعنی گزرنے کا حق) اسکو حاصل رہے گا پھر لڑکی نے اپنا باغ کسی اَجنبی کے ہاتھ بیع کیا تو یہ اجنبی اُس کے باپ کو باغ میں گزرنے سے روک نہیں سکتا۔(9)

مسئلہ ۸: مکان یا کھیت کرایہ پر لیا تو راستہ اور نالی اور گھاٹ اجارہ میں داخل ہیں یعنی اگرچہ حقوق و مرافق نہ کہا ہو جب بھی ان چیزوں پر تصرف کرسکتا ہے وقف و رہن، اجارہ کے حکم میں ہیں۔(10)

مسئلہ ۹: کسی کے لیے اقرار کیا کہ یہ مکان اُس کا ہے یا مکان کی وصیت کی یا اس پر مصالحت ہوئی یہ سب بیع کے حکم میں ہیں کہ بغیر ذکر حقوق و مرافق راستہ وغیرہ داخل نہیں ہونگے۔(11)

مسئلہ ۱۰: دو شخص ایک مکان میں شریک تھے باہم تقسیم ہوئی ایک کے حصہ کا راستہ یا نالی دوسرے کے حصہ میں ہے اگر بوقت تقسیم حقوق کا ذکر تھا جب تو کوئی حرج نہیں اور ذکر نہ تھا تو دوسرے کو راستہ وغیرہ نہیں ملے گا پھر اگر وہ اپنے حصہ میں نیا راستہ اور نالی وغیرہ نکال سکتا ہے تو نکال لے اور تقسیم صحیح ہے ورنہ تقسیم غلط ہوئی توڑ دی جائے جبکہ تقسیم کے وقت راستہ وغیرہ کا خیال کیا ہی نہ گیا ہو۔(12)

---

(8) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷۔

(9) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الاحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۷۔

(10) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الحقوق، ج۲، ص۶۶۔

و فتح القدیر، باب الحقوق، ج۶، ص۱۸۰۔

(11) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، ج۷، ص۴۴۸۔

(12) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الحقوق فی البیع، مطلب: الأحکام تبتنی علی العرف، ج۷، ص۴۴۸۔

استحقاق کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز ایک شخص کی معلوم ہوتی ہے اور وہ واقع میں دوسرے کی ہوتی ہے یعنی دوسرا شخص اُس کا مدعی ہوتا ہے اور اپنی مِلک ثابت کردیتا ہے اس کو استحقاق کہتے ہیں۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱: استحقاق دو قسم ہے ایک یہ کہ دوسرے کی ملک کو بالکل باطل کردے اس کو مُبطِل کہتے ہیں دوسرا یہ کہ ملک کو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل کردے اس کو ناقل کہتے ہیں۔ مبطل کی مثال حریت اصلیہ کا دعویٰ یعنی یہ غلام تھا ہی نہیں یا عتق (آزادی) کا دعویٰ مدبر یا مکاتب ہونے کا دعویٰ۔ ناقل کی مثال یہ کہ زید نے بکر پر دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو تمھارے پاس ہے تمھاری نہیں میری ہے۔(1)

مسئلہ ۲: استحقاق کی دوسری قسم کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز کسی عقد کے ذریعہ سے مدعیٰ علیہ (قابض) کو حاصل ہوئی ہے تو محض ملک ثابت کردینے سے عقد فسخ نہیں ہوگا کیونکہ وہ چیز ضرور قابل عقد ہے یعنی مدعی (دعویٰ کرنے والا) کی چیز ہے جس کو دوسرے نے مدعیٰ علیہ کے ہاتھ مثلاً فروخت کردیا یہ بیع فضولی ٹھہری جو مدعی کی اجازت پر موقوف ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مستحق کے موافق قاضی نے فیصلہ صادر کردیا اس سے بیع فسخ نہیں ہوئی ہوسکتا ہے کہ مستحق مشتری (خریدار) سے وہ چیز نہ لے ثمن وصول کرلے یا بیع کو فسخ کردے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خود مشتری (خریدار) وہ چیز بائع کو واپس کردے اور ثمن پھیرلے اب بیع فسخ ہوگئی یا مشتری (خریدار) نے قاضی کو درخواست دی کہ بائع پر واپسی ثمن کا حکم صادر کرے اُس نے حکم دے دیا یا یہ دونوں خود اپنی رضامندی سے عقد کو فسخ کریں۔(3)

مسئلہ ۴: قاضی نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ چیز مستحق (مدعی) کی ہے یہ فیصلہ ذی الید (مدعیٰ علیہ) کے مقابل میں بھی ہے اور اُن کے مقابل میں بھی جن سے ذی الید کو یہ چیز حاصل ہوئی جب کہ اس ذی الید نے اپنے بیان میں یہ ظاہر کردیا کہ یہ چیز مجھ کو فلاں سے اس نوعیت سے حاصل ہوئی ہے مثلاً اس سے خریدی ہے یا بطور میراث اُس سے ملی ہے اور اس

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۴۹.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۴۹.

(3) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۶، ص ۱۸۳، ۱۸۴.

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۵۰.

صورت میں دیگر ورثہ کے مقابل میں بھی یہ فیصلہ قرار پائے گا۔ اس چیز کے متعلق ملک مطلق کا دعویٰ کوئی شخص کرے مسموع نہیں ہوگا (یعنی نہیں سنا جائے گا)۔

مثلاً مشتری (خریدار) نے اپنا خریدنا بیان کردیا اور اُس سے وہ چیز لے لی گئی تو مشتری (خریدار) بائع سے ثمن واپس لیگا اور بائع نے بھی اگر خریدی تھی تو وہ اپنے بائع سے ثمن وصول کرے وعلیٰ ہذا القیاس ہر ایک کے لیے اعادہ گواہ (یعنی دوبارہ گواہوں کو پیش کرنے) اور فیصلہ کی ضرورت نہیں وہی پہلا فیصلہ اور پہلا ثبوت کافی ہے۔ اور اگر ذی الید نے اپنے بیان میں صرف اتنا ہی کہا ہے کہ یہ چیز میری ملک ہے یہ نہیں ظاہر کیا ہے کہ کس سے اس کو حاصل ہوئی تو وہ فیصلہ اسی کے مقابل قرار پائے گا دوسرے لوگوں سے اس کو تعلق نہیں مثلاً ایک شخص کے قبضہ میں ایک مکان ہے جس کو وہ اپنا بتاتا ہے اُس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ثابت کردیا قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ دیدیا پھر ایک تیسرا شخص جو مدعیٰ علیہ اول کا بھائی ہے وہ کھڑا ہوا اور کہتا ہے یہ مکان میرے باپ کا تھا اُس نے وراثۃً میرے اور میرے بھائی کے مابین چھوڑا ہے اور اس کو ثابت کردیا تو مکان میں نصف حصہ اس کو مل جائے گا کیونکہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں نہیں ہوا ہے اور اگر ذی الید نے یہ کہہ دیا ہوتا کہ مکان مجھ کو وراثت میں ملا ہے تو وہ پہلا فیصلہ اس کے مقابل میں بھی ہوتا اور اسکا دعویٰ مسموع نہ ہوتا۔(4)

مسئلہ ۵: بعض صورتیں ایسی ہیں کہ مشتری (خریدار) کے مقابل میں فیصلہ اُن کے مقابل میں فیصلہ نہیں قرار پائے گا جن سے مشتری (خریدار) کو وہ چیز حاصل ہوئی ہے وہ اگر دعویٰ کریں گے تو مسموع ہوگا مثلاً اُس نے ایک جانور خریدا تھا مشتری (خریدار) سے بربنائے استحقاق وہ جانور لے لیا گیا اُس نے بائع سے ثمن واپس کرنا چاہا بائع نے کہا مستحق جھوٹا ہے وہ میرا ہی تھا میرے یہاں پیدا ہوا یا جس سے میں نے خریدا تھا اُس کے یہاں اُس کے جانور سے پیدا ہوا یہ دعویٰ مسموع ہوگا اور اس کو گواہوں سے ثابت کردے تو پہلا فیصلہ رد ہوجائے گا یا وہ بائع یہ کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز خود مستحق سے خریدی ہے اُس کی نہیں ہے یہ دعویٰ بھی مسموع ہے۔(5)

مسئلہ ۶: جب چیز مستحق کی ہوگئی مشتری (خریدار) کو بائع سے ثمن واپس لینے کا حق حاصل ہوگیا مگر کوئی مشتری (خریدار) اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جب تک اُس کے مشتری (خریدار) نے اُس سے واپس نہ لیا ہو مثلاً مشتری (خریدار) اول بائع سے اس وقت ثمن لے گا جب مشتری (خریدار) دوم نے اس سے لیا ہو۔ اور اگر خریدار نے بروقت خریداری کوئی کفیل (ضامن) لیا تھا جو اس کا ضامن تھا کہ اگر کسی دوسرے کی یہ چیز ثابت ہوئی تو ثمن

---

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۵۰.

(5) دررالحکام وغررالاحکام، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱.

کا میں ضامن ہوں اس ضامن سے مشتری (خریدار) ثمن اُس وقت وصول کرسکتا ہے جب مکفول عنہ (یعنی جس کی ضمانت لی تھی) کے خلاف میں قاضی نے واپسی ثمن کا فیصلہ کر دیا ہو۔(6)

مسئلہ ۷: مشتری (خریدار) نے بائع سے ثمن کی واپسی چاہی اور دونوں میں کم مقدار پر صلح ہوگئی تو یہ بائع اپنے بائع سے وہ ثمن لے گا جوان دونوں کے درمیان طے پایا تھا اور مشتری (خریدار) نے بائع سے ثمن کو معاف کر دیا بعد اس کے کہ واپسی ثمن کے متعلق قاضی کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا تو یہ بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر استحقاق سے قبل بائع نے مشتری (خریدار) کو ثمن معاف کر دیا تھا تو اب مشتری (خریدار) نہ بائع سے لے سکتا ہے نہ بائع اپنے بائع سے اور مستحق و مشتری (خریدار) کے مابین مصالحت (یعنی صلح) ہوگئی کہ مستحق ثمن کا ایک جز مشتری (خریدار) کو دے کر مبیع لے لے اب مشتری (خریدار) اپنے بائع سے کچھ نہیں لے سکتا کہ اس نے اپنا حق خود ہی باطل کر دیا۔(7)

مسئلہ ۸: استحقاق مُبطل میں بائعین و مشتری (خریدار) ان کے مابین جتنے عقود ہیں(8) وہ سب فسخ ہو گئے اس کی ضرورت نہیں کہ قاضی ان عقود کو فسخ کرے، ہر ایک بائع اپنے بائع سے ثمن واپس لینے کا حق دار ہے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ جب مشتری (خریدار) اس سے لے تو یہ بائع سے لے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر ایک شخص ضامن (ضمانت لینے والا) سے وصول کرلے اگر چہ مکفول عنہ پر واپسی ثمن کا فیصلہ نہ ہوا ہو۔(9)

مسئلہ ۹: کسی شخص کی نسبت یہ حکم ہوا کہ یہ حر اصلی ہے یعنی ایک شخص کسی کا غلام تھا اُس کو پتہ چلا کہ پیدائشی آزاد ہے اُس نے قاضی کے پاس دعویٰ کیا قاضی نے حریت اصلیہ کا حکم دیا یا ایک شخص نے کسی پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اُس نے کہا میں اصلی حر ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کیا یا وہ مدعی اس کی غلامی کو گواہوں سے نہ ثابت کرسکا اور یہ کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں اور اس سے پہلے صراحۃً (واضح طور پر) یا دلالۃً اس نے اپنی غلامی کا کبھی اقرار نہ کیا ہو اتنا بھی نہیں کہ یہ جب بیچا گیا اُس وقت خاموش رہا بلکہ مشتری (خریدار) کے ساتھ چلا گیا اس حکم کے بعد اب دُنیا بھر میں کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ میرا غلام ہے یہ دعویٰ ہی نہیں سُنا جائیگا۔ یوہیں عتق اور اس کے توابع کا حکم بھی تمام جہان میں نافذ ہے کہ اس کے خلاف کوئی دعویٰ کر ہی نہیں سکتا یعنی یہ دعویٰ کیا کہ فلاں کا غلام تھا اُس نے آزاد کر دیا یا مدبر کر دیا یا لونڈی ہے اس کو ام ولد کیا اور قاضی نے ان باتوں کا حکم صادر کر دیا تو اب کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا۔(10)

---

(6) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱۔

(7) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص ۴۵۳۔

(8) یعنی بیچنے اور خریدنے والوں کے درمیان جو معاملات ہیں۔

(9) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۰۔

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص ۴۵۴، ۴۶۴۔

مسئلہ ۱۰: مِلکِ مورخ (جس نے تاریخ بتائی ہے اس کی ملکیت) میں جب عتق (آزادی) تاریخ سے پہلے ثابت ہوگیا اور قاضی نے عتق کا حکم دیا تو اس تاریخ کے وقت سے اس کے متعلق ملک کا دعویٰ نہیں ہوسکتا اس سے پہلے کی ملک کا دعویٰ ہوسکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر سے کہا تو میرا غلام ہے پانچ سال سے تو میری ملک میں ہے بکر نے جواب میں کہا میں فلاں شخص کا غلام تھا چھ برس ہوئے اُس نے مجھے آزاد کردیا اور اس امر کو گواہوں سے ثابت کیا زید کا دعویٰ بیکار ہوگیا پھر عمرو نے بکر پر دعویٰ کیا کہ میں سات برس سے تیرا مالک ہوں اور اب بھی تو میری ملک میں ہے اس کو اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو گواہ قبول ہوں گے اور پہلا فیصلہ منسوخ ہوجائے گا۔(11)

مسئلہ ۱۱: کسی جائداد کی نسبت وقف کا حکم ہوا یہ حکم تمام لوگوں کے مقابل نہیں یعنی اگر اس کے متعلق ملک یا دوسرے وقف کا دوسرا شخص دعویٰ کرے وہ دعویٰ مسموع ہوگا۔(12)

مسئلہ ۱۲: مشتری (خریدار) کو بائع سے ثمن واپس لینے کا اُس وقت حق ہوگا جب مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو اور اگر مدعیٰ علیہ یعنی مشتری (خریدار) (خریدار) نے خود ہی اُس کی ملک کا اقرار کرلیا یا اس پر حلف (قسم) دیا گیا اس نے حلف سے انکار کردیا یا مشتری (خریدار) کے وکیل بالخصومۃ نے اقرار کرلیا یا حلف سے انکار کردیا تو مشتری (خریدار) اپنے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا۔(13)

مسئلہ ۱۳: ایک مکان خریدا اُس پر ایک شخص نے ملک کا دعویٰ کردیا مشتری (خریدار) نے اُس کی ملک کا اقرار کرلیا بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا اس کے بعد مشتری (خریدار) گواہ سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ یہ مکان مستحق کا ہے تاکہ بائع سے ثمن واپس لے سکے یہ گواہ نہیں سُنے جائیں گے ہاں اگر گواہوں سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ بائع نے خود اقرار کیا ہے کہ مستحق کی ملک ہے تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اور اس کو بائع سے ثمن واپس کرلینے کا حق ہوجائے گا اور مشتری (خریدار) یہ بھی کرسکتا ہے کہ بائع پر حلف دے کہ وہ قسم کھاجائے کہ مستحق کا نہیں ہے اگر بائع نے اس قسم سے انکار کیا مشتری (خریدار) کو ثمن واپس لینے کا حق ہوجائے گا۔(14)

مسئلہ ۱۴: اِستحقاق میں ثمن واپس لینے کا حق اُس وقت ہے کہ دعویٰ اُس پر ہو جو چیز بائع کے یہاں تھی

درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۸۹۔

(11) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۸۹۔

(12) الدر المختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۶۶۔

(13) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱۔

(14) درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱۔

اور اگر اُس میں تغیر آ گیا (یعنی تبدیلی آ گئی) اتنا کہ اگر غصب کیا ہوتا تو مالک ہو جاتا اور اس پر استحقاق ہوا تو بائع سے ثمن نہیں لے سکتا مثلاً کپڑا خریدا اُسے قطع کر کے سلا لیا اس کے بعد مستحق نے گواہوں سے ثابت کیا جب بھی مشتری (خریدار) بائع سے نہیں لے سکتا کیونکہ یہ استحقاق اُس کی ملک پر نہیں وہ کُرتے کا مدعی ہے اور اس نے بائع سے کرتہ کہاں خریدا ہاں اگر اُس نے گواہ سے یہ ثابت کیا کہ یہ کپڑا میرا تھا جب کہ کُرتا نہ تھا تو اب مشتری (خریدار) بائع سے لے گا۔ یوہیں گیہوں خریدے تھے آٹا پس گیا آٹے کا مستحق نے دعویٰ کیا تو مشتری (خریدار) واپس نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ پسنے سے قبل گیہوں میرے تھے، اسی طرح گوشت خریدا تھا، پکوالیا۔(15)

مسئلہ ۱۵: مشتری (خریدار) نے بائع سے یوں کہا کہ اگر استحقاق ہوگا تو ثمن واپس نہ لوں گا پھر بھی بعد استحقاق ثمن واپس لے سکتا ہے اور وہ قول لغو (بے کار) ہے کہ ابرا یعنی معافی قابل تعلیق نہیں۔(16)

مسئلہ ۱۶: بائع مر گیا ہے اور اُس کا وارث بھی کوئی نہیں اور مشتری (خریدار) پر استحقاق ہوا تو قاضی خود بائع کا ایک وصی مقرر کریگا اور مشتری (خریدار) اُس سے ثمن واپس لے گا۔ بائع کہتا ہے یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے مگر اس کو ثابت نہ کر سکا یا وہ بیع ہی سے انکار کرتا ہے جب بھی مشتری (خریدار) ثمن واپس لے سکتا ہے۔(17)

مسئلہ ۱۷: مشتری (خریدار) نے جس سے خریدا ہے وہ وکیل بالبیع (بیچنے کا وکیل) ہے اور مشتری (خریدار) نے ثمن اُسی کو دیا ہے تو اُسی وکیل کے مال سے ثمن وصول کر سکتا ہے اس کا بھی انتظار کرنا ضرور نہیں کہ موکل اُس کو دے تو مشتری (خریدار) لے اور اگر مشتری (خریدار) نے ثمن خود موکل کو دیا ہے تو اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ موکل (وکیل کرنے والا) سے وصول کرے تب یہ اُس سے لے۔ بائع نے اگر مشتری (خریدار) سے کہا تمھیں معلوم ہے یہ چیز میری تھی اور یہ گواہ جھوٹے ہیں مشتری (خریدار) نے اس کی تصدیق کی جب بھی بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے۔(18)

مسئلہ ۱۸: مشتری (خریدار) کے پاس سے مستحق کے پاس مبیع پہنچ گئی اور ابھی تک قاضی نے حکم نہیں دیا ہے تو مشتری (خریدار) اُس سے اپنی چیز واپس لے سکتا ہے یا یہ کہ وہ گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کرے اور اس وقت بائع سے ثمن لینے کا حقدار ہوگا اور اگر مستحق کے یہاں صورت مذکورہ میں ہلاک ہوگئی تو مشتری (خریدار) اس مستحق پر دعوے کرے کہ تو نے بلا حکم قاضی میری چیز لے لی ہے اور وہ میری ملک تھی اور اب تیرے پاس ہلاک ہوگئی لہٰذا اس کی قیمت

---

(15) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۶، ص ۱۸۶.

(16) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۶، ص ۱۸۸.

(17) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ۴۵۵.

(18) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ۴۵۶.

ادا کر اب اگر مستحق گواہوں سے اپنی ہونا ثابت کردے گا تو مشتری (خریدار) بائع سے ثمن لے سکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: ایک جانور مادہ خریدا مشتری (خریدار) کے یہاں اُس کے بچہ پیدا ہوا مستحق نے اُس پر دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کردیا تو مستحق جانور کو بھی لے گا اور بچہ کو بھی بلکہ اگر کسی نے اُس بچہ کو مارڈالا یا نقصان پہنچایا جس کا معاوضہ لیا جاچکا ہے وہ بھی مستحق لے گا مگر یہ ضروری ہے کہ قاضی نے اس کا بھی حکم دیا ہو صرف اُس جانور کا حکم دینا بچہ کا حکم نہیں۔ یہ حکم بچہ ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جتنے زوائد ہیں وہ سب مستحق کو ملیں گے جب کہ قاضی نے اس کا فیصلہ کیا ہو اور اگر مستحق نے گواہوں سے ثابت نہیں کیا ہے بلکہ خود اس شخص نے اقرار کیا ہے تو بچہ مستحق کو نہیں ملے گا صرف وہ جانور ہی ملے گا ہاں اگر مستحق نے بچہ کا بھی دعویٰ کیا ہو اور ذی الید (یعنی جس کے قبضے میں ہے) نے صرف جانور کا اقرار کیا تو جانور اور بچہ دونوں مستحق کو ملیں گے اور دیگر زوائد کا بھی یہی حکم ہے زوائد ہلاک ہوگئے تو ان کا ضمان (تاوان) نہیں گواہ واقرار میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ بینہ (گواہ) حجت کاملہ اور متعدیہ ہے کہ جس کے متعلق قائم ہوا اُسی پر مقتصر نہیں رہتا (یعنی اسی تک محدود نہیں رہتا) اور اقرار حجت قاصرہ ہے کہ یہ تجاوز نہیں کرتا۔(20)

مسئلہ ۲۰: تناقض یعنی پہلے ایک کلام کہنا پھر اُس کے خلاف بتانا مانع دعویٰ (روکنے والا) ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ 1 پہلا کلام کسی شخص معین کے متعلق ہو، ورنہ مانع نہیں مثلاً پہلے کہا تھا فلاں شہر والوں کے ذمہ میرا کوئی حق نہیں پھر اسی شہر کے کسی خاص آدمی پر دعویٰ کیا یہ دعویٰ مسموع (قابل قبول) ہے۔ 2 یہ بھی ضرور ہے کہ پہلا کلام بھی اس نے قاضی کے سامنے بولا ہو یا قاضی کے حضور (یعنی قاضی کے سامنے) اس کا ثبوت گزرا ہو، ورنہ قابل اعتبار نہیں۔ 3 یہ بھی ضرور ہے کہ خصم (مدِ مقابل) نے اس کی تصدیق نہ کی ہو، اگر اس نے تصدیق کردی تو تناقض کا کچھ اثر نہیں۔ 4 یہ بھی ضرور ہے کہ قاضی نے اس کی تکذیب نہ کی ہو، تکذیب سے تناقض اُٹھ جاتا ہے۔(21)

مسئلہ ۲۱: کسی لونڈی کی نسبت دعویٰ کیا کہ یہ میری منکوحہ ہے پھر یہ کہتا ہے کہ میری ملک ہے یہ تناقض ہے اور دعویٰ ملک مسموع نہیں جس طرح تناقض اس کے لیے مانع ہے دوسرے کے لیے بھی مانع ہے، مثلاً کہتا ہے یہ چیز فلاں کی ہے، اُس نے مجھے وکیل بالخصومۃ (وکیل مقدمہ) کیا ہے پھر کہتا ہے کہ یہ چیز فلاں کی ہے (دوسرے کا نام لے کر)

---

(19) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۵۶.

(20) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۲، ص۶۲.

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۶، ص۱۸۲-۱۸۳.

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۵۸-۴۶۰.

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، مطلب: فی ولد المغرور، ج۷، ص۴۶۰.

اُس نے مجھے وکیل بالخصومۃ کیا ہے، یہ تناقض ہے اور مانع دعویٰ ہے۔ ہاں اگر اس کی دونوں باتوں میں تطبیق (مطابقت) ممکن ہو تو مسموع ہوگا مثلاً اسی مثال مفروض (فرضی مثال) میں وہ بیان دیتا ہے کہ جب پہلے میں مدعی ہوکر آیا تھا اُس وقت وہ چیز اُسی کی تھی اور اس نے مجھے وکیل کیا تھا اور اب یہ چیز اُس کی نہیں بلکہ اِس کی ہے اور اس نے مجھے وکیل کیا ہے۔ تناقض کی بہت سی صورتیں ہیں اس کی بعض مثالیں ذکر کیجاتی ہیں۔

1 ایک شخص کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے اور میں حاجت مند ہوں میرا نفقہ اُس سے دلوایا جائے اُس نے جواب دیا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہے اس کے بعد مدعی مرگیا اور مدعیٰ علیہ آتا ہے اور میراث مانگتا ہے اور کہتا ہے میرے بھائی کا ترکہ مجھ کو دیا جائے یہ نامسموع (ناقابل قبول) ہے۔

2 پہلے ایک چیز کی نسبت کہا یہ وقف ہے پھر کہتا ہے میری ملک ہے نامسموع ہے۔

3 پہلے کوئی چیز دوسرے کی بتائی پھر کہتا ہے میری ہے یہ نامسموع ہے اور اگر پہلے اپنی بتائی پھر دوسرے کی تو مسموع ہے کہ اپنی کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اُس چیز کو خصوصیت کے ساتھ برتتا تھا۔(22)

مسئلہ ۲۲: یہ جو کہا گیا کہ تناقض مانع دعویٰ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ایسی چیز میں تناقض ہو جس کا سبب ظاہر تھا اور جو چیزیں ایسی ہیں جن کے سبب مخفی ہوتے ہیں اُن میں تناقض مانع دعویٰ نہیں مثلاً ایک مکان خریدا یا کرایہ پر لیا پھر اسی مکان کی نسبت دعویٰ کرتا ہے کہ یہ میرے باپ نے میرے لیے خریدا جب میں بچہ تھا یا میرے باپ کا مکان ہے جو بطور وراثت مجھے ملا بظاہر یہ تناقض (تضاد) موجود ہے مگر مانع دعویٰ نہیں ہوسکتا ہے کہ پہلے اُسے علم نہ تھا اس بنا پر خریدا اب جب کہ معلوم ہوا یہ کہتا ہے اگر اپنی پچھلی بات گواہوں سے ثابت کردے تو مکان اسے مل جائے گا۔ رومال میں لپٹا ہوا کپڑا خریدا پھر کہتا ہے یہ تو میرا ہی تھا میں نے پہچانا نہ تھا یہ بات معتبر ہے۔ دو بھائیوں نے ترکہ تقسیم کیا پھر ایک نے کہا فلاں چیز والد نے مجھے دیدی تھی اگر یہ بات اپنے بچپنے کی بتاتا ہے قبول ہے ورنہ نہیں۔(23)

مسئلہ ۲۳: نسب، طلاق، حریت ان کے اسباب مخفی ہیں ان میں تناقض مضر (نقصان دہ) نہیں مثلاً کہتا ہے یہ میرا بیٹا نہیں پھر کہا میرا بیٹا ہے نسب ثابت ہوگیا اور اگر پہلے کہا یہ میرا لڑکا ہے پھر کہتا ہے نہیں ہے تو یہ دوسری بات نامعتبر ہے کیونکہ نسب ثابت ہوجانے کے بعد مُنتفی نہیں ہوسکتا (یعنی نفی نہیں ہوسکتی) یہ اُس وقت ہے کہ لڑکا بھی اُس کی تصدیق کرے اور اگر اس نے اُس کو اپنا لڑکا بتایا مگر وہ انکار کرتا ہے تو نسب ثابت نہیں ہاں لڑکے نے انکار کے بعد پھر اقرار کرلیا تو ثابت ہوجائے گا۔ پہلے کہا میں فلاں کا وارث نہیں پھر کہا وارث ہوں اور میراث پانے کی وجہ بھی بتاتا ہے تو

---

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، مطلب: فی مسائل التناقض، ج ۷، ص ۴۶۲.

(23) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۶۳.

بات مان لی جائے گی۔ یہ بات کہ فلاں شخص میرا بھائی ہے یہ اقرار معتبر نہیں یعنی اس کہنے کی وجہ سے اس کے باپ سے اُس کا نسب ثابت نہ ہوگا کہ غیر پر اقرار کرنے کا اسے کوئی حق نہیں۔ یہ کہا کہ میرا باپ فلاں شخص ہے اُس نے بھی مان لیا نسب ثابت ہوگیا پھر وہ شخص دوسرے کا نام لے کر کہتا ہے میرا باپ فلاں ہے یہ بات نامسموع ہے کہ پہلے شخص کے حق کا ابطال (باطل کرنا) ہے اور اگر پہلے شخص نے اس کی تصدیق نہیں کی ہے مگر تکذیب (جھٹلانا) بھی نہیں کی ہے جب بھی دوسرے کو اپنا باپ نہیں بتا سکتا۔ طلاق میں تناقض کی صورت یہ ہے کہ عورت نے اپنے شوہر سے خلع کرایا اس کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے تین طلاقیں خلع سے پہلے ہی دیدی تھیں لہٰذا بدل خلع واپس کیا جائے یہ دعویٰ مسموع ہے اگر گواہوں سے ثابت کردے گی بدل خلع واپس ملے گا کیونکہ طلاق میں شوہر مستقل ہے عورت کی موجودگی یا علم ضرور نہیں پہلے عورت کو معلوم نہ تھا اس لیے خلع کرایا اب معلوم ہوا تو بدل خلع کی واپسی کا دعویٰ کیا۔ عورت نے شوہر کے ترکہ سے اپنا حصہ لیا دیگر ورثہ نے اس کی زوجیت کا اقرار کیا تھا پھر یہی لوگ کہتے ہیں کہ اس کے شوہر نے حالت صحت میں تین طلاقیں دیدی تھیں اگر معتبر گواہوں سے ثابت کردیں عورت سے ترکہ (میراث کا مال) واپس لے لیں۔ حریت کی دو صورتیں ہیں ایک اصلی، دوسری عارضی، اصلی تو یہ کہ آزاد پیدا ہی ہوا، رقیت (غلامی) اُس پر طاری ہی نہ ہوئی اس کی بنا علوق (نطفہ قرار پانے) پر ہی ہوسکتا ہے کہ اس کے ماں باپ حر (آزاد) ہیں مگر اسے علم نہیں یہ لوگوں سے اپنا غلام ہونا بیان کرتا ہے پھر اسے معلوم ہوا کہ اُس کے والدین آزاد تھے اب آزادی کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور حریت عارضی کی بنا عتق (آزادی) پر ہے عتق میں مولےٰ (مالک) مستقل و منفرد ہے ہوسکتا ہے کہ اُس نے آزاد کردیا اور اسے خبر نہ ہوئی اس لیے اپنے کو غلام بتاتا ہے جب معلوم ہوا کہ آزاد ہو چکا ہے آزاد کہتا ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۴: غلام نے خریدار سے کہا تم مجھے خریدلو میں فلاں کا غلام ہوں خریدار نے اس کی بات پر بھروسہ کیا اسے خریدلیا اب معلوم ہوا کہ وہ غلام نہیں بلکہ آزاد ہے اگر بائع یہاں موجود ہے یا غائب ہے مگر معلوم ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو اس غلام سے مطالبہ نہیں ہوگا بائع کو پکڑیں گے اُس سے ثمن وصول کریں گے۔ اور اگر بائع لاپتہ ہے یا مرگیا ہے اور ترکہ بھی نہیں چھوڑا ہے تو اُسی غلام سے مطالبہ وصول کیا جائے گا اور ترکہ چھوڑ مرا ہے تو ترکہ سے وصول کریں۔ غلام سے وصول کیا ہے تو وہ جب بائع کو پائے اُس سے وصول کرے اور اگر اُس نے صرف اتنا کہا ہے کہ میں غلام ہوں یا یہ کہا مجھے خریدلو تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (25)

---

(24) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۱۔
وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، مطلب: فی مسائل التناقض، ج۷، ص ۲۶۳۔

(25) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص ۲۶۵۔

مسئلہ ۲۵: صورت مذکورہ میں اس نے مرتہن (جس کے پاس چیز رہن رکھی گئی ہے) سے کہا مجھے رہن رکھ لو میں فلاں کا غلام ہوں اُس نے رکھ لیا بعد میں معلوم ہوا غلام نہیں ہے حر ہے تو چاہے راہن حاضر ہو یا غائب یہ معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے یا معلوم نہ ہو بہر حال غلام سے رقم نہیں وصول کی جائے گی اور اگر اجنبی نے کہا کہ اسے خرید لو یہ غلام ہے اور اس کی بات پر اطمینان کر کے خرید لیا بعد میں معلوم ہوا وہ آزاد ہے اُس اجنبی سے ضمان (تاوان) نہیں لیا جاسکتا کیونکہ غیر ذمہ دار شخص کی بات ماننا خود دھوکا کھانا ہے اور یہ خود اس کا قصور ہے۔(26)

مسئلہ ۲۶: جائداد غیر منقولہ (ایسی جائداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کی جاسکتی ہوں) بیع کر دی پھر دعویٰ کرتا ہے کہ یہ جائداد وقف ہے اور اس پر گواہ پیش کرتا ہے، یہ گواہ سُنے جائیں گے۔(27)

مسئلہ ۲۷: ایک چیز خریدی اور ابھی اُس پر قبضہ بھی نہیں کیا کہ مستحق نے دعویٰ کیا تو جب تک بائع و مشتری (خریدار) دونوں حاضر نہ ہوں وہ دعویٰ مسموع نہیں اگر دونوں کی موجودگی میں مستحق کے موافق فیصلہ ہوا اور ان میں سے کسی نے یہ ثابت کر دیا کہ مستحق نے ہی اسکو بائع کے ہاتھ بیچا تھا اور بائع نے مشتری (خریدار) کے ہاتھ تو گواہی مقبول ہے اور بیع لازم۔(28)

مسئلہ ۲۸: مستحق نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ چیز میرے پاس سے اتنے دنوں سے غائب ہے مثلاً ایک سال سے مشتری (خریدار) (خریدار) نے بائع کو یہ واقعہ سُنایا یا بائع نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ اس چیز کا دو ۲ برس سے میں مالک ہوں ان دونوں بیانوں کا محصل (حاصل) یہ ہوا کہ مستحق و بائع (بیچنے والا) دونوں نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا ہے اور بائع نے ملک کی تاریخ بتائی ہے مگر مستحق نے ملک کی کوئی تاریخ نہیں بیان کی کیونکہ مستحق یہ کہتا ہے کہ اتنے دنوں سے چیز غائب ہوگئی ہے یہ نہیں بتایا کہ اتنے دنوں سے میں اس کا مالک ہوں اور ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ذی الید (یعنی جس کے قبضہ چیز موجود ہے) کا بینہ (گواہ) قبول نہیں ہوتا خارج (یعنی جس کے قبضے میں چیز نہیں) کے گواہ مقبول ہوں گے اور چیز مستحق کو ملے گی۔(29)

مسئلہ ۲۹: مشتری (خریدار) کو خریداری کے وقت یہ معلوم ہے کہ چیز دوسرے کی ہے بائع کی نہیں ہے باوجود اس کے خرید لی اب مستحق نے دعویٰ کر کے وہ چیز لے لی تو بھی مشتری (خریدار) بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہے وہ علم

---

(26) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۲، ص ۶۷۔

(27) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۶۶۔

(28) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۶، ص ۱۸۷۔

(29) دررالحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۲۔

رجوع سے مانع نہیں لہٰذا اگر لونڈی کو خرید کر اُم ولد بنا یا تھا اور جانتا تھا کہ بائع نے اسے غصب کیا ہے تو اُس کا بچہ آزاد نہ ہوگا بلکہ غلام ہوگا اور ثمن کی واپسی کے وقت اگر بائع نے گواہوں سے یہ ثابت بھی کیا کہ خود مشتری (خریدار) نے ملک مستحق (مستحق کی ملکیت) کا اقرار کیا تھا تو بھی ثمن کی واپسی پر اِس کا کچھ اثر نہ پڑے گا جبکہ مستحق نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کی ہو۔(30)

مسئلہ ۳۰: اگر مشتری (خریدار) نے بائع کی ملک کا اقرار کیا مگر مستحق نے اپنا حق ثابت کر کے چیز لے لی اور مشتری (خریدار) نے ثمن واپس لیا جب بھی بائع کے لیے جو پہلے اقرار کر چکا ہے وہ بدستور باقی ہے یعنی وہ چیز کسی صورت سے مشتری (خریدار) کے پاس پھر آجائے مثلاً کسی نے اس کو ہبہ کر دی یا اس نے پھر خرید لی تو اس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ بائع کو دیدے اور اگر ملک بائع کا اقرار نہیں کیا ہے تو اس کی ضرورت نہیں کہ بائع کو دے۔(31)

مسئلہ ۳۱: مشتری (خریدار) نے پوری مبیع پر قبضہ کیا پھر اس کے جز کا مستحق نے دعویٰ کیا تو اتنے جز کی بیع فسخ (ختم) کر دی جائے گی باقی کی بدستور رہے گی ہاں اگر مبیع (فروخت شدہ) ایسی چیز ہے کہ ایک جز جدا کر دینے سے اُس میں عیب پیدا ہوجاتا ہے مثلاً مکان، باغ، غلام ہے یا مبیع دو چیز ہے مگر دونوں بمنزلہ ایک چیز کے ہیں جیسے تلوار و میان اور ایک مستحق نے لے لی تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ باقی میں بیع کو باقی رکھے یا واپس کر دے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں مثلاً مبیع دو غلام ہے یا دو کپڑے اور ایک مستحق نے لے لیا یا غلہ وغیرہ ایسی چیز ہے جس میں تقسیم مضر نہ ہو تو واپس نہیں کرسکتا جو کچھ بچی ہے اُسے رکھے اور جو کچھ مستحق نے لے لی اُتنے کا ثمن حصہ مطابق بائع سے لے۔(32)

مسئلہ ۳۲: مبیع کے ایک جز پر ابھی قبضہ کیا تھا کہ مستحق نے اسی جز یا دوسرے جز پر اپنا حق ثابت کیا تو مشتری (خریدار) کو بیع فسخ کر دینے کا بہرحال اختیار ہے حصہ کرنے سے مبیع میں عیب پیدا ہوتا ہو یا نہ ہو۔(33)

مسئلہ ۳۳: مکان کے متعلق حقِ مجہول کا دعویٰ ہوا یعنی مدعی نے اتنا کہا کہ میرا اس میں حصہ ہے یہ نہیں بتایا کہ کتنا مدعیٰ علیہ نے سو روپے دیکر اُس سے مصالحت کر لی پھر ایک ہاتھ کے علاوہ سارا مکان دوسرے مستحق نے اپنا ثابت کیا تو پہلے جس سے صلح ہوچکی ہے اُس سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہاتھ جو بچا ہے وہی اُس کا ہو۔ اور اگر پہلے مدعی نے پورے مکان کا دعویٰ کیا اور سو روپے پر صلح ہوئی تو جتنا مستحق لے گا اُس کے حصہ کے مطابق سو روپے

---

(30) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۲.

(31) الدر المختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج ۷، ص ۴۶۸.

(32) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص ۱۹۳.

(33) المرجع السابق.

میں سے واپس لیا جائے گا اور مستحق نے کُل لیا تو پورے سو روپے واپس لے گا۔(34)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص کی دوسرے پر اشرفیاں ہیں بجائے اشرفیوں کے دونوں میں روپیوں پر مصالحت ہوئی اور وہ روپے دے بھی دیے اس کے بعد ایک تیسرے شخص نے استحقاق کیا کہ یہ روپے میرے ہیں تو اشرفیوں والا اُس سے اشرفیاں لے گا اور وہ صلح جو روپے پر ہوئی تھی باطل ہوگئی۔(35)

مسئلہ ۳۵: مکان خریدا اور اس میں تعمیر کی پھر کسی نے وہ مکان اپنا ثابت کر دیا تو مشتری (خریدار) بائع سے صرف ثمن لے سکتا ہے عمارت کے مصارف نہیں لے سکتا۔ یونہی مشتری (خریدار) نے مکان کی مرمت کرائی تھی یا کوآں کھدوایا یا صاف کرایا تو ان چیزوں کا معاوضہ نہیں مل سکتا اور اگر دستاویز (تحریر) میں یہ شرط لکھی ہوئی ہے کہ جو کچھ مرمت میں صرف ہوگا بائع کے ذمہ ہوگا تو بیع ہی فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کوآں کھودوایا اور اینٹ پتھروں سے وہ جوڑا گیا تو کھودنے کے دام نہیں ملیں گے چُنائی (اینٹ یا پتھر سے دیوار اُٹھانا) کی قیمت ملے گی اور اگر یہ شرط تھی کہ بائع کے ذمہ کھدائی ہوگی تو بیع فاسد ہے۔(36)

مسئلہ ۳۶: غلام خریدا اور اُس کو مال کے بدلے میں آزاد کر دیا پھر مستحق نے اُس کو اپنا ثابت کیا تو مشتری (خریدار) سے وہ مال نہیں لے سکتا۔ مکان کو غلام کے بدلے میں خریدا اور وہ مکان شفیع نے (حق شفعہ کے مستحق نے) شفعہ کر کے لے لیا پھر اُس غلام میں استحقاق (یعنی کسی کے حق کا ثبوت) ہوا تو شفعہ باطل ہوگیا بائع اُس مکان کو شفیع سے واپس لے۔(37)

❁❁❁❁❁

---

(34) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۲، ص۶۷۔

(35) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، الجزء الثانی، ص۱۹۲۔

(36) الدر المختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۷۳۔۴۷۴۔

(37) الدر المختار، کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ج۷، ص۴۷۷۔

بیع سَلَم کا بیان

احادیث

حدیث (۱): صحیح بخاری و مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، ملاحظہ فرمایا کہ اہل مدینہ ایک سال، دو سال، تین سال تک پھلوں میں سلم کرتے ہیں۔ فرمایا: جو بیع سلم کرے، وہ کیلِ معلوم اور وزنِ معلوم میں مدت معلوم تک کے لیے سلم کرے۔(1)

حدیث (۲): ابو داود و ابن ماجہ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی چیز میں سلم کرے، وہ قبضہ کرنے سے پہلے تصرّف نہ کرے۔(2)

(1) صحیح البخاری، کتاب السلم، باب السلم فی وزن معلوم، الحدیث: ۲۲۴۰، ج ۲، ص ۵۷۔
وصحیح مسلم، کتاب المساقاۃ۔۔۔ إلخ، باب السلم، الحدیث: ۱۲۷۔(۱۶۰۴)، ص ۸۶۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ اس طرح کہ دانے پھل سال دو سال کے ادھار پر خریدتے تھے کہ قیمت آج دے دی اور دانے یا پھل سال دو سال کے بعد لیں گے۔ ظاہر یہ ہے کہ دانے اور پھل ایسے ہوتے تھے جو سال بھر تک بازار میں ملتے رہیں کیونکہ بیع سلم میں یہ شرط ہے کہ وہ چیز عقد کے وقت سے ادا کے وقت تک بازار میں ملتی رہے۔

۲۔ اس حدیث سے بیع سلم کی تین شرطیں معلوم ہوئیں: خریدی چیز کا وزن معلوم ہونا، پیمانہ معلوم ہونا، وقت ادا مقرر ہونا۔ احناف کے ہاں تقرر مدت بیع سلم کی شرط ہے، امام شافعی کے ہاں نہیں لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے، باقی شرائط چیز کی ذات و وصف کا معلوم ہونا، ادا کی جگہ مقرر ہونا، وقت ادا تک چیز کا بازار میں ملنا دوسری احادیث و دلائل سے معلوم ہوگا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۸۵)

(2) مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب السلم والرھن، الفصل الثالث، الحدیث: ۲۸۹۱، ج ۲، ص ۱۵۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یہ حکم اس قاعدہ کی بنا پر ہے کہ کسی چیز کی فروخت قبضہ سے پہلے جائز نہیں۔ صَرف سے مراد پھیرنا، منتقل کرنا ہے یعنی بیع سلم میں خریدار مسلم فیہ یعنی خریدی چیز کو قبضہ سے پہلے دوسرے کی طرف منتقل نہیں کرسکتا، نہ بیع سے نہ ہبہ یا صدقہ سے، یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ بیع سلم میں خریدار کسی اور چیز سے تبادلہ نہیں کرسکتا مثلاً بائع سے گندم خریدی تھی اور قبضہ سے پہلے جو سے تبادلہ کرے یہ ناجائز ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۹۲)

حدیث (۳): صحیح بخاری شریف میں محمد بن ابی مجالد سے مروی، کہتے ہیں کہ عبداللہ بن شداد اور ابو ہریرہ نے مجھے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس بھیجا کہ جا کر اُن سے پوچھو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام گیہوں میں سلم کرتے تھے یا نہیں؟ میں نے جا کر پوچھا، اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم ملک شام کے کاشتکاروں سے گیہوں اور جو اور منقے (سوکھے ہوئے بڑے انگور) میں سلم کرتے تھے، جس کا پیمانہ معلوم ہوتا اور مدت بھی معلوم ہوتی۔ میں نے کہا اُن سے کرتے ہوں گے جن کے پاس اصل ہوتی یعنی کھیت یا باغ ہوتا۔ اُنھوں نے کہا، ہم یہ نہیں پوچھتے تھے کہ اصل اُس کے پاس ہے یا نہیں۔ (3)

❁❁❁❁❁

(3) صحیح البخاري، کتاب السلم، باب السلم الی من لیس عندہ اصل، الحدیث: ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ج۲، ص۵۷، ۵۸.

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: بیع کی چار ۴ صورتیں ہیں: 1 دونوں طرف عین ہوں یا 2 دونوں طرف ثمن یا 3 ایک طرف عین اور ایک طرف ثمن اگر دونوں طرف عین ہو اُس کو مقایضہ کہتے ہیں اور دونوں طرف ثمن ہو تو بیع صرف کہتے ہیں اور تیسری صورت میں کہ ایک طرف عین ہو اور ایک طرف ثمن اس کی دو صورتیں ہیں، اگر مبیع کا موجود ہونا ضروری ہو تو بیع مطلق ہے، 4 اور ثمن کا فوراً دینا ضروری ہو تو بیع سَلَم ہے، لہٰذا سَلَم میں جس کو خریدا جاتا ہے وہ بائع کے ذمہ دین ہے اور مشتری (خریدار) ثمن کو فی الحال ادا کرتا ہے۔ جو روپیہ دیتا ہے اُس کو رب السَّلَم اور مُسلِم کہتے ہیں اور دوسرے کو مُسلَم الیہ اور مبیع کو مُسلَم فیہ اور ثمن کو راس المال۔ بیع مطلق کے جو ارکان ہیں وہ اس کے بھی ہیں اس کے لیے بھی ایجاب و قبول ضروری ہے ایک کہے میں نے تجھ سے سَلَم کیا دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ اور بیع کا لفظ بولنے سے بھی سَلَم کا اِنعقاد ہوتا ہے۔(1)

❀❀❀❀❀

(1) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب السلم، ج۶، ص۲۰۴.
والدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۷۸.

بیع سلم کے شرائط

بیع سَلَم کے لیے چند شرطیں ہیں جن کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) عقد میں شرط خیار نہ ہو نہ دونوں کے لیے نہ ایک کے لیے۔

(۲) راس المال کی جنس کا بیان کہ روپیہ ہے یا اشرفی یا نوٹ یا پیسہ۔

(۳) اُس کی نوع کا بیان یعنی مثلاً اگر وہاں مختلف قسم کے روپے اشرفیاں رائج ہوں تو بیان کرنا ہوگا کہ کس قسم کے روپے یا اشرفیاں ہیں۔

(۴) بیان وصف اگر کھرے کھوٹے کئی طرح کے سکے ہوں تو اسے بھی بیان کرنا ہوگا۔

(۵) راس المال کی مقدار کا بیان یعنی اگر عقد کا تعلق اُس کی مقدار کے ساتھ ہو تو مقدار کا بیان کرنا ضروری ہوگا فقط اشارہ کر کے بتانا کافی نہیں مثلاً تھیلی میں روپے ہیں تو یہ کہنا کافی نہیں کہ ان روپوں کے بدلے میں سَلَم کرتا ہوں بتانا بھی پڑے گا کہ یہ سو ہیں اور اگر عقد کا تعلق اُس کی مقدار سے نہ ہو مثلاً راس المال کپڑے کا تھان یا عددی متفاوت ہو تو اس کی گنتی بتانے کی ضرورت نہیں اشارہ کر کے معین کر دینا کافی ہے۔ اگر مسلم فیہ دو مختلف چیزیں ہوں اور راس المال مکیل یا موزوں (ماپ یا تول سے بکنے والی چیز) ہو تو ہر ایک کے مقابل میں ثمن کا حصہ مقرر کر کے ظاہر کرنا ہوگا اور مکیل وموزوں نہ ہو تو تفصیل کی حاجت نہیں اور اگر راس المال دو مختلف چیزیں ہوں مثلاً کچھ روپے ہیں اور کچھ اشرفیاں تو ان دونوں کی مقدار بیان کرنی ضرور ہے ایک کی بیان کر دی اور ایک کی نہیں تو دونوں میں سلم صحیح نہیں۔

(۶) اُسی مجلس عقد میں راس المال پر مسلم الیہ کا قبضہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲: ابتدائے مجلس میں قبضہ ہو یا آخر مجلس میں دونوں جائز ہیں اور اگر دونوں اس مجلس سے ایک ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہاں سے چل دیے، مگر ایک دوسرے سے جدا نہ ہوا اور دو ایک میل چلنے کے بعد قبضہ ہوا، یہ بھی جائز ہے۔(1)

مسئلہ ۳: اُسی مجلس میں دونوں سو گئے یا ایک سو یا اگر بیٹھا ہوا سو یا تو جدائی نہیں ہوئی قبضہ درست ہے، لیٹ کر سویا تو جدائی ہو گئی۔(2)

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۷۹۔

(2) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیوع، باب السلم، فصل فیما یجوز فیہ السلم...الخ، ج۱، ص۳۲۴۔

مسئلہ ۴: عقد کیا اور پاس میں روپیہ نہ تھا اندر مکان میں گیا کہ روپیہ لائے اگر مسلم الیہ کے سامنے ہے تو سلم باقی ہے اور آڑ ہوگئی (دونوں کے درمیان میں چیز حائل ہوگئی) تو سلم باطل۔ پانی میں گھسا اور غوطہ لگایا اگر پانی میلا ہے غوطہ لگانے کے بعد نظر نہیں آتا سلم باطل ہوگئی اور صاف پانی ہو کہ غوطہ لگانے پر بھی نظر آتا ہو تو سلم باقی ہے۔(3)

مسئلہ ۵: مسلم الیہ راس المال پر قبضہ کرنے سے انکار کرتا ہے یعنی رب السلم نے اُسے روپیہ دیا مگر وہ نہیں لیتا حاکم اُس کو قبضہ کرنے پر مجبور کریگا۔(4)

مسئلہ ۶: دوسو روپے کا سَلَم کیا ایک سو اُسی مجلس میں دیدیے اور ایک سو کے متعلق کہا کہ مسلم الیہ کے ذمہ میرا باقی ہے وہ اس میں محسوب کرلے تو ایک سو جو دیے ہیں ان کا درست ہے اور ایک سو کا فاسد۔(5) اور وہ دین کا روپیہ بھی اسی مجلس میں ادا کردیا تو پورے میں سلم صحیح ہے اور اگر کل ایک جنس نہ ہو بلکہ جو ادا کیا ہے روپیہ ہے اور دَین جو اُس کے ذمہ باقی ہے اشرفی ہے یا اس کا عکس ہو یا وہ دَین دوسرے کے ذمہ ہے مثلاً یہ کہا کہ اس روپیہ کے اور اُن سو روپوں کے بدلے میں جو فلاں کے ذمہ میرے باقی ہیں سلم کیا ان دونوں صورتوں میں پورا سَلَم فاسد ہے اور مجلس میں اُس نے ادا بھی کردیے جب بھی سلم صحیح نہیں۔(6)

(۷) مسلم فیہ کی جنس بیان کرنا مثلاً گیہوں یا جَو۔

(۸) اُس کی نوع کا بیان مثلاً فلاں قسم کے گیہوں۔

(۹) بیان وصف جید (کھرا)، ردی (خراب)، اوسط درجہ۔

(۱۰) ماپ یا تول یا عدد یا گزوں سے اُس کی مقدار کا بیان کردینا۔

مسئلہ ۷: ناپ میں پیمانہ یا گز اور تول میں سیر وغیرہ باٹ ایسے ہوں جس کی مقدار عام طور پر لوگ جانتے ہوں وہ لوگوں کے ہاتھ سے مفقود نہ ہوسکے تاکہ آئندہ کوئی نزاع نہ ہوسکے اور اگر کوئی برتن گھڑا یا ہانڈی مقرر کردیا کہ اس سے ناپ کردیا جائے گا اور معلوم نہیں کہ اس برتن میں کتنا آتا ہے یہ درست نہیں۔ یوہیں کسی پتھر کو معین کردیا کہ اس سے تولا جائے گا اور معلوم نہیں کہ پتھر کا وزن کیا ہے یہ بھی ناجائز یا ایک لکڑی معین کردی کہ اس سے ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہ ہو کہ گز سے کتنی چھوٹی یا بڑی ہے یا کہا فلاں کے ہاتھ سے کپڑا ناپا جائے گا اور یہ معلوم نہیں کہ اُس کا ہاتھ کتنی گرہ اور

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۷۸.

(4) المرجع السابق.

(5) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۱۹۶.

(6) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۲.

انگل کا ہے یہ سب صورتیں ناجائز ہیں اور بیع میں ان چیزوں سے ناپنا یا وزن کرنا قرار پاتا تو جائز ہوتی کہ بیع میں مبیع کے ناپنے یا تولنے کے لیے کوئی میعاد نہیں ہوتی اُسی وقت ناپ تول سکتے ہیں اور سلم میں ایک مدت کے بعد ناپتے اور تولتے ہیں بہت ممکن ہے کہ اتنا زمانہ گزرنے کے بعد وہ چیز باقی نہ رہے اور نزاع (جھگڑا) واقع ہو۔(7)

مسئلہ ۸: جو پیمانہ مقرر ہو وہ ایسا ہو کہ سمٹتا پھیلتا نہ ہو مثلاً پیالہ، ہانڈی، گھڑا اور اگر سمٹتا پھیلتا ہو جیسے تھیلی وغیرہ تو سلم جائز نہیں۔ پانی کی مشک اگرچہ پھیلتی سمٹتی ہے اس میں بوجہ رواج وعملدرآمد سلم جائز ہے۔(8)

(۱۱) مسلم فیہ دینے کی کوئی میعاد مقرر ہو اور وہ میعاد معلوم ہو فوراً دیدینا قرار پایا یہ جائز نہیں۔

مسئلہ ۹: کم سے کم ایک ماہ کی میعاد مقرر کی جائے۔ اگر رب السلم مرجائے جب بھی میعاد بدستور باقی رہے گی کہ میعاد پر اُس کے ورثہ کو مسلم فیہ ادا کریگا اور مسلم الیہ مرگیا تو میعاد باطل ہوگئی کہ فوراً اُس کے ترکہ سے وصول کریگا۔(9)

(۱۲) مسلم فیہ وقت عقد سے ختم میعاد تک برابر دستیاب ہوتا رہے نہ اس وقت معدوم ہو نہ ادا کے وقت معدوم ہو نہ درمیان میں کسی وقت بھی وہ ناپید ہو ان تینوں زمانوں میں سے ایک میں بھی معدوم ہوا تو سلم ناجائز۔ اُس کے موجود ہونے کے یہ معنے ہیں کہ بازار میں ملتا ہو اور اگر بازار میں نہ ملے تو موجود نہ کہیں گے اگرچہ گھروں میں پایا جاتا ہو۔

مسئلہ ۱۰: ایسی چیز میں سلم کیا جو اس وقت سے ختم میعاد تک موجود ہے مگر میعاد پوری ہونے پر رب السلم نے قبضہ نہیں کیا اور اب وہ چیز دستیاب نہیں ہوتی تو بیع سلم صحیح ہے اور رب السلم کو اختیار ہے کہ عقد کو فسخ کردے یا انتظار کرے جب وہ چیز دستیاب ہو بازار میں ملنے لگے اُس وقت دی جائے۔(10) اگر وہ چیز ایک شہر میں ملتی ہے دوسرے میں نہیں تو جہاں مفقود ہے (یعنی نہیں ملتی) وہاں سلم ناجائز اور جہاں موجود ہے وہاں جائز۔(11)

(۱۳) مسلم فیہ ایسی چیز ہو کہ معین کرنے سے معین ہو جائے۔ روپیہ اشرفی میں سلم جائز نہیں کہ یہ متعین نہیں ہوتے۔

(۱۴) مسلم فیہ اگر ایسی چیز ہو جس کی مزدوری اور بار برداری دینی پڑے تو وہ جگہ معین کردی جائے جہاں مسلم فیہ ادا

---

(7) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۲۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۷۹۔

(8) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۲۔

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۱، ص۳۴۳۔

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۸۰۔

(11) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۳۔

کرے اور اگر اس قسم کی چیز نہ ہو جیسے مشک زعفران تو جگہ مقرر کرنا ضرور نہیں۔ پھر اس صورت میں کہ جگہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں اگر مقرر نہیں کی ہے تو جہاں عقد ہوا ہے وہیں ایفا کرے(12) اور دوسری جگہ کیا جب بھی حرج نہیں اور اگر جگہ مقرر ہوگئی ہے تو جو مقرر ہوئی وہاں ایفا کرے۔ چھوٹے شہر میں کسی محلہ میں دیدے کافی ہے محلہ کی تخصیص ضرور نہیں اور بڑے شہر میں بتانے کی ضرورت ہے کہ کس محلہ یا شہر کے کس حصہ میں ادا کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۱۱: بیع سَلَم کا حکم یہ ہے کہ مسلم الیہ ثمن کا مالک ہو جائے گا اور رب السلم مسلم فیہ کا۔ جب یہ عقد صحیح ہو گیا اور مسلم الیہ نے وقت پر مسلم فیہ کو حاضر کر دیا تو رب السلم کو لینا ہی ہے، ہاں اگر شرائط کے خلاف وہ چیز ہے تو مسلم الیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ جس چیز پر بیع سلم منعقد ہوئی وہ حاضر لائے۔(13)

❀❀❀❀❀

(12) یعنی جس جگہ بیع سلم ہوئی اسی جگہ بائع مسلم فیہ (مبیع) کو خریدار کے حوالے کرے۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ج۳، ص۱۸۰۔

بیع سلم کس چیز میں درست ہے اور کس میں نہیں

مسئلہ ۱۲: بیع سَلم اُس چیز کی ہوسکتی ہے جس کی صفت کا انضباط (تعیین) ہو سکے اور اُس کی مقدار معلوم ہو سکے وہ چیز کیلی ہو جیسے جو، گیہوں یا وزنی جیسے لوہا، تانبا، پیتل یا عددی متقارب (گنتی سے بکنے والی وہ اشیاء جن کے افراد میں زیادہ تفاوت (فرق) نہیں ہوتا) جیسے اخروٹ، انڈا، پیسہ، ناشپاتی، نارنگی، انجیر وغیرہ۔ خام اینٹ اور پختہ اینٹوں میں سلم صحیح ہے جبکہ سانچا مقرر ہو جائے جیسے اس زمانہ میں عموماً دس انچ طول ۵ انچ عرض کی ہوتی ہیں، یہ بیان بھی کافی ہے۔(1)

مسئلہ ۱۳: زرعی چیز میں بھی سلم جائز ہے جیسے کپڑا اس کے لیے ضروری ہے کہ طول وعرض (لمبائی اور چوڑائی) معلوم ہو اور یہ کہ وہ سوتی ہے یا ٹسری (مصنوعی ریشم سے بنا ہوا کپڑا) یا ریشمی یا مرکب اور کیسا بنا ہوا ہوگا مثلاً فلاں شہر کا، فلاں کارخانہ، فلاں شخص کا اُس کی بناوٹ کیسی ہوگی باریک ہوگا موٹا ہوگا اُس کا وزن کیا ہوگا جب کہ بیع میں وزن کا اعتبار ہوتا ہو یعنی بعض کپڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کا وزن میں کم ہونا خوبی ہے اور بعض میں وزن کا زیادہ ہونا۔(2) بچھونے، چٹائیاں، دریاں، ٹاٹ، کمل، جب اِن کا طول وعرض وصفت سب چیزوں کی وضاحت ہو جائے تو ان میں بھی سلم ہوسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۱۴: نئے گیہوں میں سَلم کیا اور ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں یہ ناجائز ہے۔(4)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جو اگرچہ کیلی (ماپ سے بکنے والی چیز) ہیں مگر سلم میں ان کی مقدار وزن سے مقرر ہوئی مثلاً اتنے روپے کے اتنے من گیہوں یہ جائز ہے(5) کیونکہ یہاں اس طرح مقدار کا تعین ہو جانا ضروری ہے کہ نزاع باقی نہ رہے اور وزن میں یہ بات حاصل ہے البتہ جب اُس کا تبادلہ اپنی جنس سے ہوگا تو وزن سے برابری کافی نہیں ناپ سے برابر کرنا ضرور ہوگا جس کو پہلے ہم نے بیان کر دیا ہے۔

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۰۔

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۸۰۔

(3) المرجع السابق۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۲۔

(5) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۷۹۔

مسئلہ ۱۶: جو چیزیں عددی ہیں اگر سلم میں ناپ یا وزن کے ساتھ ان کی مقدار کا تعین ہوا تو کوئی حرج نہیں۔(6)

مسئلہ ۱۷: دودھ دہی میں بھی بیع سلم ہوسکتی ہے ناپ یا وزن جس طرح سے چاہیں اس کی مقدار معین کرلیں۔ گھی تیل میں بھی درست ہے وزن سے یا ناپ سے۔(7)

مسئلہ ۱۸: بھوسہ میں سلم درست ہے اس کی مقدار وزن سے مقرر کریں جیسا کہ آج کل اکثر شہروں میں وزن کے ساتھ بھُس بکا کرتا ہے یا بوریوں کی ناپ مقرر ہو جب کہ اس سے تعین ہوجائے ورنہ جائز نہیں۔(8)

مسئلہ ۱۹: عددی متفاوت جیسے تربز، کدو، آم، ان میں گنتی سے سلم جائز نہیں۔(9) اور اگر وزن سے سلم کیا ہو کہ اکثر جگہ کدو وزن سے بکتا بھی ہے اس میں وزن سے سلم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰: مچھلی میں سلم جائز ہے خشک مچھلی ہو یا تازہ۔ تازہ میں یہ ضرور ہے کہ ایسے موسم میں ہو کہ مچھلیاں بازار میں ملتی ہوں یعنی جہاں ہمیشہ دستیاب نہ ہوں کبھی ہوں کبھی نہیں وہاں یہ شرط ہے۔ مچھلیاں بہت قسم کی ہوتی ہیں لہٰذا قسم کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اور مقدار کا تعین وزن سے ہو عدد سے نہ ہو کیونکہ ان کے عدد میں بہت تفاوت (فرق) ہوتا ہے۔ چھوٹی مچھلیوں میں ناپ سے بھی سلم درست ہے۔(10)

مسئلہ ۲۱: بیع سلم کسی حیوان میں درست نہیں۔ نہ لونڈی غلام میں۔ نہ چوپایہ میں، نہ پرند میں حتیٰ کہ جو جانور یکساں ہوتے ہیں مثلاً کبوتر، بٹیر، قمری، فاختہ، چڑیا، ان میں بھی سلم جائز نہیں، جانوروں کی سری پائے میں بھی بیع سلم درست نہیں، ہاں اگر جنس و نوع بیان کرکے سری پایوں میں وزن کے ساتھ سلم کیا تو جائز ہے کہ اب تفاوت بہت کم رہ جاتا ہے۔(11)

مسئلہ ۲۲: لکڑیوں کے گٹھوں میں سلم اگر اس طرح کریں کہ اتنے گٹھے اتنے روپے میں لیں گے یہ ناجائز ہے کہ اس طرح بیان کرنے سے مقدار اچھی طرح نہیں معلوم ہوتی ہاں اگر گٹھوں کا اِنضباط ہوجائے مثلاً اتنی بڑی رسی سے وہ گٹھا باندھا جائے گا اور اتنا لمبا ہوگا اور اس قسم کی بندش ہوگی تو سلم جائز ہے۔ ترکاریوں میں گڈیوں کے ساتھ مقدار

---

(6) المرجع السابق، ص ۴۸۱۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۱۸۲۔

(8) المرجع السابق، ص ۱۸۴۔

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج ۷، ص ۴۸۱۔

(10) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج ۷، ص ۴۸۲۔

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب السلم، ج ۷، ص ۴۸۲۔

بیان کرنا مثلاً روپیہ یا اتنے پیسوں میں اتنی گڈیاں فلاں وقت لی جائیں گی یہ بھی ناجائز ہے کہ گڈیاں یکساں نہیں ہوتیں چھوٹی بڑی ہوتی ہیں۔ اور اگر ترکاریوں اور ایندھن کی لکڑیوں میں وزن کے ساتھ سلم ہو تو جائز ہے۔(12)

مسئلہ ۲۳: جواہر اور پوت (موتی) میں سلم درست نہیں کہ یہ چیزیں عددی متفاوت ہیں ہاں چھوٹے موتی جو وزن سے فروخت ہوتے ہیں ان میں اگر وزن کے ساتھ سلم کیا جائے تو جائز ہے۔(13)

مسئلہ ۲۴: گوشت کی نوع (قسم) وصفت بیان کردی ہو تو اس میں سلم جائز ہے۔ چربی اور دُنبہ کی چکی (دُنبے کی چوڑی دُم) میں بھی سلم درست ہے۔(14)

مسئلہ ۲۵: قمقمہ (ایک قسم کی چھوٹی سی قندیل) اور طشت (پرات) میں سلم درست ہے جوتے اور موزے میں بھی جائز ہے جب کہ ان کا تعین ہو جائے کہ نزاع (جھگڑا) کی صورت باقی نہ رہے۔(15)

مسئلہ ۲۶: اگر معین کردیا کہ فلاں گاؤں کے گیہوں یا فلاں درخت کے پھل تو سلم فاسد ہے کیونکہ بہت ممکن ہے اُس کھیت یا گاؤں میں گیہوں پیدا نہ ہوں اُس درخت میں پھل نہ آئیں اور اگر اس نسبت سے مقصود (مراد) بیان صفت ہے یہ مقصد نہیں کہ خاص اُسی کھیت یا گاؤں کا غلہ اُسی درخت کے پھل تو درست ہے۔ یوہیں کسی خاص جگہ کی طرف کپڑے کو منسوب کردیا اور مقصود اُس کی صفت بیان کرنا ہے تو سلم درست ہے اگر مسلم الیہ نے دوسری جگہ کا تھان دیا مگر ویسا ہی ہے تو رب السَّلَم لینے پر مجبور کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی ملک کی طرف اِنتساب (نسبت) ہو تو سلم صحیح ہے۔ مثلاً پنجاب کے گیہوں کہ یہ بہت بعید ہے کہ پورے پنجاب میں گیہوں پیدا ہی نہ ہوں۔(16)

مسئلہ ۲۷: تیل میں سلم درست ہے جب کہ اُس کی قسم بیان کردی گئی ہو، مثلاً تِل کا تیل، سرسوں کا تیل اور خوشبودار تیل میں بھی جائز ہے مگر اس میں بھی قسم بیان کرنا ضرور ہے، مثلاً روغن گل (گلاب کا تیل)، چنبیلی، جوہی وغیرہ۔(17)

---

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص ۴۸۲۔

(13) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص ۴۸۳۔

(14) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص ۴۸۳۔

(15) درر الحکام وغرر الاحکام، کتاب البیوع، باب السلم، ص ۱۹۵۔

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: ہل اللحم قیمی أو مثلی، ج۷، ص ۴۸۵۔
والفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص ۱۸۳۔

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص ۱۸۵۔

مسئلہ ۲۸: اُون میں سلم درست ہے جب کہ وزن سے ہو اور کسی خاص بھیڑ کو معین نہ کیا ہو۔ روئی، ٹسر، (مصنوعی ریشم) ریشم میں بھی درست ہے۔(18)

مسئلہ ۲۹: پنیر (19) اور مکھن میں سلم درست ہے جب کہ اس طرح بیان کر دیا گیا کہ اہل صنعت کے نزدیک اشتباہ باقی نہ رہے (یعنی کاریگروں کے نزدیک کوئی شک وشبہ نہ رہے)۔ شہ تیر (شہتیر) اور کڑیوں اور ساکھو، (ایک درخت کا نام جس کی لکڑی مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے) شیشم وغیرہ کے بنے ہوئے سامان میں بھی درست ہے جب کہ لمبائی، چوڑائی، موٹائی اور لکڑی کی قسم وغیرہ تمام وہ باتیں بیان کردی جائیں جن کے نہ بیان کرنے سے نزاع (جھگڑا) واقع ہو۔(20)

مسئلہ ۳۰: مُسلَم الیہ (یعنی بائع) ربّ السَّلم (یعنی خریدار) کو راس المال (یعنی مقررہ قیمت) معاف نہیں کرسکتا، اگر اُس نے معاف کر دیا اور رب السلم نے قبول کرلیا سلم باطل ہے اور انکار کر دیا تو باطل نہیں۔(21)

❁❁❁❁❁

---

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۵۔

(19) دودھ کو ایک ابال دے کر اس میں کوئی ترش چیز ڈال کر پھاڑتے ہیں اس کے بعد کپڑے میں باندھ کر لٹکا دیتے ہیں تا کہ پانی نکل جائے، جو باقی رہ جاتا ہے اس کو پنیر کہتے ہیں۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثانی، ج۳، ص۱۸۵۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶۔

راس المال اور مسلم فیہ پر قبضہ اوران میں تصرف

مسئلہ ۳۱: مُسلَم الیہ راس المال میں قبضہ کرنے سے پہلے کوئی تصرف نہیں کرسکتا اور ربُّ السَّلَم مسلم فیہ (یعنی بیچی گئی چیز) میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرسکتا۔ مثلاً اُسے بیع کردے یا کسی سے کہے فلاں سے میں نے اتنے من گیہوں میں سلم کیا ہے وہ تمھارے ہاتھ بیچے۔ نہ اس میں کسی کو شریک کرسکتا ہے کہ کسی سے کہے سو روپے سے میں نے سلم کیا ہے اگر پچاس تم دیدو تو برابر کے شریک ہوجاؤ یا اُس میں تولیہ یا مرابحہ کرے یہ سب تصرفات ناجائز۔ اگر خود مسلم الیہ کے ساتھ یہ عقود کیے مثلاً اُس کے ہاتھ انھیں داموں میں یا زیادہ داموں میں بیع کرڈالی یا اُسے شریک کرلیا یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر رب السلم نے مسلم فیہ اُس کو ہبہ کردیا اور اُس نے قبول بھی کرلیا تو یہ اقالہ سلم قرار پائے گا اور حقیقۃً ہبہ نہ ہوگا اور راس المال واپس کرنا ہوگا۔(1)

مسئلہ ۳۲: راس المال جو چیز قرار پائی ہے اُس کے عوض میں دوسری جنس کی چیز دینا جائز نہیں مثلاً روپے سے سلم ہوا اور اس کی جگہ اشرفی یا نوٹ دیا یہ ناجائز ہے۔(2)

مسئلہ ۳۳: مسلم فیہ کے بدلے میں دوسری چیز لینا دینا ناجائز ہے ہاں اگر مسلم الیہ نے مسلم فیہ اُس سے بہتر دیا جو ٹھہرا تھا تو رب السلم اُس کے قبول سے انکار نہیں کرسکتا اور اُس سے گھٹیا (ناقص) پیش کرتا ہے تو انکار کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۳۴: کپڑے میں سلم ہوا مسلم الیہ اُس سے بہتر کپڑا لایا جو ٹھہرا تھا یا مقدار میں اُس سے زیادہ لایا اور کہتا یہ ہے کہ یہ تھان لے لو اور ایک روپیہ مجھے اور دو رب السلم نے دیدیا یہ جائز ہے اور یہ روپیہ جو زیادہ دیا ہے اُس خوبی کے مقابل میں قرار پائے گا جو اس تھان میں ہے یا زائد مقدار کے مقابل میں اور اگر جو کچھ ٹھہرا تھا اُس سے گھٹیا لایا اور کہتا یہ ہے کہ اسی کو لے لو اور میں ایک روپیہ واپس کردوں گا یہ ناجائز ہے اور اگر گھٹیا پیش کرتا اور یہ فقرہ روپیہ واپس کرنے کا نہ کہتا اور رب السلم قبول کرلیتا تو جائز تھا اور یہ ایک قسم کی معافی ہے یعنی اچھائی جو ایک صفت تھی اُس نے اس کے بغیر لے لیا اور اگر مکیل (جو ماپ سے فروخت ہو) یا موزون (جو چیز وزن سے فروخت ہو اس کو موزون کہتے ہیں) میں سلم ہوا ہے مثلاً دس روپے کے پانچ من گیہوں ٹھہرے ہیں اچھے کھرے گیہوں لایا اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو، یہ ناجائز

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج ۷، ص ۴۹۲۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۱۸۶۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۱۸۶۔

ہے اور پانچ من سے زیادہ لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ اور دو، یا پانچ من سے کم لایا ہے اور کہتا ہے ایک روپیہ واپس لو، یہ جائز ہے اور اگر پانچ من خراب لایا اور ایک روپیہ واپس کرنے کو کہتا ہے، یہ ناجائز ہے۔(4)

مسئلہ ۳۵: مسلَم فیہ کے مقابل (یعنی بدلے) میں رب السَّلَم اگر کوئی چیز اپنے پاس رہن (گروی) رکھے درست ہے۔ اگر رہن ہلاک ہوجائے تو رب السلم مسلم الیہ سے کچھ مطالبہ نہیں کرسکتا اور مسلم الیہ مرگیا اور اُس کے ذمہ بہت سے دیون (قرضے) ہیں تو دوسرے قرض خواہ (قرض دینے والا) اس رہن سے دَین وصول کرنے کے حقدار نہیں ہیں جب تک رب السلم وصول نہ کرلے۔(5)

مسئلہ ۳۶: مسلم فیہ کی وصولی کے لیے رب السلم اُس سے کفیل (ضامن) لے سکتا ہے اور اس کا حوالہ بھی درست ہے اگر حوالہ کردیا کہ یہ گیہوں فلاں سے وصول کرلو تو خود مسلم الیہ مطالبہ سے بری ہوگیا اور کسی نے کفالت کی ہے تو مسلم الیہ بری نہیں بلکہ رب السلم کو اختیار ہے کفیل سے مطالبہ کرے یا مسلم الیہ سے۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ رب السلم کفیل سے مسلم فیہ کی جگہ پر کوئی دوسری چیز وصول کرے۔ کفیل نے رب السلم کو مسلم فیہ ادا کردیا مسلم الیہ سے وصول کرنے میں اُس کے بدلہ میں دوسری چیز لے سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۳۷: مسلم الیہ نے کسی کو کفیل کیا کفیل نے مسلم الیہ سے مسلَم فیہ کو بروجہ کفالت (ضامن کے طور پر) وصول کیا پھر کفیل نے اُسے بیچ کر نفع اُٹھایا مگر رب السَّلَم کو مسلَم فیہ دیدیا تو یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے۔ اور اگر مسلم الیہ نے یہ کہہ کردیا کہ اسے رب السَّلَم کو پہنچادے تو نفع اُٹھانا جائز نہیں۔(7)

مسئلہ ۳۸: رب السَّلَم نے مسلم الیہ سے کہا اسے اپنی بوریوں میں تول کر رکھ دو یا اپنے مکان میں تول کر علیحدہ کرکے رکھ دو اس سے رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا یعنی جب کہ بوریوں میں رب السَّلَم کی عدم موجودگی میں بھرا ہو یا رب السلم نے اپنی بوریاں دیں اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ ان میں بھر دو اُس نے ناپ یا تول کر بھر دیا اب بھی رب السلم کا قبضہ نہیں ہوا کہ اگر ہلاک ہوگا تو مسلم الیہ کا ہلاک ہوگا رب السلم سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ اور اگر اُس کی موجودگی میں بوریوں میں غلہ بھرا گیا تو چاہے بوریاں اس کی ہوں یا مسلم الیہ کی رب السلم قابض ہوگیا۔ اگر بوری میں رب السلم کا غلہ موجود ہو اور اُس میں سلم کا غلہ بھی مسلم الیہ نے ڈالدیا تو رب السلم کا قبضہ ہوگیا اور بیع مطلق میں اپنی بوریاں دیتا اور کہتا اس

---

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیوع، باب السلم، فصل فیما یجوز فیہ السلم ومالا یجوز، ج۱، ص۳۲۵.

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶.

(6) المرجع السابق.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشرفی السلم، الفصل الثالث، ج۳، ص۱۸۶، ۱۸۷.

میں ناپ کر بھر دو اور وہ بھر دیتا تو اس کا قبضہ ہوجاتا اس کی موجودگی میں بھرتا یا عدم موجودگی میں۔ یوہیں اگر رب السلم نے مسلم الیہ سے کہا، اس کا آٹا پسوا دے اُس نے پسوا دیا تو آٹا مسلم الیہ کا ہے رب السلم کا نہیں اور بیع مطلق میں مشتری (خریدار) کا ہوتا۔ اور اس نے کہا اسے پانی میں پھینک دے اُس نے پھینک دیا تو مسلم الیہ کا نقصان ہوا رب السلم سے تعلق نہیں اور بیع مطلق میں مشتری (خریدار) کا نقصان ہوتا۔(8)

مسئلہ ۳۹: زید نے عَمْرو سے ایک من گیہوں میں سلم کیا تھا جب میعاد پوری ہوئی عمرو نے کسی سے ایک من گیہوں خریدے تاکہ زید کو دیدے اور زید سے کہہ دیا کہ تم اُس سے جا کر لے لو زید نے اُس سے لے لیے تو زید کا مالکانہ قبضہ نہیں ہوا اور اگر عمرو یہ کہے کہ تم میرے نائب ہو کر وصول کرو پھر اپنے لیے قبضہ کرو اور زید ایک مرتبہ عمرو کے لیے اُن کو تولے پھر دوبارہ اپنے لیے تولے اب سلم کی وصولی ہوگی اور اگر عمرو نے خریدا نہیں بلکہ قرض لیا ہے اور زید سے کہہ دیا جا کر اُس سے سلم کے گیہوں لے لو تو اس کا لینا صحیح ہے یعنی قبضہ ہوجائے گا۔(9)

مسئلہ ۴۰: بیع سلم میں یہ شرط ٹھہری کہ فلاں جگہ وہ چیز دے گا مسلم الیہ نے دوسری جگہ وہ چیز دی اور کہا یہاں سے وہاں تک کی مزدوری میں دے دوں گا رب السلم نے چیز لے لی یہ قبضہ درست ہے مگر مزدوری لینا جائز نہیں مزدوری جو لے چکا ہے واپس کرے ہاں اگر اس کو پسند نہیں کرتا کہ مزدوری اپنے پاس سے خرچ کرے تو چیز واپس کر دے اور اُس سے کہہ دے کہ جہاں پہنچانا ٹھہرا ہے وہ خود مزدور کر کے یا جیسے چاہے پہنچائے۔(10) یہ طے ہوا ہے کہ رب السلم کے مکان پر پہنچائے گا اور مسلم الیہ کو اپنے مکان کا پورا پتا بتا دیا ہے تو درست ہے۔(11)

❁❁❁❁❁

(8) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۵.
و فتح القدیر، کتاب البیوع، باب السلم، ج۶، ص۲۳۳، ۲۳۴.

(9) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۴.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الرابع، ج۳، ص۱۹۵.

(11) المرجع السابق.

بیع سلم کا اقالہ

مسئلہ ۴۱: سلم میں اقالہ درست ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پورے سلم میں اقالہ کیا جائے اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ اُس کے کسی جز میں اقالہ کریں اگر پورے سلم میں اقالہ کیا میعاد پوری ہونے سے قبل یا بعد راس المال مسلم الیہ کے پاس موجود ہو یا نہ ہو بہر حال اقالہ درست ہے اگر راس المال ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے معین ہوتی ہے مثلاً گائے، بیل یا کپڑا وغیرہ اور یہ چیز بعینہ مسلم الیہ کے پاس موجود ہے تو بعینہ اسی کو واپس کرنا ہوگا اور موجود نہ ہو تو اگر مثلی ہے اُس کی مثل دینی ہوگی اور قیمی ہو تو قیمت دینی پڑے گی اور اگر راس المال ایسی چیز نہ ہو جو معین کرنے سے معین ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو چاہے موجود ہو یا نہ ہو اُس کی مثل دینا جائز ہے بعینہ اُسی کا دینا ضرور نہیں۔ رب السلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کرلیا ہے اس کے بعد اقالہ کرنا چاہتے ہیں اگر مسلم فیہ بعینہ موجود ہے اقالہ ہوسکتا ہے اور بعینہ اُسی چیز کو واپس دینا ہوگا اور اگر مسلم فیہ باقی نہیں تو اقالہ درست نہیں۔(1)

مسئلہ ۴۲: سلم کے اقالہ میں یہ ضروری نہیں کہ جس مجلس میں اقالہ ہوا اُسی میں راس المال کو واپس لے بعد میں لینا بھی جائز ہے۔ اقالہ کے بعد یہ جائز نہیں کہ قبضہ سے پہلے راس المال کے بدلے میں کوئی چیز مسلم الیہ سے خرید لے راس المال پر قبضہ کرنے کے بعد خرید سکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۴۳: اگر سلم کے کسی جز میں اقالہ ہوا اور میعاد پوری ہونے کے بعد ہوا تو یہ اقالہ بھی صحیح ہے اور میعاد پوری ہونے سے پہلے ہوا اور یہ شرط نہیں ہے کہ باقی کو میعاد سے قبل ادا کیا جائے یہ بھی صحیح ہے اور اگر یہ شرط ہے کہ باقی کو قبل میعاد پوری ہونے کے ادا کیا جائے تو شرط باطل ہے اور اقالہ صحیح۔(3)

مسئلہ ۴۴: کنیز (لونڈی) وغیرہ کوئی اسی قسم کی چیز راس المال تھی اور مسلم الیہ نے اُس پر قبضہ بھی کرلیا پھر اقالہ ہوا اس کے بعد ابھی کنیز واپس نہیں ہوئی مسلم الیہ کے پاس مرگئی تو اقالہ صحیح ہے اور کنیز پر جس دن قبضہ کیا تھا اُس روز جو قیمت تھی وہ ادا کرے اور کنیز کے ہلاک ہونے کے بعد اقالہ کیا جب بھی اقالہ صحیح ہے کہ سلم میں مبیع مسلم فیہ ہے اور کنیز

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۵.

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۳-۴۹۶.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۶.

راس المال وثمن ہے نہ کہ مبیع۔(4)

مسئلہ ۴۵: رب السلم نے مسلم فیہ کو مسلم الیہ کے ہاتھ راس المال کے بدلے میں بیچ ڈالا تو یہ اقالہ صحیح نہیں ہے بلکہ تصرف ناجائز ہے۔ راس المال سے زیادہ میں بیع کیا جب بھی ناجائز ہے۔(5)

مسئلہ ۴۶: سو روپے راس المال ہیں یہ مصالحت ہوئی کہ مسلم الیہ رب السلم کو دو سو یا ڈیڑھ سو واپس دے گا اور سلم سے دست بردار ہوگا یہ ناجائز و باطل ہے یعنی اقالہ صحیح ہے مگر راس المال سے جو کچھ زیادہ واپس دینا قرار پایا ہے وہ باطل ہے صرف راس المال ہی واپس کرنا ہوگا اور اگر پچاس روپیہ میں مصالحت ہوئی (یعنی صلح ہوئی) تو نصف سلم کا اقالہ ہوا اور نصف بدستور باقی ہے۔(6)

مسئلہ ۴۷: رب السلم و مسلم الیہ میں اختلاف ہوا مسلم الیہ یہ کہتا ہے کہ خراب مال دینا قرار پایا تھا رب السلم یہ کہتا ہے یہ شرط تھی ہی نہیں نہ اچھے کی نہ بُرے کی یا ایک کہتا ہے ایک ماہ کی میعاد تھی دوسرا کہتا ہے کوئی میعاد ہی نہ تھی تو اُس کا قول معتبر ہوگا جو خراب ادا کرنے کی شرط یا میعاد ظاہر کرتا ہے جو منکر ہے اُس کا قول معتبر نہیں کہ یہ ایکدم اس ضمن میں سلم کو ہی اُڑا دینا چاہتا ہے اور اگر میعاد کی کمی بیشی میں اختلاف ہوا تو اُس کا قول معتبر ہوگا جو کم بتاتا ہے یعنی رب السلم کا کیونکہ یہ مدت کم بتائے گا تاکہ جلد مسلم فیہ کو وصول کرے اور اگر میعاد کے گزر جانے میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے گزر گئی دوسرا کہتا ہے باقی ہے تو اُس کا قول معتبر ہے جو کہتا ہے ابھی باقی ہے یعنی مسلم الیہ کا اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو گواہ بھی اسی کے معتبر ہیں۔(7)

مسئلہ ۴۸: عقد سلم جس طرح خود کر سکتا ہے وکیل سے بھی کرا سکتا ہے، یعنی سلم کے لیے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل (وکیل بنانا) درست ہے اور وکیل کو تمام اُن شرائط کا لحاظ کرنا ہوگا جن پر سلم کا جواز موقوف ہے۔ (یعنی جن پر بیع سلم کے جائز ہونے کا دارومدار ہے) اس صورت میں وکیل سے مطالبہ ہوگا اور وکیل ہی مطالبہ بھی کریگا یہی راس المال مجلس عقد میں دے گا اور یہی مسلم فیہ وصول کریگا۔ اگر وکیل نے موکل کے روپے دیے ہیں مسلم فیہ وصول کر کے موکل کو دیدے اور اپنے روپے دیے ہیں تو موکل سے وصول کرے اور اگر اب تک وصول نہیں ہوئے تو مسلم فیہ پر قبضہ کر کے

---

(4) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۵۔

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۶۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۶۔۱۹۷۔

(7) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۴۹۸۔

والھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۶۔

اُسے موکل سے روک سکتا ہے جب تک موکل روپیہ نہ دے یہ چیز نہ دے۔(8)

مسئلہ ۴۹: وکیل نے اپنے باپ، ماں یا بیٹے یا بی بی سے عقد سلم کیا یہ ناجائز ہے۔(9)

❁❁❁❁❁

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الخامس، ج۳، ص۱۹۸۔

(9) الفتاوی الخانیۃ، کتاب البیوع، باب السلم، فصل فیما یجوز فیہ السلم۔۔۔الخ، ج۱، ص۳۳۶۔

استصناع کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوائی جاتی ہے اس کو استصناع کہتے ہیں اگر اس میں کوئی میعاد مذکور ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو تو وہ سلم ہے۔ تمام وہ شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے اُن کی مراعات (یعنی رعایت) کی جائے یہاں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں بلکہ صرف یہ دیکھیں گے کہ اس میں سلم جائز ہے یا نہیں اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہو تو استصناع ہے اور اس کے جواز کے لیے تعامل ضروری ہے یعنی جس کے بنوانے کا رواج ہے جیسے موزہ۔ جوتا۔ ٹوپی وغیرہ اس میں استصناع درست ہے اور جس میں رواج نہ ہو جیسے کپڑا بنوانا۔ کتاب چھپوانا اُس میں صحیح نہیں۔(1)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب السلم، ج۷، ص۵۰۰۔۵۰۴۔

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: علما کا اختلاف ہے کہ استصناع کو بیع قرار دیا جائے یا وعدہ، جس کو بنوایا جاتا ہے وہ معدوم شے ہے اور معدوم کی بیع نہیں ہوسکتی لہٰذا وعدہ ہے جب کاریگر بنا کر لاتا ہے اُس وقت بطور تعاطی بیع ہوجاتی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ بیع ہے تعامل نے خلاف قیاس اس بیع کو جائز کیا اگر وعدہ ہوتا تو تعامل کی ضرورت نہ ہوتی، ہر جگہ استصناع جائز ہوتا۔ استصناع میں جس چیز پر عقد ہے وہ چیز ہے، کاریگر کا عمل معقود علیہ نہیں، لہٰذا اگر دوسرے کی بنائی ہوئی چیز لایا یا عقد سے پہلے بنا چکا تھا وہ لایا اور اس نے لے لی درست ہے اور عمل معقود علیہ ہوتا تو درست نہ ہوتا۔(1)

مسئلہ ۲: جو چیز فرمائش کی بنائی گئی وہ بنوانے والے کے لیے متعین نہیں جب وہ پسند کرلے تو اُس کی ہوگی اور اگر کاریگر نے اُس کے دکھانے سے پہلے ہی بیچ ڈالی تو بیع صحیح ہے اور بنوانے والے کے پاس پیش کرنے پر کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ اُسے نہ دے دوسرے کو دیدے۔ بنوانے والے کو اختیار ہے کہ لے یا چھوڑ دے۔ عقد کے بعد کاریگر کو یہ اختیار نہیں کہ نہ بنائے۔ عقد ہوجانے کے بعد بنانا لازم ہے۔(2)

❁❁❁❁❁

---

(1) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج۲، ص۷۷.

(2) المرجع السابق.

بیع کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: مٹی کی گائے، بیل، ہاتھی، گھوڑا، اوران کے علاوہ دوسرے کھلونے بچوں کے کھیلنے کے لیے خریدنا ناجائز ہے اوران چیزوں کی کوئی قیمت بھی نہیں اگر کوئی شخص انھیں توڑ پھوڑ دے تو اُس پر تاوان بھی واجب نہیں۔ (1)

مسئلہ ۲: کُتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکرا، (2) بہری، (ایک شکاری پرندہ) ان سب کی بیع جائز ہے۔ شکاری جانور معلم (سکھائے ہوئے) ہوں یا غیر معلم دونوں کی بیع صحیح ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ قابل تعلیم ہوں، کٹکھنا (کاٹنے والا) کُتا جو قابل تعلیم نہیں ہے اُس کی بیع درست نہیں۔ (3)

مسئلہ ۳: بندر کو کھیل اور مذاق کے لیے خریدنا منع ہے اور اُس کے ساتھ کھیلنا اور تمسخر کرنا (مذاق وغیرہ کرنا) حرام۔ (4)

مسئلہ ۴: جانور یا زراعت یا کھیتی یا مکان کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے کُتا پالنا جائز ہے اور یہ مقاصد نہ ہوں تو پالنا ناجائز (5) اور جس صورت میں پالنا جائز ہے اُس میں بھی مکان کے اندر نہ رکھے البتہ اگر چور یا دشمن کا

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۵.

(2) شکرہ، باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۵.

(4) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۰۶.

(5) حدیث میں ہے جس کو بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے کُتا پالا، اُس کے عمل میں سے ہر روز دو قیراط کم ہوجائیں گے، سوا اُس کُتے کے جو جانور کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے ہو۔ قیراط ایک مقدار ہے، واللہ تعالٰی اعلم وہ کتنی بڑی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح والصید...الخ، باب من اقتنی کلباً ...الخ، الحدیث:۵۴۸۰-۵۴۸۲، ج۳، ص۵۵۱، ۵۵۲ وصحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الامر بقتل الکلاب...الخ، الحدیث:۴۸-۵۵ (۱۵۷۴)، ص۸۴۸، ۸۴۹.)

دوسری حدیث بخاری و مسلم کی ہے جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے، یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کُتا پالا اُس کے عمل سے ہر روز ایک قیراط کی کمی ہوگی مگر وہ کُتا کہ جانور یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو یا شکار کے لیے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الامر بقتل الکلاب...الخ، الحدیث:۵۶-(۱۵۷۴)، ص۸۴۹.) ←

خوف ہے تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۵: مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور مینڈک، کیکڑا (7) وغیرہ اور حشرات الارض چوہا، چھچھوندر (8)،

پہلی حدیث میں دو قیراط اور دوسری میں ایک قیراط کی کمی بتائی گئی، شاید یہ تفاوت کتے کی نوعیت کے اختلاف سے ہو یا پالنے والے کی دلچسپی کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم، اس وجہ سے سزا مختلف بیان فرمائی۔ تیسری حدیث صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کا حکم فرمایا، اس کے بعد قتل سے منع فرمایا اور یہ فرمادیا: کہ وہ کتا جو بالکل سیاہ ہو اور اُس کی آنکھوں کے اوپر دو سپید نقطے ہوں، اُنھیں مارڈالو کہ وہ شیطان ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الأمر بقتل الکلاب... إلخ، الحدیث: ۴۷-(۱۵۷۲)، ص۸۴۸.)

چوتھی حدیث صحیحین میں ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کتا اور تصویریں ہوتی ہیں، اُس میں فرشتے نہیں آتے۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب... إلخ، الحدیث: ۳۳۲۲، ج۲، ص۴۰۹، وصحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان... إلخ، الحدیث: ۸۷-(۲۱۰۶)، ص۱۱۶۶.)

پانچویں حدیث صحیح مسلم میں ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک دن صبح کو غمگین تھے اور یہ فرمایا: کہ جبریل علیہ السلام نے آج رات میں ملاقات کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے، واللہ اُنھوں نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خیال ہوا کہ خیمے کے نیچے کتے کا پلا ہے، اُس کے نکال دینے کا حکم فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اُس جگہ کو دھویا۔ شام کو جبریل علیہ السلام آئے، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شب گزشتہ تم نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا، کیوں نہیں آئے؟ عرض کی، ہم اُس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان... إلخ، الحدیث: ۸۲-(۲۱۰۵)، ص۱۱۶۵.)

چھٹی حدیث دارقطنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعض انصار کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور اُن کے قریب دوسرے انصار کا مکان تھا، ان کے یہاں تشریف نہیں لیجاتے۔ ان لوگوں پر یہ بات شاق گزری اور عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فلاں کے یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے۔ فرمایا: میں اس لیے تمھارے یہاں نہیں آتا کہ تمھارے گھر میں کتا ہے۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الطھارۃ، باب الآسار، الحدیث: ۱۷۶، ج۱، ص۹۱.)

(6) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ج۶، ص۲۴۶.

(7) ایک آبی کیڑا جو بچھو کے مشابہ ہوتا ہے۔

(8) ایک قسم کا چوہا جو رات کے وقت نکلتا ہے۔

گھونس (9)، چھپکلی، گرگٹ، گوہ، (ایک رینگنے والا جانور جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے) بچھو، چیونٹی کی بیع نا جائز ہے۔(10)

مسئلہ ۶: کافر ذمی بیع کی صحت وفساد کے معاملہ میں مسلم کے حکم میں ہے، یہ بات البتہ ہے کہ اگر وہ شراب وخنزیر کی بیع وشرا کریں تو ہم اُن سے تعرض نہ کریں گے۔(11)

مسئلہ ۷: کافر نے اگر مصحف شریف (قرآن مجید) خریدا ہے تو اُسے مسلمان کے ہاتھ فروخت کرنے پر مجبور کریں گے۔(12)

مسئلہ ۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز فلاں شخص کے ہاتھ ہزار روپے میں بیع کردو اور ہزار روپے کے علاوہ پانسو ثمن کا میں ضامن ہوں اُس نے بیع کردی یہ بیع جائز ہے ہزار روپے مشتری (خریدار) سے لے گا اور پانسو ضامن سے اور اگر ضامن نے ثمن کا لفظ نہیں کہا تو ہزار ہی روپے میں بیع ہوئی ضامن سے کچھ نہیں ملے گا۔(13)

مسئلہ ۹: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور مبیع پر نہ قبضہ کیا نہ ثمن ادا کیا اور غائب ہوگیا مگر معلوم ہے کہ فلاں جگہ ہے تو قاضی یہ حکم نہیں دے گا کہ اسے بیچ کر ثمن وصول کرے اور اگر معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے اور گواہوں سے قاضی کے سامنے اس نے بیع ثابت کردی تو قاضی یا اس کا نائب بیع کر کے ثمن ادا کردے اگر کچھ بچ رہے تو اُس کے لیے محفوظ رکھے اور کمی پڑے تو مشتری (خریدار) جب مل جائے اُس سے وصول کرے۔(14)

مسئلہ ۱۰: دو شخصوں نے مل کر کوئی چیز ایک عقد میں خریدی اور ان میں سے ایک غائب ہوگیا معلوم نہیں کہاں ہے جو موجود ہے وہ پورا ثمن دے کر بائع سے چیز لے سکتا ہے بائع دینے سے انکار نہیں کرسکتا یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب تک تمھارا ساتھی نہیں آئے گا میں تم کو تنہا نہیں دونگا اور جب مشتری (خریدار) نے پورا ثمن دیکر مبیع پر قبضہ کرلیا اب اس کا ساتھی آجائے تو اُس کے حصہ کا ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع پر قبضہ دینے سے انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ جب تک

---

(9) ایک قسم کا بڑا چوہا۔

(10) فتح القدیر، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ج ۶، ص ۲۴۶۔

(11) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ج ۲، ص ۷۸۔

(12) تنویر الابصار، کتاب البیوع، ج ۷، ص ۵۰۹۔

(13) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، ج ۲، ص ۷۸۔

(14) الدر المختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج ۷، ص ۵۱۱۔

ثمن نہیں ادا کروگے قبضہ نہیں دوں گا اور یہ یعنی بائع کا مشتری (خریدار) حاضر کو پوری مبیع دینا اُس وقت ہے جب کہ مبیع غیر مثلی (یعنی اس کی مثل نہ ہو) قابل قسمت (تقسیم ہونے کے قابل) نہ ہو جیسے جانور لونڈی غلام اور اگر قابل قسمت ہو جیسے گیہوں وغیرہ تو صرف اپنے حصہ پر قبضہ کرسکتا ہے کل مبیع پر قبضہ دینے کے لیے بائع مجبور نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۱: یہ کہا کہ یہ چیز ہزار روپے اور اشرفیوں میں خریدی تو پانسو روپے اور پانسو اشرفیاں دینی ہوں گی تمام معاملات میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب چند چیزیں ذکر کی جائیں تو وزن یا ناپ یا عدد اُن سب کے مجموعہ سے پورا کریں گے اور سب کو برابر برابر لیں گے۔ مہر، بدل خلع، وصیت، ودیعت، اجارہ، اقرار، غصب سب کا وہی حکم ہے جو بیع کا ہے مثلاً کسی نے کہا فلاں شخص کے مجھ پر ایک من گیہوں اور جَو ہیں تو نصف من گیہوں اور نصف من جَو دینے ہوں گے یا کہا ایک سو انڈے، اخروٹ، سیب ہیں تو ہر ایک میں سے سو کی ایک ایک تہائی۔ سو گز فلاں فلاں کپڑا تو دونوں کے پچاس پچاس گز۔(16)

مسئلہ ۱۲: مکان خریدا بائع سے کہتا ہے دستاویز (تحریری ثبوت) لکھدو بائع دستاویز لکھنے پر مجبور نہیں اور اس پر بھی مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ گھر سے جاکر دوسروں کو اس بیع کا گواہ بنائے ہاں اگر دستاویز کا کاغذ اور گواہان عادل اس کے پاس مشتری (خریدار) لایا تو صکاک (دستاویز لکھنے والا) اور گواہوں کے سامنے انکار نہیں کرسکتا مجبور ہے کہ اقرار کرے ورنہ حاکم کے سامنے معاملہ پیش کیا جائے گا اور وہاں اگر اقرار کرے تو گویا بیع کی رجسٹری ہوگئی۔(17) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب شریعت پر لوگ عمل کرتے تھے اور کذب وفساد (جھوٹ بولنے اور لڑائی جھگڑوں) سے گریز کرتے تھے اسلام کے مطابق بیع وشرا کرتے تھے اس زمانہ فساد میں اگر دستاویز نہ لکھی جائے تو بیع کرکے مکرتے ہوئے کچھ دیر بھی نہ لگے اور بغیر دستاویز بلکہ بلا رجسٹری انگریزی کچہریوں میں مشتری (خریدار) کی کوئی بات بھی نہ پوچھے اُس زمانہ میں احیاءِ حق کی یہی صورت ہے (یعنی اپنا حق ثابت کرنے کی یہی صورت ہے) کہ دستاویز لکھی جائے اور اس کی رجسٹری

---

(15) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورہ، ج۲، ص۷۸۔

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ج۶، ص۲۵۴۔

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضی ایداع مال غائب۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۵۱۲۔

(16) الھدایۃ، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ص۷۹۔

وفتح القدیر، کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورۃ، ج۶، ص۲۵۵۔

وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضی ایداع مال غائب۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۵۱۲۔

(17) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی البھرجۃ والزیوف۔۔۔ إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔

ہو لہٰذا بائع کو اس زمانہ میں اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

مسئلہ ۱۳: پورانی دستاویز جن کے ذریعہ سے یہ شخص مکان کا مالک ہے مشتری (خریدار) طلب کرتا ہے بائع کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ مشتری (خریدار) کو دیدے ہاں اگر ضرورت پڑے کہ بغیر اُن دستاویزوں کے کام نہیں چلتا مثلاً کسی نے یہ مکان غصب کر لیا اور گواہوں سے کہا جاتا ہے شہادت دو کہ یہ مکان فلاں کا تھا وہ کہتے ہیں جب تک ہم دستاویز میں اپنے دستخط نہ دیکھ لیں گواہی نہیں دیں گے ایسی صورت میں دستاویز کا پیش کرنا ضروری ہے کہ بغیر اس کے احیاء حق نہیں ہوتا۔(18)

مسئلہ ۱۴: شوہر نے روئی خریدی عورت نے اُس کا سُوت کاتا (چرخے پر روئی سے دھاگا بنایا) کل سُوت شوہر کا ہے عورت کو کاتنے کی اجرت بھی نہیں مل سکتی۔(19)

مسئلہ ۱۵: عورت نے اپنے مال سے شوہر کو کفن دیا یا ورثہ میں سے کسی نے میت کو کفن دیا اگر ویسا ہی کفن ہے جیسا دینا چاہیے تو ترکہ میں سے اُس کا صرفہ (خرچہ) لے سکتا ہے اور اُس سے بیش (زیادہ) ہے تو جو کچھ زیادتی ہے وہ نہیں ملے گی اور اجنبی نے کفن دیا ہے تو تبرع ہے اسے کچھ نہیں مل سکتا۔(20)

مسئلہ ۱۶: حرام طور پر کسب کیا یا پرایا مال غصب کر لیا اور اس سے کوئی چیز خریدی اس کی چند صورتیں ہیں:

1 بائع کو یہ روپیہ پہلے دیدیا پھر اس کے عوض میں چیز خریدی۔ 2 یا اسی حرام روپیہ کو معین کر کے اس سے چیز خریدی اور یہی روپیہ دیا۔ 3 اسی حرام سے خریدی مگر دوسرا روپیہ دیا۔ 4 خریدنے میں اس کو معین نہیں کیا یعنی مطلقاً کہا ایک روپیہ کی چیز دو اور یہ حرام روپیہ دیا۔ 5 دوسرے روپے سے چیز خریدی اور حرام روپیہ دیا پہلی دو صورتوں میں مشتری (خریدار) کے لیے وہ مبیع حلال نہیں اور اُس سے جو کچھ نفع حاصل کیا وہ بھی حلال نہیں باقی تین صورتوں میں حلال۔(21)

مسئلہ ۱۷: کسی جاہل شخص کو بطورِ مضاربت روپے دیے معلوم نہیں کہ جائز طور پر تجارت کرتا ہے یا ناجائز طور پر تو نفع میں اس کو حصہ لینا جائز ہے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے حرام طور پر کسب کیا ہے۔(22)

---

(18) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی النبہرجۃ والزیوف والستوقۃ...إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔

(19) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۷۔

(20) الدرالمختار وردالمحتار، باب المتفرقات، مطلب: فی النبہرجۃ...إلخ، ج۷، ص۵۱۷۔۵۱۸۔

(21) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: اذا اکتسب حراماً...إلخ، ج۷، ص۵۱۸۔

(22) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۸۔

مسئلہ ۱۸: کسی نے اپنا کپڑا پھینک دیا اور پھینکتے وقت یہ کہہ دیا جس کا جی چاہے لے لے تو جس نے سُنا ہے لے سکتا ہے اور جو لے گا وہ مالک ہو جائے گا۔(23)

مسئلہ ۱۹: باپ نے نابالغ اولاد کی زمین بیع کر ڈالی اگر اُس کے چال چلن اچھے ہیں یا مستور الحال ہے (یعنی لوگوں کو اس کے چال چلن کے بارے میں معلومات نہیں ہیں) تو بیع درست ہے اور اگر بد چلن ہے مال کو ضائع کرنے والا ہے تو بیع ناجائز ہے یعنی نابالغ بالغ ہو کر اُس بیع کو توڑ سکتا ہے، ہاں اگر اچھے داموں بیچی ہے تو بیع صحیح ہے۔(24)

مسئلہ ۲۰: ماں نے بچہ کے لیے کوئی چیز خریدی اس طور پر کہ ثمن اُس سے نہیں لے گی تو یہ خریدنا درست ہے اور یہ بچہ کے لیے ہبہ قرار پائے گا اُس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ بچہ کو نہ دے۔(25)

مسئلہ ۲۱: مکان خریدا اور اُس میں چمڑا پکاتا ہے یا اُس کو چمڑے کا گودام بنایا ہے جس سے پڑوسیوں کو اذیت (تکلیف) ہوتی ہے اگر وقتی طور پر ہے یہ مصیبت برداشت کی جاسکتی ہے اور اس کا سلسلہ برابر جاری ہے تو اس کام سے وہاں روکا جائے گا۔(26)

مسئلہ ۲۲: بکری کا گوشت کہہ کر خریدا اور نکلا بھیڑ کا یا گائے کا کہہ کر لیا اور نکلا بھینس کا یا خصی (وہ جانور جس کے فوطے نکال دیئے گئے ہوں) کا گوشت لیا اور معلوم ہوا کہ خصی نہیں ان سب صورتوں میں واپس کرسکتا ہے۔(27)

مسئلہ ۲۳: شیشہ کے برتن بیچنے والے سے برتن کا نرخ کر رہا تھا اُس نے ایک برتن دیکھنے کے لیے اسے دیا دیکھ رہا تھا اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دوسرے برتنوں پر گرا اور سب ٹوٹ گئے تو جو اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹا اس کا تاوان نہیں اور اس کے گرنے سے جو دوسرے ٹوٹے اُن کا تاوان دینا پڑے گا۔(28)

مسئلہ ۲۴: گیہوں میں جَو ملا دیے ہیں اگر جَو اوپر ہیں دکھائی دیتے ہیں تو بیع میں حرج نہیں اور ان کا آٹا پسوالیا ہے تو اس کا بیچنا جائز نہیں، جب تک یہ ظاہر نہ کردے کہ اس میں اتنے گیہوں ہیں اور اتنے جَو۔(29)

---

(23) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۱۸.

(24) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: اذا اکتسب حراماً... إلخ، ج۷، ص۵۱۹.

(25) المرجع السابق.

(26) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۲۰.

(27) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۲۰.

(28) المرجع السابق، ص۵۲۳.

(29) المرجع السابق.

کیا چیز شرط فاسد سے فاسد ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں

تنبیہ: کیا چیز شرط سے فاسد ہوتی ہے اور کیا نہیں ہوتی اور کس کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں اور کس کو نہیں کر سکتے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب مال کو مال سے تبادلہ کیا جائے وہ شرط فاسد سے فاسد ہوگا جیسے بیع کہ شروط فاسدہ سے بیع ناجائز ہوجاتی ہے جس کا بیان پہلے مذکور ہوا اور جہاں مال کو مال سے بدلنا نہ ہو وہ شرط فاسد سے فاسد نہیں خواہ مال کو غیر مال سے بدلنا ہو جیسے نکاح، طلاق، خلع علی المال (مال کے عوض خلع) یا از قبیل تبرعات (تبرع کی جمع) ہو جیسے ہبہ۔ وصیت ان میں خود وہ شروطِ فاسدہ ہی باطل ہوجاتی ہیں اور قرض اگرچہ انتہاءً مبادلہ (باہم تبادلہ) ہے مگر ابتداءً چونکہ تبرع ہے، شرط فاسد سے فاسد نہیں۔

دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز از قبیل تملیک یا تقیید ہو(1) اس کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے تملیک کی مثال بیع، اجارہ، ہبہ، صدقہ، نکاح، اقرار وغیرہ۔ تقیید کی مثال رجعت، وکیل کو معزول کرنا، غلام کے تصرفات روک دینا۔ اور اگر تملیک تقیید نہ ہو بلکہ از قبیل اسقاط ہو (یعنی ساقط کرنے کی قسم سے ہو) جیسے طلاق یا از قبیل التزامات یا اطلاقات (2) یا ولایات (یعنی کسی کو قاضی یا خلیفہ بنانا) یا تحریضات (یعنی ابھارنا جیسے امیر لشکر کا یہ کہنا جو فلاں کافر کو قتل کریگا اس کے لئے یہ انعام ہے) ہو تو شرط پر معلق کر سکتے ہیں۔ وہ چیزیں جو شرط فاسد سے فاسد ہوتی ہیں اور ان کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے حسب ذیل ہیں ان میں بعض وہ ہیں کہ اُن کی تعلیق درست نہیں ہے مگر اُن میں شرط لگا سکتے ہیں۔ 1 بیع۔ 2 تقسیم۔ 3 اجارہ۔ 4 اجازہ۔ (اجازت) 5 رجعت۔ 6 مال سے صلح۔ 7 دَین سے ابرا یعنی دَین کی معافی۔ 8 مزارعہ۔ 9 معاملہ۔ 10 اقرار۔ 11 وقف۔ 12 تحکیم (یعنی پنچ بنانا)۔ 13 عزل وکیل۔ (وکیل کو معزول کرنا) 14 اعتکاف۔(3)

مسئلہ ۲۵: یہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ شرط فاسد سے بیع فاسد ہوجاتی ہے۔ اگر عقد میں شرط داخل نہیں ہے مگر بعد عقد متصلاً شرط ذکر کردی تو عقد صحیح ہے مثلاً لکڑیوں کا گٹھا خریدا اور خریدنے میں کوئی شرط نہ تھی فوراً ہی یہ کہا تمھیں

---

(1) مالک بنانے یا کسی چیز کے ساتھ مقید کرنے کی قسم سے ہو۔

(2) التزامات جیسے نماز، روزہ، اطلاقات جیسے غلام کو تجارت کی اجازت دینا وغیرہ۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد... الخ، ج ۷، ص ۵۲۵۔۵۳۸۔
والبحرالرائق، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج ۶، ص ۲۹۷۔۳۰۷۔

میرے مکان پر پہنچانا ہوگا۔(4)

مسئلہ ۲۶: بیع کو کسی شرط پر معلق کیا مثلاً فلاں کام ہوگا یا فلاں شخص آئے گا تو میرے تمھارے درمیان بیع ہے یہ بیع صحیح نہیں صرف ایک صورت اس کے جواز کی ہے وہ یہ کہ یوں کہا اگر فلاں شخص راضی ہوا تو بیع ہے اور اس میں تین دن تک کی مدت مذکور ہو کہ یہ شرط خیار ہے اور اجنبی کو بھی خیار دیا جاسکتا ہے جس کا بیان گزر چکا ہے۔(5)

مسئلہ ۲۷: تقسیم کی صورت یہ ہے کہ لوگوں کے ذمہ میت کے دین ہیں ورثہ نے ترکہ کو اس طرح تقسیم کیا کہ فلاں شخص دَین لے اور باقی ورثہ عین (جو چیزیں موجود ہیں) لیں گے یہ تقسیم فاسد ہے یا یوں کہ فلاں شخص نقد (روپیہ اشرفی) لے اور فلاں شخص سامان یا اس شرط سے تقسیم کی کہ فلاں اس کا مکان ہزار روپے میں خرید لے یا فلاں چیز ہبہ کردے یا صدقہ کردے یہ سب صورتیں فاسد ہیں اور اگر یوں تقسیم ہوئی کہ فلاں شخص کو حصہ سے فلاں چیز زائد دی جائے یا مکان تقسیم ہوا اور ایک کے ذمہ کچھ روپے کردیے گئے کہ اتنے روپے شریک کو دے یہ تقسیم جائز ہے۔(6)

مسئلہ ۲۸: اجارہ کی صورت یہ ہے کہ یہ مکان تم کو کرایہ پر دیا اگر فلاں شخص کل آجائے یا اس شرط سے کہ کرایہ دار اتنا روپیہ قرض دے یا یہ چیز ہدیہ کرے یہ اجارہ فاسد ہے۔ دوکان کرایہ پر دی اور شرط یہ کی کہ کرایہ دار اس کی تعمیر یا مرمت کرائے یا دروازہ لگوائے یا کہگل (پلستر) کرائے اور جو کچھ خرچ ہو کرایہ میں مجرا کرے (کاٹ دے یعنی کرایہ کی رقم سے کٹوتی کرے) اس طرح اجارہ فاسد ہے کہ کرایہ دار پر دوکان کا واجبی کرایہ جو ہونا چاہیے وہ واجب ہے وہ نہیں جو باہم طے ہوا اور جو کچھ مرمت کرانے میں خرچ ہوا وہ لے گا بلکہ نگرانی اور بنوانے کی اُجرت مثل بھی پائے گا۔(7)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے دوسرے کا مکان غصب کرلیا مالک نے غاصب سے کہا میرا مکان خالی کردے ورنہ اتنے روپے ماہوار کرایہ لوں گا یہ اجارہ صحیح ہے اور یہ صورت اُس قاعدہ سے مستثنٰی ہے۔(8)

مسئلہ ۳۰: اجازت کی مثال یہ ہے کہ بالغہ عورت کا اُس کے ولی یا فضولی نے نکاح کردیا جو اس کی اجازت پر موقوف ہے اُس کو نکاح کی خبر دی گئی تو یہ کہا میں نے اس نکاح کو جائز کیا اگر میری ماں بھی اس کو پسند کرے یہ اجازت

---

(4) الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب الحضانۃ، ج۵، ص۲۹ ۵۔

(5) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۶، ص۲۹۸۔

(6) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۶، ص۲۹۹۔

(7) البحرالرائق، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۶، ص۲۹۹۔۳۰۰۔

(8) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۳۰۔

نہیں ہوئی یوں ہی فضولی نے کسی کی چیز بیچ ڈالی مالک کو خبر ہوئی تو اُس نے اجازتِ مشروط دی یا اجازت کو کسی شرط پر معلق کیا تو اجازت نہ ہوئی۔ یوہیں جو چیز ایسی ہو کہ اس کی تعلیق شرط پر نہ ہو سکتی ہو اگر اُس کو اس طرح پر منعقد کیا کہ کسی کی اجازت پر موقوف ہوا اور اجازت دینے والے نے اجازت کو شرط پر معلق کر دیا تو اجازت نہیں ہوئی۔ (9)

مسئلہ ۳۱: صلح کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا دوسرے پر کچھ مال آتا ہے کچھ دے کر دونوں میں مصالحت ہوگئی، (یعنی آپس میں صلح ہوگئی) ظاہر میں یہ صلح ہے مگر معنےٰ کے لحاظ سے بیع ہے لہٰذا شرط کے ساتھ اس قسم کی صلح صحیح نہیں مثلاً یہ کہا کہ میں نے صلح کی اس شرط سے کہ تو اپنے مکان میں مجھے ایک سال تک رہنے دے یا صلح کی کہ اگر فلاں شخص آجائے یہ صلح فاسد ہے۔ یہ بیع اُس وقت ہے جب غیر جنس پر صلح ہو اگر اُسی جنس پر صلح ہوئی تو تین صورتیں ہیں، اگر کم پر ہوئی مثلاً سو آتے تھے پچاس پر ہوئی تو ابرا ہے یعنی پچاس معاف کر دیے اور اتنے ہی پر ہوئی تو آتا ہوا پالیا اور زائد پر ہوئی تو سود و حرام ہے۔ (10)

مسئلہ ۳۲: ابرا اگر شرط متعارف (یعنی ایسی شرط کے ساتھ ہو جو لوگوں میں معروف ہو) سے مشروط ہو یا ایسے امر پر معلق کیا جو فی الحال موجود ہے تو ابرا صحیح ہے مثلاً یہ کہا کہ اگر میرے شریک کو اس کا حصہ تو نے دے دیا تو باقی دَین (قرض) معاف ہے اُس نے شریک کو دے دیا باقی دین معاف ہوگیا یا یہ کہا اگر تجھ پر میرا دَین ہے تو معاف ہے اور واقع میں دَین ہے تو معاف ہوگیا اور اگر شرط متعارف نہ ہو تو معاف نہیں مثلاً میں نے دَین معاف کر دیا اگر فلاں شخص آجائے یا میں نے معاف کیا اس شرط پر کہ ایک ماہ تو میری خدمت کرے یا اگر تو گھر میں گیا تو دَین معاف ہے اگر تو نے پانسو دے دیے تو باقی معاف ہیں اگر تو قسم کھا جائے تو دَین معاف ہے، ان سب صورتوں میں معاف نہ ہوگا۔ (11)

مسئلہ ۳۳: ابرا کی تعلیق (یعنی کسی شرط پر معلق کرنا) اپنی موت پر صحیح ہے اور یہ وصیت کے معنےٰ میں ہے مثلاً مدیون (مقروض) سے یہ کہا اگر میں مرجاؤں تو تجھ پر جو دَین ہے وہ معاف ہے یا معاف ہو جائے گا اور اگر یہ کہا کہ تو مر جائے تو دَین معاف ہے یہ ابرا صحیح نہیں۔ (12)

مسئلہ ۳۴: جس کو اعتکاف میں بیٹھنا ہے وہ یوں نیت کرتا ہے کہ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ

---

(9) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج ۷، ص ۵۳۰-۵۳۱۔

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ما یبطل بالشرط الفاسد... إلخ، ج ۷، ص ۵۳۳۔

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ما یبطل بالشرط الفاسد... إلخ، ج ۷، ص ۵۲۳۔

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونہ اذا مت فانت بریئ، ج ۷، ص ۵۴۳۔

روزہ نہیں رکھوں گا یا جب چاہوں گا حاجت و بے حاجت مسجد سے نکل جاؤں گا، یہ اعتکاف صحیح نہیں۔(13)

مسئلہ ۳۵: کھیت یا باغ اجارہ پر دیا اور نا مناسب شرطیں لگائیں تو یہ اجارہ فاسد ہے مثلاً یہ شرط کہ کام کرنے والوں کے مصارف زمین کا مالک دے گا مزارعت کو فاسد کر دیتا ہے۔(14)

مسئلہ ۳۶: اقرار کی صورت یہ ہے کہ اس نے کہا فلاں کا مجھ پر اتنا روپیہ ہے اگر وہ مجھے اتنا روپیہ قرض دے یا فلاں شخص آجائے یہ اقرار صحیح نہیں۔ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اس نے کہا اگر میں کل نہ آیا تو وہ مال میرے ذمہ ہے اورنہیں آیا یہ اقرار صحیح نہیں۔ یا ایک نے دعویٰ کیا دوسرے نے کہا اگر قسم کھا جائے تو میں دَین دار(مقروض) ہوں اُس نے قسم کھالی مگر یہ اب بھی انکار کرتا ہے تو اُس اقرار مشروط کی وجہ سے اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(15)

مسئلہ ۳۷: اقرار کو کل آنے پر معلق کیا(یعنی مشروط کیا) یا اپنے مرنے پر معلق کیا یہ تعلیق درست ہے مثلاً اس کے مجھ پر ہزار روپے ہیں جب کل آجائے یا مہینہ ختم ہوجائے یا عید الفطر آجائے کہ یہ حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ ادائے دَین کا وقت ہے یا کہا فلاں کے مجھ پر ہزار روپے ہیں اگر میں مرجاؤں یہ بھی حقیقۃً تعلیق نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرنا ہے کہ میرے مرنے کے بعد ورثہ دینے سے انکار کریں تو لوگ گواہ رہیں کہ یہ دَین میرے ذمہ ہے یہ اقرار صحیح ہے اور روپے فی الحال واجب الادا ہیں(یعنی فوراً ادائیگی واجب ہے)مرے یا زندہ رہے روپے بہر حال اس کے ذمہ ہیں۔(16)

مسئلہ ۳۸: تحکیم یعنی کسی کو پنچ بنانا اس کو شرط پر معلق کیا مثلاً یہ کہا جب چاند ہوجائے توتم ہمارے درمیان میں پنچ ہو یہ تحکیم صحیح نہیں۔(17) بعض وہ چیزیں ہیں کہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتیں بلکہ باوجود ایسی شرط کے وہ چیز صحیح ہوتی ہے، وہ یہ ہیں:

(۱) قرض، (۲) ہبہ، (۳) نکاح، (۴) طلاق، (۵) خلع، (۶) صدقہ، (۷) عتق، (آزادی) (۸) رہن، (۹) ایصا، (وصیت کرنا) (۱۰) وصیت، (۱۱) شرکت، (۱۲) مضاربت، (۱۳) قضا، (۱۴) امارات، (۱۵) کفالہ، (۱۶) حوالہ،

---

(13) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونہ اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۶۔

(14) المرجع السابق۔

(15) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونہ اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۶۔

(16) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: قال لمدیونہ اذا مت فانت بریئ، ج۷، ص۵۳۶۔

(17) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، ج۷، ص۵۳۸۔

(۱۷)وکالت، (۱۸)اقالہ، (۱۹) کتابت، (۲۰) غلام کوتجارت کی اجازت، (۲۱)لونڈی سے جو بچہ ہوا اُس کی نسبت یہ دعویٰ کہ میرا ہے، (۲۲) قصداً قتل کیا ہے اس سے مصالحت، (۲۳)کسی کو مجروح کیا ہے (یعنی کسی کو زخمی کیا ہے) اُس سے صلح، (۲۴) بادشاہ کا کفار کو ذمہ دینا، (۲۵) بیع میں عیب پانے کی صورت میں اس کے واپس کرنے کوشرط پر معلق کرنا، (۲۶) خیار شرط میں واپسی کو معلق بر شرط کرنا، (یعنی خیار شرط میں واپسی کوکسی شرط پر معلق کرنا) (۲۷) قاضی کی معزولی۔

جن چیزوں کوشرط پر معلق کرنا جائز ہے وہ اسقاط محض ہیں جن کے ساتھ حلف (قسم) کرسکتے ہیں جیسے طلاق، عتاق اوروہ التزامات ہیں جن کے ساتھ حلف کرسکتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج اور تولیات یعنی دوسرے کو ولی بنانا مثلاً قاضی یا بادشاہ وخلیفہ مقرر کرنا۔

وہ چیزیں جن کی اضافت (نسبت) زمانہ مستقبل کی طرف ہوسکتی ہے:

1-اجارہ، 2-فسخ اجارہ، 3-مضاربت، 4-معاملہ، 5-مزارعہ، (کھیتی کرائے پر لینا) 6-وکالت، 7-کفالہ، 8-ایصا، 9-وصیت، 10-قضا، 11-امارت، 12-طلاق، 13-عتاق، 14-وقف، 15-عاریت، 16-اذن تجارت۔

وہ چیزیں جن کی اضافت مستقبل کی طرف صحیح نہیں:

1-بیع، 2-بیع کی اجازت، 3-اس کا فسخ، 4-قسمت، 5-شرکت، 6-ہبہ، 7-نکاح، 8-رجعت، 9-مال سے صلح، 10-دَین سے ابراء۔ (یعنی قرض سے بری کرنا)

❁❁❁❁❁

بیع صرف کا بیان

احادیث

حدیث (۱): صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: سونے کو سونے کے بدلے میں نہ بیچو، مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو، مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زیادہ نہ کرو اور ان میں ادھار کو نقد کے ساتھ نہ بیچو۔ اور ایک روایت میں ہے، کہ سونے کو سونے کے بدلے میں اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں نہ بیچو، مگر وزن کے ساتھ برابر کرکے۔ (1)

حدیث (۲): صحیح مسلم شریف میں ہے، فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں، میں نے خیبر کے دن بارہ دینار کو ایک ہار خریدا تھا جس میں سونا تھا اور پوت، (سوراخ دار موتی) میں نے دونوں چیزیں جدا کیں تو بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا، اس کو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ذکر کیا، ارشاد فرمایا: جب تک جدا نہ کرلیا جائے، بیچا نہ

---

(1) صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب بیع الفضۃ بالفضۃ، الحدیث: ۲۱۷۷، ج۲، ص۳۸.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الربا، الحدیث: ۲۸۱۰، ج۲، ص۱۳۹۔۱۴۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خیال رہے کہ سود کی حرمت صرف ان چھ چیزوں سے خاص نہیں ان چھ چیزوں کا ذکر اس لیے ہے کہ دوسری چیزوں کو بھی اس پر قیاس کیا جاسکے، علت قیاس میں فقہاء کا اختلاف ہے، ہمارے ہاں جنس و وزن یا کیل میں اتحاد علت قیاسی ہیں۔

۲۔ خلاصہ یہ ہے کہ سود دو شخصوں سے قائم ہے دینے والے اور لینے والے سے لہذا سود کے دونوں مجرم ہوں گے کہ ان دونوں نے حرام کاروبار کیا اگرچہ لینے والا بڑا گنہگار ہوگا جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا۔ (مرقات) خیال رہے کہ نام و کام میں یکساں ہونا ہم وزنیت، لہذا گائے اور بکری کے گوشت ہم جنس نہیں کہ نام اگرچہ دونوں کا گوشت ہی ہے مگر کام میں قاعدوں میں فرق ہے اور سونا و لوہا ہم وزن نہیں کہ سونے کے باٹ رتی، ماشہ، تولہ اور لوہے کے باٹ سیر و من ہیں لہذا بکری و گائے کے گوشت میں زیادتی جائز، ایسے ہی سونے و لوہے میں زیادتی حلال ہے کہ بکری کا گوشت ایک سیر دے کر گائے کا گوشت دو سیر لے لیا جائے یا دو تولہ سونا دے کر دو من لوہا لے لیا جائے یا ایک انڈا دو انڈوں کے عوض، ایک گز لٹھا کپڑا دو گز لٹھے کپڑے کے عوض لے لیا جائے کہ انڈے اور کپڑے وزن یا کیلی چیز نہیں بلکہ انڈا عددی ہے اور کپڑا ذرعی یعنی انڈے گن کر اور کپڑا گزوں سے ناپ کر فروخت ہوتے ہیں ان میں زیادتی سود نہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۱۲)

جائے۔(2)

حدیث (۳): امام مالک وابوداود وترمذی وغیرہم ابی الحدثان سے راوی، کہتے ہیں کہ میں سواشرفیاں توڑانا چاہتا تھا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بُلایا اورہم دونوں کی رضامندی ہوگئی اور بیع صَرف ہوگئی۔ اُنھوں نے سونا مجھ سے لے لیا اور اُلٹ پلٹ کردیکھا اور کہا اس کے روپے اُس وقت ملیں گے جب میرا خازن (خزانچی) غابہ(3) سے آجائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُن رہے تھے اُنھوں نے فرمایا: اُس سے جدا نہ ہونا جب تک روپیہ وصول نہ کرلینا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: سونا چاندی کے بدلے میں بیچنا سود ہے، مگر جبکہ دست بدست (یعنی نقد) ہو۔(4)

❁❁❁❁❁

---

(2) صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب بیع القلادۃ...إلخ، الحدیث: ۹۰-(۱۵۹۱)، ص۸۵۸.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔اس طرح کے ہار کے سونے کا وزن بارہ دینار کے وزن سے زائد تھا تو مجھے سونا زیادہ ملا اور موتی کے منکے اس کے علاوہ۔

۲۔کیونکہ ایسی تجارت میں سود کا قوی اندیشہ ہے اگر یہاں ہار کا سونا برابر بھی ہوتا تب بھی سود تھا کہ موتی زائد تھے ایسی صورت میں دینار ہار کے سونے سے زائد چاہئیں تاکہ زیادتی موتی کے مقابل ہوجائے اور عقد میں سود نہ رہے۔ خیال رہے کہ اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ کے لیے تو ایسی تجارت کی ممانعت فرمادی مگر یہ بیع رد نہ فرمائی اور خریدار کو واپسی کا حکم نہ دیا کیونکہ اس زمانہ میں مسئلہ سے ناواقفی عذر تھی کہ قانون سود پورے طور پر نہ واضح ہوا تھا نہ مشتہر، اب اگر ایسا عقد کوئی ناواقفی سے کرے تو واپسی کرنا ہوگا جڑاؤ سنہری ہار اگر سونے کے عوض بیچا جائے تو سونے کا وزن معلوم ہونا بھی ضروری ہے اور جو سونا ہار کے عوض دیا جائے اس کا زیادہ ہونا بھی لازم تاکہ یہ زیادتی ہار کے موتی وغیرہ کے عوض ہوجائے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۴، ص۲۲۰)

(3) مدینے کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔

(4) الموطا للامام مالک، کتاب البیوع، باب ماجاء في الصرف، الحدیث: ۱۳۶۹، ج۲، ص۱۷۱.

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: صرف کے معنی ہم پہلے بتا چکے ہیں یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنا۔ صرف میں کبھی جنس کا تبادلہ جنس سے ہوتا ہے جیسے روپیہ سے چاندی خریدنا یا چاندی کی ریزگاریاں (سکے) خریدنا۔ سونے کو اشرفی سے خریدنا۔ اور کبھی غیر جنس سے تبادلہ ہوتا ہے جیسے روپے سے سونا یا اشرفی خریدنا۔(1)

مسئلہ ۲: ثمن سے مراد عام ہے کہ وہ ثمن خلقی ہو یعنی اسی لیے پیدا کیا گیا ہو چاہے اُس میں انسانی صنعت (انسانی کاریگری) بھی داخل ہو یا نہ ہو چاندی سونا اور ان کے سکے اور زیورات یہ سب ثمنِ خلقی میں داخل ہیں دوسری قسم غیرِ خلقی جس کو ثمنِ اصطلاحی بھی کہتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں کہ ثمنیت کے لیے مخلوق نہیں ہیں مگر لوگ ان سے ثمن کا کام لیتے ہیں ثمن کی جگہ پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسے پیسہ، نوٹ، نِکل (ایک قسم کی دھات جو سفیدی مائل ہوتی ہے) کی ریزگاریاں کہ یہ سب اصطلاحی ثمن ہیں روپے کے پیسے بھنائے جائیں (یعنی چینج کروائے جائیں) یا ریزگاریاں خریدی جائیں یہ صَرف میں داخل ہے۔(2)

مسئلہ ۳: چاندی کی چاندی سے یا سونے کی سونے سے بیع ہوئی یعنی دونوں طرف ایک ہی جنس ہے تو شرط یہ ہے کہ دونوں وزن میں برابر ہوں اور اُسی مجلس میں دست بدست قبضہ ہو یعنی ہر ایک دوسرے کی چیز اپنے فعل سے قبضہ میں لائے اگر عاقدین نے ہاتھ سے قبضہ نہیں کیا بلکہ فرض کرو عقد کے بعد وہاں اپنی چیز رکھدی اور اُس کی چیز لے کر چلا آیا یہ کافی نہیں ہے اور اس طرح کرنے سے بیع ناجائز ہوگئی بلکہ سود ہوا اور دوسرے مواقع میں تخلیہ (خریدار کو مبیع پر قدرت دے دینا) قبضہ قرار پاتا ہے اور کافی ہوتا ہے وزن برابر ہونے کے یہ معنی کہ کانٹے یا ترازو کے دونوں پلّے (پلڑے) میں دونوں برابر ہوں اگرچہ یہ معلوم نہ ہو کہ دونوں کا وزن کیا ہے۔(3) برابری سے مراد یہ ہے کہ عاقدین (عقد کرنے والے یعنی خریدار اور بیچنے والا) کے علم میں دونوں چیزیں برابر ہوں یہ مطلب نہیں کہ حقیقت میں برابر ہونا چاہیے اُن کو برابر ہونا معلوم ہو یا نہ ہو لہٰذا اگر دونوں جانب کی چیزیں برابر تھیں مگر اُن کے علم میں یہ بات نہ تھی بیع ناجائز ہے ہاں اگر

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۲.

(2) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۲.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۳.

اُسی مجلس میں دونوں پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ برابر ہیں تو جائز ہو جائے گی۔(4)

مسئلہ ۴: اتحادِ جنس کی صورت میں کھرے کھوٹے ہونے کا کچھ لحاظ نہ ہوگا یعنی یہ نہیں ہوسکتا کی جدھر کھرا مال (خالص مال) ہے اُدھر کم ہو اور جدھر کھوٹا ہو زیادہ ہو کہ اس صورت میں بھی کمی بیشی (کمی اور زیادتی) سود ہے۔(5)

مسئلہ ۵: اس کا لحاظ نہیں ہوگا کہ ایک میں صنعت (کاریگری) ہے اور دوسرا چاندی کا ڈھیلا (ٹکڑا) ہے یا ایک سکّہ ہے دوسرا ویسا ہی ہے اگر ان اختلافات کی وجہ سے کم و بیش کیا تو حرام و سود ہے مثلاً ایک روپیہ کی ڈیڑھ دو روپے بھر اس زمانے میں چاندی بکتی ہے اور عام طور پر لوگ روپیہ ہی سے خریدتے ہیں اور اس میں اپنی ناواقفی کی وجہ سے کچھ حرج نہیں جانتے حالانکہ یہ سود ہے اور بالا جماع حرام ہے۔ اس لیے فقہا یہ فرماتے ہیں کہ اگر سونے چاندی کا زیور کسی نے غصب کیا اور غاصب نے اُسے ہلاک کر ڈالا تو اُس کا تاوان غیرِ جنس سے دلایا جائے یعنی سونے کی چیز ہے تو چاندی سے دلایا جائے اور چاندی کی ہے تو سونے سے کیونکہ اُسی جنس سے دلانے میں مالک کا نقصان ہے اور بنوائی وغیرہ کا لحاظ کر کے کچھ زیادہ دلایا جائے تو سود ہے یہ دینی نقصان ہے۔(6)

مسئلہ ۶: اگر دونوں جانب ایک جنس نہ ہو بلکہ مختلف جنسیں ہوں تو کمی بیشی میں کوئی حرج نہیں مگر تقابضِ بدلین (یعنی ثمن و مبیع پر قبضہ) ضروری ہے اگر تقابضِ بدلین سے قبل مجلس بدل گئی تو بیع باطل ہوگئی۔ لہٰذا سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے خریدنے میں دونوں جانب کو وزن کرنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وزن تو اس لیے کرنا ضروری تھا کہ دونوں کا برابر ہونا معلوم ہو جائے اور جب برابری شرط نہیں تو وزن بھی ضروری نہ رہا صرف مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے۔ اگر چاندی خریدنی ہو اور سود سے بچنا ہو تو روپیہ سے مت خریدو گنی (سونے کا ایک سکہ) یا نوٹ یا پیسوں سے خریدو۔ دین و دنیا دونوں کے نقصان سے بچو گے۔ یہ حکم ثمنِ خلقی یعنی سونے چاندی کا ہے اگر پیسوں سے چاندی خریدی تو مجلس میں ایک کا قبضہ ضروری ہے دونوں جانب سے قبضہ ضروری نہیں کیونکہ اُن کی ثمنیت منصوص نہیں (یعنی ان کی ثمنیت پر نص وارد نہیں) جس کا لحاظ ضروری ہو عاقدین اگر چاہیں تو ان کی ثمنیت کو باطل کر کے جیسے دوسری چیزیں غیرِ ثمن ہیں اُن کو بھی غیرِ ثمن قرار دے سکتے ہیں (7) مجلس بدلنے کے یہاں یہ معنےٰ ہیں کہ دونوں جدا ہو جائیں ایک

---

(4) فتح القدیر، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۵۹۔

(5) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۱۔

(6) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۴۔

والھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۵۔

وفتح القدیر، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۷۹۔

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۴۔

ایک طرف چلا جائے اور دوسرا دوسری طرف یا ایک وہاں سے چلا جائے اور دوسرا وہیں رہے اور اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو مجلس نہیں بدلی، اگرچہ کتنی ہی طویل مجلس ہو، اگرچہ دونوں وہیں سو جائیں یا بے ہوش ہو جائیں بلکہ اگرچہ دونوں وہاں سے چل دیں مگر ساتھ ساتھ جائیں غرض یہ کہ جب تک دونوں میں جدائی نہ ہو، قبضہ ہوسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۷: ایک نے دوسرے کے پاس کہلا بھیجا کہ میں نے تم سے اتنے روپے کی چاندی یا سونا خریدا دوسرے نے قبول کیا یہ عقد درست نہیں کہ تقابضِ بدلین مجلس واحد میں یہاں نہیں ہوسکتا۔(9) خط وکتابت کے ذریعہ سے بھی بیع صَرف نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۸: بیع صرف اگر صحیح ہو تو اس کے دونوں عوض معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوتے فرض کرو ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک روپیہ ایک روپیہ کے بدلے میں بیع کیا اور ان دونوں کے پاس روپیہ نہ تھا مگر اسی مجلس میں دونوں نے کسی اور سے قرض لے کر تقابض بدلین کیا تو عقد صحیح رہا یا مثلاً اشارہ کرکے کہا کہ میں نے اس روپیہ کو اس روپیہ کے بدلے میں بیچا اور جس کی طرف اشارہ کیا اُسے اپنے پاس رکھ لیا دوسرا اُس کی جگہ دیا جب بھی صحیح ہے۔(10) یہ اُس وقت ہے کہ سونا یا چاندی یا سکے ہوں اور بنی ہوئی چیز مثلاً برتن زیور، ان میں تعین ہوتا ہے۔

مسئلہ ۹: بیع صرف خیارِ شرط سے فاسد ہوجاتی ہے۔ یوہیں اگر کسی جانب سے ادا کرنے کی کوئی مدت مقرر ہوئی مثلاً چاندی آج لی اور روپیہ کل دینے کو کہا یہ عقد فاسد ہے ہاں اگر اُسی مجلس میں خیار شرط اور مدت کو ساقط کردیا تو عقد صحیح ہوجائے گا۔(11)

مسئلہ ۱۰: سونے چاندی کی بیع میں اگر کسی طرف اُدھار ہو تو بیع فاسد ہے اگرچہ اُدھار والے نے جدا ہونے سے پہلے اُسی مجلس میں کچھ ادا کردیا جب بھی کل کی بیع فاسد ہے مثلاً پندرہ روپے کی گنی خریدی اور روپیہ دس دن کے بعد دینے کو کہا مگر اُسی مجلس میں دس روپے دیدیے جب بھی پوری ہی بیع فاسد ہے یہ نہیں کہ جتنا دیا اُس کی مقدار میں جائز ہوجائے ہاں اگر وہیں کل روپے دیدیے تو پوری بیع صحیح ہے۔(12)

مسئلہ ۱۱: سونے چاندی کی کوئی چیز برتن زیور وغیرہ خریدی تو خیار عیب وخیار رویت حاصل ہوگا۔ روپے اشرفی

---

(8) الفتاوی الهندیۃ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ۔۔۔ إلخ، ج۳، ص۲۱۷.

(9) الفتاوی الهندیۃ، کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریفہ ورکنہ۔۔۔ إلخ، ج۳، ص۲۱۷.

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۵۵.

(11) المرجع السابق.

(12) الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصرف، الباب الأول فی تعریفہ۔۔۔ إلخ، ج۳، ص۲۱۸.

میں خیار رویت تو نہیں مگر خیار عیب ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: عقد ہو جانے کے بعد اگر کوئی شرط فاسد پائی گئی تو اس کو اصل عقد سے ملحق کریں گے یعنی اس کی وجہ سے وہ عقد جو صحیح ہوا تھا فاسد ہو گیا مثلاً روپے سے چاندی خریدی اور دونوں طرف وزن بھی برابر ہے اور اُسی مجلس میں تقابض بدلین بھی ہو گیا پھر ایک نے کچھ زیادہ کر دیا یا کم کر دیا مثلاً روپیہ کا سوا روپیہ یا بارہ آنے کر دیے اور دوسرے نے قبول کر لیا وہ پہلا عقد فاسد ہو گیا۔(14)

مسئلہ ۱۳: پندرہ روپے کی اشرفی خریدی اور روپے دیدیے اشرفی پر قبضہ کر لیا اُن میں ایک روپیہ خراب تھا اگر مجلس نہیں بدلی ہے وہ روپیہ پھیر دے (یعنی واپس کر دے) دوسرا لے لے اور جدا ہونے کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ایک روپیہ خراب ہے اُس نے وہ روپیہ پھیر دیا تو اُس ایک روپیہ کے مقابل (بدلے) میں بیع صرف جاتی رہی اب یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ اُس کے بدلے میں دوسرا روپیہ لے بلکہ اُس اشرفی میں ایک روپیہ کی مقدار کا یہ شریک ہے۔(15)

مسئلہ ۱۴: بدل صرف پر جب تک قبضہ نہ کیا ہو اُس میں تصرف نہیں کرسکتا اگر اُس نے اُس چیز کو ہبہ کر دیا یا صدقہ کر دیا یا معاف کر دیا اور دوسرے نے قبول کر لیا بیع صرف باطل ہوگئی اور اگر روپے سے اشرفی خریدی اور ابھی اشرفی پر قبضہ بھی نہیں کیا اور اسی اشرفی کی کوئی چیز خریدی یہ بیع فاسد ہے اور بیع صرف بدستور صحیح ہے یعنی اب بھی اگر اشرفی پر قبضہ کر لیا تو صحیح ہے۔(16)

مسئلہ ۱۵: ایک کنیز (لونڈی) جس کی قیمت ایک ہزار ہے اور اُس کے گلے میں ایک ہزار کا طوق (یعنی گلے کا ہار) پڑا ہے دونوں کو دو ہزار میں خریدا اور ایک ہزار اُسی وقت دیدیا اور ایک ہزار باقی رکھا تو یہ جو ادا کر دیا طوق کا ثمن قرار دیا جائے گا اگرچہ اس کی تصریح نہ کی ہو یا یہ کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں یہ ایک ہزار لو۔ یوہیں اگر بیع میں ایک ہزار نقد دینا قرار پایا ہے اور ایک ہزار اُدھار تو جو نقد دینا ٹھہرا ہے طوق کا ثمن ہے۔ یوہیں اگر سو روپے میں تلوار خریدی جس میں پچاس روپے کا چاندی کا سامان لگا ہے اور اُسی مجلس میں پچاس دیدیے تو یہ اُس سامان کا ثمن قرار پائے گا یا عقد ہی میں پچاس روپے نقد اور پچاس اُدھار دینا قرار پایا تو یہ پچاس چاندی کے ہیں اگرچہ تصریح نہ کی ہو یا کہہ دیا ہو کہ دونوں کے ثمن میں سے پچاس لے لو بلکہ کہہ دیا ہو کہ تلوار کے ثمن میں سے پچاس روپے وصول کرو کیونکہ وہ آرائش

---

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج ۷، ص ۵۵۶.

(14) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج ۷، ص ۵۵۶.

(15) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج ۷، ص ۵۵۶.

(16) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج ۷، ص ۵۵۶.

کی چیزیں تلوار کے تابع ہیں تلوار بول کر وہ سب ہی کچھ مراد لیتے ہیں نہ کہ محض لوہے کا پھل البتہ اگر یہ کہہ دیا کہ یہ خاص تلوار کا ثمن ہے تو بیع فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر اس مجلس میں طوق اور تلوار کی آرائش کا ثمن بھی ادا نہیں کیا گیا اور دونوں متفرق ہوگئے تو طوق و آرائش کی بیع باطل ہوگئی لونڈی کی صحیح ہے اور تلوار کی آرائش بلاضرر اُس سے علٰحدہ ہوسکتی ہے تو تلوار کی صحیح ہے ورنہ اس کی بھی باطل۔(17)

مسئلہ ۱۶: تلوار میں جو چاندی ہے اُس کو ثمن کی چاندی سے کم ہونا ضروری ہے اگر دونوں برابر ہیں یا تلوار والی ثمن سے زیادہ ہو یا معلوم نہ ہو کہ کون زیادہ ہے کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے تو ان صورتوں میں بیع درست ہی نہیں پہلی دونوں صورتوں میں یقیناً سود ہے اور تیسری صورت میں سود کا احتمال ہے اور یہ بھی حرام ہے اس کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب ایسی چیز جس میں سونے چاندی کے تار یا پتر (پتلے چوڑے ٹکڑے) لگے ہوں اُس کو اُسی جنس سے بیع کیا جائے تو ثمن کی جانب اُس سے زیادہ سونا یا چاندی ہونا چاہیے جتنا اُس چیز میں ہے تاکہ دونوں طرف کی چاندی یا سونا برابر کرنے کے بعد ثمن کی جانب میں کچھ بچے جو اُس چیز کے مقابل میں ہو اگر ایسا نہ ہو تو سود اور حرام ہے اور اگر غیر جنس سے بیع ہو مثلاً اُس میں سونا ہے اور ثمن روپے ہیں تو فقط تقابض بدلین (ثمن و مبیع پر قبضہ) شرط ہے۔(18)

مسئلہ ۱۷: لچکا، (زری کی تیار کی ہوئی بیل) گوٹا(19) اگرچہ ریشم سے بُنا جاتا ہے مگر مقصود اُس میں ریشم نہیں ہوتا اور وزن سے ہی بکتا بھی ہے، لہٰذا دونوں جانب وزن برابر ہونا ضروری ہے لیس،(20) پیمک (21) وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸: بعض کپڑوں میں چاندی کے بادلے (چاندی کے چپٹے تار) بُنے جاتے ہیں۔ آنچل (دوپٹے کا سرا) اور کنارے ہوتے ہیں جیسے بنارسی عمامہ اور بعض میں درمیان میں پھول ہوتے ہیں جیسے گلبدن (22) اس میں

---

(17) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۲۔

(18) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۰۔

وفتح القدیر، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۶۶۔

(19) سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنا ہوا فیتا یا زری کی تیار کی ہوئی گوٹ، یا کناری جو عموماً عورتوں کے لباس پر زینت کے لیے ٹانکی جاتی ہے۔

(20) ریشمی یا سوتی ڈورے سے بنی ہوئی پٹی، بیل جس پہ سونے، چاندی کے تار لگے ہوتے ہیں۔

(21) گوٹا جو کلابتوں سے بنایا اور انگرکھوں اور ٹوپیوں وغیرہ پر لگایا جاتا ہے۔

(22) مختلف وضع کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا

زری (سونے کے تار) کے کام کو تابع قرار دیں گے کیونکہ شرع مطہر نے اس کے استعمال کو جائز کیا ہے اس کی بیع میں ثمن کی چاندی زیادہ ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ ۱۹: جس چیز میں سونے، چاندی کا ملمع ہو (جس پر سونے چاندی کا پانی چڑھایا گیا ہو) اُس کے ثمن کا ملمع کی چاندی سے زیادہ ہونا شرط نہیں اور اُسی مجلس میں اتنی چاندی پر قبضہ کرنا بھی شرط نہیں مثلاً برتن پر چاندی کا ملمع ہے اُس کو ملمع کی چاندی سے کم قیمت پر بیع کیا یا اُسی مجلس میں ثمن پر قبضہ نہ کیا جائز ہے۔ (23)

مسئلہ ۲۰: ملمع میں بہت زیادہ چاندی ہے کہ آگ پر پگھلا کر اتنی نکال سکتے ہیں جو تولنے میں آئے یہ قابل اعتبار ہے۔ (24)

مسئلہ ۲۱: چاندی کے برتن کو روپے یا اشرفی کے عوض میں بیع (فروخت) کیا تھوڑے سے دام (روپے) مجلس میں دے دیے باقی باقی ہیں اور عاقدین (یعنی بائع ومشتری (خریدار)) میں افتراق (جدائی) ہو گیا تو جتنے دام دیے ہیں اُس کے مقابل میں بیع صحیح ہے اور باقی باطل اور برتن میں بائع ومشتری (خریدار) دونوں شریک ہیں اور مشتری (خریدار) کو عیب شرکت کی وجہ سے یہ اختیار نہیں کہ وہ حصہ بھی پھیر دے کیونکہ یہ عیب مشتری (خریدار) کے فعل و اختیار سے ہے اس نے پورا دام اُسی مجلس میں کیوں نہیں دیا اور اگر اس برتن میں کوئی حقدار پیدا ہو گیا اُس نے ایک جزا اپنا ثابت کر دیا تو مشتری (خریدار) کو اختیار ہے کہ باقی کو لے یا نہ لے کیونکہ اس صورت میں عیب شرکت اس کے فعل سے نہیں۔ (25) پھر اگر مستحق (حقدار) نے عقد کو جائز کر دیا تو جائز ہو جائے گا اور اُتنے ثمن کا وہ مستحق ہے بائع مشتری (خریدار) سے لے کر اُس کو دے بشرطیکہ بائع ومشتری (خریدار) اجازت مستحق سے پہلے جدا نہ ہوئے ہوں خود مستحق کے جدا ہونے سے عقد باطل نہیں ہوگا کہ وہ عاقد نہیں ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۲: چاندی یا سونے کا ٹکڑا خریدا اور اُس کے کسی جز میں دوسرا حقدار پیدا ہو گیا تو جو باقی ہے وہ مشتری (خریدار) کا ہے اور ثمن بھی اتنے ہی کا مشتری (خریدار) کے ذمہ ہے اور مشتری (خریدار) کو یہ حق حاصل نہیں کہ باقی کو بھی نہ لے کیونکہ اس کے ٹکڑے کرنے میں کسی کا کوئی نقصان نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ قبضہ کے بعد حقدار کا حق

---

(23) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: فی بیع المموہ، ج۷، ص۵۶۰۔۵۶۱۔

(24) المرجع السابق۔

(25) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۲۔

و فتح القدیر، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۶۷۔

(26) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع المفضض... إلخ، ج۷، ص۵۶۲۔

ثابت ہوا اور اگر قبضہ سے پہلے اُس نے اپنا حق ثابت کر دیا تو مشتری (خریدار) کو یہاں بھی اختیار حاصل ہوگا کہ لے یا نہ لے روپے اور اشرفی کا بھی یہی حکم ہے کہ مشتری (خریدار) کو اختیار نہیں ملتا۔(27) مگر زمانہ سابق میں یہ رواج تھا کہ روپے اور اشرفی کے ٹکڑے کرنے میں کوئی نقصان نہ تھا اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر اگر روپیہ کے ٹکڑے کردیے جائیں تو ویسا ہی بیکار تصور کیا جائے گا جیسا برتن ٹکڑے کردینے سے، لہٰذا یہاں روپیہ کا وہی حکم ہونا چاہیے جو برتن کا ہے۔

مسئلہ ۲۳: دو روپے اور ایک اشرفی کو ایک روپیہ دو ۲ اشرفیوں سے بیچنا درست ہے روپے کے مقابل میں اشرفیاں تصور کریں اور اشرفی کے مقابل روپیہ، یوں ہی دو من گیہوں اور ایک من جو کو ایک من گیہوں اور دو من جو کے بدلے میں بیچنا بھی جائز ہے اور اگر گیارہ روپے کو دس روپے اور ایک اشرفی کے بدلے میں بیع کیا ہے دس روپے کے مقابل میں دس روپے ہیں اور ایک روپیہ کے مقابل اشرفی یہ دونوں دو ۲ جنس ہیں ان میں کمی بیشی درست ہے اور اگر ایک روپیہ اور ایک تھان کو ایک روپیہ اور ایک تھان کے بدلے میں بیچا اور روپیہ پر طرفین نے قبضہ نہ کیا تو بیع صحیح نہ رہی۔(28)

مسئلہ ۲۴: سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیع کیا ان میں ایک کم ہے ایک زیادہ مگر جو کم ہے اُس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل کرلی جس کی کچھ قیمت ہو تو بیع جائز ہے پھر اگر اُس کی قیمت اتنی ہے جو زائد کے برابر ہے تو کراہت بھی نہیں ورنہ کراہت ہے اور اگر اُس کی قیمت ہی نہ ہو جیسے مٹّی کا ڈھیلا تو بیع جائز ہی نہیں۔(29) روپے سے چاندی خریدنا چاہتے ہوں اور چاندی سستی ہو اگر برابر لیتے ہیں نقصان ہوتا ہے زیادہ لیتے ہیں سود ہوتا ہے تو روپے کے ساتھ پیسے شامل کرلیں بیع جائز ہوجائے گی۔

مسئلہ ۲۵: سونار (سونے کا کاروبار کرنے والا) کے یہاں کی راکھ خریدی اگر چاندی کی راکھ ہے اور چاندی سے خریدی یا سونے کی ہے اور سونے سے خریدی تو ناجائز ہے کیونکہ معلوم نہیں راکھ میں کتنا سونا یا چاندی ہے اور اگر عکس کیا یعنی چاندی کی راکھ کو سونے سے اور سونے کی چاندی سے خریدا تو دو صورتیں ہیں اگر اُس میں سونا چاندی ظاہر ہے تو جائز

---

(27) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۳۔

والدرالمختار، کتاب الصرف، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۳۔

(28) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲، ص۸۳۔

(29) المرجع السابق۔

ہے، ورنہ ناجائز اور جس صورت میں بیع جائز ہے مشتری (خریدار) کو دیکھنے کے بعد اختیار حاصل ہوگا۔(30)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص کے دوسرے پر پندرہ روپے ہیں مدیون (قرض لینے والا) نے دائن (قرض دینے والا) کے ہاتھ ایک اشرفی پندرہ روپے میں بیچی اور اشرفی دیدی اور اس کے ثمن و دین میں مقاصہ کرلیا یعنی ادلا بدلا کرلیا کہ یہ پندرہ ثمن کے اون پندرہ کے مقابل میں ہوگئے جو میرے ذمہ باقی تھے ایسا کرنا صحیح ہے اور اگر عقد ہی میں یہ کہا کہ اشرفی اُن روپوں کے بدلے میں بیچتا ہوں جو میرے ذمہ تمھارے ہیں تو مقاصہ کی بھی ضرورت نہیں یہ اُس صورت میں ہے کہ دَین پہلے کا ہو اور اگر اشرفی بیچنے کے بعد کا دَین ہو مثلاً پندرہ میں اشرفی بیچی پھر اُسی مجلس میں اُس سے پندرہ روپے کے کپڑے خریدے اور اشرفی دے دی اشرفی اور کپڑے کے ثمن میں مقاصہ کرلیا یہ بھی دُرست ہے۔(31)

مسئلہ ۲۷: چاندی سونے میں میل (کھوٹ) ہو مگر سونا چاندی غالب ہے تو سونا چاندی ہی قرار پائیں گے جیسے روپیہ اور اشرفی کہ خالص چاندی سونا نہیں ہیں میل ضرور ہے مگر کم ہے اس وجہ سے اب بھی انھیں چاندی سونا ہی سمجھیں گے اور ان کی جنس سے بیع ہو تو وزن کے ساتھ برابر کرنا ضروری ہے اور قرض لینے میں بھی ان کے وزن کا اعتبار ہوگا۔ ان میں کھوٹ (ملاوٹ) خود ملایا ہو جیسے روپے اشرفی میں ڈھلنے کے وقت کھوٹ ملاتے ہیں یا ملایا نہیں ہے بلکہ پیدائشی ہے کان سے جب نکالے گئے اُسی وقت اُس میں آمیزش تھی دونوں کا ایک حکم ہے۔(32)

مسئلہ ۲۸: سونے چاندی میں اتنی آمیزش ہے کہ کھوٹ غالب ہے تو خالص کے حکم میں نہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ اگر خالص سونے چاندی سے انکی بیع کریں تو یہ چاندی اُس سے زیادہ ہونی چاہیے جتنی چاندی اُس کھوٹی چاندی میں ہے تاکہ چاندی کے مقابلہ میں چاندی ہو جائے اور زیادتی کھوٹ کے مقابل میں ہو اور تقابض شرط ہے کیونکہ دونوں طرف چاندی ہے اور اگر خالص چاندی اس کے مقابل میں اُتنی ہی ہے جتنی اس میں ہے یا اس سے بھی کم ہے یا معلوم نہیں کم ہے یا زیادہ تو بیع جائز نہیں کہ پہلی دو صورتوں میں کھلا ہوا سُود ہے اور تیسری میں سُود کا احتمال ہے۔(33)

مسئلہ ۲۹: جس میں کھوٹ غالب ہے اُس کی بیع اُس کے جنس کے ساتھ ہو یعنی دونوں طرف اسی طرح کی کھوٹی چاندی ہو تو کمی بیشی بھی درست ہے کیونکہ دونوں جانب دو قسم کی چیزیں ہیں چاندی بھی ہے اور کانسہ(34) بھی ہوسکتا

---

(30) فتح القدیر، کتاب الصرف، ج۶،ص۲۷۴.

(31) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۳۔۸۴.

(32) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۴.

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الصرف، الباب الثانی فی احکام العقد بالنظر...إلخ، الفصل الاول، ج۳،ص۲۱۹.

(33) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۴.

(34) ایک قسم کی مرکب دھات جو تانبے اور رانگ کی آمیزش سے بنتی ہے۔

ہے کہ ہر ایک کو خلاف جنس کے مقابل میں کریں مگر جدا ہونے سے پہلے دونوں کا قبضہ ہو جانا ضروری ہے اور اس میں کمی بیشی اگرچہ سود نہیں مگر اس قسم کے جہاں سکے چلتے ہوں اُن میں مشائخ کرام کمی بیشی کا فتویٰ نہیں دیتے کیونکہ اس سے سود خواری کا دروازہ کھلتا ہے کہ ان میں کمی بیشی کی جب عادت پڑ جائے گی تو وہاں بھی کمی بیشی کریں گے جہاں سود ہے۔(35)

مسئلہ ۳۰: ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے اِن میں بیع و قرض وزن کے اعتبار سے بھی دُرست ہے اور گنتی کے لحاظ سے بھی، اگر رواج وزن کا ہے تو وزن سے اور عدد کا ہے تو عدد سے اور دونوں کا ہے تو دونوں طرح کیونکہ یہ اُن میں نہیں ہیں جن کا وزن منصوص (یعنی جن کے موزوں ہونے کے بارے میں نص وارد ہے) ہے۔(36)

مسئلہ ۳۱: ایسے روپے جن میں کھوٹ غالب ہے جب تک اُن کا چلن (لین دین کا رواج) ہے ثمن ہیں متعین کرنے سے بھی متعین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کر کے کہا اس روپیہ کی یہ چیز دے دو تو یہ ضرور نہیں کہ وہی روپیہ دے اُس کی جگہ دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر ان کا چلن جاتا رہا تو ثمن نہیں بلکہ جس طرح اور چیزیں ہیں یہ بھی ایک متاع (سازوسامان) ہے اور اُس وقت معین ہیں اگر اُس کے عوض میں کوئی چیز خریدی ہے تو جس کی طرف اشارہ کیا ہے اُسی کو دینا ضروری ہے اُس کے بدلے میں دوسرا نہیں دے سکتا یہ اُس وقت ہے جب بائع و مشتری (خریدار) دونوں کو معلوم ہے کہ اس کا چلن نہیں ہے اور ہر ایک یہ بھی جانتا ہو کہ دوسرے کو بھی اس کا حال معلوم ہے اور اگر دونوں کو یہ بات معلوم نہیں یا ایک کو معلوم نہیں یا دونوں کو معلوم ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ دوسرا بھی جانتا ہے تو بیع کا تعلق اس کھوٹے روپے سے نہیں جس کی طرف اِشارہ ہے بلکہ اچھے روپے سے ہے اچھا روپیہ دینا ہوگا اور اگر اُس کا چلن بالکل بند نہیں ہوا ہے بعض طبقہ میں چلتا ہے اور بعض میں نہیں اور ان سے کوئی چیز خریدی تو دو صورتیں ہیں بائع کو یہ بات معلوم ہے یا نہیں کہ کہیں چلتا ہے اور کہیں نہیں اگر معلوم ہے تو یہی روپیہ دینا ضرور نہیں اسی طرح کا دوسرا بھی دے سکتا ہے اور اگر معلوم نہیں تو کھرا روپیہ دینا پڑے گا۔(37)

مسئلہ ۳۲: روپیہ میں چاندی اور کھوٹ دونوں برابر ہیں بعض باتوں میں ایسے روپے کا حکم اُس کا ہے جس میں چاندی غالب ہے اور بعض باتوں میں اُس کی طرح ہے جس میں کھوٹ غالب ہے بیع و قرض میں اُس کا حکم اُس کی طرح ہے جس میں چاندی غالب ہے کہ وہ وزنی ہیں اور بیع صرف میں اُس کی طرح ہیں جس میں کھوٹ غالب ہے کہ اُس کی

---

(35) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲،ص ۸۴.

(36) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۲،ص ۸۴.

(37) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصۃ، ج۷،ص ۵۶۷.

بیع اگر اُسی قسم کے روپے سے ہو یا خالص چاندی سے ہو تو وہ تمام باتیں لحاظ کی جائیں گی جو مذکور ہوئیں مگر اُس کی بیع اُسی قسم کے روپے سے ہو تو اکثر فقہا کمی بیشی کو ناجائز کہتے ہیں اور مقتضائے احتیاط (احتیاط کا تقاضا) بھی یہی ہے۔(38)

مسئلہ ۳۳: ایسے روپے جن میں چاندی سے زیادہ میل (ملاوٹ) ہے ان سے یا پیسوں سے کوئی چیز خریدی اور ابھی بائع کو دیے نہیں کہ ان کا چلن بند ہوگیا، لوگوں نے اُن سے لین دین چھوڑ دیا امام اعظم فرماتے ہیں کہ بیع باطل ہوگئی مگر فتویٰ صاحبین (یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کے قول پر ہے کہ ان روپوں یا پیسوں کی جو قیمت تھی وہ دی جائے۔(39)

مسئلہ ۳۴: پیسوں یا روپیہ کا چلن بند نہیں ہوا مگر قیمت کم ہوگئی تو بیع بدستور باقی ہے اور بائع کو یہ اختیار نہیں کہ بیع کو فسخ کردے۔ یوہیں اگر قیمت زیادہ ہوگئی جب بھی بیع بدستور ہے اور مشتری (خریدار) کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں اور یہی روپے دونوں صورتوں میں ادا کیے جائیں گے۔(40)

مسئلہ ۳۵: پیسے چلتے ہوں تو ان سے خریدنا درست ہے اور معین کرنے سے معین نہیں ہوتے مثلاً اشارہ کرکے کہا اس پیسہ کی یہ چیز دو تو وہی پیسہ دینا واجب نہیں دوسرا بھی دے سکتا ہے ہاں اگر دونوں یہ کہتے ہوں کہ ہمارا مقصود معین ہی تھا تو معین ہے۔ اور ایک پیسہ سے دو معین پیسے خریدے تو عقد کا تعلق معین سے ہے اگرچہ وہ دونوں اس کی تصریح نہ کریں کہ ہمارا مقصود یہی تھا۔(41) اس صورت میں اگر کوئی بھی ہلاک ہوجائے بیع باطل ہوجائے گی اور اگر دونوں میں کوئی یہ چاہے کہ اُس کے بدلے کا دوسرا پیسہ دیدے یہ نہیں کرسکتا وہی دینا ہوگا۔(42)

مسئلہ ۳۶: پیسوں کا چلن اُٹھ گیا تو ان سے بیع درست نہیں جب تک معین نہ ہوں کہ اب یہ ثمن نہیں ہیں مبیع ہیں۔(43)

مسئلہ ۳۷: ایک روپے کے پیسے خریدے اور ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ ان کا چلن جاتا رہا بیع باطل ہوگئی اور اگر

---

(38) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصۃ، ج۷، ص۵۶۸۔

(39) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۹۔

(40) المرجع السابق، ص۵۷۱۔

(41) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: مسائل فی المقاصۃ، ج۷، ص۵۷۲۔

(42) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعہ...إلخ، الفصل الأول، ج۳، ص۱۰۳۔

(43) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۶۷۔

آدھے روپے کے پیسوں پر قبضہ کیا تھا اور آدھے پر نہیں کہ چلن بند ہوگیا تو اس نصف کی بیع باطل ہوگئی۔(44)

مسئلہ ۳۸: پیسے قرض لیے تھے اور ابھی ادا نہیں کیے تھے کہ ان کا چلن جاتا رہا اب قرض میں ان پیسوں کے دینے کا حکم دیا جائے تو دائن کا سخت نقصان ہوگا جتنا دیا تھا اُس کا چہارم بھی نہیں وصول ہوسکتا لہٰذا چلن اُٹھنے کے دن ان پیسوں کی جو قیمت تھی وہ ادا کی جائے۔(45)

مسئلہ ۳۹: روپیہ دوروپے اٹھنی چونی کے پیسوں کی چیز خریدی اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ یہ پیسے کتنے ہونگے بیع صحیح ہے کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ روپیہ کے اتنے پیسے ہیں۔(46)

مسئلہ ۴۰: صراف (سونے کا کاروبار کرنے والا) کو روپیہ دے کر کہا کہ آدھے روپیہ کے پیسے دو اور آدھے کا اٹھنی سے کم چاندی کا سکہ دو یہ بیع ناجائز ہے آدھے کے پیسے خریدے اس میں کچھ حرج نہ تھا، مگر آدھے کا سکہ جو خریدا اس میں کمی بیشی ہے اس کی وجہ سے پوری ہی بیع فاسد ہوگی اور اگر یوں کہتا کہ اس روپیہ کے اتنے پیسے اور اٹھنی سے کم والا سکہ دو تو کوئی حرج نہ تھا کیونکہ یہاں تفصیل نہیں ہے پیسوں اور سکہ سب کے مقابل میں روپیہ ہے۔(47)

مسئلہ ۴۱: ہم نے کئی جگہ ضمناً یہ بات ذکر کردی ہے کہ نوٹ بھی ثمن اصطلاحی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تمام لوگ اس سے چیزیں خریدتے بیچتے ہیں دیون (قرضے) ودیگر مطالبات میں بے تکلّف (بلاجھجک) دیتے لیتے ہیں یہاں تک کہ دس روپے کی چیز خریدتے ہیں اور نوٹ دے دیتے ہیں دس روپے قرض لیتے ہیں اور دس روپیہ کا نوٹ دے دیتے ہیں نہ لینے والا سمجھتا ہے کہ حق سے کم یا زیادہ ملا ہے نہ دینے والا جس طرح اٹھنی، چونّی، دوانی کی کوئی چیز خریدی اور پیسے دے دیے یا یہ چیزیں قرض لی تھیں اور پیسوں سے قرض ادا کیا اس میں کوئی تفاوت (فرق) نہیں سمجھتا بعینہٖ اسی طرح نوٹ میں بھی فرق نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے جس کی قیمت ہزار پانسو تو کیا پیسہ دو پیسہ بھی نہیں ہوسکتی، صرف اصطلاح نے اُسے اس رتبہ تک پہنچایا کہ ہزاروں میں بکتا ہے اور آج اصطلاح ختم ہوجائے تو کوڑی (دمڑی (پیسے کا چوتھا حصہ)) کو بھی کون پوچھے۔ اس بیان کے بعد یہ سمجھنا چاہیے کہ کھوٹے روپے اور پیسوں کا جو حکم ہے، وہی ان کا ہے کہ ان سے چیز خرید سکتے ہیں اور معین کرنے سے بھی معین نہیں ہوں گے خود نوٹ کو نوٹ کے بدلے میں

---

(44) فتح القدیر، کتاب الصرف، ج۶، ص۲۷۸۔

(45) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۷۲۔

(46) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۵۔

(47) الھدایۃ، کتاب الصرف، ج۷، ص۸۵۔۸۶۔

والدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، ج۷، ص۵۷۳۔

بیچنا بھی جائز ہے اور اگر دونوں معین کرلیں تو ایک نوٹ کے بدلے میں دو نوٹ بھی خرید سکتے ہیں، جس طرح ایک پیسہ سے معین دو پیسوں کو خرید سکتے ہیں ٗروپوں سے اس کو خریدا یا بیچا جائے تو جدا ہونے سے پہلے ایک پر قبضہ ہونا ضروری ہے جو رقم اس پر لکھی ہوتی ہے اُس سے کم وبیش پر بھی نوٹ کا بیچنا جائز ہے دس کا نوٹ پانچ میں بارہ میں بیع کرنا درست ہے جس طرح ایک روپیہ کے ۶۴ کی جگہ سو پیسے یا ۵۰ پیسے بیچے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بعض لوگ جو کمی بیشی ناجائز جانتے ہیں اسے چاندی تصور کرتے ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یہ چاندی نہیں ہے بلکہ کاغذ ہے اور اگر چاندی ہوتی تو اس کی بیع میں وزن کا اعتبار ضرور کرنا ہوتا دس روپے سے دس کا نوٹ لینا اُس وقت درست ہوتا کہ ایک پلہ میں دس روپے رکھیں دوسرے میں نوٹ اور دونوں کا وزن برابر کریں یہ البتہ کہا جاسکتا ہے کہ بعض باتوں میں چاندی کے حکم میں ہے مثلاً دس روپے قرض لیے تھے یا کسی چیز کا ثمن تھا اور روپے کی جگہ نوٹ دے دیے یہ درست ہے جس طرح پندرہ روپیہ کی جگہ ایک گنی (سونے کا ایک سکہ) دینا درست ہے مگر اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ گنی کو چاندی کہا جائے کہ پندرہ کی گنی کو پندرہ سے کم وبیش میں بیچنا ہی ناجائز ہو۔

مسئلہ ۴۲: ہندوستان کے اکثر شہروں میں پہلے کوڑیوں کا رواج تھا اور اب بھی بعض جگہ چل رہی ہیں یہ بھی ثمن اصطلاحی ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو پیسوں کا ہے۔

❁❁❁❁❁

بیع تَلْجِئَہ

مسئلہ ۴۳: بیع تَلْجِئَہ یہ ہے کہ دو شخص اور لوگوں کے سامنے بظاہر کسی چیز کو بیچنا خریدنا چاہتے ہیں مگر اُن کا ارادہ اس چیز کے بیچنے خریدنے کا نہیں ہے اس کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ جانتا ہے فلاں شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ چیز میری ہے تو زبردستی چھین لے گا میں اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس میں یہ ضروری ہے کہ مشتری (خریدار) سے کہہ دے کہ میں بظاہر تم سے بیع کروں گا اور حقیقۃً بیع نہیں ہوگی اور اس امر پر لوگوں کو گواہ بھی کرے محض دل میں یہ خیال کر کے بیع کی اور زبان سے اس کو ظاہر نہیں کیا ہے یہ تَلْجِئَہ نہیں۔ تَلْجِئَہ کا حکم ہزل (ہنسی مذاق) کا ہے کہ صورت بیع کی ہے اور حقیقت میں بیع نہیں (1) آج کل جس کو فرضی بیع کہا کرتے ہیں وہ اسی تَلْجِئَہ میں داخل ہو سکتی ہے جبکہ اس کے شرائط پائے جائیں۔

مسئلہ ۴۴: تَلْجِئَہ کی تین صورتیں ہیں: نفس عقد میں تَلْجِئَہ ہو یا مقدار ثمن میں یا جنس ثمن میں۔ نفس عقد میں تَلْجِئَہ کی وہی صورت ہے جو مذکور ہوئی کہ بائع نے مشتری (خریدار) سے کچھ خاص لوگوں کے سامنے یہ کہہ دیا کہ میں لوگوں کے سامنے ظاہر کروں گا کہ اپنا مکان تمھارے ہاتھ بیچا اور تم قبول کرنا اور یہ بیع وشرا (خرید وفروخت) محض دکھاوے میں ہوگا حقیقت میں نہیں ہوگا، چنانچہ اسی طور پر بیع ہوئی۔ ثمن کی مقدار میں تَلْجِئَہ کی صورت یہ ہے کہ آپس میں ثمن ایک ہزار طے ہوا ہے مگر یہ طے ہوا کہ ظاہر دو ہزار کیا جائے گا اس صورت میں ثمن وہ ہوگا جو خفیہ طے ہوا ہے جیسا کہ آج کل اکثر شفعہ سے بچانے کے لیے دستاویز میں بڑھا کر ثمن لکھتے ہیں تاکہ اولاً تو ثمن کی کثرت دیکھ کر شفعہ ہی نہ کریگا اور کرے بھی تو وہ رقم دے گا جو ہم نے دستاویز میں لکھائی ہے (یہ حرام اور فریب اور حق تلفی ہے) تیسری صورت کہ خفیہ روپے ثمن قرار پائے اور ظاہر میں اشرفیوں کو ثمن قرار دیا (2)

مسئلہ ۴۵: بیع تَلْجِئَہ کا یہ حکم ہے کہ یہ بیع موقوف ہے جائز کر دے تو جائز ہوگی، رَدّ کر دے تو باطل ہوگی۔ (3) یعنی جبکہ نفس عقد میں تَلْجِئَہ ہو۔

مسئلہ ۴۶: دو شخصوں نے آپس میں اس پر اتفاق کیا کہ لوگوں کے سامنے ہم فلاں چیز کی بیع کا اقرار کر دیں ایک

---

(1) الدرالمختار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع التلجئۃ، ج ۷، ص ۵۷۷.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۰۹.

(3) المرجع السابق

کہ فلاں تاریخ کو میں نے یہ چیز اُس کے ہاتھ اتنے میں بیچی ہے دوسرا اقرار کرے میں نے خریدی ہے حالانکہ حقیقت میں ان دونوں کے مابین بیع نہیں ہوئی ہے تو ایسے غلط اقرار سے بیعِ موقوف بھی ثابت نہیں ہوگی اگر دونوں اس کو جائز کرنا بھی چاہیں تو جائز نہیں ہوگی۔(4)

مسئلہ ۴۷: دونوں میں سے ایک کہتا ہے تَلْجِئَہ تھا، دوسرا کہتا ہے نہیں تھا تو جو تَلْجِئَہ کا مدعی ہے اُس کے ذمہ گواہ ہیں، گواہ نہ لائے تو منکر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(5)

مسئلہ ۴۸: دونوں نے یہ طے کرلیا تھا کہ محض دکھانے کے لیے عقد کیا جائے گا اگر وقتِ عقد اُسی طے شدہ بات پر عقد کی بنا کریں تو عقد دُرست نہیں کہ بیع میں تبادلہ پر رِضامندی درکار ہے اور یہاں وہ مفقود ہے یعنی اگر عقد کو جائز نہ کریں بلکہ رد کردیں تو باطل ہوجائے گا اور اگر وقتِ عقد اُس طے شدہ پر بنا نہ ہو یعنی دونوں عقد کے بعد بالاتفاق کہتے ہوں کہ ہم نے اُس طے شدہ کے موافق (مطابق) عقد نہیں کیا تھا تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اس بات پر دونوں متفق ہیں کہ وقتِ عقد ہمارے دِلوں میں کچھ نہ تھا نہ یہ کہ طے شدہ بات پر عقد ہے نہ یہ کہ اُس پر نہیں ہے یا دونوں آپس میں اختلاف کرتے ہیں ایک کہتا ہے کہ طے شدہ بات پر عقد کیا تھا دوسرا کہتا ہے اُس کے موافق میں نے عقد نہیں کیا تھا تو اِن دونوں صورتوں میں بیع صحیح ہے یوں ہی اگر ثمن کی مقدار باہم ایک ہزار طے پائی تھی اور علانیہ دو ہزار ثمن قرار پایا اس میں بھی وہی صورتیں ہیں اگر دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ثمن وہی طے شدہ ہے تو ثمن دو ہزار ہے اور اگر دونوں متفق ہیں کہ طے شدہ ثمن پر عقد نہیں ہوا ہے بلکہ دو ہزار پر ہی ہوا ہے یا کہتے ہیں ہمارے خیال میں اُس وقت کچھ نہ تھا کہ طے شدہ ثمن رہے گا یا نہیں یا دونوں میں باہم اختلاف ہے ان سب صورتوں میں بھی ثمن دو ہزار ہے اور اگر جنس ثمن ایک چیز طے پائی اور عقد دوسری جنس پر ہوا تو ثمن وہ ہے جو وقتِ عقد ذکر ہوئی۔(6)

✽✽✽✽✽

---

(4) المرجع السابق

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروھۃ... إلخ، ج۳، ص۲۱۰.

(6) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع التلجئۃ، ج۷، ص۵۷۷.

بیع الوفا

مسئلہ ۴۹: بیع الوفا اس کو بیع الامانۃ اور بیع الاطاعۃ اور بیع المعاملہ بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس طور پر بیع کی جائے کہ بائع جب ثمن مشتری (خریدار) کو واپس دے گا تو مشتری (خریدار) مبیع کو واپس کردے گا یا یوں کہ مدیون نے دائن کے ہاتھ دین کے عوض (بدلے) میں کوئی چیز بیع کردی اور یہ طے ہوگیا کہ جب میں دین ادا کردوں گا تو اپنی چیز لے لوں گا یا یوں کہ میں نے یہ چیز تمھارے ہاتھ اتنے میں بیع کردی اس طور پر کہ جب ثمن لاؤں گا تو تم میرے ہاتھ بیع کردینا۔ آج کل جو بیع الوفا لوگوں میں جاری ہے، اس میں مدت بھی ہوتی ہے کہ اگر اس مدت کے اندر یہ رقم میں نے ادا کردی تو چیز میری، ورنہ تمھاری۔

مسئلہ ۵۰: بیع الوفا حقیقت میں رہن ہے لوگوں نے رہن کے منافع کھانے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ بیع کی صورت میں رہن رکھتے ہیں تاکہ مرتہن اُس کے منافع سے مستفید ہو۔ لہٰذا رہن کے تمام احکام اس میں جاری ہوں گے اور جو کچھ منافع حاصل ہوں گے سب واپس کرنے ہوں گے اور جو کچھ منافع اپنے صرف میں لاچکا ہے یا ہلاک کرچکا ہے، سب کا تاوان دینا ہوگا اور اگر مبیع ہلاک ہوگئی تو دین (قرض) کا روپیہ بھی ساقط ہوجائے گا، بشرطیکہ وہ دین کی رقم کے برابر ہو اور اگر اس کے پڑوس میں کوئی مکان یا زمین فروخت ہو تو شفعہ بائع کا ہوگا کہ وہی مالک ہے مشتری (خریدار) کا نہیں کہ وہ مرتہن ہے۔ (1) بیع الوفا کا معاملہ نہایت پیچیدہ ہے، فقہائے کرام کے اقوال اس کے

(1) ردالمحتار، کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: فی بیع الوفائ، ج ۷، ص ۵۸۰.

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ شریف میں تحریر فرماتے ہیں:
صحیح ومعتمد مذہب میں بیع وفاء بیع نہیں رہن ہے مشتری مرتہن کو رہن سے نفع حاصل کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے: کل قرض جر منفعۃ ھو ربو
اـ۔ جو بھی قرض نفع دے وہ سود ہے (ت)

(اـ کنز العمال فصل فی لواحق کتاب الدین حدیث ۱۵۵۱۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲ / ۲۳۸)

اور پورے بیباک یہ کرتے ہیں کہ چیز بھی بائع کے قبضہ میں رہتی ہے اور اس سے اپنے روپیہ کا نفع اٹھایا جاتا ہے یہ رہن بھی نہ ہوا کہ رہن بے قبضہ باطل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فرھن مقبوضۃ اـ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو رہن ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ ت) یہ نفع جو اس پر ٹھہرا کھلا سود اور نرا حرام ومردود ہے۔ (اـ القرآن الکریم ۲ / ۲۸۳)

بالجملہ یہ بیع کسی صورت میں نہیں ہے، مشتری کا قبضہ نہ ہوا، جب تو اسے جائداد سے کوئی تعلق ہی نہیں، جتنا روپیہ دیا ہے ←

متعلق بہت مختلف واقع ہوئے۔ علامہ صاحب بحر نے اس کے بارے میں آٹھ قول ذکر کیے، فتاوے بزازیہ میں نو قول مذکور ہیں، بعض نے دس قول ذکر کیے ہیں، فقیر نے صرف اُس قول کو ذکر کیا کہ یہ حقیقت میں رہن ہے کہ عاقدین کا مقصود اسی کی تائید کرتا ہے اور اگر اس کو بیع بھی قرار دیا جائے جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے اور خود عاقدین (یعنی بائع و مشتری (خریدار)) بھی عموماً لفظ بیع ہی سے عقد کرتے ہیں تو یہ شرط کہ ثمن واپس کرنے پر مبیع کو واپس کرنا ہوگا یہ شرط بائع کے لیے مفید ہے اور مقتضائے عقد (عقد کا تقاضا) کے خلاف ہے اور ایسی شرط بیع کو فاسد کرتی ہے جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے اس صورت میں بھی بائع و مشتری (خریدار) دونوں گنہگار بھی ہوں گے اور مبیع کے منافع مشتری (خریدار) کے لیے حلال نہ ہوں گے بلکہ جو منافع موجود ہوں اُنھیں واپس کرے اور جو خرچ کر ڈالے ہیں اُن کا تاوان دے البتہ جو بغیر اس کے فعل کے ہلاک ہوگئے ہوں وہ ساقط لہٰذا ایسی بیع سے اجتناب ہی کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

هذا اٰخر ما تيسر لي من كتاب البيوع مع تَشَتُّتِ البَالِ وَضُعْفِ الْحَالِ وَقِلَّةِ الْفُرْصَةِ وَ كَثْرَةِ الاشغال والحمد لله العزيز المتعال ذي البر والنوال والصلاة والسلام على حبيبه محمد (صلى الله تعالىٰ عليه وسلم) صاحب الفضل والكمال واصحابه خير اصحاب واٰله خير اٰل والحمد لله رب العلمين قد وقع الفراغ من تسويد هذا الجزء لثلث بقين من شهر رمضان اعني ليلة السابع والعشرين ليلة الجمعة المباركة الليلة التي ترجي ان تكون ليلة القدر التي هي خير من الف شهر ۱۳۵۲ھ وارجو من المولى تعالىٰ ان يمتعني ببركة هذا الشهر وبركة هذه الليلة وان يتقبل بفضل رحمته هذا التاليف وان ينفعني به وسائر المسلمين ويوفقني باتمام هذا الكتاب واليه المرجع والمآب.

❀❀❀❀❀

جب چاہے واپس لے سکتا ہے میعاد گزری ہو یا نہیں کہ بوجہ عدم رہن سادہ قرض رہ گیا اور قرض کے لئے شرعاً کوئی میعاد نہیں، اگر مقرر بھی کی ہے اس کی پابندی نہیں اس دیے ہوئے روپیہ سے ایک حبہ زائد اس کو حرام ہے، نہ میعاد گزرنے پر اس جائداد میں اس کا کوئی حق ہے، اور اگر مشتری کا قبضہ ہوگیا ہے تو وہ رہن ہے مشتری کو اس سے نفع لینا حرام ہے، اور بائع ہر وقت روپیہ دے کر جائداد واپس لے سکتا ہے اگرچہ میعاد گزر گئی ہو۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۹۰ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فقہ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

جلد دوازدہم

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

اعظمی رضوی سنی حنفی قادری برکاتی

شارح

علامہ ابو تراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ

اردو بازار ○ لاہور

فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فیضانِ شریعت

شرح

بہارِ شریعت

مصنف

حضرت مولانا محمد امجد علی علیہ الرحمہ

شارح

محمد ناصر الدین ناصر

بار اول	....	مئی 2017
پرنٹرز	....	آر۔آر پرنٹرز
سرورق	....	النافع گرافکس
تعداد	....	600/-
ناشر	....	چوہدری غلام رسول۔میاں جواد رسول میاں شہزاد رسول
قیمت	....	=/ روپے

جلد دوازدہم

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941 0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5۔مکہ سنٹر تیوار ودبازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۰ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۰ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

فہرست

کَفالَت، حَوالہ، قضا، وَکالت، شَہادت اورافتاء کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

کفالت کا بیان

اصطلاحِ شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس (یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا مطالبہ) کا ہو یا دَین (قرض) یا عین (1) کا۔(2)

جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب و مکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل و مکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔(3)

مسئلہ ۱: جس مدعی (دعوی کرنے والا) کو یہ ڈر ہو کہ معلوم نہیں مال وصول ہوگا یا نہ ہوگا اور جس مدعیٰ علیہ کو یہ اندیشہ ہو کہ کہیں حراست میں نہ لیا جاؤں (گرفتار نہ کرلیا جاؤں) ان دونوں کو اس اندیشہ سے بچانے کے لیے کفالت کرنا محمود و حسن ہے (تعریف کے قابل اور اچھا ہے) اور اگر کفیل یہ سمجھتا ہو کہ مجھے خود شرمندگی حاصل ہوگی تو اس سے بچنا ہی احتیاط ہے توریت مقدس (4) میں ہے کہ کفالت کی ابتدا ملامت ہے اور اوسط ندامت ہے اور آخر غرامت ہے یعنی ضامن ہوتے ہی خود اس کا نفس یا دوسرے لوگ ملامت کریں گے اور جب اس سے مطالبہ ہونے لگا تو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آخر یہ کہ گرہ سے (جیب سے) دینا پڑتا ہے۔(5)

کفالت کا جواز اور اس کی مشروعیت قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس کے جواز پر اجماع منعقد ہے۔ قرآن مجید سورہ یوسف میں ہے۔ ﴿وَّاَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ۝۷۲﴾ (6) میں اس کا کفیل و ضامن ہوں۔ حدیث میں ہے جس کو ابو

---

(1) معین ومشخص چیز جیسے مکان اور سامان وغیرہ۔

(2) الدرالمختار، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۵۸۹.

والھدایة، کتاب الکفالة، ج ۲، ص ۸۷.

(3) الدرالمختار، کتاب الکفالة، ج ۷، ص ۵۹۵.

(4) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالة، مطلب فی کفالة نفقة الزوجة، ج ۷، ص ۵۹۵.

(6) پ ۱۳، یوسف: ۷۲.

داود و ترمذی نے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کفیل ضامن ہے۔ ایک معاملہ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت کی تھی۔(7)

مسئلہ ۲: کفالت کے لیے الفاظ مخصوص ہیں جو بیان کیے جائیں گے اور اس کا رکن ایجاب و قبول ہے یعنی ایک شخص الفاظ کفالت سے ایجاب کرے دوسرا قبول کرے۔ تنہا کفیل کے کہہ دینے سے کفالت نہیں ہوسکتی جب تک مکفول لہ (جس کا مطالبہ ہے) یا اجنبی شخص نے قبول نہ کیا ہو۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مکفول لہ یا اجنبی نے کسی سے کہا کہ تم فلاں کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی تو یہ کفالت صحیح ہے قبول کی اس صورت میں ضرورت نہیں۔ اور اگر کفیل نے کفالت کی اور مکفول لہ وہاں موجود نہیں ہے کہ قبول یا رد کرتا تو یہ کفالت مکفول لہ کی اجازت پر موقوف ہے جب خبر پہنچی اُس نے قبول کرلی کفالت صحیح ہوگئی۔ اور جب تک مکفول لہ نے جائز نہ کی ہو کفیل کفالت سے دست بردار ہوسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۳: مکفول عنہ کا قبول کرنا یا اس کے کہنے سے کسی شخص کا کفالت کرنا کافی نہیں مثلاً اس نے کسی سے کہا میری کفالت کرلو اُس نے کفالت کرلی یا اُس نے خود ہی کہا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے کفیل ہوتا ہوں اور مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) نے کہا میں نے قبول کیا یہ کفالت صحیح نہیں۔(9)

مسئلہ ۴: مریض نے اپنے ورثہ سے کہا فلاں شخص کا میرے ذمہ یہ مطالبہ ہے تم ضامن ہوجاؤ۔ ورثہ نے کفالت کرلی یہ کفالت درست ہے۔ اگرچہ مکفول لہ نے قبول نہ کیا ہو بلکہ وہاں موجود بھی نہ ہو۔ مریض کے مرنے کے بعد ورثہ سے مطالبہ ہوگا مگر میّت نے ترکہ نہ چھوڑا ہو تو ورثہ ادا کرنے پر مجبور نہیں کیے جاسکتے۔(10)

مسئلہ ۵: مریض نے کسی اجنبی شخص کو اپنا ضامن بنایا وہ ضامن ہوگیا اگرچہ مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اس کفالت کو قبول کرے یہ کفالت بھی درست ہے لہٰذا اس اجنبی نے دَین ادا کردیا تو اُس کے ترکہ سے وصول کرسکتا ہے۔(11)

مسئلہ ۶: مریض نے ورثہ سے ضمانت کو نہیں کہا بلکہ خود ورثہ ہی نے مریض سے کہا کہ لوگوں کے جو کچھ دیون (دین کی جمع قرضے) تمھارے ذمہ ہیں ہم ضامن ہیں اور قرض خواہ وہاں موجود نہیں ہیں کہ قبول کرتے یہ کفالت

---

(7) فتح القدیر، کتاب الکفالۃ، ج۶، ص ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۶.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج۳، ص ۲۵۲.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج۳، ص ۲۵۲، ۲۵۳.

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ ج۳، ص ۲۵۳.

(11) المرجع السابق.

صحیح نہیں۔ اور اُس کے مرنے کے بعد ورثہ نے کفالت کی تو صحیح ہے۔(12)

مسئلہ ۷: مکفول بہ (جس چیز کی کفالت کی) کبھی نفس ہوتا ہے کبھی مال۔ نفس کی کفالت کا یہ مطلب ہے کہ اُس شخص کو جس کی کفالت کی حاضر لائے جس طرح آج کل بھی کچہریوں میں ہوتا ہے کہ مدعیٰ علیہ (جس پر دعوی کیا گیا ہے) سے کفیل (ضامن) طلب کیا جاتا ہے جو اس امر کا ذمہ دار ہوتا ہے اُس پر لازم ہے کہ تاریخ پر حاضر لائے اور نہ لائے تو خود اُسے حراست (قید) میں رکھتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

(12) الفتاوی الخانیة، کتاب الکفالة والحوالة، فصل فی الکفالة بالمال، ج ۲، ص ۱۷۴.

کفالت کے شرائط

کفالت کے شرائط حسبِ ذیل ہیں:

(۱) کفیل کا عاقل ہونا۔ (۲) بالغ ہونا۔

مجنوں یا نابالغ نے کفالت کی، صحیح نہیں۔ مگر جب کہ ولی نے نابالغ کے لیے قرض لیا اور نابالغ سے کہہ دیا کہ تم اس مال کی کفالت کرلو اُس نے کفالت کر لی یہ کفالت صحیح ہے اور اس کفالت کا مطلب یہ ہوگا کہ نابالغ کو مال ادا کرنے کی اجازت ہے اور اس صورت میں اس بچہ سے دَین کا مطالبہ ہوسکتا ہے اور کفالت نہ کرتا تو صرف ولی سے مطالبہ ہوتا۔ ولی نے نابالغ کو کفالتِ نفس کا حکم دیا اُس نے کفالت کر لی یہ صحیح نہیں۔ (1)

مسئلہ ۸: نابالغ نے کفالت کی اور بالغ ہونے کے بعد کفالت کا اقرار کرتا ہے تو اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اگر بعد بلوغ اس میں اور طالب میں اختلاف ہوا یہ کہتا ہے میں نے نابالغی میں کفالت کی تھی اور طالب کہتا ہے بالغ ہونے کے بعد کفالت کی ہے تو نابالغ کا قول معتبر ہے۔ (2)

(۳) آزاد ہونا۔

یہ شرطِ نفاذ ہے یعنی اگر غلام نے کفالت کی تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ ایسا غلام ہو جس کو تجارت کرنے کی اجازت ہو ہاں جب وہ آزاد ہوگیا تو اُس کفالت کی وجہ سے جو غلامی کی حالت میں کی تھی اُس سے مطالبہ ہوسکتا ہے اور اگر مولیٰ (مالک) نے اُسے کفالت کی اجازت دے دی تو اُس کی کفالت صحیح و نافذ ہے جب کہ مدیون (مقروض) نہ ہو۔ (3)

(۴) مریض نہ ہونا۔

یعنی جو شخص مرض الموت میں ہو اور ثلث مال (مال کا تیسرا حصہ) سے زیادہ کی کفالت کرے تو صحیح نہیں۔ یوہیں

---

(1) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۳۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الاول فی تعریف الکفالۃ... إلخ، ج ۳، ص ۲۵۳۔

والدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۴۔

اگر اُس پر اتنا دَین (قرض) ہو جو اُس کے ترکہ کو محیط ہو (اُس کی تمام میراث کو گھیرے ہوئے ہو) تو بالکل کفالت نہیں کرسکتا۔ مریض نے وارث کے لیے یا وارث کی طرف سے کفالت کی یہ مطلقاً صحیح نہیں۔ (4)

مسئلہ ۹: اگر مریض پر بظاہر دین نہ تھا اُس نے کسی کی کفالت کی تھی پھر یہ اقرار کیا کہ مجھ پر اتنا دَین ہے جو کُل مال کو محیط ہے پھر مرگیا اس کا مال مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا) کو ملے گا مکفول لہ (جس شخص کا مطالبہ ہے) کو نہیں ملے گا۔ اور اگر اتنے مال کا اقرار کیا ہے جو کُل مال کو محیط نہیں ہے اور دَین نکالنے کے بعد جو بچا کفالت کی رقم اُس کی تہائی تک ہے تو یہ کفالت درست ہے اور اگر کفالت کی رقم تہائی سے زیادہ ہے تو تہائی کی قدر کفالت صحیح ہے۔ (5)

مسئلہ ۱۰: مریض نے حالتِ مرض میں یہ اقرار کیا کہ میں نے صحت میں کفالت کی ہے یہ اُس کے پورے مال میں صحیح ہے بشرطیکہ یہ کفالت نہ وارث کے لیے ہو نہ وارث کی طرف سے ہو۔ (6)

(۵) مکفول بہ مقدور التسلیم ہو۔

یعنی جس چیز کی کفالت کی اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ حدود و قصاص کی کفالت نہیں ہوسکتی۔ جس پر حد واجب ہو اُسکے نفس کی کفالت ہوسکتی ہے۔ جبکہ اُس حد میں بندوں کا حق ہو۔ یوہیں میّت کی کفالت بالنفس (یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کی کفالت) نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جب وہ مرچکا تو حاضر کیونکر کرسکتا ہے بلکہ اگر زندگی میں کفالت کی تھی پھر مر گیا تو کفالت بالنفس باطل ہوگئی کہ وہ رہا ہی نہیں جس کی کفالت کی تھی۔

(۶) دَین کی کفالت کی تو وہ دَین صحیح ہو۔

یعنی بغیر ادا کیے یا مدعی (دعوی کرنے والا) کے معاف کیے وہ ساقط نہ ہو سکے۔ بدل کتابت کی کفالت نہیں ہوسکتی کہ یہ دَین صحیح نہیں۔ یوہیں زوجہ کے نفقہ کی کفالت نہیں ہوسکتی جب تک قاضی نے اس کا حکم نہ دیا ہو کہ یہ دَین صحیح نہیں۔

(۷) وہ دَین قائم ہو۔

لہٰذا جو مفلس (محتاج) مرا اور ترکہ نہیں چھوڑا اُس پر جو دَین ہے قابلِ کفالت نہیں کہ ایسے دَین کا دنیا میں مطالبہ ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ دَین قائم نہ رہا۔ (7)

---

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۴.

(5) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۴.

(6) المرجع السابق.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۲.

کفالت کے الفاظ

مسئلہ ۱۱: کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جاتا ہو مثلاً خود لفظ کفالت ضمانت۔ یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمھارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔(1)

مسئلہ ۱۲: تمھارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمھارا جو دَین فلاں پر ہے میں دوں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔(2)

مسئلہ ۱۳: یہ کہا کہ جو کچھ تمھارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے۔ یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس بیع میں پہنچے گا میں اُس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ مبیع میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں یہ کفالت بھی صحیح ہے۔ اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔(3)

مسئلہ ۱۴: کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف و ربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔(4)

❀❀❀❀❀

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ واقسامھا... الخ، الفصل الاول، ج ۳، ص ۲۵۵.

(2) المرجع السابق ص ۲۵۶، ۲۵۷.

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... الخ، ج ۷، ص ۶۲۱.

(4) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۵۹۶، ۵۹۹.

کفالت کا حکم

مسئلہ ۱۵: کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے (یعنی جس چیز کا ضامن بنا ہے) اُس کا مطالبہ اس کے ذمہ لازم ہو گیا یعنی طالب کے لیے حقِ مطالبہ ثابت ہو گیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کر سکتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضرور نہیں کہ اس سے مطالبہ اُسی وقت کرے جب اصیل سے مطالبہ نہ کر سکے بلکہ اصیل (جس پر مطالبہ ہے) سے مطالبہ کر سکتا ہو۔ جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور اصیل سے مطالبہ شروع کر دیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ہاں اگر اصیل سے اُس نے اپنا حق وصول کر لیا تو کفالت ختم ہو گئی اب کفیل بری ہو گیا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔(1)

مسئلہ ۱۶: میں نے فلاں کی کفالت کی آج سے ایک ماہ تک تو ایک ماہ کے بعد کفیل (کفالت کرنے والا) بری ہو جائے گا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ اور فقط اتنا ہی کہا کہ ایک ماہ کفیل ہوں یہ نہ کہا کہ آج سے جب بھی عرف یہی ہے کہ ایک ماہ کی تحدید ہے (یعنی ایک ماہ کی مدت مقرر ہے)، اس کے بعد کفیل سے تعلق نہ رہا۔(2)

مسئلہ ۱۷: کفیل نے یوں کفالت کی کہ جب تو طلب کریگا تو ایک ماہ کی مدت میرے لیے ہو گی یہ کفالت صحیح ہے۔ اور وقتِ طلب سے ایک ماہ کی مدت ہو گی اور مدت پوری ہونے پر تسلیم کرنا لازم ہے اب دوبارہ مدت نہ ہو گی۔(3)

مسئلہ ۱۸: اس شرط پر کفالت کی کہ مجھ کو تین دن یا دس دن کا خیار ہے کفالت صحیح ہے اور خیار بھی صحیح یعنی جس مدت تک خیار لیا ہے اُس کے بعد مطالبہ ہو گا اور اندرونِ مدت اُس کو اختیار ہے کہ کفالت کو ختم کر دے۔(4)

مسئلہ ۱۹: کفیل نے وقت معین (مقرر) کر دیا ہے کہ میں فلاں وقت اس کو حاضر لاؤں گا اور طالب نے طلب کیا تو اُس وقتِ معین پر حاضر لانا ضرور ہے اگر حاضر لایا فبہا (تو صحیح) ورنہ خود اُس کفیل کو حبس (قید) کر دیا جائے گا۔ یہ اُس صورت میں ہے جب حاضر کرنے میں اس نے خود کوتاہی کی ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی جانب سے کوتاہی نہیں ہے

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی کفالۃ نفقۃ الزوجۃ، ج ۷، ص ۵۹۳۔

(2) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی الکفالۃ المؤقتۃ، ج ۷، ص ۶۰۰۔

(3) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۲۔

(4) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۲، وغیرہ۔

تو ابتداءً حبس نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنا موقع دیا جائے کہ کوشش کر کے لائے۔(5)

مسئلہ ۲۰: کفالت بالنفس (یعنی کسی شخص کو حاضر کرنے کا ضامن بنا تھا) کی تھی اور وہ شخص غائب ہو گیا کہیں چلا گیا تو کفیل کو اتنے دنوں کی مہلت دی جائے گی کہ وہاں جا کر لائے اور مدت پوری ہونے پر بھی نہ لایا تو قاضی کفیل کو حبس کریگا اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں گیا تو کفیل کو چھوڑ دیا جائے گا۔ جب کہ طالب بھی اس بات کو مانتا ہو کہ وہ لاپتا ہے اور اگر طالب گواہوں سے ثابت کر دے کہ وہ فلاں جگہ ہے تو کفیل مجبور کیا جائے گا کہ وہاں سے جا کر لائے۔(6)

مسئلہ ۲۱: یہ جو کہا گیا کہ کفیل اُس کو وہاں سے جا کر لائے اگر یہ اندیشہ (ڈر) ہو کہ کفیل بھی بھاگ جائے گا تو طالب کو یہ حق ہوگا کہ کفیل سے ضامن طلب کرے اور کفیل کو اس صورت میں ضامن دینا ہوگا۔(7)

مسئلہ ۲۲: کفالت بالنفس میں اگر مکفول بہ (جس کی کفالت کی ہے) مر گیا کفالت باطل ہو گئی۔ یوہیں اگر کفیل مر گیا جب بھی کفالت باطل ہو گئی اُس کے ورثہ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ طالب کے مرنے سے کفالت باطل نہیں ہوتی اس کے ورثہ یا وصی کفیل سے مطالبہ کر سکتے ہیں۔ کفیل نے مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا جائے) کو مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے پاس حاضر کر دیا تو کفالت سے بری ہو گیا مگر شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ حاضر لایا ہو جہاں مدعی کو مقدمہ پیش کرنے کا موقع ہو یعنی جہاں حاکم رہتا ہو یعنی اُسی شہر میں حاضر لانا ہوگا دوسرے شہر یا جنگل یا گاؤں میں اُس کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ کفیل کے بری ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ضمانت کے وقت یہ شرط کرے کہ جب میں حاضر لاؤں بری ہو جاؤں گا یعنی بغیر اس شرط کے بھی حاضر کر دینے سے بری ہو جائے گا۔(8)

مسئلہ ۲۳: کفیل کی برأت (یعنی ضامن کا بری الذمہ ہونا) کے لیے یہ ضروری نہیں کہ جب حاضر کر دے تو مکفول لہ (جس کا مطالبہ ہے) قبول کر لے وہ انکار کرتا رہے اور یہ کہے کہ اسے دوسرے وقت لانا جب بھی کفیل بری الذمہ ہو گیا۔ کفیل کے ذمہ صرف ایک بار حاضر کر دینا ہے۔ ہاں اگر ایسے لفظ سے کفالت کی ہو جس سے عموم سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ جب کبھی تو اسے طلب کریگا میں حاضر لاؤں گا تو ایک مرتبہ کے حاضر کرنے سے بریٔ الذمہ نہ ہوگا۔(9)

---

(5) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۳۔
والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸۔
والدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۳۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۲۵۸۔

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی الکفالۃ المؤقتۃ، ج ۷، ص ۶۰۵۔

(9) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۶۔

مسئلہ ۲۴: کفالت میں شرط کردی ہے کہ مجلسِ قاضی میں حاضر کریگا اب دوسری جگہ مدعی کے پاس حاضر لانا کافی نہیں۔ ہاں امیرِ شہر کے پاس حاضر کردیا یا امیر کے پاس حاضر کرنے کی شرط تھی اور قاضی کے پاس لایا یا دوسرے قاضی کے پاس لایا، یہ کافی ہے۔ (10)

مسئلہ ۲۵: مطلوب (مدعیٰ علیہ) نے خود اپنے کو حاضر کردیا کفیل بری ہوگیا جب کہ اس نے مطلوب کے کہنے سے کفالت کی ہو اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی کفالت کرلی تو اُس کے خود حاضر ہونے سے کفیل بری نہ ہوا۔ کفیل کے وکیل یا قاصد نے حاضر کردیا کفیل بری ہوگیا مگر ان تینوں میں یعنی خود حاضر ہوگیا یا وکیل یا قاصد نے حاضر کردیا شرط یہ ہے کہ وہ کہے کہ میں بمقتضائے کفالت (کفالت کے تقاضے کے مطابق) حاضر ہوا یا کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اور اگر یہ ظاہر نہ کیا تو کفیل بری الذمہ نہ ہوا۔ (11)

مسئلہ ۲۶: کسی اجنبی شخص نے جو کفیل کی طرف سے مامور نہیں ہے مطلوب کو پیش کردیا اور کہہ دیا کہ کفیل کی طرف سے پیش کرتا ہوں اگر طالب نے منظور کرلیا کفیل بری ہوگیا ورنہ نہیں۔ (12)

مسئلہ ۲۷: کفیل نے یوں کفالت کی کہ اگر میں کل اس کو حاضر نہ لایا تو جو مال اس کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور باوجود قدرت اُس نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن ہو گیا اُس سے مال وصول کیا جائے گا اور اگر مطلوب بیمار ہوگیا یا قید کردیا گیا یا اُس کا پتہ نہیں ہے کہ کہاں ہے ان وجوہ سے کفیل نے حاضر نہیں کیا تو مال کا ضامن نہیں ہوا اور اگر مطلوب مرگیا یا مجنوں ہو گیا اس وجہ سے نہیں حاضر کر سکا تو ضامن ہے اور اگر صورت مذکورہ میں خود طالب مرگیا تو اُس کے ورثہ اُس کے قائم مقام ہیں اور اگر کفیل مرگیا تو اس کے ورثہ سے مطالبہ ہوگا یعنی اُس وقت تک وارث نے اُس کو حاضر کردیا بری ہوگیا ورنہ وارث پر لازم ہوگا کہ کفیل کے ترکہ سے دَین ادا کرے۔ (13)

مسئلہ ۲۸: کفیل نے یہ کہا تھا کہ اگر کل فلاں جگہ اس کو تمھارے پاس نہ لاؤں تو مال کا میں ضامن ہوں کفیل اُسے لایا مگر طالب کو نہیں پایا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلیا تو کفیل دونوں کفالتوں (کفالتِ نفس اور کفالتِ مال) سے بری ہوگیا۔ اور اگر صورت مذکورہ میں طالب وکفیل میں اختلاف ہوا۔ طالب کہتا ہے تم اُسے نہیں لائے۔ کفیل کہتا ہے میں لایا

---

(10) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۰۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ۔۔۔ الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۵۹۔

(11) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ النفس لاتبطل بابراء الاصیل، ج ۷، ص ۶۰۷۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ۔۔۔ الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۱۔

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ النفس۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۶۰۸۔ ۶۱۰۔

تم نہیں ملے۔ اور گواہ کسی کے پاس نہ ہوں تو طالب کا قول معتبر ہے یعنی کفیل کے ذمہ مال لازم ہو گیا اور اگر کفیل نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ اُسے لایا تھا تو کفیل بری ہو گیا۔(14)

مسئلہ ۲۹: کفیل مطلوب کو لایا مگر خود طالب چھپ گیا اس صورت میں قاضی اُس کی طرف سے کسی کو وکیل مقرر کر دے گا کفیل اُس وکیل کو سپرد کر دے گا۔ اسی طرح مشتری کو خیار تھا اور بائع غائب ہو گیا یا کسی نے قسم کھائی تھی کہ آج میں اپنا قرض ادا کر دوں گا اور قرض خواہ غائب ہو گیا یا کسی نے عورت سے کہا تھا اگر تیرا نفقہ تجھ کو آج نہ پہنچے تو تجھ کو طلاق دے لینے کا اختیار ہے اور عورت کہیں چھپ گئی ان سب صورتوں میں قاضی ان کی طرف سے وکیل مقرر کر دے گا اور وکیل کا فعل مؤکل (وکیل بنانے والا) کا فعل ہو گا۔(15)

مسئلہ ۳۰: قاضی یا اس کے امین نے مدعیٰ علیہ (جس پر دعوی کیا گیا ہے) سے کفیل طلب کیا جو اس کے حاضر لانے کا ضامن ہو مدعی (دعوی کرنے والا) کے کہنے سے کفیل طلب کیا ہو یا بغیر کہے کفیل پر لازم ہو گا کہ مدعیٰ علیہ کو قاضی کے پاس حاضر لائے مدعی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہو گا ہاں اگر قاضی نے یہ کہہ دیا ہو کہ مدعی تم سے کفیل طلب کرتا ہے تم اس کو کفیل دو تو اب مدعی کے پاس لانا ہو گا قاضی کے پاس لانے سے بری الذمہ نہ ہو گا۔(16)

مسئلہ ۳۱: طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے ضامن لے، اس کی دو صورتیں ہیں وکیل نے کفالت کی اپنی طرف نسبت کی یا مؤکل کی طرف، اگر اپنی طرف نسبت کی تو کفیل سے مطالبہ خود وکیل کریگا اور مؤکل کی طرف نسبت کی تو مؤکل کے لیے حقِ مطالبہ ہے مگر کفیل نے اگر مؤکل کے پاس مطلوب کو پیش کر دیا تو دونوں صورتوں میں بری الذمہ ہو گیا اور وکیل کے پاس حاضر لایا تو پہلی صورت میں بری ہو گا دوسری صورت میں نہیں۔(17)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کی کفالت چند شخصوں نے کی اگر یہ ایک کفالت ہو تو اُن میں کسی ایک کا حاضر لانا کافی ہے سب بری ہو گئے اور اگر متفرق طور پر سب نے کفالت کی ہے تو ایک کا حاضر لانا کافی نہیں یعنی یہ بری ہو گیا دوسرے بری نہیں ہوئے۔(18)

---

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۲۶۰.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: حادثۃ الفتویٰ، ج۷، ص۶۱۱.

(15) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی المواضع التی ینصب فیھا القاضی وکیلا...الخ، ج۷، ص۶۱۱.

(16) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل فی نفس المکفول بہ، ج۲، ص۱۷۰.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۲۶۲.

(18) المرجع السابق.

مسئلہ ۳۳: کفالت صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ وقتِ کفالت دعویٰ صحیح ہو بلکہ اگر دعویٰ میں جہالت ہے اور کفالت کرلی یہ کفالت صحیح ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر ایک حق کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ حق کیا ہے یا سو اشرفیوں کا دعویٰ کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ اشرفیاں کس قسم کی ہیں۔ ایک شخص نے مدعی سے کہا اس کو چھوڑ دو میں اس کی ذات کا کفیل ہوں اگر میں اُس کو کل حاضر نہ لایا تو سو اشرفیاں میرے ذمہ ہیں۔ یہاں دو کفالتیں ہیں ایک نفس کی دوسری مال کی اور دونوں صحیح ہیں لہٰذا اگر دوسرے دن حاضر نہ لایا تو اشرفیاں دینی پڑیں گی یا وہ حق دینا ہوگا رہا یہ کہ کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ حق کیا ہے یا اشرفیاں کس قسم کی ہیں اس کی صورت یہ ہوگی کہ مدعی اپنے دعوے کی تفصیل میں جو بیان کرے اور اُس کو گواہوں سے ثابت کردے یا مدعیٰ علیہ اُس کی تصدیق کرے کفیل کے ذمہ وہ دینا لازم ہوگا اور اگر نہ مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا نہ مدعیٰ علیہ نے اُس کی تصدیق کی بلکہ دونوں میں اختلاف ہوا تو مدعی کا قول معتبر ہے۔(19)

مسئلہ ۳۴: کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نفسِ مال کا ضامن ہو (یعنی مال کی ادائیگی کا ضامن ہو) دوسری یہ کہ تقاضا (مطالبہ) کرنے کی ذمہ داری کرے ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کچھ مال تھا تیسرے شخص نے طالب سے کہا کہ میں ضامن ہوتا ہوں کہ اُس سے وصول کر کے تم کو دوں گا یہ مال کی ضمانت نہیں ہے کہ اپنے پاس سے دیدے بلکہ تقاضا کرنے کا ضامن ہے کہ جب اُس سے وصول ہوگا دے گا اس سے مال کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ زید نے عمرو کے ہزار روپے غصب کر لیے تھے عمرو اُس سے جھگڑا کر رہا تھا کہ میرے روپے دیدے تیسرے شخص نے کہا لڑو مت، میں اس کا ضامن ہوں کہ اُس سے لے کر تم کو دوں، اس ضامن کے ذمہ لازم ہے کہ وصول کر کے دے اور اگر زید نے وہ روپے خرچ کر ڈالے تو یہ بھی نہ رہا کہ وہ روپے وصول کر کے دے صرف تقاضا کرنے کا ضامن ہے۔(20)

مسئلہ ۳۵: کفالت اُس وقت صحیح ہے جب وہ اپنے ذمہ لازم کرے یعنی کوئی ایسا لفظ کہے جس سے التزام سمجھا جاتا ہو مثلاً یہ کہ میرے ذمہ ہے یا مجھ پر ہے میں ضامن ہوں، میں کفالت کرتا ہوں اور اگر فقط یہ کہا کہ فلاں کے ذمہ جو تمھارا روپیہ ہے اُس کو مَیں تمھیں دوں گا، مَیں تسلیم کروں گا، مَیں وصول کروں گا، اس کہنے سے کفیل نہیں ہوا اور اگر ان الفاظ کو تعلیق کے طور پر (یعنی معلق کر کے) کہا کہ وہ نہیں دے تو مَیں دوں گا، مَیں ادا کروں گا، یوں کہنے سے کفیل ہو گیا۔(21)

---

(19) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی المواضع التی یجب فیھا القاضی۔۔۔ الخ، ج ۷، ص ۶۱۱۔

(20) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال، ج ۷، ص ۶۱۷۔

(21) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال، ج ۷، ص ۶۱۸۔

مسئلہ ۳۶: اگر کسی وجہ سے اصیل (جس پر مطالبہ ہے) سے اس وقت مطالبہ نہ ہوسکتا ہو اور اُس کی کسی نے کفالت کر لی کفالت صحیح ہے اور کفیل سے اسی وقت مطالبہ ہوگا مثلاً غلام مجور (جس کو مالک نے خرید و فروخت کی ممانعت کر دی ہو) اُس نے کسی کی چیز ہلاک کر دی یا اس پر قرض ہے اُس سے مطالبہ آزاد ہونے کے بعد ہوگا مگر کسی نے اُس کی کفالت کر لی تو کفیل سے ابھی مطالبہ ہوگا یوہیں مدیون (مقروض) کے متعلق قاضی نے مفلسی (محتاجی) کا حکم دے دیا تو اس سے مطالبہ مؤخر ہو گیا مگر کفیل سے مؤخر نہیں ہوگا۔(22)

مسئلہ ۳۷: مال مجہول (یعنی وہ مال جس کو معین نہ کیا گیا ہو) کی کفالت بھی صحیح ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کفالت نفس و کفالت مال میں تردید کرے مثلاً یہ کہے کہ میں فلاں شخص کا ضامن یا اُس کے ذمہ جو فلاں کا مال ہے اُس کا ضامن ہوں اور کفیل کو اختیار ہے دونوں کفالتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔(23)

مسئلہ ۳۸: دو شخصوں میں دَین مشترک ہے یعنی ان دونوں کا کسی کے ذمہ دَین تھا مثلاً دونوں نے ایک مشترک چیز کسی کے ہاتھ بیچی یا ان کے مورث (وارث کرنے والا یعنی میت) کا کسی کے ذمہ دَین تھا یہ دونوں اُس میں شریک ہیں ان میں سے ایک دوسرے کے لیے کفالت نہیں کر سکتا پورے دَین کا کفیل بھی نہیں ہوسکتا اور دوسرے کے حصہ کا بھی کفیل نہیں ہوسکتا اور اگر دونوں ایک چیز میں شریک تھے اور دونوں نے اپنا اپنا حصہ علیحدہ علیحدہ بیچا ایک عقد میں بیع نہیں کیا تو ایک دوسرے کے لیے کفالت کر سکتا ہے اور پہلی صورتوں میں اگر ایک نے دوسرے کو بقدر اُس کے حصہ کے بلا کفالت دیدیا یہ دینا درست ہے مگر اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا۔(24)

مسئلہ ۳۹: عورت کا نفقہ جو زن و شو (میاں بیوی) کی باہم رضامندی سے مقرر ہوا ہے یا قاضی نے اُس کو مقرر کر دیا ہے اس کی کفالت بھی ہوسکتی ہے یا قاضی کے حکم سے نفقہ کے لیے عورت نے قرض لیا ہے عورت اس کا مطالبہ شوہر سے کرے گی، شوہر کی طرف سے کسی نے کفالت کی یہ کفالت بھی صحیح ہے آئندہ کے نفقہ کی ضمانت بھی درست ہے ایام گذشتہ کا نفقہ باقی ہے مگر اُس کا تقرر (مقرر کرنا) نہ تراضی سے (باہم رضامندی سے) ہوا، نہ حکم قاضی سے، اس کی ضمانت صحیح نہیں۔(25)

مسئلہ ۴۰: دَین مہر کی کفالت (وہ مہر جو کسی کے ذمے قرض ہو اُس کی ضمانت) صحیح ہے کہ یہ بھی دَین صحیح ہے بدل

---

(22) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان...الخ، ج ۷، ص ۶۱۸

(23) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان...الخ، ج ۷، ص ۶۱۸۔

(24) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۱۹۔

(25) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان...الخ، ج ۷، ص ۶۱۹۔

کتابت (26) کی کفالت صحیح نہیں کہ یہ دَین صحیح نہیں اور اگر کسی نے ناواقفی سے ضمانت کر لی اور کچھ ادا بھی کر دیا پھر معلوم ہوا کہ یہ کفالت صحیح نہ تھی اور مجھ پر ادا کرنا لازم نہ تھا تو جو کچھ ادا کر چکا ہے واپس لے سکتا ہے۔(27)

مسئلہ ۴۱: دوسرے کی عورت سے کہا میں ہمیشہ کے لیے تیرے نفقہ کا ضامن ہوں، جب تک وہ عورت اُس کے نکاح میں رہے گی اُس وقت تک یہ کفیل ہے، مرنے کے بعد یا طلاق کے بعد صرف عدّت تک ضامن ہے، اُس کے بعد کفالت ختم ہوگئی۔ یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ایک روپیہ روزانہ دے دیا کرو اس کا میں ضامن ہوں وہ دیتا رہا ایک کثیر رقم ہوگئی اب کفیل یہ کہتا ہے میرا مطلب یہ نہ تھا کہ تم اتنی رقم کثیر (اتنا زیادہ مال) اُسے دے دو گے اس کی یہ بات معتبر نہیں کُل رقم دینی پڑے گی۔ یوہیں دوکاندار سے یہ کہہ دیا کہ اس کے ہاتھ جو کچھ بیچو گے وہ میرے ذمہ ہے تو جو کچھ اس کے ہاتھ بیع کریگا مطالبہ کفیل سے ہوگا یہ نہیں سنا جائے گا کہ میرا مطلب یہ تھا یہ نہ تھا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول لہ (جس کا مطالبہ ہے) نے اسے قبول کر لیا ہو چاہے قبول کے الفاظ کہے ہوں یا دلالۃً قبول کیا ہو مثلاً اُس کے ہاتھ کوئی چیز فی الحال بیع کر دی مگر اس بیع کے بعد دوبارہ یا سہ بارہ (تیسری بار) بیع کریگا تو اُس کے ثمن کا ضامن نہ ہوگا کہ یہ ہمیشہ کے لیے ضمانت نہیں ہے۔(28)

مسئلہ ۴۲: ایک شخص دوسرے سے قرض مانگ رہا تھا اُس نے قرض دینے سے انکار کر دیا تیسرے شخص نے یہ کہا اس کو قرض دیدو میں ضامن ہوں اُس نے فوراً قرض دے دیا یہ ضامن ہوگیا کہ اُس کا قرض دے دینا ہی قبول کفالت ہے۔(29)

مسئلہ ۴۳: اس کے ہاتھ فلاں چیز بیع کرو اس میں جو کچھ خسارہ ہوگا میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔(30)

مسئلہ ۴۴: یہ کہا کہ فلاں شخص اگر تمھاری کوئی چیز غصب کرلے گا وہ مجھ پر ہے تو کفیل ہوگیا اور اگر یہ کہا کہ جو شخص تیری چیز غصب کرے میں اُس کا ضامن ہوں تو یہ کفالت باطل ہے یوہیں اگر یہ کہا کہ اس گھر والے جو چیز تیری غصب کریں مَیں ضامن ہوں یہ کفالت باطل ہے جب تک کسی آدمی کا نام نہ لے۔(31)

---

(26) آقا کا اپنے غلام سے مال کی ادائیگی کے بدلے اُس کی آزادی کا معاہدہ کرنا کتابت کہلاتا ہے اور جو مال مقرر ہوا اُسے بدل کتابت کہتے ہیں۔

(27) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۰.

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۲.

(29) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: کفالۃ المال قسمان... إلخ، ج ۷، ص ۶۲۳.

(30) المرجع السابق، ص ۶۲۲.

(31) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۲، ۶۲۴.

مسئلہ ۴۵: یہ کہا تھا کہ جو چیز فلاں کے ہاتھ بیع کرو گے میں ضامن ہوں یہ کہہ کر اُس نے اپنا کلام واپس لیا کہہ دیا مَیں ضامن نہیں اب اگر اس نے بیچا تو وہ ضامن نہ رہا اُس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(32)

مسئلہ ۴۶: یہ کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص کی کفالت کی ہے جس کا نام نہیں جانتا ہوں صورت پہچانتا ہوں یہ اقرار درست ہے اس کے بعد کسی شخص کو لاکر کہتا ہے کہ یہ وہی ہے بری ءالذمہ ہوجائے گا۔(33)

مسئلہ ۴۷: ایک شخص نے بار برداری کے لیے جانور کرایہ پر لیا یا خدمت کے لیے غلام کو اجارہ پر لیا (یعنی نوکر رکھا) اگر وہ جانور اور غلام معین ہیں یعنی اس جانور پر میرا سامان لادا جائے یا یہ غلام میری خدمت کریگا اس کی کفالت صحیح نہیں کہ کفیل اس کی تسلیم سے عاجز ہے (سپرد کرنے سے عاجز ہے) اور غیر معین ہوں تو کفالت صحیح ہے۔(34)

مسئلہ ۴۸: مبیع کی کفالت صحیح نہیں یعنی ایک شخص نے کوئی چیز خریدی کفیل نے مشتری سے کہا یہ چیز اگر ہلاک ہو گئی تو میرے ذمہ ہے یہ کفالت صحیح نہیں کہ مبیع ہلاک ہونے کی صورت میں بیع ہی فسخ ہوگئی بائع سے کسی چیز کا مطالبہ نہ رہا پھر کفالت کس چیز کی ہوگی۔(35)

مسئلہ ۴۹: معین شے اگر کسی کے پاس ہو اس کی دو صورتیں ہیں۔ وہ چیز اُس کے ضمان میں ہے یا نہیں اگر ضمان میں ہے تو ضمان بنفسہٖ ہے یا ضمان بغیرہ یہ کل تین صورتیں ہوئیں اگر اُس کا قبضہ قبضہ ضمان نہ ہو بلکہ قبضہ امانت ہو کہ ہلاک ہونے کی صورت میں تاوان دینا نہ پڑے جیسے ودیعت (جس کو لوگ امانت کہتے ہیں) مال مضاربت، مال شرکت، عاریت، کرایہ کی چیز جو کرایہ دار کے قبضہ میں ہے۔

قبضہ ضمان جبکہ ضمان بغیرہ ہو اسکی مثال مبیع ہے جبکہ بائع کے قبضہ میں ہو یا مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) جو مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے) کے قبضہ میں ہو کہ مبیع ہلاک ہونے سے ثمن جاتا رہتا ہے اور مرہون ہلاک ہوتو دَین جاتا رہتا ہے۔

جس کا ضمان بعینہٖ ہے اُس کی مثال وہ مبیع جس کی بیع فاسد ہوئی اور وہ مشتری کے قبضہ میں ہو۔ خریداری کے طور پر نرخ کرکے چیز پر قبضہ کیا۔ مغصوب (ناجائز طور پر قبضہ میں لی ہوئی چیز) اور انکے علاوہ وہ چیزیں کہ ہلاک ہونے کی صورت میں اُن کی قیمت دینی پڑتی ہے اس تیسری قسم میں کفالت صحیح ہے پہلی دونوں قسموں میں کفالت صحیح

(32) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۳۔

(33) المرجع السابق ص ۶۲۸۔

(34) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۹۔

(35) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعلیق الکفالۃ بشرط... الخ، ج ۷ ص ۶۲۹۔

نہیں۔(36) اس قاعدہ کلیہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مرہون اور ودیعت اور مبیع کی کفالت صحیح نہیں ہے مگران چیزوں کی تسلیم کی کفالت ہوسکتی ہے یعنی بائع یا مرتہن یا امین سے لے کر اُس کے قبضہ دلانے کی کفالت صحیح ہے مگراس کفالت کا محصل (حاصل) یہ ہوگا کہ چیز اگر موجود ہے تو تسلیم کردے اور ہلاک ہوگئی تو کچھ نہیں۔ کفیل بری ءالذمہ ہوگیا۔(37)

مسئلہ ۵۰: بیع میں ثمن کی کفالت صحیح ہے جبکہ وہ بیع صحیح ہو کفالت کے بعد یہ معلوم ہوا کہ بیع صحیح نہ تھی اور کفیل نے بائع کو ثمن ادا کردیا ہے تو کفیل کو اختیار ہے کہ جو کچھ ادا کر چکا ہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے اور اگر پہلے وہ بیع صحیح تھی بعد میں شرط فاسد لگا کر بیع کو فاسد کردیا تو کفیل نے جو کچھ دیا ہے مشتری سے وصول کریگا اور اگر مبیع میں استحقاق ہوا (یعنی مبیع میں کسی نے اپنا حق ثابت کردیا) جس کی وجہ سے مشتری سے لے لی گئی یا خیارِ شرط، خیارِ عیب، خیار رویت کی وجہ سے بائع کو واپس ہوئی تو کفیل بری ہوگیا کیونکہ ان صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن دینا نہ رہا لہٰذا کفالت بھی ختم ہوگئی۔(38)

مسئلہ ۵۱: صبی محجور (جس بچہ کو خرید و فروخت کی ممانعت ہو) نے کوئی چیز خریدی اور کسی نے اُس کی طرف سے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں کہ جب اصیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا تو کفیل سے کیونکر ہوگا۔(39)

مسئلہ ۵۲: ایک شخص نے اپنی کوئی چیز بیع کرنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا وکیل نے چیز بیچ ڈالی اور موکل کے لیے ثمن کا خود ہی ضامن بنا، یہ کفالت صحیح نہیں کہ ثمن پر قبضہ کرنا خود اسی کا کام ہے لہٰذا اپنے لیے کفالت ہوگئی۔(40)

مسئلہ ۵۳: وصی (وصیت کرنے والا اپنی وصیت پوری کرنے کے لئے جس شخص کو مقرر کرے) اور ناظر (دیکھ بھال کرنے والا) مشتری کی طرف سے ثمن کے ضامن نہیں ہوسکتے کہ ثمن وصول کرنا خود انھیں کا کام ہے اور اگر یہ مشتری کو ثمن معاف کردیں تو مشتری سے معاف ہوگیا مگران کو اپنے پاس سے دینا ہوگا۔(41)

مسئلہ ۵۴: مضارب (مضاربت پر مال لینے والا) نے کوئی چیز بیع کی اور رب المال (مضارب کو مال دینے والا) کے لیے مشتری کی طرف سے خود ہی ضامن ہوگیا یہ کفالت بھی صحیح نہیں۔(42)

---

(36) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ...الخ، ج ۷، ص ۶۲۹۔

(37) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی تعلیق الکفالۃ...الخ، ج ۷، ص ۶۲۹۔

(38) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی تعلیق الکفالۃ...الخ، ج ۷، ص ۶۳۰۔

(39) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۱۔

(40) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۵۔

(41) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۵۔

(42) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۵۔

کفالت کو شرط پر معلق کرنا

مسئلہ ۵۵: کفالت کو کسی شرط پر معلق کرنا بھی صحیح ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ شرط کفالت کے مناسب ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ لزومِ حق کے لیے شرط ہو یعنی وہ شرط نہ ہو تو حق لازم ہی نہ ہو مثلاً یہ کہ اگر مبیع میں کوئی حقدار پیدا ہوگیا یا امین نے امانت سے انکار کر دیا یا فلاں نے تمھاری کوئی چیز غصب کر لی یا اُس نے تجھے یا تیرے بیٹے کو خطاً قتل کر ڈالا تو میں ضامن ہوں بدلا میں دوں گا یہ وہ شرطیں ہیں کہ اگر پائی نہ جائیں تو مکفول لہٗ (جس شخص کا مطالبہ ہے) کا حق ہی نہیں لہٰذا اگر یہ کہا کہ تجھ کو درندہ مار ڈالے تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں کہ درندہ کے مار ڈالنے پر حق لازم ہی نہیں۔ یوہیں اسکے یہاں کوئی مہمان آیا تھا اُس کو اپنی سواری کے جانور کا اندیشہ تھا کہ کوئی درندہ نہ پھاڑ کھائے اس نے کہا اگر درندہ نے پھاڑ کھایا تو مَیں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں ضمان دینا لازم نہیں۔

دوسری یہ کہ امکان استیفا (یعنی ادائیگی حق ممکن ہونے) کے لیے وہ شرط ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا آسانی سے ممکن ہوگا مثلاً یہ کہا کہ اگر زید آجائے تو جو کچھ اُس پر دَین ہے وہ مجھ پر ہے یعنی میں ضامن ہوں اور زید ہی مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) ہے یا مکفول عنہ کا مضارب یا امین یا غاصب ہے، ظاہر ہے کہ زید کے آنے سے مطالبہ ادا کرنے میں سہولت ہوگی اور اگر زید اجنبی شخص ہو تو اُس کے آنے پر معلق کرنا صحیح نہیں۔

تیسری صورت یہ کہ وہ شرط ایسی ہو کہ اُس کے پائے جانے سے حق کا وصول کرنا دشوار (مشکل) ہو جائے مثلاً یہ کہ مکفول عنہ غائب ہوگیا تو میں ضامن ہوں کہ جب وہ نہ ہوگا طالب (جس شخص کا مطالبہ ہے) کیونکر حق وصول کر سکتا ہے لہٰذا اس نے اُس صورت میں اپنے کو کفیل (ضامن) بنایا ہے کہ اُس سے وصول نہ ہو سکے۔ یوہیں یہ کہا کہ اگر وہ مر جائے اور کچھ مال نہ چھوڑے یا تمھارا مال اُس سے بوجہ اُس کے مفلس ہو جانے (محتاج ہو جانے) کے نہ وصول ہو سکے یا وہ تمھیں نہ دے تو مجھ پر ہے ان سب صورتوں میں شرط پر معلق کرنا صحیح ہے۔ اور اگر کفیل نے یہ کہا تھا کہ مدیون (مقروض) اگر نہ دے تو میں دوں گا طالب نے مدیون سے مانگا اُس نے دینے سے انکار کر دیا کفیل پر اسی وقت دینا واجب ہوگیا اگر یہ شرط کی کہ چھ ماہ تک وہ ادا نہ کر دے تو مجھ پر ہے یہ شرط صحیح ہے، بعد اُس مدت کے کفیل پر دینا لازم ہوگا۔(1)

مسئلہ ۵۶: کفالت کو ایسی شرط پر معلق کیا جو مناسب نہ ہو تو شرط فاسد ہے اور کفالت صحیح ہے مثلاً یہ کہ اگر ز[illegible]

میں کیا یہ شرط صحیح نہیں۔(2)

مسئلہ ۵۷: یہ کہا فلاں کے ہاتھ بیع کرو جو بیچو گے اُس کا میں ضامن ہوں طالب کہتا ہے میں نے اُسکے ہاتھ بیچا اور اُس نے قبضہ بھی کر لیا کفیل کہتا ہے کہ نہیں بیچا اور مکفول عنہ کفیل کے قول کی تصدیق کرتا ہے اگر وہ مال موجود ہے کفیل سے مطالبہ ہوگا اور ہلاک ہوگیا تو جب تک طالب گواہوں سے نہ ثابت کر لے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ صورتِ مذکورہ میں اگر کفیل یہ کہے تو نے پانسو میں بیع کی اور طالب کہتا ہے ہزار میں بیع کی ہے اور مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) طالب کی بات کا اقرار کرتا ہے تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۸: کفالت کی کوئی میعاد مجہول (نامعلوم مدت) ذکر کی اس کی دو صورتیں ہیں اُس میں بہت زیادہ جہالت ہے یا تھوڑی سی جہالت ہے اگر زیادہ جہالت ہے مثلاً آندھی چلنا یا مینہ برسنا یہ میعاد باطل ہے اور کفالت صحیح اور اگر تھوڑی جہالت ہے مثلاً کھیت کٹنا یا تنخواہ ملنا تو کفالت بھی صحیح ہے اور میعاد بھی صحیح۔(3)

مسئلہ ۵۹: تعلیق کی صورت میں اگر مکفول عنہ مجہول ہو کفالت صحیح نہیں اور تعلیق نہ ہو مثلاً جو کچھ تمھارا فلاں یا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُن دونوں میں جس کو چاہے معین کر لے یوہیں اگر یہ کہا کہ فلاں کے نفس کا یا جو کچھ اُس کے ذمہ تیرا مال ہے مَیں اُس کا کفیل ہوں یہ کفالت صحیح ہے اور کفیل کو اختیار ہوگا کہ اُس کو حاضر کر دے یا مال دیدے۔(4)

❀❀❀❀❀

---

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۱.

(3) فتح القدیر، کتاب الکفالۃ، ج۶، ص۳۰۲.

(4) المرجع السابق، ص۲۹۹، ۳۰۰.

کفیل نے مال ادا کردیا تو کس صورت میں واپس لے سکتا ہے

مسئلہ ۶۰: کفالت بالمال کی دو صورتیں ہیں۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے یا بغیر کہے۔ اگر کہنے سے کفالت ہوئی تو کفیل جو کچھ دَین (قرض) ادا کریگا مکفول عنہ سے لے گا اور اگر بغیر کہے اپنے آپ ہی ضامن ہوگیا تو احسان وتبرع ہے جو کچھ ادا کریگا مکفول عنہ سے نہیں لے سکتا۔(1)

مسئلہ ۶۱: بعض صورتوں میں مکفول عنہ کے بغیر کہے کفالت کرنے سے بھی اگر ادا کیا ہے تو وصول کرسکتا ہے مثلاً باپ نے نابالغ لڑکے کا نکاح کیا اور مہر کا ضامن ہوگیا اُس کے مرنے کے بعد عورت یا اس کے ولی نے والدزوج کے ترکہ میں سے مہر وصول کرلیا تو دیگر ورثہ اپنا حصہ پورا پورا لیں گے اور لڑکے کے حصہ میں سے بقدر مہر کے کم کردیا جائے گا کہ باپ چونکہ ولی تھا اُس کا ضامن ہونا گویا لڑکے کے کہنے سے تھا اور اگر باپ مرا نہیں زندہ ہے اُس نے خود مہر ادا کیا اور لوگوں کو گواہ کرلیا ہے کہ لڑکے سے وصول کرلوں گا تو وصول کرسکتا ہے ورنہ نہیں دوسری صورت یہ ہے کہ کفیل نے کفالت سے انکار کردیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کردیا کہ اس نے مکفول عنہ کے حکم سے کفالت کی تھی اس نے دَین ادا کیا مکفول عنہ سے واپس لے سکتا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اس نے کفالت کی اور مکفول لہ نے ابھی قبول نہیں کی تھی کہ مکفول عنہ نے اجازت دیدی یہ کفالت بھی اُس کے کہنے سے قرار پائے گی۔(2)

مسئلہ ۶۲: اجنبی شخص نے کہہ دیا کہ تم فلاں کی ضمانت کرلو اس نے کرلی اور دَین ادا کردیا مکفول عنہ سے واپس نہیں لے سکتا۔ مکفول عنہ کے کہنے سے کفالت کی ہے اس میں بھی واپس لینے کے لیے یہ شرط ہے کہ مکفول عنہ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میری طرف سے کفالت کرلو یا میری طرف سے ادا کردو یا یہ کہ جو کچھ تم دو گے وہ مجھ پر ہے یا میرے ذمہ ہے اور اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ ہزار روپے کی مثلاً تم ضمانت یا کفالت کرلو تو واپس نہیں لے سکتا مگر جبکہ کفیل خلیط ہو تو اس صورت میں بھی واپس لے سکتا ہے۔ خلیط سے مراد اس مقام پر وہ شخص ہے جو اس کے عیال میں ہے مثلاً باپ یا بیٹا بیٹی یا اجیر یا شریک بشرکت عنان یا وہ شخص جس سے اس کا لین دین ہو اُس کے یہاں مال رکھتا ہو۔(3)

---

(1) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، ج ۲، ص ۹۱۔

(2) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷، ص ۶۳۶۔

(3) فتح القدیر، کتاب الکفالۃ، ج ۶، ص ۳۰۴۔

وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان المھر، ج ۷، ص ۶۳۷۔

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو ہزار روپے دے دو اس نے دے دیے، کہنے والے سے واپس نہیں لے سکتا مگر جس کو دیے ہیں اُس سے لے سکتا ہے۔(4)

مسئلہ ۶۴: صبی محجور (جس بچہ کو خرید وفروخت کی ممانعت ہو) نے اس کو کفالت کے لیے کہا اس نے کفالت کر لی اور مال ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا یوہیں غلام محجور کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی اور ادا کر دیا واپس نہیں لے سکتا جب تک وہ آزاد نہ ہو۔ اور صبی ماذون وغلام ماذون (وہ غلام اور بچہ جس کو خرید وفروخت کی اجازت ہو) سے واپس ملے گا۔(5)

مسئلہ ۶۵: غلام نے آقا کی طرف سے کفالت کی اور آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں آقا نے غلام کی طرف سے کفالت کی اور غلام کے آزاد ہونے کے بعد ادا کیا واپس نہیں لے سکتا۔(6)

مسئلہ ۶۶: ثمن کی کفالت کی پھر بائع نے کفیل کو ثمن ہبہ کر دیا کفیل نے مشتری سے وصول کیا اس کے بعد مشتری نے مبیع میں عیب دیکھا اُس کو واپس کر دیا اور بائع سے ثمن واپس لیا کفیل سے نہ بائع لے سکتا ہے نہ مشتری۔(7)

مسئلہ ۶۷: کفیل نے جس چیز کی ضمانت کی وہی چیز ادا کی یا دوسری چیز دی مثلاً ہزار روپے کی ضمانت کی اور ہزار روپے ادا کیے یا روپے کی جگہ اشرفیاں (اشرفی کی جمع سونے کا سکے) یا کوئی دوسری چیز دی۔ پہلی صورت میں جو ادا کیا ہے واپس لے سکتا ہے اور دوسری صورت میں وہ ملے گا جس کا ضامن ہوا تھا یعنی روپے لے سکتا ہے اشرفیوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر اُسی جنس کی چیز مکفول لہ کو دی مگر اُس سے گھٹیا (ردی) یا بڑھیا (عمدہ) دی جب بھی وہی لے سکتا ہے جس کی ضمانت کی کہ اس صورت میں یعنی جبکہ دوسری چیز دی یا گھٹیا بڑھیا چیز دی تو یہ خود دَین کا مالک ہو گیا اور طالب کے قائم مقام ہو گیا۔(8)

مسئلہ ۶۸: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم میرا قرضہ ادا کر دو میں تم کو دے دوں گا اُس نے قرض میں دوسری چیز دی تو جو چیز دی ہے وہی واپس لے گا جو اُس کے ذمہ تھا وہ نہیں لے سکتا کہ یہ دَین کا مالک نہیں ہوا۔(9)

---

(4) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ، مسائل الامر، ج ۲، ص ۱۷۵۔

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان المہر، ج ۷، ص ۶۳۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۶۶۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۶۷۔

(8) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳، وغیرہ۔

(9) فتح القدیر، کتاب الکفالۃ، ج ۶، ص ۳۰۵۔

مسئلہ ۶۹: اصیل (جس پر مطالبہ ہے) پر ہزار روپے تھے کفیل نے طالب سے پانسو روپے میں مصالحت کر لی (یعنی صلح کر لی) اور دے دیئے، مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) سے پانسو ہی لے سکتا ہے کہ یہ اسقاط (یعنی کم کردینا) یا ابرا (یعنی معاف کردینا) ہے لہٰذا اصیل سے بھی پانسو جاتے رہے۔(10)

مسئلہ ۷۰: واپسی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ کفیل نے اُس وقت دیا ہو کہ اصیل پر واجب الادا ہو اور اگر اصیل پر ابھی دینا واجب بھی نہیں ہوا ہے کہ کفیل نے دے دیا تو واپس نہیں لے سکتا مثلاً مستاجر (اجرت پر کام کروانے والا) کی طرف سے کسی نے اجرت کی ضمانت کی تھی اور ابھی اجیر (اجرت پر کام کرنے والا) نے کام کیا ہی نہیں ہے کہ اجرت واجب ہوتی کفیل نے اُسے دیدی واپس نہیں لے سکتا۔ یوہیں اگر کفیل کے دینے سے پہلے خود اصیل نے دَین (قرض) ادا کر دیا اور کفیل کو اس کی اطلاع نہیں ہوئی اس نے بھی دے دیا اصیل سے واپس نہیں لے سکتا کہ جس وقت اس نے دیا ہے اصیل پر دینا واجب ہی نہ تھا بلکہ اس صورت میں دائن (قرض خواہ) سے واپس لے گا۔(11)

مسئلہ ۷۱: کفیل نے جس کے لیے کفالت کی تھی (یعنی طالب) وہ مر گیا اور خود کفیل اُس کا وارث ہے تو کفیل دَین کا مالک ہو گیا مکفول عنہ یعنی مدیون سے مطالبہ کریگا۔ یوہیں اگر طالب نے کفیل کو دَین ہبہ کر دیا یہ مالک ہو گیا۔(12)

مسئلہ ۷۲: ایک شخص نے ہزار روپے میں گھوڑا خریدا مشتری کی طرف سے ثمن کی کسی نے ضمانت کی کفیل نے اپنے پاس سے روپے دے دیے اور مشتری سے ابھی وصول نہیں کیے تھے بغیر وصول کیے کفیل غائب ہو گیا اور گھوڑے کے متعلق کسی نے اپنا حق ثابت کیا اور لے لیا مشتری چاہتا ہے کہ بائع سے ثمن واپس لے تو جب تک کفیل حاضر نہ ہو جائے بائع سے ثمن نہیں لے سکتا اب کفیل آ گیا تو اسے اختیار ہے بائع سے ثمن واپس لے یا مشتری سے۔ اگر بائع سے لے گا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا اور مشتری سے لے گا تو مشتری بائع سے واپس لے گا اور اگر کفیل بائع کو دینے کے بعد مشتری سے وصول کر کے غائب ہوا ہے اس کے بعد حق ثابت ہوا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے گا کفیل کے آنے کا انتظار نہ کریگا۔(13)

مسئلہ ۷۳: مسلمان دارالحرب میں مقید تھا روپیہ دے کر کسی نے اُس کو خریدا اگر اُس کے بغیر حکم ایسا کیا تو احسان ہے واپس نہیں لے سکتا اور اُس کے کہنے سے ایسا کیا تو واپس لے سکتا ہے چاہے اُس نے واپس دینے کو کہا ہو یا نہ کہا

(10) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان الغصب ، ج ۷ ص ۶۴۳.

(11) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی ضمان الغصب ، ج ۷ ص ۶۴۳.

(12) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۳۸.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الرابع، ج ۳ ص ۲۶۷، ۲۶۸.

ہو۔ یوہیں اگر کسی نے یہ کہہ دیا کہ میرے بال بچوں پر اپنے پاس سے خرچ کر دو یا میرے مکان کی تعمیر میں اپنا روپیہ خرچ کرو اُس نے خرچ کیا تو وصول کر سکتا ہے۔(14)

مسئلہ ۷۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار روپے دے دو اُس نے دے دیے یہ ہبہ حکم دینے والے کی طرف سے ہوا مگر جس نے دیے وہ نہ کہنے والے سے لے سکتا ہے نہ اُس سے جس کو دیے اور اگر یہ کہا تھا کہ اُس کو ہزار روپے دے دو میں ضامن ہوں تو کہنے والے سے وصول کر سکتا ہے۔(15)

مسئلہ ۷۵: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں کو میری طرف سے ہزار روپے قرض دے دو اُس نے دے دیے واپس لے سکتا ہے اور اگر صرف اتنا ہی کہا کہ فلاں کو ہزار روپے قرض دے دو تو واپس نہیں لے سکتا اگرچہ وہ اسکا خلیط (یعنی وہ شخص جس کے ساتھ اسکا بالواسطہ یا بلاواسطہ لین دین ہے) ہو۔(16)

مسئلہ ۷۶: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میری قسم کا کفارہ ادا کر دو یا میری زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کر دو یا میرا حج بدل کرا دو اُس نے یہ سب کر دیا تو کہنے والے سے وصول نہیں کر سکتا۔(17)

مسئلہ ۷۷: ایک نے دوسرے سے کہا مجھ کو ہزار روپے ہبہ کر دو فلاں شخص اس کا ضامن ہے اور وہ شخص بھی یہاں موجود ہے اُس نے کہا ہاں ان کے ہاں کہنے پر اُس نے دے دیے یہ ہبہ اس ضامن کی طرف سے ہوگا اور دینے والے کے ہزار روپے اس کے ذمہ قرض ہیں۔(18)

مسئلہ ۷۸: ایک شخص کے دوسرے کے ذمہ ہزار روپے ہیں مدیون (مقروض) نے کسی سے کہا اس کے ہزار روپے ادا کر دو یہ کہتا ہے میں نے ادا کر دیے مگر دائن (قرض خواہ) انکار کرتا ہے تو قسم کے ساتھ دائن کا قول معتبر ہے اور وہ شخص مدیون سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ مدیون نے اُس کی تصدیق کی ہو۔ یوہیں مکفول عنہ (جس پر مطالبہ ہے) کے کہنے سے کسی نے کفالت کی۔ کفیل (ضامن) کہتا ہے میں نے مال ادا کر دیا اور مکفول عنہ بھی اسکی تصدیق کرتا ہے مگر طالب انکار کرتا ہے طالب کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے اس نے قسم کھا کر مکفول عنہ سے مال وصول کر لیا اب کفیل مکفول سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر مکفول عنہ بھی انکار کرتا ہے کفیل نے گواہوں سے اپنا دینا ثابت کر دیا تو کفیل

---

(14) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ، فصل فی الکفالۃ بالمال، ج ۲ ص ۱۷۳۔

(15) المرجع السابق، مسائل الامر، ج ۲، ص ۱۷۵۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الرابع، ج ۳ ص ۲۶۹۔

(17) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ، مسائل الامر، ج ۲ ص ۱۷۵۔

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الرابع، ج ۳، ص ۲۷۰۔

واپس لے سکتا ہے اور طالب کے مقابل میں یہی گواہ معتبر ہیں اگرچہ طالب موجود نہ ہو۔(19)

مسئلہ ۷۹: ایک شخص نے دوسرے سے کہا فلاں شخص کے میرے ذمہ ہزار روپے ہیں تم اپنی فلاں چیز اُس کے ہاتھ اُن ہزار روپوں میں بیع کر دو اُس نے بیچ دی یہ جائز ہے پھر اگر بیع کے بعد طالب کہتا ہے اُس نے میرے ہاتھ بیع کی مگر قبضہ سے پہلے اُسی کے پاس چیز ہلاک ہوگئی اور وہ دونوں کہتے ہیں تو نے قبضہ کر لیا تھا اس میں بھی طالب کا قول معتبر ہے اس نے قسم کھالی تو بیع فسخ (ختم) مانی جائے گی اور طالب اپنے روپے مدیون سے وصول کریگا اور جس نے بیع کی تھی وہ مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر بائع نے گواہوں سے طالب کا قبضہ ثابت کر دیا تو بیع فسخ نہیں مانی جائے گی اور ہزار روپے مدیون سے وصول کریگا اور طالب مدیون سے کچھ نہیں لے سکتا اگرچہ بائع نے طالب کی عدم موجودگی میں گواہ پیش کیے ہوں جبکہ مدیون بھی منکر ہو۔(20)

مسئلہ ۸۰: کفیل جب تک طالب کو ادا نہ کر دے مکفول عنہ سے دَین (قرض) کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر مکفول عنہ نے کفیل کے پاس ادا کرنے سے پہلے کوئی چیز رہن (گروی) رکھ دی یہ رہن رکھنا درست ہے۔(21)

❀❀❀❀❀

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الرابع، ج۳،ص ۲۷۰.

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الرابع، ج۳،ص ۲۷۰.

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان الدرک، ج۷، ص ۶۳۹.

حبس وملازمہ

مسئلہ ۸۱: طالب یعنی دائن کو اختیار ہے کہ کفیل سے مطالبہ کرے یا اصیل (جس پر مطالبہ ہے) سے یا دونوں سے اگر مکفول لہ نے کفیل کا ملازمہ کیا (یعنی جہاں جاتا ہے طالب بھی اُس کے ساتھ جاتا ہے پیچھا نہیں چھوڑتا) تو کفیل اصیل کے ساتھ ایسا ہی کرسکتا ہے اور اگر طالب نے کفیل کو حبس (قید) کرادیا تو کفیل اصیل کو حبس کراسکتا ہے کہ کفیل کا ملازمہ یا حبس اصیل کی وجہ سے ہے۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ اصیل کے کہنے سے اُس نے کفالت کی ہو اور اصیل کا خود کفیل کے ذمہ دَین نہ ہو اور اگر کفیل کے ذمہ مطلوب کا دَین ہو تو کفیل نہ ملازمہ کرسکتا ہے نہ حبس کراسکتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اصیل کفیل کے اصول میں نہ ہو اور اگر اصیل اصول میں ہے تو کفیل اُس کے ساتھ یہ فعل نہیں کرسکتا۔ کفیل کا ملازمہ یا حبس اُس وقت ہوسکتا ہے کہ اصیل طالب کے اصول میں سے نہ ہو ورنہ اصول کے ملازمہ وحبس کا سبب خود یہی طالب ہوا اور کوئی شخص اپنے باپ ماں دادا دادی وغیرہ اصول کے ساتھ یہ حرکت کرنے کا مجاز نہیں۔ (1)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب فی ضمان الغصر، ج ۷، ص ۶۴۰۔

کفیل کے بری ءالذمہ ہونے کی صورتیں

مسئلہ ۸۲: کفیل کا دَین ادا کر دینا کفیل و اصیل دونوں کی براءَت کا سبب ہے یعنی اب طالب کا کسی سے تقاضا نہ رہا، نہ اصیل سے نہ کفیل سے، مگر جبکہ کفیل نے اپنے مدیون پر حوالہ کر دیا اور یہ شرط کر دی کہ فقط میں بری ہوں تو اصیل بری نہ ہوا اور اگر شرط نہ کی تو اس صورت میں بھی دونوں دَین سے بری ہو گئے۔(1)

مسئلہ ۸۳: اصیل نے دَین ادا کر دیا تو کفیل بھی بری الذمہ ہو گیا اب کفیل سے بھی مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(2)

مسئلہ ۸۴: طالب نے اصیل سے دَین معاف کر دیا کفیل بھی بری ہو گیا مگر یہ ضرور ہے کہ مکفول عنہ نے قبول بھی کر لیا ہو اور اگر اصیل نے اُس کے معاف کرنے پر نہ رد کیا نہ قبول کیا اور مر گیا تو اُس کا مرنا قبول کے قائم مقام ہو گیا یعنی دَین معاف ہو گیا اور کفیل بری ہو گیا اور اگر طالب نے معاف کر دیا مگر اصیل نے انکار کر دیا معافی کو منظور نہیں کیا تو معافی رد ہو گئی اور دَین بدستور قائم رہا۔ یوہیں اگر طالب نے اصیل کو دَین ہبہ کر دیا اور قبول سے پہلے اصیل مر گیا بری ہو گیا اور اصیل نے ہبہ کو رد کر دیا تو رد ہو گیا اور دَین بدستور باقی رہا کوئی بری نہ ہوا۔(3)

مسئلہ ۸۵: اصیل کے مرنے کے بعد طالب نے دَین معاف کر دیا یا ہبہ کر دیا اور ورثہ نے قبول کر لیا تو معافی اور ہبہ صحیح ہیں اور رد کر دیا تو رد ہو گیا۔(4)

مسئلہ ۸۶: طالب نے اصیل کو مہلت دے دی کفیل کے لیے بھی مہلت ہو گئی اس سے بھی اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(5)

مسئلہ ۸۷: طالب نے کفیل کو بری کر دیا یعنی اس سے مطالبہ معاف کر دیا یا اس کو مہلت دے دی تو اصیل نہ بری ہو گا نہ اس کے لیے مہلت ہو گی اور اصیل اگرچہ بری نہ ہوا مگر کفیل کو یہ حق نہیں کہ اصیل سے کچھ مطالبہ کر سکے بخلاف اُس صورت کے کہ طالب نے کفیل کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہو تو چونکہ طالب کا مطالبہ ساقط ہو گیا کفیل اصیل سے بقدر دَین

---

(1) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۴۱.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۲.

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الثالث، ج ۳، ص ۲۶۲، ۲۶۳.

(4) المرجع السابق، ص ۲۶۳.

(5) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۴۲.

وصول کریگا۔(6)

مسئلہ ۸۸: کفیل کو معاف کر دیا تو چاہے کفیل اس کو قبول کرے یا نہ کرے بہرحال معافی ہوگئی البتہ اگر اس کو ہبہ یا صدقہ کر دیا ہے تو قبول کرنا ضروری ہے۔ کفیل کو مہلت دی مگر اُس نے منظور نہیں کی تو مہلت کفیل کے لیے بھی نہ ہوئی۔(7)

مسئلہ ۸۹: ایک شخص پر دَین واجب الادا ہے یعنی فوری دینا ہے میعاد نہیں ہے اُس کی کفالت کسی نے یوں کی کہ اتنے دنوں کے بعد دینے کا میں ضامن ہوں تو یہ میعاد اصیل کے لیے بھی ہوگئی یعنی اُس سے بھی مطالبہ اتنے دنوں کے لیے مؤخر ہو گیا(8) اور اگر کفیل نے میعاد کو اپنے ہی لیے رکھا مثلاً یہ کہا کہ مجھ کو اتنے دنوں کی مہلت دو یا طالب نے وقت کفالت خصوصیت کے ساتھ کفیل کو مہلت دی ہے تو اصیل کے لیے مہلت نہیں۔ یوہیں قرض کی کفالت میعاد کے ساتھ کی تو کفیل کے لیے میعاد ہوگئی مگر اصیل کے لیے نہیں ہوئی کہ اگرچہ کفالت میں میعاد ہے مگر جس پر قرض ہے اُس کے لیے میعاد ہو نہیں سکتی۔(9)

مسئلہ ۹۰: کفیل سے دَین کا مطالبہ کیا اُس نے کہا صبر کرو اصیل کو آجانے دو طالب نے کہا مجھے تم سے تعلق ہے اُس سے کوئی تعلق نہیں اس کہنے سے اصیل بری نہ ہوا۔(10)

مسئلہ ۹۱: دَین میعادی تھا(یعنی قرض کی مدت مقرر تھی) اس کی کفالت کی تھی کفیل مر گیا تو کفیل کے حق میں میعاد باقی نہ رہی اور اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی مکفول لہ(جس کا مطالبہ ہے) کفیل کے ورثہ سے ابھی مطالبہ کر سکتا ہے اور اس کے ورثہ نے دَین ادا کر دیا تو اصیل سے اُس وقت واپس لینے کے حقدار ہوں گے جب میعاد پوری ہو جائے۔ یوہیں اگر اصیل مر گیا تو اس کے حق میں میعاد ساقط ہوگئی کہ اس کے ترکہ سے مرنے کے بعد ہی وصول کر سکتا ہے اور کفیل کے حق میں میعاد بدستور باقی ہے کہ اندرونِ میعاد اس سے مطالبہ نہیں ہوسکتا اور اصیل و کفیل دونوں مر گئے تو طالب کو اختیار ہے جس کے ترکہ(میت کا چھوڑا ہوا مال) سے چاہے دَین وصول کر لے میعاد تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔(11)

---

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: لوکفل بالقرض موجلا...الخ، ج۷، ص۶۴۳.

(7) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: لوکفل بالقرض موجلا...الخ، ج۷، ص۶۴۴.

(8) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، ج۲، ص۹۱.

(9) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۴۳.

(10) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۴۵.

(11) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۴۵.

مسئلہ ۹۲: میعادی دَین کو کفیل نے میعاد پوری ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اصیل کے حق میں میعاد بدستور ہے یعنی اُس سے اندرون میعاد واپس نہیں لے سکتا۔(12)

مسئلہ ۹۳: جس دَین کی کفالت کی وہ ہزار روپے تھا اور پانسو میں مصالحت ہوئی اس کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) یہ شرط ہوئی کہ اصیل وکفیل دونوں پانسو سے برئ الذمہ ہیں یا (۲) یہ کہ اصیل بری یا (۳) سکوت رہا اس کا ذکر ہی نہیں کہ کون بری ان تینوں صورتوں میں باقی پانسو سے دونوں بری ہو گئے اور (۴) اگر فقط کفیل کا بری ہونا شرط کیا یعنی کفیل سے پانسو ہی کا مطالبہ ہوگا تو تنہا کفیل پانسو سے بری الذمہ ہوگا اصیل پر پورے ہزار کا مطالبہ رہے گا لہٰذا کفیل نے پانسو روپے دے دیے تو باقی کا مطالبہ اصیل سے کریگا اور کفیل نے اُس کے کہنے سے کفالت کی ہے تو پانسو اصیل سے واپس لے۔(13)

مسئلہ ۹۴: طالب نے کفیل سے یہ مصالحت کی (صلح کی) کہ اگر تم مجھ کو اتنا دو تو میں تم کو کفالت سے بری کر دوں گا یعنی کفالت سے بری کرنے کا معاوضہ لینا چاہتا ہے یہ صلح صحیح نہیں اور کفیل پر اس مال کا دینا لازم نہیں پھر اگر وہ کفالت بالنفس تھی تو کفالت باقی ہے کفیل بری نہیں اور اگر کفالت بالمال تھی تو کفالت جاتی رہی۔(14)

مسئلہ ۹۵: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت بالنفس کی، طالب کہتا ہے کہ اُس پر میرا کوئی حق نہیں، اس کہنے سے کفیل بری نہیں ہے بلکہ اُس شخص کو حاضر لانا ہوگا اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اُس پر کوئی میرا حق نہیں نہ میری جانب سے نہ دوسرے کی جانب سے ولایت، وصایہ، وکالت کسی اعتبار سے میرا حق نہیں کفیل بری ہو گیا۔(15)

مسئلہ ۹۶: یہ کہا کہ فلاں شخص پر جو ہزار روپے ہیں اُن کا میں ضامن ہوں پھر اُس شخص مکفول عنہ نے گواہوں سے ثابت کر دیا کہ کفالت سے پہلے ہی ادا کر چکا ہے اصیل بری ہو گیا مگر کفیل بری نہ ہوا اُس کو دینا پڑے گا۔ اور اگر گواہوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ کفالت کے بعد ادا کر دیا تو دونوں بری ہو گئے۔(16)

مسئلہ ۹۷: کفیل نے دَین ادا کرنے سے پہلے اصیل کو دَین سے بری کر دیا یہ صحیح ہے یعنی اس کے بعد دَین ادا کر کے اصیل سے واپس نہیں لے سکتا۔(17)

---

(12) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: لوکفل بالقرض مؤجلا... الخ، ج ۷، ص ۶۴۵.

(13) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: لوکفل بالقرض مؤجلا... الخ ج ۷، ص ۶۴۵.

(14) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: لوکفل بالقرض مؤجلا... الخ، ج ۷، ص ۶۴۶، ۶۴۷.

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲۶۳.

(16) البحرالرائق، کتاب الکفالۃ، ج ۶، ص ۳۷۸.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج ۳ ص ۲۶۳، ۲۶۴.

مسئلہ ۹۸: طالب نے کفیل سے یہ کہا کہ میں نے تم کو بری کر دیا وہ بری ہو گیا اس سے یہ ثابت نہیں ہو گا کہ کفیل نے طالب کو دَین ادا کر کے برأت حاصل کی ہے لہٰذا کفیل کو اصیل سے واپس لینے کا حق نہ ہوگا اور طالب کو اصیل سے دَین وصول کرنے کا حق رہے گا۔ اور اگر طالب نے یہ کہا کہ تُو بری ہو گیا اس کا مطلب یہ ہو گا کہ دَین ادا کر کے بری ہوا ہے یعنی میں نے دَین وصول پا لیا اس صورت میں کفیل اصیل سے لے سکتا ہے اور طالب اصیل سے نہیں لے سکتا۔(18) یہ اُس وقت ہے جب طالب موجود نہ ہو غائب ہو اور اگر موجود ہو تو اُس سے دریافت کیا جائے کہ اس کلام کا کیا مطلب ہے وہ کہے میں نے دَین وصول پا لیا تو دونوں صورتوں میں کفیل رجوع کر سکتا ہے اور یہ کہے کہ کفیل کو میں نے معاف کر دیا تو دونوں صورتوں میں رجوع نہیں کر سکتا۔(19)

مسئلہ ۹۹: طالب نے دستاویز (ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کر سکیں) اس مضمون کی لکھی کہ کفیل نے جن روپوں کی کفالت کی تھی اُس سے بری ہو گیا تو یہ دَین وصول پا لینے کا اقرار ہے۔(20)

مسئلہ ۱۰۰: ایک شخص نے مہر کی کفالت کی اگر دخول سے پہلے عورت کی طرف سے کوئی ایسی بات ہوئی جس کی وجہ سے جدائی ہو گئی تو کُل مہر ساقط اور کفیل بالکل بری اور اگر شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو آدھا مہر ساقط اور کفیل بھی آدھے سے بری۔(21)

مسئلہ ۱۰۱: عورت نے مہر کے بدلے شوہر سے خلع کیا اور اس عورت کا شوہر کے ذمہ دَین ہے کسی نے اس دَین کی کفالت کر لی اس کے بعد اُن دونوں نے پھر آپس میں نکاح کر لیا تو کفیل بری نہ ہوا عورت اُس سے مطالبہ کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۰۲: کفیل کی برأت کو شرط پر معلق کیا اگر وہ شرط ایسی ہے جس میں طالب کا فائدہ ہے مثلاً اگر تم اتنا دے دو بری الذمہ ہو جاؤ گے یہ تعلیق صحیح ہے اور اگر وہ شرط ایسی نہیں ہے مثلاً جب کل کا دن آئے گا تم بری ہو جاؤ گے یہ تعلیق باطل ہے یعنی بری نہ ہو گا بدستور کفیل رہے گا۔(22)

مسئلہ ۱۰۳: اصیل کی برأت کو شرط پر معلق کرنا صحیح نہیں یعنی وہ بری نہیں ہو گا۔ طالب نے مدیون (مقروض) سے

---

(18) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، ج۲، ص۹۲، وغیرہ۔

(19) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۴۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۲۶۴۔

(21) المرجع السابق۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الثالث، ج۳، ص۲۶۵۔

کہا جو کچھ میرا مال تمھارے ذمہ ہے اگر مجھے وصول نہ ہوا اور تم مر گئے تو معاف ہے اور وہ مر گیا معاف نہ ہوا اور اگر یہ کہا کہ میں مر جاؤں تو معاف ہے اور طالب مر گیا معاف ہوگیا کہ یہ وصیت ہے۔(23)

مسئلہ ۱۰۴: کفیل بالنفس کی براءت کو شرط پر معلق کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔

1- یہ شرط ہے کہ تم دس روپے دے دو بری ہو اس صورت میں براءت ہوگئی اور شرط باطل اور 2- اگر وہ مال کا بھی کفیل ہے طالب نے یہ کہا کہ مال اگر دے دو تو کفالت بالنفس سے بری ہو اس میں براءت اور شرط دونوں جائز کہ مال دیدے گا بری ہو جائے گا۔ 3- کفیل بالنفس سے یہ شرط کی کہ مال دے دو اور اصیل سے وصول کر لو اس صورت میں براءت بھی نہ ہوئی اور شرط بھی باطل۔(24)

مسئلہ ۱۰۵: اصیل نے کفیل کو مال دے دیا کہ طالب کو ادا کر دے اور وہ کفیل طالب کے کہنے سے ضامن ہوا تھا اب اصیل وہ مال کفیل سے واپس نہیں لے سکتا اگرچہ کفیل نے طالب کو ادا نہ کیا ہو۔ یوہیں اصیل کو یہ حق بھی نہیں کہ کفیل کو ادا کرنے سے منع کر دے یہ اُس صورت میں ہے جب اصیل نے کفیل کو بروجہ قضا دَین کا روپیہ دیا ہو یعنی یہ کہہ کر کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں طالب اپنا حق تم سے نہ وصول کرے لہٰذا قبل اس کے کہ تم اُسے دو میں تم کو دیتا ہوں اور اگر کفیل کو بروجہ رسالت دیا ہو یعنی اُس کے ہاتھ طالب کے پاس بھیجا ہے تو واپس بھی لے سکتا ہے اور منع بھی کر سکتا ہے اور اگر وہ شخص اس کے بغیر کہے کفیل ہو گیا ہے اس نے طالب کو دینے کے لیے اُسے روپے دے دیے تو جب تک ادا نہیں کیا ہے واپس بھی لے سکتا ہے اور اُسے دینے سے منع بھی کر سکتا ہے۔(25)

مسئلہ ۱۰۶: اصیل نے کفیل کو دیا تھا مگر اُس نے طالب کو نہیں دیا اور اصیل نے خود طالب کو دیا تو کفیل سے واپس لے سکتا ہے کہ اب اُس کو روکنے کا کوئی حق نہ رہا۔(26)

مسئلہ ۱۰۷: کفیل نے اصیل سے روپیہ وصول کیا اور طالب کو نہیں دیا اس روپے سے کچھ منفعت حاصل کی یہ نفع اُس کے لیے حلال ہے کہ بروجہ قضا جو کچھ کفیل وصول کریگا اُس کا مالک ہو جائے گا اور اگر اصیل نے اُس کے ہاتھ طالب کے یہاں بھیجے ہیں اور اس نے نہیں دیے بلکہ تصرف کر کے نفع اُٹھایا تو یہ نفع خبیث ہے کہ اس تقدیر پر (اس صورت میں) وہ روپیہ اس کے پاس امانت تھا اس کو تصرف کرنا (یعنی اخراجات میں لانا) حرام تھا اس نفع کو صدقہ کر دینا

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... الخ، الفصل الثالث، ج۳ ص ۲۶۵.

(24) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل فی تسلیم نفس المکفول بہ، ج۲، ۱۷۲.

(25) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی بطلان تعلیق البراءۃ... الخ، ج۷، ص ۶۵۱ - ۶۵۲.

(26) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: فی بطلان تعلیق البراءۃ... الخ، ج۷، ص ۶۵۳.

واجب ہے۔(27)

مسئلہ ۱۰۸: اُس صورت میں کہ کفیل نے اصیل سے چیز لی اور طالب کو نہیں دی اور اُس سے نفع اُٹھایا اگر وہ چیز ایسی ہو جو متعین کرنے سے معین ہو جاتی ہے مثلاً اصیل پر گیہوں واجب تھے اُس نے کفیل کو دیے کفیل نے ان میں نفع حاصل کیا تو بہتر یہ ہے کہ نفع اصیل کو واپس کر دے اور اصیل کے لیے وہ نفع حلال ہے اگرچہ مالدار ہو اور اگر وہ چیز نقود کی قسم سے ہو مثلاً روپیہ اشرفی تو نفع واپس کرنا مندوب بھی نہیں۔(28)

مسئلہ ۱۰۹: اصیل نے کفیل سے کہا تم بیع عینہ کرو اور جو کچھ خسارہ ہوگا وہ میرے ذمہ ہے (یعنی دس روپے کی مثلاً ضرورت ہے کفیل نے کسی تاجر سے مانگے وہ اپنے یہاں سے کوئی چیز جس کی واجبی قیمت (کسی چیز کی وہ قیمت جو عام طور پر بازار میں مقرر ہو) دس روپے ہے کفیل کے ہاتھ پندرہ روپے میں بیع کر دی کفیل اُس کو بازار میں دس روپے میں فروخت کر دیتا ہے اس صورت میں تاجر کو پانچ روپے کا نفع ہو جاتا ہے اور کفیل کو پانچ روپے کا خسارہ ہوتا ہے اس کو اصیل کہتا ہے کہ میرے ذمہ ہے) کفیل نے اُس کے کہنے سے بیع عینہ کی تو تاجر سے جو چیز نقصان کے ساتھ خریدی ہے اُس کا مالک کفیل ہے اور نقصان بھی کفیل ہی کے سر رہے گا اصیل سے اس کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیوں کہ اصیل کے لفظ سے اگر خسارہ کی ضمانت مراد ہے تو یہ باطل اس کی ضمانت نہیں ہو سکتی اور اگر توکیل (یعنی وکالت) قرار دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کہ مجہول کی توکیل نہیں ہوتی۔(29)

مسئلہ ۱۱۰: یوں کفالت کی کہ جو کچھ اُس کے ذمہ لازم ہوگا یا ثابت ہوگا یا قاضی جو کچھ اُس پر لازم کر دے گا میں اُس کی کفالت کرتا ہوں اور اصیل غائب ہو گیا مدعی نے قاضی کے سامنے کفیل کے مقابلے میں گواہ پیش کیے کہ اُس کے ذمہ میرا اتنا ہے تو جب تک اصیل حاضر نہ ہو گواہ مقبول نہیں جب اصیل حاضر ہوگا اُس کے مقابلے میں گواہ سنے جائیں گے اور فیصلہ ہوگا اس کے بعد کفیل سے مطالبہ ہوگا۔(30)

مسئلہ ۱۱۱: مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص جو غائب ہے اُس کے ذمہ میرا اتنا روپیہ ہے اور یہ شخص اُس کا کفیل ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا اس صورت میں صرف کفیل کے مقابلے میں فیصلہ ہوگا اور اگر مدعی نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ اُس کے حکم سے ضامن ہوا تھا تو کفیل و اصیل دونوں کے مقابلہ میں فیصلہ ہوگا اور کفیل کو اصیل سے واپس

---

(27) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۵۲ - ۶۵۴.

(28) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۵۳، ۶۵۴.

(29) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۵۶.

(30) المرجع السابق.

لینے کا حق ہوگا۔(31)

مسئلہ ۱۱۲: کفالت بالدرک (یعنی بائع کی طرف سے اس بات کی کفالت کہ اگر مبیع کا کوئی دوسرا حقدار ثابت ہوا تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں) یہ کفیل کی جانب سے تسلیم ہے کہ مبیع بائع کی ملک ہے لہٰذا جس نے کفالت کی وہ خود اس کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ مبیع میری ملک ہے جس طرح کفیل کو شفعہ کرنے کا حق نہیں کہ اُس کا کفیل ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ مشتری کے خریدنے پر راضی ہے۔ یوہیں جس دستاویز میں یہ تحریر ہے کہ میں نے اپنی ملک فلاں کے ہاتھ بیع کی یا میں نے بیع بات نافذ فلاں کے ہاتھ کی اس دستاویز پر کسی نے اپنی گواہی لکھی یا قاضی کے یہاں بیع کی شہادت دی ان سب صورتوں میں بائع کی ملک کا اقرار ہے کہ یہ شخص اب اپنی ملک کا دعویٰ نہیں کرسکتا اور اگر دستاویز میں فقط اتنی بات لکھی ہے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بیع کی بائع نے اُس میں اپنی ملک کا ذکر نہیں کیا ہے نہ یہ کہ بیع بات نافذ ہے ایسی دستاویز پر گواہی ثبت کرنا بائع کی ملک کا اقرار نہیں یا اُس نے اپنی گواہی کے الفاظ یہ تحریر کیے کہ عاقدین نے (یعنی بیچنے والے اور خریدار نے) بیع کا اقرار کیا میں اس کا شاہد ہوں یہ بھی ملک بائع کا اقرار نہیں یعنی ایسی شہادت تحریر کرنے کے بعد بھی اپنی ملک کا دعویٰ کرسکتا ہے۔(32)

مسئلہ ۱۱۳: کفالت بالدرک میں محض استحقاق سے (حق ثابت ہونے سے) ضامن سے مؤاخذہ نہیں ہوگا جب تک قاضی یہ فیصلہ نہ کردے کہ مبیع مستحق کی ہے اور بیع کو فسخ نہ کردے بیع فسخ ہونے کے بعد بیشک کفیل سے ثمن کا مطالبہ ہوسکتا ہے۔(33)

مسئلہ ۱۱۴: استحقاق مبطل (جس کا ذکر باب الاستحقاق میں ہو چکا ہے) مثلاً دعویٰ نسب (نسب کا دعویٰ مثلاً یہ میرا بیٹا یا بیٹی ہے) یا یہ دعویٰ کہ جو زمین خریدی ہے یہ وقف ہے یا یہ پہلے مسجد تھی ان میں اگرچہ قاضی نے یہ فیصلہ نہ دیا ہو کہ ثمن مکفول عنہ (بائع) سے واپس لیا جائے مشتری کفیل سے وصول کرسکتا ہے۔(34)

مسئلہ ۱۱۵: ایک نے دوسرے سے کہا تم اپنی فلاں چیز اس کے ہاتھ ایک ہزار میں بیع کردو میں اُس ہزار کا ضامن ہوں اس نے دو ہزار میں بیع کی کفیل ایک ہی ہزار کا ضامن ہے اور پانسو میں بیع کی تو کفیل پانسو کا ضامن ہے۔(35)

---

(31) المرجع السابق

(32) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج ۷، ص ۶۲۰۔

(33) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج ۷، ص ۶۲۲۔

(34) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج ۷، ص ۶۲۲۔

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...الخ، الفصل الخامس، ج ۳، ص ۲۷۲۔

مسئلہ ۱۱۶: یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلاں کے ذمہ ہے میں اُس کا ضامن ہوں اور گواہوں سے ثابت ہوا کہ اُس کے ذمہ ہزار روپے ہیں تو کفیل سے ہزار کا مطالبہ ہوگا اور اگر گواہوں سے ثابت نہ ہوا تو کفیل قسم کے ساتھ جتنے کا اقرار کرے اُسی کا مطالبہ ہوگا اور اگر مکفول عنہ (جس شخص پر مطالبہ ہے) اِس سے زیادہ کا اقرار کرتا ہے تو یہ زائد کفیل سے نہیں لیا جاسکتا مکفول عنہ سے لیا جائے گا۔(36)

مسئلہ ۱۱۷: کفیل نے حالت صحت میں یہ کہا جو کچھ فلاں شخص اپنے ذمہ فلاں کے لیے اقرار کرلے اُس کا میں ضامن ہوں اس کے بعد کفیل بیمار ہوگیا یعنی مرض الموت میں مبتلا ہوگیا اور اس کے پاس جو کچھ ہے وہ سب دَین میں مستغرق ہے (یعنی جو کچھ اس کے پاس ہے دَین اس سے زائد ہے) مکفول عنہ نے طالب کے لیے ایک ہزار کا اقرار کیا کفیل کے ذمہ ایک ہزار لازم ہوگئے۔ یوہیں اگر کفیل کے مرنے کے بعد ایک ہزار کا اقرار کیا تو یہ کفیل کے ذمہ لازم ہوگئے مگر چونکہ کفیل کے پاس جو کچھ مال تھا وہ دَین میں مستغرق تھا لہٰذا مکفول لہ (جس شخص کا مطالبہ ہے) دیگر قرض خواہوں کی طرح کفیل کے ترکہ سے اپنے حصہ کی قدر وصول کریگا یہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کہہ دیا جائے کہ دَین سے بچی ہوئی کوئی جائداد نہیں ہے لہٰذا مکفول لہ کو نہیں ملے گا صرف قرض خواہ لیں گے۔(37)

مسئلہ ۱۱۸: ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور یہ شرط کی کہ تم اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن (گروی) رکھ دو مگر طالب سے یہ نہیں کہا کہ میں نے اس شرط پر کفالت کی ہے۔ اب مکفول عنہ اپنی چیز رہن رکھنا نہیں چاہتا تو کفیل کو کفالت فسخ (ختم) کرنے کا اختیار نہیں طالب کا مطالبہ دینا پڑے گا کیونکہ رہن کی شرط اگر تھی تو مکفول عنہ سے تھی طالب کو اس شرط سے تعلق نہیں ہاں اگر طالب سے کہہ دیا تھا کہ تیرے لیے اس شرط پر کفالت کرتا ہوں کہ مکفول عنہ اپنی فلاں چیز میرے پاس رہن رکھے تو بیشک رہن نہ رکھنے کی صورت میں کفالت کو فسخ کرسکتا ہے اور اب طالب اس سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔(38)

مسئلہ ۱۱۹: کفیل نے یوں کفالت کی کہ مکفول عنہ کی جو امانت میرے پاس ہے میں اُس سے تمھارا دَین ادا کر دوں گا یہ کفالت صحیح ہے اور امانت سے اُس کو دَین ادا کرنا ہوگا اور امانت اس کے پاس سے ہلاک ہوگئی تو کفالت بھی ختم ہوگئی کفیل سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(39)

---

(36) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۲.

(37) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الامر بنقد المال عنہ، ج۲، ص۱۷۶.

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۳.

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ... إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۳.

مسئلہ ۱۲۰: یوں ضمانت کی تھی کہ اس چیز کے ثمن سے دَین ادا کریگا اور وہ چیز کفیل ہی کی ہے مگر بیع کرنے سے پہلے ہی وہ چیز ہلاک ہوگئی تو کفالت باطل ہوگئی اور اگر وہ چیز سو روپے میں بیچی اور اُس کی واجبی قیمت بھی سو ہی ہے اور دَین ہزار روپے ہے تو کفیل کو سو ہی دینے ہوں گے۔(40)

مسئلہ ۱۲۱: سو روپے کی ضمانت کی اور یہ کہہ دیا کہ پچاس یہاں دے گا اور پچاس دوسرے شہر میں مگر میعاد نہیں مقرر کی ہے طالب کو اختیار ہے جہاں چاہے وصول کر سکتا ہے اور اگر وہ چیز جو ضامن دے گا ایسی ہے جس میں بار برداری صرف ہوگی (یعنی مزدوری خرچ ہوگی) تو جس مقام میں دینا قرار پایا ہے وہیں مطالبہ ہوسکتا ہے۔(41)

مسئلہ ۱۲۲: ایک شخص نے کپڑا غصب کیا تھا مالک نے اُسے پکڑا دوسرا شخص ضامن ہوا کہ اس کو کل میں حاضر کر دوں گا مدعی نے کہا اگر تم اس کو نہ لائے تو کپڑے کی قیمت دس روپے ہے وہ تم کو دینے ہوں گے کفیل نے کہا دس نہیں بیس میں دوں گا اور مکفول لہ خاموش رہا تو کفیل سے دس ہی وصول کیے جاسکتے ہیں۔(42)

مسئلہ ۱۲۳: ایک شخص نے دوسرے سے کہا تم اس راستہ سے جاؤ اگر تمھارا مال چھین لیا جائے میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے کفیل کو مال دینا ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اس راستہ سے جاؤ اگر درندہ نے تمھارا مال ہلاک کر دیا یا تمھارے بیٹے کو مار ڈالا تو میں ضامن ہوں یہ کفالت صحیح نہیں۔(43)

مسئلہ ۱۲۴: دوسرے کے دَین کی کفالت کی اس شرط پر کہ فلاں اور فلاں بھی اتنے کی کفالت کریں اور اُن دونوں نے انکار کر دیا تو پہلی کفالت لازم رہے گی اُس کو فسخ کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔(44)

مسئلہ ۱۲۵: ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار روپے کی ضمانت کی تھی اب کفیل یہ کہتا ہے وہ روپے جوے کے تھے یا شراب کے دام تھے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز کا نام لیا یعنی وہ روپے مکفول عنہ (جس شخص پر مطالبہ ہے) پر واجب نہیں تھے لہٰذا کفالت صحیح نہیں ہوئی اور مجھ سے مطالبہ نہیں ہوسکتا کفیل کی یہ بات قابل سماعت نہیں (قابل قبول نہیں) بلکہ مکفول لہ کے مقابل میں اگر گواہ بھی اس بات پر پیش کرے اور مکفول لہ (جس شخص کا مطالبہ ہے) انکار کرتا ہو تو کفیل کے گواہ بھی نہیں لیے جائیں گے اور اگر مکفول لہ پر حلف رکھنا چاہے تو حلف نہیں دیا

---

(40) المرجع السابق۔

(41) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۴۔

(42) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل فی تسلیم نفس المکفول بہ، ج۲، ص۱۷۲۔

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثانی فی الفاظ الکفالۃ...إلخ، الفصل الخامس، ج۳، ص۲۷۷۔

(44) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، فصل فی الکفالۃ بالمال، ج۲، ص۱۷۳۔

جائے گا اور اگر اس بات کے گواہ پیش کرنا چاہتا ہے کہ خود مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا تھا جب بھی گواہ مسموع نہ ہوں گے۔(45)

مسئلہ ۱۲۶: کفیل نے طالب کا مطالبہ ادا کر دیا اور مکفول عنہ سے واپس لینا چاہتا ہے مکفول عنہ اُسی قسم کا عذر پیش کرتا ہے کہ وہ روپیہ جس کا مجھ پر مطالبہ تھا وہ جوے کا تھا یعنی جوے میں ہار گیا تھا اس کا مطالبہ تھا یا شراب کا ثمن تھا اور مکفول لہ موجود نہیں ہے کہ اُس سے دریافت کیا جائے یہ گواہ پیش کرنا چاہتا ہے گواہ نہیں لیے جائیں گے بلکہ یہ حکم دیا جائے گا کہ کفیل کا روپیہ ادا کر دے اور اُس سے یہ کہا جائے گا کہ تجھ کو یہ دعویٰ کرنا ہو تو طالب کے مقابل میں کر اور اگر طالب نے اب تک کفیل سے وصول نہیں کیا ہے اُس نے قاضی کے سامنے اقرار کر لیا کہ یہ مطالبہ شراب کے ثمن کا ہے تو اصیل و کفیل دونوں بری کر دیے جائیں اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کر دیا مگر مکفول عنہ نے حاضر ہو کر یہ اقرار کیا کہ وہ روپیہ قرض تھا یا مبیع کا ثمن تھا اور طالب بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے تو اصیل پر اُس مال کا دینا لازم ہے اور کفیل کے مقابل میں ان دونوں کی بات قابل اعتبار نہ رہی۔(46)

مسئلہ ۱۲۷: تین شخصوں کے ہزار ہزار روپے ایک شخص کے ذمہ ہیں مگر سب کا دَین الگ الگ ہے یہ نہیں کہ وہ روپے سب کے مشترک ہوں تو ان میں دو تیسرے کے لیے یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس کے روپے کی فلاں شخص نے ضمانت کی تھی اور اگر روپے میں شرکت ہو تو گواہی مقبول نہیں۔(47)

مسئلہ ۱۲۸: خراج موظف میں (جس کی مقدار معین ہوتی ہے کہ سالانہ اتنا دینا ہوتا ہے جس کا ذکر کتاب الزکوٰۃ میں گزرا) کفالت صحیح ہے اور اس کے مقابل میں رہن رکھنا بھی صحیح ہے اور خراج مقاسمہ کی نہ کفالت صحیح ہو سکتی ہے نہ اُس کے مقابلہ میں رہن رکھنا صحیح ہے۔(48)

مسئلہ ۱۲۹: سلطنت کی جانب سے جو مطالبات لازم ہوتے ہیں اُن کی کفالت بھی صحیح ہے خواہ وہ مطالبہ جائز ہو یا ناجائز کیوں کہ یہ مطالبہ دَین کے مطالبہ سے بھی سخت ہوتا ہے مثلاً آج کل گورنمنٹ زمینداروں سے مال گزاری (زمین کا سرکاری مقرر کردہ ٹیکس) اور ابواب (نذرانہ) لیتی ہے اگر اس کے دینے میں تاخیر کرے فوراً حراست (قید) میں لے لیا جاتا ہے جائداد نیلام کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح مکان کا ٹیکس، انکم ٹیکس (مقررہ قواعد کے مطابق آمدنی پر سرکاری

---

(45) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثالث فی الدعوی والخصومۃ، ج۳، ص۲۸۰۔

(46) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الامر بنقد المال عنہ، ج۲، ص۱۷۶۔

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکفالۃ، الباب الثالث فی الدعوی والخصومۃ، ج۳، ص۲۸۰

(48) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۲۔

محصول)، چونگی (ایک محصول جو میونسپل کمیٹی کی حدود میں مال لانے پر لیا جاتا ہے) کہ ان تمام مطالبات کے ادا کرنے پر آدمی مجبور ہے لہٰذا ان سب کی کفالت صحیح ہے اور جس پر مطالبہ ہے اُس کے حکم سے کفالت کی ہے تو کفیل اُس سے واپس لے گا۔(49)

مسئلہ ۱۳۰: دلال (کمیشن پر مال بیچنے والا) کے پاس سے چیز جاتی رہی اُس پر تاوان واجب نہیں اور اگر دلال یہ کہتا ہے کہ میں نے کسی دوکان میں رکھ دی تھی یا نہیں کس دوکان میں رکھی تھی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر دلال نے دوکاندار کو دکھائی اور دام طے ہوگئے اور اُس کے پاس رکھ کر چلا گیا دوکاندار کے پاس سے جاتی رہی یا دلال نے بازار میں وہ چیز دکھائی پھر کسی دوکان پر رکھ دی یہاں سے جاتی رہی تو تاوان دینا ہوگا اور دوکاندار سے تاوان نہیں لیا جا سکتا۔(50)

مسئلہ ۱۳۱: کسی نے دلال کو چیز دی اور دلال کو معلوم ہو گیا کہ یہ چیز چوری کی ہے اور اس کا مالک فلاں شخص ہے اُس نے مالک کو چیز دے دی دلال سے مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(51)

مسئلہ ۱۳۲: دلال نے بائع کے لیے ثمن کی ضمانت کی یہ کفالت صحیح نہیں۔(52)

مسئلہ ۱۳۳: ایک شخص نے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے ہیں اگر تم وصول کرلاؤ تو دس روپے تم کو دوں گا اس وصول کرنے والے کو اُجرتِ مثل ملے گی جو دس روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔(53)

❀❀❀❀❀

---

(49) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۲۔

(50) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص۶۶۸۔

(51) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸۔

(52) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸۔

(53) الدرالمختار، کتاب الکفالۃ، ج۷، ص۶۶۸۔

دو شخص کفالت کریں اس کی صورتیں

مسئلہ ۱۳۴: دو شخصوں پر دَین ہے مثلاً دونوں نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی تھی اور ان میں ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُس کے کہنے سے کفالت کی یہ کفالت صحیح ہے اور اس صورت میں چونکہ ہر ایک نصف دَین میں اصیل ہے اور نصف میں کفیل (ضامن) ہے لہٰذا جو کچھ ادا کریگا جب تک نصف سے زیادہ نہ ہو وہ اصالۃً (یعنی اپنی طرف سے ادائیگی) قرار پائے گا یعنی وہ روپیہ ادا کیا جو اس پر اصالۃً تھا شریک سے وصول نہیں کرسکتا اور جب نصف سے زیادہ ادا کیا تو جو کچھ زیادہ دیا ہے کفالت میں شمار ہوگا شریک سے وصول کرسکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۱۳۵: صورتِ مذکورہ میں صرف ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی ہے اور کفیل نے کچھ ادا کیا اور کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ ادا کیا ہے بطور کفالت ہے اس کی بات مقبول ہے یعنی دوسرے مدیون مکفول عنہ (جس شخص پر مطالبہ ہے) سے واپس لے سکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۱۳۶: دو شخصوں پر دَین ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی مگر دونوں پر دو قسم کے دَین ہیں ایک پر میعادی دَین ہے اور دوسرے پر فوراً واجب الادا ہے اور جس پر میعادی دَین ہے اُس نے قبل میعاد ایک رقم ادا کی اور یہ کہتا ہے میں نے دوسرے کی طرف سے یعنی کفالت کے روپے ادا کیے ہیں اُس کی بات قابلِ تسلیم ہے جو کچھ اُس نے دیا ہے دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور جس کے ذمہ فوراً واجب الادا ہے اُس نے دیا اور کہتا یہ ہے کہ کفالت کے روپے ادا کیے ہیں تو جب تک میعاد پوری نہ ہوجائے دوسرے سے وصول نہیں کرسکتا۔ اور اگر ایک پر قرض ہے دوسرے کے ذمہ مبیع کا ثمن ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو ادا کرے یہ نیت کرسکتا ہے کہ اپنے ساتھی کی طرف سے ادا کرتا ہوں یعنی اُس سے وصول کرسکتا ہے۔(3)

مسئلہ ۱۳۷: ایک شخص پر دَین (قرض) ہے دو شخصوں نے اُس کی کفالت کی یعنی ہر ایک نے پورے دَین کی ضمانت کی پھر ہر ایک کفیل نے دوسرے کفیل کی طرف سے بھی کفالت کی اس صورت مفروضہ (فرض کردہ صورت) میں ایک کفیل جو کچھ ادا کریگا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کرسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کل روپیہ اصیل سے وصول

(1) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۲، ص۹۶.

(2) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج۷، ص۶۷۱.

(3) ردالمحتار، کتاب الکفالۃ، مطلب: بیع العینۃ، ج۷، ص۶۷۱.

کرے اور اگر طالب نے ایک کو بری کر دیا تو دوسرا بری نہ ہوگا کیونکہ یہاں ہر ایک کفیل ہے اور اصیل بھی ہے اور کفیل کے بری کرنے سے اصیل بری نہیں ہوتا۔(4)

مسئلہ ۱۳۸: دو شخصوں کے مابین شرکت مفاوضہ تھی اور دونوں علیحدہ ہو گئے قرض خواہ کو اختیار ہے کہ ان میں جس سے چاہے پورا دَین وصول کر سکتا ہے کیونکہ شرکت مفاوضہ میں ہر ایک دوسرے کا کفیل ہوتا ہے اور ایک نے جو دَین ادا کیا ہے اگر وہ نصف تک ہے تو دوسرے سے وصول نہیں کر سکتا اور نصف سے زیادہ دے چکا تو یہ رقم اپنے ساتھی سے وصول کر سکتا ہے۔(5)

مسئلہ ۱۳۹: اپنے دو غلاموں سے عقد کتابت کیا ان میں ہر ایک نے دوسرے کی کفالت کی تو جو کچھ بدلِ کتابت ایک ادا کریگا اُس کا نصف دوسرے سے وصول کر سکتا ہے اگر مولےٰ (مالک) نے ان میں سے بعد عقد کتابت ایک کو آزاد کر دیا یہ آزاد ہو گیا اور اس کے مقابلہ میں جو کچھ بدلِ کتابت تھا ساقط ہو گیا اور دوسرے کا بدلِ کتابت باقی ہے اور اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے کیونکہ ایک اصیل ہے دوسرا کفیل ہے اگر کفیل سے لیا تو یہ اصیل سے وصول کر سکتا ہے۔(6)

مسئلہ ۱۴۰: کسی نے غلام کی طرف سے مال کی کفالت کی اس کفالت کا اثر مولےٰ کے حق میں بالکل نہ ہوگا یعنی کفیل مولےٰ سے روپیہ وصول نہیں کر سکتا اس کفالت کا اثر یہ ہوگا کہ غلام جب آزاد ہو جائے اُس سے وصول کیا جائے اور کفیل کو یہ روپیہ فی الحال ادا کرنا ہوگا اگرچہ اس کی شرط نہ ہو ہاں اگر کفالت کے وقت ہی میعاد کی شرط ہو تو جب تک میعاد پوری نہ ہو دَین ادا کرنا واجب نہیں۔(7)

مسئلہ ۱۴۱: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ہے کسی نے اُس کی کفالت کی اس کے بعد غلام مر گیا اور مدعی نے گواہوں سے اپنی ملک ثابت کر دی کفیل کو اُس کی قیمت دینی پڑے گی اور اگر غلام پر مال کا دعویٰ ہوتا اور کفالت بالنفس(8) کرتا پھر وہ مر جاتا تو کفیل بری ہو جاتا۔(9)

---

(4) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج ۲، ص ۹۶۔

(5) المرجع السابق، ص ۹۷۔

(6) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ الرجلین، ج ۲، ص ۹۷۔

(7) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ العبد وعنہ، ج ۲، ص ۹۷۔۹۸۔

و فتح القدیر، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ العبد وعنہ، ج ۶، ص ۳۴۲۔

(8) شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

(9) الھدایۃ، کتاب الکفالۃ، باب کفالۃ العبد وعنہ، ج ۲، ص ۹۸۔

حوالہ کا بیان

حوالہ جائز ہے مدیون (مقروض) کبھی دَین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن (قرض دینے والا) کا تقاضا (مطالبہ) ہوتا ہے اس صورت میں دائن کو دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دَین ہے مدیون اپنے دائن کو اُس دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے کیوں کہ دائن کو اُس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس سے بآسانی مجھے وصول ہو جائے گا۔ بالجملہ اس کی متعدد صورتیں ہیں اور اس کی حاجت بھی پیش آتی ہے اسی لیے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تونگر (مالدار) کا دَین ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب مالدار پر حوالہ کر دیا جائے تو دائن قبول کر لے۔(1) اس حدیث کو بخاری و مسلم و ابوداود و طبرانی وغیرہم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

مسئلہ ۱: دَین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کر دینے کو حوالہ کہتے ہیں، مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔(2)

مسئلہ ۲: حوالہ کے رکن ایجاب و قبول ہیں۔ مثلاً مدیون یہ کہے میرے ذمہ جو دَین ہے فلاں شخص پر میں نے اُس کا حوالہ کیا محتال لہ اور محتال علیہ نے کہا ہم نے قبول کیا۔(3)

❁❁❁❁❁

(1) صحیح البخاری، کتاب الحوالات، باب اذا أحال علی ملیٍ فلیس لہ رد، الحدیث: ۲۲۸۸، ج ۲، ص ۷۲.

(2) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج ۸، ص ۵-۷

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الاول فی تعریفھا ورکنھا، ج ۳، ص ۲۹۵.

حوالہ کے شرائط

مسئلہ ۳: حوالہ کے لیے چند شرائط ہیں۔

(۱) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یہ اجازت ولی پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دیا نافذ ہو جائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون لہ ہے (یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت کی اجازت دی ہے) تو محتال علیہ دَین ادا کرنے کے بعد اُس سے وصول کر سکتا ہے اور محجور ہے (یعنی اس کے مالک نے اسے خرید وفروخت سے روک دیا ہے) تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے وصول نہیں کیا جاسکتا۔ محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔ محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص پر جو تمھارا دَین ہے اُس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو اُس نے منظور کر لیا حوالہ صحیح ہو گیا اس کو دَین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کر سکتا کہ یہ حوالہ اُس کے حکم سے نہیں ہوا۔ (1)

(۲) محتال کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ قبول کر لیا صحیح نہ ہوا اور نابالغ سمجھ وال نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مالدار ہو۔

(۳) محتال کا راضی ہونا۔ اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ صحیح نہ ہوا۔

(۴) محتال کا اُسی مجلس میں قبول کرنا۔ یعنی اگر مدیون نے حوالہ کر دیا اور دائن وہاں موجود نہیں ہے جب اُس کو خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اس کی طرف سے قبول کر لیا جب خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح ہو گیا۔

(۵) محتال علیہ کا عاقل بالغ ہونا۔ سمجھ وال بچہ نے حوالہ قبول کر لیا جب بھی صحیح نہیں اگرچہ اُسے تجارت کی اجازت ہو اگرچہ اُس کے ولی نے بھی منظور کر لیا ہو۔

(۶) محتال علیہ کا قبول کرنا۔ یہ ضرور نہیں کہ اُسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کر لیا صحیح ہو گیا یہ ضرور نہیں کہ محیل کا اس کے ذمہ دَین ہو۔ ہو یا نہ ہو جب قبول کر لے گا صحیح ہو جائے گا۔

(۷) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دَین لازم ہو۔ عین کا حوالہ یا دَین غیر لازم مثلاً بدلِ کتابت کا حوالہ صحیح نہیں خلاصہ یہ کہ جس دَین کی کفالت نہیں ہوسکتی اُس کا حوالہ بھی نہیں ہوسکتا۔(2)

مسئلہ ۴: محتال علیہ نے دوسرے پر حوالہ کر دیا اور تمام شرائط پائے جاتے ہوں یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔(3)

مسئلہ ۵: دَین مجہول کا حوالہ صحیح نہیں مثلاً یہ کہہ دیا کہ جو کچھ تمھارا فلاں کے ذمہ مطالبہ ثابت ہو اُس کو میں نے اپنے اوپر حوالہ کیا یہ صحیح نہیں۔(4)

مسئلہ ۶: مالِ غنیمت دارالاسلام میں لاکر جمع کر دیا گیا ہے مگر ابھی اُس کی تقسیم نہیں ہوئی غازی نے دَین لے کر اپنا کام چلایا اور دائن کو بادشاہ پر حوالہ کر دیا کہ غنیمت سے جو میرا حصہ ملے اتنا اس شخص کو دیا جائے یہ حوالہ صحیح ہے۔ یوہیں جو شخص جائداد موقوفہ کی آمدنی کا حقدار ہے اُس نے قرض لیا اور متولی (مال وقف کی نگرانی کرنے والا) پر دائن کو حوالہ کر دیا کہ میرے حصہ کی آمدنی سے اس کا دَین ادا کیا جائے یہ حوالہ بھی صحیح ہے۔(5) یوہیں ملازم پر دَین ہے جس کے یہاں نوکر ہے اُس پر حوالہ کر دیا کہ میری تنخواہ سے اس کا دَین ادا کر دیا جائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۷: جب حوالہ صحیح ہوگیا مُحیل یعنی مَدیون دَین سے بری ہوگیا جب تک دَین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو مُحیل کو دَین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے۔ اگر مُحیل مرجائے مُحتال اُس کے ترکہ سے دَین وصول نہیں کرسکتا البتہ ورثہ سے کفیل لے سکتا ہے کہ دَین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دَین وصول ہوسکے۔ دائن مُحیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کرسکتا نہ دَین اُسے ہبہ کرسکتا ہے کہ اُس کے ذمہ دَین ہی نہ رہا۔ مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی دوسرے پر کر دیا بائع مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن (گروی رکھنے والا) نے مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی جائے) کو دوسرے پر حوالہ کر دیا مرتہن رہن کو روکنے کا حقدار نہ رہا یعنی رہن واپس کرنا ہوگا۔ عورت نے مہرِ معجّل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کر دیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔(6)

مسئلہ ۸: اگر دَین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہوگئی تو مُحتال مُحیل سے مطالبہ کریگا اور اس سے دَین وصول کریگا دَین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔(۱) مُحتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کر دیا اور گواہ نہ مُحیل کے پاس ہیں نہ مُحتال

---

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الاول فی تعریفھا ورکنھا، ج۳، ص۲۹۵-۲۹۶.

(3) ردالمحتار، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۱۰.

(4) المرجع السابق.

(5) ردالمحتار، کتاب الحوالۃ، مطلب: فی حوالۃ الغازی وحوالۃ المستحق من الوقف، ج۸، ص۱۱

(6) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الحوالۃ، مطلب: فی حوالۃ الغازی وحوالۃ المستحق من الوقف، ج۸، ص۱۲.

کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔ (۲) محتال علیہ مفلسی (ناداری) کی حالت میں مرگیا نہ اُس کے پاس عین ہے نہ دَین جس سے مطالبہ ادا ہو سکے نہ اُس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔(7)

مسئلہ ۹: محتال علیہ کے مرنے کے بعد محیل ومحتال میں اختلاف ہوا محتال کہتا ہے اُس نے کچھ نہیں چھوڑا ہے اور محیل کہتا ہے ترکہ چھوڑ مرا ہے محتال کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے یعنی یہ قسم کھائے گا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ ترکہ چھوڑ مرا ہے۔(8)

مسئلہ ۱۰: محتال علیہ نے محیل سے یہ مطالبہ کیا کہ تمھارے حکم سے میں نے تم پر جو دَین تھا ادا کر دیا لہٰذا وہ رقم مجھے دے دو محیل نے جواب میں یہ کہا کہ میں نے تم پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ میرا دَین تمھارے ذمہ تھا لہٰذا میرے ذمہ مطالبہ نہیں رہا۔ اس صورت میں محتال علیہ کا قول معتبر ہے کیوں کہ محیل نے حوالہ کا اقرار کرلیا اور حوالہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ محیل کا محتال علیہ کے ذمہ باقی ہو۔(9)

مسئلہ ۱۱: محیل نے محتال سے یہ کہا کہ میں نے تمھیں فلاں پر حوالہ اس لیے کیا تھا کہ اُس چیز پر میرے لیے قبضہ کرو یعنی یہ حوالہ بمعنی وکالت ہے محتال جواب میں یہ کہتا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ تمھارے ذمہ میرا دَین تھا اس لیے تم نے حوالہ کیا تھا اس صورت میں محیل کا قول معتبر ہے کہ وہی منکر ہے۔(10)

مسئلہ ۱۲: حوالہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) مُطلَقہ (۲) مقیدہ۔

مطلقہ کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں یہ قید نہ ہو کہ امانت یا دَین جو تم پر ہے اُس سے اس دَین کو ادا کرنا۔ مقیدہ میں اسی قسم کی قید ہوتی ہے۔ حوالہ اگر مطلقہ ہو اور فرض کرو محیل (مقروض) کا دَین یا امانت محتال علیہ (مقروض قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے) کے پاس ہے تو محتال (قرض دینے والا) کا حق اُس مخصوص مال کے ساتھ متعلق نہیں بلکہ محتال علیہ کے ذمہ کے ساتھ متعلق ہوگا یعنی محیل اپنا دَین یا ودیعت محتال علیہ سے لے لے تو حوالہ باطل نہ ہوگا۔(11)

---

(7) الھدایۃ، کتاب الحوالۃ، ج۲،ص۹۹،۱۰۰، وغیرہ۔

(8) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج۸،ص۱۵۔

(9) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج۸،ص۱۶۔

(10) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج۸،ص۱۶۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳،ص۲۹۷۔

مسئلہ ۱۳: محیل پر دَین غیر میعادی ہے یعنی فوراً واجب الادا ہے اس کا حوالہ کر دیا تو محتال علیہ پر فوراً ادا کرنا واجب ہے اور محیل پر دَین میعادی ہے مثلاً ایک سال کی میعاد ہے اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ کے لیے بھی ایک سال کی میعاد ذکر کر دی گئی تو محتال علیہ کے لیے بھی میعاد ہو گئی اور اس صورت میں اگر حوالہ کے اندر میعاد کا ذکر نہ ہوا جب بھی حوالہ میعادی ہے جس طرح میعادی دَین کی کفالت کرنے سے کفیل کے لیے بھی میعاد ہو جاتی ہے اگرچہ کفالت میں میعاد کا ذکر نہ ہو۔(12)

مسئلہ ۱۴: محیل پر میعادی دَین تھا اُس کا حوالہ کر دیا اور محیل مر گیا تو محتال علیہ پر اب بھی میعادی ہے محیل کے مرنے سے میعاد ساقط نہ ہوگی اور محتال علیہ مر گیا تو میعاد جاتی رہی اگرچہ محیل زندہ ہو۔ ہاں اگر محتال علیہ مفلس مرا کچھ ترکہ اُس نے نہیں چھوڑا تو محیل کی طرف دَین رجوع کریگا اور وہ میعاد بھی ہوگی جو پہلے تھی۔(13)

مسئلہ ۱۵: محیل پر دَین غیر میعادی تھا مثلاً قرض اس کا حوالہ کیا اور محتال علیہ نے کوئی میعاد حوالہ میں ذکر کی تو یہ میعادی ہو گیا اندرون میعاد مطالبہ نہیں ہو سکتا مگر محتال علیہ اگر نادار ہو کر مرا پھر محیل کی طرف دَین رجوع کریگا اور غیر میعادی ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۶: زید کے ہزار روپے عمرو پر واجب الادا ہیں اور عمرو کے بکر پر ہزار روپے واجب الادا ہیں عمرو نے زید کو بکر پر حوالہ کر دیا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے واجب الادا ہیں وہ زید کو ادا کر دو یہ حوالہ صحیح ہے پھر اگر زید نے بکر کو مثلاً ایک سال کی میعاد دے دی تو عمرو بکر سے اپنا روپیہ وصول نہیں کر سکتا اور اگر میعاد دینے کے بعد زید نے بکر کو حوالہ کی رقم سے بری کر دیا تو عمرو اپنا دَین بکر سے وصول کر سکتا ہے۔(15)

مسئلہ ۱۷: زید کے عمرو پر ہزار روپے واجب الادا ہیں اور زید نے اپنے دائن کو عمرو پر حوالہ کر دیا کہ ایک سال میں عمرو اُس کو روپے دے دے مگر زید نے خود سال کے اندر دَین ادا کر دیا تو عمرو سے اپنے روپے ابھی وصول کر سکتا ہے۔(16)

مسئلہ ۱۸: نابالغ کا کسی کے ذمہ دَین تھا اُس نے حوالہ کر دیا اور اس میں کوئی میعاد مقرر ہوئی اُس نابالغ کے باپ

---

(12) المرجع السابق، ص۲۹۸۔

(13) المرجع السابق۔

(14) المرجع السابق۔

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الحوالۃ، ج۲، ص۱۷۹۔

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۲۹۸۔

یا وصی نے حوالہ قبول کرلیا یہ ناجائز ہے یعنی جبکہ نابالغ کو وہ دَین میراث میں ملا ہو اور اگر باپ یا وصی نے اس نابالغ کے لیے کوئی عقد کیا ہو اس کا دَین ہو تو اس میں میعاد مقرر کرنا جائز ہے۔(17)

مسئلہ ۱۹: حوالہ کا روپیہ جب تک محتال علیہ ادا نہ کرے محیل سے وصول نہیں کرسکتا اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو قید کرادیا تو یہ محیل کو قید کراسکتا ہے۔(18)

مسئلہ ۲۰: محتال علیہ نے محتال لہ (یعنی قرض دینے والے) کو ادا کردیا یا محتال لہ نے محتال علیہ کو ہبہ کردیا (یعنی دے دیا) یا صدقہ کردیا یا محتال لہ مرگیا اور محتال علیہ اُس کا وارث ہے تو محیل سے وصول کرسکتا ہے اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو دَین سے بری کردیا (قرض معاف کردیا) بری ہوگیا اور محیل سے وصول نہیں کرسکتا۔ اور اگر محتال لہ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے دَین تمھارے لیے چھوڑ دیا تو محیل سے وصول کرسکتا ہے۔(19)

مسئلہ ۲۱: مدیون نے ایسے شخص پر حوالہ کیا جس پر مدیون کا دَین نہیں ہے اور کسی اجنبی شخص نے محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کردیا تو محتال علیہ محیل سے وصول کرسکتا ہے اور اگر محیل کا محتال علیہ پر دَین تھا اور حوالہ کردیا اور اجنبی نے محیل کی طرف سے دَین ادا کردیا تو محیل محتال علیہ سے اپنا دَین وصول کرسکتا ہے اور اگر محیل یہ کہتا ہے کہ اُس نے میری طرف سے دَین ادا کیا ہے اور محتال علیہ کہتا ہے میری طرف سے ادا کیا ہے اور فضولی نے ادا کے وقت کچھ ظاہر نہیں کیا تھا تو اُس فضولی سے دریافت کیا جائے کہ کس کی طرف سے ادا کیا تھا جو وہ کہے اُس کا اعتبار کیا جائے۔ اور اگر وہ فضولی مر گیا یا اُس کا پتا ہی نہیں ہے کہ اُس سے دریافت ہوسکے تو محتال علیہ کی طرف سے دَین ادا کرنا قرار دیا جائے۔(20)

مسئلہ ۲۲: محتال علیہ نے ادا کردیا تو جس مال کا حوالہ ہوا وہ محیل سے وصول کریگا وہ نہیں جو اُس نے ادا کیا مثلاً روپیہ کا حوالہ ہوا اور اس نے اشرفیاں ادا کیں یا اس کا عکس ہوا یا روپے کی جگہ کوئی سامان محتال لہ کو دیا تو وہ چیز دینی ہوگی جس کا حوالہ ہوا۔ اور محتال علیہ و محتال لہ میں مصالحت ہوگئی اگر اُسی قسم کی چیز پر مصالحت ہوئی جو واجب تھی یعنی جتنی دینی لازم تھی اُس سے کم پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ اسی ۸۰ پر صلح ہوئی یعنی بیس معاف کردیے تو جتنے دیے محیل سے اُتنے ہی وصول کرسکتا ہے اور اگر خلاف جنس پر مصالحت ہوئی مثلاً سو روپے کی جگہ دو اشرفیوں پر صلح ہوئی

---

(17) المرجع السابق۔

(18) المرجع السابق۔

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۲۹۸۔

(20) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الحوالۃ، ج۲، ص۱۷۹۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۲۹۹۔

تو محتال علیہ محیل سے سو روپے وصول کرسکتا ہے۔(21)

مسئلہ ۲۳: حوالہ مقیدہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ محیل کا دَین محتال علیہ کے ذمہ ہے اُس دَین کے ساتھ حوالہ کو مخصوص کیا دوسری یہ کہ محتال علیہ (اپنے قرض کی ادائیگی جس کے ذمے ڈال دے وہ محتال علیہ ہے) کے پاس محیل (اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے ذمے ڈالنے والا یعنی مقروض) کی عین شے ہے اُس سے مقید کیا مثلاً محیل نے اُس کے پاس روپے وغیرہ کوئی چیز امانت رکھی ہے یا اُس نے محیل کی کوئی چیز غصب کر لی ہے اس نے حوالہ میں یہ ذکر کر دیا کہ امانت یا غصب کے روپے سے محتال علیہ دَین ادا کر دے۔ حوالہ مقیدہ کا حکم یہ ہے کہ محیل اپنا دَین یا امانت یا مغصوب شے (غصب کی گئی چیز) حوالہ کے بعد محتال علیہ سے نہیں لے سکتا اور اگر اُس نے محیل کو دے دیا تو ضامن ہے اُس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا اور اس صورت میں کہ محیل نے اپنا مال اُس سے وصول کر لیا اور محتال لہ (قرض دینے والا) نے بھی بر بنائے حوالہ اس سے وصول کیا محتال علیہ محیل سے یہ رقم لے سکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۲۴: حوالہ مقید بہ امانت تھا اور وہ امانت اس کے پاس سے ضائع ہوگئی حوالہ بھی باطل ہو گیا محتال علیہ بری ہو گیا اور دَین محیل کے ذمہ لوٹ آیا اور اگر حوالہ میں مغصوب کی قید تھی یعنی محتال علیہ نے محیل کی چیز غصب کی ہے اُس سے دَین وصول کرنے کو حوالہ کیا اور مغصوب شے غاصب کے پاس سے ہلاک ہوگئی حوالہ بدستور باقی ہے اب بھی محتال علیہ کو دَین ادا کرنا لازم ہے۔(23)

مسئلہ ۲۵: حوالہ مقید بدَین یا مقید بعین تھا اور محیل مر گیا اور اُس پر اس دَین کے علاوہ اور دیون بھی ہیں مگر سوا اُس دین کے جو محتال علیہ کے ذمہ ہے یا اُس عین کے جو محتال علیہ کے پاس ہے کوئی چیز نہیں چھوڑی تو وہ دَین یا عین تنہا محتال لہ کے لیے مخصوص نہ ہوگا بلکہ دیگر قرض خواہ بھی اُس میں حقدار ہیں سب پر بقدر حصہ رسد (یعنی جتنا جتنا حصے میں آئے اُس کے مطابق) تقسیم ہوگا۔(24)

مسئلہ ۲۶: حوالہ مقید بودیعت تھا محیل بیمار ہو گیا اور محتال علیہ نے ودیعت محتال لہ کو دے دی اس کے بعد محیل کا انتقال ہو گیا اور اس کے ذمہ دیگر دیون (قرض) بھی ہیں امین سے دوسرے قرض خواہ تاوان نہیں لے سکتے مگر ودیعت تنہا محتال لہ کو نہیں ملے گی بلکہ دوسرے قرض خواہ بھی اُس میں شریک ہوں گے اور اگر محتال علیہ کے پاس ودیعت نہیں

---

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج ۳، ص ۲۹۹.

(23) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج ۸، ص ۱۷.

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج ۳، ص ۳۰۰.

والدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج ۸، ص ۱۸.

ہے بلکہ محیل کا اُس کے ذمہ دَین ہے اور حوالہ اس دَین کے ساتھ مقید کیا تھا اور محتال علیہ کے ادا کرنے سے پہلے محیل بیمار ہو گیا اب محتال علیہ نے محتال لہ کو ادا کر دیا اور محیل مر گیا اور اُس کے ذمہ دیگر دیون بھی ہیں اور اُس دَین کے علاوہ جو محتال علیہ کے ذمہ تھا محیل نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تو محتال لہ جو وصول کر چکا وہ تنہا اُسی کا ہے دیگر غرما اس میں شریک نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۷: حوالہ مقید بہ امانت تھا اور محتال علیہ نے امانت سے دَین نہیں ادا کیا بلکہ اپنے روپے دَین میں دیے اور امانت کے روپے اپنے پاس رکھ لیے تو یہ دَین ادا کرنا تبرع نہیں قرار پائے گا۔(26)

مسئلہ ۲۸: حوالہ مقید بہ ثمن تھا یعنی محیل نے محتال علیہ کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی تھی جس کا ثمن باقی تھا اس مشتری پر اپنے دَین کا حوالہ کر دیا کہ محتال لہ ثمن وصول کرے مگر مشتری نے خیارِ رویت، خیارِ شرط کی وجہ سے بیع فسخ کر دی یا خیار عیب کی وجہ سے قبل قبضہ فسخ کی یا بعد قبضہ قضائے قاضی سے فسخ ہوئی یا مبیع قبل قبضہ ہلاک ہو گئی ان سب صورتوں میں مشتری کے ذمہ ثمن باقی نہ رہا جب بھی حوالہ بدستور باقی ہے۔ اور اگر مبیع میں کوئی دوسرا حقدار نکلا یا ظاہر ہوا کہ مبیع غلام نہیں ہے بلکہ حُر (آزاد) ہے یا دَین کے ساتھ حوالہ کو مقید کیا تھا اور اُس کا کوئی مستحق ظاہر ہوا تو ان صورتوں میں حوالہ باطل ہو جائے گا۔(27)

مسئلہ ۲۹: ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور بائع کو ثمن وصول کرنے کے لیے کسی شخص پر حوالہ کر دیا پھر مشتری نے مبیع میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے بائع کو واپس کر دی تو مشتری بائع سے ثمن واپس نہیں لے سکتا جبکہ بائع یہ کہتا ہو کہ میں نے ثمن وصول نہیں کیا ہے ہاں بائع اُس محتال علیہ پر حوالہ کر دے گا۔(28)

مسئلہ ۳۰: ایک شخص پر دَین ہے دوسرا اس کا کفیل (ضامن) ہے کفیل نے طالب کو ایک تیسرے شخص پر حوالہ کر دیا اُس نے قبول کر لیا اصیل (یعنی جس پر مطالبہ ہے) و کفیل دونوں بری ہو گئے اور محتال علیہ مفلس (نادار و محتاج) مرا تو اصیل و کفیل دونوں کی طرف معاملہ لوٹے گا۔(29)

---

(25) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۳۰۰۔

(26) المرجع السابق۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۳۰۰۔

(28) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الحوالۃ، ج۲، ص۱۸۰۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، الباب الثانی فی تقسیم الحوالۃ، ج۳، ص۳۰۱۔ والفتاوی الخانیۃ، کتاب الکفالۃ والحوالۃ، مسائل الحوالۃ، ج۲، ص۱۷۹۔

مسئلہ ۳۱: ایک شخص پر حوالہ کیا کہ وہ اپنے مکان کے ثمن سے دَین ادا کریگا محتال علیہ اس پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ گھر بیچ کر دَین ادا کرے البتہ جب مکان بیع کریگا تو دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔(30)

مسئلہ ۳۲: ایک شخص کے ہاتھ کوئی چیز بیع کی اور یہ شرط کردی کہ بائع اپنے قرض خواہ کو مشتری پر حوالہ کردے گا کہ ثمن سے دَین ادا کرے یہ بیع فاسد ہے اور حوالہ بھی باطل اور اگر یہ شرط کی ہے کہ مشتری ثمن کا کسی اور پر حوالہ کردے گا یہ بیع صحیح ہے اور حوالہ بھی صحیح۔(31)

مسئلہ ۳۳: حوالہ فاسدہ میں اگر محتال علیہ نے دَین ادا کردیا تو اُسے اختیار ہے محتال لہ سے واپس لے یا محیل سے وصول کرے مثلاً یہ حوالہ کہ محیل کے مکان کو بیع کر کے ثمن سے دَین ادا کریگا اور محیل نے اس کی اجازت نہ دی ہو یہ حوالہ فاسد ہے۔(32)

مسئلہ ۳۴: ایک شخص نے دوسرے کی کفالت کی اور یہ شرط ہوگئی کہ اصیل بری ہے یہ حقیقت میں حوالہ ہے اور حوالہ میں یہ شرط قرار پائی کہ اصیل سے بھی مطالبہ کریگا تو یہ کفالت ہے دائن نے مدیون پر کسی کو حوالہ کردیا اور محتال لہ کا دائن پر دَین نہیں ہے یہ حقیقت میں وکالت ہے حوالہ نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے کو کسی پر حوالہ کردیا کہ اس سے اتنے من غلہ لے لینا اور محتال علیہ نے قبول کرلیا مگر حقیقت میں نہ محیل کا محتال علیہ پر کچھ ہے نہ محتال لہ کا محیل پر تو محتال علیہ پر کچھ دینا واجب نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۵: آڑھت (وہ مکان یا دُکان جہاں سوداگروں کا مال کمیشن لیکر بیچا جاتا ہے) میں غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز بیچنے والے لاکر جمع کردیتے ہیں اور خریدنے والے آڑھت والے سے خریدتے ہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خریدار سے ابھی دام وصول نہیں ہوئے اور بیچنے والے اپنے وطن کو واپس جانا چاہتے ہیں آڑھت والے اپنے پاس سے دام دے دیتے ہیں خریدار سے وصول ہوگا تو رکھ لیں گے یہاں اگرچہ بظاہر حوالہ نہیں مگر اس کو حوالہ ہی کے حکم میں سمجھنا چاہیے یعنی بائع نے آڑھتی (کمیشن ایجنٹ) سے قرض لیا اور مشتری پر حوالہ کردیا کہ اُس سے وصول کرلے لہٰذا اگر آڑھتی کو مشتری سے دَین وصول نہ ہوسکا کہ وہ مفلس مرا تو آڑھتی بائع سے اُس روپیہ کو وصول کرسکتا ہے۔(34)

---

(30) الفتاوی الهندیة، کتاب الحوالة، الباب الثانی فی تقسیم الحوالة، ج۳، ص۳۰۲.

(31) الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحوالة، مطلب: فی حوالة الغازی۔۔۔ إلخ، ج۸، ص۱۹.

(32) الدر المختار، کتاب الحوالة، ج۸، ص۱۹.

(33) الفتاوی الهندیة، کتاب الحوالة، مسائل شتی، ج۳، ص۳۰۵

(34) الفتاوی الهندیة، کتاب الحوالة، مسائل شتی، ج۳، ص۳۰۵.

مسئلہ ۳۶: مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کر دیا اس شرط پر کہ محتال لہ (یعنی قرض دینے والا) کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے محتال علیہ (مقروض قرض کی ادائیگی جس کے سپرد کرے وہ محتال علیہ ہے) سے وصول کرے یا خود محیل (اپنے قرض کی ادائیگی دوسرے کے سپرد کرنے والا یعنی مقروض) سے وصول کرے۔ یوہیں اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال لہ جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اُسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔(35)

مسئلہ ۳۷: عقد حوالہ میں میعاد نہیں ہوسکتی ہاں جس دَین کا حوالہ ہو اُس کے لیے میعاد ہوسکتی ہے یعنی انتقال دَین (قرض کی منتقلی) تو ابھی ہو گیا مگر مطالبہ میعاد پر ہوگا۔(36)

مسئلہ ۳۸: ہُنڈی بھی حوالہ ہی کی ایک قسم ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تاجر کو روپیہ بطورِ قرض دیتے ہیں کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کر دے گا یا اس کے کسی دوست یا عزیز کو دوسرے شہر میں دے دے گا مثلاً اُس تاجر کی دوسرے شہر میں دوکان ہے وہاں لکھ دے گا اس کو یا اس کے عزیز کو وہاں قرض کا روپیہ وصول ہو جائے گا۔ قرض کے طور پر دینے سے مقصود یہ ہے کہ اگر امانت کہہ کر دیتا ہے تو وہی روپیہ بعینہٖ اُس کو پہنچایا جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ راستہ میں ضائع ہو جائے اور دینے والے کا نقصان ہو کیوں کہ امانت میں تاوان نہیں لیا جا سکتا اس نفع کی خاطر قرض دیتا ہے لہٰذا یہ مکروہ تحریمی ہے کہ قرض سے ایک نفع حاصل کرنا ہے۔ اور اگر قرض میں دوسری جگہ دینے کی شرط نہ ہو مثلاً اس کا قرض اُس کے ذمہ تھا اُس سے کہا فلاں جگہ کے لیے حوالہ لکھ دو اُس نے لکھ دیا یہ ناجائز نہیں۔ ہنڈی کی یہ صورت بھی ہے کہ دوکاندار دوسرے شہر میں مال لینے جاتا ہے اگر ساتھ میں روپیہ لے جاتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا اس وقت روپیہ موجود نہیں ہے وہاں مال خرید کر ہُنڈی لکھ دیتا ہے جب یہاں ہُنڈی پہنچتی ہے روپیہ ادا کر دیا جاتا ہے اکثر یہ ہُنڈی میعادی ہوتی ہے (یعنی اس کا وقت مقرر ہوتا ہے) اور کبھی غیر میعادی بھی ہوتی ہے مگر اس میں سود کی ایک رقم شامل ہوتی ہے اس کے حرام ہونے میں کیا شبہ ہے۔

مسئلہ ۳۹: محیل محتال لہ کا وکیل بن کر حوالہ کا روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے یہ صحیح نہیں اگر محتال علیہ اسے دینے سے انکار کرے تو دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔(37)

❀❀❀❀❀

---

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الحوالۃ، مسائل شتی، ج۳، ص۳۰۵.

(36) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۲۰.

(37) الدرالمختار، کتاب الحوالۃ، ج۸، ص۲۲.

قضا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ) (1)

ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت ونور ہے اُس کے موافق انبیاء حکم کرتے رہے۔

پھر فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ (2)

جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ کافر ہیں۔

پھر فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (3)

جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے پر حکم نہ کریں وہ ظالم ہیں۔

پھر فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ (4)

جولوگ خدا کے اُتارے ہوئے کے موافق حکم نہ کریں وہ فاسق ہیں۔

پھر فرمایا:

(وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ

---

(1) پ۶، المآئدۃ: ۴۴.

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ توریت کے مطابق انبیاء کا حکم دینا جو اس آیت میں مذکور ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم سے پہلی شریعتوں کے جو احکام اللہ اور رسول نے بیان فرمائے ہوں اور ان کے ہمیں ترک کا حکم نہ دیا ہو منسوخ نہ کیے گئے ہوں وہ ہم پر لازم ہوتے ہیں۔ (جمل وابوالسعود)

(2) پ۶، المآئدۃ: ۴۴.

(3) پ۶، المآئدۃ: ۴۵.

(4) پ۶، المآئدۃ: ۴۷.

اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ (5)

تم حکم کرو اُن کے مابین اُس کے موافق جو خدا نے نازل کیا اور اُنکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور اُن سے بچتے رہو کہ کہیں تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں بعض اُن چیزوں سے جو خدا نے تمھاری طرف اُتاری اور اگر وہ اعراض کریں تو جان لو کہ خدا اُنکے بعض گناہوں کی سزا اُن کو پہنچانا چاہتا ہے اور بیشک بہت سے لوگ فاسق ہیں کیا وہ لوگ جاہلیت کا حکم چاہتے ہیں اور اللہ (عزوجل) سے بڑھ کر یقین والوں کے لیے کون حکم دینے والا ہے۔

اور فرمایا:

(فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾) (6)

تمھارے رب کی قسم وہ مومن نہ ہوں گے جب تک تم کو حکم نہ بنائیں اُس چیز میں جس میں اُن کے مابین اختلاف ہے پھر جو کچھ تم نے فیصلہ کر دیا اُس سے اپنے دل میں تنگی نہ پائیں اور اُسے پورے طور پر تسلیم نہ کریں۔

اور فرماتا ہے:

(اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿۱۰۵﴾) (7)

ہم نے تمھاری طرف حق کے ساتھ کتاب اُتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اُس کے ساتھ فیصلہ کرو جو خدا نے تمھیں دکھایا اور خیانت کرنے والوں کے لیے جھگڑا نہ کرو۔

❀❀❀❀❀

احادیث

حدیث ۱: امام احمد بن حنبل نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ چھ دن بعد تم سے جو کچھ کہا جائے اُسے اپنے ذہن میں رکھنا ساتویں دن یہ ارشاد فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ 1- باطن وظاہر میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور 2- جب تم سے کوئی برا کام ہو جائے تو نیکی کرنا اور 3- کسی سے کوئی چیز طلب نہ کرنا اگرچہ تمھارا کوڑا (چابک) گر جائے یعنی تم سواری پر ہو اور کوڑا گر جائے تو یہ بھی کسی سے نہ کہنا کہ اُٹھادے 4- کسی کی امانت اپنے پاس نہ رکھنا اور 5- دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرنا۔(1)

(1) المسند، للامام أحمد بن حنبل، حدیث ابي ذر الغفاري، الحدیث: ۲۱۶۲۹، ۲۱۶۳۰، ج ۸، ص ۱۳۷.

قاضی بنانا

قاضی بننا گویا بغیر چُھری کے ذبح ہونا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عہدۂ قضا جس کے سپرد کیا گیا یا جسے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا بنایا گیا اسے بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔''

(جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۵، ص ۱۷۸۵)

شرحِ حدیث:

حضرت سیِّدُنا امام خطابی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْکَافِی (متوفی ۳۸۸ھ) اس حدیثِ پاک کی وضاحت میں فرماتے ہیں: ''اس کا معنی یہ ہے کہ چھری کے ساتھ ذبح کرنے سے روح نکلنے کی تکلیف جلدی ختم ہونے کی وجہ سے ذبیحہ کو سکون ملتا ہے لیکن جب اسے چھری کے بغیر ذبح کیا جائے تو یہ اس کے لئے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔''

ایک قول کے مطابق ظاہری عرف وعادت میں چھری کے ساتھ ذبح کیا جاتا ہے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہری عادت سے ہٹ کر دوسرا معنی مراد لیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس قول سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مراد اس کے دِین کی ہلاکت کا خوف ہے نہ کہ بدن کی ہلاکت کا۔ اس کے علاوہ اور احتمالات بھی ہو سکتے ہیں لیکن ہر اعتبار سے اس سے مراد یہ ہے کہ قاضی نے عہدۂ قضا قبول کر کے خود کو ایسی مشقت کے لئے پیش کر دیا ہے کہ جسے عادتاً برداشت نہیں کیا جاتا اور اس کی وجہ سے وہ عذابِ جبار وغضبِ قہار کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اس سے انتہائی نفرت کی۔ نیز عہدۂ قضا قبول نہ کرنے والے کو فاسق قرار نہیں دیا جائے گا اگرچہ اس پر یہ ذمہ داری قبول کرنا لازم ہو جائے کیونکہ اس کی عذر خواہی محض اس اندیشہ کی وجہ سے ہے کہ اس عہدہ کو قبول کرنے والا اکثر بے شمار ہلاکتوں اور فتنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

←

حدیث ۲: امام احمد و ابن ماجہ اور بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول

قاضی 3 طرح کے ہیں:

سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قاضی (فیصلہ کرنے والے) 3 طرح کے ہیں: ایک جنت میں ہے اور دو جہنم میں (۱) جنت میں وہ ہے جس نے حق جان کر اس کے مطابق فیصلہ کیا (۲) جس نے حق جانتے ہوئے فیصلے میں ظلم کیا وہ جہنم میں ہے اور (۳) جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں میں فیصلہ کیا وہ بھی جہنم میں ہے۔''

(سنن ابی داود، کتاب القضائ، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث: ۳۵۷۳، ص ۱۴۸۸)

سیّدِ عالم، نُورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قاضی 3 قسم کے ہیں: دو جہنم میں اور ایک جنت میں: (۱) جس نے حق کو جانتے ہوئے ناحق فیصلہ کیا وہ جہنم میں ہے (۲) جس نے نہ جانتے ہوئے لوگوں کے حقوق ضائع کر دیئے وہ جہنم میں ہے اور (۳) جس نے حق کے مطابق فیصلہ کیا وہ جنت میں ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۲، ص ۱۷۸۵، بتغیرٍ قلیلٍ)

سیّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کا عہدۂ قضا قبول نہ کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی ذوالنورین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور قاضی بن جاؤ۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! کیا آپ مجھے اس سے معاف فرمائیں گے؟'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پھر ارشاد فرمایا: ''جاؤ اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔'' تو انہوں نے دوبارہ عرض کی: ''اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ! مجھے اس سے معافی دے دیجئے۔'' تو امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تمہیں قاضی بنا کر بھیجنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔'' تو انہوں نے عرض کی: ''جلدی نہ کیجئے! میں نے رحمتِ عالم، نُورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگی تحقیق اس نے ایسی ہستی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔'' تو امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا: ''ہاں! ایسا ہی ہے۔'' تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''پس میں قاضی بننے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'' امیر المؤمنین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دریافت فرمایا: ''تمہیں کس چیز نے قاضی بننے سے روکا حالانکہ تمہارے والد بھی تو فیصلے کیا کرتے تھے؟'' عرض کی: ''اس لئے کہ میں نے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: ''جو قاضی تھا اور جہالت کی وجہ سے ناحق فیصلہ کیا تو وہ جہنمیوں میں سے ہے اور جو قاضی تھا اور اس نے ظلم کے ساتھ فیصلہ کیا تو وہ بھی جہنمی ہے اور جو قاضی تھا اور اس نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا تو اس نے برابری کی بنیاد پر جاں بخشی کا سوال کیا۔'' میں اس کے بعد کس چیز کی اُمید کروں؟'' (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب القضائ، الحدیث: ۵۰۳۴، ج ۷، ص ۲۵۷)

حضرت سیّدُنا امام محمد بن عیسیٰ ترمذی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی (متوفی ۲۷۹ھ) نے اس روایت کو مختصراً بیان کیا ہے کہ حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے عرض کی: ''میں نے حضور نبی مُکَرَّم، نُورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ جو قاضی تھا اور ←

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کے مابین حکم (یعنی فیصلہ) کرتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے

اس نے عدل وانصاف سے فیصلہ کیا تو یہ اس لائق ہے کہ برابری کی بنیاد پر قضا (کے شر) کا بدلہ ہوجائے۔ میں اس کے بعد کس چیز کی اُمید کروں؟'' (جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۲، ص ۱۷۸۴)

بروزِ قیامت قاضی کی تمنا:

رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''قیامت کے دن عادل قاضی پر ایسی گھڑی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ دو شخصوں کے درمیان کبھی ایک کھجور کا بھی فیصلہ نہ کرتا۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ، الحدیث: ۲۴۵۱۸، ج۹، ص۳۵۱)

حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کے دن عادل قاضی کو بلایا جائے گا پس وہ شدّتِ حساب کی وجہ سے تمنّا کرے گا کہ کاش! اس نے اپنی زندگی میں کبھی دو بندوں کے درمیان بھی فیصلہ نہ کیا ہوتا۔''

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب القضائ، الحدیث: ۵۰۳۳، ج۷، ص۲۵۷)

حدیثِ پاک کی وضاحت:

تَمْرَۃٌ اور عُمْرَۃٌ دونوں لکھنے کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، شاید! ان میں سے ایک میں اشتباہ کی وجہ سے غلطی واقع ہوئی۔ لیکن مذکورہ موقف اختیار کرنے کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ معنی دونوں صورتوں میں صحیح ہے، ان دونوں کے الگ الگ روایت ہونے سے کون سی چیز مانع ہے؟

روزِ محشر حکمرانوں کی حالت:

حضور نبی کریم، رء ُوف رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو مسلمانوں کے کسی معاملے کا والی (یعنی ذمہ دار) بنا اسے قیامت کے دن لایا جائے گا یہاں تک کہ اُسے جہنم کے ایک پل پر کھڑا کر دیا جائے گا، اگر وہ نیکی کرنے والا ہوا تو نجات پا جائے گا اور اگر برائی کرنے والا ہوا تو پل اس سے پھٹ جائے گا اور وہ 70 سال تک اس میں گرتا رہے گا جبکہ جہنم سیاہ اور تاریک ہے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۱۹، ج۲، ص۳۹، ''نجا'' بدلہ ''تجاوز'')

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص 10 یا اس سے زیادہ لوگوں کے کسی معاملے کا والی بنا وہ بروزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں اس طرح آئے گا کہ اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہوں گے، اسے (اس عذاب سے) اس کی نیکی چھڑائے گی یا اس کا گناہ اُسے مزید جکڑ لے گا، اس (سرداری وولایت) کی ابتدا ملامت، درمیان ندامت اور انتہا روزِ محشر کا عذاب ہے۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی امامۃ الباھلی، الحدیث: ۲۲۳۶۳، ج۸، ص۳۰۵، ''اوثقہ'' بدلہ ''اوبقہ'')

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابوذر! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور تیرے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تم نہ تو دو آدمیوں پر امیر بننا اور نہ ہی یتیم کے مال کا والی بننا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، الحدیث: ۴۷۲۰، ص۱۰۰۵) ←

گا کہ فرشتہ اُس کی گدی (گردن کا پچھلا حصہ) پکڑے ہوگا پھر وہ فرشتہ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے گا (اس انتظار میں کہ اس کے لیے کیا حکم ہوتا ہے) اگر یہ حکم ہوگا کہ ڈال دے تو ایسے گڑھے میں ڈالے گا کہ چالیس برس تک گرتا ہی رہے گا یعنی چالیس برس میں تہ تک پہنچے گا۔(2)

حدیث ۳: امام احمد ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالرحمن بن سمرہ! امارت کا سوال نہ کرو، کیونکہ اگر وہ تجھے بغیر مانگے دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مانگنے پر دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

(صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، باب الکفارۃ قبل الحنث وبعدہ، الحدیث: ۶۷۲۲، ص ۵۶۲)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے منصبِ قضا کی خواہش کی اور اس کے لئے سفارش لایا تو وہ اپنے نفس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جسے زبردستی قاضی بنایا گیا تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اسے راہِ راست پر چلاتا ہے۔'' (جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القاضی، الحدیث: ۱۳۲۴، ص ۱۷۸۵)

حضور نبیٔ پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے منصبِ قضا کا سوال کیا وہ اپنے نفس کے حوالے کیا گیا اور جو اس پر مجبور کیا گیا تو اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا جاتا ہے جو اسے راہِ راست پر رکھتا ہے۔''

(سنن ابن ماجہ، ابواب الاحکام، باب ذکر القضاۃ، الحدیث: ۲۳۰۹، ص ۲۶۱۵)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مسلمانوں کا قاضی بننے کا مطالبہ کیا یہاں تک کہ اسے حاصل کر لیا پھر اس کا عدل اس کے ظلم پر غالب آ گیا تو اس کے لئے جنت ہے اور اگر اس کا ظلم اس کے عدل پر غالب آیا تو اس کے لئے جہنم ہے۔'' (سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی القاضی یخطیٔ، الحدیث: ۳۵۷۵، ص ۱۴۸۸)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''یقیناً اللہ عَزَّ وَجَلَّ قاضی کی تائید فرماتا ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے اور شیطان اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔''

(جامع الترمذی، ابواب الاحکام، باب ما جاء فی الامام العادل، الحدیث: ۱۳۳۰، ص ۱۷۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ ''جب وہ ظلم کرتا ہے تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ اس سے بری ہو جاتا ہے۔''

(المستدرک، کتاب الاحکام، باب ان اللہ مع القاضی مالم یجر، الحدیث: ۷۱۰۸، ج ۵، ص ۱۲۷)

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''قیامت کے دن قاضی کو لایا جائے گا اور اُسے حساب کے لئے جہنم کے ایک کنارے پر کھڑا کیا جائے گا پھر اگر گرنے کا حکم دیا گیا تو وہ اس میں 70 سال تک گرتا رہے گا۔''

(البحر الزخار المعروف بمسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، الحدیث: ۱۹۳۹، ج ۵، ص ۳۲۱، دون قولہ ''للحساب'')

(2) سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب التغلیظ فی الحیف... إلخ، الحدیث: ۲۳۱۱، ج ۳، ص ۹۱۔ ←

کہ قاضی عادل قیامت کے دن تمنا کریگا کہ دو شخصوں کے درمیان ایک پھل کے متعلق بھی فیصلہ نہ کیے ہوتا۔(3)

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ حاکم سے مراد ظالم حاکم ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے واضح ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ہر حاکم مراد ہے خواہ عادل ہو یا ظالم۔

٢۔ اگر حاکم سے ظالم مراد ہے تو رأسہ کی ضمیر حاکم کی طرف ہے یعنی اس کی گردن پکڑ کے اس کا سر اوپر کو اٹھائے گا جیسا کہ مجرموں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اگر ہر حاکم مراد ہے تو رأسہ کی ضمیر فرشتہ کی طرف ہے یعنی انتظار حکم میں فرشتہ اپنا سر اوپر کو اٹھائے گا کہ مجھے کیا حکم ملتا ہے۔

٣۔ مہواۃ بنا ہے ھواء سے بمعنی خلاء وفضا، مہواۃ کے معنے ہوئے فضا و ہوا کی جگہ یعنی محل ہلاکت، اس سے مراد جہنم کا گہرا گڑھا ہے جس کی گہرائی رب تعالٰی ہی جانتا ہے۔

٤۔ خریف سال کے خاص موسم کا نام ہے جو سردی و گرمی کے درمیان ہوتا ہے ربیع کا مقابل، اس سے مراد سال ہے، جزء بول کر کل مراد ہے جیسے رأس یعنی سر بول کر انسان مراد لیتے ہیں، خریف سال میں ایک ہی بار آتی ہے یعنی ایسے گہرے گڑھے میں پھینکتا ہے کہ وہ حاکم ظالم کنارہ سے گر کر چالیس سال میں اس کی تہ تک پہنچتا ہے۔ خدا کی پناہ! اور اگر حاکم عادل ہے تو اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ اسے جنت میں پہنچادے تو اسے اعلٰی مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے، پہلے معنے زیادہ ظاہر ہیں کہ گردن پکڑنا ظالم ہی کے لیے ہوگا، عادل حاکم تو نور کے منبر پر ہوں گے جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۷۶)

(3) المسند، للامام أحمد بن حنبل، مسند السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنھا، الحدیث: ٢٤٥١٨، ج٩، ص٣٥١.

حکیم الامت کے مدنی پھول

١۔ یوم القیامۃ یا تو لیاتین کا فاعل ہے اور یوم مرفوع اور یتمنی حال یعنی عادل حاکم پر قیامت کا دن اس حال میں آئے گا کہ وہ حاکم یہ آرزو کرے گا۔ یا لیاتین کا فاعل پوشیدہ ہے وقت یا بلاء و آفۃ اور یوم القیامۃ ظرف ہے منصوب اور یتمنی اس پوشیدہ فاعل کا حال یعنی قیامت کے دن عادل حاکم پر ایسی ساعت یا آفت آجائے گی کہ وہ یہ آرزو کرے گا، مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں یوم القیامۃ سے پہلے ساعۃ ہے۔ یہ گھڑی قیامت کا اول وقت ہوگا جب کہ حضرات انبیاء کرام نفسی نفسی فرمائیں گے جب حق تعالٰی کے عدل کا ظہور ہوگا، پھر شفاعت کا دروازہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کھل جائے گا تب رب تعالٰی کے فضل کے ظہور کا وقت ہوگا، جب چھوٹے بچے فوت شدہ بھی ناز کرکے اپنے ماں باپ کی شفاعت کے لیے رب تعالٰی سے جھگڑیں گے، عادل کا ذکر مبالغہ کے لیے ہے کہ جب عادل اور منصف حاکموں کے خوف کا یہ حال ہوگا تو ظالم حکام کا کیا پوچھتے ہو، ان کا حال تو بیان میں آسکتا ہی نہیں۔

٢۔ عادل حکام کی یہ آرزو اس الجھاوے اور درازی حساب کی وجہ سے ہوگی جو انہیں عدل و حکومت کے حساب دینے میں پیش آئے گی، وہ دیکھیں گے کہ دوسرے لوگ معمولی حساب دے کر جنت کو چلے گئے ہم ابھی حساب میں ہی الجھے ہوئے ہیں، جیسے حدیث شریف میں ہے کہ میری امت کے اولیاء پر گزشتہ انبیاء کرام رشک کریں گے یعنی ان کی بے فکری آزادی دیکھ کر جیسے غریبوں کی آزادانہ زندگی دیکھ کر ←

حدیث ۴: ترمذی نے روایت کی کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو (عہدہ قضا کو قبول کرو) اُنھوں نے عرض کی امیرالمومنین آپ مجھے معافی دیں فرمایا کہ اس کو ناپسند کیوں رکھتے ہو تمھارے والد فیصلہ کیا کرتے تھے عرض کی اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: جو قاضی ہو اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرے اُس کے لیے لائق یہ ہے کہ برابر واپس ہو یعنی جس حالت میں تھا ویسا ہی رہ جائے یہی غنیمت ہے۔(4)

بادشاہ رشک کرے، قرآن کریم نے فرمایا: "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" یہاں انبیاء اللہ نہ ارشاد ہوا کیوں، اس لیے قیامت کے دن رنج وفکر وخوف سے آزادی صرف اولیاء اللہ کو حاصل ہوگی، رہے حضرات انبیاء کرام انہیں غم جہان ہوگا یعنی ساری امت کی فکر اور ہم جیسے گنہگاروں کو غم جان لینے یعنی اپنی فکر۔ خیال رہے کہ یہ فرمان عالی ان عادل حکام کے لیے جن کا حساب ہو، جو بغیر حساب جنتی ہوں وہ اس حکم سے خارج، جیسے حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام یا حضرات خلفاء راشدین لہذا حدیث صاف ہے واضح ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۳۸)

(4) جامع الترمذي، کتاب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في القاضي، الحدیث: ۱۳۲۶، ج ۳، ص ۶۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ آپ کا نام عبداللہ ابن موہب ہے، تابعی ہیں، حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں ان کی طرف سے فلسطین کے حاکم تھے تقویٰ و طہارت میں مشہور تھے۔ (اشعہ)

۲؎ یعنی حکومت عثمانیہ کی طرف سے قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرلو۔

۳؎ یہ سوال طلب مہربانی کے لیے ہے یعنی کیا میں آپ کے لطف وکرم سے یہ امید کروں کہ آپ مجھے اس عہدے سے معاف رکھیں۔ اللہ اکبر آج ہم عہدے ڈھونڈتے ہیں اور ان حضرات کو عہدے ڈھونڈتے تھے۔

ببیں تفاوت راہ کجا است تا بہ کجا

۴؎ یعنی آپ کے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانہ رسالت اور زمانہ صدیقی میں بھی لوگوں میں فیصلے فرمایا کرتے تھے خلیفہ تو بعد کو بنے پھر تم قضاء سے کیوں متنفر ہو۔

۵؎ حری بروزن فعیل صفت مشبہ ہے حری بمعنی لائق ہونے کا، ب زائدہ ہے اور بالحری مبتداء ہے اور ان ینقلب اس کی خبر بعض نسخوں میں حریٰ ح کے فتحہ سے الف مقصورہ ہے مصدر تب یہ خبر مقدم ہے اور بعد کی عبارت مبتداء موخر دونوں ترکیبوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ (لمعات) کفافًا ک کے فتحہ سے کف کا مصدر کفاف کے لغوی معنے ہیں برابر کہ نہ بچے نہ بڑھے جیسے کہتے ہیں لا لی ولا علی یہ ینقلب کے فاعل سے حال ہے، ہوسکتا ہے کہ بمعنی مکفوف ہو یعنی اس کی شر سے بچایا ہوا یعنی عادلٌ و منصف قاضی کے لیے یہ ہی غنیمت ہے کہ کل قیامت میں اس کا چھٹکارا ہوجائے کہ نہ پکڑ ہو نہ ثواب ملے۔ جب عادل قاضی کا یہ حال ہے تو جو قاضی ایسا ہو کہ قاضی بہ رشوت راضی ←

حدیث ۵: امام احمد و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگوں کے مابین قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔(5)

حدیث ۶: ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قضا کا طالب ہو اور اس کی درخواست کرے وہ اپنے نفس کی طرف سپرد کر دیا جائے گا اور جس کو مجبور کر کے قاضی بنایا جائے اللہ تعالیٰ اُس کے پاس فرشتہ بھیجے گا جو ٹھیک چلائے گا۔(6)

اس کا کیا حال ہوگا۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی میں وہ قاضی مراد ہیں جو اپنی کوشش سے قضا حاصل کریں لہذا یہ حدیث گزشتہ ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں عادل قاضی کے فضائل بیان ہوئے کہ اس کی اجتہادی غلطی پر اسے ایک ثواب ہے اور درستی پر دوہرا ثواب، یہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی انتہائی احتیاط ہے کہ حضرت عثمان غنی کی پیش کردہ قضا کو بھی قبول نہیں فرماتے اور اس فرمان عالی کو اپنے جیسے بے نفس متقی ہستی پر چسپاں فرماتے ہیں فتویٰ اور ہوتا ہے تقویٰ کچھ اور۔

۶۔ یعنی حضرت عثمان غنی نے پھر جناب عبداللہ پر قبول قضاء کے لیے زور نہ دیا۔ خیال رہے کہ قضا کی طلب اس کے لیے گناہ تھی اور انصاف کرنا ثواب تو مطلب یہ ہوا کہ ایسا طالب جاہ قاضی اگر عدل و انصاف کرے اور یہ عدل و انصاف اس کے طلب قضا کے گناہ کا کفارہ ہی بن جائے تب بھی غنیمت ہے لہذا حدیث واضح ہے۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۴۱)

(5) سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب في طلب القضاء، الحدیث: ۳۵۷۲، ج ۳، ص ۴۱۷۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ اس نے کوشش و جانفشانی کر کے سلطان سے منصب قضا حاصل کیا، بڑی تنخواہ، عزت و رشوت وغیرہ حاصل کرنے کے لیے یہ شرح خیال میں رہے۔

۲۔ چھری سے ذبح کر دینے میں جان آسانی سے اور جلد نکل جاتی ہے، بغیر چھری مارنے میں جیسے گلا گھونٹ کر، ڈبو کر، جلا کر، کھانا پانی بند کر کے ان میں جان بڑی مصیبت سے اور بہت دیر میں نکلتی ہے، ایسا قاضی بدن میں موٹا ہو جاتا ہے مگر دین اس طرح برباد کر لیتا ہے کہ اس کی سزا دنیا میں بھی پاتا ہے اور آخرت میں بھی بہت دراز کیونکہ ایسا قاضی ظلم، رشوت، حق تلفی وغیرہ ضرور کرتا ہے جس سے دنیا اس پر لعنت کرتی ہے اللہ رسول ناراض ہوتے ہیں، فرعون، حجاج یزید وغیرہ کی مثالیں موجود ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جیل میں مرجانا قبول فرمالیا مگر قضا قبول نہ فرمائی، رضی اللہ عنہ۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۳۱)

(6) جامع الترمذي، کتاب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في القاضي، الحدیث: ۱۳۲۸، ج ۳، ص ۶۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ اس طرح کہ عملاً قاضی بننے کی کوشش کرے، زبان سے طلب کرے، درخواستیں دے۔ قضا سے مراد مطلقاً حکومت ہے سلطنت ہو یا دوسری حکومت۔ (مرقات) مانگنے سے مراد ہے نفسانی خواہش کے لیے مانگنا جیسا کہ بارہا عرض کیا جاچکا لہذا یوسف علیہ السلام کا ←

حدیث ۷: ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قضا طلب کی (یعنی قاضی بننا چاہا) اور اُسے مل گئی پھر اس کا عدل اُس کے جور (ظلم) پر غالب رہا۔ یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا اُس کے لیے جنت ہے اور جس کا جور عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے۔ (7)

حدیث ۸: صحیح بخاری میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں اور میری قوم کے دو شخص حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوئے ایک نے کہا یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے حاکم کر دیجیے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا ارشاد فرمایا: ہم اُس کو حاکم نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے۔ (8)

حدیث ۹: سنن ابوداود و ترمذی میں عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ امورِ مسلمین (مسلمانوں کے معاملات) میں کوئی کام کسی کو سپرد فرمائے (یعنی

شاہ مصر سے فرمانا: "اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ" اس حکم سے خارج ہے۔

۲۔ یعنی ایسے طالب جاہ حاکم کی مدد اللہ تعالیٰ نہیں کرے گا اسے اس کے نفس کے حوالہ کردے گا اور ظاہر ہے کہ ہمارا نفس ہمارا بڑا دشمن ہے جو لاحول سے بھی نہیں بھاگتا رمضان میں قید نہیں ہوتا۔

۳۔ یعنی ایسے بے نفس قاضی کی بذریعہ فرشتہ مدد ہوتی رہے گی جس سے وہ ظلم وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ طبرانی نے بروایت ام سلمہ مرفوعاً نقل فرمایا کہ جو قضا میں مبتلا ہو اسے چاہیے مقدمہ کے دوران فریقین میں برابری کرے جگہ دینے میں، بات کرنے میں، دیکھنے میں، اشارہ کرنے میں اسی طرح بیہقی نے حضرت ام سلمہ سے مرفوعاً روایت کی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۴۲)

(7) سنن ابي داود، كتاب الاقضية، باب في القاضي يخطئ، الحديث: ۳۵۷۵، ج ۳، ص ۴۱۸۔

(8) صحيح البخاري، كتاب الاحكام، باب ما يكره من الحرص على الامارة، الحديث: ۷۱۴۹، ج ۴، ص ۴۵۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ یعنی نبوت تو حضور کے لیے خاص ہے کوئی اس کی تمنا کرسکتا ہی نہیں مگر اللہ نے آپ کو سلطان بنایا ہے تو اپنی ماتحتی میں قاضی، حاکم کسی علاقہ کا امیر ہم کو بنا دیجیے۔

۲۔ یہ سوال پورا نہ فرمانا عطاء سے منع نہیں بلکہ ان دونوں حضرات پر اور مخلوق خدا پر رحم و کرم ہے کیونکہ حکومت کے خواہشمند حکومت پاکر ظلم و ستم کرکے اپنا دین بگاڑ لیتے ہیں اور لوگوں کی دنیا برباد کرتے ہیں اس کی شرح پہلے کی جاچکی ہے کہ حکومت کی طلب کب بری ہے اور کب اچھی۔ سوال سے مراد ہے منہ سے مانگنا اور حرص سے مراد ہے منہ سے تو نہ مانگنا مگر اس کی کوشش کرنا۔

۳۔ دنیا طلبی نفسانی خواہش کے لیے کیونکہ ایسے آدمی کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں کرتا جس سے لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص [illegible])

اُسے حاکم بنائے) وہ لوگوں کے حوائج وضرورت واحتیاج میں پردے کے اندر رہے یعنی اہل حاجت کی اُس تک رسائی نہ ہو سکے اپنے پاس ارباب حاجت (حاجت مند لوگ) کو آنے نہ دے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت وضرورت واحتیاج میں حجاب فرمائے گا یعنی اُس کو اپنی رحمت سے دور فرما دے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت کے وقت میں آسمان کے دروازے بند فرما دے گا۔ (9) اسی کی مثل ابوداود وابن سعد وبغوی وطبرانی وبیہقی وابن عساکر ابی مریم واحمد وطبرانی معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

(9) سنن ابی داود، کتاب الخراج والفیئ والامارۃ، باب فیما یلزم الامام...الخ، الحدیث:۲۹۴۸، ج۳،ص۱۸۸۔

وجامع الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی امام الرعیۃ، الحدیث:۱۳۳۷، ج۳،ص۶۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ مرہ میم کے پیش ر کے شد وفتحہ سے ہے، عمرو ابن مرہ کی کنیت ابومریم ہے، آپ جہنی ہیں یا ازدی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اکثر غزوات میں شامل رہے، شام میں قیام رکھا، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

۲؎ جب کہ امیر معاویہ سلطان بن چکے تھے تاکہ وہ اس حدیث پر عمل کریں۔

۳؎ اس طرح کہ نہ مظلوموں حاجت مندوں کو اپنے تک پہنچنے دے، اپنے دروازے پر سخت پہرہ بٹھادے، نہ ان کی ضروریات کی پرواہ کرے، ان سے غافل رہے، ان کی حاجت روائی کا کوئی انتظام نہ کرے، اپنی حکومت سنبھالنے اپنے عیش وآرام میں منہمک رہے۔

۴؎ یعنی اس سے اللہ تعالیٰ اپنے ان مجبور بندوں کا بدلہ لے گا کہ اس کی حاجتیں ضرورتیں پوری فرمائے گا، اس کی دعائیں قبول نہ کرے گا، اس سزا کا ظہور کچھ دنیا میں بھی ہوگا اور پورا پورا ظہور آخرت میں ہوگا۔ خیال رہے کہ حاجت، خلت اور فقر تینوں قریبًا ہم معنے ہیں مبالغہ اور تاکید کیلیے ارشاد ہوئے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ حاجت معمولی ضرورت ہے جو انسان کو متفکر تو کردے مگر پریشان نہ کرے۔ خلت وہ ضرورت ہے جس سے انسان کے کام میں خلل واقع ہوجائے مگر حد بے قراری اضطرار تک نہ پہنچے۔ فقر وہ ضرورت ہے جو انسان کے فقرے یعنی کمر توڑ دے حالت اضطرار تک پہنچ جائے جس سے زندگی دوبھر ہوجائے اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر سے اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ فقیر ومسکین کا فرق اور اس میں احناف وشوافع کا اختلاف کتب فقہ میں دیکھئے۔ خیال رہے کہ جیسے عادل بادشاہ قیامت میں نور کے منبروں پر ہوں گے اللہ تعالیٰ سے قریب ہوں گے، ایسے غافل اور ظالم بادشاہ ذلت کے گڑھے میں اور رب تعالیٰ سے حجاب میں ہوں گے۔

۵؎ یعنی امیر معاویہ نے یہ فرمان عالی سن کر ایک محکمہ بنادیا جس کے ماتحت ہر بستی میں ایک وہ افسر رکھا گیا جو لوگوں کی معمولی ضرورتیں خود پوری کرے اور بڑی ضرورتیں امیر معاویہ تک پہنچائے پھر ہمیشہ اس افسر سے باز پرس کی کہ وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی تو نہیں کرتا۔

۶؎ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا، چونکہ آسمان میں لوگوں کے رزق بھی ہیں ان کی ضروریات بھی، رب تعالیٰ ←

حدیث ۱۰: بیہقی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے عمال (حکام) کو بھیجتے اُن پر یہ شرط کرتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہونا اور باریک آٹا یعنی میدہ نہ کھانا اور باریک کپڑے نہ پہننا اور لوگوں کے حوائج (لوگوں کی ضروریات) کے وقت اپنے دروازے نہ بند کرنا اگر تم نے ان میں سے کسی امر کو کیا تو سزا کے مستحق ہو گے۔(10)

فرماتا ہے: "وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ" اس لیے آسمان کے دروازے بند ہونے کا ذکر فرمایا گیا، بہرحال مطلب ایک ہی ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۲۳۶)

(10) شعب الایمان، باب فی طاعۃ أولي الامر، فصل فی فضل الامام العادل، الحدیث: ۷۳۹۴، ج۶، ص۲۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ عمال ع کے پیش میم کے شد سے جمع عامل کی بمعنی حاکم اور حکومت کا کارکن، رب تعالٰی فرماتا ہے: "وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا"۔

۲۔ برذون ب کے کسرہ ر کے سکون اور ذال کے فتحہ سے بمعنی ترکی گھوڑا جو عربی گھوڑے سے گھٹیا ہوتا ہے، اس کی مؤنث برذونہ ہے جمع براذین یعنی اے حاکمو! تم اپنے مقام حکومت میں عربی گھوڑا تو کیا ترکی گھوڑے کی سواری کے عادی نہ ہوجانا، ضرورۃً سوار ہونے کی ممانعت نہیں تھی بلکہ اظہار شان کیلئے گھوڑا پالنا اور فخریہ گھوڑے پر سوار ہوکر نکلنے کی ممانعت تھی اور اس ممانعت میں بہت سی حکمتیں تھیں۔

۳۔ کیونکہ ان چیزوں سے طبعیت عیش پسند ہوجاتی ہے اور عیش پسند حاکم صحیح طور پر حکومت نہیں کرسکتا اور رعایا کے دکھ درد سے خبردار نہیں رہ سکتا، نیز جب حاکم زیادہ خرچ کرنے کا عادی ہوگا تو وہ خرچ پورا کرنے کے لیے رشوت ستانی حرام خوری کرے گا کیونکہ اس کی تنخواہ ان خرچوں کی متحمل نہیں ہوسکے گی، سادے بنو اور رعایا کو سادہ بناؤ تاکہ زندگی وموت اچھی ہو، کہاں گئے وہ خلفاء اور کہاں گئے وہ حکام۔

۴۔ یعنی اپنے کو رعایا سے ایسے چھپا کر نہ رکھنا کہ لوگ تم تک پہنچ کر فریاد نہ کرسکیں بلکہ تمہارے دروازے مظلوموں کے لیے کھلے رہیں۔

۵۔ یعنی تم کو معزول بھی کردیں گے اور سزا بھی دیں گے یا رب تعالٰی تم کو دنیا و آخرت میں سزا دے گا، کس چیز کی سزا، عیش وعشرت میں غافل ہوکر رعایا کی پرواہ نہ کرنا، ظلم کرنا، رشوت خوری کرنا کیونکہ مذکورہ عیش کے یہ نتیجے ہیں لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ گھوڑے کی سواری تو سنت ہے اور میدہ کھانا، باریک کپڑا پہننا جائز ہے اور سنت وجائز کام پر سزا کیسی؟ خیال رہے کہ عیش پسند حکام حکومت سے بھاری تنخواہ کا بھی مطالبہ کرتے ہیں تاکہ ان کے یہ دھڑتے کے خرچ پورے ہوسکیں پھر حکومتیں ان کی بھاری تنخواہیں ادا کرنے کے لیے رعایا پر طرح طرح کے ٹیکس لگاتی ہیں اور غریبوں کا خون چوس کر عیش پسند حکام وملازمین کے شوق پورے کیے جاتے ہیں جس سے ملک میں بغاوتیں فساد برپا ہوجاتے ہیں، اسلام نے سادگی سکھائی نہ تم خرچ اپنے بڑھاؤ نہ یہ مصیبتیں اٹھاؤ، رب تعالٰی نے فرمایا: "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا" اور دوسری جگہ فرمایا: "اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ" قربان جائیے اس تعلیم کے لہذا امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بڑی دوراندیشی پر مبنی ہے۔

۶۔ وہاں تک پہنچانے جاتے جہاں تک آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حکام کو پہنچانے تشریف لے جاتے تھے صورت بھی ←

حدیث ۱۱: ترمذی و ابوداود و دارمی نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنا چاہا فرمایا کہ جب تمھارے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے عرض کی کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا فرمایا اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو کیا کرو گے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ پاؤ تو کیا کرو گے عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اجتہاد کرنے میں کمی نہ کروں گا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور یہ کہا کہ حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے فرستادہ (سفیر) کو اُس چیز کی توفیق دی جس سے رسول اللہ (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) راضی ہے۔ (11)

دی ہوتی تھی کہ وہ حاکم سوار ہوتے تھے اور امیرالمؤمنین پیدل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۲۸)

(11) سنن ابی داود، کتاب القضائی، باب اجتہاد الرأی فی القضاء، الحدیث: ۳۵۹۲، ج ۳، ص ۴۲۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ۔ وہاں کا حاکم و قاضی بنا کر بھیجا تو بطور امتحان یہ سوال فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم و قاضی بنانے کا حق سلطان کو ہے، یہ بھی معلوم ہوا حکومت و قضا سونپنے سے پہلے اس کا امتحان لینا سنت ہے آج بھی قانون پاس کرنے امتحان دینے کے بعد حاکم بنایا جاتا ہے، اس کا ماخذ یہ حدیث ہے۔

۲ ۔ سبحان اللہ! کیا مبارک سوال ہے یہ نہ فرمایا کہ اگر کتاب و سنت میں نہ ہو کیونکہ قرآن و حدیث میں سب کچھ ہے ہم کو ملے یا نہ ملے، نہ ہونا اور ہے نہ پانا کچھ اور، سمندر میں موتی ہیں مگر ہر کسی کو نہیں ملتے۔

۳ ۔ فیصلہ کی ترتیب یہ ہے کہ اولاً قرآن کریم سے مسئلہ نکالا جائے مگر حدیث شریف کی روشنی میں اگر حدیث قرآن کریم کے مخالف معلوم ہوتی ہے تو تاویل کرکے ان دونوں میں موافقت کی جائے، اگر موافقت ناممکن ہو تو اگر حدیث متواتر ہو اور نزول آیت کے بعد کی ہو تو آیت کو منسوخ مان کر حدیث پر عمل کیا جائے جیسے تعظیمی سجدے کی اباحت قرآن سے ثابت ہے مگر حرمت حدیث سے ثابت، تو حدیث پر عمل ہے اور تعظیمی سجدہ حرام ہے، اگر یہ شرائط نہ ہوں تو حدیث چھوڑ دی جائے گی قرآن پر عمل ہوگا جیسے قرآن سے ثابت ہے کہ بالغہ لڑکی اپنے نفس کی مختار ہے، خود نکاح کرسکتی ہے "فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ" مگر حدیث سے ثابت ہے کہ بغیر ولی نکاح نہیں کرسکتی "ایما امراۃ نکحت نفسھا نکاحھا باطل باطل باطل۔ احناف نے قرآن پر عمل فرما کر عورت کو اپنے نفس کا مختار مانا، اس کی مکمل بحث جاء الحق میں دیکھیے۔

۴ ۔ یعنی اگر مجھے حدیث میں بھی نہ ملے اور حضور سے پوچھنے کا موقعہ بھی نہ ملے تو خود اپنے اجتہاد سے فیصلہ کروں گا۔ اجماع امت کا ذکر اس لیے نہ فرمایا کہ زمانہ نبوی میں اجماع ناممکن ہے کیونکہ اس زمانہ میں مسئلہ حضور سے پوچھا جاسکتا ہے، قیاس کے لیے نص نہ ملنا

حدیث ۱۲: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہتے ہیں جب مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجنا چاہا میں نے عرض کی، یارسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے بھیجتے ہیں اور میں نوعمر شخص ہوں اور مجھے فیصلہ کرنا آتا بھی نہیں یعنی میں نے کبھی اس کام کو نہیں کیا ہے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمھارے قلب کو رہنمائی کریگا اور تمھاری زبان کو حق پر ثابت رکھے گا۔ جب تمھارے پاس دو شخص معاملہ پیش کریں تو صرف پہلے کی بات سن کر فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات سن نہ لو کہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ فیصلہ کی نوعیت تمھارے لیے ظاہر ہو جائے گی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے فیصلہ کرنے میں شک و تردد نہ ہوا۔ (12)

کافی ہے مگر اجماع کے لیے نص نہ مل سکنا ضروری ہے۔

۵ ؎ یعنی قیاس کرتے وقت نص سے استخراج میں کوتاہی نہ کروں گا۔ قیاس شرعی کے معنے ہیں علت مشترکہ کی وجہ سے منصوص حکم کو غیر منصوص میں جاری کرنا۔ ہم سے کسی نے پوچھا کہ باجرے، جوار، چاول میں سود کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ گندم و جَو میں سود کی ممانعت حدیث پاک میں ہے اور چاول وغیرہ بھی گندم کی طرح وزن وجنس میں ایک ہیں لہذا ان میں بھی سود حرام، یہ ہے قیاس، بصرف رائے مراد نہیں۔ اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول بحث قیاس میں مطالعہ فرمائیے۔

۶ ؎ حضور انور کا آپ کے سینہ پر ہاتھ مارنا یا تو شاباش دینے کے لیے یا اپنا فیض آپ کے سینے میں پہنچانے کے لیے کہ اس کی برکت سے رب تعالیٰ انہیں خطا سے بچائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء کے اجتہادات و قیاسات بالکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے مطابق ہیں اور یہ کہ اصول اسلام صرف قرآن و حدیث نہیں بلکہ قیاس مجتہد بھی ہے۔ خیال رہے کہ اصول دین چار چیزیں ہیں: قرآن، سنت، اجماع امت و قیاس، اجماع اور قیاس کا ثبوت قرآن کریم سے بھی ہے، دیکھیے ہماری کتاب جاء الحق۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۴۳۴)

(12) سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب کیف القضاء، الحدیث: ۳۵۸۲، ج ۳، ص ۴۲۱۔

وجامع الترمذي، کتاب الاحکام، باب ماجاء في القاضي لایقضي... إلخ، الحدیث: ۱۳۳۶، ج ۳، ص ۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱ ؎ یعنی مجھے قضا کا تجربہ بھی نہیں ہے، علم سے مراد تجربہ ہے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق تعالیٰ نے وہ علم عطا فرمایا تھا جس کی مثال نہیں اور اس عرض کا مقصد حضور سے مدد مانگنا ہے کہ حضور مجھ پر یہ بوجھ رکھ تو رہے ہیں میری مدد بھی فرمائیے جیسے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا تھا خدایا ہم کو فرعون سے خوف ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا، جانے سے انکار نہیں بلکہ طلب مدد ہے۔

۲ ؎ یعنی ہمارے فیض سے اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو غلط فہمی سے اور تمہاری زبان کو غلط فیصلہ سنانے سے محفوظ رکھے گا اس ہی کرم کا اثر یہ ہوا کہ حضرت علی جیسا قاضی و حاکم نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ کرم سے علم، حکمت، قضا سب کچھ یکدم مل جاتا ہے۔ اس مدرسہ میں ـــــ

حدیث ۱۳: صحیح بخاری شریف میں ہے حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حکام کے ذمہ یہ بات رکھی ہے کہ خواہش نفسانی کی پیروی نہ کریں اور لوگوں سے خوف نہ کریں اور اللہ (عزوجل) کی آیات کو تھوڑے دام کے بدلے میں نہ خریدیں اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ﴿۲۶﴾(13)

اے داود ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ کیا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرو کہ وہ تم کو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے ہٹادے گی اور جو اللہ (عزوجل) کے راستہ سے الگ ہو گئے اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس وجہ سے کہ حساب کے دن کو بھول گئے۔

ایک آن میں فارغ التحصیل کردیا جاتا ہے۔

۳؎ اولیٰ سے مراد مدعی ہے اور ثانی یعنی دوسرے سے مراد مدعیٰ علیہ یعنی جب مدعی و مدعیٰ علیہ دونوں تمہاری عدالت میں حاضر ہوں اور مدعی بیان دعویٰ کرے تو مدعیٰ علیہ کا جواب دعویٰ سنے بغیر فیصلہ نہ کرو کہ دونوں کا بیان سنے بغیر حق و باطل ظاہر نہیں ہوسکتا۔ خیال رہے کہ اگر مدعیٰ علیہ کچہری میں حاضر نہ ہو مگر شہر میں یا اور جگہ معلوم میں موجود ہو تو اس کو بذریعہ سمن حاضر کیا جائے اگر غائب ہو پتہ نہ ہو تو بوقت ضرورت غائب کے خلاف قضاء جائز ہے جیسے غائب لاپتہ شخص کی بیوی خرچہ کا دعویٰ کرے تو حاکم خرچہ کا فیصلہ کرسکتا ہے اور خرچہ ناممکن ہونے کی صورت میں نکاح فسخ کرسکتا ہے حضرت امام احمد بن حنبل کے ہاں، احناف کے ہاں بھی بعض فقہاء کے نزدیک قضاء علی الغائب ضرورۃً جائز ہے۔ (شامی، باب النفقہ)

۴؎ فریقین کی حاضری دونوں کا کلام سننا قضا یعنی فیصلہ میں ضروری ہے فتویٰ میں ضروری نہیں کہ فتویٰ صورت مسئلہ کا جواب ہوتا ہے کہ اس بیان کے مطابق شریعت کا حکم یہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ہندہ کا بیان سن کر ابوسفیان کے خلاف فتویٰ دے دیا، داؤد علیہ السلام نے صرف ایک کا بیان سن کر بغیر دوسرے کا بیان لیے فتویٰ دے دیا، دیکھو قرآن کریم سورہ صٓ، یہ ہے فتویٰ۔

۵؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان اور اس فیضان کے بعد میں کبھی کسی فیصلہ میں رکا نہیں اور نہ میں نے غلط فیصلہ کیا، یہ تھا فیضان نبوت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علی اقضانا و ابن ابی کعب اقرؤنا ہم سب میں بہترین قاضی علی ہیں اور بہترین قاری حضرت ابی ابن کعب ہیں۔ (مرقات)

۶؎ یعنی وہ حدیث مصابیح میں اسی جگہ تھی میں نے مناسبت کے لحاظ سے بجائے یہاں کے وہاں بیان کی ہے۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۶۳۶)

(13) پ ۲۳، ص: ۲۶.

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں پانچ باتیں قاضی میں جمع ہونی چاہیے اُن میں کی ایک نہ ہوتو اُس میں عیب ہوگا۔(۱) سمجھ دار ہو(۲) بردبار ہو(۳) سخت ہو(۴) عالم ہو(۵) علم کی باتوں کا پوچھنے والا ہو۔(14)

حدیث ۱۴: بیہقی نے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ فریقین مقدمہ کو واپس کردو تاکہ وہ آپس میں صلح کرلیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کردینا لوگوں کے درمیان عداوت (یعنی دشمنی) پیدا کرتا ہے۔(15)

حدیث ۱۵: ابن عساکر و بیہقی روایت کرتے ہیں کہ شعبی کہتے ہیں حضرت عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہما کے مابین ایک معاملہ میں خصومت تھی حضرت عمر نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم کرلو (ثالث مقرر کرلو)۔ دونوں صاحبوں نے زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم بنایا اور دونوں ان کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا ہم اس لیے تمھارے پاس آئے ہیں کہ ہمارے مابین فیصلہ کردو جب دونوں اُن کے پاس فیصلہ کے لیے پہنچے تو حضرت زید صدر مجلس سے ہٹ گئے اور عرض کی امیر المومنین یہاں تشریف لایئے حضرت عمر نے فرمایا یہ تمھارا پہلا ظلم ہے جو فیصلہ میں تم نے کیا۔ ولیکن میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا دونوں صاحب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ ابی بن کعب نے دعویٰ کیا اور حضرت عمر نے اُن کے دعوے سے انکار کیا۔ حضرت زید نے ابی بن کعب سے کہا کہ امیر المومنین کو حلف سے معافی دے دو حضرت عمر نے قسم کھالی اس کے بعد قسم کھا کر کہا کہ زید کو کبھی فیصلہ سپرد نہ کیا جائے جب تک اُن کے نزدیک عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو یعنی جو شخص مدعی (دعویٰ کرنے والا) و مدعی علیہ (جس پر دعویٰ ہو) میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔(16)

حدیث ۱۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حاکم غصہ کی حالت میں دو شخصوں کے مابین فیصلہ نہ کرے۔(17)

حدیث ۱۷: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو و ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی حضور اقدس صلی اللہ

---

(14) صحیح البخاري، کتاب الاحکام، باب متی یستوجب الرجل القضائی، ج۴، ص۴۶۰۔

(15) السنن الکبری للبیھقي، کتاب الصلح، باب ماجاء في التحلل...إلخ، الحدیث:۱۱۳۶۰، ج۶، ص۱۰۹۔

(16) السنن الکبری للبیھقي، کتاب آداب القاضی، باب انصاف الخصمین...إلخ، الحدیث:۲۰۴۶۳، ج۱۰، ص۲۲۹

(17) صحیح البخاري، کتاب الاحکام، باب ھل یقضي الحاکم اویفتي وھو غضبان، الحدیث:۷۱۵۸، ج۴، ص۴۵۸۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کیونکہ غصہ کی حالت میں عقل پر نفس غالب ہوتا ہے جس سے حاکم مقدمہ میں اچھی طرح غور و فکر نہیں کرسکتا، یوں ہی بھوک پیاس، دماغی پریشانی، خاص بیماری میں بھی فیصلہ نہ کرے۔ (مرقات واشعہ) (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۶۲۹)

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: حاکم نے فیصلہ کرنے میں کوشش کی اور ٹھیک فیصلہ کیا اُس کے لیے دو ثواب اور اگر کوشش کر کے (غور وخوض کر کے) فیصلہ کیا اور غلطی ہو گئی اس کو ایک ثواب۔ (18)

حدیث ۱۸: ابوداود و ابن ماجہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قاضی تین ہیں ایک جنت میں اور دو جہنم میں، جو قاضی جنت میں جائے گا وہ ہے جس نے حق کو پہچانا اور حق کے ساتھ فیصلہ کیا اور جس نے حق کو پہچانا مگر فیصلہ حق کے خلاف کیا وہ جہنم میں ہے اور جس نے بغیر جانے بوجھے فیصلہ کر دیا وہ جہنم میں ہے (19) اسی کی مثل ابن عدی و حاکم نے بھی بریدہ سے اور طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی۔

---

(18) صحیح البخاري، کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او أخطا، الحدیث: ۷۳۵۲، ج ۴، ص ۵۱۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ کہ اس کا فیصلہ اللہ رسول کے فرمان عالی کے مطابق ہو جائے، یہ بھی رب تعالیٰ کا کرم ہی ہے کہ انسان کا فیصلہ اس کے منشاء کے مطابق ہو جائے۔

۲۔ ایک ثواب تو اجتہاد و کوشش کرنے کا اور دوسرا ثواب درست فیصلہ کرنے کا کہ درستی بھی بڑا عمل ہے، قاضی عالم بلکہ درجہ اجتہاد والا چاہیے، اگر خود عالم و فقیہ نہ ہو تو فقہاء کے علم سے فائدہ اٹھائے ان کا مقلد اور متبع ہو۔

۳۔ یہ حدیث تمام مجتہدین کو شامل ہے کہ مجتہد سے اگر غلطی بھی ہو جائے تب بھی اجتہاد کی محنت کا ثواب ہے لہذا چاروں مذہب یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی برحق ہیں کہ اگرچہ ان میں سے درست و صحیح تو ایک ہی ہے مگر گناہ کسی میں نہیں بلکہ جن آئمہ مجتہدین سے خطا ہوئی ایک ثواب انہیں بھی ہے، نیز حضرت علی و معاویہ میں گنہگار کوئی نہیں، حق پر حضرت علی ہیں اور جناب معاویہ سے غلطی ہوئی گنہگار وہ بھی نہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت داؤد علیہ السلام سے خطا ہو گئی اور جناب سلیمان علیہ السلام نے درست فیصلہ فرمایا تو ان دونوں بزرگوں میں گنہگار کوئی نہیں ہوا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ" ۔ وہ حدیث کریمہ اس آیت کی تائید کرتی ہے مگر یہ حکم مجتہد عالم کے لیے ہے غیر مجتہد یا غیر عالم اگر غلط مسئلہ بتائے گا تو گنہگار ہو گا بلکہ غیر عالم کو فتوی دینا ہی جائز نہیں اور مسئلہ بھی فروعی اجتہادی ہو اصول شریعت میں غلطی معاف نہیں ہوتی۔ اس کی تحقیق کتب اصول اور مرقات میں ملاحظہ کیجئے۔ اجتہادی خطا کی مثال یوں سمجھئے کہ مسافر جنگل میں نماز پڑھے اسے سمت قبلہ کا پتہ نہ چلے تو اپنی رائے سے کام لے، اگر چار رکعت میں چار طرف اس کی رائے ہوئی اور اس نے ہر رکعت ایک طرف پڑھی تو اگرچہ قبلہ ایک ہی طرف تھا مگر چاروں رکعتیں درست ہو گئیں اور اس کو نماز کا ثواب یقیناً مل گیا۔ اس کی نفیس بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں دیکھیے۔

۴۔ یہ حدیث احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی نے بروایت حضرت عمرو ابن عاص نقل فرمائی، احمد نے حضرت ابوہریرہ سے بھی نقل کی۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۵، ص ۳۰۔ ۶۳)

(19) سنن أبي داود، کتاب الاقضیۃ، باب في القاضي یخطئ، الحدیث: ۳۵۷۳، ج ۳، ص ۴۱۸۔

←

حدیث ۱۹: ترمذی و ابن ماجہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب وہ ظلم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے جدا ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔(20)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ جنتی قاضی وہ ہے جس میں تین صفات ہوں: شرعی قواعد وقوانین سے پوری طرح عالم ہو، قضا کے احکام سے خوب واقف ہو، تحقیقات کے بعد فیصلہ کرے، فیصلہ میں جلدی نہ کرے، حق فیصلہ کرے، اس کو جو حق نظر آئے بعد تحقیق اس کی ڈگری کرے۔

۲۔ چونکہ یہ حاکم ظالم ہے اس لیے یہ بدترین دوزخی ہے اسی وجہ سے اس کا ذکر پہلے فرمایا گیا اس کا درجہ دوزخ میں بدتر ہو گا وہاں ٹھہرنا زیادہ۔

۳۔ یا تو قضاء کے شرعی قوانین سے واقف نہ ہو جاہل ہو قاضی بن جائے یا مقدمہ کی نوعیت، حق و ناحق کی تحقیق سے بے خبر ہو اور فیصلہ کردے۔ خیال رہے کہ فیصلہ اور فتوی میں فرق ہے، فیصلہ میں فریقین کا دعوٰی اور جواب دعوٰی سننا پھر گواہی وغیرہ لینا پھر قرائن و علامات میں غور کرنا ضروری ہے مفتی کا یہ کام نہیں فتوٰی میں صورت مسئولہ کا جواب ہوتا ہے، دیکھو دو فرشتے شکل انسانی میں داؤد علیہ السلام کی خدمت میں آئے ایک نے کہا اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں میرے پاس ایک مگر یہ میری ایک بھی لینا چاہتا ہے، آپ نے دوسرے کا جواب دعوٰی سنے بغیر فتوٰی دے دیا۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں مجھے خرچہ پورا نہیں دیتے کیا میں ان کی جیب سے بقدر ضرورت نکال لیا کروں، فرمایا ہاں، ابوسفیان کو نہ بلایا ان سے جواب دعوٰی لیا، یہ ہے فتوی، فیصلہ اور فتوٰی کا فرق خیال میں رکھیے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص ۶۳۳)

(20) جامع الترمذي، كتاب الاحكام، باب ماجاء في الامام العادل، الحديث: ۱۳۳۵، ج ۳، ص ۶۳۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ عبداللہ ابن اُنیس جہنی انصاری ہیں، اُنیس کی کنیت ابواوفی ہے، باپ بیٹے دونوں صحابی ہیں، غزوۂ احد، حدیبیہ اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، ہمیشہ مدینہ منورہ میں رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کوفہ میں قیام رہا، حضرت انیس یعنی ابو اوفی کی وفات مدینہ منورہ میں ۵۴ھ میں ہوئی۔(مرقات) مگر عبداللہ ابن ابی اوفی کی وفات کوفہ میں ۸۷ھ میں ہوئی۔ حضرت عبداللہ ابن ابو اوفی ان صحابہ سے ہیں جن سے حضرت امام ابوحنیفہ قدس سرہ کی ملاقات ہے کیونکہ آپ کی وفات کے وقت امام اعظم کی عمر سات سال تھی اور کوفہ میں ان صحابہ کا قیام تھا جو امام اعظم کا وطن ہے۔(اشعۃ اللمعات)

۲۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مدد کے ساتھ عادل حاکم کے ساتھ ہوتا ہے۔

۳۔ یعنی جو ظلم کرتے ہیں اس کی رحمت و مدد اس سے الگ ہو جاتی ہے، ایک روایت میں ہے تبرأ اللہ عنہ رب تعالیٰ اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔

حدیث ۲۰: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ فرمایا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے: قاضی جب اپنے اجلاس میں بیٹھتا ہے دو فرشتے اُترتے ہیں جو اُسے ٹھیک راستہ پر لے چلنا چاہتے ہیں اور توفیق دیتے ہیں اور رہنمائی کرتے ہیں جب تک وہ ظلم نہ کرے اور جب ظلم کرتا ہے تو چلے جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔(21)

حدیث ۲۱: ابویعلیٰ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: حکام عادل و ظالم سب کو قیامت کے دن پلِ صراط پر روکا جائے گا پھر اللہ عزوجل فرمائے گا تم سے میرا مطالبہ ہے جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی صرف ایک فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی وہ جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستر ۷۰ سال ہے اور جس نے حد (مقرر) سے زیادہ مارا ہے اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جتنا میں نے حکم دیا تھا اُس سے زیادہ تُو نے کیوں مارا وہ کہے گا اے پروردگار میں نے تیرے لیے غضب کیا اللہ (عزوجل) فرمائے گا تیرا غصہ میرے غضب سے بھی زیادہ ہوگیا اور وہ شخص لایا جائے گا جس نے سزا میں کمی کی ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندہ تُو نے کمی کیوں کی کہے گا میں نے اُس پر رحم کیا فرمائے گا کیا تیری رحمت میری رحمت سے بھی زیادہ ہو گئی۔(22)

حدیث ۲۲: ابوداود بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو ہم کسی کام پر مقرر کریں اور اُس کو روزی دیں اب اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا خیانت ہے۔(23)

حدیث ۲۳: ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف حاکم کر کے بھیجا جب میں چلا تو میرے پیچھے آدمی بھیج کر واپس بلایا اور فرمایا: تمھیں معلوم ہے کیوں میں نے آدمی بھیج کر بلایا اس لیے کہ کوئی چیز بغیر میری اجازت نہ لینا کہ وہ خیانت ہوگی اور جو خیانت کریگا اُس چیز کو

۴؎ شیطان سے مراد خاص شیطان ہے جو ظلم کرایا کرتا ہے ورنہ قرین شیطان تو ہمیشہ اس انسان کے ساتھ رہتا ہے جس کے ساتھ پیدا ہوا ہے یعنی پھر خاص ظلم و فساد کرانے والا شیطان اس ظالم حاکم کا ساتھی بن جاتا ہے پھر اس ظالم کی ڈور اس شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے سمجھ لو پھر یہ ظالم کیا کچھ حرکتیں نہ کرے گا۔

۵؎ یعنی پھر ظالم حاکم اپنے نفس امارہ کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ ہمارا نفس امارہ شیطان سے زیادہ خطرناک ہے کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر و مشیر۔ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۳۹)

(21) السنن الکبریٰ، للبیہقی، کتاب آداب القاضی، باب فضل من ابتلی بشیئ... إلخ، الحدیث: ۲۰۱۶۶، ج ۱۰، ص ۱۵۱۔

(22) کنز العمال، کتاب الامارۃ، الفصل الثانی، الحدیث: ۱۴۷۶۵، ج ۶، ص ۱۸۔

(23) سنن ابی داود، کتاب الخراج... إلخ، باب فی ارزاق العمال، الحدیث: ۲۹۴۳، ج ۳، ص ۱۸۶۔

قیامت کے دن لے کر آنا ہوگا اسی کہنے کے لیے بلایا تھا اب اپنے کام پر جاؤ۔(24)

حدیث ۲۴: مسلم و ابو داود عدی بن عمیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم میں جو کوئی ہمارے کسی کام پر مقرر ہوا وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم کوئی چیز ہم سے چھپائے گا وہ خائن ہے قیامت کے دن اُسے لے کر آئے گا انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور یہ کہا یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اپنا یہ کام مجھ سے واپس لیجیے فرمایا کیا وجہ ہے عرض کی میں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو ایسا ایسا فرماتے سنا فرمایا: میں یہ کہتا ہوں جس کو ہم عامل بنائیں وہ تھوڑا یا زیادہ جو کچھ ہو ہمارے پاس لائے پھر جو کچھ ہم دیں اُسے لے اور جس سے منع کیا جائے باز رہے۔(25)

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ بریدہ ابن حصیب اسلمی ہیں، بدر سے پہلے ایمان لائے مگر بدر میں حاضر نہ ہوئے، بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے، مدینہ منورہ میں قیام رہا، پھر بصرہ میں پھر خراسان میں غازی ہوکر رہے، یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں ۶۲ھ میں وفات ہوئی۔

۲۔ یعنی اپنی تنخواہ کے علاوہ جو کچھ چھپا کر لے گا وہ چوری دخیانت ہوگا۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۴۶)

(24) جامع الترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی ہدایا الامراء، الحدیث: ۱۳۴۰، ج ۳، ص ۶۵.

(25) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب تحریم ہدایا العمال، الحدیث: ۳۰۔(۱۸۳۳)، ص ۱۰۲۰.

وسنن أبي داود، کتاب الاقضیۃ، باب في ہدایا العمال، الحدیث: ۳۵۸۱، ج ۳، ص ۴۲۰.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، کندی حضرمی ہیں، کوفہ میں رہے پھر وہاں سے جزیرہ کی طرف منتقل ہوگئے، وہاں ہی وفات ہوئی۔

۲۔ صدقہ وصول کرنے پر عامل بنایا گیا یا کہیں کا حاکم مقرر ہوا۔

۳۔ اس طرح کہ خیانت کا مال اس کے سر پر ہوگا اور قیامت کے دن رسوا ہوگا جیسے زکوۃ نہ دینے والے کا مال خود مالک پر سوار ہوگا جس سے اسے تکلیف بھی ہوگی اور رسوائی بھی، یہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ رب تعالٰی قیامت میں اس امت کے چھپے ہوئے گناہ چھپائے گا، علانیہ گناہ اور بعض دوسرے گناہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے ظاہر فرمادے گا لہذا یہ حدیث ان پردہ پوشی کی احادیث کے خلاف نہیں۔

۴۔ ان انصاری کا نام معلوم نہ ہوسکا، یہ کسی جگہ عامل مقرر ہوکر جارہے تھے یہ وعید سن کر اپنے میں اتنی احتیاط کی قوت نہ دیکھی انہوں نے استعفٰی پیش کیا۔

۵۔ اس کلام کی تکرار مبالغہ اور تاکید کے لیے ہے کہ تم خواہ عمل قبول کرو یا نہ کرو حکم تو یہ ہی رہے گا۔

۶۔ یہ اس صورت میں ہے کہ تنخواہ مقرر نہ ہو سلطان خود اس کے عمل اور اجرت کا اندازہ لگا کر دے، منع کیے جانے سے مراد نہ دینا ہے۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۵۰)

حدیث ۲۵: ابو داود و ابن ماجہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ترمذی اُن سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و بیہقی ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی اور ایک روایت میں اُس پر بھی لعنت فرمائی جو رشوت کا دلال ہے۔(26)

حدیث ۲۶: صحیح بخاری وغیرہ میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسد میں سے ایک شخص کو جس کو ابن اللُّتبِیّہ کہا جاتا تھا عامل بنا کر بھیجا جب وہ واپس آئے یہ کہا کہ یہ (مال) تمہارے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور حمد الٰہی اور ثنا کے بعد یہ فرمایا: کیا حال ہے اُس عامل کا جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آکر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہے وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا دیکھتا کہ اُسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں، قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے ایسا شخص قیامت کے دن اُس چیز کو اپنی گردن پر لاد کر لائے گا اگر اونٹ ہے تو وہ چلائے گا اور گائے ہے تو وہ بان بان کرے گی اور بکری ہے تو وہ میں میں کرے گی اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند فرمایا کہ بغل مبارک کی سپیدی ظاہر ہونے لگی اور اس کلمہ کو تین بار فرمایا آگاہ (یعنی

---

(26) سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی کراھیۃ الرشوۃ، الحدیث: ۳۵۸۰، ج ۳، ص ۴۲۰.
والمسند، للامام أحمد بن حنبل، حدیث ثوبان، الحدیث: ۲۲۴۶۲، ج ۸، ص ۳۲۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ راشی رشوت دینے والا اور مرتشی رشوت قبول کرنے والا، رشوۃ بنا ہے رشاء بمعنی رسی سے، رسی کنویں سے پانی نکالنے کا ذریعہ ہوتی ہے، ایسے ہی رشوت کا مال ناجائز فیصلہ کرانے اور اپنا کام نکالنے کا ذریعہ ہوتا ہے اس لیے اسے رشوت کہتے ہیں۔رشوت کی بہت صورتیں ہیں: حکام کی خصوصی دعوتیں، حکام کو ڈالیاں دینا، انہیں نقدروپیہ یا نیوتہ وغیرہ کے بہانے سے کچھ دینا، یہ سب رشوتیں ہیں۔خیال رہے کہ حق فیصلہ پر بھی فریقین میں سے کسی فریق سے کچھ لینا بھی رشورت ہے کہ حاکم پر حق فیصلہ کرنا شرعًا واجب تھا، پھر رشوت لے کر ناحق فیصلہ کرنا تو خدا کے قہر کا موجب ہے مگر ظلم سے بچنے کے لیے یا حق فیصلہ کرانے کے لیے رشوت دینا جائز ہے۔حضرت ابن مسعود نے زمین حبشہ کے جھگڑے میں وہاں کے حاکم کو دو دینار دے کر اپنے کو ظلم سے بچایا۔(مرقات)

۲۔ اگر یہ کلام رائش کی تفسیر وشرح ہے تو مطلب یہ ہے کہ یہاں رائش کے معنے رشوت دلوانے والا ہے یعنی حاکم کا ایجنٹ و دلال جو مقدمہ والوں سے خفیہ طور پر حاکم کو رشوت دلواتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ رائش کی تفسیر نہ ہو بلکہ توسیع ہو یعنی رائش میں وہ دلال بھی داخل ہے جو فریقین اور حکام کے درمیان دلالی کرکے رشوت دلاتا ہے۔بینھما میں ھما ضمیر راشی اور مرتشی کی طرف راجع ہے۔خیال رہے کہ حرام کام کی دلالی اس کی کوشش بھی حرام ہے۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۵۱)

خبردار ہو جاؤ) میں نے پہنچا دیا۔(27)

حدیث ۲۷: ابو داود نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی کے لیے سفارش کرے اور وہ اس کے لیے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول کر لے وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آ گیا۔(28)

❁❁❁❁❁

(27) صحیح البخاري، کتاب الحیل، باب احتیال العامل لیھدی لہ، الحدیث:۶۹۷۹، ج۴، ص۳۹۸.

ومشکاۃ المصابیح، کتاب الزکاۃ، الفصل الاول، الحدیث:۱۷۷۹، ج۱، ص۴۹۵.

(28) سنن ابي داود، کتاب الاجارۃ، باب في الھدیۃ لقضاء الحاجۃ، الحدیث:۳۵۴۱، ج۳، ص۴۰۷.

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ سلطان یا حکام کے پاس مگر سفارش حق کے لیے ہو ظلم کے لیے نہ ہو۔

۲۔ یعنی مقدمہ والا یا حاجت مند اسے اس سفارش کی بنا پر کوئی چھوٹی یا بڑی چیز بطور ہدیہ دے اور یہ اسے قبول کرے، سفارش کی بنا کی قید یاد رکھنا چاہیے۔

۳۔ یعنی یہ بھی رشوت ہے اور رشوت کا گناہ سود کے گناہ کی طرح ہے کہ سود خور کو اللہ رسول سے جنگ کرنے کا اعلان فرمایا گیا ہے "فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"۔(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۴، ص۶۵۳)

مسائل فقہیّہ

لوگوں کے جھگڑوں اور منازعات کے فیصلہ کرنے کو قضا کہتے ہیں۔(1)

قضا فرضِ کفایہ ہے کیونکہ بغیر اس کے نہ لوگوں کے حقوق کی محافظت ہوسکتی نہ امن عامہ قائم رہ سکتا ہے۔جس کو قاضی بنایا جاتا ہے اگر وہی اس عہدہ کا صالح ہے دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے اس صورت میں عہدہ قضا قبول کرلینا واجب ہے اور اگر دوسرا بھی اس قابل ہے مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا ہو تو اس کو قبول کرلینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پا سکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔(2)

مسئلہ ۱: قاضی اُسی کو بنا سکتے ہیں جس میں شرائط شہادت پائے جائیں وہ یہ ہیں:

مسلمان۔ عاقل۔ بالغ۔ آزاد ہو۔ اندھا نہ ہو۔ گونگا نہ ہو۔ بالکل بہرہ نہ ہو کہ کچھ نہ سنے۔ محدود فی القذف نہ ہو۔(3)

مسئلہ ۲: کافر کو قاضی بنایا اس لیے کہ وہ کفار کے معاملات کو فیصل کرے (یعنی فیصلہ کرے) یہ ہوسکتا ہے مگر مسلمانوں کے معاملات فیصل کرنے کا اُسے اختیار نہیں۔(4)

مسئلہ ۳: قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے یا سلطان کے ماتحت جو ریاستیں خراج گزار ہیں (یعنی وہ حکومتیں جو خراج ادا کرتی ہیں) جن کو سلطان نے قضاۃ کے عزل و نصب کا اختیار (یعنی قاضیوں کو معزول کرنے اور مقرر کرنے کا اختیار) دیا ہو یہ بھی قاضی مقرر کرسکتی ہیں۔(5)

مسئلہ ۴: فاسق کو قاضی بنانا نہ چاہیے اور اگر مقرر کردیا گیا تو اس کی قضا نافذ ہوگی۔ فاسق کو مفتی بنانا یعنی اُس

---

(1) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۲۵۔

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب... إلخ، ج ۳، ص ۳۰۶۔

(3) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: الحکم الفعلی، ج ۸، ص ۲۹۔

(4) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: الحکم الفعلی، ج ۸، ص ۳۰۔

(5) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم القاضی، الدُّرزی والنصرانی، ج ۸، ص ۳۱۔

سے فتویٰ پوچھنا درست نہیں کیونکہ فتویٰ امور دین سے ہے اور فاسق کا قول دیانات میں نامعتبر (یعنی دینی معاملات میں فاسق کا قول قابلِ قبول نہیں)۔ قاضی نے اپنے دشمن کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جب کہ دونوں میں دنیوی عداوت ہو۔(6)

مسئلہ ۵: جس وقت اُس کو قاضی مقرر کیا تھا اُس وقت عادل (غیر فاسق) تھا اُس کے بعد فاسق ہو گیا تو فسق کی وجہ سے معزول نہ ہوا مگر معزولی کا مستحق ہو گیا بلکہ سلطان پر معزول کر دینا واجب ہے اور اگر سلطان نے اُس کے تقرر کے وقت یہ شرط کر دی ہے کہ اگر فاسق ہو جائے گا تو معزول ہو جائے گا تو فسق کرنے سے خود ہی معزول ہو گیا معزول کرنے کی ضرورت نہیں۔(7)

مسئلہ ۶: جس طرح بادشاہ عادل کی طرف سے عہدہ قبول کرنا جائز ہے بادشاہ ظالم کی طرف سے بھی قبول کرنا صحیح ہے مگر بادشاہ ظالم کی طرف سے اس عہدہ کو قبول کرنا اُس وقت درست ہے جبکہ قاضی عدل و انصاف وحق کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہو اس کے فیصلوں میں ناجائز طور پر بادشاہ مداخلت نہ کرتا ہو اور احکام کو مطابق شرع نافذ کرنے سے منع نہ کرتا ہو اور اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ جانتا ہو کہ حق کے مطابق فیصلہ ناممکن ہو گا یا اس کے فیصلوں میں بے جا مداخلت ہو گی یا بعض احکام کی تنفیذ سے (احکام کو نافذ کرنے سے) منع کیا جائے گا تو اس عہدہ کو قبول نہ کرے۔(8)

مسئلہ ۷: بادشاہ کو چاہیے کہ رعایا میں جو اس عہدہ کے لیے زیادہ موزوں ہو اُسے قاضی بنائے کیوں کہ حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس نے کسی کو کام سپرد کر دیا اور اُس کی رعایا میں اس سے بہتر موجود تھا اُس نے اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و جماعت مسلمین کی خیانت کی۔ قاضی میں یہ اوصاف ہوں معاملہ فہم ہو۔ فیصلہ نافذ کرنے پر قادر ہو۔ وجیہ ہو (باوقار)۔ بارعب ہو۔ لوگوں کی باتوں پر صبر کرتا ہو۔ صاحب ثروت ہو (امیر و دولتمند ہو) تا کہ طمع میں مبتلا نہ ہو۔(9)

مسئلہ ۸: قاضی اُس کو کیا جائے جو عفت و پارسائی (پاکدامنی اور نیکوکاری) اور عقل و صلاح (عقلمندی وصلاحیت) وفہم (سمجھداری) وعلم میں معتمد علیہ ہو (یعنی علم میں قابل اعتماد ہو) اُس کے مزاج میں شدت (طبیعت میں سختی) ہو مگر زیادہ شدت نہ ہو اور نرمی ہو تو اتنی نہ ہو جو لوگوں سے دب جائے۔ وجیہ ہو اُس کا رعب لوگوں پر ہو۔ لوگوں

---

(6) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۱، ۳۶۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب، ج۳، ص۳۰۷۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب، ج۳، ص۳۰۷۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب، ج۳، ص۳۰۸۔

کی طرف سے جو اُس پر مصائب (تکالیف) آئیں اُن پر صبر کرے۔ (10)

تنبیہ: عہدہ قضا کا قبول کر لینا اگرچہ جائز ہے مگر علما و ائمہ کی اس کے متعلق مختلف رائیں ہیں بعض نے اس میں حرج نہ سمجھا اور بعض نے بچنے ہی کو ترجیح دی اور حدیث سے بھی اسی رائے کی ترجیح ظاہر ہوتی ہے ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جو شخص قاضی بنایا گیا وہ بغیر چھری ذبح کر دیا گیا۔ (11) خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ (ابو جعفر منصور) نے یہ عہدہ دینا چاہا مگر امام نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ نوے ۹۰ درّے آپ کو لگائے گئے پھر بھی آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور یہ فرمایا کہ اگر سمندر تیر کر پار کرنے کا مجھے حکم دیا جائے تو یہ کر سکتا ہوں مگر اس عہدہ کو قبول نہیں کر سکتا۔ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ عہدہ دیا گیا اُنھوں نے انکار کر دیا اور پاگل بن گئے جو کوئی ان کے پاس آتا مونھ نوچتے اور کپڑے پھاڑتے اُن کے ایک شاگرد نے سوراخ سے جھانک کر کہا اگر آپ اس عہدہ قضا کو قبول فرما لیتے اور عدل کرتے تو بہتر ہوتا جواب دیا اے شخص تیری عقل یہ ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: قاضیوں کا حشر سلاطین کے ساتھ ہوگا اور علما کا حشر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا اُنھوں نے اس سے انکار کیا جب قید کر دیے گئے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مجبوراً اُنھوں نے قبول کیا۔ (12)

---

(10) تنویر الابصار ورد المحتار، کتاب القضاء، مطلب: السلطان یصیر سلطانا بأمرین، ج۸، ص۴۵۔

(11) سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی طلب القضاء، الحدیث: ۳۵۷۲، ج۳، ص۴۱۷۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی فی الدخول فی القضاء، ج۳، ص۳۱۰۔

شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ کریں۔

خلافت بنوامیہ کے خاتمہ کے بعد سفاح پھر منصور نے اپنی حکومت جمانے اور لوگوں کے دلوں میں اپنی ہیبت بٹھانے کیلئے وہ وہ مظالم کئے جو تاریخ کے خونی اوراق میں کسی سے کم نہیں۔ منصور نے خصوصیت کے ساتھ سادات پر جو مظالم ڈھائے ہیں وہ سلاطین عباسیہ کی پیشانی کا بہت بڑا ابدنما داغ ہیں۔ اسی خونخوار نے حضرت محمد بن ابراہیم دیباج کو دیوار میں زندہ چنوا دیا۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد۔ ان مظلوموں میں سے حضرت محمد نفس ذکیہ نے مدینہ طیبہ میں خروج کیا۔ ابتداء ان کے ساتھ بہت تھوڑے لوگ تھے۔ بعد میں بہت بڑی فوج تیار کر لی۔ حضرت امام مالک نے بھی ان کی حمایت کا فتوی دیدیا۔ نفس ذکیہ بہت شجاع فن جنگ کے ماہر قوی طاقتور تھے۔ مگر اللہ عزوجل کی شان بے نیاز کہ جب منصور سے مقابلہ ہوا تو ۱۴۵ھ میں دادمردانگی دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

انکے بعد ان کے بھائی ابراہیم نے خلافت کا دعوی کیا۔ ہر طرف سے انکی حمایت ہوئی۔ خاص کوفے میں لگ بھگ لاکھ آدمی انکے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ بڑے بڑے ائمہ علماء فقہاء نے ان کا ساتھ دیا۔ حتی کہ حضرت امام اعظم نے بھی انکی حمایت کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے جس کا ان کو مرتے دم تک افسوس رہا۔ مگر مالی امداد کی۔ لیکن نوشتۂ تقدیر کون بدلے۔ ابراہیم کو بھی ←

مسئلہ ۹: حکومت کی نہ طلب ہونی چاہیے نہ اس کا سوال کرنا چاہیے۔طلب کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ کے یہاں اس کی درخواست پیش کرے اور سوال کا مطلب یہ کہ لوگوں کے سامنے یہ تذکرہ کرے کہ اگر بادشاہ کی طرف سے مجھے فلاں جگہ کی حکومت ملے گی تو قبول کرلوں گا اور دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ خبر کسی طرح بادشاہ تک پہنچ جائے اور وہ مجھے بلا کر حکومت عطا کرے لہٰذا اس کی خواہش نہ دل میں ہو نہ زبان سے اس کا اظہار ہو۔(13)

مسئلہ ۱۰: جو لوگ عہدہ قضا کی قابلیت رکھتے ہیں سب نے انکار کر دیا اور کسی نا اہل کو قاضی بنا دیا گیا تو وہ سب گنہگار ہوئے اور اگر قابلیت والوں کو چھوڑ کر بادشاہ نے نا قابل کو قاضی بنایا تو بادشاہ گنہگار ہے۔(14)

مسئلہ ۱۱: دو شخص عہدہ قضا کے قابل ہیں مگر ان میں ایک زیادہ فقیہ ہے دوسرا زیادہ پرہیزگار ہے تو اُس کو قاضی مقرر کیا جائے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔(15)

منصور کے مقابلے میں شکست ہوئی اور ابراہیم بھی شہید ہو گئے۔

ابراہیم سے فارغ ہو کر منصور نے ان لوگوں کی طرف توجہ کی جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا تھا۔ ۱۴۶ھ میں بغداد کو دارالسلطنت بنانے کے بعد منصور نے حضرت امام اعظم کو بغداد بلوایا۔منصور انہیں شہید کرنا چاہتا تھا۔مگر جواز قتل کیلئے بہانہ کی تلاش تھی۔اسے معلوم تھا کہ حضرت امام میری حکومت کے کسی عہدے کو قبول نہ کریں گے۔اس نے حضرت امام کی خدمت میں عہدہ قضا پیش کیا۔امام صاحب نے یہ کہہ کر انکار فرما دیا کہ میں اس کے لائق نہیں۔منصور نے جھنجلا کر کہا تم جھوٹے ہو۔امام صاحب نے فرمایا کہ اگر میں سچا ہوں تو ثابت کہ میں عہدۂ قضا کے لائق نہیں۔جھوٹا ہوں تو بھی عہدۂ قضا کے لائق نہیں،اس لئے کہ جھوٹے کو قاضی بنانا جائز نہیں۔اس پر بھی نہ مانا اور قسم کھا کر کہا تم کو قبول کرنا پڑے گا۔امام صاحب نے بھی قسم کھائی کہ ہرگز نہیں قبول کروں گا۔ربیع نے غصے سے کہا ابوحنیفہ تم امیرالمؤمنین کے مقابلے میں قسم کھاتے ہو۔امام صاحب نے فرمایا۔ہاں یہ اس لئے کہ امیرالمؤمنین کو قسم کا کفارہ ادا کرنا بہ نسبت میرے زیادہ آسان ہے۔اس پر منصور نے جز بز ہو کر حضرت امام کو قید خانے میں بھیج دیا۔اس مدت میں منصور حضرت امام کو بلا کر اکثر علمی مذاکرات کرتا رہتا تھا،منصور نے حضرت امام کو قید تو کر دیا مگر وہ ان کی طرف سے مطمئن ہرگز نہ تھا۔بغداد چونکہ دارالسلطنت تھا۔اس لئے تمام دنیائے اسلام کے علماء،فقہاء،امراء،تجار،عوام،خواص بغداد آتے تھے۔حضرت امام کا غلغلہ پوری دنیا میں گھر گھر پہنچ چکا تھا۔قید نے انکی عظمت اور اثر کو بجائے کم کرنے اور زیادہ بڑھا دیا۔جیل خانے ہی میں لوگ جاتے اور ان سے فیض حاصل کرتے۔حضرت امام محمد اخیر وقت تک قید خانے میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔منصور نے جب دیکھا کہ یوں کام نہیں بنتا تو خفیہ زہر دلوا دیا۔جب حضرت امام کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو خالق بے نیاز کی بارگاہ میں سجدہ کیا سجدے ہی کی حالت میں روح پرواز کر گئی۔ع

جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو۔

(13) المرجع السابق،ص۳۱۱۔

(14) الفتاوی الھندیۃ،کتاب أدب القاضی،الباب الثانی فی الدخول فی القضاء،ج۳،ص۳۱۱۔

(15) المرجع السابق۔

مسئلہ ۱۲: قاضی جس کا مقلد ہے(یعنی آئمہ اربعہ میں سے جس امام کا پیروکار ہے) اگر اُس کا قول مسئلہ متنازع فیہا (یعنی جس تنازع کے متعلق اس نے فیصلہ کرنا ہے) میں معلوم ومحفوظ ہے تو اُس کے موافق فیصلہ کرے ورنہ فقہا سے فتوی حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کرے۔(16)

مسئلہ ۱۳: قاضی کے تقرر کو کسی شرط پر معلق کرنا یا کسی وقت کی طرف مضاف کرنا جائز ہے یعنی جب وہ شرط پائی جائے گی یا وہ وقت آجائے اُس وقت وہ قاضی ہوگا اُس کے پہلے نہیں ہوگا مثلاً یہ کہا کہ تم جب فلاں شہر میں پہنچ جاؤ تو وہاں کے قاضی ہو یا فلاں مہینہ کے شروع سے تم کو قاضی کیا۔(17)

مسئلہ ۱۴: ایک وقت معین تک کے لیے بھی کسی کو قاضی مقرر کیا جاسکتا ہے مثلاً ایک دن کے لیے قاضی بنایا تو ایک ہی دن قاضی رہے گا اور اگر اُس کو کسی خاص جگہ کا قاضی بنایا ہے تو وہیں کا قاضی ہے دوسری جگہ کے لیے وہ قاضی نہیں اور اس کا بھی پابند کیا جاسکتا ہے کہ فلاں قسم کے مقدمات کی سماعت نہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی خاص شخص کے معاملات کی نسبت استثنا کر دیا جائے یعنی فلاں کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے اور بادشاہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ جب تک میں سفر سے واپس نہ آؤں فلاں معاملہ کی سماعت نہ کی جائے اس صورت میں اگر مقدمہ کی سماعت کی اور فیصلہ بھی دے دیا وہ نافذ نہیں ہوگا۔(18)

مسئلہ ۱۵: بادشاہ نے کسی شخص کی نسبت یہ کہہ دیا کہ میں نے تمھیں قاضی مقرر کیا اور یہ نہیں ظاہر کیا کہ کہاں کا قاضی اُس کو بنایا تو جہاں تک سلطنت ہے وہ سب جگہ کا قاضی ہوگیا۔(19)

مسئلہ ۱۶: ایک مقدمہ کی سماعت کر کے فیصلہ صادر کر دیا اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ علما کے سامنے دوبارہ مقدمہ کی سماعت کی جائے قاضی پر اس کی پابندی لازم نہیں۔(20)

مسئلہ ۱۷: کسی شہر کے تمام لوگوں نے متفق ہوکر ایک شخص کو قاضی مقرر کر دیا کہ وہ اُن کے معاملات فیصل کیا کرے اُن کے قاضی بنانے سے وہ قاضی نہ ہوگا کہ قاضی بنانا بادشاہ اسلام کا کام ہے۔(21)

مسئلہ ۱۸: قاضی نے کسی کو اپنا نائب (قائم مقام) بنایا کہ وہ دعوے کی سماعت کرے اور گواہوں کے بیانات

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الثالث فی ترتیب الدلائل للعمل بھا، ج۳، ص ۳۱۳.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۸، ص ۳۱۵.

(18) المرجع السابق.

(19) المرجع السابق.

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص ۳۱۵.

(21) المرجع السابق.

لے مگر معاملہ کو فیصل نہ کرے (فیصلہ نہ کرے) تو یہ نائب اُتنا ہی کر سکتا ہے جتنا قاضی نے اُسے اختیار دیا ہے یعنی فیصلہ نہیں کر سکتا اور جو کچھ اُس نے تحقیقات کر کے قاضی کے رُوبرو پیش کر دیا قاضی گواہوں کے ان بیانات یا مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) کے اقرار پر فیصلہ نہیں کر سکتا کہ قاضی کے سامنے نہ گواہوں نے گواہی دی ہے نہ مدعیٰ علیہ نے اقرار کیا ہے بلکہ اس صورت میں قاضی ازسرنو (نئے سرے سے) بیان لے گا اس کے بعد فیصلہ کریگا۔(22)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے قاضی کو معزول کر دیا اس کی خبر جب قاضی کو پہنچے گی اُس وقت معزول ہو گا یعنی معزول کرنے کے بعد خبر پہنچنے سے قبل جو فیصلے کریگا صحیح و نافذ ہوں گے۔(23)

مسئلہ ۲۰: بادشاہ مر گیا تو قاضی وغیرہ حکام جو اُس کے زمانہ میں تھے سب بدستور اپنے اپنے عہدہ پر باقی رہیں گے یعنی بادشاہ کے مرنے سے معزول نہ ہوں گے۔(24)

مسئلہ ۲۱: قاضی کی آنکھیں جاتی رہیں یا بالکل بہرا ہو گیا یا عقل جاتی رہی یا مرتد ہو گیا تو خود بخود معزول ہو گیا اور اگر پھر یہ اعذار جاتے رہے یعنی مثلاً آنکھیں ٹھیک ہو گئیں تو بدستور سابق قاضی ہو جائے گا۔(25)

مسئلہ ۲۲: قاضی نے بادشاہ کے سامنے کہہ دیا میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور بادشاہ نے سن لیا معزول ہو گیا اور نہ سنا تو معزول نہ ہوا۔ یوہیں بادشاہ کے پاس یہ تحریر بھیج دی کہ میں نے اپنے کو معزول کر دیا اور تحریر پہنچ گئی معزول ہو گیا۔(26)

مسئلہ ۲۳: قاضی کے لڑکے نے کسی پر دعویٰ کیا اور یہ مقدمہ قاضی کے پاس پیش ہوا یا کسی دوسرے نے قاضی کے لڑکے پر دعویٰ قاضی کے یہاں کیا قاضی اس معاملہ میں غور کرے اگر لڑکے کے خلاف فیصلہ ہو جب تو خود ہی فیصلہ کر دے اور اگر لڑکے کے موافق فیصلہ ہو گا تو دونوں سے کہہ دے اس دعوے کو تم کسی دوسرے کے پاس لے جاؤ۔ بادشاہ جس نے قاضی بنایا ہے قاضی اُس کے موافق فیصلہ کریگا جب بھی نافذ ہو گا۔ یوہیں قاضی ماتحت نے قاضی بالا کے موافق فیصلہ کیا یہ بھی نافذ ہو گا۔ قاضی نے اپنی ساس کے موافق فیصلہ کیا اگر قاضی کی بی بی زندہ ہے تو فیصلہ ناجائز ہے اور بی بی مر چکی ہے تو جائز ہے۔ سوتیلی ماں کے موافق فیصلہ کیا اگر اس کا باپ زندہ ہے تو ناجائز ہے اور مر چکا ہے تو جائز

(22) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعوی والبینات، الباب الاول فی آداب القاضی، الفصل الاول، ج۲، ص۴۶۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص۳۱۷۔

(24) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص۳۱۷۔

(25) المرجع السابق، ص۳۱۸۔

(26) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الخامس فی التقلید والعزل، ج۳، ص۳۱۸۔

ہے۔(27)

مسئلہ ۲۴: دو شخصوں کے مابین مقدمہ ہے ایک نے قاضی کے لڑکے کو اپنا وکیل کیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا نا جائز ہے اور خلاف فیصلہ کیا تو جائز ہے۔ یوہیں اگر قاضی کا بیٹا وصی ہو تو موافق فیصلہ کرنا جائز نہیں۔(28)

مسئلہ ۲۵: قاضی کو قضا کے لیے ایسی جگہ بیٹھنا چاہیے جہاں لوگ آسانی سے پہنچ سکیں ایسی جگہ نہ بیٹھے جہاں مسافر دغریب الوطن (یعنی دوسرے علاقے کے رہنے والے) پہنچ نہ سکیں۔ سب سے بہتر مسجد جامع ہے پھر وہ مسجد جہاں پنجگانہ جماعت ہوتی ہو اگرچہ اُس میں جمعہ نہ پڑھا جاتا ہو اور اگر مسجد جامع وسط شہر میں نہ ہو بلکہ شہر کے ایک کنارہ پر واقع ہے کہ اکثر لوگوں کو وہاں جانے میں دشواری ہوگی تو وسط شہر میں کوئی دوسری مسجد تجویز کرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد کو اختیار کرے۔ مسجد بازار چونکہ زیادہ مشہور ہے مسجد محلہ سے بہتر ہے۔(29)

مسئلہ ۲۶: قاضی قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھے جس طرح خطیب و مدرس قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں۔(30)

مسئلہ ۲۷: اگر اپنے مکان میں اجلاس کرے درست ہے مگر اذن عام ہونا چاہیے یعنی ارباب حاجت (یعنی حاجتمند لوگوں) کے لیے روک ٹوک نہ ہو۔(31) یہ اُس زمانہ کی باتیں ہیں جب کہ دارالقضا نہ تھا مسجد یا اپنے مکان میں قاضی اجلاس کیا کرتے تھے اور اب دارالقضا موجود ہیں عام طور پر لوگوں کے علم میں یہی بات ہے کہ قاضی کا اجلاس دارالقضا میں ہوتا ہے لہٰذا قاضی کے لیے یہ مناسب جگہ ہے۔

مسئلہ ۲۸: قاضی کہیں بھی اجلاس کرے دربان مقرر کر دے کہ مقدمہ والے دربار قاضی میں ہجوم و شوروغل نہ کریں وہ ان کو بیجا باتوں سے روکے گا مگر دربان کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں سے کچھ لے کر اندر آنے کی اجازت دے دے۔(32)

مسئلہ ۲۹: قاضی کے پاس جب مدعی (دعویٰ کرنے والا) و مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا) دونوں فریق مقدمہ حاضر ہوں تو دونوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرے، (یعنی ایک جیسا سلوک کرے) نظر کرے تو دونوں کی طرف نظر

---

(27) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعوی والبینات، فصل لمن یجوز قضاء القاضی۔۔۔ إلخ، ج ۲، ص ۱۰۸۔

(28) البحر الرائق، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ ومن لاتقبل، ج ۷، ص ۱۳۸۔

(29) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب السابع فی جلوس القاضی۔۔۔ إلخ، ج ۳، ص ۳۱۹-۳۲۰۔

(30) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۵۶۔

(31) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۵۶۔

(32) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الدعوی والبینات، الباب الاول فی آداب القاضی، فصل فیما یستحق علی۔۔۔ إلخ، ج ۲، ص ۴۷۔

کرے، بات کرے تو دونوں سے کرے، ایسا نہ کرے کہ ایک کی طرف مخاطب ہو دوسرے سے بے توجہی رکھے، اگر ایک سے بکشادہ پیشانی بات کرے تو دوسرے سے بھی کرے، دونوں کو ایک قسم کی جگہ دے، یہ نہ ہو کہ ایک کو کرسی دے اور دوسرے کو کھڑا رکھے یا فرش پر بٹھائے، اُن میں کسی سے سرگوشی نہ کرے، نہ ایک کی طرف ہاتھ یا سر یا ابرو سے اشارہ کرے، نہ ہنس کر کسی سے بات کرے۔ اجلاس میں ہنسی مذاق نہ کرے، نہ ان دونوں سے، نہ کسی اور سے۔ علاوہ کچہری کے بھی کثرت مزاح سے پرہیز کرے۔(33)

مسئلہ ۳۰: دونوں فریق میں سے ایک کی طرف دل جھکتا ہے (یعنی دل مائل ہوتا ہے) اور قاضی کا جی چاہتا ہے کہ یہ اپنے ثبوت و دلائل اچھی طرح پیش کرے تو یہ جرم نہیں کہ دل کا میلان اختیاری چیز نہیں ہاں جو چیزیں اختیاری ہوں اُن میں اگر یکساں معاملہ نہ کرے تو بے شک مجرم ہے۔(34)

مسئلہ ۳۱: دونوں میں سے ایک کی دعوت نہ کرے ایک کی دعوت کرتا ہے تو دوسرے کی بھی کرے۔ ایک سے ایسی زبان میں بات نہ کرے جس کو دوسرا نہ جانتا ہو۔ اپنے مکان پر بھی ایک سے تنہائی میں کوئی بات نہ کرے بلکہ اپنے مکان پر آنے کی اُسے اجازت بھی نہ دے بالجملہ ہر اُس بات سے اجتناب کرے جس سے لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہاتھ آئے۔(35)

مسئلہ ۳۲: قاضی کو ہدیہ قبول کرنا ناجائز ہے کہ یہ ہدیہ نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل اکثر لوگ حکام کو ڈالی (نذرانے) کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔ قاضی کو اگر یہ معلوم ہو کہ اس کی چیز پھیر دی جائے گی (واپس کی گئی) تو اسے تکلیف ہوگی تو چیز کو لے لے اور اُس کی واجبی قیمت (عام طور پر بازار میں اُس چیز کی جو قیمت ہو) دے دے، کم قیمت دے کر لینا بھی ناجائز ہے اور اگر کوئی شخص ہدیہ رکھ کر چلا گیا معلوم نہیں کہ وہ کون تھا اُس کا مکان دور ہے پھیرنے میں دقت ہے تو بیت المال میں یہ چیز داخل کر دے خود نہ رکھے جب دینے والا مل جائے اُسے واپس کر دے۔(36)

---

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضي، الباب السابع فی جلوس القاضي، ج۳، ص۳۲۲.

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضي، الباب السابع فی جلوس القاضي، ج۳، ص۳۲۲.

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضي، الباب السابع فی جلوس القاضي، ج۳، ص۳۲۲.

(36) الدر المختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۵۷.

سوال: کیا تحفہ قبول کرنا سنت نہیں؟

جواب: بے شک تحفہ قبول کرنا سنت ہے مگر اس کی صورتیں ہیں چنانچہ حضرت علامہ بدرُالدین عَینی حَنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، نبی رحمت، شفیع اُمّت، مالکِ جنّت، قاسمِ نعمت، مُصطفٰی جانِ رحمت صلّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم کا یہ فرمان الفت نشان، تحفے کا آپس میں ـــــ

مسئلہ ۳۳: جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں ہے دیگر تبرعات بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا، عاریت لینا، کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔ (37)

مسئلہ ۳۴: واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کر سکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے کسی چیز کی رشوت نہیں ہے۔ اگر مفتی کو اس لیے ہدیہ دیا کہ فتوے میں رعایت کرے تو دینا لینا دونوں حرام اور اگر فتوی بتانے کی اجرت ہے تو یہ بھی حلال نہیں۔ ہاں لکھنے کی اجرت لے سکتا ہے مگر یہ بھی نہ لے تو بہتر ہے۔ (38)

مسئلہ ۳۵: قاضی کو بادشاہ نے یا کسی حاکم بالا نے ہدیہ دیا تو لینا جائز ہے۔ یوہیں قاضی کے کسی رشتہ دار محرم نے ہدیہ دیا یا ایسے شخص نے ہدیہ دیا جو اس کے قاضی ہونے سے پہلے بھی دیا کرتا تھا اور اُتنا ہی دیا جتنا پہلے دیا کرتا تھا تو قبول کرنا جائز ہے اور پہلے جتنا دیتا تھا اب اُس سے زائد دیا تو جتنا زیادہ دیا ہے واپس کر دے ہاں اگر ہدیہ دینے والا پہلے سے اب زیادہ مالدار ہے اور پہلے جو کچھ دیتا تھا اپنی حیثیت کے لائق دیتا تھا اور اس وقت جو پیش کر رہا ہے اس حیثیت کے مطابق ہے تو زیادتی کے قبول کرنے میں حرج نہیں۔ (39)

مسئلہ ۳۶: رشتہ دار یا جس کی عادت پہلے سے ہدیہ دینے کی تھی ان دونوں کے ہدیے قاضی کو قبول کرنا اُس وقت جائز ہے جب کہ ان کے مقدمات اس قاضی کے یہاں نہ ہوں ورنہ دوران مقدمہ میں ہدیہ، ہدیہ نہیں بلکہ رشوت ہے ہاں بعد ختم مقدمہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (40)

مسئلہ ۳۷: دعوت خاصہ قبول کرنا قاضی کے لیے جائز نہیں دعوت عامہ قبول کر سکتا ہے مگر جس کا مقدمہ قاضی کے یہاں ہو اُس کی دعوت عامہ کو بھی قبول نہ کرے دعوت خاصہ وہ ہے کہ اگر معلوم ہو جائے کہ قاضی اس میں شریک نہ ہوگا تو دعوت ہی نہ ہوگی اور عامہ وہ ہے کہ قاضی آئے یا نہ آئے بہر حال لوگوں کی دعوت ہوگی کھانا کھلایا جائے گا مثلاً دعوتِ

تبادُلہ کرو محبت بڑھے گی (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۶۰ حدیث ۶۷۱۶)

اُس کے حق میں ہے جسے مُسلمانوں پر عُہدہ دار نہ بنادیا گیا ہو اور جسے مسلمانوں پر عُہدہ دیدیا گیا ہو جیسے قاضی یا والی تو اب اسے تُحفہ قبول کرنے سے بچنا ضروری ہے خُصوصاً اُسے جسے پہلے تُحفے نہ پیش کیے جاتے ہوں کیونکہ اس کے لیے اب یہ تُحفہ رِشوت و ناپاکی کی قسم سے ہے۔ (اَلْبِنایۃ شرح اَلْہِدایۃ ج ۸ ص ۲۴۴)

(37) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی حدیۃ القاضی، ج ۸، ص ۵۶-۵۷.

(38) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الھدیۃ للمفتی، ج ۸، ص ۵۷.

(39) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الھدیۃ للمفتی، ج ۸، ص ۵۸-۵۹.

وفتح القدیر، کتاب أدب القاضی، ج ۶، ص ۳۷۱.

(40) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی حکم الھدیۃ للمفتی، ج ۸، ص ۵۸.

ولیمہ۔(41)

مسئلہ ۳۸: قاضی کو چاہیے کہ کسی سے قرض و عاریت نہ لے مگر جو شخص قاضی ہونے سے پہلے ہی اس کا دوست تھا یا شریک تھا جس سے اس قسم کے معاملات جاری تھے اُس سے قرض لینے اور عاریت لینے میں کوئی حرج نہیں۔(42)

مسئلہ ۳۹: جنازہ میں جاسکتا ہے مریض کی عیادت کے لیے بھی جائے گا مگر وہاں دیر تک نہ ٹھہرے نہ وہاں اہل مقدمہ کو کلام کا موقع دے۔(43)

مسئلہ ۴۰: قاضی نے ایسا فیصلہ دیا جو کتاب اللہ کے خلاف ہے یا سنت مشہورہ یا اجماع کے مخالف ہے یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا مثلاً مدعی نے صرف ایک گواہ پیش کیا اور قسم بھی کھائی کہ میرا حق مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور قاضی نے ایک گواہ اور یمین (قسم) سے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ نافذ نہیں اگر دوسرے قاضی کے پاس مرافعہ (اپیل) ہوگا اُس فیصلہ کو باطل کر دے گا۔ یوہیں ولی مقتول نے قسم کے ساتھ بتایا کہ فلاں شخص قاتل ہے محض اس کی یمین پر قاضی نے قصاص کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ یا محض تنہا مُرضِعہ (دودھ پلانے والی عورت) کی شہادت پر کہ ان دونوں میاں بی بی نے میرا دودھ پیا ہے قاضی نے تفریق (جدائی) کا حکم دے دیا یہ نافذ نہیں۔ غلام یا بچہ کا فیصلہ نافذ نہیں۔ کافر نے مسلم کے خلاف فیصلہ کیا یہ بھی نافذ نہیں۔(44)

مسئلہ ۴۱: یوم موت (مرنے کا دن) فیصلہ کے تحت میں داخل نہیں یعنی دو شخصوں کے مابین محض اس بات میں اختلاف ہوا کہ فلاں شخص کس دن مرا ہے اس کے متعلق قاضی نے فیصلہ بھی کر دیا اس فیصلہ کا وجود و عدم (ہونا نہ ہونا) برابر ہے یعنی اس فیصلہ کے بعد اگر دوسرا شخص اس امر پر گواہ پیش کرے جس سے معلوم ہو کہ اُس وقت مرا نہ تھا تو یہ گواہ مقبول ہوں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ فیصلہ کا مقصد رفعِ نزاع (جھگڑے کو ختم کرنا) ہے کہ گواہوں سے ثابت کر کے نزاع کو دور کریں اور موت فی نفسہٖ (بذات خود) محلِ نزاع نہیں لہٰذا اگر اس کے ساتھ کوئی ایسی چیز شامل ہو جو محلِ نزاع (جھگڑے کا سبب) بن سکتی ہے تو اُس کے ضمن میں یوم موت تحت قضا داخل ہوسکتا ہے مثلاً ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے اور وہ فلاں تاریخ میں مر گیا اور میں اُس کا وارث ہوں اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور چیز اسے دلا دی اس کے بعد ایک عورت دعویٰ کرتی ہے کہ میں اُس میّت کی زوجہ

---

(41) المرجع السابق،ص۵۹۔

(42) الفتاوی الھندیۃ،کتاب أدب القاضی،الباب الثامن فی افعال القاضی وصفاتہ،ج۳،ص۳۲۸۔

(43) المرجع السابق۔

(44) الدرالمختار وردالمحتار،کتاب أدب القاضی،مطلب:فی الحکم بما خالف الکتاب اوالسنۃ،ج۸،ص۹۶۔۹۹۔

ہوں اُس نے مجھ سے فلاں تاریخ میں نکاح کیا تھا وہ مرگیا مجھ کو مہر اور ترکہ (میت کا چھوڑا ہوا مال وجائیداد) ملنا چاہیے اور نکاح کی جو تاریخ بتاتی ہے یہ اُس کے بعد ہے جو بیٹے نے مرنے کی ثابت کی تھی اور عورت نے بھی اپنے دعوے کو گواہوں سے ثابت کردیا تو قاضی اس عورت کو بھی مہر و ترکہ ملنے کا حکم دے گا کیوں کہ ان دونوں دعوؤں کا حاصل یہ ہے کہ مُورِث (وارث کرنے والا) مرچکا اور میں وارث ہوں تاریخ موت کو اس میں کچھ دخل نہیں ہاں اگر موت مشہور ہے چھوٹے بڑے سب کو معلوم ہے اور عورت اُس تاریخ کے بعد نکاح ہونا بتاتی ہے تو وہ یقیناً جھوٹی ہے اُس کی بات قابل اعتبار نہیں۔ اور اگر یہ سب باتیں قتل کے بعد ہوں کہ پہلے بیٹے نے اپنے باپ کے قتل کیے جانے کی تاریخ گواہوں سے ثابت کی اور قاضی نے فیصلہ کردیا اس کے بعد عورت نے اُس تاریخ کے بعد اپنا نکاح ہونا بیان کیا تو عورت کے گواہ مقبول نہیں کیونکہ قتل کے متعلق جو احکام ہیں عورت کے گواہ قبول کرلیے جانے میں باطل ہوجاتے ہیں۔ (45)

مسئلہ ۴۲: اگر تاریخ سے محض موت کا بتانا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا مقصود کچھ اور ہو مثلاً مِلک کا تقدم ثابت کرنا (ملکیت کے پہلے ہونے کو ثابت کرنا) چاہتا ہو تو یوم موت تحت قضا (فیصلہ کے تحت) داخل ہے مثلاً دو شخص ایک چیز کے مدعی (دعوی کرنے والے) ہیں جو تیسرے کے ہاتھ میں ہے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہے کہ یہ چیز میرے باپ کی ہے وہ مرگیا اور اس چیز کو ترکہ میں چھوڑا تو جو اپنے باپ کے مرنے کی تاریخ کو مقدم ثابت کریگا وہی پائے گا اور اگر موت کی تاریخ بیان نہ کرتے یا دونوں نے ایک ہی تاریخ بیان کی ہوتی تو دونوں نصف نصف کے حقدار ہوتے۔ ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کی جو چیز تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ اُس پر قبضہ کروں مدعی علیہ (جس پر دعوی کیا گیا) نے گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ شخص فلاں روز مرگیا یہ گواہ مقبول ہیں کیوں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وکیل وکالت سے اُس کے مرنے کی وجہ سے معزول ہوگیا لہٰذا یہ شخص قبضہ نہیں کرسکتا۔ (46)

مسئلہ ۴۳: بیع و ہبہ و نکاح وغیرہا جملہ عقود (تمام عقد، لین دین وغیرہ کے تمام قول و قرار) و مداینات تحتِ قضا داخل ہیں یعنی جب ایک مرتبہ ایک معین دن میں اس کا ہونا ثابت کردیا گیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا تو اس کے بعد کی تاریخ اگر کوئی ثابت کرنا چاہے یہ مقبول نہیں مثلاً ایک شخص نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ زید نے یہ چیز فلاں تاریخ میں میرے ہاتھ بیع کی ہے دوسرا یہ کہتا ہے کہ اُسی زید نے میرے ہاتھ فلاں تاریخ میں بیع کی ہے اور اس کی تاریخ مؤخر ہے یہ گواہ مقبول نہیں۔ (47)

(45) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱۔ ۱۰۲۔

(46) ردالمحتار، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۱۔ ۱۰۲۔

(47) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب أدب القاضی، مطلب: یوم الموت لایدخل القضاء، ج۸، ص۱۰۳۔

مسئلہ ۴۴: جس امر میں نزاع (جھگڑا) ہے اُس کے متعلق قاضی کے سامنے جیسا ثبوت ہوگا قاضی اُس کے موافق فیصلہ کرنے پر مجبور ہے ہوسکتا ہے کہ قاضی کے سامنے حق دار نے ثبوت نہ پہنچایا اور غیر مستحق نے ثابت کر دکھایا اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا یہ فیصلہ بظاہر نافذ ہی ہوگا مگر باطناً (حقیقت میں) نافذ ہے یا نہیں اس کی دو صورتیں ہیں بعض چیزیں ایسی ہیں جن میں قضاء قاضی ظاہراً و باطناً ہر طرح نافذ ہے اور بعض ایسی ہیں جن میں ظاہراً نافذ ہے باطناً نافذ نہیں یعنی مدعی وہ چیز مدعیٰ علیہ سے جبراً لے سکتا ہے مگر اُس سے نفع حاصل کرنا بلکہ اُس کو اپنے قبضہ میں لینا ناجائز ہے وہ گنہگار ہے مواخذہ اخروی (آخرت کی پوچھ گچھ) میں گرفتار ہے قسم اول عقود و فسوخ ہیں یعنی کسی عقد کے متعلق نزاع ہے مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعیٰ علیہ نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور مدعیٰ علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع کرنا ثابت کر دیا اور قاضی نے بیع کا حکم دے دیا فرض کرو کہ بیع نہیں ہوئی تھی مگر قاضی کا یہ حکم خود بمنزلہ بیع (بیع کی طرح) ہے یا اقالہ (بیع کو ختم کرنا) کو گواہوں سے ثابت کیا تو اگر اقالہ نہ بھی ہوا ہو یہ حکم قاضی ہی اقالہ ہے۔ قسم دوم املاک مرسلہ(48) ہے کہ مدعی نے چیز کے متعلق ملک کا دعویٰ کیا اور اس کا سبب کچھ نہیں بیان کیا مثلاً ہبہ یا خریدنے کے ذریعہ سے میں مالک ہوا ہوں اور گواہوں سے ثابت کر دیا اس صورت میں اگر واقع میں مدعی کی ملک نہ ہو تو باوجود فیصلہ اُس کو لینا جائز نہیں اور تصرف (اپنے استعمال میں لانا) حرام ہے۔ یوہیں اگر ملک کا سبب بیان کیا مگر وہ سبب ایسا ہے جس کا انشا ممکن نہیں مثلاً یہ کہتا ہے کہ بذریعہ وراثت یہ چیز مجھے ملی ہے اور حقیقت میں ایسا نہیں تو باوجود قضاء قاضی اس کا لینا جائز نہیں۔ یوہیں اگر کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے اور گواہوں سے نکاح ثابت کر دیا حالانکہ وہ عورت دوسرے کی منکوحہ ہے تو اگرچہ قاضی نے اس کے موافق فیصلہ کر دیا اس کو اُس عورت سے صحبت کرنا جائز نہیں۔(49)

مسئلہ ۴۵: قضاء قاضی ظاہراً و باطناً نافذ ہونے میں یہ شرط ہے کہ قاضی کو گواہوں کا جھوٹا ہونا معلوم نہ ہو اور اگر خود قاضی کو علم ہے کہ یہ گواہ جھوٹے ہیں باوجود اس کے مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بالکل نافذ نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً۔(50)

مسئلہ ۴۶: مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں مدعیٰ علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے جھوٹی قسم کھالی اور قاضی نے مدعیٰ علیہ کے موافق فیصلہ کر دیا یہ قضا بھی باطناً نافذ نہیں مثلاً عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اُسے تین طلاقیں دے دی ہیں اور

---

(48) وہ جائیداد جس میں ملکیت کا دعویٰ کیا جائے اور سبب ملک بیان نہ کیا گیا ہو۔

(49) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشہادۃ الزور، ج ۸، ص ۱۰۵-۱۰۷۔

(50) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۰۶۔

شوہر انکار کرتا ہے عورت طلاق کے گواہ نہ پیش کر سکی شوہر پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے قاضی نے عورت کا دعویٰ خارج کر دیا اگر واقع میں عورت اپنے دعوے میں سچی ہے تو اُسے شوہر کے ساتھ رہنے اور وطی (ہم بستری) پر قدرت دینے کی اجازت نہیں جس طرح ہو سکے اُس سے پیچھا چھوڑائے اور یہ شوہر مر جائے تو اس کی میراث لینا بھی عورت کو جائز نہیں۔(51)

مسئلہ ۴۷: فیصلہ صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ قاضی اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کرے اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا دانستہ (قصداً یعنی جان بوجھ کر) اُس نے ایسا کیا یا بھول کر بہرحال اُس کا حکم نافذ نہ ہوگا مثلاً حنفی کو(52) یہ اختیار نہیں کہ وہ مذہب شافعی کے موافق (53) فیصلہ کرے۔(54)

❁❁❁❁❁

(51) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء بشہادۃ الزور، ج ۸، ص ۱۰۶-۱۰۷۔

(52) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تقلید کرنے والے کو۔

(53) امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مذہب کے مطابق۔

(54) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۰۸۔

غائب کے خلاف فیصلہ درست نہیں ہے

مسئلہ ۴۸: قاضی کے لیے یہ درست نہیں کہ غائب کے خلاف فیصلہ کرے خواہ وہ شہادت کے وقت غائب ہو یا بعد شہادت و بعد تزکیہ شہود (گواہوں کے عادل و غیر عادل ہونے کی تحقیق کے بعد) غائب ہوا ہو چاہے وہ مجلس قاضی سے غائب ہو یا شہر ہی میں نہ ہو یہ اُس وقت ہے کہ حق کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو۔ اور اگر خود مدعی علیہ نے حق کا اقرار کرلیا ہو تو اس صورت میں فیصلہ کے وقت اُس کا موجود ہونا ضروری نہیں۔ (1)

مسئلہ ۴۹: مدعی علیہ غائب ہے مگر اُس کا نائب حاضر ہے نائب کی موجودگی میں فیصلہ کرنا درست ہے اگرچہ مدعی علیہ کی عدم موجودگی میں ہو مثلاً اُس کا وکیل موجود ہے تو فیصلہ صحیح ہے کہ یہ حقیقۃً اُس کا نائب ہے یا مدعی علیہ مرگیا ہے مگر اُس کا وصی موجود ہے یا نابالغ مدعی علیہ ہے اور اُس کے ولی مثلاً باپ یا دادا کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یا وقف کا متولی (مال وقف کی نگرانی کرنے والا) کہ یہ واقف کا قائم مقام ہے اس کی موجودگی میں فیصلہ درست ہے۔ (2)

مسئلہ ۵۰: وکیلِ مدعی علیہ کی موجودگی میں گواہان ثبوت پیش ہوئے پھر وہ وکیل مرگیا یا غائب ہوگیا اور موکل (وکیل کرنے والا) کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ فیصلہ درست ہے۔ یوہیں موکل کے سامنے گواہ گزرے اور وکیل کی موجودگی میں فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ یوہیں مدعیٰ علیہ کے سامنے ثبوت گزرا پھر وہ مرگیا اور کسی وارث کے سامنے فیصلہ ہوا یہ بھی درست ہے۔ (3)

مسئلہ ۵۱: میّت کے ذمہ کسی کا حق ہو یا میّت کا کسی کے ذمہ ہو اس صورت میں ایک وارث سب کے قائم مقام ہوسکتا ہے یعنی اس کے موافق یا مخالف جو فیصلہ ہوگا وہ سب کے مقابل تصور کیا جائے گا کہ یہ فیصلہ حقیقۃً میّت کے مقابل ہے اور یہ وارث میّت کا قائم مقام ہے مگر عین کا دعویٰ ہو تو وارث اُس وقت مدعی علیہ بن سکتا ہے جب وہ عین اُس کے قبضہ میں ہو۔ اور اگر اُس کو مدعی علیہ بنایا جس کے پاس وہ چیز نہ ہو تو دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔ اور اگر دَین کا دعویٰ ہو تو ترکہ کی کوئی چیز اس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو بہر حال یہ مدعی علیہ بن سکتا ہے۔ (4)

---

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء علی الغائب، ج۸، ص۱۱۱.

(2) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی القضاء علی الغائب، ج۸، ص۱۱۱۔۱۱۲.

(3) غررالاحکام، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱.

(4) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فیمن ینصب خصما عن غیرہ، ج۸، ص۱۱۳.

مسئلہ ۵۲: جن لوگوں پر جائداد وقف کی گئی ہے اُن میں سے بعض بقیہ موقوف علیہم (جن پر جائیداد وقف کی گی ہے) کے قائم مقام ہو سکتے ہیں بشرطیکہ وقف ثابت ہو نفس وقف میں نزاع نہ ہو (یعنی وقف ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف نہ ہو) اور اگر نزاع وقف میں ہو کہ وقف ہوا ہے یا نہیں تو ایک شخص دوسرے کے قائم مقام نہ ہوگا۔(5)

مسئلہ ۵۳: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ حقیقۃً خصم (مدمقابل) کے قائم مقام کوئی نہیں ہے ایسی صورت میں جانب شرع سے اُس کا نائب مقرر کیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص مرا اور اُس نے مال اور نابالغ بچوں کو چھوڑا اور کسی کو وصی نہیں بنایا اس صورت میں قاضی ایک وصی مقرر کریگا اور یہ اُس میّت کا قائم مقام ہوگا یہی دعویٰ کریگا اور اسی پر دعویٰ ہوگا اور اسی کی موجودگی میں فیصلہ ہوگا۔(6)

مسئلہ ۵۴: کبھی حکماً نیابت ہوتی ہے (یعنی کبھی حکماً قائم مقام ہونا ہوتا ہے) اس کی صورت یہ ہے کہ غائب پر دعویٰ حاضر پر دعوی کے لیے سبب ہو یعنی دعوی تو حاضر پر ہے مگر اس کا سبب غائب پر دعویٰ ہے بغیر غائب کو مدعیٰ علیہ بنائے حاضر پر دعوی نہیں چل سکتا لہٰذا یہ حاضر اُس غائب کا حکماً قائم مقام ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُس پر کسی نے یہ دعوی کیا کہ میں نے یہ مکان فلاں شخص سے جو غائب ہے خریدا ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا حاکم نے مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ جس طرح اس حاضر کے مقابل میں ہے اُس غائب کے مقابل میں بھی ہے یعنی اگر وہ غائب حاضر ہو کر انکار کرے تو یہ انکار نامعتبر ہے۔(7) اس کی ایک مثال یہ بھی ہے زید نے دعوی کیا کہ عمرو پر میرے اتنے روپے ہیں وہ غائب ہے بکر اُس کے حکم سے اُس کا کفیل ہوا تھا جو موجود ہے اور گواہوں سے ثابت کر دیا قاضی کا فیصلہ عمرو و بکر دونوں پر ہوگا اگرچہ عمرو موجود نہیں ہے۔(8)

مسئلہ ۵۵: اگر غائب پر دعوی حاضر پر دعوی کے لیے شرط ہو تو یہ حاضر اُس غائب کے قائم مقام نہیں ہوگا یعنی یہ فیصلہ نہ حاضر پر ہے نہ غائب پر جب کہ غائب کا ضرر ہو اور اگر غائب کا ضرر نہ ہو تو حاضر پر فیصلہ ہو جائے گا مثلاً غلام نے مولے پر یہ دعوی کیا کہ اس نے کہا تھا کہ فلاں شخص اپنی بی بی کو طلاق دے دے تو تُو آزاد ہے اور اُس نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی اور اس پر گواہ پیش کیے تو یہ گواہ اُس وقت مقبول ہوں گے جب وہ شوہر بھی موجود ہو کیونکہ اس فیصلہ میں اُس کا نقصان ہے۔ اور اگر عورت نے یہ دعویٰ کیا کہ شوہر نے کہا تھا اگر زید مکان میں داخل ہو تو تجھ کو طلاق

(5) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۱۳۔

(6) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب القضاء، مسائل شتی، الجزء الثانی، ص۴۱۹۔

(7) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱۔

(8) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: المسائل التی یکون القضاء۔۔۔ إلخ، ج۸، ص۱۱۵۔

ہے اور چونکہ شرط طلاق پائی گئی لہٰذا میں مطلقہ ہوں اور زید کی عدم موجودگی میں گواہوں سے ثابت کر دیا طلاق ہوگئی زید کا موجود ہونا اس فیصلہ میں شرط نہیں کہ اس فیصلہ سے زید کا کوئی نقصان نہیں۔(9)

مسئلہ ۵۶: ایک شخص مرگیا اُس کے ذمہ اتنا دَین ہے جو سارے ترکہ (وہ مال وجائیداد جومیت چھوڑ جائے) کو مستغرق ہے (یعنی قرض زیادہ اور ترکہ کم ہے) ورثہ (میت کے وارث) کو اختیار نہیں ہے کہ ترکہ بیچ کر دَین (قرض) ادا کریں بلکہ یہ حق قاضی کا ہے یہ اُس وقت ہے کہ سب ورثہ اپنے مال سے دَین ادا کرنے میں متفق نہ ہوں اور اگر سب نے اس امر پر اتفاق کرلیا کہ جو کچھ دَین ہے ہم اپنے مال سے ادا کریں گے اور ترکہ ہم لیں گے تو خود ورثہ ایسا کر سکتے ہیں اور اگر قرض خواہ اس بات پر راضی ہوں کہ ترکہ کو بیع کر کے ورثہ دَین ادا کر دیں تو ان کو بیچنا جائز ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر بیع کریں گے تو یہ بیع نافذ نہ ہوگی۔(10)

مسئلہ ۵۷: قاضی کو یہ حق حاصل ہے کہ مال وقف یا مال غائب یا مال یتیم کسی تونگر (دولتمند) کو جو امین ہے قرض دے دے مگر شرط یہ ہے کہ اس مال کی حفاظت کی اس سے بہتر دوسری صورت نہ ہو اور اگر مضاربت پر کوئی لینے والا موجود ہو یا اُس مال سے کوئی ایسی جائداد خریدی جاسکتی ہو جس کی کچھ آمدنی ہو تو قرض دینے کی اجازت نہیں اور قرض دینے کی صورت میں دستاویز لکھی جائے تاکہ یادداشت رہے مگر قاضی اپنی ذات کے لیے یہ اموال بطور قرض نہیں لے سکتا۔(11)

مسئلہ ۵۸: باپ یا وصی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نابالغ بچہ کا مال قرض کے طور پر دے دیں یہاں تک کہ خود قاضی بھی اپنے نابالغ بچہ کا مال قرض نہیں دے سکتا اگر یہ لوگ قرض دیں گے ضامن ہوں گے تلف (ضائع) ہونے کی صورت میں تاوان دینا پڑے گا اسی طرح جس نے لقطہ (پڑا مال) پایا ہے یہ بھی اُس مال کو قرض نہیں دے سکتا۔(12)

مسئلہ ۵۹: ملتقط (گری پڑی چیز کو اُٹھانے والا) نے اگر لقطہ (گری پڑی چیز) کا اُتنے زمانہ تک اعلان کرلیا جو اُس کے لیے مقرر ہے اور مالک کا پتہ نہ چلا اب اگر یہ قرض دینا چاہے دے سکتا ہے کیوں کہ جب اس وقت اس کو تصدق (صدقہ) کرنا جائز ہے تو قرض دینا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔(13)

---

(9) دررالحکام وغررالاحکام، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص ۴۱۰۔

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی بیع الترکۃ المستغرقۃ بالدین، ج ۸، ص ۱۲۲-۱۲۳۔

(11) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۲۴-۱۲۵۔

والبحرالرائق، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ، ج ۷، ص ۳۹۔

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: للقاضی اقراض مال الیتیم ونحوہ، ج ۸، ص ۱۲۵-۱۲۶۔

(13) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۲۶۔

مسئلہ ۶۰: باپ یا وصی کو اگر ایسی ضرورت پیش آگئی کہ بغیر قرض دیے مال کی حفاظت ہی نہ ہو سکتی ہو مثلاً آگ لگ گئی ہے یا لوٹیرے مال لوٹ رہے ہیں اور ایسے وقت کوئی قرض مانگتا ہے اگر یہ نہیں دے گا تو مال تلف ہو جائے گا ایسی حالت میں ان کو بھی قرض دینا جائز ہے۔(14)

مسئلہ ۶۱: باپ یا وصی فضول خرچ ہیں اندیشہ ہے کہ نابالغ کے مال کو فضول خرچی میں اُڑا دیں گے تو قاضی ان سے مال لے کر ایسے کے پاس امانت رکھے کہ ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔(15)

(14) المرجع السابق، ص ۱۲۵

(15) المرجع السابق

افتا کے مسائل

مسئلہ ۱: فتوی دینا حقیقۃً مجتہد کا کام ہے کہ سائل کے سوال کا جواب کتاب وسنت واجماع وقیاس سے وہی دے سکتا ہے۔ افتا کا دوسرا مرتبہ نقل ہے یعنی صاحب مذہب سے جو بات ثابت ہے سائل کے جواب میں اُسے بیان کر دینا اس کا کام ہے اور یہ حقیقۃً فتوی دینا نہ ہوا بلکہ مستفتی (فتوی طلب کرنے والے) کے لیے مفتی (مجتہد) کا قول نقل کر دینا ہوا کہ وہ اس پر عمل کرے۔(1)

مسئلہ ۲: مفتی ناقل کے لیے یہ امر ضروری ہے کہ قول مجتہد کو مشہور و متداول (مروج) ومعتبر کتابوں سے اخذ کرے غیر مشہور کتب سے نقل نہ کرے۔(2)

مسئلہ ۳: فاسق مفتی ہوسکتا ہے یا نہیں اکثر متاخرین کی رائے یہ ہے کہ نہیں ہوسکتا کیوں کہ فتوٰی امورِ دین سے ہے اور فاسق کی بات دیانات (دینی معاملات) میں نامعتبر۔ فاسق سے فتوٰی پوچھنا ناجائز اور اُس کے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقوٰی کرنے والوں پر فائض ہوتا ہے جو فسق وفجور میں مبتلا ہوتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔(3)

مسئلہ ۴: ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اُس سے دینی سوالات کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے اور لوگ اُسے عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں اگرچہ اس کو یہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہیں اور کیسے ہیں اس کو فتوٰی پوچھنا جائز ہے کہ مسلمانوں کا اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قابلِ اعتماد شخص ہیں۔(4)

مسئلہ ۵: مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتوی حاصل کر لیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتوی دے دیا ہے محض فتوی ہاتھ میں ہونا ہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ مخالف پر اس کی وجہ

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب... إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب... إلخ، ج۳، ص۳۰۸.

(3) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۳۶.

(4) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص۳۶.

ے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا۔(5)

مسئلہ ۶: مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کر لے اپنی طرف سے شقوق (مختلف صورتیں) نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اُسے اختیار کر لیتا ہے اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنا لیتا ہے بلکہ بہتر یہ کہ نزاعی معاملات (وہ معاملات جن میں فریقین کا جھگڑا ہو) میں اُس وقت فتوی دے جب فریقین کو طلب کرے اور ہر ایک کا بیان دوسرے کی موجودگی میں سنے اور جس کے ساتھ حق دیکھے اُسے فتوی دے دوسرے کو نہ دے۔(6)

مسئلہ ۷: استفتا کا جواب اشارہ سے بھی دیا جا سکتا ہے مثلاً سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کر سکتا ہے اور قاضی کسی معاملہ کے متعلق اشارہ سے فیصلہ نہیں کر سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: قاضی بھی لوگوں کو فتوی دے سکتا ہے کچہری میں بھی اور بیرون اجلاس بھی مگر متخاصمین (مدعی، مدعی علیہ) کو ان کے دعوے کے متعلق فتویٰ نہیں دے سکتا دوسرے امور میں انھیں بھی فتویٰ دے سکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۹: مفتی اگر اونچا سنتا ہے اُس کے پاس تحریری سوال پیش ہوا اُس نے لکھ کر جواب دے دیا اس پر عمل درست ہے مگر جو شخص کارِ افتا (فتوی دینے کا کام) پر مقرر ہو اُس کے پاس دیہاتی اور عورتیں ہر قسم کے لوگ فتوے پوچھنے آتے ہیں اُس کی سماعت ٹھیک ہونی چاہیے کیونکہ ہر شخص تحریر پیش کرے دشوار ہے اور جب سماعت ٹھیک نہیں ہے تو بہت ممکن ہے کہ پوری بات نہ سنے اور فتویٰ دے دے یہ فتوی قابل اعتبار نہ ہوگا۔(9)

مسئلہ ۱۰: امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول سب پر مقدم ہے پھر قول امام ابو یوسف پھر قول امام محمد پھر امام زفر و حسن بن زیاد کا قول البتہ جہاں اصحاب فتوی اور اصحاب ترجیح نے امام اعظم کے علاوہ دوسرے قول پر فتوی دیا ہو یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتوی یا ترجیح ہے اُس کے موافق فتوی دیا جائے۔(10)

---

(5) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص ۳۷.

(6) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص ۳۷-۳۸.

(7) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص ۳۸.

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: یفتی بقول الامام علی الاطلاق، ج۸، ص ۳۹.

(9) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص ۳۸.

(10) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی قضاء العدو علی عدوہ، ج۸، ص ۳۸.

مسئلہ ۱۱: جو شخص فتوی دینے کا اہل ہو اُس کے لیے فتوی دینے میں کوئی حرج نہیں۔(11) بلکہ فتوی دینا لوگوں کو دین کی بات بتانا ہے اور یہ خود ایک ضروری چیز ہے کیونکہ کتمانِ علم (علم کو چھپانا) حرام ہے۔

مسئلہ ۱۲: حاکم اسلام پر یہ لازم ہے کہ اس کا تجسس کرے کہ کون فتوئی دینے کے قابل ہے اور کون نہیں ہے جو نا اہل ہو اُسے اس کام سے روک دے کہ ایسوں کے فتوے سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہوتی ہیں جن کا اس زمانہ میں پوری طور پر مشاہدہ ہو رہا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: فتوے کے شرائط سے یہ بھی ہے کہ سائلین (سوال پوچھنے والے) کی ترتیب کا لحاظ رکھے امیر و غریب کا خیال نہ کرے یہ نہ ہو کہ کوئی مالدار یا حکومت کا ملازم ہو تو اُس کو پہلے جواب دے دے اور پیشتر سے جو غریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اُنھیں بٹھائے رکھے بلکہ جو پہلے آیا اُسے پہلے جواب دے اور جو پیچھے آیا اُسے پیچھے، کسے باشد (یعنی کوئی بھی ہو)۔(13)

مسئلہ ۱۴: مفتی کو یہ چاہیے کہ کتاب کو عزت و حرمت کے ساتھ لے کتاب کی بے حرمتی نہ کرے اور جو سوال اُس کے سامنے پیش ہو اُسے غور سے پڑھے پہلے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھ لے اُس کے بعد جواب دے۔(14) بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوال میں پیچیدگیاں ہوتی ہیں جب تک مُستفتی سے دریافت نہ کیا جائے سمجھ میں نہیں آتا ایسے سوال کو مستفتی سے سمجھنے کی ضرورت ہے اُس کی ظاہر عبارت پر ہرگز جواب نہ دیا جائے۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ سوال میں بعض ضروری باتیں مستفتی ذکر نہیں کرتا اگرچہ اس کا ذکر نہ کرنا بددیانتی کی بنا پر نہ ہو بلکہ اُس نے اپنے نزدیک اُس کو ضروری نہیں سمجھا تھا مفتی پر لازم ہے کہ ایسی ضروری باتیں سائل سے دریافت کر لے تاکہ جواب واقعہ کے مطابق ہو سکے اور جو کچھ سائل نے بیان کر دیا ہے مفتی اُس کو اپنے جواب میں ظاہر کر دے تاکہ یہ شبہہ نہ ہو کہ جواب و سوال میں مطابقت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵: سوال کا کاغذ ہاتھ میں لیا جائے اور جواب لکھ کر ہاتھ میں دیا جائے اُسے سائل کی طرف پھینکا نہ جائے کیوں کہ ایسے کاغذت میں اکثر اللہ عزوجل کا نام ہوتا ہے قرآن کی آیات ہوتی ہیں حدیثیں ہوتی ہیں ان کی تعظیم ضروری ہے اور یہ چیزیں نہ بھی ہوں تو فتوئی خود تعظیم کی چیز ہے کہ اُس میں حکم شریعت تحریر ہے حکم شرع کا احترام لازم

---

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب۔۔۔الخ، ج۳،ص۳۰۹.

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب۔۔۔الخ، ج۳،ص۳۰۹

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب۔۔۔الخ، ج۳،ص۳۰۹.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب ادب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب۔۔۔الخ، ج۳،ص۳۰۹.

ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: جواب کو ختم کرنے کے بعد واللہ تعالیٰ اعلم یا اس کے مثل دوسرے الفاظ تحریر کر دینا چاہیے۔(16)

مسئلہ ۱۷: مفتی کے لیے یہ ضروری ہے کہ بردبار خوش خلق ہنس مکھ ہو نرمی کے ساتھ بات کرے غلطی ہو جائے تو واپس لے اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں کبھی دریغ نہ کرے یہ نہ سمجھے کہ مجھے لوگ کیا کہیں گے کہ غلط فتوی دے کر رجوع نہ کرنا حیا سے ہو یا تکبر سے بہر حال حرام ہے۔(17)

مسئلہ ۱۸: ایسے وقت میں فتوی نہ دے جب مزاج صحیح نہ ہو مثلاً غصہ یا غم یا خوشی کی حالت میں طبیعت ٹھیک نہ ہو تو فتوی نہ دے۔ یوہیں پاخانہ پیشاب کی ضرورت کے وقت فتوی نہ دے ہاں اگر اُسے یقین ہے کہ اس حالت میں بھی

---

(15) المرجع السابق.

مُتبرّک کاغذ اُٹھانے کی فضیلت

امیرُ المؤمنین حضرتِ مولائے کائنات علیُّ المرتَضٰی شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان محبوبِ رحمٰن عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ فضیلت نشان ہے، جو کوئی زمین سے ایسا کاغذ اٹھائے جس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ناموں میں سے کوئی نام ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس (اٹھانے والے) کا نام (روحوں کے سب سے اعلیٰ مقام) عِلِّیِّیْن (عِل۔لی۔یِیْن) میں بلند فرمائے گا اور اُس کے والِدَین کے عذاب میں تَخْفِیف (یعنی کمی) کریگا اگرچہ اُسکے والِدَین کافِر ہی کیوں نہ ہوں۔

(مَجْمَعُ الزَّوائد ج۴ ص۳۰۰)

مفتی اعظم ہند اور کاغذات وحروف کی تعظیم

عالم باعمل، فاضل اجل، عاشق نبی مرسل، ولی رب لم یزل، آفتاب ولایت، ماہتاب ہدایت، تاجدار اہل سنت، شہزادہ اعلی حضرت، سیدنا ومولانا الحاج محمد مصطفی رضا خان علیہ رحمۃ المنان المعروف حضور مفتی اعظم ہند سادہ کاغذات اور حروف مقردہ کی بھی تعظیم بجالاتے تھے کیوں کی وہ قرآن وحدیث اور شریعت کی باتوں کو لکھنے میں کام آتے ہیں۔ ۱۳۹۱ھ میں دارالعلوم ربانیہ، باندہ (الہند) کے سالانہ جلسہ دستار بندی میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے۔ سواری سے اتر کر چند ہی قدم چلے تھے کہ آپ کی نظر اردو لکھائی والے کاغذ کے چند بوسیدہ ٹکڑوں پر پڑی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً ان کو زمین سے اٹھایا اور فرمایا: کاغذات اور عربی حروف (کہ اردو کے بھی چند کے علاوہ سبھی حروف عربی ہیں ان) کا احترام کرنا چاہیے اس لیے کہ ان سے قرآن عظیم واحادیث مقدسہ اور تفاسیر وغیرہ مرتب ہوتی ہیں۔

(ملخصاً مفتی اعظم کی استقامت وکرامت ص ۱۲۴)

(16) المرجع السابق

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب... إلخ، ج۳، ص۳۰۹.

صحیح جواب ہوگا توفتویٰ دینا صحیح ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: بہتر یہ ہے کہ فتویٰ پر سائل سے اجرت نہ لے مفت جواب لکھے اور وہاں والوں نے اگر اس کی ضروریات کا لحاظ کر کے گزارہ کے لائق مقرر کر رکھا ہو کہ عالمِ دین، دین کی خدمت میں مشغول رہے اور اُس کی ضروریات لوگ اپنے طور پر پورے کریں یہ درست ہے۔(19)

مسئلہ ۲۰: مفتی کو ہدیہ قبول کرنا اور دعوتِ خاص میں جانا جائز ہے۔(20) یعنی جب اُسے اطمینان ہو کہ ہدیہ یا دعوت کی وجہ سے فتوے میں کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی بلکہ حکم شرع بلاکم وکاست (کمی بیشی کے بغیر) ظاہر کریگا۔

مسئلہ ۲۱: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے فتویٰ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے اور چادر اوڑھ کر عمامہ باندھ کر فتویٰ دیا یعنی اِفتا کی عظمت کا لحاظ کیا جائے گا۔(21)

اس زمانہ میں کہ علمِ دین کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے اہلِ علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے جن سے علم کی عظمت پیدا ہو اس طرح ہرگز تواضع نہ کی جائے کہ علم واہلِ علم کی وقعت میں کمی پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ سے ثابت ہوئی وہ احتیاج (حاجت) ہے جب اہلِ دنیا کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو ہماری طرف احتیاج ہے وہیں وقعت کا خاتمہ ہے۔

❀❀❀❀❀

---

(18) المرجع السابق۔

(19) البحرالرائق، کتاب القضاء، فصل فی المستفتی، ج۶، ص۴۵۰۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب ادب القاضی، الباب التاسع فی رزق القاضی وھدیتہ...إلخ، ج۳، ص۳۳۰۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب آدب القاضی، الباب الاول فی تفسیر معنی الادب...إلخ، ج۳، ص۳۱۰۔

تحکیم کا بیان

تحکیم کے معنی حَکَم بنانا یعنی فریقین اپنے معاملہ میں کسی کو اس لیے مقرر کریں کہ وہ فیصلہ کرے (1) اور نزاع کو دور کردے اسی کو پنچ اور ثالث بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱: تحکیم کا رکن ایجاب وقبول ہے یعنی فریقین یہ کہیں کہ ہم نے فلاں کو حکم بنایا اور حَکَم قبول کرے اور اگر حَکَم نے قبول نہ کیا پھر فیصلہ کردیا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا ہاں اگر انکار کے بعد پھر فریقین نے اُس سے کہا اور اب قبول کرلیا تو حَکَم ہوگیا۔ (2)

مسئلہ ۲: حَکَم کا فیصلہ (ثالث کا فیصلہ) فریقین کے حق میں ویسا ہی ہے جیسا کہ قاضی کا فیصلہ، فرق یہ ہے کہ قاضی کے لیے چونکہ ولایت (سرپرستی) عامہ ہے سب کے حق میں اس کا فیصلہ ناطق (لازم) ہے اور حَکَم کا فیصلہ علاوہ فریقین کے اور اُس شخص کے جو اُس کے فیصلہ پر راضی ہے دوسروں سے تعلق نہیں رکھتا دوسروں کے لیے بمنزلہ مصلح کے (صلح کروانے والے کی طرح) ہے گویا طرفین (یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ) میں صلح کرادی۔ (3)

مسئلہ ۳: اس کے لیے چند شرائط ہیں۔

فریقین کا عاقل ہونا شرط ہے۔ حریت واسلام (آزاد اور مسلمان ہونا) شرط نہیں یعنی غلام اور کافر کو بھی کسی کا حَکَم بنا سکتے ہیں۔ حَکَم کے لیے ضروری ہے کہ وقت تحکیم و وقت فیصلہ وہ اہل شہادت سے ہو (گواہی دینے کا اہل ہو) فرض کرو جس وقت اُس کو حَکَم بنایا اہل شہادت سے نہ تھا مثلاً غلام تھا اور وقت فیصلہ آزاد ہو چکا ہے اس کا فیصلہ درست نہیں یا مسلمانوں نے کافر کو حَکَم بنایا اور وہ فیصلہ کے وقت مسلمان ہو چکا ہے اس کا فیصلہ نافذ نہیں۔ (4)

مسئلہ ۴: ذمیوں نے ذمی کو حَکَم بنایا یہ تحکیم صحیح ہے اگر حَکَم فیصلہ کے وقت مسلمان ہو گیا ہے جب بھی فیصلہ صحیح ہے۔

---

(1) الدرالمختار، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱۴۰۔

والھدایۃ، کتاب أدب القاضی، باب التحکیم، ج۲، ص۱۰۸۔

(2) الدرالمختار، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱۴۰۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۷۔

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۷۔

والدرالمختار، کتاب القضاء، باب التحکیم، ج۸، ص۱۴۰، ۱۴۱۔

اور اگر فریقین میں سے کوئی مسلمان ہو گیا اور حکم کافر ہے تو فیصلہ صحیح نہیں۔ (5)

مسئلہ ۵: حکم ایسے کو بنائیں جس کو طرفین جانتے ہوں اور اگر ایسے کو حکم بنایا جو معلوم نہ ہو مثلاً جو شخص پہلے مسجد میں آئے وہ حکم ہے یہ تحکیم ناجائز اور اس کا فیصلہ کرنا بھی درست نہیں۔ (6)

مسئلہ ۶: جس کو پنچ (فیصلہ کرنے والا) بنایا ہے وہ بیمار ہو گیا یا بیہوش ہو گیا یا سفر میں چلا گیا پھر اچھا ہو گیا یا ہوش میں ہو گیا یا سفر سے واپس ہوا اور فیصلہ کیا یہ فیصلہ صحیح ہے۔ اور اگر اندھا ہو گیا پھر بینائی واپس ہوئی اس کا فیصلہ جائز نہیں۔ اور اگر مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اس کا فیصلہ بھی ناجائز ہے۔ (7)

مسئلہ ۷: حکم کو فریقین میں سے کسی نے وکیل بالخصومۃ (مقدمہ کی پیروی کا وکیل) کیا اور اُس نے قبول کر لیا حکم نہ رہا یو ہیں جس چیز میں جھگڑا تھا اگر حکم نے یا اُس کے بیٹے نے یا کسی ایسے شخص نے خرید لی جس کے حق میں حکم کی شہادت درست نہیں ہے تو اب وہ حکم نہ رہا۔ (8)

مسئلہ ۸: حدود و قصاص اور عاقلہ پر دیت کے متعلق حکم بنانا درست نہیں ہے اور ان امور کے متعلق حکم کا فیصلہ بھی درست نہیں اور ان کے علاوہ جتنے حقوق العباد ہیں جن میں مصالحت ہو سکتی ہے سب میں تحکیم ہو سکتی ہے۔ (9)

مسئلہ ۹: حکم نے جو کچھ فیصلہ کیا خواہ مدعیٰ علیہ (جس دعویٰ کیا گیا ہے) کے اقرار کی بنا پر ہو یا مدعی (دعویٰ کرنے والا) کے گواہ پیش کرنے پر یا مدعیٰ علیہ نے قسم سے انکار کیا اس بنا پر اُس کا فیصلہ فریقین پر نافذ ہے اُن دونوں پر لازم ہے اُس سے انکار نہیں کر سکتے بشرطیکہ فریقین (یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ) تحکیم پر (یعنی حکم بنانے پر) وقتِ فیصلہ تک قائم ہوں اور اگر فیصلہ سے قبل دونوں میں سے ایک نے بھی ناراضی ظاہر کی تحکیم کو توڑ دیا تو فیصلہ نافذ نہ ہو گا کہ وہ اب حکم ہی نہ رہا۔ (10)

مسئلہ ۱۰: دو شریکوں میں سے ایک نے اور غریم (قرض خواہ) نے کسی کو حکم بنایا اس نے فیصلہ کر دیا وہ فیصلہ دوسرے شریک پر بھی لازم ہے اگرچہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں فیصلہ ہوا کہ حکم کا فیصلہ بمنزلہ صلح ہے (یعنی صلح

---

(5) الفتاوی الهندية، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص٣٩٧.

(6) الدرالمختار، كتاب القضاء، باب التحكيم، ج٨، ص١٤١.

(7) الفتاوی الهندية، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص٣٩٨.

(8) الفتاوی الهندية، كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ج٣، ص٣٩٨-٣٩٩.

(9) الدرالمختار، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٢.

(10) الدرالمختار، كتاب القضاء، ج٨، ص١٤٢

کی طرح ہے) اور صلح کا حکم یہ ہے کہ ایک شریک نے جو صلح کی وہ دوسرے پر لازم ہے۔(11)

مسئلہ ۱۱: بائع (بیچنے والا) و مشتری (خریدار) کے مابین مبیع (بیچی جانے والی چیز) کے عیب میں اختلاف ہوا ان دونوں نے کسی کو حکم بنایا اس نے مبیع واپس کرنے کا حکم دیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں کہ اپنے بائع یعنی بائع اول کو واپس دے ہاں اگر بائع اول و ثانی و مشتری تینوں کی رضامندی سے حکم ہوا تو بائع اول پر مبیع واپس ہوگی۔(12)

مسئلہ ۱۲: حکم نے فیصلہ کے وقت یہ کہا کہ تو نے میرے سامنے مدعی کے حق کا اقرار کیا یا میرے نزدیک گواہان عادل سے مدعی کا حق ثابت ہوا میں نے اس بنا پر یہ فیصلہ دیا اب مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہے کہ میں نے اقرار نہیں کیا تھا یا وہ گواہ عادل نہ تھے تو یہ انکار نامعتبر ہے وہ فیصلہ لازم ہو جائے گا اور اگر حکم نے بعد فیصلہ کرنے کے یہ خبر دی کہ میں نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا تھا یہ خبر اُس کی نامعتبر ہے کہ اب وہ حکم نہیں ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: اپنے والدین اور اولاد اور زوجہ کے موافق فیصلہ کریگا یہ نافذ نہ ہوگا اور ان کے خلاف فیصلہ کریگا وہ نافذ ہوگا کیونکہ ان کے لیے وہ اہل شہادت سے نہیں ان کے خلاف شہادت کا اہل ہے جس طرح قاضی ان کے موافق فیصلہ کریگا نافذ نہ ہوگا مخالف کریگا تو نافذ ہوگا۔(14)

مسئلہ ۱۴: فریقین نے دو شخصوں کو پنچ (فیصلہ کرنے والا) مقرر کیا تو فیصلہ میں دونوں کا مجتمع ہونا (حاضر ہونا) ضروری ہے فقط ایک کا فیصلہ کر دینا ناکافی ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق ہو اگر مختلف رائیں ہوئیں تو کوئی رائے پابندی کے قابل نہیں مثلاً شوہر نے عورت سے کہا تُو مجھ پر حرام ہے اور اس لفظ سے طلاق کی نیت کی ان دونوں نے دو شخصوں کو حکم بنایا ایک نے طلاق بائن کا فیصلہ دیا دوسرے نے تین طلاق کا حکم دیا یہ فیصلہ جائز نہ ہوا کہ دونوں کا ایک امر پر اتفاق نہ ہوا۔(15)

مسئلہ ۱۵: فریقین اس بات پر متفق ہوئے کہ ہمارے مابین فلاں یا فلاں فیصلہ کر دے ان میں سے جو ایک فیصلہ کر دے گا صحیح ہوگا مگر ایک کے پاس انھوں نے معاملہ پیش کر دیا تو وہی حکم ہونے کے لیے متعین ہو گیا دوسرا حکم نہ

---

(11) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۳.

(12) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۳.

(13) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱، وغیرہ.

(14) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۴۴.

(15) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب القضاء، الجزء الثانی، ص۴۱۱.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: حکم بینھما قبل تحکیمہ... الخ، ج۸، ص۱۴۴-۱۴۵.

رہا۔(16)

مسئلہ ۱۶: حَکَم نے جو فیصلہ کیا اُس کا مرافعہ (اپیل) قاضی کے پاس ہوا اگر یہ فیصلہ قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو اسے نافذ کردے اور مذہب قاضی کے خلاف ہو تو باطل کردے اور قاضی کا فیصلہ اگر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا تو اگرچہ اس کے مذہب کے خلاف ہے اختلافی مسائل میں قاضی اول کے فیصلہ کو باطل نہیں کرسکتا جبکہ قاضی اول نے اپنے مذہب کے موافق فیصلہ کیا ہو۔ یوہیں قاضی نے اگر حَکَم کے فیصلہ کا امضا (نافذ) کردیا تو اب دوسرا قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑسکتا کہ یہ تنہا حَکَم کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ قاضی کا بھی ہے۔(17)

مسئلہ ۱۷: فریقین نے حَکَم بنایا پھر فیصلہ کرنے کے قبل قاضی نے اُس کے حَکَم ہونے کو جائز کردیا اور حَکَم نے رائے قاضی کے خلاف فیصلہ کیا یہ فیصلہ جائز نہیں جبکہ قاضی کو اپنا قائم مقام بنانے کی اجازت نہ ہو اور اگر اُسے نائب و خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہے اور اُس نے حَکَم ہونے کو جائز رکھا تو اگرچہ حَکَم کا فیصلہ رائے قاضی کے خلاف ہو قاضی اس فیصلہ کو نہیں توڑسکتا۔(18)

مسئلہ ۱۸: ایک کو حَکَم بنایا اُس نے فیصلہ کردیا پھر فریقین نے دوسرے کو حَکَم بنایا اگر اس کے نزدیک پہلے کا فیصلہ صحیح ہے اُسی کو نافذ کردے اور اگر اس کی رائے کے خلاف ہے باطل کردے اور ایک نے ایک فیصلہ کیا دوسرے حَکَم نے دوسرا فیصلہ کیا اور یہ دونوں فیصلے قاضی کے سامنے پیش ہوئے ان میں جو فیصلہ قاضی کی رائے کے موافق ہو اُسے نافذ کردے۔(19)

مسئلہ ۱۹: حَکَم کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو حَکَم بنائے اور اُس سے فیصلہ کرائے اور اگر دوسرے کو حَکَم بنادیا اور اُس نے فیصلہ کردیا اور فریقین اُس کے فیصلہ پر راضی ہوگئے تو خیر ورنہ بغیر رضامندی فریقین اُس کا فیصلہ کوئی چیز نہیں اور حَکَم اول چاہے کہ اُس کے فیصلہ کو نافذ کردے یہ نہیں کرسکتا۔(20)

مسئلہ ۲۰: شخص ثالث (یعنی کسی تیسرے شخص) نے فریقین میں خود ہی فیصلہ کردیا انھوں نے اس کو حَکَم نہیں بنایا

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۸.

(17) دررالحکام شرح غررالاحکام، کتاب القضاء، الجزء الثانی ص۴۱۱.

والدرالمختارو ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: حکم منھا قبل تحکیمہ... إلخ، ج۸، ص۱۴۵.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۹.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج۳، ص۳۹۹.

(20) المرجع السابق، ص۴۰۰.

ہے مگر فریقین اس کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو یہ فیصلہ صحیح ہو گیا۔(21)

مسئلہ ۲۱: فریقین میں ایک نے اپنے آدمی کو حکم بنایا دوسرے نے اپنے آدمی کو اور ہر ایک حکم نے اپنے اپنے فریق کے موافق فیصلہ کیا تو کوئی فیصلہ صحیح نہیں۔(22)

مسئلہ ۲۲: زمانہ تحکیم میں (یعنی جس وقت تک ان کا ثالث ہے) فریقین میں سے کوئی بھی حکم کے پاس ہدیہ پیش کرے یا اُس کی خاص دعوت کرے حکم کو چاہیے کہ قبول نہ کرے۔(23)

❁❁❁❁❁

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج ۳، ص ۴۰۰۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الرابع والعشرون فی التحکیم، ج ۳، ص ۴۰۰۔

(23) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۴۷۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ ۱: دومنزلہ مکان دوشخصوں کے مابین مشترک ہے نیچے کی منزل ایک کی ہے بالاخانہ دوسرے کا ہے ہر ایک اپنے حصہ میں ایسا تصرف کرنے سے روکا جائے گا جس کا ضرر دوسرے تک پہنچتا ہو مثلاً نیچے والا دیوار میں میخ گاڑنا چاہتا ہے یا طاق بنانا چاہتا ہے یا بالاخانہ والا اوپر جدید عمارت بنانا چاہتا ہے یا پردہ کی دیواروں پر کڑیاں رکھ کر چھت پاٹنا (چھت ڈالنا) چاہتا ہے یا جدید پاخانہ (نیابیت الخلا) بنوانا چاہتا ہے۔ یہ سب تصرفات (یہ تمام کام) بغیر مرضی دوسرے کے نہیں کرسکتا اُس کی رضامندی سے کرسکتا ہے اور اگر ایسا تصرف ہے جس سے ضرر کا اندیشہ نہیں ہے مثلاً چھوٹی کیل گاڑنا کہ اس سے دیوار میں کیا کمزوری پیدا ہوسکتی ہے اس کی ممانعت نہیں اور اگر مشکوک حالت ہے معلوم نہیں کہ نقصان پہنچے گا یا نہیں یہ تصرف بھی بغیر رضامندی نہیں کرسکتا۔(1)

مسئلہ ۲: اوپر کی عمارت گرچکی ہے صرف نیچے کی منزل باقی ہے اس کے مالک نے اپنی عمارت قصداً گرادی کہ بالاخانہ والا ابھی بنوانے سے مجبور ہوگیا نیچے والے کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی عمارت بنوائے تاکہ بالاخانہ والا اسکے اوپر عمارت طیار کرلے اور اگر اُس نے نہیں گرائی ہے بلکہ اپنے آپ عمارت گرگئی تو بنوانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا کہ اس نے اُس کو نقصان نہیں پہنچایا ہے بلکہ قدرتی طور پر اُسے نقصان پہنچ گیا پھر اگر بالاخانہ والا یہ چاہتا ہے کہ نیچے کی منزل بنا کر اپنی عمارت اوپر بنائے تو نیچے والے سے اجازت حاصل کرلے یا قاضی سے اجازت لے کر بنائے اور نیچے کی تعمیر میں جو کچھ صرفہ (خرچہ) ہوگا وہ مالک مکان سے وصول کرسکتا ہے اور اگر نہ اُس سے اجازت لی نہ قاضی سے حاصل کی خود ہی بناڈالی تو صرفہ نہیں ملے گا بلکہ عمارت کی بنانے کے وقت جو قیمت ہوگی وہ وصول کرسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۳: مکان ایک منزلہ دوشخصوں میں مشترک تھا پورا مکان گرگیا ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کی اُس مکان کو بنوایا تو یہ بنوانا محض تبرع (بھلائی) ہے شریک سے کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کیوں کہ یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ زمین تقسیم کرا کے صرف اپنے حصہ کی تعمیر کرائے ہاں اگر یہ مکان مشترک اتنا چھوٹا ہے کہ تقسیم

---

(1) الهداية، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۸، ۱۰۹.
و«فتح القدير»، كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل منثورة من كتاب القضاء، ج۶، ص۴۱۲.
والدرالمختار، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۶۵، ۱۶۶، وغيرها.

(2) الدرالمختار، كتاب القضاء، ج۸، ص۱۶۶، وغيره.

کے بعد قابل انتفاع باقی نہیں رہتا تو یہ شخص پورا مکان بنوانے پر مجبور ہے اور شریک سے بقدر اُس کے حصہ کے عمارت کی قیمت لے سکتا ہے۔ یوہیں اگر مکان مشترک کا ایک حصہ گر گیا ہے اور ایک شریک نے تعمیر کرائی تو دوسرے سے اُس کے حصہ کے لائق قیمت وصول کر سکتا ہے

جبکہ یہ مکان چھوٹا ہو اور اگر بڑا مکان ہو جو قابل قسمت (تقسیم کے قابل) ہے اور کچھ حصہ گر گیا ہے تو تقسیم کرا لے اگر منہدم حصہ (گرا ہوا حصہ) اس کے حصہ میں پڑے درست کرا لے اور شریک کے حصہ میں پڑے تو وہ جو چاہے کرے۔(3)

❁❁❁❁❁

(3) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فیما لو انہدم المشترک واراد... إلخ، ج۸، ص۱٦٦.

قاعدہ کلیہ

جو شخص اپنے شریک کو کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہو وہ بغیر اجازت شریک خود ہی اگر اُس کام کو تنہا کرلے گا متبرع (احسان کرنے والا) قرار پائے گا شریک سے معاوضہ نہیں لے سکتا مثلاً نہر پٹ گئی (مٹی وغیرہ سے بھر گئی) ہے یا کشتی عیب دار ہوگئی ہے شریک درستی پر مجبور ہے اور اگر وہ خود درست نہیں کراتا ہے قاضی کے یہاں درخواست دے کر مجبور کرائے اور اگر شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اور تنہا ایک شخص کریگا تو معاوضہ لے سکتا ہے مثلاً بالا خانہ والا نیچے والے کو تعمیر پر مجبور نہیں کرسکتا یہ بغیر اُس کے حکم کے بنائے گا جب بھی معاوضہ پائے گا اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جانور دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک نے بغیر اجازت دوسرے کے اُسے کھلایا معاوضہ نہیں پائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے پاس معاملہ پیش کرے اور قاضی دوسرے کو مجبور کرے اور زراعت مشترک میں قاضی شریک کو مجبور نہیں کرسکتا اس میں معاوضہ پائے گا۔(1)

مسئلہ ۴: بالا خانہ والے نے جب نیچے کی عمارت بنوالی تو نیچے والے کو اُس میں سکونت سے (رہنے سے) روک سکتا ہے جب تک جو رقم واجب ہے ادا نہ کرلے اسی طرح ایک دیوار مشترک ہے جس پر دو شخصوں کی کڑیاں (کڑی کی جمع شہتیر) ہیں وہ گر گئی ایک نے بنوائی جب تک دوسرا اس کا معاوضہ ادا نہ کرلے اُس پر کڑیاں رکھنے سے روکا جاسکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۵: ایک دیوار پر دو شخصوں کے چھپر (پھوس کی چھت) یا کھپریلیں (ٹائل) ہیں دیوار خراب ہوگئی ہے ایک شخص اُس کو درست کرانا چاہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے پہلا شخص دوسرے سے کہہ دے کہ تم بانس، بلّی (مظبوط لمبا بانس) وغیرہ لگا کر اپنے چھپر یا کھپریل کو روک لو ورنہ میں دیوار گراؤں گا تمھارا نقصان ہوگا اور اس پر لوگوں کو گواہ کرلے اگر اُس نے انتظام کرلیا فبہا (تو صحیح ہے) ورنہ یہ دیوار گرادے دوسرے کا جو کچھ نقصان ہوگا اُس کا تاوان اس کے ذمہ نہیں کیوں کہ وہ خود اپنے نقصان کے لیے طیار رہا ہے اس کا قصور نہیں۔(3)

مسئلہ ۶: ایک (4) لمبا راستہ ہے جس میں سے ایک کوچہ غیر نافذہ نکلا ہے یعنی کچھ دور کے بعد یہ گلی بند ہوگئی ہے

(1) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فیما لوانہدم المشترک وارادہ...الخ، ج۸، ص۱۶۷ وغیرہ۔

(2) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فیما لوانہدم المشترک وارادہ...الخ، ج۸، ص۱۶۷۔

(3) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فیما لوانہدم المشترک وارادہ...الخ، ج۸، ص۱۶۸۔

جن لوگوں کے مکانات کے دروازے پہلے راستہ میں ہیں اُن کو یہ حق حاصل نہیں کہ کوچہ غیر نافذہ میں دروازے نکالیں کیونکہ کوچہ غیر نافذہ میں اُن لوگوں کے لیے آمدورفت (آنے جانے) کا حق نہیں ہے ہاں اگر ہوا آنے جانے کے لیے کھڑکی بنانا چاہتے ہیں یا روشندان کھولنا چاہتے ہیں تو اس سے روکے نہیں جاسکتے کہ اس میں کوچہ سربستہ (ایک طرف سے بند گلی) والوں کا کوئی نقصان نہیں ہے اور کوچہ سربستہ والے اگر پہلے راستہ میں اپنا دروازہ نکالیں تو منع نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ وہ راستہ اُن لوگوں کے لیے مخصوص نہیں۔(5)

مسئلہ ۷: اگر اُس لمبے راستہ میں ایک شاخ (یعنی گلی) متدیر (گول)(6) نکلی ہو جو نصف دائرہ یا کم ہو تو جن لوگوں کے دروازے پہلے راستہ میں ہوں وہ اس کوچہ متدیرہ (گول گلی) میں بھی اپنا دروازہ نکال سکتے ہیں کہ یہ میدان مشترک ہے سب کے لیے اس میں حق آسائش ہے۔(7)

مسئلہ ۸: ہر شخص اپنی مِلک میں جو تصرف چاہے کرسکتا ہے دوسرے کو منع کرنے کا اختیار نہیں مگر جبکہ ایسا تصرف کرے کہ اس کی وجہ سے پروس والے کو کھلا ہوا ضرر پہنچے تو یہ اپنے تصرف سے روک دیا جائے گا مثلاً اس کے تصرف کرنے سے پروس والے کی دیوار گر جائے گی یا پروس کا مکان قابل انتفاع نہ رہے گا مثلاً اپنی زمین میں دیوار اُٹھا رہا ہے جس سے دوسرے کا روشندان بند ہو جائے گا اُس میں بالکل اندھیرا ہو جائے گا۔(8)

مسئلہ ۹: کوئی شخص اپنے مکان میں تنور گاڑنا چاہتا ہے جس میں ہر وقت روٹی پکے گی جس طرح دوکانوں میں ہوتا ہے یا اجرت پر آٹا پیسنے کی چکی لگانا چاہتا ہے یا دھوبی کا پاٹا رکھوانا چاہتا ہے جس پر کپڑے دھلتے رہیں گے ان چیزوں سے منع کیا جاسکتا ہے کہ تنور کی وجہ سے ہر وقت دھواں آئے گا جو پریشان کریگا چکی اور کپڑے دھونے کی دھمک سے پروسی کی عمارت کمزور ہوگی اس لیے ان سے مالک مکان کو منع کرسکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۱۰: بالاخانہ پر کھڑکی بناتا ہے جس سے پروس والے کے مکان کی بے پردگی ہوگی اس سے روکا جائے گا۔(10)

---

(4) اس کی صورت یہ ہے

(5) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: فی فتح باب آخر للدار، ج۸، ص۱۶۸، ۱۷۰.

(6) اس کی صورت یہ ہے.

(7) الھدایۃ، کتاب أدب القاضی، باب التحکیم، مسائل شتی من کتاب القضاء، ج۲، ص۱۰۹ وغیرہا.

(8) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرادوا... إلخ، ج۸، ص۱۷۱-۱۷۳.

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی والثلاثون فی المتفرقات، ج۳، ص۴۴۵.

(10) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا وأرادوا... إلخ، ج۸، ص۱۷۲.

یوہیں چھت پر چڑھنے سے منع کیا جائے گا جب کہ اس کی وجہ سے بے پردگی ہوتی ہو۔

مسئلہ ۱۱: دو مکانوں کے درمیان میں پردہ کی دیوار تھی گر گئی جس کی دیوار ہے وہ بنائے اور مشترک ہو تو دونوں بنوائیں تاکہ بے پردگی دور ہو۔(11)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلاں وقت اُس نے یہ مکان مجھے ہبہ کر دیا تھا اور قبضہ بھی دے دیا مدعی سے ہبہ کے گواہ مانگے گئے تو کہنے لگا اُس نے ہبہ سے انکار کر دیا تھا لہٰذا میں نے یہ مکان اُس سے خرید لیا اور خریدنے کے گواہ پیش کئے اگر یہ گواہ خریدنے کا وقت ہبہ کے بعد کا بتاتے ہیں مقبول ہیں اور پہلے کا بتائیں تو مقبول نہیں کہ تناقض پیدا ہو گیا اور اگر ہبہ اور بیع دونوں کے وقت مذکور نہ ہوں یا ایک کے لیے وقت ہو دوسرے کے لیے وقت نہ ہو جب بھی گواہ مقبول ہیں کہ دونوں قولوں میں توفیق ممکن ہے۔(12)

مسئلہ ۱۳: مکان کے متعلق دعویٰ کیا کہ یہ مجھ پر وقف ہے پھر یہ کہتا ہے میرا ہے یا پہلے دوسرے کے لیے دعویٰ کیا پھر اپنے لیے دعویٰ کرتا ہے یہ مقبول نہیں کہ تناقض ہے اور اگر پہلے اپنی ملک کا دعویٰ کیا پھر اپنے اوپر وقف بتایا یا پہلے اپنے لیے دعویٰ کیا پھر دوسرے کے لیے یہ مقبول ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے کہا میرے ذمہ تمھارے ہزار روپے ہیں اُس نے کہا میرا تم پر کچھ نہیں ہے پھر اُسی جگہ اُس نے کہا ہاں میرے تمھارے ذمہ ہزار روپے ہیں تو اب کچھ نہیں لے سکتا کہ اُس کا اقرار اس کے رد کرنے سے رد ہو گیا اب یہ اس کا دعویٰ ہے گواہ سے ثابت کرے یا وہ شخص اس کی تصدیق کرے تو لے سکتا ہے ورنہ نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا مدعیٰ علیہ نے انکار کیا کہ میرے ذمہ تمھارا کچھ نہیں ہے یا یہ کہا کہ میرے ذمہ کبھی کچھ نہ تھا اور مدعی نے اُس کے ذمہ ہزار روپے ہونا گواہوں سے ثابت کیا اور مدعیٰ علیہ نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں ادا کر چکا ہوں یا مدعی معاف کر چکا ہے مدعیٰ علیہ کے گواہ مقبول ہیں اور اگر مدعیٰ علیہ نے یہ کہا کہ میرے ذمہ کچھ نہ تھا اور میں تمھیں پہچانتا بھی نہیں اسکے بعد ادا یا ابرا کے (معاف کرنے کے) گواہ قائم کئے

---

(11) البحرالرائق، کتاب الحوالۃ، باب التحکیم، ج ۷، ص ۵۷۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی والثلاثون فی المتفرقات، ج ۳، ص ۴۴۴، وغیرہ۔

(13) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۷۷۔

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی والثلاثون فی المتفرقات، ج ۳، ص ۴۴۴۔

مقبول نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۶: چار سو روپے کا دعویٰ کیا مدعی علیہ نے انکار کر دیا مدعی نے گواہوں سے ثابت کیا اس کے بعد مدعی نے یہ اقرار کیا کہ مدعی علیہ کے اسکے ذمہ تین سو ہیں اس اقرار کی وجہ سے مدعی علیہ سے تین سو ساقط نہ ہوں گے۔(16)

مسئلہ ۱۷: دعویٰ کیا کہ تم نے فلاں چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے مدعی علیہ منکر ہے مدعی نے گواہوں سے بیع ثابت کردی اور قاضی نے چیز دلا دی اس کے بعد مدعی نے دعویٰ کیا کہ اس چیز میں عیب ہے لہٰذا واپس کرا دی جائے بائع جواب میں کہتا ہے کہ میں ہر عیب سے دست بردار ہو چکا تھا اور اس کو گواہوں سے ثابت کرنا چاہتا ہے بائع کے گواہ نامقبول ہیں۔(17)

مسئلہ ۱۸: ایک شخص دستاویز(18) پیش کرتا ہے کہ اس کی رو سے تم نے فلاں چیز کا میرے لیے اقرار کیا ہے وہ کہتا ہے ہاں میں نے اقرار کیا تھا مگر تم نے اُس کو رد کر دیا مقرلہ کو حلف دیا جائے گا(19) اگر وہ حلف سے یہ کہہ دے کہ میں نے رد نہیں کیا تھا وہ چیز مقر سے (اقرار کرنے والے سے) لے سکتا ہے۔ یوہیں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ تم نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے بائع کہتا ہے کہ ہاں بیع کی تھی مگر تم نے اقالہ کرلیا مدعی پر حلف دیا جائے گا۔(20)

مسئلہ ۱۹: کافر ذمی مر گیا اُس کی عورت میراث کا دعویٰ کرتی ہے اور یہ عورت اس وقت مسلمان ہے کہتی ہے میں اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہوں اور ورثہ (میت کے وارث) یہ کہتے ہیں کہ اُس کے مرنے سے پہلے مسلمان ہو چکی تھی لہٰذا میراث کی حقدار نہیں ہے ورثہ کا قول معتبر ہے اور مسلمان مر گیا اُس کی عورت کافرہ تھی وہ کہتی ہے میں شوہر کی زندگی میں مسلمان ہو چکی ہوں اور ورثہ کہتے ہیں مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہے اس صورت میں بھی ورثہ کا قول معتبر ہے۔(21)

مسئلہ ۲۰: میّت کے کفر و اسلام میں اختلاف ہے کہ وہ مسلمان ہوا تھا یا کافر ہی تھا جو اُس کے اسلام کا مدعی ہے

---

(15) الھدایۃ، کتاب أدب القاضي، باب التحکیم، مسائل شتی من القضاء، ج ۲، ص ۱۱۰.

(16) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۸۱.

(17) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج ۳، ص ۴۴۵.

(18) یعنی ایسا تحریری ثبوت جس سے اپنا حق ثابت کیا جا سکے۔

(19) جس کے لیے اقرار کیا تھا اس سے قسم لی جائے گی۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ج ۳، ص ۴۴۷.

(21) الھدایۃ، کتاب أدب القاضي، فصل في القضاء بالمواریث، ج ۲، ص ۱۱۱.

اُس کا قول معتبر ہے مثلاً ایک شخص مرگیا جس کے والدین کافر ہیں اور اولاد مسلمان ہے والدین یہ کہتے ہیں کہ ہمارا بیٹا کافر تھا اور کافر مرا اور اُس کی اولاد یہ کہتی ہے کہ ہمارا باپ مسلمان ہو چکا تھا اسلام پر مرا اولاد کا قول معتبر ہے یہی اس کے وارث قرار پائیں گے ماں باپ کو ترکہ نہیں ملے گا۔(22)

مسئلہ ۲۱: پن چکی ٹھیکہ پر دے دی ہے مالک اجرت کا مطالبہ کرتا ہے ٹھیکہ دار یہ کہتا ہے کہ نہر کا پانی خشک ہو گیا تھا اس وجہ سے چکی چل نہ سکی اور میرے ذمہ اجرت واجب نہیں مالک اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے پانی جاری تھا چکی بند رہنے کی کوئی وجہ نہیں اور گواہ کسی کے پاس نہیں اگر اس وقت پانی جاری ہے مالک کا قول معتبر ہے اور جاری نہیں ہے تو ٹھیکہ دار کا قول معتبر۔(23)

مسئلہ ۲۲: ایک شخص نے اپنی چیز کسی کے پاس امانت رکھی تھی وہ مرگیا امین ایک شخص کی نسبت یہ کہتا ہے یہ شخص اُس امانت رکھنے والے کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں حکم دیا جائے گا کہ امانت اسے دے دے۔ اس کے بعد وہ امین ایک دوسرے شخص کی نسبت یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ اُس میت کا بیٹا ہے مگر وہ پہلا شخص انکار کرتا ہے تو یہ شخص اُس امانت میں سے کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر پہلے شخص کو امین نے بغیر قضائے قاضی (قاضی کے فیصلے کے بغیر) امانت دے دی ہے تو دوسرے کے حصہ کی قدر امین کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا۔ مدیون (مقروض) نے یہ اقرار کیا کہ یہ میرے دائن (یعنی قرض دینے والا) کا بیٹا ہے اس کے سوا اُس کا کوئی وارث نہیں تو دَین (قرض) اُسے دے دینا ضروری ہے۔(24)

مسئلہ ۲۳: صورتِ مذکورہ میں امین نے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص اُس کا بھائی ہے اور اس کے سوا میّت کا کوئی وارث نہیں تو قاضی فوراً دینے کا حکم نہ دے گا بلکہ انتظار کریگا کہ شاید اُس کا کوئی بیٹا ہو۔ جو شخص بہرحال وارث ہوتا ہے جیسے بیٹی باپ ماں یہ سب بیٹے کے حکم میں ہیں اور جو کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں وہ بھائی کے حکم میں ہے۔(25)

مسئلہ ۲۴: امین نے اقرار کیا کہ جس نے امانت رکھی ہے یہ اُس کا وکیل بالقبض (کسی چیز پر قبضہ کرنے کا وکیل) ہے یا وصی ہے یا اس نے اُس سے اس چیز کو خرید لیا ہے تو ان سب کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ اور اگر مدیون نے کسی شخص کی نسبت یہ اقرار کیا کہ یہ اُس کا وکیل بالقبض ہے تو دے دینے کا حکم دیا جائے گا۔ عاریت اور عین

---

(22) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا واُرادوا... إلخ، ج۸، ص۱۸۵۔

(23) الدرالمختار، کتاب القضاء، ص۱۸۴۔

(24) الدرالمختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۸۵۔

(25) ردالمحتار، کتاب القضاء، مطلب: اقتسموا دارًا واُرادوا... إلخ، ج۸، ص۱۸۵۔

مغصوبہ (جس چیز پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو) امانت کے حکم میں ہیں جہاں امانت دے دینا جائز ان کا بھی دے دینا جائز اور جہاں وہ ناجائز یہ بھی ناجائز۔(26)

مسئلہ ۲۵: میت کا ترکہ وارثوں یا قرض خواہوں میں تقسیم کیا گیا اگر ورثہ یا قرض خواہوں کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہو تو ان لوگوں سے اس بات کا ضامن نہیں لیا جائے گا کہ اگر کوئی وارث یا دائن ثابت ہوا تو تم کو واپس کرنا ہوگا اور اگر ارث (وراثت) یا دَین اقرار سے ثابت ہو تو کفیل (ضامن) لیا جائے گا۔(27)

مسئلہ ۲۶: ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مکان میرا اور میرے بھائی کا ہے جو ہم کو میراث میں ملا ہے اور اُس کا بھائی غائب ہے اس موجود نے گواہوں سے ثابت کر دیا آدھا مکان اس کو دے دیا جائے گا اور آدھا قابض کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جائے گا جب وہ غائب آجائے گا تو اُسکا حصہ اُسے مل جائے گا نہ اُسے گواہ قائم کرنے کی ضرورت پڑے گی نہ جدید فیصلہ کی وہ پہلا ہی فیصلہ اُس کے حق میں بھی فیصلہ ہے۔ جائداد منقولہ (وہ جائیداد جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جاسکتی ہو) کا بھی یہی حکم ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: کسی شخص نے یہ کہا کہ میرا مال صدقہ ہے یا جو کچھ میری مِلک میں ہے صدقہ ہے تو جو اموال از قبیل زکوٰۃ ہیں یعنی سونا، چاندی، سائمہ، اموال تجارت یہ سب مساکین پر تصدق کرے (یعنی صدقہ کر دے)۔ اور اگر اُس کے پاس اموال زکاۃ کے سوا کوئی دوسرا مال ہی نہ ہو تو اس میں سے بقدر قوت روک لے (یعنی اتنی مقدار جو اس کی گزر بسر کے لیے کافی ہو) باقی صدقہ کر دے پھر جب کچھ مال ہاتھ میں آجائے تو جتنا روک لیا تھا اوتنا صدقہ کر دے۔(29)

مسئلہ ۲۸: کسی شخص کو وصی بنایا اور اُسے خبر نہ ہوئی یہ ایصا (یعنی وصی مقرر کرنا) صحیح ہے اور وصی نے اگر تصرف کر لیا تو یہ تصرف صحیح ہے اور کسی کو وکیل بنایا اور وکیل کو علم نہ ہوا یہ توکیل صحیح نہیں اور اسی لاعلمی میں وکیل نے تصرف کر ڈالا یہ تصرف بھی صحیح نہیں۔(30)

مسئلہ ۲۹: قاضی یا امین قاضی نے کسی کی چیز قرض خواہ کے دَین ادا کرنے کے لیے بیع کر دی اور ثمن پر قبضہ کر لیا مگر یہ ثمن قاضی یا اُس کے امین کے پاس سے ضائع ہو گیا اور وہ چیز جو بیع کی گئی تھی اُسکا کوئی حقدار پیدا ہو گیا یا مشتری

---

(26) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج ۷، ص ۳۱۳-۳۱۴.

(27) الدر المختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۸۵-۱۸۷.

(28) الدر المختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۸۷.

والبحر الرائق، کتاب الحوالۃ، باب التحکیم، ج ۷، ص ۷۷.

(29) الھدایۃ، کتاب أدب القاضی، باب التحکیم فصل فی القضاء بالمواریث، ج ۲، ص ۱۱۳، وغیرھا.

(30) الدر المختار، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۸۹.

کو دینے سے پہلے وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس صورت میں نہ قاضی پر تاوان ہے نہ اُس کے امین پر بلکہ مشتری جو ثمن ادا کر چکا ہے اُن قرض خواہوں سے اس کا تاوان وصول کریگا اور اگر وصی نے دَین ادا کرنے کے لیے میّت کا مال بیچا ہے اور یہی صورت واقع ہوئی تو مشتری وصی سے وصول کریگا اگرچہ وصی نے قاضی کے حکم سے بیچا ہو پھر وصی دائن سے وصول کریگا اس کے بعد اگر میت کے کسی مال کا پتہ چلے تو دائن (قرض دینے والا) اُس سے اپنا دَین وصول کرے ورنہ گیا۔(31)

مسئلہ ۳۰: کسی نے ایک ثلث مال (ایک تہائی مال) کی فقرا کے لیے وصیت کی قاضی نے ثلث مال ترکہ (وہ مال جو مرنے والا چھوڑ جائے) میں سے نکال لیا مگر ابھی فقیروں کو دیا نہ تھا کہ ضائع ہو گیا تو فقرا کا مال ہلاک ہوا یعنی باقی دو تہائی (تین حصوں میں سے دو حصے) میں سے ثلث نہیں نکالا جائے گا بلکہ یہ دو تہائیاں ورثہ (میت کے وارث) کو دی جائیں گی۔(32)

مسئلہ ۳۱: قاضی عالم و عادل اگر حکم دے کہ میں نے اس شخص کے رجم یا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا ہے یا کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے تو یہ سزا قائم کر تو اگرچہ ثبوت اس کے سامنے نہیں گذرا ہے مگر اس کو کرنا درست ہے اور اگر قاضی عادل ہے مگر عالم نہیں تو اُس سے اُس سزا کے شرائط دریافت کرے اگر اُس نے صحیح طور پر شرائط بیان کر دیئے تو اُس کے حکم کی تعمیل کرے ورنہ نہیں۔ یوہیں اگر قاضی عادل نہ ہو تو جب تک ثبوت کا خود معاینہ کیا ہو وہ کام نہ کرے اور اس زمانہ میں احتیاط کا مقتضٰی (احتیاط کا تقاضا) یہی ہے کہ بہر صورت بدون معاینہ ثبوت (ثبوت کا معائنہ کئے بغیر) قاضی کے کہنے پر افعال نہ کرے۔(33)

❁❁❁❁❁

---

(31) الدر المختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۹۰-۱۹۱۔

(32) الدر المختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۹۱-۱۹۲۔

(33) الدر المختار، کتاب القضاء، ج۸، ص۱۹۲، وغیرہ

گواہی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۚ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۚ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰۤى اَجَلِهٖ ۚ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۚ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾﴾ (1)

---

(1) پ ۳، البقرۃ: ۲۸۲۔

اس آیت کے تحت مفسرِ شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ خواہ وہ دین مبیع ہو یا ثمن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اس سے بیع سَلَم مراد ہے بیعِ سَلَم یہ ہے کہ کسی چیز کو پیشگی قیمت لے کر فروخت کیا جائے اور مبیع مشتری کو سپرد کرنے کے لئے ایک مدت معین کر لی جائے اس بیع کے جواز کے لئے جنس، نوع، صفت، مقدار مدت اور مکان ادا اور مقدار راس المال ان چیزوں کا معلوم ہونا شرط ہے۔ لکھنا مستحب ہے، فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔ اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہ کرے نہ فریقین میں سے کسی کی رو رعایت۔ حاصل معنی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی کا علم دیا بے تغییر و تبدیل دیانت و امانت کے ساتھ لکھے یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے اور ایک قول پر فرض عین بشرطِ فراغ کاتب جس صورت میں اس کے سوا اور نہ پایا جائے اور ایک قول پر مستحب کیونکہ اس میں مسلمانوں کی حاجت برآری اور نعمت علم کا شکر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر ﴿لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ﴾ سے منسوخ ہوئی۔

مسئلہ: تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں مگر جن امور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جیسے کہ بچہ جننا باکرہ ہونا اور نسائی عیوب اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے مسئلہ: حدود و قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے اس کے سوا اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔ (مدارک و احمدی)

مسئلہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادائے شہادت فرض ہے جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں یہ حکم حدود کے سوا اور امور میں ہے لیکن حدود میں گواہ کو اظہار و اخفاء کا اختیار ہے بلکہ اخفاء افضل ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستاری کرے گا لیکن چوری میں مال لینے کی ←

اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بنا لو اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں اُن گواہوں سے جن کو تم پسند کرتے ہو کہ کہیں ایک عورت بھول جائے تو اُسے دوسری یاد دلا دے گی۔ گواہ جب بلائے جائیں تو انکار نہ کریں۔ معاملہ کسی میعاد تک ہو تو اُس کے لکھنے سے مت گھبراؤ چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا۔ یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک انصاف کی بات ہے اور شہادت کو درست رکھنے والا ہے اور اس کے قریب ہے کہ تمھیں شبہہ نہ ہو ہاں اس صورت میں کہ تجارت فوری طور پر ہو جس کو تم آپس میں کر رہے ہو تو اس کے نہ لکھنے میں حرج نہیں۔ اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ بنا لو اور نہ تو کاتب نقصان پہنچائے نہ گواہ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمھارا فسق ہے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور اللہ (عزوجل) تم کو سکھاتا ہے اور اللہ (عزوجل) ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾﴾ (2)

اور شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو اسے چھپائے گا اُس کا دل گنہگار ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ (عزوجل) اُس کو جانتا ہے۔

شہادت دینا واجب ہے تاکہ جس کا مال چوری کیا گیا ہے اس کا حق تلف نہ ہو گواہ اتنی احتیاط کرسکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے گواہی میں یہ کہنے پر اکتفا کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا۔

یُضَآرَّ میں دو احتمال ہیں مجہول و معروف ہونے کے قراءۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما اوّل کی اور قراءۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثانی کی مؤید ہے پہلی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ اہل معاملہ کاتبوں اور گواہوں کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ وہ اگر اپنی ضرورتوں میں مشغول ہوں تو انہیں مجبور کریں اور ان کے کام چھڑائیں یا حق کتابت نہ دیں یا گواہ کو سفر خرچ نہ دیں اگر وہ دوسرے شہر سے آیا ہو دوسری تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ کاتب و شاہد اہل معاملہ کو ضرر نہ پہنچائیں اس طرح کہ باوجود فرصت و فراغت کے نہ آئیں یا کتابت میں تحریف و تبدیل زیادتی و کمی کریں۔

(2) پ ۳، البقرۃ: ۲۸۳۔

اس آیت کے تحت مفسر شہیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو مسئلہ: یہ مستحب ہے اور حالتِ سفر میں رہن آیت سے ثابت ہوا اور غیر سفر کی حالت میں حدیث سے ثابت ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر بیس صاع جَو لئے مسئلہ اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوتا ہے۔

کیونکہ اس میں صاحب حق کے حق کا ابطال ہے یہ خطاب گواہوں کو ہے کہ وہ جب شہادت کی اقامت و ادا کے لئے طلب کئے جائیں تو حق کو نہ چھپائیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب مدیونوں کو ہے کہ وہ اپنے نفس پر شہادت دینے میں تامل نہ کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔

احادیث

حدیث ۱: امام مالک و مسلم و احمد و ابو داود و ترمذی زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو یہ خبر نہ دوں کہ بہتر گواہ کون ہے وہ جو گواہی دیتا ہے اس سے قبل کہ اُس سے گواہی کے لیے کہا جائے۔(1)

حدیث ۲: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض اُن کے دعوے پر چیز دلائی جائے تو بہت سے لوگ خون اور مال کے دعوے کر ڈالیں گے ولیکن مدعی (دعوے کرنے والا) کے ذمہ بینہ (گواہ) ہے اور منکر پر قسم۔(2)

حدیث ۳: ابو داود نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ دو شخصوں نے میراث کے متعلق حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں دعویٰ کیا اور گواہ کسی کے پاس نہ تھے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے موافق اُس کے بھائی

---

(1) صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب بیان خیر الشھود، الحدیث: ۱۹۔(۱۷۱۹)، ص ۹۴۶۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ آپ صحابی ہیں، جہنی ہیں، آپ کی وفات ۷۸ھ میں ہوئی، پچاسی سال عمر پائی، عبدالملک کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔(اشعہ)

۲۔ شہداء جمع ہے شاھد کی بھی شہید کی بھی یہاں شاہد کی جمع ہے۔

۳۔ اس فرمان عالی کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں: ایک یہ کہ کسی کے پاس کسی مدعی کے حق کی گواہی ہے اور مدعی کو اس کی خبر نہیں اگر یہ گواہی نہ دے تو اس کا حق مارا جائے تب اس پر لازم ہے کہ خود مدعی کو خبر دے دے کہ میں تیرے حق کا عینی گواہ ہوں تاکہ اس کا حق نہ مارا جائے، یہ گواہی امانت ہے جس کا چھپانا خیانت ہے۔ دوسرے یہ کہ حقوق شرعیہ کی گواہی دینا واجب ہے اگرچہ اس کا دعویٰ نہ ہو جیسے طلاق، عتاق، وقف، عام وصیت کہ ان جیسی چیزوں کی گواہی قاضی کے ہاں ضرور دے اگرچہ اسے طلب نہ کیا گیا ہو، ان دونوں گواہیوں کے متعلق رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ"۔ چونکہ ان گواہیوں سے حق انسانی اور حقوق شرعیہ وابستہ ہیں لہذا ضرور ادا کرے طلب کا انتظار نہ کرے، رمضان و عید کے چاند کی گواہی ضرور دے، جس حدیث میں بغیر گواہ بنائے گواہی دینے کی برائی ہے یشھدون ولا یستشھدون وہاں جھوٹی گواہی نا اہل گواہی مراد ہے۔ (لمعات، مرقات و اشعہ)

(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۵، ص ۲۶۲)

(2) السنن الکبری للبیہقی، کتاب الدعوی والبینات، باب البینۃ علی المدعی... إلخ، الحدیث: ۲۱۲۰۱، ج ۱۰، ص ۴۲۷۔

کی چیز کا فیصلہ کر دیا جائے تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے یہ سن کر دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) میں اپنا حق اپنے فریق کو دیتا ہوں فرمایا یوں نہیں بلکہ تم دونوں جا کر اُسے تقسیم کرو اور ٹھیک ٹھیک تقسیم کرو۔ پھر قرعہ اندازی کر کے اپنا اپنا حصہ لے لو اور ہر ایک دوسرے سے (اگر اس کے حصہ میں اُس کا حق پہنچ گیا ہو) معافی کرا لے۔(3)

حدیث ۴: شرح سنت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا ہر ایک نے اس بات پر گواہ کئے کہ میرے گھر کا بچہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُس کے موافق فیصلہ کیا جس کے قبضہ میں تھا۔(4)

---

(3) سنن أبي داود، کتاب القضاء، باب في قضاء القاضي اذا أخطأ، الحدیث: ۳۵۸۳، ۳۵۸۴، ج۳، ص۴۲۱۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یعنی ایک چیز کے متعلق دو صاحبوں نے دعویٰ کیا کہ میری ہے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ مجھے یہ چیز میرے عزیز کی میراث میں ملی ہے اور کسی کے پاس گواہ تھے نہیں۔

۲؎ یعنی میرا شرعی فیصلہ جو ظاہر پر مبنی ہو وہ غیر مستحق کے لیے یہ چیز حلال نہ کردے گا اگر واقعی وہ سچا ہو تو لے ورنہ چھوڑ دے۔ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی کہ حضور انور کے فیصلے کتنی قسم کے ہیں اور کس فیصلہ کا کیا حکم ہے۔

۳؎ سبحان اللہ! یہ تاثیر ہے اس زبان فیض ترجمان کی کہ ایک فرمان میں ان دونوں کے قال حال، خیال، سب اعمال بدل گئے۔

۴؎ یعنی یہ چیز دونوں صاحب آپس میں برابر تقسیم کرلو اور تقسیم میں حق کا خیال رکھو۔ توخی بنا ہے وخیٌ سے بمعنی میانہ روی جس میں نہ جلدی ہو نہ دیر اور بمعنی قصد وتحری، یہاں دوسرے معنی میں ہے۔

۵؎ یہ درحقیقت صلح کرانا ہے فیصلہ نہیں۔ سبحان اللہ! کیا شاندار تصفیہ ہے ان دونوں میں ہر شخص کا خیال یہ تھا کہ یہ متروکہ چیز صرف میری ہے تو فرمایا کہ ہر ایک آدھی آدھی لے لو، تقسیم بالکل درست ہو اور تعیین کے لیے قرعہ ڈالو کہ کون سا حصہ کون لے، پھر تقویٰ و پرہیزگاری کے طور پر ایک دوسرے کو اپنے حق سے بری کردو کہ اگر میرا کچھ حق تیری طرف چلا گیا ہو میری طرف سے تجھے معاف اور اگر تیرا کچھ حق میری طرف آگیا ہو تو معاف کردے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجہول حق سے براءت کردینا جائز ہے احناف کا یہ قول ہے۔ (مرقات)

۶؎ نزول وحی میں وحی سے عام وحی مراد ہے خواہ اصطلاحی وحی متلو ہو یا غیر متلو یا الہام یا کشف یا کچھ اور یعنی مقدمات کے فیصلے ہم وحی یا الہام وغیرہ سے فرماتے ہیں جب کسی مقدمہ میں یہ چیزیں نہ ہوں تو اپنے اجتہاد سے فیصلہ فرماتے ہیں جس میں مدد گواہی، قسم، علامات سے لیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجتہاد فرماتے ہیں۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج۵، ص۶۶۶)

(4) شرح السنۃ، کتاب الامارۃ والقضاء، باب المتداعیین اذا أقام کل واحد بینۃ، الحدیث: ۲۴۹۸، ج۵، ص۳۴۳۔ ←

حدیث ۵: ابوداود نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے زمانہ اقدس میں دو شخصوں نے ایک اونٹ کے متعلق دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ پیش کیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے دونوں کے مابین نصف نصف تقسیم فرما دیا۔(5)

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص حضرموت کا اور ایک قبیلہ کندہ کا دونوں حاضر ہوئے حضرموت والے نے کہا یا رسول اللہ! (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس نے میری زمین زبردستی لے لی کندی نے کہا وہ زمین میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ یعنی اس گھوڑی سے میں نے بچے حاصل کیے ہیں۔

۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبضہ والا مدعیٰ علیہ ہے اور غیر قابض مدعی ہے اگر غیر قابض گواہی قائم کرے تو اس کے لیے فیصلہ ہے ورنہ قابض سے قسم لے کر اس کے حق میں فیصلہ ہوگا، امام اعظم کے نزدیک قابض کے گواہ نہ لیے جائیں گے کہ مدعیٰ علیہ پر گواہ نہیں ہاں اس کے گواہ بچہ دینے پر قائم ہوسکتے ہیں اگر دونوں بچہ دینے پر گواہی پیش کردیں تب بھی فیصلہ قابض کے حق میں ہوگا۔

۳۔ یعنی صاحب مصابیح نے یہ حدیث اپنی کتاب شرح سنہ میں روایت کی اسے بیہقی اور شافعی نے بھی روایت فرمایا۔

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۶۷)

(5) سنن ابي داود، کتاب القضاء، باب الرجلين يدعيان شيئا... إلخ، الحديث: ۳۶۱۵، ج ۳، ص ۴۳۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

ا۔ چونکہ ان میں سے ہر ایک مدعی تھا کوئی اس اونٹ کا قابض نہ تھا لہٰذا ان میں سے کوئی مدعیٰ علیہ نہ تھا اس لیے حضور انور نے دونوں کی گواہی قبول فرمائی لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ گواہ صرف مدعی سے لیے جاتے ہیں دونوں سے کیوں لیے گئے، ہوسکتا ہے کہ دونوں ہی پہلے سے قابض ہوں مگر احتمال اولیٰ قوی ہے کہ اونٹ کسی تیسرے کے قبضہ میں تھا جو نہ اس کا مدعی تھا نہ اسے مالک کی خبر تھی۔

۲۔ اس طرح کہ دونوں کو اس کا مالک مان لیا کہ یا تو یہ دونوں اس اونٹ سے مشترکہ کام لیں یا اس کی قیمت دونوں نصف تقسیم کرلیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ذبح کرکے دونوں میں تقسیم فرمادیا، ایسے مقدمات میں یہ ہی فیصلہ ہونا چاہیے، یہ جب ہے جب کہ کسی کی گواہی خاص علامت سے قوت نہ پاتی ہو ورنہ علامت والے کی گواہی کو قوت ہوگی اور اس کے حق میں فیصلہ ہوگا۔

۳۔ شاید یہ دوسرا واقعہ ہے، پہلا واقعہ کوئی اور تھا ممکن ہے کہ وہ ہی واقعہ ہو جو ابوداود کے حوالے سے مذکور ہوا اور گواہ نہ ہونے کے معنے یہ ہیں کہ دونوں کے پاس گواہ تھے جو تعارض کی وجہ سے ساقط ہوگئے لہٰذا دونوں کے پاس گواہی مقبول نہ رہی، مرقات نے اخیری توجیہ کو ترجیح دی۔

۴۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ جانور کو مشترک قرار دیا گیا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۲۶۸)

اُس میں اس شخص کا کوئی حق نہیں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے حضر موت والے سے فرمایا کیا تمھارے پاس گواہ ہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو اب اُس پر حلف دے سکتے ہو عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) یہ شخص فاجر ہے اس کی پرواہ بھی نہ کریگا کہ کس چیز پر قسم کھاتا ہے ایسی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا ارشاد فرمایا اس کے سوا دوسری بات نہیں۔ جب وہ شخص قسم کے لیے آمادہ ہوا ارشاد فرمایا اگر یہ دوسرے کے مال پر قسم کھائے گا کہ بطور ظلم اُس کا مال کھا جائے تو خدا سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے اعراض (یعنی اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا) فرمانے والا ہے۔(6)

حدیث ۷: ترمذی نے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ نہ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی جائز اور نہ اُس مرد کی جس پر حد لگائی گئی اور نہ ایسی

---

(6) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم...إلخ، الحدیث: ۲۲۳۔(۱۳۹)، ص ۸۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱؎ یہ علقمہ تابعی ہیں، کوفی ہیں، حضرمی ہیں، ان کے والد وائل ابن حجر صحابی ہیں، علقمہ کو ابن حبان نے ثقہ فرمایا۔

۲؎ حضر موت یمن کا ایک مشہور شہر ہے، کندہ یمن کا ایک قبیلہ ہے کاف کے کسرہ سے۔

۳؎ یعنی حضرمی نے کندی پر غصب کا دعویٰ کیا اور کندی نے جواب دعویٰ کیا اور کندی نے جواب دعویٰ میں اپنے کو اس زمین کا مالک و قابض کہا۔

۴؎ معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں قابض مدعیٰ علیہ ہوتا ہے غیر قابض مدعی ہوتا ہے اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرمی سے گواہ طلب فرمائے اور کندی پر قسم عائد کی۔

۵؎ اس سے معلوم ہوا کہ جس مدعیٰ علیہ پر جھوٹ یا فسق کا الزام ہو اس کی قسم معتبر ہے مگر گواہی میں تقویٰ وغیرہ کی پابندی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ" مسلمانوں میں سے دو عادل گواہ بناؤ قسم میں یہ پابندیاں نہیں کیونکہ گواہی الزام کے لیے ہوتی ہے قسم دفع کے لیے۔ الزام اور دفع میں بڑا فرق ہے کافر قسم کے ذریعہ اپنے سے مدعی کا دعویٰ دفع کر سکتا ہے۔

۶؎ یعنی قسم کھانے کو مڑا اس کے لیے تیار ہوا، عدالت سے واپسی مراد نہیں۔

۷؎ اور اس پر رحمت نہ کرے گا۔ اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے: ایک یہ کہ قابض بمقابلہ غیر قابض چیز کا مستحق ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر مدعیٰ علیہ اقرار نہ کرے تو اس پر قسم کھانا لازم ہے، اگر قسم سے انکار کرے گا تو مدعی کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ تیسرے یہ کہ مدعی کے گواہ مدعیٰ علیہ کی قسم پر مقدم ہیں اگر گواہ نہ ہوں تو اس سے قسم لی جاوے۔ چوتھے یہ کہ دوران مقدمہ میں ایک فریق دوسرے کو فاسق و فاجر وغیرہ الفاظ کہے تو اسے برداشت کرنا پڑیں گے حاکم فسق کا ثبوت نہ مانگے گا بخلاف گواہ کے کہ اگر مدعیٰ علیہ مدعی کے گواہوں کو فاسق کہے تو حاکم ان کی عدالت کی تحقیق کرے گا۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۶۰)

عورت کی اور نہ اُس کی جس کو اُس سے عداوت ہے جس کے خلاف گواہی دیتا ہے اور نہ اُس کی جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو چکا ہو اور نہ اُس کے موافق جس کا یہ تابع ہے (یعنی اس کا کھانا پینا جس کے ساتھ ہو) اور نہ اُس کی جو وِلا یا قرابت میں متہم ہو۔(7)

(7) جامع الترمذی، کتاب الشھادات، باب ماجاء فیمن لا تجوز شھادتہ، الحدیث:۲۳۰۵، ج۴، ص۸۴۔

حکیم الامت کے مدنی پھول

۱۔ خیانت ضد ہے امانت کی، کسی کا مال ناحق دبالینا، خیانت کی بہت صورتیں ہیں یہاں یا تو خیانت سے یہ مال مارلینا مراد ہے یا اس سے ہرفسق و بدکاری مراد۔ گناہ کبیرہ کرنا یا گناہ صغیرہ پر اڑ جانا اسے کرتے رہنا فسق ہے اور ہر فسق خیانت ہے کہ اس میں حق اللہ اور حق شرع کا مارنا ہے اس لیے ہر فاسق خائن ہے، مرقات نے یہاں خائن کے یہ ہی معنی کیے یعنی فاسق، اشعۃ اللمعات نے بھی اسی معنی کو ترجیح دی۔ مطلب یہ ہے کہ فاسق معلن کی گواہی قاضی کے ہاں قبول نہیں قرآن کریم فرماتا ہے:"وَ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ" اپنے میں سے دو عادلوں و پرہیزگاروں کو گواہ بناؤ اس لیے فقہاء فرماتے ہیں کہ شرابی، زانی، چور، داڑھی منڈے وغیرہم فساق کی گواہی قبول نہیں اس حکم کا ماخذ یہ ہی حدیث اور یہ ہی آیت ہے۔

۲۔ خیال رہے کہ کوڑوں کی سزا کنوارے زانی کو بھی دی جاتی ہے (سو کوڑے) اور شرابی کو بھی (اسی ۸۰ کوڑے) اور پارسا عورت کو زنا کی تہمت لگانے والے کو بھی (اسی ۸۰ کوڑے) مگر یہاں مراد یہ تیسرا شخص ہے تہمت کی سزا والا کیونکہ مردود الشہادت صرف یہ ہی شخص ہے نہ کہ پہلے دو، اس پر ساری امت کا اجماع بھی ہے قرآن کریم کی تصریح بھی، رب تعالٰی فرماتا ہے:"وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا" اگر ہمارے امام اعظم کے ہاں قاذف تہمت لگانے والے کی گواہی توبہ کے بعد بھی قبول نہیں ہمیشہ مردود الشہادۃ رہے گا، مگر امام شافعی کے ہاں بعد توبہ اس کی گواہی قبول ہوگی، وہ فرماتے ہیں الا الذین تابوا کا تعلق لاتقبلوا سے ہے اور ہمارے ہاں اس کا تعلق فاسقون سے ہے یعنی یہ قاذفین فاسق ہیں سواء توبہ کرنے والوں کے، نیز امام شافعی کے ہاں قاذف تہمت لگاتے ہی مردود الشہادت ہے مگر ہمارے ہاں کوڑے لگنے کے بعد یعنی ہمارے ہاں گواہی رد ہونا تہمت کی سزا کا تمہ ہے، یہ حدیث ان دونوں مسئلوں میں امام اعظم کی دلیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلود یعنی کوڑے لگائے ہوئے کی گواہی مردود قرار دی اور ہمیشہ کے لیے مردود قرار دی توبہ کرے یا نہ کرے۔(مرقات و کتب فقہ) چونکہ اس جملہ کی تائید قرآن کریم سے ہورہی ہے لہذا حدیث کا یہ جزء قوی ہے۔

۳۔ بھائی سے مراد وہ ہے جس کے خلاف گواہی دے رہا ہے اسلامی بھائی چارہ مراد ہے یعنی کینہ پرور اور دشمن کی گواہی دشمن کے خلاف قبول نہیں اگرچہ وہ اس کا سگا بھائی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ یہ بوجہ دشمنی اسے نقصان پہنچانے کے لیے اس کے خلاف جھوٹی گواہی دے گا اس لیے احتیاطًا یہ لازم کردیا گیا۔

۴۔ یعنی جو غلام اپنے کو مولی کے سوائے کسی اور کا آزاد کردہ غلام بتا کر اپنی ولاء اس سے ثابت کرے یوں ہی جو شخص اپنے کو دوسرے ←

حدیث ۸: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ (عزوجل) کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ اور جھوٹی گواہی دینا۔ (8)

خاندان سے منسوب کرے ان کی گواہی قبول نہیں۔ آج کل لوگوں کو بناوٹی سید بننے کا بہت شوق ہے ایسے مصنوعی سیدوں کی گواہی مردود ہے یہ فرمان عالی بہت جامع ہے۔ عربی میں قانع کہتے ہے سائل کو اور مقنع کہتے ہیں صابر کو جو تھوڑے کھانے پر قناعت کرے، یہاں وہ شخص مراد ہے جو کسی کے گھر رہ کر اس کی عطاء پر گزارہ کر رہا ہو، چونکہ اس گھر والے کے حق میں گواہی کا نفع خود اس کو بھی پہنچے گا کہ اس کو جو مال ملے گا اس مال سے اس کو کھانا ملے گا اس لیے گواہی قبول نہیں جو گواہی خود گواہ کو نفع بخش ہو وہ قبول نہیں جیسے باپ کی گواہی اولاد کے حق میں، زوجین کی گواہی ایک دوسرے کے حق میں کہ کوئی قبول نہیں یوں قرض خواہ کی گواہی اپنے مقروض کے حق میں قبول نہیں۔

۵۔ اس میں خادم تابع لے پالک سب داخل ہیں جو کسی کی روٹی پر گزارہ کرتا ہو اس کی گواہی اس گھر والوں کے حق میں قبول نہیں کہ یہ شخص اپنی پرورش کے لیے اس کے حق میں گواہی دے گا۔

۶۔ اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر اس کے بعض اجزاء کی تائید قرآن مجید سے ہو رہی ہے اور بعض اجزاء کی تائید دیگر احادیث سے، نیز آئمہ دین کا اسی پر عمل ہے ان وجوہ سے یہ قوی ہوگئی۔ (مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج ۴، ص ۶۷۷)

(8) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرھا، الحدیث: ۱۴۴۔ (۸۸)، ص ۵۹۔

جھوٹی گواہی

احادیثِ مبارکہ میں جھوٹی گواہی کی مذمت:

حضرت سیدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ اکرم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! ضرور ارشاد فرمائیں۔'' ارشاد فرمایا: ''وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگائے تشریف فرما تھے پھر سیدھے ہوکر بیٹھے گئے اور ارشاد فرمایا: ''یاد رکھو! جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔'' (راوی فرماتے ہیں) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ ''کاش! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاموشی اختیار فرمائیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب ما قیل فی شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۶۵۴، ص ۲۰۹)

حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کبیرہ گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا اور (۴) جھوٹی قسم کھانا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب الیمین الغموس......الخ، الحدیث: ۶۶۷۵، ص ۵۵۸) ←

حدیث ۹: ابوداود وابن ماجہ نے خریم بن فاتک اور امام احمد و ترمذی نے ایمن بن خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

حضور نبی کریم، رءُوف رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اور وہ جھوٹ بولنا ہے یا فرمایا: جھوٹی گواہی دینا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب عقوق الوالدین من الکبائر، الحدیث: ۵۹۷۷، ص ۵۰۶)

جھوٹی گواہی دینا شرک کے برابر ہے:

حضرت سیِّدُنا خُریم بن فاتِک اَسدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: ''جھوٹی گواہی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ (پ ۱۷، ج: ۳۰، ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے، ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو۔

(سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب فی شھادۃ الزور، الحدیث: ۳۵۹۹، ص ۱۴۹۰)

جھوٹا گواہ جہنمی ہے:

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے کسی مسلمان کے خلاف ایسی گواہی دی جس کا وہ اہل نہیں تھا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔'' (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ، الحدیث: ۱۰۶۲۲، ج ۳، ص ۵۸۵)

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''(بروزِ قیامت) جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے حتی کہ اس کے لئے جہنم واجب ہو جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الشہادات، باب شھادۃ الزور، الحدیث: ۲۳۷۳، ص ۲۶۱۹)

شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''قیامت کی ہولناکی کے سبب پرندے چونچیں ماریں گے اور دُموں کو حرکت دیں گے اور جھوٹی گواہی دینے والا کوئی بات نہ کرے گا اور اس کے قدم ابھی زمین سے جدا بھی نہ ہوں گے کہ اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۷۶۱۶، ج ۵، ص ۳۶۲، ''لایفارق'' بدلہ ''لاتقار'')

گواہی چھپانا گویا جھوٹی گواہی دینا ہے:

حضور نبیِّ پاک، صاحبِ لَولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے گواہی چھپائی جب اسے گواہی کے لئے بلایا گیا تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۱۶۷، ج ۳، ص ۱۵۶)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں ←

روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز صبح پڑھ کر قیام کیا اور یہ فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے ساتھ برابر کر دی گئی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی:

(فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ)۔ (9)

بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بچو اللہ (عزوجل) کے لیے باطل سے حق کی طرف مائل ہو جاؤ اُس کے

نہ بتاؤں؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حالتِ اِحْتِباء میں تشریف فرما تھے پھر ہاتھ چھوڑ کر اپنی زبانِ حق ترجمان کو پکڑا اور ارشاد فرمایا: ''جان لو! اور جھوٹ بولنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، الحدیث: ۳۸۳، ج۱، ص ۲۹۲)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔'' پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ (پ۵، النساء: ۴۸)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا طوفان باندھا۔

(پھر ارشاد فرمایا:) ''اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' اس کے بعد یہ آیتِ مبارکہ پڑھی:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ (پ۲۱، لقمان: ۱۴)

ترجمۂ کنز الایمان: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سہارا لئے بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر تشریف فرما ہو گئے اور ارشاد فرمایا: ''جان لو! اور جھوٹ بولنا (بھی کبیرہ گناہ ہے)۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۲۹۳، ج۱۸، ص ۱۴۰، ''فقعد'' بدلہ ''فاستفز'')

بلا عذر گواہی چھپانا

قرآنِ مجید میں گواہی چھپانے کی مذمت:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (پ۳، البقرۃ: ۲۸۳)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے۔

حدیثِ پاک میں گواہی چھپانے کی مذمت:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جب کسی کو گواہی کے لئے بلایا جائے اس وقت اس نے گواہی چھپائی تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث: ۴۱۶۷، ج۳، ص ۱۵۶)

(9) پ۱۷، الحج: ۳۰، ۳۱.

ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔(10)

حدیث ۱۰: بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر جو اُن کے بعد ہیں پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ اُن کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہوں گے۔(11)

حدیث ۱۱: ابن ماجہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جہنم واجب کر دے گا۔(12)

حدیث ۱۲: طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایسی گواہی دی جس سے کسی مرد مسلم کا مال ہلاک ہو جائے یا کسی کا خون بہایا جائے اُس نے جہنم واجب کرلیا۔(13)

حدیث ۱۳: بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر جانے ہوئے کسی کے مقدمہ کی پیروی کرے وہ اللہ (عزوجل) کی ناخوشی میں ہے جب تک اُس سے جدا نہ ہو جائے۔(14)

حدیث ۱۴: طبرانی ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا جو گواہی کے لیے بلایا گیا اور اُس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کی وہ ویسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔(15)

---

(10) سنن أبي داود، کتاب القضاء، باب في شهادة الزور، الحديث: ۳۵۹۹، ج۳، ص ۴۲۷.

والمسند، للامام أحمد بن حنبل، مسند الكوفيين، حديث خريم بن فاتك رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحديث: ۱۸۹۲۴، ج۶، ص ۴۸۵.

(11) صحيح البخاري، کتاب الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور... إلخ، الحديث: ۲۶۵۲، ج۲، ص ۱۹۳.

(12) سنن ابن ماجه، ابواب الاحكام، باب شهادة الزور، الحديث: ۲۳۷۳، ج۳، ص ۱۲۳.

(13) المعجم الكبير، الحديث: ۱۱۵۴۱، ج۱۱، ص ۱۷۲۔۱۷۳.

(14) السنن الكبرى، للبيهقي، كتاب الوكالة، باب اثم من خاصم... إلخ، الحديث: ۱۱۴۴۴، ج۶، ص ۱۳۶.

(15) المعجم الاوسط، من اسمه علي، الحديث: ۴۱۶۷، ج۳، ص ۱۵۶.

مسائل فقہیّہ

مسئلہ ۱: کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔(1)

مسئلہ ۲: مدعی (دعوے کرنے والا) کے طلب کرنے پر گواہی دینا لازم ہے اور اگر گواہ کو اندیشہ ہو کہ گواہی نہ دے گا تو صاحب حق (حق دار) کا حق تلف (ضائع) ہو جائے گا یعنی اُسے معلوم ہی نہیں ہے کہ فلاں شخص معاملہ کو جانتا ہے کہ اُسے گواہی کے لیے طلب کرتا اس صورت میں بغیر طلب بھی گواہی دینا لازم ہے۔(2)

مسئلہ ۳: شہادت فرضِ کفایہ ہے بعض نے کرلیا تو باقی لوگوں سے ساقط اور دو ہی شخص ہوں تو فرض عین ہے۔ خواہ تحمل ہو یا ادا یعنی گواہ بنانے کے لیے بلائے گئے یا گواہی دینے کے لیے دونوں صورتوں میں جانا ضروری ہے۔(3)

مسئلہ ۴: جس چیز کے گواہ ہوں اگر وہ موجل ہے یعنی اُس کے لیے کوئی میعاد ہو تو لکھ لینا چاہیے ورنہ نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔(4)

مسئلہ ۵: شہادت کے لیے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ شرائط تحمل و شرائط ادا۔

تحمل یعنی معاملہ کے گواہ بننے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

(۱) بوقتِ تحمل عاقل ہونا، (۲) انکھیارا ہونا (یعنی دیکھ سکتا ہو)، (۳) جس چیز کا گواہ بنے اُس کا مشاہدہ کرنا۔

لہٰذا مجنون یا لایعقل بچہ (ناسمجھ بچہ) یا اندھے کی گواہی درست نہیں۔ یوہیں جس چیز کا مشاہدہ نہ کیا ہو محض سنی سنائی بات کی گواہی دینا جائز نہیں۔ ہاں بعض امور کی شہادت بغیر دیکھے محض سننے کے ساتھ ہو سکتی ہے جن کا ذکر آئے گا۔ تحمل کے لیے بلوغ، حریت، اسلام، عدالت شرط نہیں یعنی اگر وقت تحمل (یعنی جس وقت گواہ بن رہا تھا) بچہ یا غلام یا کافر یا فاسق تھا مگر ادا کے وقت بچہ بالغ ہو گیا ہے غلام آزاد ہو چکا ہے کافر مسلمان ہو چکا ہے فاسق تائب ہو چکا ہے تو گواہی

---

(1) تنویر الابصار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۱۹۶۔

(2) الدر المختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۱۹۶۔

(3) البحر الرائق، کتاب الشہادات، ج۷، ص۹۷۔

(4) المرجع السابق۔

مقبول ہے۔(5)

مسئلہ ۶: شرائطِ ادا یہ ہیں۔(۱) گواہ کا عاقل (۲) بالغ (۳) آزاد (۴) انکھیارا ہونا (۵) ناطق ہونا (یعنی گفتگو کرسکتا ہو)(۶) محدود فی القذف نہ ہونا یعنی اُسے تہمت کی حد (یعنی کسی کو زنا کی جھوٹی تہمت لگانے کی شرعی سزا) نہ ماری گئی ہو(۷) گواہی دینے میں گواہ کا نفع یا دفع ضرر مقصود نہ ہونا (یعنی گواہی اپنے نفع یا نقصان دور کرنے کے لیے نہ ہو)(۸) جس چیز کی شہادت دیتا ہو اُس کو جانتا ہو اس وقت بھی اُسے یاد ہو(۹) گواہ کا فریق مقدمہ نہ ہونا (۱۰) جس کے خلاف شہادت دیتا ہے وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا (۱۱) حدود وقصاص میں گواہ کا مرد ہونا (۱۲) حقوق العباد میں جس چیز کی گواہی دیتا ہے اُس کا پہلے سے دعوٰے ہونا (۱۳) شہادت کا دعوے کے موافق ہونا۔(6)

مسئلہ ۷: شہادت کا رکن یہ ہے کہ بوقت ادا گواہ یہ لفظ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس لفظ کا یہ مطلب ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بات پر مطلع ہوا اور اب اس کی خبر دیتا ہوں۔ اگر گواہی میں یہ لفظ کہہ دیا کہ میرے علم میں یہ ہے یا میرا گمان یہ ہے تو گواہی مقبول نہیں۔(7) آج کل انگریزی کچہریوں میں ان لفظوں سے گواہی دی جاتی ہے میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں۔ یہ شرع کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: شہادت کا حکم یہ ہے کہ گواہوں کا جب تزکیہ ہو جائے (8) اُس کے موافق حکم کرنا واجب ہے اور جب تمام شرائط پائے گئے اور قاضی نے گواہی کے موافق فیصلہ نہ کیا گنہگار رہا اور مستحق عزل وتعزیر (9) ہے۔(10)

مسئلہ ۹: ادائے شہادت واجب ہونے کے لیے چند شرائط ہیں: (۱) حقوق العباد میں مدعی کا طلب کرنا اور اگر مدعی کو اس کا گواہ ہونا معلوم نہ ہو اور اس کو معلوم ہو کہ گواہی نہ دے گا تو مدعی کی حق تلفی ہوگی اس صورت میں بغیر طلب گواہی دینا واجب ہے۔(۲) یہ معلوم ہو کہ قاضی اس کی گواہی قبول کرلے گا اور اگر معلوم ہو کہ قبول نہیں کریگا تو گواہی دینا واجب نہیں۔(۳) گواہی کے لیے یہ معین ہے اور اگر معین نہ ہو یعنی اور بھی بہت سے گواہ ہوں تو گواہی دینا واجب

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الاول فی بیان تعریفھا... إلخ، ج۳، ص۴۵۰، وغیرہ۔

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الاول فی بیان تعریفھا... إلخ، ج۳، ص۴۵۰۔۴۵۱۔
والدرالمختار، کتاب الشھادات، ج۸، ص۱۹۶۔

(7) الدرالمختار، کتاب الشھادات، ج۸، ص۱۹۸۔

(8) یعنی جب قاضی گواہوں کے متعلق یہ تحقیق کرلے کہ وہ عادل اور معتبر ہیں یا نہیں۔

(9) یعنی وہ قاضی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے معزول کر کے تادیباً سزا دی جائے۔

(10) الدرالمختار، کتاب الشھادات، ج۸، ص۱۹۸۔

نہیں جب کہ دوسرے لوگ گواہی دے دیں اور وہ اس قابل ہوں کہ اُن کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر ایسے لوگوں نے شہادت دی جن کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اس نے نہ دی تو یہ گنہگار ہے اور اگر اس کی گواہی دوسروں کی بہ نسبت جلد قبول ہوگی اگرچہ دوسروں کی بھی قبول ہوگی اور اُس نے نہ دی گنہگار ہے۔ (۴) دو عادل کی زبانی اس امر کا بطلان معلوم نہ ہوا ہو جس کی شہادت دینا چاہتا ہے مثلاً مدعی نے دَین کا دعویٰ کیا ہے جس کا یہ شاہد ہے مگر دو عادل سے معلوم ہوا کہ مدعی علیہ (جس پر دعوے کیا گیا) دَین (قرض) ادا کر چکا ہے یا زوج نکاح کا مدعیہ (شوہر نکاح کا دعویٰ کرتا ہے) اور گواہ کو معلوم ہوا کہ تین طلاقیں دے چکا ہے یا مشتری غلام خرید نے کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہ کو معلوم ہوا ہے کہ مشتری اُسے آزاد کر چکا ہے یا قتل کا دعویٰ ہے اور معلوم ہے کہ ولی معاف کر چکا ہے ان سب صورتوں میں دَین و نکاح و بیع وقتل کی گواہی دینا درست نہیں۔ اور اگر خبر دینے والے عادل نہ ہوں تو گواہ کو اختیار ہے گواہی دے اور قاضی کے سامنے جو کچھ سنا ہے ظاہر کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ گواہی سے انکار کر دے۔ اور اگر خبر دینے والا ایک عادل ہو تو گواہی سے انکار نہیں کر سکتا۔ نکاح کے دعوے میں گواہ سے دو عادل نے کہا کہ ہم نے خود معاینہ کیا ہے کہ دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ یا گواہوں نے دیکھا ہے کہ مدعی اُس چیز میں اُس طرح تصرف کرتا ہے جیسے مالک کیا کرتے ہیں اور دو عادل نے ان کے سامنے یہ شہادت دی کہ وہ چیز دوسرے شخص کی ہے تو گواہی دینا جائز نہیں۔ (۵) جس قاضی کے پاس شہادت کے لیے بلایا جاتا ہے وہ عادل ہو۔ (۶) گواہ کو یہ معلوم نہ ہو کہ مقر (اقرار کرنے والا) نے خوف کی وجہ سے اقرار کیا ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے تو گواہی نہ دے مثلاً مدعی علیہ سے جبراً ایک چیز کا اقرار کرایا گیا تو اس اقرار کی شہادت درست نہیں۔ (۷) گواہ ایسی جگہ ہو کہ وہ کچہری سے قریب ہو یعنی قاضی کے یہاں جا کر گواہی دے کر شام تک اپنے مکان کو واپس آسکتا ہو اور اگر زیادہ فاصلہ ہو کہ شام تک واپس نہ آسکتا ہو تو گواہی نہ دینے میں گناہ نہیں اور اگر بوڑھا ہے کہ پیدل کچہری تک نہیں جا سکتا اور خود اُسکے پاس سواری نہیں ہے مدعی اپنی طرف سے اُسے سوار کر کے لے گیا اس میں حرج نہیں اور گواہی مقبول ہے اور اگر اپنی سواری پر جا سکتا ہو اور مدعی سوار کر کے لے گیا تو گواہی مقبول نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۰: آج کل انگریزی کچہریوں میں گواہی دینے کی جو صورت ہے وہ اہلِ معاملہ پر مخفی نہیں (پوشیدہ نہیں) وکیلِ مدعی (دعوے کرنے والے کا وکیل) جھوٹ بولنے پر زور دیتے ہیں اور وکیل مدعی علیہ جھوٹا بنانے کی کوشش کرتے ہیں ایسی گواہی سے خدا بچائے۔

مسئلہ ۱۱: مدعی نے گواہوں کو کھانا کھلایا اگر اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا طیار تھا اور گواہ اس موقع پر پہنچ گیا اُسے

---

(11) البحرالرائق، کتاب الشہادات، ج۷، ص۹۷۔۹۸.

بھی کھلا دیا تو گواہی مقبول ہے اور اگر خاص گواہوں کے لیے کھانا طیار ہوا ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی مقبول ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: حقوق اللہ میں گواہی دینا بغیر طلب مدعی بھی واجب ہے بلکہ گواہی میں تاخیر کرنا بھی اس کے لیے جائز نہیں اگر بلا عذر شرعی تاخیر کریگا فاسق ہوجائے گا اور اس کی گواہی مردود ہوگی مثلاً کسی نے اپنی عورت کو بائن طلاق دے دی ہے اسکی گواہی دینا ضروری ہے اور اگر مغلظہ طلاق کے بعد وہ دونوں میاں بی بی کی طرح رہتے ہوں اور اسے معلوم ہے اور گواہی نہیں دی کچھ دنوں کے بعد گواہی دیتا ہے مردود الشہادۃ (یعنی گواہی قابل قبول نہیں) ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: ایک شخص مر گیا اُس نے زوجہ اور دیگر وارث چھوڑے گواہوں نے گواہی دی کہ اُس نے صحت کی حالت میں ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ عورت کو تین طلاقیں دے دی ہیں یا بائن طلاق دی ہے یہ گواہی مردود ہے جب کہ وہ عورت اُسی مرد کے ساتھ رہی ہو کہ ان لوگوں نے اب تک دیکھا اور خاموش رہے لہٰذا فاسق ہو گئے۔(14)

مسئلہ ۱۴: ہلال رمضان وعید الفطر وعید اضحٰی کی شہادت دینا بھی واجب ہے اور وقف کی گواہی بھی ضروری ہے۔(15)

مسئلہ ۱۵: حدود کی گواہی میں دونوں پہلو ہیں ایک ازالہ منکر (برائی کو مٹانا) ورفع فساد (جھگڑا، فساد کو ختم کرنا) اور دوسرا مسلم کی پردہ پوشی کرنا، گواہ کو اختیار ہے کہ پہلی صورت اختیار کرے اور گواہی دے یا دوسری صورت اختیار کرے اور گواہی دینے سے اجتناب کرے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے مگر جب کہ وہ شخص بیباک ہو (یعنی گناہ کرنے سے نہ گھبراتا ہو) حدود شرعیہ کی محافظت نہ کرتا ہو۔(16)

مسئلہ ۱۶: چوری کی شہادت میں بہتر یہ کہنا ہے کہ اس نے اس شخص کا مال لے لیا یہ نہ کہے کہ چوری کی کہ اُس طرح کہنے میں احیاءِ حق بھی ہوجاتا ہے (یعنی حق بھی ثابت ہوجاتا ہے) اور پردہ پوشی بھی۔(17)

---

(12) البحرالرائق، کتاب الشہادات، ج۷، ص۹۸۔

(13) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۱۹۹۔
والبحرالرائق، کتاب الشہادات، ج۷، ص۹۷۔

(14) البحرالرائق، کتاب الشہادات، ج۷، ص۹۷۔

(15) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۱۹۹۔

(16) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۰۔

(17) الھدایۃ، کتاب الشہادات، ج۲، ص۱۱۶۔

مسئلہ ۱۷: نصاب شہادت زنا میں چار مرد ہیں بقیہ حدود وقصاص کے لیے دو مردان دونوں چیزوں میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہاں اگر کسی نے طلاق کو شراب پینے پر معلق کیا تھا اور اس کے شراب پینے کی گواہی ایک مرد اور دو عورتوں نے دی تو طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جائے گا اگرچہ حد نہیں جاری ہوگی۔(18)

مسئلہ ۱۸: کسی مرد کافر کے اسلام لانے کا ثبوت بھی دو مردوں کی شہادت سے ہوگا۔ اسی طرح مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت بھی دو مردوں کی گواہی سے ہوگا۔(19)

مسئلہ ۱۹: ولادت (بچہ جننا) وبکارت (عورت کا کنواری ہونا) اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی ان میں ایک عورت حرہ مسلمہ (مسلمان آزاد عورت) کی گواہی کافی ہے اور دو عورتیں ہوں تو بہتر اور بچہ زندہ پیدا ہوا، پیدا ہونے کے وقت رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے حق میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ مگر حق وراثت میں امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ایک عورت کی گواہی کافی نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۰: عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور ولادت کے متعلق اگر ایک مرد نے شہادت دی تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کہتا ہے میں نے بالقصد اُدھر نظر کی تھی گواہی مقبول نہیں کہ مرد کو نظر کرنا جائز نہیں۔ اور اگر یہ کہتا ہے کہ اچانک میری اُس طرف نظر چلی گئی تو گواہی مقبول ہے۔(21)

مسئلہ ۲۱: مکتب کے بچوں میں مار پیٹ جھگڑے ہو جائیں اِن میں تنہا معلم کی گواہی مقبول ہے۔(22)

مسئلہ ۲۲: ان کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلاً نکاح، طلاق، عتاق، وکالت کہ یہ مال نہیں۔(23)

مسئلہ ۲۳: کسی معاملہ میں تنہا چار عورتیں گواہی دیں جن کے ساتھ مرد کوئی نہیں یہ گواہی نامعتبر ہے۔(24)

مسئلہ ۲۴: گواہی کی ہر صورت میں یہ کہنا ضروری ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں یعنی صیغہ حال کہنا ضروری ہے اور

---

(18) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۰۔

(19) المرجع السابق، ص۲۰۱۔

(20) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۱۔

(21) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۲۔

(22) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الاول فی بیان تعریفھا... إلخ، ج۳، ص۴۷۰۔

(23) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۲۔

(24) المرجع السابق

جہاں یہ لفظ شرط نہ ہو مثلاً پانی کی طہارت اور رویت ہلال رمضان کہ یہ ازقبیل شہادت نہیں بلکہ اخبار ہے۔ شہادت کے واجب القبول ہونے کے لیے عدالت شرط ہے۔ صحتِ قضا کے لیے عدالت شرط نہیں اگر غیر عادل کی شہادت قاضی نے قبول کرلی اور فیصلہ دے دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہے اگرچہ قاضی گنہگار ہوا اور اگر قاضی کے لیے بادشاہ کا یہ حکم ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہ کرنا اور قاضی نے قبول کر لی تو فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ (25)

مسئلہ ۲۵: گواہی ایسے شخص پر دیتا ہو جو موجود ہے تو گواہ کو مدعی (دعوے کرنے والا) و مدعیٰ علیہ (جس پر دعوی کیا گیا ہے) ومشہود بہ (وہ چیز جس کے متعلق شہادت دیتا ہے) کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جب کہ مشہود بہ عین ہو اور غائب یا میت پر شہادت دیتا ہو تو اُس کا اور اُس کے باپ اور دادا کا نام لینا ضروری ہے اور اگر اُس کے باپ اور پیشہ کا نام لیا دادا کا نام نہ لیا یہ کافی نہیں ہاں اگر اس کی وجہ سے ایسا ممتاز ہو جائے کہ کسی قسم کا شبہہ باقی نہ رہے تو کافی ہے اور اگر وہ اتنا معروف ہے کہ فقط نام یا لقب ہی سے بالکل ممتاز ہو جائے تو یہی کافی ہے۔ (26)

مسئلہ ۲۶: قاضی کو اگر گواہوں کا عادل ہونا معلوم ہو تو ان کے حالات کی تحقیق کی کیا حاجت اور معلوم نہ ہو تو حدود و قصاص میں تحقیقات کرنا ہی ہے مدعیٰ علیہ اس کی درخواست کرے یا نہ کرے اور ان کے غیر میں اگر مدعیٰ علیہ ان پر طعن کرتا ہو تو ضرور ہے ورنہ قاضی کو اختیار ہے۔ اور اس زمانہ میں مخفی طور پر گواہوں کے حالات دریافت کئے جائیں علانیہ دریافت کرنے میں بڑے فتنے ہیں۔ (27)

مسئلہ ۲۷: جو چیز دیکھنے کی ہے اُسے آنکھ سے دیکھا اور جو چیز سننے کی ہے اُسے اپنے کان سے سنا مگر جس سے سُنا اُس کو بھی آنکھ سے دیکھا ہو تو گواہی دینا جائز ہے اگرچہ پردہ کی آڑ سے دیکھا ہو کہ اس نے دیکھا اور اُس نے نہ دیکھا یہ ضرور نہیں کہ اُس نے کہہ دیا ہو کہ میں نے تمھیں گواہ بنایا مثلاً دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی اس نے دونوں کو دیکھا اور دونوں کے الفاظ سُنے یا بطور تعاطی (یعنی بغیر بولے صرف لین دین کے ذریعے خرید و فروخت کرنا) دو شخصوں کے مابین بیع ہوئی جس کو خود اس نے دیکھا یہ بیع کا گواہ ہے یا مجلس نکاح میں یہ حاضر ہے الفاظ ایجاب و قبول اپنے کان سے سُنے اور دونوں کو بوقت سُننے کے دیکھ رہا ہے یہ نکاح کا گواہ ہے اگرچہ رسمی طور پر اس کو گواہی کے لیے نامزد نہ کیا ہو۔ یوہیں اگر اس کے سامنے مقر نے اقرار کیا یہ اقرار کا گواہ ہے۔ (28)

---

(25) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج ۸، ص ۲۰۲۔

(26) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج ۸، ص ۲۰۳۔

(27) الھدایۃ، کتاب الشہادات، ج ۲، ص ۱۱۸، وغیرہ۔

(28) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج ۸، ص ۲۰۵۔

مسئلہ ۲۸: جس کی بات اس نے سُنی وہ پردے میں ہے آواز سُنتا ہے مگر اُسے دیکھتا نہیں ہے اُس کے متعلق اس کی گواہی درست نہیں اگرچہ آواز سے معلوم ہورہا ہے کہ یہ فلاں کی آواز ہے ہاں اگر اسے واضح طور پر یہ معلوم ہے کہ اُس کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے یوں کہ یہ خود پہلے مکان میں گیا تھا اور دیکھ آیا تھا کہ مکان میں اُس کے سوا کوئی نہیں ہے اور یہ دروازہ پر بیٹھا رہا کوئی دوسرا مکان کے اندر گیا نہیں اور مکان میں جانے کا کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں ایسی حالت میں جو کچھ اندر سے آواز آئی اور اس نے سُنی اُس کی شہادت دے سکتا ہے۔(29)

مسئلہ ۲۹: ایک عورت نے کوئی بات کہی یہ اُس کو دیکھ رہا ہے مگر چہرہ نہیں دیکھا کہ پہچانتا اور دو شخصوں نے اس کے سامنے یہ شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے تو نام ونسب کے ساتھ یعنی فلانی عورت فلاں کی بیٹی نے یہ اقرار کیا یوں گواہی دینا جائز ہے اور اگر دیکھا نہیں فقط آواز سُنی اور دو شخصوں نے اس کے سامنے شہادت دی کہ یہ فلانی عورت ہے اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔ اور اگر چہرہ اس نے خود دیکھ لیا اور اُس نے خود اپنے مونھ سے کہہ دیا کہ میں فلانہ بنت فلاں ہوں تو جب تک وہ زندہ ہے یہ گواہی دے سکتا ہے اور اُس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہہ سکتا ہے کہ اس نے میرے سامنے یہ اقرار کیا تھا اس صورت میں اس کی ضرورت نہیں کہ دو شخص اس کے سامنے گواہی دیں کہ یہ فلانی ہے اور اُس کے مرنے کے بعد یہ شہادت دینا جائز نہیں کہ فلانی عورت نے میرے سامنے اقرار کیا جب کہ یہ خود پہچانتا نہیں محض اُس کے کہنے سے جان لیا ہو۔(30)

مسئلہ ۳۰: ایک عورت کے متعلق نام ونسب کے ساتھ گواہی دی اور عورت کچہری میں حاضر ہے حاکم نے دریافت کیا کہ اُس عورت کو پہچانتے ہو گواہ نے کہا نہیں یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر گواہوں نے یہ کہا کہ وہ عورت جس کا نام ونسب یہ ہے اُس نے جو بات کہی تھی ہم اُس کے شاہد ہیں مگر یہ ہم کو معلوم نہیں کہ یہ وہی ہے یا دوسری تو اُس نام بُردہ (جس کا نام لیا جاچکا ہے) پر شہادت صحیح ہے مگر مدعی کے ذمہ یہ ثابت کرنا ہے کہ یہ عورت جو حاضر ہے وہی ہے۔(31)

مسئلہ ۳۱: ایک شخص کے ذمہ کسی کا مطالبہ ہے وہ تنہائی میں اقرار کر لیتا ہے مگر جب لوگوں کے سامنے دریافت کرتا ہے تو انکار کر دیتا ہے صاحب حق نے یہ حیلہ کیا کہ کچھ لوگوں کو مکان کے اندر چھپا دیا اور اُس کو بلایا اور دریافت کیا اُس

---

(29) المرجع السابق، ص۲۰۶.

(30) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ...إلخ، ج۳، ص۴۵۲.

والدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۶.

(31) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ...إلخ، ج۳، ص۴۵۳.

نے یہ سمجھ کر کہ یہاں کوئی نہیں ہے اقرار کرلیا جس کو اُن لوگوں نے سُنا اگر اُن لوگوں نے دروازہ کی جھری (درز) یا سوراخ سے اُس شخص کو دیکھ لیا گواہی دینا درست ہے۔(32)

مسئلہ ۳۲: مِلک کو جانتا ہے مگر مالک کو نہیں پہچانتا مثلاً ایک مکان ہے جس کو اس نے دیکھا ہے اور اُس کے حدود اربعہ کو پہچانتا ہے اور لوگوں سے اس نے سُنا ہے کہ یہ مکان فلاں بن فلاں کا ہے جس کو یہ پہچانتا نہیں اس کو گواہی دینا جائز ہے اور گواہی مقبول ہے اور اگر مِلک و مالک دونوں کو نہیں پہچانتا مثلاً یہ سُنا ہے کہ فلاں بن فلاں کا فلاں گاؤں میں ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں نہ مکان کو دیکھا نہ مالک کو تصرف کرتے دیکھا اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں اور اگر مالک کو دیکھا ہے مگر مِلک کو نہیں دیکھا ہے مثلاً اس شخص کو خوب پہچانتا ہے اور لوگوں سے سُنتا ہے کہ فلاں جگہ اس کا ایک مکان ہے جس کے حدود یہ ہیں اس صورت میں گواہی دینا جائز نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۳: مالک و مِلک دونوں کو دیکھا ہے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ اُس مِلک میں اُس قسم کا تصرف (عمل دخل) کرتا ہے جس طرح مالک کرتے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے اور گواہ کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ اسی کی ہے پھر کچھ دنوں کے بعد وہ چیز دوسرے کے قبضہ میں دیکھی شخص اول کی مِلک کی شہادت دے سکتا ہے مگر قاضی کے سامنے اگر یہ بیان کردے گا کہ مجھے اُس کی مِلک ہونا اس طرح معلوم ہوا ہے کہ میں نے اُسے تصرف کرتے دیکھا ہے تو گواہی رد کردی جائے گی ہاں اگر دو عادل نے گواہ کو یہ خبر دی کہ یہ چیز شخصِ ثانی ہی کی ہے اس نے پہلے کے پاس امانت رکھی تھی تو اب پہلے کے لیے گواہی دینا جائز نہیں۔(34)

مسئلہ ۳۴: جو بات معروف و مشہور ہو جس میں سُن کر بھی گواہی دینا جائز ہو جاتا ہے مثلاً کسی کی موت، نکاح، نسب جب کہ دل میں یہ بات آتی ہے کہ جو کچھ لوگ کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے اُس کے متعلق اگر دو عادل یہ کہہ دیں کہ ویسا نہیں ہے جو تمھارے دل میں ہے اب گواہی دینا جائز نہیں ہاں اگر گواہ کو یقین ہے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں غلط ہے تو گواہی دے سکتا ہے اور اگر ایک عادل نے اس کے خلاف کی شہادت دی ہے تو گواہی دینا جائز ہے مگر جب دل میں یہ بات آئے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے تو ناجائز ہے۔(35)

مسئلہ ۳۵: مدعی (دعوے کرنے والا) نے ایک تحریر پیش کی کہ یہ مدعی علیہ (جس پر دعوی کیا جاتا ہے) کی تحریر

---

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ... إلخ، ج۳، ص ۴۵۳.

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ... إلخ، ج۳، ص ۴۵۳ ـ ۴۵۴.

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ... إلخ، ج۳، ص ۴۵۴.

(35) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الشھادات، فصل فی الشاھد یشھد بعدما اخبر بزوال الحق... إلخ، ج۲، ص ۱۴۰

ہے اور مدعیٰ علیہ کہتا ہے کہ یہ میری تحریر نہیں، مدعیٰ علیہ سے ایک تحریر لکھوائی گئی دونوں تحریروں کو ملایا گیا بالکل مشابہ ہیں محض اتنی بات سے مدعیٰ علیہ کی تحریر قرار دے کر اُس پر مال لازم نہیں کیا جاسکتا جب تک گواہوں سے وہ تحریر اُس کی ثابت نہ ہو اور اگر مدعیٰ علیہ اپنی تحریر بتاتا ہے مگر مال سے انکار کرتا ہے اگر وہ تحریر باضابطہ ہے یعنی اُس طرح لکھی ہے جس طرح اقرار نامہ لکھا جاتا ہے تو مدعیٰ علیہ پر مال لازم ہے۔(36)

مسئلہ ۳۶: دستاویز پر اس کی گواہی لکھی ہوئی ہے اگر اس کے سامنے دستاویز پیش ہوئی پہچان لیا کہ یہ میرے دستخط ہیں اگر واقعہ اس کو یاد آگیا اگرچہ اس سے پہلے یاد نہ تھا گواہی دینا جائز ہے۔ اور اگر اب بھی یاد نہیں آتا یا یہ یاد آتا ہے کہ میں نے اس کاغذ پر گواہی لکھی تھی مگر مال دیا گیا یہ یاد نہیں تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گواہی دینا جائز ہے۔ یہ پہچانتا ہے کہ دستخط میرے ہیں مگر معاملہ بالکل یاد نہیں اگر کاغذ اس کی حفاظت میں تھا جب تو امام ابو یوسف کے نزدیک بھی گواہی دینا جائز ہے اور فتوےٰ اس پر ہے کہ اگر اُسے یقین ہے کہ یہ دستخط میرے ہی ہیں تو چاہے کاغذ اس کے پاس ہو یا مدعی کے پاس ہو گواہی دینا جائز ہے۔(37)

مسئلہ ۳۷: دستخط پہچانتا ہے کہ میرے ہی ہیں اور مقر (اقرار کرنے والا) کا اقرار بھی یاد ہے اور مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا) کو بھی پہچانتا ہے مگر یہ یاد نہیں کہ وہ کیا وقت تھا اور کونسی جگہ تھی گواہی دینا حلال نہ ہے۔(38)

مسئلہ ۳۸: گواہوں کے سامنے دستاویز لکھی گئی مگر پڑھ کر سُنائی نہیں گئی گواہوں سے کہا جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کے گواہ ہو جاؤ ان لوگوں کو شہادت دینا جائز نہیں۔ گواہی دینا اُس وقت جائز ہے کہ اُنھیں پڑھ کر سُنا دے یا دوسرے نے دستاویز لکھی اور مقر نے خود پڑھ کر سُنائی اور یہ کہہ دیا کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس کے گواہ ہو جاؤ یا گواہوں کے سامنے خود مقر نے لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے اور مقر نے کہہ دیا جو کچھ میں نے اس میں لکھا ہے اُس کے تم گواہ ہو جاؤ۔(39)

مسئلہ ۳۹: مقر نے دستاویز لکھی اور گواہوں کو معلوم ہے جو کچھ اُس میں لکھا ہے مگر مقر نے گواہوں سے یہ نہیں کہا کہ تم اس کے گواہ ہو جاؤ اگر وہ اقرار نامہ رسم کے مطابق ہے اور گواہوں کے سامنے لکھا ہے اُن کو گواہی دینا جائز ہے۔(40)

---

(36) الدرالمختار، کتاب الشہادات، ج۸، ص۲۰۷۔

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ... إلخ، ج۳، ص۴۵۶۔

(38) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ... إلخ، ج۳، ص۴۵۶۔

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ... إلخ، ج۳، ص۴۵۶۔

(40) [illegible]

مسئلہ ۴۰: جس چیز کی گواہی دی جاتی ہے اُس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ محض اُس کا معاینہ گواہی دینے کے لیے کافی ہے جیسے بیع، اقرار، غصب، قتل کہ بائع و مشتری سے بیع کے الفاظ سُنے یا مقر سے اقرار سُنا یا غصب و قتل کرتے ہوئے دیکھا گواہی دینا دُرست ہے اس کو گواہ بنایا ہو یا نہ بنایا ہو۔ اگر گواہ نہیں بنایا ہے تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں یہ نہیں کہے گا کہ مجھے گواہ بنایا ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دینا درست نہیں جیسے کسی کو گواہی دیتے ہوئے دیکھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا یعنی یوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اُس نے یہ گواہی دی ہاں اگر اس نے اس کو گواہ بنایا تو گواہی دے سکتا ہے۔ (41)

مسئلہ ۴۱: قاضی نے اس کے سامنے فیصلہ سُنایا یہ گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں قاضی نے اس معاملہ میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ (42)

مسئلہ ۴۲: چند چیزیں وہ ہیں کہ محض شہرت اور سُننے کے بنا پر اُن کی شہادت دینا درست ہے اگرچہ اس نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو جب کہ ایسے لوگوں سے سُنا ہو جن پر اعتماد ہو۔

(۱) نکاح (۲) نسب (۳) موت (۴) قضا (۵) دخول۔

مثلاً ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک عورت کے پاس جاتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ اُس کی بی بی ہے یہ نکاح کی گواہی دے سکتا ہے۔ یا لوگوں سے سُنا ہے کہ یہ شخص فلاں کا بیٹا ہے شہادت دے سکتا ہے۔ یا ایک شخص کو دیکھا کہ لوگوں کے معاملات فیصل کرتا ہے اور لوگوں سے سُنا کہ یہ یہاں کا قاضی ہے۔ گواہی دے سکتا ہے کہ یہ قاضی ہے اگرچہ بادشاہ نے جب قاضی بنایا اس نے مشاہدہ نہیں کیا۔ یا ایک شخص کی نسبت لوگوں سے سُنا کہ مر گیا اُس کی موت کی شہادت دے سکتا ہے مگر ان صورتوں میں گواہ کو چاہیے کہ یہ ظاہر نہ کرے کہ میں نے ایسا سُنا ہے اگر سُننا بیان کر دے گا تو گواہی رد ہو جائے گی۔ (43)

مسئلہ ۴۳: مرد و عورت کو ایک گھر میں رہتے دیکھا اور یہ کہ وہ اس طرح رہتے ہیں جیسے میاں بی بی اس صورت میں نکاح کی گواہی دے سکتا ہے۔ (44)

---

(41) الھدایۃ، کتاب الشھادات، فصل ما یتحملہ الشاھد علی ضربین، ج ۲، ص ۱۱۹، وغیرہ۔

(42) الدرالمختار، کتاب الشھادات، ج ۸، ص ۲۰۸۔

(43) الھدایۃ، کتاب الشھادات، فصل ما یتحملہ الشاھد علی ضربین، ج ۲، ص ۱۲۰۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشھادۃ... إلخ، ج ۳، ص ۴۵۹۔

(44) الھدایۃ، کتاب الشھادات، فصل ما یتحملہ الشاھد علی ضربین، ج ۲، ص ۱۲۰۔

مسئلہ ۴۴: اگرکسی کے دفن میں یہ خود حاضر تھا یا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ معاینہ ہی کے حکم میں ہے اگرچہ نہ مرتے وقت حاضر تھا نہ میّت کا چہرہ کھول کر دیکھا۔ اگر اس امر کو قاضی کے سامنے بھی ظاہر کر دے گا جب بھی گواہی مقبول ہے۔(45)

مسئلہ ۴۵: کسی کے مرنے کی خبر آئی اور گھر والوں نے وہ چیزیں کیں جو اموات کے لیے کرتے ہیں مثلاً سوم۔ و ایصال ثواب(46) وغیرہ محض اتنی بات معلوم ہونے پر موت کی شہادت دینا درست نہیں جب تک معتبر آدمی یہ خبر نہ دے کہ وہ مرگیا اور اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔(47)

مسئلہ ۴۶: (۱) اصل وقف کی شہادت سُننے کی بنا پر جائز ہے شرائط کے متعلق سُن کر شہادت دینا نادرست ہے کیونکہ عام طور پر وقف ہی کی شہرت ہوا کرتی ہے اور یہ بات کہ اُس کی آمدنی اس نوعیت سے خرچ کی جائے گی اس کو خاص ہی جانتے ہیں۔(48)

❀❀❀❀❀

---

(45) المرجع السابق۔

(46) کسی فوت شدہ مسلمان کے لیے بخشش ومغفرت کی دعا اور صدقہ وخیرات کرنا۔

(47) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الثانی فی بیان تحمل الشہادۃ... إلخ، ج ۳، ص ۴۵۹۔

(48) الھدایۃ، کتاب الشہادات، فصل ما یتحملہ الشاہد علی ضربین، ج ۲، ص ۱۲۰۔

کس کی گواہی مقبول ہے اور کس کی نہیں

مسئلہ ۱: گونگے اور اندھے کی گواہی مقبول نہیں چاہے وہ پہلے ہی سے اندھا تھا یا پہلے اندھا نہ تھا وہ شے دیکھی تھی جس کی گواہی دیتا ہے مگر گواہی دینے کے وقت اندھا ہے بلکہ اگر گواہی دینے کے وقت انکھیارا ہے (آنکھوں والا) اور ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ اندھا ہو گیا اس گواہی پر فیصلہ نہیں ہوسکتا پہلے اندھا تھا گواہی رد ہو گئی پھر انکھیارا ہو گیا اور اسی معاملہ میں گواہی دی اب قبول ہو گی۔ (1)

مسئلہ ۲: کافر کی گواہی مسلم کے خلاف قبول نہیں۔ مرتد کی گواہی اصلاً مقبول نہیں۔ ذمی کی گواہی ذمی پر قبول ہے اگرچہ دونوں کے مختلف دین ہوں مثلاً ایک یہودی ہے دوسرا نصرانی (عیسائی)۔ یوہیں ذمی کی شہادت مستامن پر درست ہے اور مستامن کی ذمی پر درست نہیں۔ ایک مستامن دوسرے مستامن پر گواہی دے سکتا ہے جب کہ دونوں ایک سلطنت کے رہنے والے ہوں۔ (2)

مسئلہ ۳: دو شخصوں میں دنیوی عداوت (کسی دنیاوی معاملے کی وجہ سے دشمنی) ہو تو ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول نہیں اور اگر دین کی بنا پر عداوت ہو تو قبول کی جاسکتی ہے جبکہ اُن کے مذہب میں مخالف مذہب کے مقابل جھوٹی گواہی دینا جائز نہ ہو اور وہ حد کفر کو بھی نہ پہنچا ہو۔ (3) آج کل کے وہابی اولاً کفر کی حد کو پہنچ گئے ہیں دوم تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سنیوں کے مقابل میں جھوٹ بولنے میں بالکل باک نہیں رکھتے (خوف نہیں رکھتے) ان کی گواہی سنیوں کے مقابل ہرگز قابل قبول نہیں۔

مسئلہ ۴: جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اُس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کریگا تو گواہی قبول نہیں۔ (4)

مسئلہ ۵: جس کا کسی عذر کی وجہ سے ختنہ نہیں ہوا ہے یا اُس کے انثیین (خصیے) نکال ڈالے گئے ہوں یا مقطوع

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۳، ص ۴۶۴۔

(2) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۱۶۔

(3) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۱۴۔

(4) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۱۴۔

الذکر ہو یا ولدالزنا ہو یا خنثےٰ (ہیجڑا) ہو اُس کی گواہی مقبول ہے۔ (5)

مسئلہ ۶: بھائی کی گواہی بھائی کے لیے بھتیجے کی چچا کے لیے یا چچا کی اولاد کے لیے یا بالعکس یا ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد کے لیے یا بالعکس، ساس سسر، سالی، سالے، داماد کے لیے درست ہے۔ مابین مدعی و گواہ کے حرمت رضاعت یا مصاہرت ہو گواہی قبول ہے۔ (6)

مسئلہ ۷: ملازمین سلطنت اگر ظلم پر اعانت نہ کرتے ہوں تو ان کی گواہی مقبول ہے۔ کسی امیر کبیر نے دعویٰ کیا اُس کے ملازمین اور رعایا کی گواہی اُس کے حق میں مقبول نہیں۔ یوہیں زمیندار کے حق میں اسامیوں (7) کی گواہی مقبول نہیں۔ (8)

مسئلہ ۸: غلام اور بچہ کی گواہی اور وہ لوگ جو دنیا کی باتوں سے بے خبر رہتے ہیں یعنی مجذوب یا مجذوب صفت ان کی گواہی بھی مقبول نہیں۔ غلام نے یا کسی نے بچپن میں کسی معاملہ کو دیکھا تھا آزاد ہونے اور بالغ ہونے کے بعد گواہی دیتا ہے یا زمانہ کفر میں مشاہدہ کیا تھا اسلام لانے کے بعد مسلم کے خلاف گواہی دیتا ہے مقبول ہے کہ مانع موجود نہ رہا۔ (9)

مسئلہ ۹: جس پر حد قذف قائم کی گئی (یعنی کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور ثبوت نہیں دے سکا اس وجہ سے اُس پر حد ماری گئی) اُس کی گواہی کبھی مقبول نہیں اگرچہ تائب ہو چکا ہو ہاں کافر پر حد قذف قائم ہوئی پھر مسلمان ہو گیا تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ جس کا جھوٹا ہونا مشہور ہے یا جھوٹی گواہی دے چکا ہے جس کا ثبوت ہو چکا ہے اُس کی گواہی مقبول نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: زوج و زوجہ میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں مقبول نہیں بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہے اور ابھی عدت میں ہے جب بھی ایک کی گواہی دوسرے کے حق میں قبول نہیں بلکہ گواہی دینے کے بعد نکاح ہوا اور ابھی

---

(5) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۱۶۔

(6) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۱۶۔

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۳، ص۴۷۰۔

(7) کاشتکار، وہ لوگ جو کاشتکاری کے لیے زمیندار سے ٹھیکے پر زمین لیتے ہیں۔

(8) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۱۷۔

(9) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۰۔

(10) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۱۔

فیصلہ نہیں ہوا ہے یہ گواہی بھی باطل ہوگئی اور ان میں ایک کی گواہی دوسرے کے خلاف مقبول ہے۔ مگر شوہر نے عورت کے زنا کی شہادت دی تو یہ گواہی مقبول نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۱: فرع کی گواہی اصل کے لیے اور اصل کی فرع کے لیے یعنی اولاد اگر ماں باپ دادا دادی وغیرہم اصول کے حق میں گواہی دیں یا ماں باپ دادا دادی وغیرہم اپنی اولاد کے حق میں گواہی دیں یہ نامقبول ہے۔ ہاں اگر باپ بیٹے کے مابین مقدمہ ہے اور دادا نے باپ کے خلاف پوتے کے حق میں گواہی دی تو مقبول ہے اور اصل نے فرع کے خلاف یا فرع نے اصل کے خلاف گواہی دی تو مقبول ہے۔ مگر میاں بی بی میں جھگڑا ہے اور بیٹے نے باپ کے خلاف ماں کے موافق گواہی دی تو مقبول نہیں یہاں تک کہ اس کی سوتیلی ماں نے اس کے باپ پر طلاق کا دعویٰ کیا اور اس کی ماں زندہ ہے اور اس کے باپ کے نکاح میں ہے اس نے طلاق کی گواہی دی یہ مقبول نہیں کہ اس میں اس کی ماں کا فائدہ ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جس کی گواہی بیٹے دیتے ہیں اور وہ شخص طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اسکی دو صورتیں ہیں ان کی ماں طلاق کا دعویٰ کرتی ہے یا نہیں اگر کرتی ہے تو بیٹوں کی گواہی قبول نہیں اور مدعی نہیں ہے تو مقبول ہے۔(13)

مسئلہ ۱۳: بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ ہماری سوتیلی ماں معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی اور وہ منکر ہے (انکار کرتی ہے) اگر ان لڑکوں کی ماں زندہ ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر زندہ نہیں ہے تو دو صورتیں ہیں باپ مدعی ہے یا نہیں اگر باپ مدعی ہے جب بھی مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔(14)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر نکاح کیا بیٹے یہ کہتے ہیں کہ تین طلاقیں دی تھیں اور بغیر حلالہ کے نکاح کیا باپ اگر مدعی ہے تو مقبول نہیں ورنہ مقبول ہے۔(15)

مسئلہ ۱۵: دو شخص باہم شریک ہیں اُن میں ایک دوسرے کے حق میں اُس شے کے بارے میں شہادت دیتا ہے جو دونوں کی شرکت کی ہے یہ گواہی مقبول نہیں کہ خود اپنی ذات کے لیے یہ گواہی ہوگئی اور اگر وہ چیز شرکت کی نہ ہو تو

---

(11) الدرالمختار، وردالمحتار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۲۲.

(12) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۲۲.

(13) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۷، ص ۱۳۶.

(14) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۷، ص ۱۳۷.

(15) المرجع السابق.

گواہی مقبول ہے۔(16)

مسئلہ ۱۶: گاؤں کے زمینداروں نے یہ شہادت دی کہ یہ زمین اسی گاؤں کی ہے یہ شہادت مقبول نہیں کہ یہ شہادت اپنی ذات کے لیے ہے یوہیں کوچہ غیر نافذہ (ایسی گلی جو کچھ فاصلہ کے بعد بند ہو یعنی عام راستہ نہ ہو) کے رہنے والے ایک نے دوسرے کے حق میں ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے۔ یہ گواہی مقبول نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۷: محلہ کے لوگوں نے مسجد محلہ کے وقف کی شہادت دی کہ یہ چیز اس مسجد پر وقف ہے یا اہلِ شہر نے مسجد جامع کے اوقاف کی شہادت دی یا مسافروں نے یہ گواہی دی کہ یہ چیز مسافروں پر وقف ہے مثلاً مسافر خانہ یہ گواہیاں مقبول ہیں۔علمائے مدرسہ نے مدرسہ کی جائداد موقوفہ (وہ جائیداد جو راہ خدا عزوجل میں وقف کی گئی ہو) کی گواہی دی یا کسی ایسے شخص نے گواہی دی جس کا بچہ مدرسہ میں پڑھتا ہے یہ گواہی بھی مقبول ہے۔(18)

مسئلہ ۱۸: اہلِ مدرسہ نے آمدنی وقف کے متعلق کوئی ایسی گواہی دی جس کا نفع خود اس کی طرف بھی عائد ہوتا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔(19)

مسئلہ ۱۹: کسی کاریگر کے پاس کام سیکھنے والے جن کی نہ کوئی تنخواہ ہے نہ مزدوری پاتے ہیں اپنے اُستاد کے پاس رہتے اور اُس کے یہاں کھاتے پیتے ہیں ان کی گواہی اُستاد کے حق میں مقبول نہیں۔(20)

مسئلہ ۲۰: اجیر خاص جو ایک مخصوص شخص کا کام کرتا ہے کہ اُن اوقات میں دوسرے کا کام نہیں کرسکتا خواہ وہ نوکر ہو جو ہفتہ وار، ماہوار، ششماہی، برسی (سالانہ) پر تنخواہ پاتا یا روزانہ کا مزدور ہو کہ صبح سے شام تک کا مثلاً مزدور ہے دوسرے دن مستاجر (مزدوری دے کر کام کروانے والا) نے بلایا تو کام کریگا ورنہ نہیں ان سب کی گواہی مستاجر کے حق میں مقبول نہیں اور اجیر مشترک جسے اجیر عام بھی کہتے ہیں جیسے درزی، دھوبی کہ یہ سبھی کے کپڑے سیتے اور دھوتے ہیں کسی کے نوکر نہیں کام کریں گے تو مزدوری پائیں گے ورنہ نہیں ان کی گواہی مقبول ہے۔(21)

(16) الدرالمختار، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج۸،ص ۲۲۳۔

(17) الدرالمختار، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج۸،ص ۲۲۳۔

(18) البحرالرائق، کتاب الشھادات، باب تقبل شھادتہ ومن لاتقبل، ج ۷،ص ۱۴۱۔

(19) المرجع السابق،ص ۱۴۰۔

(20) الھدایۃ، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ ومن لاتقبل، ج ۲،ص ۱۲۲۔

(21) الھدایۃ، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ ومن لاتقبل، ج ۲،ص ۱۲۲۔

←

مسئلہ ۲۱: مخنث (ہیجڑا) جس کے اعضا میں لچک اور کلام میں نرمی ہو کہ یہ خلقی چیز ہے اس کی شہادت مقبول ہے اور جو برے افعال کراتا ہو اُس کی گواہی مردود۔ یوہیں گویا اور گانے والی عورت ان کی گواہی مقبول نہیں اور نوحہ کرنے والی(22) جس کا پیشہ ہو کہ دوسرے کے مصائب میں جاکر نوحہ کرتی ہو اسکی گواہی مقبول نہیں اور اگر اپنی مصیبت پر بے اختیار ہوکر صبر نہ کرسکی اور نوحہ کیا تو گواہی مقبول ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: جو شخص انکل پچو (اوٹ پٹانگ) باتیں اُڑاتا ہو یا کثرت سے قسم کھاتا ہو یا اپنے بچوں کو یا دوسروں کو گالی دینے کا عادی ہو یا جانور کو بکثرت گالی دیتا ہو جیسا یکہ(24) تانگہ گاڑی(25) والے اور ہل جوتنے والے کہ خوانخواہ جانوروں کو گالیاں دیتے رہتے ہیں ان کی گواہی مقبول نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۳: جو شاعر ہجو کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں اور مرد صالح نے ایسا شعر پڑھا جس میں فحش (بیہودہ بات) ہے تو اس کی گواہی مردود نہیں۔ یوہیں جس نے جاہلیت کے اشعار سیکھے اگر یہ سیکھنا عربیت کے لیے ہو تو گواہی مردود نہیں۔ اگرچہ ان اشعار میں فحش ہو۔(27)

مسئلہ ۲۴: جس کا پیشہ کفن اور مردہ کی خوشبو بیچنے کا ہو کہ وہ اس انتظار میں رہتا ہو کہ کوئی مرے اور کفن فروخت ہو اس کی گواہی مقبول نہیں۔(28) یہاں ہندوستان میں ایسے لوگ نہیں پائے جاتے جو یہ کام کرتے ہوں عام طور پر بزاز (کپڑا بیچنے والا) کے یہاں سے کفن لیا جاتا ہے اور پنساریوں (دیسی دوائیاں، جڑی بوٹی بیچنے والے) کے یہاں سے لوبان(29) وغیرہ لیتے ہیں۔ ہاں شہروں میں تکیہ دار فقیر (قبرستان میں رہنے والا فقیر) جو گورکن (قبر کھودنے والا) ہوتے ہیں یا گورکنی نہ بھی کرتے ہوں تو چادر وغیرہ لینا اُن کا کام ہے اور اُسی پر اُن کی گزر اوقات ہے اُن کی

والبحرالرائق، کتاب الشہادات، باب تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۷، ص ۱۳۹۔

(22) میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کرکے آواز سے رونے والی۔

(23) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۲۵۔

(24) ایک قسم کی گاڑی جس میں صرف ایک ہی گھوڑا جوتا جاتا ہے۔

(25) وہ گھوڑا گاڑی جس میں آگے پیچھے چھ سواریاں بیٹھ سکتی ہیں۔

(26) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۲۶۔

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۴۶۸۔

(28) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۲۷۔

(29) ایک قسم کا گوند جو آگ پر رکھنے سے خوشبو دیتا ہے۔

نسبت بارہا ایسا سنا گیا ہے یہاں تک کہ وبا کے زمانہ میں یہ لوگ کہتے ہیں آج کل خوب سہا لگ ہے۔(خوشی کے دن ہیں)لوگوں کے مرنے پر یہ لوگ خوش ہوتے ہیں ایسے لوگ قابلِ قبول شہادت نہیں۔

مسئلہ ۲۵: جس کا پیشہ دلالی ہو کہ وہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہے اسکی گواہی مقبول نہیں۔(30) وکالت و مختاری کا پیشہ کرنے والوں کی نسبت عموماً یہ بات مشہور ہے کہ جان بوجھ کر جھوٹ کو سچ کرنا چاہتے ہیں بلکہ گواہوں کو جھوٹ بولنے کی تعلیم و تلقین کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶: خمر یعنی انگوری شراب ایک مرتبہ پینے سے بھی فاسق اور مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے(یعنی اس کی گواہی قبول نہیں ہوتی) اور اس کے علاوہ دوسری شراب پینے کا عادی ہو اور لہو کے طور پر پیتا ہو تو اُس کی شہادت بھی مردود ہے۔اور اگر علاج کے طور پر کسی نے ایسا کیا اگرچہ یہ بھی ناجائز ہے مگر اختلاف کی وجہ سے فسق سے بچ جائے گا۔(31)

مسئلہ ۲۷: جانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی(مرغ لڑانا)، کبوتر بازی، (کبوتر اڑانے کا مشغلہ) بٹیر بازی(بٹیر لڑانا) کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا(دنبہ) لڑانے والے، بھینسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کہ ان کی بھی گواہی مقبول نہیں ہاں اگر محض دل بہلنے کے لیے کسی نے کبوتر پال لیا ہے بازی نہیں کرتا یعنی اُڑاتا نہ ہو تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لینا ہے۔(32)

مسئلہ ۲۸: جو شخص کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ جو مجلس فجور میں بیٹھتا ہے اگرچہ وہ خود اس حرام کا مرتکب نہیں ہے اُس کی گواہی بھی مقبول نہیں ہے۔(33)

مسئلہ ۲۹: حمام میں برہنہ غسل کرنے والا، سود خوار اور جواری اور چوسر(ایک قسم کا کھیل)، پچیسی(34) کھیلنے والا اگرچہ اس کے ساتھ جوا شامل نہ ہو یا شطرنج(35) کے ساتھ جوا کھیلنے والا یا اس کھیل میں نماز فوت کر دینے والا یا شطرنج راستہ پر کھیلنے والا ان سب کی گواہی مقبول نہیں۔(36)

---

(30) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۸.

(31) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۸.

(32) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۹، وغیرہ.

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص۴۶۶.

(34) ایک قسم کا کھیل جو سات کوڑیوں سے کھیلا جاتا ہے۔

(35) ایک قسم کا کھیل جو ۶۴ چکور خانوں کی بساط پر دو رنگ کے ۳۲ مہروں سے کھیلا جاتا ہے۔

(36) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۳۰.

مسئلہ ۳۰: جو عبادتیں وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہو جاتی ہیں جیسے نماز روزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے مؤخر کرے فاسق مردود الشہادۃ ہے اور جن کے لیے وقت معین نہیں جیسے زکوٰۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔(37)

مسئلہ ۳۱: بلا عذر جمعہ ترک کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کاہلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔(38) یہ عذر اُس وقت مسموع ہوگا (قبول ہوگا) کہ ایک ہی جگہ جمعہ ہوتا ہو یا کئی جگہ جمعہ ہوتا ہے مگر سب امام اسی قسم کے ہوں۔

مسئلہ ۳۲: محض کاہلی اور سستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لیے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا امام گمراہ بدعتی ہے اس وجہ سے اُس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔(39)

مسئلہ ۳۳: فاسق نے توبہ کر لی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اُس پر ظاہر ہو جائیں اُس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لیے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔(40)

مسئلہ ۳۴: جو شخص بزرگانِ دین، پیشوایانِ اسلام مثلاً صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برے الفاظ سے علانیہ یاد کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول نہیں۔ اُنھیں بزرگانِ دین سلف صالحین میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں مثلاً روافض (41) کہ صحابہ کرام کی شان میں دشنام بکتے ہیں (بیہودہ بکتے ہیں) اور غیر مقلدین (42) کہ ائمہ مجتہدین خصوصاً امام اعظم کی شان میں سب وشتم (لعن طعن) و بیہودہ گوئی کرتے ہیں۔(43)

والفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۴۶۶.

(37) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۴۶۶.

(38) المرجع السابق.

(39) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۴۶۶.

(40) المرجع السابق، ص ۴۶۸.

(41) رافضی کی جمع تفصیل کے لیے دیکھیے بہار شریعت، ج ۱۔

(42) تفصیل کے لیے دیکھیے بہار شریعت، ج ۱،

(43) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج ۳، ص ۴۶۸، وغیرہ.

مسئلہ ۳۵: جو شخص حقیر و ذلیل افعال کرتا ہو اُس کی شہادت مقبول نہیں جیسے راستہ پر پیشاب کرنا۔ راستہ پر کوئی چیز کھانا۔ بازار میں لوگوں کے سامنے کھانا۔ صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر بغیر کرتہ پہنے یا بغیر چادر اوڑھے گزرگاہ عام پر چلنا۔ لوگوں کے سامنے پاؤں دراز کر کے بیٹھنا۔ ننگے سر ہو جانا جہاں اس کو خفیف و بے ادبی وقلت حیا تصور کیا جاتا ہو۔(44)

مسئلہ ۳۶: دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے فلاں شخص کو وصی مقرر کیا ہے اگر یہ شخص مدعی (دعوٰی کرنے والا) ہو تو گواہی مقبول ہے۔ اور منکر ہو تو مقبول نہیں کیوں کہ قبول وصیت پر قاضی کسی کو مجبور نہیں کرسکتا۔ اسی طرح میت کے دائن (مقروض) یا مدیون (مقروض) یا موصیٰ لہٗ (میت نے جس کے لیے وصیت کی ہے) نے گواہی دی کہ میت نے فلاں شخص کو وصی بنایا ہے تو ان کی گواہیاں بھی مقبول ہیں۔(45)

مسئلہ ۳۷: دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارا باپ پردیس چلا گیا ہے اُس نے فلاں شخص کو اپنا قرضہ اور دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں وہ شخص ثالث وکالت کا مدعی ہو یا منکر دونوں کا ایک حکم ہے۔ اور اگر ان کا باپ یہیں موجود ہو تو دعوٰی ہی مسموع نہیں شہادت کس بات کی ہوگی۔ وکیل کے بیٹے پوتے یا باپ دادا نے وکالت کی گواہی دی نامقبول ہے۔(46)

مسئلہ ۳۸: دو شخص کسی امانت کے امین ہیں اُنھوں نے گواہی دی کہ یہ امانت اُس کی مِلک ہے جس نے ان کے پاس رکھی ہے گواہی مقبول ہے اور اگر یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص جو اس چیز کا دعوٰی کرتا ہے اس نے خود اقرار کیا ہے کہ امانت رکھنے والے کی مِلک ہے تو گواہی مقبول نہیں مگر جب کہ ان دونوں نے امانت اُس شخص کو واپس دے دی ہو جس نے رکھی تھی۔(47)

---

(44) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، الفصل الثانی، ج۳، ص ۴۶۸.

والھدایۃ، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۲، ص ۱۲۳.

وفتح القدیر، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۶، ۴۸۵، ۴۸۶.

(45) الھدایۃ، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۲، ص ۱۲۴.

(46) الھدایۃ، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۲، ص ۱۲۵.

وفتح القدیر، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل شہادتہ، ج۶، ص ۴۹۴، ۴۹۵.

والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص ۲۳۲.

(47) فتح القدیر، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل شہادتہ، ج۶، ص ۴۹۴، ۴۹۵.

مسئلہ ۳۹: دومرتہن یہ گواہی دیتے ہیں کہ مرہون شے (گروی رکھی گئی چیز) اُس کی مِلک ہے جو دعویٰ کرتا ہے گواہی مقبول ہے اور اُس چیز کے ہلاک ہونے کے بعد یہ گواہی دیں تو نا مقبول ہے مگر ان دونوں کے ذمہ اُس چیز کا تاوان لازم ہوگیا یعنی مدعی (دعوے کرنے والا) کو اُس کی قیمت ادا کریں کہ ان دونوں نے غصب کا خود اقرار کرلیا اور اگر مرتہن یہ گواہی دیں کہ خود مدعی نے مِلک راہن (گروی رکھنے والے کی ملکیت) کا اقرار کیا تھا تو مقبول نہیں اگرچہ مرہون ہلاک ہو چکا ہو۔ ہاں اگر راہن کو واپس کرنے کے بعد یہ گواہی دیں تو مقبول ہے۔ ایک شخص نے مرتہن پر دعویٰ کیا کہ مرہون چیز میری ہے اور مرتہن منکر ہے اور راہن نے گواہی دی تو قبول نہیں مگر راہن پر تاوان لازم ہے۔ (48)

مسئلہ ۴۰: غاصب نے (ناجائز قبضہ کرنے والے نے) شہادت دی کہ مغصوب چیز (وہ چیز جس پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہو) مدعی کی ہے مقبول نہیں مگر جب کہ جس سے غصب کی تھی اُس کو واپس دینے کے بعد گواہی دی تو قبول ہے اور اگر غاصب کے ہاتھ میں چیز ہلاک ہوگئی پھر مدعی کے حق میں شہادت دی تو مقبول نہیں۔ (49)

مسئلہ ۴۱: بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی اور قبضہ کر چکا مشتری گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے مقبول نہیں۔ اور اگر قاضی نے اس بیع کو توڑ دیا یا خود بائع و مشتری نے اپنی رضا مندی سے توڑ دیا اور چیز ابھی مشتری کے پاس ہے اور مشتری نے مدعی کے حق میں گواہی دی مقبول نہیں۔ اور اگر مبیع بائع کو واپس کر دینے کے بعد مدعی کے حق میں گواہی دیتا ہے قبول ہے۔ (50)

مسئلہ ۴۲: مشتری نے جو چیز خریدی ہے اُس کے متعلق گواہی دیتا ہے کہ مدعی کی مِلک ہے اگرچہ بیع کا اقالہ ہو چکا ہو یا عیب کی وجہ سے بغیر قضائے قاضی (قاضی کے فیصلہ کے بغیر) واپس ہو چکی ہو گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں بائع نے بیع کے بعد یہ گواہی دی کہ مبیع مِلک مدعی ہے یہ مقبول نہیں۔ اگر بیع کو اس طرح پر رد کیا گیا ہو جو فسخ (ختم کرنا) قرار پائے تو گواہی مقبول ہے۔ (51)

مسئلہ ۴۳: مدیون کی یہ گواہی کہ دَین جو اس پر تھا وہ اس مدعی کا ہے مقبول نہیں اگرچہ دَین ادا کر چکا ہو۔ مستاجر نے گواہی دی کہ مکان جو میرے کرایہ میں ہے مدعی کی مِلک ہے اور مدعی یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے یہ مکان مدعیٰ علیہ نے اسے کرایہ پر دیا تھا یہ گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر مدعی یہ کہتا ہے کہ بغیر میرے حکم کے دیا گیا تو مقبول ہے

---

(48) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ٦، ص ۴۹۴۔

(49) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ٦، ص ۴۹۴۔

(50) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ٦، ص ۴۹۴۔

(51) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ٦، ص ۴۹۴۔

اور جو شخص بغیر کرایہ مکان میں رہتا ہے اُس کی گواہی مدعی کے موافق ومخالف دونوں مقبول۔(52)

مسئلہ ۴۴: ایک شخص کو وکیل بالخصومۃ کیا (مقدمے کا وکیل بنایا) اُس نے قاضی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے پاس مقدمہ پیش کیا پھر موکل نے وکیل کو معزول کر کے قاضی کے پاس پیش کیا۔ وکیل نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر قاضی کے پاس وکیل نے مقدمہ پیش کر دیا اس کے بعد وکیل کو معزول کیا تو گواہی مقبول نہیں۔(53)

مسئلہ ۴۵: وصی کو قاضی نے معزول کر کے دوسرا وصی اُس کے قائم مقام مقرر کیا یا ورثہ بالغ ہو گئے اب وہ وصی یہ گواہی دیتا ہے کہ میت کا فلاں شخص پر دَین ہے یہ گواہی نا مقبول اور معزولی سے قبل کی گواہی تو بدرجہ اولیٰ نا مقبول ہے۔(54)

مسئلہ ۴۶: جو شخص کسی معاملہ میں خصم (حریف) ہو چکا اُس معاملہ میں اُسکی گواہی مقبول نہیں اور جو ابھی تک خصم نہیں ہوا نے گواہی دی کہ چیز مدعی کی ہے تو گواہی مقبول نہیں چیز واپس کر چکا ہو یا ہے مگر قریب ہونے کے ہے اُس کی گواہی مقبول ہے پہلے کی مثال وصی ہے دوسرے کی مثال وکیل بالخصومۃ ہے جس نے قاضی کے یہاں دعویٰ نہیں کیا اور معزول ہو گیا۔(55)

مسئلہ ۴۷: وکیل بالخصومۃ نے قاضی کے یہاں ایک ہزار روپے کا دعویٰ کیا اس کے بعد موکل نے اُسے معزول کر دیا اس کے بعد وکیل نے موکل کے لیے یہ گواہی دی کہ اس کی فلاں شخص کے ذمہ سو اشرفیاں ہیں یہ گواہی مقبول ہے کہ یہ دوسرا دعویٰ ہے جس میں یہ شخص وکیل نہ تھا۔(56)

مسئلہ ۴۸: دو شخصوں نے میت کے ذمہ دَین کا دعویٰ کیا ان کی گواہی دو شخصوں نے دی پھر ان دونوں گواہوں نے اُسی میت پر اپنے دَین کا دعویٰ کیا اور ان مدعیوں نے ان کے موافق شہادت دی سب کی گواہیاں مقبول ہیں۔(57)

مسئلہ ۴۹: دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے فلاں اور فلاں کے لیے ایک ہزار کی وصیت کی ہے اور ان

---

(52) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، ج ۶ ص ۴۹۴.

(53) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، ج ۶ ص ۴۹۴.

(54) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۳۲.

(55) تبیین الحقائق، کتاب الدیات، باب القسامۃ، ج ۷، ص ۳۶۰.

(56) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۳۲.

(57) المرجع السابق، ص ۲۳۴.

دونوں نے بھی اُن گواہوں کے لیے یہی شہادت دی کہ میت نے اُن کے لیے ہزار کی وصیت کی ہے تو ان میں کسی کی گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر عین کی وصیت کا دعویٰ ہو اور گواہوں نے شہادت دی کہ میت نے اس چیز کی وصیت فلاں و فلاں کے لیے کی ہے اور ان دونوں نے گواہوں کے لیے ایک دوسری معین چیز کی وصیت کرنے کی شہادت دی تو سب گواہیاں مقبول ہیں۔ (58)

مسئلہ ۵۰: میت نے دو شخصوں کو وصی کیا ان دونوں نے ایک وارث بالغ کے حق میں شہادت ایک اجنبی کے مقابل میں دی اور جس مال کے متعلق شہادت دی وہ میت کا ترکہ (وہ مال واسباب جو میت چھوڑ جائے) نہیں ہے یہ گواہی مقبول ہے اور اگر میت کا ترکہ ہے تو گواہی مقبول نہیں اور اگر نابالغ وارث کے حق میں شہادت ہو تو مطلقاً مقبول نہیں میت کا ترکہ ہو یا نہ ہو۔ (59)

مسئلہ ۵۱: جرح مُجرّد (یعنی جس سے محض گواہ کا فسق بیان کرنا مقصود ہو، حق اللہ یا حق العبد کا ثابت کرنا مقصود نہ ہو) اس پر گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً اس کی گواہی کہ یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی یا سود خوار یا شرابی ہیں یا انھوں نے خود اقرار کیا ہے کہ جھوٹی گواہی دی ہے یا شہادت سے رجوع کرنے کا انھوں نے اقرار کیا ہے یا اقرار کیا ہے کہ اجرت لے کر یہ گواہی دی ہے یا یہ اقرار کیا ہے کہ مدعی کا یہ دعویٰ غلط ہے یا یہ کہ اس واقعہ کے ہم لوگ شاہد نہ تھے ان امور پر شہادت کو نہ قاضی سُنے گا اور نہ اس کے متعلق کوئی حکم دے گا۔ (60)

مسئلہ ۵۲: مدعیٰ علیہ (جس پر دعوے کیا جائے) نے گواہوں سے ثابت کیا کہ گواہوں نے اجرت لے کر گواہی دی ہے مدعی (دعوی کرنے والا) نے ہمارے سامنے اجرت دی ہے یہ گواہی بھی مقبول نہیں کہ یہ بھی جرح مجرد ہے اور مدعی کا اجرت دینا اگرچہ امر زائد ہے مگر مدعی کا اس کے متعلق کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ اس پر شہادت لی جائے۔ (61)

مسئلہ ۵۳: جرح مُجرّد پر گواہی مقبول نہ ہونا اُس صورت میں ہے جب دربار قاضی میں یہ شہادت گزرے اور مخفی طور پر مدعیٰ علیہ نے قاضی کے سامنے اُن کا فاسق ہونا بیان کیا اور طلب کرنے پر اُس نے گواہ پیش کر دیے تو یہ شہادت مقبول ہوگی یعنی گواہوں کی گواہی رد کر دے گا اگرچہ اُن کی عدالت ثابت ہو کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے۔ (62)

---

(58) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۳۴۔

(59) الدرالمختار، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۳۵۔

(60) فتح القدیر، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۶، ص ۴۹۵۔

والھدایۃ، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۲، ص ۱۲۵۔

(61) البحرالرائق، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۷، ص ۱۲۶۔

(62) البحرالرائق، کتاب الشھادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج ۷، ص ۱۲۹۔

مسئلہ ۵۴: فسق کے علاوہ اگر گواہوں پر اور کسی قسم کا طعن کیا اور اس کی شہادت پیش کر دی مثلاً گواہ مدعی کا شریک ہے یا مدعی کا بیٹا یا باپ ہے یا احدالزوجین (یعنی میاں بیوی میں سے کوئی ایک) ہے یا اُس کا مملوک (غلام) ہے یا حقیر و ذلیل افعال کرتا ہے اس قسم کی شہادت مقبول ہے۔ (63)

مسئلہ ۵۵: جس شخص کے فسق سے عام طور پر لوگوں کو ضرر پہنچتا ہے مثلاً لوگوں کو گالیاں دیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے مسلمانوں کو ایذا پہنچاتا ہے اس کے متعلق گواہی دینا جائز ہے تاکہ حکومت کی طرف سے ایسے شریر سے نجات کی کوئی صورت تجویز ہو اور حقیقتاً یہ شہادت نہیں ہے۔ (64)

مسئلہ ۵۶: جرح اگر مجرد نہ ہو بلکہ اُس کے ساتھ کسی حق کا تعلق ہو اس پر شہادت ہوسکتی ہے مثلاً مدعیٰ علیہ نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کو کچھ روپے اس لیے دیے تھے کہ اس جھوٹے مقدمہ میں شہادت نہ دیں اور انھوں نے گواہی دے دی لہٰذا میرے روپے واپس ملنے چاہیے یا یہ دعویٰ کیا کہ مدعی کے پاس میرا مال تھا اُس نے وہ مال گواہوں کو اس لیے دے دیا کہ وہ میرے خلاف مدعی کے حق میں گواہی دیں میرا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے یا کسی اجنبی نے گواہوں پر دعویٰ کیا کہ ان لوگوں کو میں نے اتنے روپے دیے تھے کہ فلاں کے خلاف گواہی نہ دیں میرے روپے واپس دلائے جائیں اور یہ بات مدعیٰ علیہ نے گواہوں سے ثابت کر دی یا انھوں نے خود اقرار کرلیا یا قسم سے انکار کیا وہ مال ان گواہوں سے دلایا جائے گا اور اسی ضمن میں ان کے فسق کا بھی حکم ہوگا۔ اور جو گواہی یہ دے چکے ہیں رد ہو جائے گی۔ اور اگر مدعیٰ علیہ نے محض اتنی بات کہی کہ میں نے ان کو اس لیے روپے دیے تھے کہ گواہی نہ دیں اور مال کا مطالبہ نہیں کرتا تو اس پر شہادت نہیں لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد ہے۔ (65)

مسئلہ ۵۷: مدعی (دعوی کرنے والے) نے اقرار کیا ہے کہ گواہوں کو اس نے اجرت دی ہے یا اقرار کیا ہے کہ وہ فاسق ہیں، یا اقرار کیا ہے کہ اُنہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اس پر شہادت ہوسکتی ہے۔ (66)

---

(63) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۷، ص۱۷۰۔

(64) المرجع السابق۔

(65) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۶، ص۴۹۵۔

والھدایۃ، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۲، ص۱۲۵۔

والبحرالرائق، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۷، ص۱۷۱۔

(66) الھدایۃ، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لاتقبل، ج۲، ص۱۲۵۔

والدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۳۷۔

مسئلہ ۵۸: گواہوں پر یہ دعویٰ کہ انھوں نے چوری کی ہے یا شراب پی ہے یا زنا کیا ہے اس پر شہادت لی جائے گی کہ یہ جرح مجرد نہیں اس کے ساتھ حق اللہ کا تعلق ہے یعنی اگر ثبوت ہوگا تو حد قائم ہوگی اور اسی کے ساتھ وہ گواہی جو دے چکے ہیں رد کر دی جائے گی۔(67)

مسئلہ ۵۹: گواہ نے گواہی دی اور ابھی وہیں قاضی کے پاس موجود ہے باہر نہیں گیا ہے اور کہتا ہے کہ گواہی میں مجھ سے کچھ غلطی ہوگئی اس کہنے سے اُس کی گواہی باطل نہ ہوگی بلکہ اگر وہ عادل ہے تو گواہی مقبول ہے غلطی اگر اس قسم کی ہے جس سے شہادت میں کوئی فرق نہیں آتا یعنی جس چیز کے متعلق شہادت ہے اُس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوتی مثلاً یہ لفظ بھول گیا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں تو باہر سے آکر بھی یہ کہہ سکتا ہے اس کی وجہ سے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ غلطی جس سے فرق پیدا ہوتا ہے اُس کی دو صورتیں ہیں جو کچھ پہلے کہا تھا اُس سے اب زائد بتاتا ہے یا کم کہتا ہے مثلاً پہلے بیان میں ایک ہزار کہا تھا اب ڈیڑھ ہزار کہتا ہے یا پانسو اگر کمی بتاتا ہے یعنی جتنا پہلے کہا تھا اب اُس سے کم کہتا ہے یعنی مدعی (دعوی کرنے والے) کے مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہیں اس صورت میں حکم یہ ہے کہ کم کرنے کے بعد جو کچھ بچے اُس کا فیصلہ ہوگا اور زیادہ بتاتا ہو یعنی کہتا ہے بجائے ڈیڑھ ہزار کے میری زبان سے ہزار نکل گیا اس کی دو صورتیں ہیں۔ مدعی (دعوی کرنے والے) کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے یا ہزار کا اگر مدعی کا دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا ہے تو یہ زیادت مقبول ہے ورنہ نہیں۔(68)

مسئلہ ۶۰: حدود یا نسب میں غلطی کی مثلاً شرقی حد کی جگہ غربی بول گیا یا محمد بن عمر بن علی کی جگہ محمد بن علی بن عمر کہہ دیا اور اُسی مجلس میں اس غلطی کی تصحیح کر دی تو گواہی معتبر ہو جائے گی۔(69)

مسئلہ ۶۱: شہادت قاصرہ جس میں بعض ضروری باتیں ذکر کرنے سے رہ گئیں اس کی تکمیل دوسرے نے کر دی یہ گواہی معتبر ہے مثلاً ایک مکان کے متعلق گواہی گزری کہ یہ مدعی کی مِلک ہے مگر گواہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ مکان اس وقت مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے مدعی نے دوسرے گواہوں سے مدعیٰ علیہ کا قبضہ ثابت کر دیا گواہی معتبر ہوگئی۔ یا گواہوں نے ایک محدود شے میں مِلک کی شہادت دی اور حدود ذکر نہیں کیے، دوسرے گواہوں سے حدود ثابت کیے گواہی معتبر ہوگئی۔ یا ایک شخص کے مقابل میں نام ونسب کے ساتھ شہادت دی اور مدعیٰ علیہ کو پہچانا نہیں دوسرے

---

(67) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، ج۶، ص۴۹۶۔

(68) فتح القدیر، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، ج۶، ص۴۹۷۔

والدر المختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج۸، ص۲۲۳۔

(69) الھدایۃ، کتاب الشہادات، باب من تقبل شہادتہ ومن لا تقبل، ج۲، ص۱۲۵۔

گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ جس کا یہ نام ونسب ہے وہ یہ شخص ہے گواہی معتبر ہوگئی۔(70)

مسئلہ ۶۲: ایک گواہ نے گواہی دی باقی گواہ یوں گواہی دیتے ہیں کہ جو اُس کی گواہی ہے وہی ہماری شہادت ہے یہ مقبول نہیں بلکہ اُن کو بھی وہ باتیں کہنی ہوں گی جن کی گواہی دینا چاہتے ہیں۔(71)

مسئلہ ۶۳: نفی کی گواہی نہیں ہوتی یعنی مثلاً یہ گواہی دی کہ اس نے بیع نہیں کی ہے یا اقرار نہیں کیا ہے ایسی چیزوں کو گواہوں سے نہیں ثابت کر سکتے۔ نفی صورۃً ہو یا معنیً دونوں کا ایک حکم ہے مثلاً وہ نہیں تھا یا غائب تھا کہ دونوں کا حاصل ایک ہے۔ گواہ کو یقینی طور پر نفی کا علم ہو یا نہ ہو بہرحال گواہی نہیں دے سکتا مثلاً گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے عمرو کے ہاتھ یہ چیز بیع کی ہے اب یہ گواہی نہیں دی جاسکتی کہ زید تو وہاں تھا ہی نہیں ہاں اگر نفی متواتر ہو سب لوگ جانتے ہوں کہ وہ اُس جگہ یا اُس وقت موجود نہ تھا تو نفی کی گواہی صحیح ہے کہ دعویٰ ہی مسموع نہ ہوگا۔(72)

مسئلہ ۶۴: شہادت کا جب ایک جز باطل ہوگیا تو کل شہادت باطل ہوگئی یہ نہیں کہ ایک جز صحیح ہو اور ایک جز باطل مگر بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ایک جز صحیح اور ایک جز باطل مثلاً ایک غلام مشترک ہے اُس کا مالک ایک مسلم اور ایک نصرانی ہے، دو نصرانیوں نے شہادت دی کہ ان دونوں نے غلام کو آزاد کر دیا نصرانی کے خلاف میں گواہی صحیح ہے یعنی اس کا حصہ آزاد اور مسلمان کا حصہ آزاد نہ ہوگا۔(73)

❁❁❁❁❁

---

(70) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۴۴۔

(71) المرجع السابق۔

(72) الدرالمختار وردالمحتار، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۴۴۔

(73) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۲۴۴۔

شہادت میں اختلاف کا بیان

اختلاف شہادت کے مسائل کی بنا چند اصول پر ہے:

(۱) حقوق العباد میں شہادت کے لیے دعویٰ ضروری ہے یعنی جس بات پر گواہی گزری مدعی (دعوی کرنے والا) نے اُس کا دعویٰ نہیں کیا ہے یہ گواہی معتبر نہیں کہ حق العبد کا فیصلہ (3) بغیر مطالبہ نہیں کیا جا سکتا اور یہاں مطالبہ نہیں اور حقوق اللہ میں دعوے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص کے ذمہ اس کا اثبات ہے گویا دعویٰ موجود ہے۔

(۲) گواہوں نے اُس سے زیادہ بیان کیا جتنا مدعی دعویٰ کرتا ہے تو گواہی باطل ہے اور کم بیان کیا تو مقبول ہے اور اُتنے ہی کا فیصلہ ہوگا جتنا گواہوں نے بیان کیا۔

(۳) مِلک مطلق مِلک مقید سے زیادہ ہے کہ وہ اصل سے ثابت ہوتی ہے اور مقید وقت سبب سے معتبر ہوگی۔

(۴) دونوں شہادتوں میں لفظاً و معنےً ہر طرح اتفاق ہونا ضروری ہے اور شہادت و دعویٰ میں باعتبار معنے متفق ہونا ضرور ہے لفظ کے مختلف ہونے کا اعتبار نہیں۔(1)

مسئلہ ۱: مدعی نے مِلک مطلق کا دعویٰ کیا یعنی کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے یہ نہیں بتاتا کہ کس سبب سے ہے مثلاً خریدی ہے یا کسی نے ہبہ کی ہے (یعنی بطور تحفہ دی ہے) اور گواہوں نے مِلک مقید بیان کی یعنی سبب مِلک کا اظہار کیا مثلاً مدعی نے خریدی ہے یہ گواہی مقبول ہے اور اس کا عکس ہو یعنی مدعی نے مِلک مقید کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مِلک مطلق بیان کی یہ گواہی مقبول نہیں بشرطیکہ مدعی نے یہ بیان کیا کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی ہے اور بائع کو اس طرح بیان کر دے کہ اُس کی شناخت ہو جائے اور خریدنے کے ساتھ قبضہ کا ذکر نہ کرے۔ اور اگر دعوے میں بائع کا ذکر نہیں یا یہ کہ میں نے ایک شخص سے خریدی ہے یا یہ کہ میں نے عبداللہ سے خریدی ہے یا خریدنے کے ساتھ دعوے میں قبضہ کا بھی ذکر ہے اور گواہوں نے ان صورتوں میں مِلک مطلق کی شہادت دی تو مقبول ہے۔(2)

مسئلہ ۲: یہ اختلاف اُس وقت معتبر ہے جب اُس شے کے لیے متعدد اسباب ہوں اور اگر ایک ہی سبب ہو مثلاً مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اس سے نکاح کیا ہے گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی منکوحہ ہے

---

(1) درر الحکام شرح غرر الاحکام، باب الاختلاف فی الشہادۃ، الجزء الثانی، ص ۳۸۴.

(2) الدر المختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج ۸، ص ۲۴۷.

والبحر الرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۷۴-۱۷۵.

شہادت مقبول ہے۔(3)

مسئلہ ۳: مدعی نے اپنی مِلک کا سبب میراث بتایا کہ وراثۃً میں اس کا مالک ہوں یا مدعی نے کہا کہ یہ جانور میرے گھر کا بچہ ہے اور گواہوں نے مِلک مطلق کی شہادت دی یہ گواہی مقبول ہے۔(4)

مسئلہ ۴: ودیعت (امانت) کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ چیز فلاں کے پاس ودیعت رکھی ہے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا ہے) نے ہمارے سامنے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز میرے پاس فلاں کی امانت ہے۔ یوہیں غصب یا عاریت کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے مدعیٰ علیہ کے اقرار کی شہادت دی یا نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اقرار نکاح کی گواہی دی یا دَین کا دعویٰ کیا اور گواہی یہ دی کہ مدعیٰ علیہ نے اپنے ذمہ اُس کے مال کا اقرار کیا ہے یا قرض کا دعویٰ ہے اور گواہی یہ ہوئی کہ اپنے ذمہ مال کا اقرار کیا ہے اور سبب کچھ نہیں بیان کیا ان سب صورتوں میں گواہی مقبول ہے۔ بیع کا دعویٰ کیا اور اقرار بیع کی شہادت گزری گواہی مقبول ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ میرے دس من گیہوں فلاں شخص پر بیع سلم کی رو سے واجب ہیں اور گواہوں نے یہ بیان کیا کہ مدعیٰ علیہ نے اپنے ذمہ دس من گیہوں کا اقرار کیا ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔(5)

مسئلہ ۵: دونوں گواہوں کے بیان میں لفظاً و معنےً اتفاق ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں لفظوں کے ایک معنے ہوں یہ نہ ہو کہ ہر لفظ کے جدا جدا معنے ہوں اور ایک دوسرے میں داخل ہوں مثلاً ایک نے کہا دو روپے دوسرے نے کہا چار روپے یہ اختلاف ہو گیا کہ دو اور چار کے الگ الگ معنے ہیں یہ نہیں کہا جائے گا کہ چار میں دو بھی ہیں لہٰذا دو روپے پر دونوں گواہوں کا اتفاق ہو گیا۔ اور اگر لفظ دو ہیں مگر دونوں کے معنی ایک ہیں تو یہ اختلاف نہیں مثلاً ایک نے کہا ہبہ دوسرے نے کہا عطیہ یا ایک نے کہا نکاح دوسرے نے کہا تزویج یہ اختلاف نہیں اور گواہی معتبر ہے۔(6)

مسئلہ ۶: ایک گواہ نے دو ہزار روپے بتائے دوسرے نے ایک ہزار یا ایک نے دو سو دوسرے نے ایک سو یا ایک نے کہا ایک طلاق یا دو طلاق دوسرے نے کہا تین طلاقیں دیں یہ گواہیاں رد کر دی جائیں گی کہ دونوں میں اختلاف ہو گیا یا ایک نے کہا مدعیٰ علیہ نے غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا یا ایک نے کہا قتل کیا دوسرے نے کہا قتل کا

---

(3) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۸۰۔

(4) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج ۸، ص ۲۴۸۔

(5) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۸۳۔

(6) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج ۸، ص ۲۴۸۔
والبحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۸۴۔

اقرار کیا دونوں نامقبول ہیں۔ اور اگر دونوں اقرار کی شہادت دیتے قبول ہوتی۔(7)

مسئلہ ۷: جب قول و فعل کا اجتماع ہوگا یعنی ایک گواہ نے قول بیان کیا دوسرے نے فعل تو گواہی مقبول نہ ہوگی مثلاً ایک نے کہا غصب کیا دوسرے نے کہا غصب کا اقرار کیا دوسری مثال یہ ہے کہ مدعی نے ایک شخص پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا ایک گواہ نے مدعی کا دینا بیان کیا دوسرے نے مدعی علیہ کا اقرار کرنا بیان کیا یہ نامقبول ہے البتہ جس مقام پر قول و فعل دونوں لفظ میں متحد ہوں مثلاً ایک نے بیع (تجارت، خرید و فروخت) یا قرض یا طلاق یا عتاق کی (غلام آزاد کرنے کی) شہادت دی دوسرے نے ان کے اقرار کی شہادت دی کہ ان سب میں دونوں کے لیے ایک لفظ ہے یعنی یہ لفظ کہ میں نے طلاق دی طلاق دینا بھی ہے اور اقرار بھی اسی طرح سب میں لہٰذا فعل و قول کا اختلاف ان میں معتبر نہیں دونوں گواہیاں مقبول ہیں۔(8)

مسئلہ ۸: ایک نے گواہی دی کہ تلوار سے قتل کیا دوسرے نے بتایا کہ چھری سے یہ گواہی مقبول نہیں۔(9)

مسئلہ ۹: ایک نے گواہی دی ایک ہزار کی دوسرے نے ایک ہزار اور ایک سو کی اور مدعی کا دعویٰ گیارہ سو کا ہو تو ایک ہزار کی گواہی مقبول ہے کہ دونوں اس میں متفق ہیں اور اگر دعویٰ صرف ہزار کا ہے تو نہیں مگر جب کہ مدعی کہہ دے کہ تھا تو ایک ہزار ایک سو مگر ایک سو اُس نے دیدیا یا میں نے معاف کر دیا جس کا علم اس گواہ کو نہیں تو اب قبول ہے۔(10) اور اگر گواہ نے ایک ہزار ایک سو کی جگہ گیارہ سو کہا تو اختلاف ہو گیا کہ لفظاً دونوں مختلف ہیں۔

مسئلہ ۱۰: ایک گواہ نے دو معین چیز کی شہادت دی اور دوسرے نے ان میں سے ایک معین کی تو جس ایک معین پر دونوں کا اتفاق ہوا اس کے متعلق گواہی مقبول ہے۔ اور اگر عقد میں یہی صورت ہو مثلاً ایک نے کہا یہ دونوں چیزیں مدعی نے خریدی ہیں اور ایک نے ایک معین کی نسبت کہا کہ یہ خریدی ہے تو گواہی مقبول نہیں یا ثمن میں اختلاف ہوا ایک کہتا ہے ایک ہزار میں خریدی ہے دوسرا ایک ہزار ایک سو بتاتا ہے تو عقد ثابت نہ ہوگا کہ مبیع یا ثمن کے مختلف ہونے سے عقد مختلف ہو جاتا ہے اور عقد کے دعوے میں ثمن کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ بغیر ثمن کے بیع نہیں ہو سکتی ہاں اگر گواہ یہ کہیں کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مشتری نے یہ چیز خریدی اور ثمن ادا کر دیا ہے تو مقدار ثمن کے ذکر کی حاجت نہیں کیونکہ اس صورت میں فیصلہ کا تعلق عقد سے نہیں ہے بلکہ مشتری کے لیے ملک ثابت کرنا ہے۔(11)

---

(7) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج۸، ص۲۴۸.

(8) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج۸، ص۲۴۹.

(9) المرجع السابق.

(10) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج۸، ص۲۴۹.

(11) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: مدعی نے پانسو کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ایک ہزار کی شہادت دی مدعی نے بیان کیا کہ تھا تو ایک ہزار مگر پانسو مجھے وصول ہو گئے فوراً کہا ہو یا کچھ دیر کے بعد گواہی مقبول ہے اور اگر یہ کہا کہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ پانسو ہی تھے تو شہادت باطل ہے۔(12)

مسئلہ ۱۲: راہن (اپنی چیز گروی رکھنے والے) نے دعویٰ کیا اور گواہوں نے زرِ رہن (13) میں اختلاف کیا ایک نے ایک ہزار بتایا دوسرے نے ایک ہزار ایک سو اور راہن زائد کا مدعی ہے یا کم کا، بہر حال شہادت معتبر نہیں کہ مقصود اثبات عقد ہے۔ اور اگر مرتہن (جس کے پاس رہن رکھا جاتا ہے) مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو اور مرتہن زائد کا مدعی ہو تو گواہی معتبر ہے یعنی ایک ہزار کی رقم پر دونوں کا اتفاق ہے اسی کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور اگر مرتہن نے کم یعنی ایک ہزار ہی کا دعویٰ کیا ہے تو گواہی معتبر نہیں۔ خلع میں اگر عورت مدعی ہو اور گواہوں میں اختلاف ہو تو گواہی معتبر نہیں اور اگر شوہر مدعی ہو تو زیادت کی صورت میں معتبر ہے جیسا دَین کا حکم ہے۔(14)

مسئلہ ۱۳: اجارہ کا دعویٰ ہے اور گواہوں کے بیان میں اجرت کی مقدار میں اسی قسم کا اختلاف ہوا اس کی چار صورتیں ہیں۔ مستاجر (اجرت پر لینے والا) مدعی ہے یا موجر (اجرت پر دینے والا)۔ ابتدائے مدت اجارہ میں دعویٰ ہے یا ختم مدت کے بعد۔ اگر ابتدائے مدت میں دعویٰ ہوا ہے گواہی مقبول نہیں کہ اس صورت میں مقصود اثبات عقد ہے اور زمانہ اجارہ ختم ہونے کے بعد دعویٰ ہوا ہے اور موجر مدعی ہے تو گواہی مقبول ہے اور مستاجر مدعی ہے مقبول نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۴: نکاح کا دعویٰ ہے اور گواہوں نے مقدار مہر میں اسی قسم کا اختلاف کیا تو نکاح ثابت ہو جائے گا اور کم مقدار مثلاً ایک ہزار مہر قرار پائے گا مرد مدعی ہو یا عورت۔ دعوے میں مہر کم بتایا ہو یا زیادہ سب کا ایک حکم ہے کیونکہ یہاں مال مقصود نہیں جو چیز مقصود ہے یعنی نکاح اُس میں دونوں متفق ہیں لہٰذا یہ اختلاف معتبر نہیں۔(16)

مسئلہ ۱۵: میراث کا دعویٰ ہو مثلاً زید نے عمرو پر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں چیز جو تمھارے پاس ہے یہ میرے باپ کی میراث ہے اس میں گواہوں کا مِلک مورث (وارث بنانے والے کی ملکیت) ثابت کر دینا کافی نہیں ہے بلکہ یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص مرا اور اس چیز کو ترکہ (وہ مال جو میت چھوڑ جائے) میں چھوڑا، یا یہ کہنا ہوگا کہ وہ شخص مرتے وقت

---

(12) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الشہادات، فصل الشہادۃ التی تخالف الاصل، ج۲، ص۳۰.

(13) وہ روپیہ جس کے لیے کوئی چیز رہن رکھی جائے

(14) الدر المختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج۸، ص۲۴۹۔۲۵۱.

(15) الدر المختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ... إلخ، ج۸، ص۲۵۱.

(16) المرجع السابق.

اس چیز کا مالک تھا یا یہ چیز موت کے وقت اُس کے قبضے میں یا اُس کے قائم مقام کے قبضے میں تھی مثلاً جب مرا تھا یہ چیز اُس کے مستاجر کے پاس یا مستعیر یا امین یا غاصب (ناجائز قبضہ کرنے والے) کے ہاتھ میں تھی کہ جب مورث کا قبضہ بوقت موت ثابت ہو گیا تو یہ قبضہ مالکانہ ہی قرار پائے گا کیونکہ موت کے وقت کا قبضہ قبضہ ضمان ہے۔ اگر قبضہ ضمان نہ ہوتا تو ظاہر کر دیتا اُس کا ظاہر نہ کرنا کہ یہ چیز فلاں کی میرے پاس امانت ہے قبضہ ضمان کر دیتا ہے اور جب مورث کی ملک ہوئی تو وارث کی طرف منتقل ہی ہوگی۔(17)

مسئلہ ۱۶: میراث کے دعوے میں گواہوں کو سبب وراثت بھی بیان کرنا ہوگا فقط اتنا کہنا کافی نہ ہوگا کہ یہ اُس کا وارث ہے بلکہ مثلاً یہ کہنا ہوگا کہ اُس کا بھائی ہے اور جب بھائی بتا چکا تو یہ بتانا بھی ہوگا کہ حقیقی بھائی ہے یا علاتی ہے یا اخیافی۔(18)

مسئلہ ۱۷: گواہ کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ اس کے سوا میت کا کوئی وارث نہیں ہے یا یہ کہے کہ اس کے سوا کوئی دوسرا وارث میں نہیں جانتا اس کے بعد قاضی نسب نامہ (یعنی باپ دادا کا نام وغیرہ) پوچھے گا تاکہ معلوم ہو سکے کوئی دوسرا وارث ہے یا نہیں۔(19)

مسئلہ ۱۸: یہ بھی ضروری ہے کہ گواہوں نے میت کو پایا ہو اگر یہ بیان کیا کہ فلاں شخص مر گیا اور یہ مکان ترکہ میں چھوڑا اور خود ان گواہوں نے میت کو نہیں پایا ہے تو یہ گواہی باطل ہے۔ میت کا نام لینا ضرور نہیں اگر یہ کہہ دیا کہ اس مدعی کا باپ یا اس کا دادا جب بھی گواہی مقبول ہے۔(20)

مسئلہ ۱۹: گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مرد اُس عورت کا جو مر گئی ہے شوہر ہے یا یہ عورت اُس مرد کی زوجہ ہے جو مر گیا اور ہمارے علم میں میت کا کوئی دوسرا وارث نہیں ہے عورت کے ترکہ سے (یعنی مرحومہ بیوی کے چھوڑے ہوئے مال سے) شوہر کو نصف دے دیا جائے اور شوہر کے ترکہ سے عورت کو چوتھائی دی جائے اور اگر گواہوں نے فقط اتنا ہی کہا ہے کہ یہ اُس کا شوہر ہے یا یہ اُس کی بی بی ہے تو یہ حصہ یعنی نصف و چہارم نہ دیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میت کی

---

(17) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ...إلخ، ج۸،ص ۲۵۲.

والبحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج۷،ص ۱۹۹۔۲۰۰.

(18) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج۷،ص ۲۰۰.

(19) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج۷،ص ۲۰۰.

(20) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ...إلخ، ج۸،ص ۲۵۳.

والبحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج۷،ص ۲۰۱.

اولاد ہو اور اس صورت میں زوج و زوجہ کو حصہ کم ملے گا لہٰذا ایک حد تک قاضی انتظار کرے۔ (21)

مسئلہ ۲۰: ایک شخص نے مکان کا دعویٰ کیا گواہوں نے یہ گواہی دی کہ ایک مہینہ ہوا مدعی کے قبضہ میں ہے یہ گواہی مقبول نہیں اور اگر یہ کہیں کہ مدعی کی مِلک میں ہے تو مقبول ہے یا کہہ دیں کہ مدعی سے مدعیٰ علیہ نے چھین لیا جب بھی مقبول۔ (22) محصل یہ ہے کہ زمانہ گذشتہ کی مِلک پر شہادت مقبول ہے اور زمانہ گذشتہ میں زندہ کا قبضہ ثابت ہونا مِلک کے لیے کافی نہیں ہے اور موت کے وقت قبضہ ہونا دلیل مِلک (ملکیت کی دلیل) ہے۔

مسئلہ ۲۱: مدعیٰ علیہ نے خود مدعی کے قبضہ کا اقرار کیا یا اُس کا اقرار کرنا گواہوں سے ثابت ہو گیا تو چیز مدعی کو دلا دی جائے گی۔ (23) مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا جائے) نے کہا کہ میں نے یہ چیز مدعی (دعویٰ کرنے والا) سے چھینی ہے کیونکہ یہ میری مِلک ہے مدعی چھیننے سے انکار کرتا ہے تو اس کو نہیں ملے گی کہ اقرار کو رد کر دیا اور مدعی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کو دلائی جائے گی اور قبضہ مدعی کا مانا جائے گا لہٰذا اُس کے مقابل میں جو شخص ہے وہ گواہ پیش کرے یا اس سے حلف لیا جائے۔ (24)

مسئلہ ۲۲: مدعیٰ علیہ اقرار کرتا ہے کہ چیز مدعی کے ہاتھ میں ناحق طریقہ سے تھی یہ قبضہ مدعی کا اقرار ہو گیا اور جائداد غیر منقولہ میں قبضہ مدعی کے لیے اقرار مدعیٰ علیہ کافی نہیں بلکہ مدعی گواہوں سے ثابت کرے یا قاضی کو خود علم ہو۔ (25)

مسئلہ ۲۳: گواہوں کے بیانات میں اگر تاریخ و وقت کا اختلاف ہو جائے یا جگہ میں اختلاف ہو بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ کر کے گواہی قبول نہیں کرتے اور بعض صورتوں میں اختلاف کا لحاظ نہیں کرتے گواہی قبول کرتے ہیں۔ بیع و شرا (خرید و فروخت) و طلاق۔ عتق (غلام آزاد کرنا)۔ وکالت۔ وصیت۔ دَین۔ براءت (قرض معاف کرنا)۔ کفالہ۔ حوالہ۔ قذف ان سب میں گواہی قبول ہے۔ اور جنایت۔ غصب۔ قتل۔ نکاح۔ رہن۔ ہبہ۔ صدقہ میں اختلاف ہوا تو گواہی مقبول نہیں۔ اس کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز کی شہادت دی جاتی ہے وہ قول ہے یا فعل۔ اگر قول ہے جیسے بیع و طلاق وغیرہ ان میں وقت اور جگہ کا اختلاف معتبر نہیں یعنی گواہی مقبول ہے ہو سکتا ہے کہ وہ لفظ بار بار

---

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب السادس فی الشھادۃ فی المواریث، ج۳، ص۴۸۹.

(22) الھدایۃ، کتاب الشھادات، فصل فی الشھادۃ علی الارث، ج۲، ص۱۲۸.

(23) الھدایۃ، کتاب الشھادات، فصل فی الشھادۃ علی الارث، ج۲، ص۱۲۸.

(24) البحر الرائق، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج۷، ص۲۰۲.

(25) المرجع السابق.

کہے گئے لہٰذا وقت اور جگہ کے بیان میں اختلاف پیدا ہوگیا اور اگر مشہود بہ (یعنی جس چیز کے متعلق گواہی دی) فعل ہے جیسے غصب و جنایت یا مشہود بہ قول ہے مگر اُس کی صحت کے لیے فعل شرط ہے جیسے نکاح کہ یہ ایجاب وقبول کا نام ہے جو قول ہے مگر گواہوں کا وہاں حاضر ہونا کہ یہ فعل ہے نکاح کے لیے شرط ہے یا وہ ایسا عقد ہو جس کی تمامیت (مکمل ہونا) فعل سے ہو جیسے ہبہ ان میں گواہوں کا یہ اختلاف مضر (نقصان دہ) ہے گواہی معتبر نہیں۔(26)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص نے گواہی دی کہ زید نے اپنی زوجہ کو ۱۰ ذی الحجہ کو مکہ میں طلاق دی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اُسی تاریخ میں بی بی کو زید نے کوفہ میں طلاق دی یہ گواہی باطل ہے کہ دونوں میں ایک یقیناً جھوٹا ہے اور اگر دونوں کی ایک تاریخ نہیں بلکہ دو تاریخیں ہیں اور دونوں میں اتنے دن کا فاصلہ ہے کہ زید وہاں پہنچ سکتا ہے تو گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر گواہوں نے دو مختلف بیبیوں کے نام لے کر طلاق دینا بیان کیا اور تاریخ ایک ہے مگر ایک کو مکہ میں طلاق دینا دوسری کو کوفہ میں اُسی تاریخ میں طلاق دینا بیان کیا یہ بھی مقبول نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۵: ایک زوجہ کے طلاق دینے کے گواہ پیش ہوئے کہ زید نے اپنی اس زوجہ کو مکہ میں فلاں تاریخ کو طلاق دی اور قاضی نے حکم طلاق دے دیا اس کے بعد دو گواہ دوسرے پیش ہوتے ہیں جو اُسی تاریخ میں زید کا دوسری زوجہ کو کوفہ میں طلاق دینا بیان کرتے ہیں ان گواہوں کی طرف قاضی التفات بھی نہ کریگا۔(28)

مسئلہ ۲۶: اولیائے مقتول نے گواہ پیش کیے کہ اُسی زخم سے مرا اور زخمی کرنے والے نے گواہ پیش کیے کہ زخم اچھا ہوگیا تھا یا دس روز کے بعد مرا اولیا کے گواہ کو ترجیح ہے۔(29)

مسئلہ ۲۷: وصی نے یتیم کا مال بیچا یتیم نے بالغ ہو کر یہ دعویٰ کیا کہ غبن (ٹوٹے) کے ساتھ مال بیع کیا گیا اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ واجبی قیمت پر فروخت کیا گیا غبن کے گواہ کو ترجیح ہوگی۔ مرد نے عورت سے خلع کیا اس کے بعد مرد نے گواہوں سے ثابت کیا کہ خلع کے وقت میں مجنون تھا اور عورت نے گواہ پیش کیے کہ عاقل تھا عورت کے گواہ مقبول ہیں۔ بائع نے گواہ پیش کیے کہ نابالغی میں اُس نے بیچا تھا اور مشتری نے ثابت کیا کہ وقتِ بیع بالغ تھا مشتری کے گواہ معتبر ہیں۔ ایک شخص نے وارث کے لیے اقرار کیا مقرلہ (جس کے لیے اقرار کیا تھا) یہ کہتا ہے کہ حالتِ صحت

---

(26) البحر الرائق، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج ۷، ص ۱۹۰۔۱۹۲۔

(27) البحر الرائق، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج ۷، ص ۱۹۲۔

(28) المرجع السابق۔

(29) الدر المختار، کتاب الجنایات، ج ۱۰، ص ۱۷۸۔

و البحر الرائق، کتاب الشھادات، باب الاختلاف فی الشھادۃ، ج ۷، ص ۱۹۲۔

میں اقرار کیا تھا دیگر ورثہ (میت کے دوسرے وارث) کہتے ہیں کہ مرض میں اقرار کیا تھا گواہ مقرلہ کے معتبر ہیں اور اُس کے پاس گواہ نہ ہوں تو ورثہ کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہے۔ بیع و صلح و اقرار میں اکراہ اور غیر اکراہ دونوں قسم کے گواہ پیش ہوئے تو گواہ اکراہ اولیٰ ہیں۔ بائع و مشتری (بیچنے والا اور خریدار) بیع کی صحت و فساد میں مختلف ہیں تو قول اُس کا معتبر ہے جو مدعی صحت ہے اور گواہ اُس کے معتبر ہیں جو مدعی فساد ہو۔(30)

مسئلہ ۲۸: دو شخصوں نے شہادت دی کہ اس نے گائے چُرائی ہے مگر ایک نے اُس گائے کا رنگ سیاہ بتایا دوسرے نے سفید اور مدعی نے رنگ کے متعلق کچھ نہیں بیان کیا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر مدعی نے کوئی رنگ متعین کر دیا ہے تو گواہی مقبول نہیں۔ اور اگر ایک گواہ نے گائے کہا دوسرے نے بیل تو مطلقاً گواہی مردود ہے۔ اور دعویٰ غصب کا ہو اور گواہوں نے رنگ کا اختلاف کیا تو شہادت مردود ہے۔(31)

مسئلہ ۲۹: زندہ آدمی کے دَین کی شہادت دی کہ اُس کے ذمہ اتنا دَین تھا گواہی مقبول ہے ہاں اگر مدعیٰ علیہ نے سوال کیا کہ بتاؤ اب بھی ہے یا نہیں گواہوں نے یہ کہا ہمیں یہ نہیں معلوم تو گواہی مقبول نہیں۔(32)

مسئلہ ۳۰: مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری مِلک تھی اور گواہوں نے بیان کیا کہ اُس کی مِلک ہے یہ گواہی مقبول نہیں۔ یوہیں اگر گواہوں نے بھی زمانہ گذشتہ میں مِلک ہونا بتایا کہ اُس کی مِلک تھی جب بھی معتبر نہیں کہ مدعی کا یہ کہنا میری مِلک تھی بتاتا ہے کہ اب اُس کی مِلک نہیں ہے کیونکہ اگر اس وقت بھی اُس کی مِلک ہوتی تو یہ نہ کہتا کہ مِلک تھی۔ اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا ہے کہ میری مِلک ہے اور گواہوں نے زمانہ گذشتہ کی طرف نسبت کی تو مقبول ہے کیونکہ پہلے مِلک ہونا معلوم ہے اور اس وقت بھی اُسی کی مِلک ہے یہ گواہوں کو اسی بنا پر معلوم ہوا کہ وہی پہلی مِلک چلی آئی ہے۔(33)

مسئلہ ۳۱: مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ مکان جس کے حدود دستاویز میں مکتوب ہیں میرا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ وہ مکان جس کے حدود دستاویز میں لکھے ہیں مدعی کا ہے یہ دعویٰ اور شہادت دونوں صحیح ہیں اگر چہ حدود کو تفصیل کے

---

(30) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۹۳۔

ومنحۃ الخالق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۹۳۔۱۹۴۔

(31) الھدایۃ، کتاب الشہادۃ، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۲، ص ۱۲۷۔

والبحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۷، ص ۱۹۵۔

(32) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۸، ص ۲۵۵۔

(33) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج ۸، ص ۲۵۴۔

ساتھ خود نہ بیان کیا ہو۔ یوہیں اگر یہ شہادت دی کہ جو مال اس دستاویز میں لکھا ہے وہ مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے اور تفصیل نہیں بیان کی گواہی مقبول ہے۔ یوہیں مکان متنازع فیہ(34) کے متعلق گواہی دی کہ وہ مدعی کا ہے مگر اُس کے حدود نہیں بیان کئے اگر فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ گواہ کی شہادت متنازع فیہ کے ہی متعلق ہے گواہی مقبول ہے۔(35)

❁❁❁❁❁

(34) ایسا مکان جس کی ملکیت کے متعلق فریقین میں اختلاف ہو۔

(35) ردالمحتار، کتاب الشہادات، باب الاختلاف فی الشہادۃ، ج۸،ص۲۵۶۔

شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے کسی وجہ سے اُس کی گواہی نہیں ہوسکتی مثلاً وہ سخت بیمار ہے کہ کچہری نہیں جاسکتا یا سفر میں گیا ہے ایسی صورتوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ دوسرے کو کر دے اور یہ دوسرا جا کر گواہی دے گا اس کو شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں۔(1)

مسئلہ ۱: جملہ حقوق میں شہادۃ علی الشہادۃ جائز ہے مگر حدود وقصاص میں جائز نہیں یعنی اس کے ذریعہ سے ثبوت ہونے پر حد اور قصاص نہیں جاری کریں گے۔(2)

مسئلہ ۲: جو شخص واقعہ کا گواہ ہے وہ دوسرے کو مطلقاً گواہ بنا سکتا ہے یعنی اُسے عذر ہو یا نہ ہو گواہ بنانے میں مضایقہ نہیں (حرج نہیں) مگر اس کی گواہی قبول اُس وقت کی جائے گی جب اصل گواہ شہادت دینے سے معذور ہو اس کی چند صورتیں ہیں۔ اصل گواہ مر گیا یا ایسا بیمار ہے کہ کچہری حاضر نہیں ہوسکتا یا سفر میں گیا ہے یا اتنی دور پر ہے کہ مکان سے آئے اور گواہی دے کر رات تک گھر پہنچ جانا چاہے تو نہ پہنچے، یہ بھی اصلی گواہ کے عذر کے لیے کافی ہے یا وہ پردہ نشین عورت ہے کہ ایسی جگہ جانے کی اُس کی عادت نہیں جہاں اجانب سے اختلاط ہو (غیر محرم لوگوں سے میل ملاپ ہو)۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے کبھی کبھی نکلتی ہو یا غسل کے لیے حمام میں جاتی ہو جب بھی پردہ نشین ہی کہلائی گی، الغرض جب اصلی گواہ معذور ہو اُس وقت وہ شخص گواہی دے سکتا ہے جس کو اُس نے اپنا قائم مقام کیا ہے اگرچہ قائم مقام کرنے کے وقت معذور نہ ہو۔(3)

مسئلہ ۳: شاہد فرع میں عدد بھی شرط ہے یعنی اصلی گواہ اپنے قائم مقام دو مردوں یا ایک مرد دو عورتوں کو مقرر کرے بلکہ عورت گواہ ہے اور وہ اپنی جگہ کسی کو گواہ کرنا چاہتی ہے تو اُسے بھی لازم ہے کہ دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں اپنی جگہ مقرر کرے۔(4)

مسئلہ ۴: ایک شخص کی گواہی کے دو شاہد ہیں (دو گواہ ہیں) مگر ان میں ایک ایسا ہے جو خود نفس واقعہ کا بھی شاہد

---

(1) الھدایۃ، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۲، ص۱۲۹۔

(2) المرجع السابق۔

(3) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۸، ص۲۵۶، وغیرہ۔

(4) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۸، ص۲۵۷۔

ہے یعنی اس نے اپنی طرف سے بھی شہادت ادا کی اور شاہد اصل کی طرف سے بھی یہ گواہی مقبول نہیں۔(5)

مسئلہ ۵: ایک اصلی گواہ ہے جو واقعہ کا شاہد ہے اور دو شخص دوسرے اصلی گواہ کے قائم مقام ہیں یوں تین شخصوں نے گواہی دی یہ مقبول ہے۔ اور اگر ایک اصلی گواہ نے دو شخصوں کو اپنی جگہ کیا دوسرے اصلی نے بھی اُنھیں دونوں کو اپنی جگہ پر کیا بلکہ فرض کرو بہت سے لوگ گواہ تھے اور سب نے انھیں دونوں کو اپنے اپنے قائم مقام کیا یہ درست ہے یعنی انھیں دونوں کی گواہی سب کی جگہ پر قرار پائے گی۔(6)

مسئلہ ۶: گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل کسی دوسرے شخص کو جس کو اپنے قائم مقام کرنا چاہتا ہے خطاب کر کے یہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ مثلاً زید کے عمرو کے ذمہ اتنے روپے ہیں۔ یا یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے اور تم میری اس گواہی کے گواہ ہو جاؤ۔ غرض اصلی گواہ اس وقت اُس طرح گواہی دے گا جس طرح قاضی کے سامنے گواہی ہوتی ہے اور فرع کو (قائم مقام گواہ کو) اس پر گواہ بنائے گا اور فرع اس کو قبول کرے بلکہ فرع نے سکوت کیا جب بھی شاہد کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر انکار کر دے گا کہہ دے گا کہ تمھاری جگہ گواہ ہونے کو مَیں قبول نہیں کرتا تو گواہی رد ہو گئی یعنی اب اُس کی جگہ گواہی نہیں دے سکتا۔(7)

مسئلہ ۷: شاہد فرع قاضی کے پاس یوں گواہی دے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں شخص نے مجھے اپنی فلاں گواہی پر گواہ بنایا تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ اور اس سے مختصر عبارت یہ ہے کہ اصل گواہ کہے تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ اور فرع یہ کہے میں فلاں شخص کی اس شہادت کی شہادت دیتا ہوں۔(8)

مسئلہ ۸: شاہد فرع کو معلوم ہے کہ اصلی گواہ عادل نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا عادل وغیر عادل ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ پر گواہی نہ دینا چاہیے۔(9)

مسئلہ ۹: دوسرے کو اپنی جگہ گواہ بنانا چاہتا ہو تو یہ کرنا چاہیے کہ طالب ومطلوب (یعنی مدعی اور مدعی علیہ) دونوں کو سامنے بلا کر شاہد فرع (قائم مقام گواہ) کے سامنے دونوں کی طرف اشارہ کر کے شہادت دے مثلاً اس شخص نے اس

---

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشہادات، باب الحادی عشر فی الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۳، ص۵۲۴.

(6) المرجع السابق، ص۵۲۳، ۵۲۴.

(7) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۸، ص۲۵۸.

(8) المرجع السابق

(9) المرجع السابق، ص۲۵۹

شخص کے لیے اس چیز کا اقرار کیا ہے اور اگر طالب ومطلوب موجود نہ ہوں تو نام ونسب کے ساتھ شہادت دے یعنی فلاں بن فلاں بن فلاں اور شاہد فرع جب قاضی کے پاس شہادت دے تو شاہد اصل کا نام اور اُس کے باپ دادا کے نام ضرور ذکر کرے اور ذکر نہ کرے تو گواہی مقبول نہیں۔ (10)

مسئلہ ۱۰: گواہانِ فرع اگر اصلی گواہ کی تعدیل کریں یہ درست ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک دوسرے کی تعدیل کرسکتا ہے اور اگر فرع نے تعدیل نہیں کی تو قاضی خود نظر کرے اور دیکھے کہ عادل ہے یا نہیں۔ (11)

مسئلہ ۱۱: چند امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے فرع کی شہادت باطل ہوجاتی ہے۔

(۱) اصلی گواہ نے گواہی دینے سے منع کردیا۔ (۲) اصلی گواہ خود قابل قبول شہادت نہ رہا مثلاً فاسق ہوگیا گونگا ہو گیا اندھا ہوگیا۔ (۳) اصل گواہ نے شہادت سے انکار کردیا مثلاً ہم واقعہ کے گواہ نہیں یا ہم نے اُن لوگوں کو گواہ نہیں بنایا یا ہم نے گواہ بنایا مگر یہ ہماری غلطی ہے۔ (۴) اگر اصول (یعنی اصلی گواہ) خود قاضی کے پاس فیصلہ کے قبل حاضر ہوگئے تو فروع کی شہادت پر فیصلہ نہیں ہوگا۔ (12)

مسئلہ ۱۲: شاہد اصل نے دوسروں کو اپنے قائم مقام گواہ کردیا اس کے بعد اصل ایسی حالت میں ہوگیا کہ اُس کی گواہی جائز نہیں اس کے بعد پھر ایسے حال میں ہوا کہ اب گواہی جائز ہے مثلاً فاسق ہوگیا تھا پھر تائب ہوگیا اس کے بعد فرع نے شہادت دی یہ گواہی جائز ہے۔ یوہیں اگر دونوں فرع ناقابل شہادت ہو گئے پھر قابل شہادت ہو گئے اور اب شہادت دی یہ بھی جائز ہے۔ (13)

مسئلہ ۱۳: قاضی نے اگر فرع کی شہادت اس وجہ سے رد کی ہے کہ اصل متہم ہے تو نہ اصل کی قبول ہوگی نہ فرع کی اور اگر اس وجہ سے رد کی کہ فرع میں تہمت ہے تو اصل کی شہادت قبول ہوسکتی ہے۔ (14)

مسئلہ ۱۴: فروع (قائم مقام گواہ) یہ کہتے ہیں اصول نے ہم کو فلاں بن فلاں پر شاہد کیا تھا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں مگر ہم اُس کو پہچانتے نہیں اس صورت میں مدعی کے ذمہ یہ لازم ہے کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ جس کے متعلق شہادت گزری ہے یہ شخص ہے۔ (15) فرض کرو ایک عورت کے مقابل میں نام ونسب کے ساتھ گواہی

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الحادی عشر فی الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۳، ص۵۲۴۔

(11) الدرالمختار، کتاب الشھادات، باب الشھادۃ علی الشھادۃ ج۸، ص۲۵۹۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الحادی عشر فی الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۳، ص۵۲۵۔

(13) المرجع السابق۔

(14) المرجع السابق ۵۲۵، ۵۲۶۔

(15) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الشھادات، الباب الحادی عشر فی الشھادۃ علی الشھادۃ، ج۳، ص۵۲۶۔

گزری مگر گواہوں نے کہہ دیا ہم اُس کو پہچانتے نہیں اور مدعی ایک عورت کو پیش کرتا ہے کہ یہ وہی عورت ہے بلکہ خود عورت بھی اقرار کرتی ہے کہ ہاں میں ہی وہ ہوں یہ کافی نہیں بلکہ مدعی کو گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا کہ یہی وہ عورت ہے بلکہ اگر مدعیٰ علیہ یہ کہتا ہو کہ یہ نام ونسب دوسرے شخص کے بھی ہیں اُس سے قاضی ثبوت طلب کریگا اگر ثبوت ہو جائے گا دعویٰ خارج۔(16)

مسئلہ ۱۵: جس نے جھوٹی گواہی دی قاضی اُس کی تشہیر کریگا یعنی جہاں کا وہ رہنے والا ہے اُس محلہ میں ایسے وقت آدمی بھیجے گا کہ لوگ کثرت سے مجتمع ہوں وہ شخص قاضی کا یہ پیغام پہنچائے گا کہ ہم نے اسے جھوٹی گواہی دینے والا پایا تم لوگ اس سے بچو اور دوسرے لوگوں کو بھی اس سے پرہیز کرنے کو کہو۔(17)

مسئلہ ۱۶: جھوٹی گواہی کا ثبوت گواہوں سے نہیں ہوسکتا کیونکہ نفی کے متعلق گواہی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا ثبوت صرف گواہ کے اقرار سے ہوسکتا ہے خواہ اُس نے خود قاضی کے یہاں اقرار کیا ہو یا قاضی کے پاس اُس کے اقرار کے متعلق گواہ پیش ہوئے۔(18)

مسئلہ ۱۷: اگر گواہی رد کر دی گئی کسی تہمت کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ شہادت ودعوے میں مخالفت تھی یا اس وجہ سے کہ دونوں شہادتوں میں باہم مخالفت تھی اس کو جھوٹا گواہ قرار دیکر تعزیر نہیں کریں گے کیا معلوم کہ یہ جھوٹا ہے یا مدعی جھوٹا ہے یا اس کا ساتھی دوسرا گواہ جھوٹا ہے۔(19)

مسئلہ ۱۸: اگر فاسق نے جھوٹی گواہی دی اور اُس کا جھوٹ ثابت ہو گیا پھر تائب ہو گیا تو اب اُس کی گواہی مقبول ہے کہ اس کا سبب فسق تھا وہ زائل ہو گیا اور اگر عادل یا مستور الحال نے جھوٹی گواہی دی پھر تائب ہو گیا تو بعد توبہ بھی اُس کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود ہے (نامقبول ہے) مگر فتویٰ قول امام ابو یوسف پر ہے کہ اگر تائب ہو جائے اور قاضی کے نزدیک اُس کی گواہی قابلِ اطمینان ہو جائے تو اب مقبول ہے۔(20)

❁❁❁❁❁

---

(16) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۸،ص۲۶۱۔

(17) الھدایۃ، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۲،ص۱۳۱۔

(18) الھدایۃ، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۲،ص۱۳۱۔

والدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۸،ص۲۶۳۔

(19) البحرالرائق، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۷،ص۲۱۲۔

(20) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الشہادۃ علی الشہادۃ، ج۸،ص۲۶۲۔

گواہی سے رجوع کرنے کا بیان

گواہی سے رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کہے کہ میں نے اپنی شہادت سے رجوع کیا یا اس کے مثل دوسرے الفاظ کہے اور اگر گواہی سے انکار کرتا ہے کہتا ہے میں نے گواہی دی ہی نہیں تو اس کو رجوع نہیں کہیں گے۔(1)

مسئلہ ۱: اگر فیصلہ سے قبل رجوع کیا ہے تو قاضی اس کی گواہی پر فیصلہ ہی نہیں کریگا کیونکہ اس کے دونوں قول متناقض ہیں (یعنی اس کے دونوں قول ایک دوسرے کے مخالف ہیں) کیا معلوم کونسا قول سچا ہے اور اس صورت میں گواہ پر تاوان واجب نہیں کہ اُس نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا ہے جس کا تاوان دے۔(2)

مسئلہ ۲: اگر فیصلہ کے بعد رجوع کیا تو جو فیصلہ ہو چکا وہ توڑا نہیں جائے گا بخلاف اُس صورت کے کہ گواہ کا غلام ہونا یا محدود فی القذف ہونا ثابت ہو جائے کہ یہ فیصلہ ہی صحیح نہیں ہوا اور اس صورت میں مدعی نے جو کچھ لیا ہے واپس کرے اور اس صورت میں گواہوں پر تاوان نہیں کہ یہ غلطی قاضی کی ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی شہادت پر فیصلہ کیا جو قابلِ شہادت نہ تھے۔(3)

مسئلہ ۳: رجوع کے لیے شرط یہ ہے کہ مجلس قاضی میں رجوع کرے خواہ اُسی قاضی کی کچہری میں رجوع کرے جس کے یہاں شہادت دی ہے یا دوسرے قاضی کے یہاں لہٰذا اگر مدعیٰ علیہ جس کے خلاف اُس نے گواہی دی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ گواہ نے غیر قاضی کے پاس رجوع کیا اور اس پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے یا اُس گواہ رجوع کرنے والے پر حلف دینا چاہتا ہے یہ قبول نہیں کیا جائے گا کہ اُس کا دعویٰ ہی غلط ہے۔ ہاں اگر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے کسی قاضی کے پاس رجوع کیا ہے یا رجوع کا اقرار غیر قاضی کے پاس کیا ہے اور وہ کہتا ہے مجھے تاوان دلایا جائے کیونکہ اُس کی غلط گواہی سے میرے خلاف فیصلہ ہوا ہے اور رجوع یا اقرار رجوع پر گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو گواہ لیے جائیں گے۔(4)

مسئلہ ۴: فیصلہ کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے گواہ اُس کو تاوان دیں کہ اُس کا جو

---

(1) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۸، ص ۲۶۴.

(2) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۳، ص ۱۳۲.

(3) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۸، ص ۲۶۵.

(4) المرجع السابق، ص ۲۶۴.

کچھ نقصان ہوا ان گواہوں کی بدولت ہوا ہے مدعی سے وہ چیز نہیں لی جاسکتی کہ اُس کے موافق فیصلہ ہو چکا ان کے رجوع کرنے سے اُس پر اثر نہیں پڑتا۔(5)

مسئلہ ۵: تاوان کے بارے میں اعتبار اُس کا ہوگا جو باقی رہ گیا ہو اُس کا اعتبار نہیں جو رجوع کر گیا مثلاً دو گواہ تھے ایک نے رجوع کیا نصف تاوان دے اور تین گواہ تھے ایک نے رجوع کیا کچھ تاوان نہیں کہ اب بھی دو باقی ہیں اور اگر ان میں سے پھر ایک رجوع کر گیا تو نصف تاوان دونوں سے لیا جائے گا اور تیسرا بھی رجوع کر گیا تو تینوں پر ایک ایک تہائی۔ ایک مرد، دو عورتیں گواہ تھیں ایک عورت نے رجوع کیا چوتھائی تاوان اس کے ذمہ ہے اور دونوں نے رجوع کیا تو دونوں پر نصف اور اگر ایک مرد، دس عورتیں گواہ تھیں ان میں آٹھ رجوع کر گئیں تو کچھ تاوان نہیں اور نویں بھی رجوع کر گئی تو اب ان نو پر ایک چوتھائی تاوان ہے اور سب رجوع کر گئے یعنی ایک مرد اور دسوں عورتیں تو چھٹا حصہ مرد اور باقی پانچ حصے دسوں عورتوں پر یعنی بارہ حصے تاوان کے ہوں گے ہر ایک عورت ایک ایک حصہ دے اور مرد دو حصے۔ دو مرد اور ایک عورت نے گواہی دی تھی اور سب رجوع کر گئے تو عورت پر تاوان نہیں کہ ایک عورت گواہ ہی نہیں۔(6)

مسئلہ ۶: نکاح کی شہادت دی اس کی تین صورتیں ہیں مہر مثل کے ساتھ یا مہر مثل سے زاید یا کم کے ساتھ۔ اور تینوں صورتوں میں مدعی نکاح مرد ہے یا عورت یہ کل چھ صورتیں ہوئیں۔ مرد مدعی ہے جب تو رجوع کرنے کی تینوں صورتوں میں تاوان نہیں۔ اور عورت مدعی ہے اور مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح ہونا گواہوں نے بیان کیا ہے تو جتنا مہر مثل سے زائد ہے وہ تاوان میں واجب ہے باقی دو صورتوں میں کچھ تاوان نہیں۔(7)

مسئلہ ۷: گواہوں نے عورت کے خلاف یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے پورے مہر پر یا اُس کے جز پر قبضہ کر لیا پھر رجوع کیا تو تاوان دینا ہوگا۔(8)

مسئلہ ۸: قبل دخول طلاق کی شہادت دی اور قاضی نے طلاق کا حکم دے دیا اس کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو نصف مہر کا تاوان دینا پڑے گا۔(9)

---

(5) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج ۲، ص ۱۳۲، وغیرہا۔

(6) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج ۲، ص ۱۳۲، ۱۳۳، وغیرہا۔

(7) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج ۲، ص ۱۳۳۔

(8) الدرالمختار، کتاب الشھادات، باب الرجوع عن الشھادۃ، ج ۸، ص ۲۶۸۔

(9) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشھادۃ، ج ۲، ص ۱۳۳۔

مسئلہ ۹: بیع کی گواہی دی پھر رجوع کر گئے اگر واجبی قیمت (رائج قیمت) پر بیع ہونا بتایا تو تاوان کچھ نہیں مدعی بائع ہو یا مشتری اور اصلی قیمت سے زیادہ پر بیع ہونا بتایا اور مدعی بائع ہے تو بقدر زیادتی تاوان واجب ہے اور بائع مدعی نہ ہو تو تاوان نہیں۔ اور واجبی قیمت سے کم کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو واجبی قیمت سے جو کچھ کم ہے اُس کا تاوان دے یہ اُس صورت میں ہے کہ مدعی مشتری ہو اور بائع مدعی ہو تو کچھ نہیں۔(10)

مسئلہ ۱۰: بیع کی شہادت دی اور اس کی بھی کہ مشتری نے بائع کو ثمن دے دیا اور رجوع کیا اگر ایک ہی شہادت میں بیع اور ادائے ثمن دونوں کی گواہی دی ہے کہ زید نے عمرو سے فلاں چیز اتنے میں خریدی اور ثمن ادا کر دیا اس صورت میں قیمت کا تاوان ہے یعنی اُس چیز کی واجبی قیمت (بازار میں رائج قیمت) جو ہو وہ تاوان ہے اور اگر دونوں باتوں کی گواہی دو شہادتوں میں دی ہے تو ثمن کا تاوان ہے۔(11)

مسئلہ ۱۱: بائع کے خلاف یہ گواہی دی کہ اُس نے یہ چیز دو ہزار میں ایک سال کی میعاد پر بیچی ہے اور چیز کی واجبی قیمت ایک ہزار ہے اور گواہوں نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے گواہوں سے اس وقت کی قیمت کا تاوان لے یعنی ایک ہزار یا مشتری سے سال بھر بعد دو ہزار لے ان دونوں صورتوں میں جو صورت اختیار کریگا دوسرا بری ہو جائے گا مگر گواہوں سے اُس نے ایک ہزار لے لیے تو گواہ مشتری سے ثمن یعنی دو ہزار وصول کریں گے اور اس میں سے ایک ہزار صدقہ کر دیں۔(12)

مسئلہ ۱۲: بیع بات اور بیع بالخیار دونوں کا ایک حکم ہے یعنی اگر گواہوں نے یہ شہادت دی کہ اس نے یہ چیز واجبی قیمت سے کم پر بیع کی ہے اور اس کو خیار ہے اگر چہ اب بھی مدت خیار باقی ہو اور فرض کرو قاضی نے فیصلہ بیع بالخیار کا کر دیا اور اندرون مدت بائع نے بیع کو فسخ نہیں کیا (ختم نہیں کیا) اور گواہوں نے رجوع کیا تو تاوان واجب ہوگا۔ ہاں اگر اندرون مدت بائع نے بیع کو جائز کر دیا تو گواہوں سے ضمان ساقط ہو جائے گا۔(13)

مسئلہ ۱۳: دو گواہوں نے قبل دخول (یعنی ہمبستری سے پہلے) تین طلاق کی شہادت دی اور ایک گواہ نے ایک طلاق قبل دخول کی شہادت دی اور سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جنھوں نے تین طلاق کی گواہی دی ہے اُس پر

---

(10) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ ج ۸، ص ۲۶۸، وغیرہ۔

(11) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۸، ص ۲۶۹۔

(12) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۸، ص ۲۶۹۔

(13) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۲، ص ۱۳۳۔

وفتح القدیر، کتاب الرجوع عن الشہادۃ، ج ۶، ص ۵۴۴، ۵۴۵۔

نہیں ہے جس نے ایک طلاق کی گواہی دی اور اگر وطی یا خلوت کے بعد طلاق کی شہادت دی پھر رجوع کیا تو کچھ تاوان واجب نہیں۔(14)

مسئلہ ۱۴: دو گواہوں نے طلاق قبل الدخول کی شہادت دی اور دو نے دخول کی پھر یہ سب رجوع کر گئے دخول کے گواہوں پر مہر کے تین ربع (تین چوتھائی) کا تاوان ہے اور طلاق کے گواہوں پر ایک ربع کا۔(15)

مسئلہ ۱۵: اصلی گواہوں نے دوسرے لوگوں کو اپنے قائم مقام کیا تھا فروع نے رجوع کیا تو ان پر تاوان واجب ہے اور اگر فیصلہ کے بعد اصلی گواہوں نے یہ کہا کہ ہم نے فروع کو اپنی گواہی پر شاہد بنایا ہی نہ تھا یا ہم نے غلطی کی کہ ان کو گواہ بنایا تو اس صورت میں تاوان واجب نہیں نہ اصول پر نہ فروع پر۔ یوہیں اگر فروع نے یہ کہا کہ اصول نے جھوٹ کہا یا غلطی کی تو تاوان نہیں۔ اور اگر اصول و فروع سب رجوع کر گئے تو تاوان صرف فروع پر ہے اصول پر نہیں۔(16)

مسئلہ ۱۶: تزکیہ کرنے والے (گواہوں کے قابل شہادت ہونے کی تحقیق کرنے والے) جنھوں نے گواہ کی تعدیل کی تھی یہ بتایا تھا کہ یہ قابل شہادت ہے رجوع کر گئے اگر علم تھا کہ یہ قابلِ شہادت نہیں ہے مثلاً غلام ہے اور تزکیہ کر دیا تو تاوان دینا ہوگا اور اگر دانستہ (جان بوجھ کر) نہیں کیا ہے بلکہ غلطی سے تزکیہ کر دیا تو تاوان نہیں۔(17)

مسئلہ ۱۷: دو گواہوں نے تعلیق کی گواہی دی مثلاً شوہر نے یہ کہا ہے اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ کو طلاق ہے یا مولیٰ نے کہا اگر یہ کام کروں تو میرا غلام آزاد ہے اور دو گواہوں نے یہ شہادت دی کہ شرط پائی گئی لہٰذا بی بی کو طلاق کا اور غلام کو آزاد ہونے کا حکم ہو گیا پھر یہ سب گواہ رجوع کر گئے تو تعلیق کے گواہ کو تاوان دینا ہوگا غلام آزاد ہوا ہے تو اُس کی قیمت اور عورت کو طلاق کا حکم ہوا اور قبل دخول ہے تو نصف مہر تاوان دیں۔(18)

مسئلہ ۱۸: دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کو طلاق سپرد کر دی اور دو نے یہ گواہی دی کہ عورت نے اپنے کو طلاق دے دی پھر یہ سب رجوع کر گئے تو تاوان اُن پر ہے جو طلاق دینے کے گواہ ہیں اُن پر نہیں جو سپرد کرنے کے گواہ ہیں۔ یوہیں شہود احصان (مرد یا عورت کا شادی ہونے کی گواہی دینے والے) پر رجوع کرنے سے دیت

(14) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج۸، ص۲۷۰۔

(15) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج۸، ص۲۷۰۔

(16) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج۸، ص۲۷۱۔

(17) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج۸، ص۲۷۱۔

(18) الھدایۃ، کتاب الرجوع عن الشہادۃ، ج۲، ص۱۳۴۔۱۳۵۔

واجب نہیں کہ رجم کی علت زنا ہے اور احصان محض شرط ہے۔(19)

مسئلہ ۱۹: عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر سے دس روپے ماہوار نفقہ پر میری مصالحت ہوگئی ہے شوہر کہتا ہے پانچ روپے ماہوار پر صلح ہوئی ہے عورت نے گواہوں سے دس روپے ماہوار پر صلح ہونا ثابت کیا اور قاضی نے فیصلہ دے دیا اس کے بعد گواہ رجوع کر گئے اگر عورت ایسی ہے کہ اس جیسی کا نفقہ دس روپے یا زیادہ ہونا چاہیے جب تو کچھ نہیں اور اگر ایسی نہیں ہے تو جو کچھ زیادہ اس گذشتہ زمانہ میں دیا گیا مثلاً پانچ روپے کی حیثیت تھی اور دلائے گئے دس روپے تو ماہوار پانچ روپے زیادہ دیے گئے لہٰذا فیصلہ کے بعد سے اب تک جو کچھ شوہر سے زیادہ لیا گیا ہے اُس کا تاوان گواہوں پر لازم ہے۔(20)

مسئلہ ۲۰: قاضی نے شوہر پر دس روپے ماہوار نفقہ کے مقرر کردیے ایک برس کے بعد عورت نے مطالبہ کیا کہ آج تک مجھ کو میرا نفقہ نہیں وصول ہوا ہے شوہر نے دو گواہ پیش کردیے جنھوں نے شہادت دی کہ شوہر نے برابر ماہ بماہ نفقہ ادا کیا ہے قاضی نے اس گواہی کے موافق فیصلہ کردیا پھر گواہ رجوع کر گئے اُن کو اس پوری مدت کے نفقہ کا تاوان دینا ہوگا۔ اولاد یا کسی محرم کا نفقہ قاضی نے مقرر کردیا اور اُس میں یہی صورت پیش آئی تو اُس کا بھی وہی حکم ہے۔(21)

❁❁❁❁❁

(19) الدرالمختار، کتاب الشہادات، باب الرجوع عن الشہادۃ، ج۸، ص۲۸۲۔

(20) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الرجوع عن الشہادۃ، الباب الحادی عشرفی المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷۔

(21) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الرجوع عن الشہادۃ، الباب الحادی عشرفی المتفرقات، ج۳، ص۵۵۷۔

وکالت کا بیان

انسان کو اللہ تعالیٰ نے مختلف طبائع عطا کیے ہیں کوئی قوی ہے اور کوئی کمزور بعض کم سمجھ ہیں اور بعض عقلمند ہر شخص میں خود ہی اپنے معاملات کو انجام دینے کی قابلیت نہیں نہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے اپنے سب کام کرنے کے لیے طیار لہٰذا انسانی حاجت کا یہ تقاضا ہوا کہ وہ دوسروں سے اپنا کام کرائے۔ قرآن مجید نے بھی اس کے جواز کی طرف اشارہ کیا اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قول ذکر فرمایا۔

(فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْیَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ)(1)

اپنے میں سے کسی کو یہ چاندی دے کر شہر میں بھیجو وہاں سے حلال کھانا دیکھ کر تمھارے پاس لائے۔

خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض امور میں لوگوں کو وکیل بنایا، حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربانی کا جانور خریدنے کے لیے وکیل کیا۔(2) اور بعض صحابہ کو نکاح کا وکیل کیا وغیرہ وغیرہ۔ اور وکالت کے جواز پر اجماع امت بھی منعقد لہٰذا کتاب وسنت واجماع سے اس کا جواز ثابت۔ وکالت کے یہ معنی ہیں کہ جو تصرف خود کرتا اُس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کر دینا۔(3)

مسئلہ ۱: یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا وکیل کیا یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کر دو یہ سب صورتیں توکیل کی (وکیل بنانے کی) ہیں۔ وکیل کا قبول کرنا صحت وکالت کے لیے ضروری نہیں یعنی اُس نے وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ نہیں کہا یہ بھی نہیں کہ میں نے قبول کیا اور اُس کام کو کر دیا تو مؤکل پر لازم ہوگا۔ ہاں اگر وکیل نے رد کر دیا تو وکالت نہیں ہوئی فرض کرو ایک شخص نے کہا تھا کہ میری یہ چیز بیچ دو اُس نے انکار کر دیا اس کے بعد پھر بیع کر دی تو یہ بیع مؤکل پر لازم نہ ہوئی کہ یہ اُس کا وکیل نہیں بلکہ فضولی ہے۔(4)

مسئلہ ۲: زید نے عمرو کو اپنی زوجہ کو طلاق دینے کے لیے وکیل کیا عمرو نے انکار کر دیا اب طلاق نہیں دے سکتا اور

---

(1) پ۱۵، الکہف:۱۹.

(2) سنن ابي داود، کتاب البیوع، باب في المضارب یخالف، الحدیث:۳۳۸۶، ج۳، ص۳۵۰.

(3) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۷۳۔۲۷۶.

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول في بیان معناھا شرعا...إلخ، ج۳، ص۵۶۰.

اگر خاموش رہا اور اُس کو طلاق دے دی تو طلاق ہوگئی۔(5)

مسئلہ ۳: یہ ضروری ہے کہ وہ تصرف جس میں وکیل بناتا ہے معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو سب سے کم درجہ کا تصرف یعنی حفاظت کرنا اس کا کام ہوگا۔(6)

مسئلہ ۴: اس کے لیے شرط یہ ہے کہ توکیل اُسی چیز میں ہوسکتی ہے جس کو مؤکل خود کرسکتا ہو اور اگر کسی خاص وجہ سے مؤکل کا تصرف ممتنع ہوگیا اور اصل میں جائز ہو توکیل درست ہے مثلاً مُحرِم نے شکار بیع کرنے کے لیے غیر محرم کو وکیل کیا۔(7)

مسئلہ ۵: مجنون یا لایعقل بچہ (ناسمجھ بچہ) نے وکیل بنایا یہ توکیل مطلقاً صحیح نہیں اور سمجھ وال بچہ نے وکیل کیا اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اُس چیز کا وکیل کیا جس کو خود نہیں کرسکتا ہے مثلاً زوجہ کو طلاق دینا۔ غلام کو آزاد کرنا۔ ہبہ کرنا۔ صدقہ دینا یعنی ایسے تصرفات جن میں ضرر محض ہے ان میں توکیل صحیح نہیں۔ (۲) اور اگر ایسے تصرفات میں وکیل کیا جو نفع محض ہیں یہ توکیل درست ہے مثلاً ہبہ قبول کرنا۔ صدقہ قبول کرنا۔ (۳) اور ایسے تصرفات میں وکیل کیا جن میں نفع وضرر دونوں ہوں جیسے بیع و اجارہ وغیرہما اس میں ولی نے اجازت تجارت دی ہو توکیل صحیح ہے ورنہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے اجازت دے گا صحیح ہوگی ورنہ باطل۔(8)

مسئلہ ۶: مرتد نے کسی کو وکیل کیا یہ توکیل موقوف ہے اگر مسلمان ہوگیا نافذ ہے اور اگر قتل کیا گیا یا مرگیا یا دارالحرب میں چلا گیا توکیل باطل ہے اور اگر دارالحرب میں چلا گیا تھا پھر مسلمان ہوکر واپس ہوا اور قاضی نے اسکے دارالحرب چلے جانے کا حکم دے دیا تھا وہ توکیل باطل ہوچکی اور قاضی نے ابھی حکم نہیں دیا ہے کہ مسلمان ہوکر واپس آگیا توکیل باقی ہے۔(9)

مسئلہ ۷: مرتدہ عورت نے کسی کو وکیل بنایا یہ توکیل جائز ہے۔ وکیل بنانے کے بعد معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی یہ توکیل بدستور باقی ہے ہاں اگر مرتدہ عورت اپنے نکاح کا وکیل بنائے یہ توکیل باطل ہے اگر زمانہ ارتداد میں (مرتد ہونے کے زمانے میں) وکیل نے نکاح کردیا یہ نکاح بھی باطل اور اگر مسلمان ہونے کے بعد وکیل نے اس کا نکاح کیا یہ نکاح صحیح

---

(5) المرجع السابق۔

(6) المرجع السابق۔

(7) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص۲۷۶۔

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۱، وغیرہ۔

(9) المرجع السابق، ص۵۶۱۔۵۶۲۔

ہے اور اگر وکیل نے اُس وقت نکاح کیا تھا جب وہ مسلمان تھی پھر معاذ اللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی اب وکیل نے اُس کا نکاح کیا یہ نکاح جائز نہیں ہے کہ توکیل باطل ہوگئی۔(10)

مسئلہ ۸: کافر کی کافر کے ذمہ شراب باقی ہے اُس نے مسلمان کو تقاضے کے لیے (لینے کے لیے) وکیل کیا مسلمان کو ایسی وکالت قبول نہ کرنی چاہیے۔(11)

مسئلہ ۹: باپ نے نابالغ بچہ کے لیے کسی چیز کے خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل کیا یہ توکیل درست ہے باپ کے وصی کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ بچے کے لیے چیز خریدنے یا بیچنے کا کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔(12)

مسئلہ ۱۰: توکیل کے لیے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے یعنی مجنون یا اتنا چھوٹا بچہ جو لایعقل ہو وکیل نہیں ہوسکتا بلوغ اور حریت (آزادی یعنی غلام نہ ہونا) اس کے لیے شرط نہیں یعنی نابالغ سمجھ وال کو اور غلام مجور (ایسا غلام جسے آقا نے تجارت کرنے سے روک دیا ہو) کو بھی وکیل بنا سکتے ہیں۔ وکیل نے بھنگ پی لی کہ عقل میں فتور (خلل) پیدا ہوگیا وہ اپنی وکالت پر نہ رہا یعنی اس حالت میں جو تصرف کریگا وہ مؤکل پر نافذ نہیں ہوگا۔(13)

مسئلہ ۱۱: وکیل کو علم ہو جانا صحت توکیل کے لیے شرط نہیں فرض کرو اُس نے کسی کو وکیل کر دیا ہے اور اُس وقت وکیل کو خبر نہ ہوئی بعد کو وکیل نے معلوم کیا اور تصرف کیا یہ تصرف جائز ہے۔(14)

مسئلہ ۱۲: وکیل بنانے کے لیے وکیل کو علم ہو جانا اگرچہ شرط نہیں ہے مگر وہ وکیل اُس وقت ہوگا جب اُسے علم ہو جائے لہٰذا اگر غلام بیچنے یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا اور وکیل کو ابھی علم نہیں ہوا ہے بطور خود اُس وکیل نے غلام کو بیچ دیا یا اُس کی بی بی کو طلاق دے دی نہ بیع جائز ہوئی نہ طلاق۔(15)

مسئلہ ۱۳: حقوق دو قسم ہیں حقوق العبد، حقوق اللہ۔

حقوق اللہ دو قسم ہیں۔ اُس میں دعویٰ شرط ہے یا نہیں۔ جن حقوق اللہ میں دعویٰ شرط ہے جیسے حد قذف، حد سرقہ ان کے اثبات کے لیے توکیل صحیح ہے۔ مؤکل موجود ہو یا غائب وکیل اس کا ثبوت پیش کرسکتا ہے اور ان کا استیفا یعنی

---

(10) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۲۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۲۔

(12) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۱۔

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۱۔

(14) المرجع السابق، ص۵۶۳۔

(15) المرجع السابق۔

قذف میں دُرّے لگانا یا چوری میں ہاتھ کاٹنا اس کے لیے موکل کی موجودگی ضروری ہے۔ اور جن حقوق اللہ میں دعوٰے شرط نہیں جیسے حدزنا، حد شرب خمر (شراب پینے کی سزا) ان کے اثبات یا استیفا کسی میں توکیل جائز نہیں۔

حقوق العباد بھی دو قسم ہیں شبہہ سے ساقط ہوتے ہیں یا نہیں۔ اگر ساقط ہو جائیں جیسے قصاص اسکے اثبات کی توکیل صحیح ہے اور استیفا کی توکیل یعنی قصاص جاری کرنے کا وکیل بنانا یہ اگر موکل یعنی ولی کی موجودگی میں ہو تو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور حقوق العبد جو شبہہ سے ساقط نہیں ہوتے ان سب میں وکیل بالخصومۃ (مقدمے کا وکیل) بنانا درست ہے وہ حق از قبیل دَین ہو (یعنی قرض کی قسم سے ہو) یا عین (یعنی کوئی مخصوص چیز)۔ تعزیر کے اثبات اور استیفا دونوں کے لیے وکیل بنانا جائز ہے موکل موجود ہو یا غائب۔ (16)

مسئلہ ۱۴: مباحات میں وکیل بنانا جائز نہیں جیسے جنگل کی لکڑی کاٹنا، گھاس کاٹنا، دریا یا کوئیں سے پانی بھرنا، جانور کا شکار کرنا، کان سے جواہر نکالنا جو کچھ ان سب میں حاصل ہوگا وہ سب وکیل کا ہے موکل اُس میں سے کسی شے کا حقدار نہیں۔ (17)

مسئلہ ۱۵: وکیل بالخصومۃ میں خصم (مدمقابل) کا راضی ہونا شرط ہے یعنی بغیر اُس کی رضامندی کے وکالت لازم نہیں اگر وہ رد کر دے گا تو وکالت رد ہو جائے گی خصم یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ خود حاضر ہو کر جواب دے۔ خصم مدعی (دعوی کرنے والا) ہو یا مدعی علیہ (جس پر دعوٰے کیا جاتا ہے) دونوں کا ایک حکم ہے اور اگر موکل بیمار ہو کہ پیدل کچہری نہ جا سکتا ہو یا سواری پر جانے میں مرض کا اضافہ ہو جاتا ہو یا موکل سفر میں ہو یا سفر کا ارادہ رکھتا ہو یا عورت پردہ نشین ہو یا عورت حیض و نفاس والی ہو اور حاکم مسجد میں اجلاس کرتا ہو یا کسی دوسرے حاکم نے اُسے قید کر دیا ہو یا اپنا دعوٰی اچھی طرح بیان نہ کر سکتا ہو ان سب نے وکیل کیا تو وکالت بغیر رضامندی خصم لازم ہوگی۔ (18)

مسئلہ ۱۶: مدعی مدعٰی علیہ میں سے ایک معزز ہے دوسرا کم درجہ کا ہے وہ معزز مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کرتا ہے یہ عذر نہیں اس کی وجہ سے وکالت لازم نہ ہوگی اُس کا فریق کہہ سکتا ہے کہ وہ خود کچہری میں حاضر ہو کر جواب دہی کرے۔ (19)

مسئلہ ۱۷: خصم راضی ہو گیا تھا مگر ابھی دعوے کی سماعت نہیں ہوئی ہے اس رضامندی کو واپس لے سکتا ہے اور

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا...الخ، ج۳، ص ۵۶۳۔ ۵۶۴۔

(17) المرجع السابق، ص ۵۶۴۔

(18) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۷۸۔

(19) المرجع السابق، ص ۲۷۹۔

دعوے کی سماعت کے بعد واپس نہیں لے سکتا۔(20)

مسئلہ ۱۸: عقد دو قسم کے ہیں بعض وہ ہیں جن کی اضافت (نسبت) موکل (وکیل بنانے والا) کی طرف کرنا ضروری نہیں خود اپنی طرف بھی اضافت کرے جب بھی موکل ہی کے لیے ہو جیسے بیع اجارہ اور بعض وہ ہیں جن کی اضافت موکل کی طرف کرنا ضروری ہے اگر اپنی طرف اضافت کر دے تو موکل کے لیے نہ ہو بلکہ وکیل ہی کے لیے ہو جیسے نکاح کہ اس میں موکل کا نام لینا ضروری ہے اگر یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا تو اسی کا نکاح ہوگا موکل کا نہیں ہوگا۔ قسم اوّل کے حقوق کا تعلق خود وکیل سے ہوگا موکل سے نہیں ہوگا مثلاً بائع کا وکیل ہے تو تسلیم مبیع (یعنی فروخت شدہ چیز خریدار کو دینا) اور قبض ثمن (4) وکیل کریگا اور مشتری کا وکیل ہے تو ثمن دینا اور مبیع لینا اسی کا کام ہے مبیع میں استحقاق ہوا (جو چیز بیچی گئی ہے اس میں کسی کا حق ثابت ہوا) تو مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا وہ بائع سے لے گا اور مشتری کے وکیل نے خریدا ہے تو یہ وکیل ہی بائع سے ثمن واپس لے گا یہ کام موکل یعنی مشتری کا نہیں اور مبیع میں عیب ظاہر ہوا تو اس میں جو کچھ کرنا پڑے خصومت وغیرہ (مقدمہ وغیرہ) وہ سب وکیل ہی کا کام ہے۔(21)

مسئلہ ۱۹: عقد کی اضافت اگر وکیل نے موکل کی طرف کردی مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز تم سے فلاں شخص نے خریدی اس صورت میں عقد کے حقوق موکل سے متعلق ہوں گے۔(22)

مسئلہ ۲۰: موکل نے یہ شرط کر دی کہ عقد کے حقوق کا تعلق وکیل سے نہ ہوگا بلکہ مجھ سے ہوگا یہ شرط باطل ہے یعنی باوجود اس شرط کے بھی وکیل ہی سے تعلق ہوگا۔(23)

مسئلہ ۲۱: اس صورت میں حقوق کا تعلق اگرچہ وکیل سے ہے مگر مِلک ابتدا ہی سے موکل کے لیے ہوتی ہے یہ نہیں کہ پہلے اُس چیز کا وکیل مالک ہو پھر اُس سے موکل کی طرف منتقل ہو لہٰذا غلام خریدنے کا اسے وکیل کیا تھا اس نے اپنے قریبی رشتہ دار کو جو غلام ہے خریدا آزاد نہیں ہوگا یا باندی (لونڈی) خریدنے کو کہا تھا اس نے اپنی زوجہ کو جو باندی ہے خریدا نکاح فاسد نہیں کہ وکیل ان کا مالک ہوا ہی نہیں اور موکل کے ذی رحم محرم کو خریدا آزاد ہو جائے گا اور موکل کی زوجہ کو خریدا نکاح فاسد ہو جائے گا۔(24)

---

(20) المرجع السابق۔

(21) الھدایۃ، کتاب الوکالۃ، ج۳، ص ۱۳۷۔۱۳۸۔

(22) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۸۱۔

(23) المرجع السابق۔

(24) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، ج۸، ص ۲۸۲۔

مسئلہ ۲۲: جس عقد کی موکل کی طرف اضافت ضروری ہے جیسے نکاح، خلع، دم عمد (جان بوجھ کر کسی کو قتل کرنا) سے صلح، انکار کے بعد صلح، مال کے بدلے میں آزاد کرنا، کتابت، ہبہ، تصدق (صدقہ کرنا)، عاریت، امانت رکھنا، رہن (کسی کے پاس اپنی کوئی چیز گروی رکھنا)، قرض دینا، شرکت، مضاربت کہ اگر ان کو موکل کی طرف نسبت نہ کرے تو موکل کے لیے نہیں ہوں گے ان میں عقد کے حقوق کا تعلق موکل سے ہوگا وکیل سے نہیں ہوگا۔ وکیل ان عقود میں (ان معاملات میں) سفیر محض ہوتا ہے قاصد کی طرح کہ پیغام پہنچا دیا اور کسی بات سے کچھ تعلق نہیں لہذا نکاح میں شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ نہیں ہوسکتا عورت کے وکیل سے تسلیم زوجہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(25)

مسئلہ ۲۳: وکیل سے چیز خریدی ہے موکل ثمن کا مطالبہ کرتا ہے مشتری انکار کرسکتا ہے کہہ سکتا ہے کہ میں نے تم سے نہیں خریدی جس سے خریدی اُس کو دام دوں گا مگر مشتری نے موکل کو دے دیا تو دینا صحیح ہے اگرچہ وکیل نے منع کر دیا ہو کہہ دیا ہو کہ مجھی کو دینا موکل کو نہ دینا۔ وکیل کے سامنے موکل کو دے یا اُس کی غیبت (عدم موجودگی) میں ثمن ادا ہو جائے گا وکیل دوبارہ مطالبہ نہیں کرسکتا۔(26)

مسئلہ ۲۴: وکیل کے مرجانے کے بعد وصی اس کے قائم مقام ہے موکل قائم مقام نہیں۔(27)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص نے خریدنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا خریدنے سے پہلے یا بعد میں وکیل کو زرِ ثمن دے دیا کہ اسے ادا کر کے مبیع لاؤ وکیل نے روپیہ ضائع کر دیا اور وکیل خود تنگدست ہے اپنے پاس سے اس وقت روپیہ نہیں دے سکتا اس صورت میں بائع کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک لے اُس پر قبضہ نہ دے جب تک ثمن وصول نہ کر لے مگر موکل سے ثمن کا مطالبہ نہیں کرسکتا اور فرض کرو کہ موکل نہ ثمن دیتا ہے نہ مبیع پر قبضہ لیتا ہے تو قاضی ان دونوں کی رضامندی سے چیز کو بیع کر دے گا۔(28)

مسئلہ ۲۶: وکیلِ بائع سے ایک چیز خریدی اور مشتری کا دَین موکل یا وکیل یا دونوں کے ذمہ ہے چاہتا یہ ہے کہ دام (قیمت) نہ دینا پڑے بقایا میں مجرا کر دیا جائے (کاٹ دیا جائے) اگر موکل کے ذمہ دَین ہے تو محض عقد کرنے ہی سے مقاصہ یعنی ادلا بدلا ہوگیا اور اگر وکیل و موکل دونوں کے ذمہ ہے تو موکل کے دَین کے مقابلہ میں مقاصہ ہوگا وکیل

---

(25) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، ج۸،ص ۲۸۲۔

(26) الھدایۃ، کتاب الوکالۃ، ج ۳،ص ۱۳۸۔

والبحرالرائق، کتاب الوکالۃ، ج ۷،ص ۲۵۸۔

(27) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، ج ۷،ص ۲۵۸۔

(28) المرجع السابق۔

کے نہیں اور تنہا وکیل پر دَین ہو تو اس سے بھی مقاصہ ہو جائے گا مگر وکیل پر لازم ہوگا کہ اپنے پاس سے موکل کو ثمن ادا کرے۔(29)

مسئلہ ۲۷: وصی نے کسی کو یتیم کی چیز بیچنے کو کہا وکیل نے بیچ کر دام یتیم کو دے دیے یہ دینا جائز نہیں بلکہ وصی کو دے۔ بیع صرف میں وکیل کیا ہے وکیل نے عقد کیا اور موکل نے عوض پر قبضہ کیا یہ درست نہیں عقد صرف باطل ہو جائے گا کہ اس میں مجلس عقد میں عاقد کا قبضہ ضروری ہے۔(30)

مسئلہ ۲۸: کسی کو اس لیے وکیل کیا کہ وہ فلاں شخص سے یا کسی سے قرض لا دے یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر اس لیے وکیل کیا ہے کہ میں نے فلاں سے قرض لیا ہے تو اُس پر قبضہ کر لے یہ توکیل صحیح ہے۔ اور قرض لینے کے لیے قاصد بنانا صحیح ہے۔(31)

مسئلہ ۲۹: وکیل کو کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ہاں وکیل اس لیے کیا کہ یہ چیز فلاں کو دے دے وکیل کو دینا لازم ہے مثلاً کسی سے کہا یہ کپڑا فلاں شخص کو دے دینا اُس نے منظور کر لیا وہ شخص چلا گیا اس کو دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنے پر وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا وکیل آزاد کرنے پر مجبور نہیں۔(32)

مسئلہ ۳۰: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ جس کام کے لیے وکیل بنایا گیا ہے دوسرے کو اُس کا وکیل کر دے ہاں اگر موکل نے اُس کو یہ اختیار دیا ہو کہ خود کر دے یا دوسرے سے کرا دے تو وکیل بنا سکتا ہے یا وکیل کے وکیل نے کام کر لیا اُس کو موکل نے جائز کر دیا تو اب درست ہو گیا۔ وکیل سے کہہ دیا جو کچھ تو کرے منظور ہے وکیل نے وکیل کر لیا یہ توکیل درست ہے اور یہ وکیلِ ثانی موکل کا وکیل قرار پائے گا وکیل کا وکیل نہیں یعنی اگر وکیل اوّل مر جائے یا مجنون ہو جائے یا معزول کر دیا جائے تو اس کا اثر وکیلِ ثانی پر کچھ نہیں اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کو معزول کر دیا معزول ہو جائے گا۔ اگر وکیل اوّل نے دوسرے کو وکیل بناتے وقت یہ کہہ دیا کہ تو جو کریگا جائز ہے اور اس وکیل دوم نے کسی کو وکیل کیا یہ درست نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۱: وکالت میں تھوڑی سی جہالت مضر نہیں مثلاً کہہ دیا ململ کا تھان (ایک قسم کے باریک سوتی کپڑے کا

---

(29) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، ج ۷، ص ۲۵۸.

(30) الدر المختار، کتاب الوکالۃ، ج ۸، ص ۲۸۳.

(31) المرجع السابق.

(32) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج ۳، ص ۵۶۶.

(33) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج ۳، ص ۵۶۶.

تھان) خرید دو۔ شروطِ فاسدہ سے وکالت فاسد نہیں ہوتی۔ اس میں شرطِ خیار نہیں ہوسکتی۔ (34)

مسئلہ ۳۲: وکالت عقد لازم نہیں وکیل و موکل ہر ایک بغیر دوسرے کی موجودگی کے معزول کرسکتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ موکل اگر وکیل کو معزول کرے تو جب تک وکیل کو خبر نہ ہو معزول نہیں یعنی اس درمیان میں جو تصرف (عمل دخل) کرے گا نافذ ہوگا موکل یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں معزول کرچکا ہوں۔ (35)

مسئلہ ۳۳: وکیل کے قبضہ میں جو چیز ہوتی ہے وہ بطورِ امانت ہے یعنی ضائع ہوجانے سے ضمان واجب نہیں۔ (36)

❁❁❁❁❁

(34) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۷.

(35) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الاول فی بیان معناھا شرعا... إلخ، ج۳، ص۵۶۷، ۶۳۷.

(36) المرجع السابق.

خرید و فروخت میں توکیل کا بیان

مسئلہ ۱: مؤکل نے یہ کہا کہ جو چیز مناسب سمجھو میرے لیے خرید لو یہ خریداری کی وکالت عامہ ہے جو کچھ بھی خریدے گا مؤکل انکار نہیں کر سکتا۔ یوہیں اگر یہ کہہ دیا کہ میرے لیے جو کپڑا چاہو خرید لو یہ کپڑے کے متعلق وکالت عامہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی خاص چیز کی خریداری کے لیے وکیل کیا ہو مثلاً یہ گائے یہ بکری یہ گھوڑا خرید دو۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ وہی معین چیز جس کی خریداری کا وکیل کیا ہے خرید سکتا ہے اُس کے سوا دوسری چیز نہیں خرید سکتا۔ تیسری صورت یہ ہے، کہ نہ تعمیم ہے نہ تخصیص مثلاً یہ کہہ دیا کہ میرے لیے ایک گائے خرید دو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر جہالت تھوڑی سی ہو توکیل درست ہے اور جہالت فاحشہ ہو توکیل باطل (یعنی وکیل بنانا درست نہیں)۔ (1)

مسئلہ ۲: جب خریدنے کا وکیل کیا جائے تو ضرور ہے کہ اُس چیز کی جنس وصفت یا جنس وثمن بیان کر دیا جائے تاکہ جہالت میں کمی پیدا ہو جائے۔ اگر ایسا لفظ ذکر کیا جس کے نیچے کئی جنسیں شامل ہیں مثلاً کہہ دیا چوپایہ خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بیان کر دیا گیا ہو کیونکہ اُس ثمن میں مختلف جنسوں کی اشیاء خرید سکتے ہیں اور اگر وہ لفظ ایسا ہے جس کے نیچے کئی نوعیں ہیں (یعنی کئی قسمیں ہیں) تو نوع بیان کرے یا ثمن بیان کرے اور نوع یا ثمن بیان کرنے کے بعد وصف یعنی اعلیٰ، اوسط، ادنیٰ بیان کرنا ضرور نہیں۔ (2)

مسئلہ ۳: یہ کہا کہ میرے لیے گھوڑا خرید لاؤ یا تنزیب کا تھان (باریک اور کلف دار سوتی کپڑے کا تھان) خرید لاؤ یہ توکیل صحیح ہے اگرچہ ثمن نہ ذکر کیا ہو کہ اس میں بہت کم جہالت ہے اور وکیل اس صورت میں ایسا گھوڑا یا ایسا کپڑا خریدے گا جو مؤکل کے حال سے مناسب ہو۔ غلام یا مکان خریدنے کو کہا تو ثمن ذکر کرنا ضروری ہے یعنی اس قیمت کا خریدنا یا نوع بیان کر دے مثلاً حبشی غلام ورنہ توکیل صحیح نہیں یہ کہا کہ کپڑا خرید لاؤ یہ توکیل صحیح نہیں اگرچہ ثمن بھی بتا دیا ہو کہ یہ لفظ بہت جنسوں کو شامل ہے۔ (3)

مسئلہ ۴: طعام خریدنے کے لیے بھیجا مقدار بیان کر دی یا ثمن دے دیا تو عرف کا لحاظ کرتے ہوئے طیار کھانا لیا

---

(1) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۴، وغیرہ۔

(2) الھدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۲، ص۱۳۹۔

(3) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۴، وغیرہ۔

جائے گا گوشت روٹی وغیرہ۔(4)

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ موتی کا ایک دانہ خرید لاؤ یا یاقوت سرخ کا نگینہ خرید لاؤ اور ثمن ذکر کیا تو کیل صحیح ہے ورنہ نہیں۔(5)

مسئلہ ۶: گیہوں وغیرہ غلہ خریدنے کو کہا نہ مقدار ذکر کی کہ اتنے سیر یا اتنے مَن اور نہ ثمن ذکر کیا کہ اتنے کا یہ توکیل صحیح نہیں اور اگر بیان کر دیا ہے تو صحیح ہے۔(6)

مسئلہ ۷: گاؤں کے کسی آدمی نے یہ کہا میرے لیے فلاں کپڑا خرید لو اور ثمن نہیں بتایا وکیل وہ کپڑا خریدے جو گاؤں والے استعمال کرتے ہیں اور ایسا کپڑا خریدنا جو گاؤں والوں کے استعمال میں نہیں آتا ہو، ناجائز ہے یعنی موکل اُس کے لینے سے انکار کر سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۸: دلال (سودا طے کرانے والے) کو روپے دیے کہ اس کی میرے لیے چیز خرید دو اور چیز کا نام نہیں لیا اگر وہ کسی خاص چیز کی دلالی کرتا ہو تو وہی چیز مراد ہے ورنہ توکیل فاسد۔(8)

مسئلہ ۹: توکیل میں موکل (وکیل بنانے والے) نے کوئی قید ذکر کی ہے اُس کا لحاظ ضروری ہے اُس کے خلاف کریگا تو خریداری کا تعلق موکل سے نہیں ہوگا ہاں اگر موکل کے خلاف کیا اور اُس سے بہتر کیا جس کو موکل نے بتایا تھا تو یہ خریداری موکل پر نافذ ہوگی وکیل سے کہا خدمت کے لیے یا روٹی پکانے کے لیے لونڈی خرید لاؤ یا فلاں کام کے لیے غلام خرید لاؤ کنیز (لونڈی) یا غلام ایسا خریدا جس کی آنکھیں نہیں یا ہاتھ پاؤں نہیں یہ خریداری موکل پر نافذ نہیں ہو گی۔(9)

مسئلہ ۱۰: موکل نے جو جنس متعین کی تھی وکیل نے دوسری جنس سے بیع کی موکل پر نافذ نہیں اگرچہ وہ چیز اُس کی بہ نسبت زیادہ کام کی ہے جس کو موکل نے کہا ہے مثلاً وکیل سے کہا تھا میرا غلام ہزار روپے کو بیچنا اُس نے ہزار اشرفی کو بیع کر دیا اور اگر وصف یا مقدار کے لحاظ سے مخالفت ہے تو دو صورتیں ہیں اس مخالفت میں موکل کا نفع ہے یا نقصان اگر نفع

---

(4) المرجع السابق،ص ۲۸۵.

(5) الفتاوی الھندیۃ،کتاب الوکالۃ،الباب الثانی فی التوکیل بالشراء،ج ۳،ص ۵۷۴.

(6) المرجع السابق.

(7) المرجع السابق

(8) الفتاوی الھندیۃ،کتاب الوکالۃ،الباب الثانی فی التوکیل بالشراء،ج ۳،ص ۵۷۴.

(9) الفتاوی الھندیۃ،کتاب الوکالۃ،الباب الثانی فی التوکیل بالشراء،ج ۳،ص ۵۷۴،۵۷۵.

ہے موکل پر نافذ ہے مثلاً اُس نے ایک ہزار روپے میں بیچنے کو کہا تھا اس نے ڈیڑھ ہزار میں بیع کی اور نقصان ہے تو نافذ نہیں مثلاً نو سو میں بیع کی۔ (10)

مسئلہ ۱۱: وکیل نے کوئی چیز خریدی اور اُس میں عیب ظاہر ہوا جب تک وہ چیز وکیل کے پاس ہو اُس کے واپس کرنے کا حق وکیل کو ہے اور اگر وکیل مرگیا تو اُس کے وصی یا وارث کا یہ حق ہے اور یہ نہ ہوں تو یہ حق موکل کے لیے ہے اور اگر وکیل نے وہ چیز موکل کو دیدی تو اب بغیر اجازت موکل وکیل کو پھیرنے کا حق نہیں ہے۔ یہی حکم وکیل بالبیع (فروخت کرنے کا وکیل) کا ہے کہ جب تک مبیع کی تسلیم نہیں کی واپسی کا حق اس کو ہے۔ وکیل نے عیب پر مطلع ہو کر بیع سے رضامندی ظاہر کر دی تو اب وہ بیع وکیل پر لازم ہو گئی واپسی کا حق جاتا رہا اور موکل کو اختیار ہے چاہے اس بیع کو قبول کر لے اور انکار کر دے گا تو وکیل کی وہ چیز ہو جائے گی موکل سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ (11)

مسئلہ ۱۲: وکیل بالبیع نے چیز بیع کی مشتری (خریدار) کو مبیع (بیچی ہوئی چیز) کے عیب پر اطلاع ہوئی اگر مشتری نے ثمن وکیل کو دیا ہے تو وکیل سے واپس لے اور موکل کو دیا ہے تو موکل سے واپس لے اور مشتری نے وکیل کو دیا وکیل نے موکل کو دے دیا اس صورت میں بھی وکیل سے واپس لے گا۔ (12)

مسئلہ ۱۳: مشتری نے مبیع میں عیب پایا موکل اُس عیب کا اقرار کرتا ہے مگر وکیل منکر ہے مبیع واپس نہیں ہو سکتی کیونکہ عقد کے حقوق وکیل سے متعلق ہیں موکل اجنبی ہے اس کا اقرار کوئی چیز نہیں اور اگر وکیل اقرار کرتا ہے موکل انکار کرتا ہے وکیل پر واپسی ہو جائے گی پھر اگر وہ عیب اس قسم کا ہے کہ اتنے دنوں میں کہ موکل کے یہاں سے چیز آئی پیدا نہیں ہو سکتا جب تو چیز موکل پر واپس ہو جائے گی اور اگر وہ عیب ایسا ہے کہ اتنے دنوں میں پیدا ہو سکتا ہے تو وکیل کو گواہوں سے ثابت کرنا ہو گا کہ یہ عیب موکل کے یہاں تھا اور اگر وکیل کے پاس گواہ نہ ہوں تو موکل پر قسم دے گا اگر قسم سے انکار کرے چیز واپس ہو گی اور قسم کھالے تو وکیل پر لازم ہو گی۔ (13)

مسئلہ ۱۴: وکیل نے بیع فاسد کے ساتھ چیز خریدی یا بیچی اگر موکل ثمن دے چکا ہے یا مبیع کی تسلیم کر دی ہے اور ثمن وصول کر کے موکل کو دے چکا ہے بہرحال وکیل کو بیع فسخ کر دینے کا اختیار (سودا ختم کرنے کا اختیار) ہے اور ثمن

---

(10) المرجع السابق، ص ۵۷۵۔

(11) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۶۲۔

والدر المختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۸، ص ۲۸۵۔

(12) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۶۲۔

(13) المرجع السابق۔

موکل سے لے کر بائع کو واپس کردے کہ یہ فسخ بیع حق موکل کی وجہ سے نہیں ہے کہ اُس سے اجازت لے بلکہ حق شرع کی وجہ سے ہے۔(14)

مسئلہ ۱۵: وکیل کو یہ اختیار ہے کہ جب تک موکل سے ثمن نہ وصول کرلے چیز اپنے قبضہ میں رکھے موکل کو نہ دے خواہ وکیل نے ثمن اپنے پاس سے بائع کو دے دیا ہو یا نہ دیا ہو یہ اُس صورت میں ہے کہ ثمن مؤجل نہ ہو اور اگر ثمن مؤجل ہو یعنی ادا کی کوئی میعاد مقرر ہو تو موکل کے حق میں بھی مؤجل ہو گیا یعنی جب تک میعاد پوری نہ ہو موکل سے مطالبہ نہیں کرسکتا۔ اگر بیع میں ثمن مؤجل نہ تھا بیع کے بعد بائع نے ثمن کے لیے کوئی میعاد مقرر کردی تو موکل پر مؤجل نہ ہوگا یعنی وکیل اسی وقت اُس سے مطالبہ کرسکتا ہے۔(15)

مسئلہ ۱۶: وکیل نے ہزار روپے میں چیز خریدی بائع نے وہ ہزار وکیل کو ہبہ کردیے وکیل موکل سے پورے ہزار کا مطالبہ کریگا اور اگر بائع نے پانسو ہبہ کردیے تو یہ پانسو موکل سے ساقط ہو گئے بقیہ پانسو کا مطالبہ ہوگا اور اگر پہلے پانسو ہبہ کردیے پھر پانسو ہبہ کئے پہلے پانسو موکل سے ساقط ہو گئے بعد والے پانسو کا وکیل مطالبہ کرسکتا ہے۔(16)

مسئلہ ۱۷: وکیل نے ثمن وصول کرنے کے لیے مبیع کو روک لیا اس کے بعد مبیع ہلاک ہوگئی تو وکیل کا نقصان ہوا موکل سے کچھ نہیں لے سکتا اور روکی نہیں تھی اور ہلاک ہوگئی تو موکل کا نقصان ہوا موکل کو ثمن دینا ہوگا۔(17)

مسئلہ ۱۸: بیع صرف و سلم میں مجلسِ عقد میں (یعنی جہاں خرید و فروخت ہوو ہیں) قبضہ ضروری ہے بدونِ قبضہ (قبضہ کے بغیر) جدا ہوجانا عقد کو باطل کردیتا ہے اس سے مراد وکیل کی جدائی ہے موکل کے جدا ہونے کا اعتبار نہیں فرض کرو موکل بھی وہاں موجود تھا عقد کے بعد قبضہ سے پہلے موکل چلا گیا عقد باطل نہ ہوا اور وکیل چلا گیا باطل ہو گیا اگرچہ موکل موجود ہو۔(18)

مسئلہ ۱۹: وکیل بالشرا (چیز خریدنے کا وکیل) کو موکل نے روپے دیدیے تھے اُس نے چیز خریدی اور دام نہیں دیے وہ چیز موکل کو دے دی اور موکل کے روپے خرچ کر ڈالے اور بائع کو روپے اپنے پاس سے دیدیے یہ خریداری موکل ہی کے حق میں ہوگی اور اگر دوسرے روپے سے چیز خریدی مگر ادا کیے موکل کے روپے، تو خریداری وکیل کے حق

---

(14) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

(15) المرجع السابق.

(16) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۶۳.

(17) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۶.

(18) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۷.

میں ہوگی موکل کے لیے ضمان دینا ہوگا۔(19)

مسئلہ ۲۰: وکیل بالشراء نے موکل سے ثمن نہیں لیا ہے تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ موکل سے ملے گا تب دوں گا اُسے اپنے پاس سے دینا ہوگا اور وکیل بالبیع نے چیز بیچ ڈالی اور ابھی دام نہیں ملے ہیں تو موکل سے کہہ سکتا ہے کہ مشتری دے گا تو دوں گا اُس کو اِس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ اپنے پاس سے دیدے۔(20)

مسئلہ ۲۱: وکیل بالبیع (کسی چیز کو فروخت کرنے کا وکیل) نے موکل سے کہا کہ میں نے تمھارا کپڑا افلاس کے ہاتھ بیچ ڈالا میں اُس کی طرف سے تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا ہوں تو متبرع (بھلائی کرنے والا) ہے مشتری سے نہیں لے سکتا اور اگر یہ کہا کہ میں تمھیں اپنے پاس سے دام دے دیتا ہوں مشتری کے ذمہ جو دام ہیں وہ میں لے لوں گا اس طرح دینا جائز نہیں جو کچھ موکل کو دیا اُس سے واپس لے۔(21)

مسئلہ ۲۲: آڑھتی (یعنی وہ شخص جو کمیشن لیکر لوگوں کا مال بیچتا ہے) کے پاس لوگ اپنے مال رکھ دیتے ہیں اور بیچنے کو کہہ دیتے ہیں اُس نے چیز بیع کی اور اپنے پاس سے دام دے دیے کہ مشتری سے ملیں گے تو میں لے لوں گا مشتری مفلس ہوگیا اُس سے ملنے کی اُمید نہیں تو جو کچھ آڑھتی نے مال والوں کو دیا ہے اُن سے واپس لے سکتا ہے۔(22)

مسئلہ ۲۳: موکل نے وکیل کو ہزار روپے چیز خریدنے کے لیے دیے اُس نے چیز خریدی مگر ابھی بائع کو ثمن ادا نہیں کیا اور وہ روپے ضائع ہو گئے تو موکل کے ضائع ہوئے یعنی اُس کو دوبارہ دینا ہوگا اور اگر موکل نے پہلے روپے نہیں دیے ہیں وکیل کے خریدنے کے بعد دیے اور بائع کو ابھی دیے نہیں روپے ضائع ہو گئے تو وکیل کے ہلاک ہوئے اور اگر پہلے دے دیے تھے اور وکیل نے بائع کو نہیں دیے اور ہلاک ہو گئے تو وکیل موکل سے دوبارہ لے گا اور اس مرتبہ بھی ہلاک ہو گئے تو اب موکل سے نہیں لے سکتا اپنے پاس سے دینا ہوگا۔(23)

مسئلہ ۲۴: غلام خریدنے کے لیے ہزار روپے کسی نے دیے تھے روپے گھر میں رکھ کر بازار گیا اور غلام خرید لایا بائع کو روپیہ دینا چاہتا ہے دیکھتا ہے کہ روپے چوری گئے اور غلام بھی اسی کے گھر مر گیا ایک طرف بائع آیا کہ روپیہ دو،

---

(19) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۶۳

(20) المرجع السابق

(21) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۶۴۔

(22) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۶۴۔

(23) المرجع السابق۔

دوسری طرف موکل آتا ہے کہتا ہے غلام لاؤ، اس کا حکم یہ ہے کہ موکل سے ہزار روپے لے کر بائع کو دے اور پہلے کے روپے اور غلام یہ ہلاک ہوئے موکل ان کا کوئی معاوضہ نہیں لے سکتا کہ امانت تھے۔(24)

مسئلہ ۲۵: ایک شخص سے کہا کہ ایک روپیہ کا پانچ سیر گوشت لا دو، وہ ایک روپیہ کا دس سیر گوشت لایا اور گوشت بھی وہ ہے جو بازار میں روپیہ کا پانچ سیر ملتا ہے موکل کو صرف پانچ سیر آٹھ آنے میں لینا ضروری ہے اور باقی گوشت وکیل کے ذمہ۔ اور اگر پاؤ آدھ سیر زائد لایا ہے مگر اتنے ہی میں جتنے میں موکل نے بتایا تھا تو یہ زیادتی موکل کے ذمہ لازم ہے اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتا اور اگر گوشت روپیہ کا پانچ سیر والا نہیں ہے بلکہ یہ گوشت روپیہ کا دس سیر بکتا ہے تو اس میں سے موکل کو کچھ لینا ضرور نہیں۔ یہی حکم ہر وزنی چیز کا ہے۔ اور اگر قیمی چیز ہو مثلاً یہ کہا کہ پانچ روپے کا ململ (ایک قسم کا باریک سوتی کپڑا) کا تھان لاؤ وکیل پانچ روپے میں دو تھان لایا مگر تھان وہی ہے جو بازار میں پانچ کا آتا ہے تو موکل کو لینا لازم نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۶: ایک چیز معین کر کے کہا کہ یہ چیز میرے لیے خرید لاؤ مثلاً یہ بکری یہ گائے یہ بھینس تو وکیل کو وہ چیز اپنے لیے یا موکل کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے خریدنا جائز نہیں اگر وکیل کی نیت اپنے لیے خریدنے کی ہے یا مونھ سے کہہ دیا کہ اس کو اپنے لیے یا فلاں کے لیے خریدتا ہوں جب بھی وہ چیز موکل ہی کے لیے ہے۔(26)

مسئلہ ۲۷: وکیل مذکور نے موکل کی موجودگی میں چیز اپنے لیے خریدی یعنی صاف طور پر کہہ دیا کہ اپنے لیے خریدتا ہوں یا ثمن جو کچھ اُس نے بتایا تھا اُس کے خلاف دوسری جنس کو ثمن کیا اُس نے روپیہ کہا تھا اس نے اشرفی (سونے کا سکہ) یا نوٹ سے وہ چیز خریدی یا موکل نے ثمن کی جنس کو معین نہیں کیا تھا اس نے نقود کے علاوہ دوسری چیز کے عوض میں خریدی یا اس نے خود نہیں خریدی بلکہ دوسرے کو خریدنے کے لیے وکیل کیا اور اُس نے اس کی عدم موجودگی میں خریدی ان سب صورتوں میں وکیل کی مِلک ہوگی موکل کی نہیں ہوگی اور اگر وکیل کے وکیل نے وکیل کی موجودگی میں خریدی تو موکل کی ہوگی۔(27)

مسئلہ ۲۸: غیر معین چیز خریدنے کے لیے وکیل کیا تو جو کچھ خریدے گا وہ خود وکیل کے لیے ہے مگر دو صورتوں میں

---

(24) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوکالۃ، فصل فی التوکیل بالبیع والشراء، ج ۲، ص ۱۵۸۔

(25) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۸، ص ۲۸۷۔

(26) الھدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۲، ص ۱۴۱۔

والبحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۶۸۔

(27) الھدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۲، ص ۱۴۱۔

موکل کے لیے ہے ایک یہ کہ خریداری کے وقت اُس نے موکل کے لیے خریدنے کی نیت کی دوسری یہ کہ موکل کے مال سے خریدی یعنی عقد کو وکیل نے مال موکل کی طرف نسبت کیا مثلاً یہ چیز فلاں کے روپے سے خریدتا ہوں۔(28)

مسئلہ ۲۹: عقد کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو اسی کے لیے ہے اور اگر عقد کو مطلق روپے سے کیا نہ یہ کہا کہ موکل کے روپے سے نہ یہ کہ اپنے روپے سے تو جو نیت ہو۔ اپنے لیے نیت کی تو اپنے لیے موکل کے لیے نیت کی تو موکل کے لئے۔ اور اگر نیتوں میں اختلاف ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کے روپے اُس نے دیے اپنے دیے تو اپنے لیے خریدی ہے موکل کے دیے تو اُس کے لیے خریدی ہے۔(29)

مسئلہ ۳۰: وکیل و موکل میں اختلاف ہے وکیل کہتا ہے میں نے تمھارے (موکل کے) لیے خریدی ہے موکل کہتا ہے تم نے اپنے لیے خریدی ہے اس صورت میں موکل کا قول معتبر ہے جبکہ موکل نے روپیہ نہ دیا ہو اور اگر موکل نے روپیہ دے دیا ہو تو وکیل کا قول معتبر ہے۔(30)

مسئلہ ۳۱: معین غلام کی خریداری کا وکیل تھا پھر وکیل و موکل میں اختلاف ہوا اگر غلام زندہ ہے وکیل کا قول معتبر ہے موکل نے دام (روپے) دیے ہوں یا نہ دیے ہوں۔(31)

مسئلہ ۳۲: خریدار نے کہا یہ چیز میرے ہاتھ زید کے لیے بیچو اُس نے بیچی اس کے بعد خریدار یہ کہتا ہے کہ زید نے مجھے خریدنے کا حکم نہیں کیا تھا مقصود یہ ہے کہ اس کو میں خود لوں زید کو نہ دوں اگر زید لینا چاہتا ہے تو چیز لے لیگا اور خریدار کا انکار لغو و بیکار ہے۔ ہاں اگر زید بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے اُسے حکم نہیں دیا تھا تو خریدار لے گا زید کو نہیں ملے گی مگر جب کہ باوجود اس کے کہ زید نے کہہ دیا ہے کہ میں نے اُس سے لینے کو نہیں کہا ہے خریدار نے وہ چیز زید کو دے دی اور زید نے لے لی تو اب زید کی ہوگئی اور یہ تعاطی کے طور پر (ایجاب وقبول کے بغیر صرف لین دین سے) زید سے بیع ہوئی۔(32)

مسئلہ ۳۳: دو چیزیں خریدنے کے لیے حکم دیا خواہ دونوں معین ہوں یا غیر معین اور ثمن معین نہیں کیا ہے کہ اتنے

---

(28) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۸۔

والهدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۲، ص۱۴۲۔

(29) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۷۱۔۲۷۰

(30) الهدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۲، ص۱۴۱۔۱۴۲

(31) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۹۔

(32) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۹۔۲۹۰۔

میں خریدی جائیں وکیل نے ایک خریدی اگر یہ واجبی قیمت (بازار میں کسی چیز کی معین قیمت) میں خریدی ہے یا خفیف سی زیادتی کے ساتھ خریدی کہ اتنی زیادتی کے ساتھ لوگ خرید لیتے ہوں تو یہ بیع موکل کے لیے ہوگی اور اگر بہت زیادہ داموں کے ساتھ خریدی تو موکل کے لیے لینا ضرور نہیں۔(33)

مسئلہ ۳۴: دو چیزیں خریدنے کے لیے وکیل کیا اور ثمن معین کر دیا ہے مثلاً ہزار روپے میں دونوں خریدو اور فرض کرو کہ دونوں قیمت میں یکساں ہیں وکیل نے ایک کو پانسو یا کم میں خریدا تو موکل پر نافذ ہے اور پانسو سے زیادہ میں خریدی اگرچہ تھوڑی ہی زیادتی ہو تو موکل پر نافذ نہیں مگر جب کہ دوسری باقی روپے میں موکل کے مقدمہ دائر کرنے سے پہلے خرید لے مثلاً پہلی ساڑھے پانسو میں خریدی اور دوسری ساڑھے چار سو میں کہ دونوں ایک ہزار میں ہو گئیں اب دونوں موکل پر لازم ہیں۔(34)

مسئلہ ۳۵: زید کا عمرو پر دَین (قرض) ہے زید نے عمرو سے کہا کہ تمھارے ذمہ جو میرے روپے ہیں اُن کے بدلے فلاں چیز معین میرے لیے خرید لو یا فلاں سے فلاں چیز خرید لو یعنی چیز معین کر دی ہو یا بائع کو معین کر دیا ہو یہ توکیل صحیح ہے عمرو خرید کر جب وہ روپیہ بائع کو دیدے گا زید کے دَین سے بری الذمہ ہو جائے گا زید نہ تو چیز کے لینے سے انکار کرسکتا ہے نہ اب دَین کا مطالبہ کرسکتا ہے اور اگر نہ چیز کو معین کیا نہ بائع کو معین کیا اور مدیون (مقروض) نے چیز خرید لی اور روپیہ ادا کر دیا تو بریُ الذمہ نہیں ہوا زید اس سے دَین کا مطالبہ کرسکتا ہے اور وہ چیز جو خریدی ہے مدیون کی ہے زید اُس کے لینے سے انکار کرسکتا ہے اور فرض کرو ہلاک ہوگئی تو مدیون کی ہلاک ہوئی زید سے تعلق نہیں۔(35)

مسئلہ ۳۶: دائن (قرض دینے والے) نے مدیون سے کہہ دیا کہ میرا روپیہ جو تمھارے ذمہ ہے اُسے خیرات کر دو یہ کہنا صحیح ہے خیرات کر دے گا تو دائن کی طرف سے ہوگا اب دَین کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ یوہیں مالک مکان نے کرایہ دار سے یہ کہا کہ کرایہ جو تمھارے ذمہ ہے اُس سے مکان کی مرمت کرادو اُس نے کرادی درست ہے کرایہ کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔(36)

مسئلہ ۳۷: ایک چیز ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا اور روپے بھی دے دیے اُس نے خرید لی اور چیز بھی ایسی ہے جس کی واجبی قیمت ہزار روپے ہے وہ شخص کہتا ہے یہ پانسو میں تم نے خریدی ہے اور وکیل کہتا ہے نہیں میں نے ہزار

---

(33) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۹۰۔

(34) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۹۰۔

(35) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۹۰۔

(36) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸،ص۲۹۰۔

میں خریدی ہے اس میں وکیل کا قول معتبر ہوگا اور اگر واجبی قیمت اُس کی پانسو ہی ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اور اگر روپے نہیں دیے ہیں اور واجبی قیمت پانسو ہے جب بھی موکل کا قول معتبر ہے اور اگر واجبی قیمت ہزار ہے تو دونوں پر حلف دیا جائے گا اگر دونوں قسم کھا جائیں تو عقد فسخ ہو جائے گا (یعنی وکیل و موکل کے درمیان یہ معاملہ ختم ہو جائے گا) اور وہ چیز وکیل کے ذمہ لازم ہو جائے گی۔(37)

مسئلہ ۳۸: موکل نے چیز کو معین کر دیا ہے مگر ثمن نہیں معین کیا کہ کتنے میں خریدنا اور یہی اختلاف ہوا یعنی وکیل کہتا ہے میں نے ہزار میں خریدی ہے موکل کہتا ہے پانسو میں خریدی ہے یہاں بھی دونوں پر حلف ہے (قسم ہے) اگرچہ بائع وکیل کی تصدیق کرتا ہو کہ اس کی تصدیق کا کچھ لحاظ نہیں کیونکہ یہ اس معاملہ میں اجنبی ہے اور بعد حلف وہ چیز وکیل پر لازم ہے۔(38)

مسئلہ ۳۹: موکل یہ کہتا ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ پانسو میں خریدنا اور وکیل کہتا ہے تم نے ہزار روپے میں خریدنے کو کہا تھا یہاں موکل کا قول معتبر ہے اور اگر دونوں گواہ پیش کریں تو وکیل کے گواہ معتبر ہیں۔(39)

مسئلہ ۴۰: ایک شخص سے کہا تھا کہ میری یہ چیز اتنے میں بیع کر دو اور اُس وقت اُس چیز کی اُتنی ہی قیمت تھی مگر بعد میں قیمت زیادہ ہوگئی تو وکیل کو اُتنے میں بیچنا اب درست نہیں یعنی نہیں بیچ سکتا۔(40)

مسئلہ ۴۱: خرید و فروخت و اجارہ و بیع سلم و بیع صرف کا وکیل اُن لوگوں کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا جن کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اگرچہ واجبی قیمت کے ساتھ عقد کیا ہو ہاں اگر موکل نے اس کی اجازت دے دی ہو کہہ دیا ہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو عقد کرو تو ان لوگوں سے واجبی قیمت پر عقد کر سکتا ہے اور اگر موکل نے عام اجازت نہیں دی ہے اور واجبی قیمت سے زیادہ پر ان لوگوں کے ہاتھ چیز بیع کی تو جائز ہے۔(41)

مسئلہ ۴۲: وکیل کو یہ جائز نہیں کہ اُس چیز کو خود خرید لے جس کی بیع کے لیے اس کو وکیل کیا ہے یعنی یہ بیع ہی نہیں ہو سکتی کہ خود ہی بائع ہوا اور خود مشتری۔(42)

---

(37) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۱۔

والبحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۷۷-۲۷۸۔

(38) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۲۔

(39) المرجع السابق۔

(40) ردالمحتار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۹۳۔

(41) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء... الخ، ج۸، ص۲۹۳۔

(42) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۸، ص۲۸۸۔

مسئلہ ۴۳: موکل نے اُن لوگوں سے بیع کی صریح لفظوں میں اجازت دے دی ہو جب بھی اپنی ذات یا نابالغ لڑکے یا اپنے غلام کے ہاتھ جس پر دَین نہ ہو بیع کرنا جائز نہیں۔(43)

مسئلہ ۴۴: وکیل کم یا زیادہ جتنی قیمت پر چاہے خرید وفروخت کرسکتا ہے جب کہ تہمت کی جگہ نہ ہو اور موکل نے دام بتائے نہ ہوں (قیمت نہ بتائی ہو) مگر بیع صرف میں غبن فاحش کے ساتھ بیع کرنا درست نہیں اور وکیل یہ بھی کرسکتا ہے کہ چیز کو غیر نقود کے بدلے میں بیع کرے۔(44)

مسئلہ ۴۵: بیع کا وکیل چیز اُدھار بھی بیع کرسکتا ہے جب کہ موکل بطور تجارت چیز بیچنا چاہتا ہو اور اگر ضرورت و حاجت کے لیے بیع کرتا ہے مثلاً خانہ داری کی چیزیں ضرورت کے وقت بیچ ڈالتے ہیں اس صورت میں وکیل کو اُدھار بیچنا جائز نہیں۔(45)

مسئلہ ۴۶: عورت نے سوت کات کر کسی کو بیچنے کے لیے دیا اُدھار بیچنا جائز نہیں غرض اگر قرینہ سے یہ ثابت ہو کہ موکل کی مراد نقد بیچنا ہے تو اُدھار بیچنا درست نہیں اور جہاں اُدھار بیچنا درست ہے اُس سے مراد اُتنے زمانہ کے لیے اُدھار بیچنا ہے جس کا رواج ہو اور اگر زمانہ طویل کردیا مثلاً عام طور پر لوگ ایک مہینے کی مدت دیتے تھے اس نے زیادہ کردی یہ جائز نہیں۔(46)

مسئلہ ۴۷: موکل نے کہا اس چیز کو سو روپے میں اُدھار بیچ دینا اُس نے سو روپے نقد میں بیچ دی یہ جائز ہے اور اگر موکل نے دام نہ بتائے ہوں یہ کہا کہ اس کو اُدھار بیچنا وکیل نے نقد بیچ دی یہ جائز نہیں۔(47)

مسئلہ ۴۸: وکالت کو زمانہ یا مکان کے ساتھ مقید کرنا درست ہے یعنی موکل نے کہہ دیا کہ اسکو کل بیچنا یا خریدنا یا فلاں جگہ خریدنا یا بیچنا وکیل آج عقد نہیں کرسکتا نہ اس جگہ کے علاوہ دوسری جگہ کرسکتا ہے۔(48)

مسئلہ ۴۹: وکیل سے کہا جاؤ بازار سے فلاں چیز فلاں شخص کی معرفت خرید لاؤ وکیل نے بغیر اُس کی معرفت کے

---

(43) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۴۔

(44) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۲۹۴، وغیرہ۔

(45) المرجع السابق، ص۲۹۵۔

(46) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۴۔
والدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۲۹۵۔

(47) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۸۴۔

(48) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۲۹۶۔

خریدی یہ درست ہے یعنی اگر وہ چیز ضائع ہوگئی تو وکیل ضامن نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ بغیر اُس کی معرفت کے مت خریدنا وَیَن نے بغیر معرفت خریدلی یہ جائز نہیں ہلاک ہوجائے تو وکیل کا نقصان ہے موکل سے تعلق نہیں۔(49)

مسئلہ ۵۰: ایسی چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا ہے جس میں بار برداری صَرف ہوگی اور وکیل و موکل دونوں ایک ہی شہر میں ہیں تو اُس سے مراد اُسی شہر میں بیچنا ہے دوسرے شہر میں لے جانا جائز نہیں فرض کرو دوسری جگہ بار کرا کے لے گیا اور چوری گئی یا ضائع ہوگئی وکیل کو تاوان دینا ہوگا۔ اور اگر بار برداری کا صرفہ نہ ہوتا ہو اور موکل نے جگہ کی تعیین نہیں کی ہے تو اس شہر کی خصوصیت نہیں وکیل کو اختیار ہے جہاں چاہے لے جائے۔(50)

مسئلہ ۵۱: موکل نے وکیل پر کوئی شرط کردی ہے جو پوری طور پر مفید ہے وکیل کو اُس شرط کی رعایت واجب ہے مثلاً کہا تھا اس کو خیار کے ساتھ بیع کرنا وکیل نے بلا خیار بیع کردی یہ جائز نہیں۔ موکل نے کہا تھا کہ میرے لیے اس میں خیار رکھنا اور خیار کی شرط نہیں کی جب تو بیع ہی جائز نہیں اور اگر موکل کے لیے خیار شرط کیا تو وکیل و موکل دونوں کے لیے ہوگا۔ موکل نے مطلق بیع کی اجازت دی وکیل نے موکل یا اجنبی کے لیے خیار شرط کیا یہ بیع صحیح ہے۔ موکل نے ایسی شرط لگائی جس کا کوئی فائدہ نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔(51)

مسئلہ ۵۲: وکیل نے اُدھار بیچی تو ثمن کے لیے مشتری سے کفیل (ضامن) لے سکتا ہے یا ثمن کے مقابل (یعنی قیمت کے بدلے) میں کوئی چیز رہن (گروی) رکھ سکتا ہے لہٰذا اس صورت میں وکیل کے پاس سے رہن کی چیز ہلاک ہو گئی یا کفیل سے وصولی کی کوئی صورت ہی نہ رہی تو وکیل ضامن نہیں۔(52)

مسئلہ ۵۳: موکل نے کہہ دیا ہے کہ جس کے ہاتھ بیع کرو اُس سے کفیل لینا یا کوئی چیز رہن رکھ لینا وکیل نے بغیر رہن و کفالت (رہن رکھے بغیر یا کفیل لیے بغیر) بیع کردی یہ جائز نہیں۔ وکیل و موکل میں اختلاف ہوا موکل کہتا ہے میں نے رہن یا کفالت کے لیے کہا تھا وکیل کہتا ہے نہیں کہا تھا اس میں موکل کا قول معتبر ہے۔(53)

مسئلہ ۵۴: وکیل نے بیع کی اور مشتری کی طرف سے ثمن کی خود ہی کفالت کی یہ کفالت جائز نہیں اور اگر وہ بیع کا وکیل نہیں ہے بلکہ مشتری سے ثمن وصول کرنے کے لیے وکیل ہے یہ مشتری کی طرف سے ثمن کی کفالت کرتا ہے جائز

(49) المرجع السابق

(50) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثالث فی الوکالۃ بالبیع، ج۳، ص۵۸۹۔

(51) المرجع السابق۔

(52) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء... إلخ، ج۸، ص۲۹۶۔

(53) الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثالث فی الوکالۃ بالبیع... إلخ، ج۳، ص۵۹۰۔

ہے اور مشتری سے ثمن معاف کر دے تو معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵۵: وکیل نے مشتری سے ثمن وصول کرنے میں تاخیر کر دی یعنی بیع کے بعد اُس کے لیے میعاد مقرر کر دی یا ثمن معاف کر دیا یا مشتری نے حوالہ کر دیا اس نے قبول کر لیا یا اُس نے کھوٹے روپے دے دیے اس نے لے لیے یہ سب درست ہے یعنی جو کچھ کر چکا ہے مشتری سے اُس کے خلاف نہیں کر سکتا مگر مؤکل کے لیے تاوان دینا ہوگا۔(54)

مسئلہ ۵۶: جو شخص خریدنے کا وکیل ہوا اُس کی خریداری کے لیے مؤکل نے ثمن کی تعیین نہ کی ہو تو اُتنے ہی دام کے ساتھ خرید سکتا ہے جو چیز کی اصلی قیمت ہے یا کچھ زیادہ کے ساتھ خرید سکتا ہے کہ عام طور پر لوگوں کے خریدنے میں یہ دام ہوتے ہوں۔ یہ اُن چیزوں میں ہے جن کا ثمن معروف و مشہور نہ ہو اور اگر ثمن معروف ہے جیسے روٹی۔ گوشت۔ ڈبل روٹی۔ بسکٹ اور انکے علاوہ بہت سی چیزیں ان کو وکیل نے زیادہ ثمن سے خریدا اگرچہ بہت تھوڑی زیادتی ہے مثلاً چار پیسے میں چار روٹیاں آتی ہیں اس نے پانچ کی چار خریدیں یہ بیع موکل پر نافذ نہیں۔(55)

مسئلہ ۵۷: چیز بیچنے کے لیے وکیل کیا وکیل نے اُس میں سے آدھی بیچ دی اور چیز ایسی ہے جس میں تقسیم نہ ہو سکے جیسے لونڈی، غلام، گائے، بکری کہ ان میں تقسیم نہیں ہو سکتی اگر موکل کے دعویٰ کرنے سے پہلے وکیل نے دوسرا نصف بھی بیچ دیا جب تو جائز ہے ورنہ نہیں اور اگر چیز ایسی ہے جس کے حصہ کرنے میں نقصان نہ ہو جیسے جَو، گیہوں (گندم) تو نصف کی بیع صحیح ہے چاہے باقی کو بیع کرے یا نہ کرے اور اگر خریدنے کا وکیل ہے اور آدھی چیز خریدی تو جب تک باقی کو خرید نہ لے موکل پر نافذ نہ ہوگی اُس چیز کے حصے ہو سکتے ہوں یا نہ ہو سکیں دونوں کا ایک حکم ہے۔(56)

مسئلہ ۵۸: مشتری نے مبیع میں عیب پایا اور وکیل پر اس کو رد کر دیا اس کی چند صورتیں ہیں مشتری نے گواہوں سے عیب ثابت کیا ہے یا وکیل پر حلف دیا گیا اس نے حلف سے انکار کیا یا خود وکیل نے عیب کا اقرار کیا بشرطیکہ اس تیسری صورت میں وہ عیب ایسا ہو کہ اس مدت میں پیدا نہیں ہو سکتا ان تینوں صورتوں میں وکیل پر رد موکل پر رد ہے اور اگر عیب ایسا ہے جس کا مثل اس مدت میں پیدا ہو سکتا ہے اور وکیل نے اس کا اقرار کر لیا تو وکیل پر رد موکل پر رد نہیں۔(57)

---

(54) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثالث فی الوکالۃ بالبیع، ج۳، ص۵۹۶۔

(55) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۷۔

(56) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۸۸۔

والدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۷۔

(57) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۲۹۸۔

مسئلہ ۵۹: مبیع ایسے عیب کی وجہ سے جس کا مثل حادث ہوسکتا ہے وکیل پر بوجہ اقرار کے رد کی گئی اس صورت میں وکیل کو موکل پر دعویٰ کرنے کا حق ہے گواہوں سے اگر موکل کے یہاں عیب ہونا ثابت کردے گا یا بصورت گواہ نہ ہونے کے موکل پر حلف دیا جائے گا اگر حلف سے انکار کردے گا تو موکل پر رد کردی جائے گی اور اگر وکیل پر رد کیا جانا قاضی کے حکم سے نہ ہو بلکہ خود وکیل نے اپنی رضامندی سے چیز واپس لی تو اب موکل پر دعویٰ کرنے کا بھی حق نہیں ہے کہ اس طرح واپسی حق ثالث میں بیع جدید (تیسرے شخص کے حق میں نیا سودا) ہے۔(58)

مسئلہ ۶۰: وکالت میں اصل خصوص ہے کیونکہ عموماً یہی ہوتا ہے کہ وکیل کے لیے معین کرکے کام بتایا جاتا ہے عموم بہت کم ہوتا ہے اور مضاربت میں عموم اصل ہے یعنی عام طور پر مضارب کو امور تجارت میں وسیع اختیارات دیے جاتے ہیں کیونکہ مضارب کے لیے پابندی اکثر موقع پر اصل مقصود کے منافی ہوتی ہے اس قاعدہ کلیہ کی تفریع یہ ہے کہ وکیل نے اُدھار بیچا موکل نے کہا میں نے تم سے نقد بیچنے کو کہا تھا وکیل کہتا ہے تم نے مطلق رکھا تھا نقد یا اُدھار کسی کی تخصیص نہیں تھی موکل کی بات مانی جائے گی اور یہی صورت مضاربت میں ہو کہ رب المال (مال کا مالک) کہتا ہے میں نے نقد بیچنے کو کہا تھا اور مضارب (دوسرے کے مال سے مشترک نفع پر تجارت کرنے والا) کہتا ہے نقد یا اُدھار کسی کی تعیین نہ تھی تو مضارب کی بات مانی جائے گی۔(59)

مسئلہ ۶۱: وکیل مدعی ہے کہ میں نے چیز بیچ دی اور ثمن پر قبضہ بھی کرلیا مگر ثمن ہلاک ہوگیا اور مشتری بھی وکیل کی تصدیق کرتا ہے موکل کہتا ہے دونوں جھوٹے ہیں وکیل کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہے۔(60)

مسئلہ ۶۲: موکل کہتا ہے میں نے تجھ کو وکالت سے جدا کردیا وکیل کہتا ہے وہ چیز تو میں نے کل ہی بیچ ڈالی وکیل کی بات نہیں مانی جائے گی۔(61)

❁❁❁❁❁

(58) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۸۹۔

(59) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء... إلخ، ج۸، ص۲۹۹۔

(60) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۱۔

(61) المرجع السابق۔

دو شخصوں کے وکیل کرنے کے احکام

مسئلہ ۶۳: ایک شخص نے دو شخصوں کو وکیل کیا تو ان میں سے ایک تنہا تصرف نہیں کرسکتا (یعنی معاملہ طے نہیں کر سکتا) اگر کریگا موکل پر نافذ نہیں ہوگا دوسرا مجنون ہوگیا یا مر گیا جب بھی اُس ایک کو تصرف کرنا جائز نہیں۔ یہ اُس صورت میں ہے کہ اُس کام میں دونوں کی رائے اور مشورہ کی ضرورت ہو مثلاً بیع اگرچہ ثمن بھی بتا دیا ہو اور یہ حکم وہاں ہے کہ دونوں کو ایک ساتھ وکیل بنایا یعنی یہ کہا میں نے دونوں کو وکیل کیا یا زید وعمرو کو وکیل کیا اور اگر دونوں کو ایک کلام میں وکیل نہ بنایا ہو آگے پیچھے وکیل کیا ہو تو ہر ایک بغیر دوسرے کی رائے کے تصرف کرسکتا ہے۔(1)

مسئلہ ۶۴: دو شخصوں کو مقدمہ کی پیروی کے لیے وکیل کیا تو بوقت پیروی دونوں کا مجتمع ہونا (یعنی حاضر ہونا) ضروری نہیں تنہا ایک بھی پیروی کرسکتا ہے بشرطیکہ امور مقدمہ (مقدمہ کے معاملات) میں دونوں کی رائے مجتمع ہو۔(2)

مسئلہ ۶۵: زوجہ کو بغیر مال کے طلاق دینے کے لیے یا غلام کو بغیر مال آزاد کرنے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا ان میں تنہا ایک شخص طلاق دے سکتا ہے آزاد کرسکتا ہے یہاں تک کہ ایک نے طلاق دے دی اور دوسرا انکار کرتا ہے جب بھی طلاق ہوگئی۔ یوہیں کسی کی امانت واپس کرنے کے لیے یا عاریت پھیرنے کے لیے (عارضی طور پر لی ہوئی چیز واپس کرنے کے لیے) یا غصب کی ہوئی چیز (ناجائز قبضہ کی ہوئی چیز) دینے کے لیے یا بیع فاسد میں رد کرنے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک شخص بغیر مشارکت دوسرے کے یہ سب کام کرسکتا ہے۔ زوجہ کو طلاق دینے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا اور یہ کہہ دیا کہ تنہا ایک شخص طلاق نہ دے بلکہ دونوں جمع ہو کر متفق ہو کر طلاق دیں اور ایک نے طلاق دے دی دوسرے نے نہیں دی یا ایک نے طلاق دی دوسرے نے اسے جائز کیا طلاق نہ ہوئی اور اگر یہ کہا کہ تم دونوں مجتمع ہو کر اُسے تین طلاقیں دے دینا ایک نے ایک طلاق دی دوسرے نے دو طلاقیں دیں ایک بھی نہیں ہوئی جب تک مجتمع ہو کر دونوں تین طلاقیں نہ دیں۔ یوہیں دو شخصوں سے کہا کہ میری عورتوں میں سے ایک کو تم دونوں طلاق دے دو اور عورت کو معین نہ کیا تو تنہا ایک شخص طلاق نہیں دے سکتا۔(3)

مسئلہ ۶۶: دو شخصوں کو کسی عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل کیا یا عورت نے دو شخصوں کو نکاح کا وکیل کیا تنہا

---

(1) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالہ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۹۴۔

(2) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء ... الخ، ج ۸، ص ۲۹۹۔

(3) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج ۳، ص ۶۳۴۔

ایک وکیل نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ موکل نے مہر کا تعین بھی کر دیا ہو۔ خلع کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تنہا ایک شخص خلع نہیں کرسکتا اگرچہ بدلِ خلع بھی ذکر کر دیا ہو۔(4)

مسئلہ ۶۷: امانت یا عاریت یا مغصوب شے کو واپس لینے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص واپس نہیں لے سکتا جب تک اس کا ساتھی بھی شریک نہ ہو فرض کرو اگر تنہا ایک نے واپس لی اور ضائع ہوئی تو اُسے پوری چیز کا تاوان دینا ہوگا۔(5)

مسئلہ ۶۸: دَین (قرض) ادا کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو ایک تنہا بھی ادا کرسکتا ہے دوسرے کی شرکت ضروری نہیں اور دَین وصول کرنے کے لیے دو وکیل کیے تو تنہا ایک وصول نہیں کرسکتا۔(6)

مسئلہ ۶۹: دَین وصول کرنے کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا اور ایک وکیل بھی غائب ہو گیا جو وکیل موجود تھا اُس نے دَین کا مطالبہ کیا مدیون دَین کا اقرار کرتا ہے مگر وکالت سے انکار کرتا ہے وکیل نے گواہوں سے ثابت کیا کہ فلاں شخص نے دَین وصول کرنے کا مجھے اور فلاں شخص کو وکیل کیا ہے اس صورت میں قاضی دونوں کی وکالت کا حکم دے گا دوسرا وکیل جو غائب ہے جب آجائے گا اُسے گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ دونوں مل کر دَین وصول کرلیں گے۔(7)

مسئلہ ۷۰: واہب نے (ہبہ کرنے والے نے) دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز فلاں موہوب لہ (جس کے لیے ہبہ کیا) کو تسلیم کر دو (یعنی دے دو) ان میں کا ایک شخص تسلیم کرسکتا ہے اور اگر موہوب لہ نے قبضہ کے لیے دو شخصوں کو وکیل کیا تو تنہا ایک شخص قبضہ نہیں کرسکتا اور اگر دو شخصوں کو وکیل کیا کہ یہ چیز کسی کو ہبہ کر دو اور موہوب لہ کو معین نہیں کیا تو ایک شخص کسی کو ہبہ نہیں کرسکتا اور اگر موہوب لہ کو معین کر دیا ہے تو ایک شخص ہبہ کرسکتا ہے۔(8)

مسئلہ ۷۱: رہن ایک شخص تنہا نہیں رکھ سکتا مکان یا زمین کرایہ پر لینے کے لیے دو وکیل کیے تنہا ایک نے کرایہ پر لیا تو وکیل کے اجارہ میں ہوا پھر اگر وکیل نے موکل (وکیل کرنے والے) کو دے دیا تو یہ وکیل و موکل کے مابین ایک جدید اجارہ بطور تعاطی منعقد ہوا۔(9)

---

(4) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج ۳، ص ۶۳۴۔

(5) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۹۶۔

(6) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۹۷۔

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج ۳، ص ۶۳۴۔

(8) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج ۷، ص ۲۹۷۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج ۳، ص [illegible]

مسئلہ ۷۲: یہ کہا کہ میں نے تم دونوں میں سے ایک کو فلاں چیز کے خریدنے کا وکیل کیا دونوں نے خرید لی اگر آگے پیچھے خریدی ہے تو پہلے کی چیز موکل کی ہوگی اور دوسرے نے جو خریدی ہے وہ خود اُس وکیل کی ہوگی اور اگر دونوں نے بیک وقت خریدی تو دونوں چیزیں موکل کی ہوں گی۔(10)

مسئلہ ۷۳: ایک شخص سے کہا میری یہ چیز بیچ دو پھر دوسرے سے بھی اُسی چیز کے بیچنے کو کہا اور دونوں نے دو شخصوں کے ہاتھ بیع کر دی اگر معلوم ہے کہ کس نے پہلے بیع کی تو جس نے پہلے خریدی ہے چیز اُسی کی ہے اور معلوم نہ ہو تو دونوں مشتری اُس میں نصف نصف کے شریک ہیں اور ہر ایک کو اختیار ہے کہ نصف ثمن کے ساتھ لے یا نہ لے اور اگر دونوں نے ایک ہی شخص کے ہاتھ بیع کی اور دوسرے نے زیادہ داموں میں (زیادہ قیمت پر) بیچی دوسری بیع جائز ہے۔(11)

❀❀❀❀❀

(10) المرجع السابق۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب الثامن فی توکیل الرجلین، ج۳، ص۶۳۵.

وکیل کام کرنے پر کہاں مجبور ہے کہاں نہیں

مسئلہ ۷۴: ایک شخص کو وکیل کیا ہے کہ وہ اپنے مال سے یا موکل کے مال سے دَین ادا کر دے اس کو دَین ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا مگر جب کہ وکیل کے ذمہ خود موکل کا دَین ہے اور موکل نے اُس سے دوسرے کا دَین جو موکل پر ہے ادا کرنے کو کہا۔ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ کسی جگہ بھی وکیل اُس کام پر مجبور نہیں کیا جا سکتا جس کے لیے وکیل ہوا ہے مثلاً یہ کہا کہ میری یہ چیز بیچ کر فلاں کا دَین ادا کر دو وکیل اُس کے بیچنے پر مجبور نہیں یا یہ کہہ دیا ہو کہ میری عورت کو طلاق دے دو، وکیل طلاق دینے پر مجبور نہیں اگرچہ عورت طلاق مانگتی ہو یا غلام آزاد کر دو یا فلاں شخص کو یہ چیز ہبہ کر دو یا فلاں کے ہاتھ یہ چیز بیع کر دو۔(1)

مسئلہ ۷۵: بعض باتوں میں وکیل اُس کام کے کرنے پر مجبور کیا جائے گا انکار نہیں کر سکتا۔ 1 ایک چیز معین شخص کو دینے کے لیے وکیل کیا تھا کہ یہ چیز فلاں کو دے آؤ اور موکل غائب ہو گیا وکیل کو اُسے دینا لازم ہے۔ 2 مدعی (دعوےٰ کرنے والے) کی طلب پر مدعیٰ علیہ (جس پر دعویٰ کیا گیا) نے وکیل کیا اور مدعیٰ علیہ غائب ہو گیا وکیل کو پیروی کرنی لازم ہے 3 ایک چیز رہن رکھی ہے اور عقد رہن کے اندر یا بعد میں راہن (گروی رکھنے والے) نے توکیل بالبیع شرط کر دی اس صورت میں وکیل کو بیع کر کے مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی جاتی ہے) کا دَین ادا کرنا ضروری ہے 4 جو وکیل اجرت پر کام کرتے ہوں جیسے دلال آڑھتی (کمیشن لیکر چیز فروخت کرنے والے) وہ کام کرنے پر مجبور ہیں انکار نہیں کر سکتے۔(2)

❁❁❁❁❁

(1) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۰.

(2) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۱.

وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے یا نہیں

مسئلہ ۷۶: وکیل جس چیز کے بارے میں وکیل ہے بغیر اجازت موکل اُس میں دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا مثلاً زید نے عمرو سے ایک چیز خریدنے کو کہا عمرو بکر سے کہہ دے کہ تُو خرید کرلا یہ نہیں ہوسکتا یعنی وکیل الوکیل جو کچھ کریگا وہ موکل پر نافذ نہیں ہوگا۔(1)

مسئلہ ۷۷: وکیل کو موکل نے اس کی اجازت دے دی ہے کہ وہ خود کردے یا دوسرے سے کرادے تو وکیل بنانا جائز ہے یا اُس کام کے لیے اُس نے اختیارِ تام (مکمل اختیار) دے دیا ہے مثلاً کہہ دیا ہے کہ تم اپنی رائے سے کام کرو اس صورت میں بھی وکیل بنانا جائز ہے۔(2)

مسئلہ ۷۸: ایک شخص کو زکوۃ کے روپے دے کر کہا کہ فقیروں کو دے دو اس نے دوسرے کو کہا اُس نے تیسرے کو کہا غرض یہ کہ جو بھی فقیروں کو دے دے گا زکوۃ ادا ہو جائے گی موکل کو اجازت دینے کی بھی ضرورت نہیں اور اگر قربانی کا جانور خریدنے کے لیے ایک کو کہا اُس نے دوسرے سے کہہ دیا دوسرے نے تیسرے سے کہا غرض آخر والے نے خریدا تو اوّل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر جائز کریگا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔(3)

مسئلہ ۷۹: اذن یا تفویض (کام اس کی رائے پر سپرد کرنے) کی وجہ سے وکیل نے دوسرے کو وکیل بنایا تو یہ وکیل ثانی (دوسرا وکیل) وکیل کا وکیل نہیں ہے بلکہ موکل کا وکیل ہے اگر وکیل اوّل اسے معزول (برطرف) کرنا چاہے معزول نہیں کرسکتا نہ اُس کے مرنے سے یہ معزول ہوسکتا ہے موکل کے مرنے سے دونوں معزول ہو جائیں گے۔(4)

مسئلہ ۸۰: وکیل نے وہ کام کیا جس کے لیے وکیل تھا اور حقوق میں اُس نے دوسرے کو وکیل بنایا یہ جائز ہے اس کے لیے نہ اذن کی ضرورت ہے نہ تفویض کی مثلاً خریدنے کا وکیل تھا اس نے خریدا اور مبیع پر قبضہ کے لیے یا عیب کی وجہ سے واپس کرنے کے لیے یا اُس کے متعلق دعویٰ کرنا پڑے اس کے لیے بغیر اذن و تفویض بھی وکیل کرسکتا ہے کہ ان

---

(1) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۳۰۲.

(2) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸،ص۳۰۳.

(3) المرجع السابق.

(4) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷،ص۲۹۷.

سب کاموں میں وکیل اصیل ہے۔(5)

مسئلہ ۸۱: وکیل نے بغیر اذن و تفویض دوسرے کو وکیل کر دیا دوسرے نے پہلے کی موجودگی یا عدم موجودگی میں کام کیا اور اوّل نے اُسے جائز کر دیا تو جائز ہوگیا بلکہ کسی اجنبی نے کر دیا اُس نے جائز کر دیا جب بھی جائز ہوگیا اور اگر وکیل اوّل نے ثانی کے لیے ثمن مقرر کر دیا ہے کہ چیز اتنے میں بیچنا اور ثانی نے اوّل کی غیبت میں بیچ دی تو جائز ہے یعنی اوّل کی رائے سے کام ہوا اور یہ بیع موکل پر نافذ ہوگی کیونکہ اُس کی رائے اس صورت میں یہی ہے کہ ثمن کی مقدار معین کر دے اور یہ کام اُس نے کر دیا۔ خریدنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اجنبی نے خریدی اور وکیل نے جائز کر دی جب بھی اُسی اجنبی کے لیے ہے۔(6)

مسئلہ ۸۲: ایسی چیزیں جو عقد نہیں ہیں جیسے طلاق، عتاق ان میں کسی کو وکیل کیا وکیل نے دوسرے کو وکیل کر دیا ثانی نے اوّل کی موجودگی میں طلاق دی یا اجنبی نے طلاق دی وکیل نے جائز کر دی طلاق نہیں ہوگی۔(7)

❀❀❀❀❀

(5) المرجع السابق، ص۲۹۸.

(6) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۴.
والبحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ج۷، ص۲۹۸.

(7) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۴.

وکالت عامہ وخاصہ

مسئلہ ۸۳: وکالت کبھی خاص ہوتی ہے کہ ایک مخصوص کام مثلاً خریدنے یا بیچنے یا نکاح یا طلاق کے لیے وکیل کیا اور کبھی عام ہوتی ہے کہ ہر قسم کے کام وکیل کو سپرد کر دیتے ہیں جس کو مختار عام کہتے ہیں مثلاً کہہ دیا کہ میں نے تجھے ہر کام میں وکیل کیا اس صورت میں وکیل کو تمام معاوضات خریدنا بیچنا اجارہ دینا لینا سب کام کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے مگر بی بی کو طلاق دینا غلام کو آزاد کرنا یا دوسرے تبرعات مثلاً کسی کو اسکی چیز ہبہ کر دینا اس کی جائداد کو وقف کر دینا اس قسم کے کاموں کا وکیل اختیار نہیں رکھتا۔(1)

مسئلہ ۸۴: کسی سے کہا میں نے اپنی عورت کا معاملہ تمھیں سپرد کر دیا یہ طلاق کا وکیل ہے مگر مجلس تک اختیار رکھتا ہے بعد میں نہیں اور اگر یہ کہا کہ عورت کے معاملہ میں، مَیں نے تم کو وکیل کیا تو مجلس تک مقتصر نہیں (یعنی مجلس تک محدود نہیں بعد میں بھی اُس کو اختیار ہے)۔(2)

مسئلہ ۸۵: جس شخص کو دوسرے پر ولایت (سرپرستی) نہ ہو اُس کے حق میں اگر تصرف کریگا جائز نہیں ہوگا مثلاً غلام یا کافر نے اپنے نابالغ بچہ حر (آزاد) مسلمان کا مال بیچ دیا یا اُس کے بدلے میں کوئی چیز خریدی یا اپنی نابالغہ لڑکی حرہ مسلمہ (آزاد مسلمان لڑکی) کا نکاح کیا یہ جائز نہیں۔(3)

مسئلہ ۸۶: نابالغ کے مال کی ولایت اُس کے باپ کو ہے پھر اُس کے وصی کو ہے یہ نہ ہو تو اس کے وصی کو ہے یعنی باپ کا وصی دوسرے کو وصی بنا سکتا ہے اس کے بعد دادا کو پھر دادا کے وصی کو پھر اس وصی کے وصی کو یہ بھی نہ ہو تو قاضی کو اس کے بعد وہ جس کو قاضی نے مقرر کیا ہو اس کو وصی قاضی کہتے ہیں پھر اُس کو جس کو اس وصی نے وصی کیا ہو۔(4)

مسئلہ ۸۷: ماں مرگئی یا بھائی مرا اور انھوں نے ترکہ چھوڑا اور اس مال کا کسی کو وصی کیا تو باپ یا اسکے وصی یا وصی یا دادا یا اسکے وصی یا وصی وصی کے ہوتے ہوئے ماں یا بھائی کے وصی کو کچھ اختیار نہیں اور اگر ان مذکورین میں کوئی نہیں ہے تو ماں یا بھائی کے وصی کے متعلق اُس ترکہ کی حفاظت ہے اور اُس ترکہ میں سے صرف منقول چیزیں (وہ

---

(1) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۳۰۵.

(2) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۳۰۵.

(3) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۳۰۵.

(4) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...الخ، ج۸، ص۳۰۵.

چیزیں جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جا سکتی ہوں) بیع کر سکتا ہے غیر منقول کی بیع نہیں کر سکتا اور کھانے اور لباس کی چیزیں خرید سکتا ہے وبس۔(5)

مسئلہ ۸۸: وصی قاضی بھی وہ تمام اختیارات رکھتا ہے جو باپ کا وصی رکھتا ہے ہاں اگر قاضی نے اُسے کسی خاص بات کا پابند کر دیا ہے تو پابند ہوگا۔(6)

❁❁❁❁❁

---

(5) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء...إلخ، ج۸، ص۳۰۶.

(6) المرجع السابق.

وکیل بالخصومۃ اور وکیل بالقبض کا بیان

مسئلہ ۱: جس شخص کو خصومت یعنی مقدمہ میں پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے وہ قبضہ کا اختیار نہیں رکھتا یعنی اس کے موافق فیصلہ ہوا اور چیز دلا دی گئی تو اُس پر قبضہ کرنا اس وکیل کا کام نہیں۔ یوہیں تقاضا کرنے کا (یعنی قرضہ وصول کرنے کا) جس کو وکیل کیا ہے وہ بھی قبضہ نہیں کرسکتا۔ (1) مگر جہاں عرف اس قسم کا ہو کہ جو تقاضے کو جاتا ہے وہی دَین وصول بھی کرتا ہے جیسا کہ ہندوستان کا عموماً یہی عرف ہے کہ تجار کے یہاں سے جو تقاضے کو بھیجے جاتے ہیں وہی بقایا وصول کر کے لاتے بھی ہیں یہ نہیں ہے کہ تقاضا ایک کا کام ہو اور وصول کرنا دوسرے کا لہٰذا یہاں کے عرف کا لحاظ کرتے ہوئے تقاضا کرنے والا قبضہ کا اختیار رکھتا ہے۔ (2)

مسئلہ ۲: خصومت (مقدمہ لڑنے) یا تقاضے کے لیے جس کو وکیل کیا ہے یہ مصالحت نہیں کر سکتے کہ اِن کا یہ کام نہیں۔ تقاضے کے لیے جس کو قاصد بنایا ہے جس سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دینا وہ قبضہ کرسکتا ہے اُس مدیون (مقروض) پر دعویٰ نہیں کرسکتا۔ (3)

مسئلہ ۳: جس کو صلح کے لیے وکیل بنایا ہے وہ دعویٰ نہیں کرسکتا اور دَین پر قبضہ کے لیے جسے وکیل کیا ہے وہ دعویٰ کرسکتا ہے۔ وکیل قسمۃ، وکیل شفعہ (شفعہ کا وکیل)، ہبہ میں رجوع کا وکیل۔ عیب کی وجہ سے رد کا وکیل (خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنے کا وکیل) ان سب کو دعویٰ کرنے کا حق حاصل ہے۔ (4)

مسئلہ ۴: ایک شخص کے ذمہ میرا دَین ہے تم اُس پر قبضہ کرو اور سب ہی پر قبضہ کرنا، وکیل نے تمام دَین پر قبضہ کیا صرف ایک روپیہ باقی رہ گیا یہ قبضہ صحیح نہیں ہوا کہ مؤکل کی اس نے مخالفت کی یعنی اگر وہ دَین جس پر قبضہ کیا ہے ہلاک ہو جائے تو مؤکل ذمہ دار نہیں مؤکل اُس مدیون سے اپنا پورا دَین وصول کریگا۔ (5)

مسئلہ ۵: یہ کہا کہ میں نے اپنے ہر دَین کے تقاضا کا تجھے وکیل کیا یا میرے جتنے حقوق لوگوں پر ہیں اُن کے لیے

(1) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۶

(2) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ، ج۷، ص۳۰۲۔

(3) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷۔

(4) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۷۔

(5) المرجع السابق، ص۳۰۸۔

وکیل کیا یہ توکیل اُن حقوق کے متعلق بھی ہے جو اس وقت موجود ہیں اور اُن کے متعلق بھی جو اب ہوں گے اور اگر یہ کہا ہے کہ فلاں کے ذمہ جو میرا دَین ہے اُس کے قبض کا وکیل کیا تو صرف وہی دَین مراد ہے جو اس وقت ہے جو بعد میں ہوں گے اُن کے متعلق وکیل نہیں۔(6)

مسئلہ ۶: جو شخص قبضِ دَین کا وکیل (قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل) ہے وہ نہ تو حوالہ قبول کرسکتا ہے نہ مدیون کو دَین ہبہ کرسکتا ہے نہ دَین معاف کرسکتا ہے نہ دَین کو مؤخر کرسکتا ہے یعنی میعاد نہیں مقرر کرسکتا نہ دَین کے مقابلے میں کوئی شے رہن (گروی) رکھ سکتا ہے۔(7)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں کے ذمہ میرا دَین ہے اُسے وصول کر کے فلاں شخص کو ہبہ کردے یہ جائز ہے اگر مدیون (مقروض) یہ کہتا ہے میں نے دَین دے دیا اور موہوب لہ (جس کے لیے ہبہ کیا) بھی تصدیق کرتا ہے تو ٹھیک ہے اور موہوب لہ انکار کرتا ہے تو مدیون کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔(8)

مسئلہ ۸: دَین وصول کرنے کا وکیل آیا اُس نے وصول کیا پھر دوسرا وکیل آیا کہ یہ بھی دَین وصول کرنے کا وکیل ہے یہ چاہتا ہے کہ وکیل اوّل نے جو کچھ وصول کیا ہے اُسے میں اپنے قبضہ میں رکھوں اُسے اس کا اختیار نہیں ہاں اگر وکیل دوم کو موکل نے یہ اختیارات دیے ہیں کہ جو کچھ موکل کی چیز کسی کے پاس ہو اُس پر قبضہ کرے تو وکیل اوّل سے لے سکتا ہے۔(9)

مسئلہ ۹: محتال لہ نے (قرض دینے والے نے) محیل (یعنی قرض دار) کو وکیل کر دیا کہ محتال علیہ(10) سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔ یوہیں دائن نے (قرض دینے والے نے) مدیون کو وکیل بنایا کہ وہ خود اپنے نفس سے دَین وصول کرے یہ توکیل صحیح نہیں۔(11)

مسئلہ ۱۰: کفیل بالمال کو وکیل نہیں بنایا جاسکتا اُس کو وکیل بنانا ویسا ہی ہے جیسے خود مدیون کو وکیل کیا جائے ہاں اگر مدیون کو وکیل کیا کہ تم اپنے سے دَین معاف کردو یہ توکیل صحیح ہے اور معاف کرنے سے پہلے موکل نے معزول کردیا

---

(6) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ، فصل فی أحکام التوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۰.

(7) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ، فصل فی أحکام التوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۱.

(8) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ، فصل فی أحکام التوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۱.

(9) المرجع السابق.

(10) وہ شخص کہ قرض دار نے اپنے قرض کی ادائیگی اس کے سپرد کردی۔

(11) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ، فصل فی أحکام التوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

یہ عزل (برطرف کرنا) بھی صحیح ہے۔(12)

مسئلہ ۱۱: زید کے دو شخصوں کے ذمہ ہزار روپے ہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ ان میں سے فلاں سے دَین وصول کرے عمرو نے بجائے اُس کے دوسرے سے وصول کیا یہ اُس کا قبضہ کرنا صحیح ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص پر ہزار روپے دَین ہے اور دوسرا اس کا کفیل ہے دائن نے وکیل کیا تھا مدیون سے وصول کرنے کے لیے، اُس نے کفیل سے وصول کرلیا یہ بھی صحیح ہے۔(13)

مسئلہ ۱۲: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا تھا وکیل نے مدیون سے بجائے روپیہ کے سامان لیا اس چیز کو موکل (وکیل کرنے والا) پسند نہیں کرتا ہے وکیل یہ سامان پھیر دے (سامان واپس کردے) اور دَین کا مطالبہ کرے۔(14)

مسئلہ ۱۳: مدیون نے دائن کو کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر اُس میں سے اپنا حق لے لو اُس نے بیع کی اور ثمن پر قبضہ کرلیا پھر یہ ثمن ہلاک ہوگیا تو مدیون کا نقصان ہوا جب تک دائن نے ثمن پر جدید قبضہ نہ کیا ہو اور اگر مدیون نے چیز دیتے وقت یہ کہا اسے اپنے حق کے بدلے میں بیع کرلو تو ثمن پر قبضہ ہوتے ہی دَین وصول ہوگیا اگر ہلاک ہوگا دائن کا ہلاک ہوگا۔(15)

مسئلہ ۱۴: ایک شخص نے دوسرے سے یہ کہا کہ فلاں کا تمھارے ذمہ دَین ہے اُس نے مجھے دَین لینے کے لیے (قرض وصول کرنے کے لیے) وکیل کیا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ 1 مدیون اس کی تصدیق کرتا ہے 2 یا تکذیب کرتا ہے 3 یا سکوت کرتا ہے (خاموشی اختیار کرتا ہے)، اگر تصدیق کرتا ہے دَین ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا پھر واپس لینے کا اس کو اختیار نہیں۔ باقی دو صورتوں میں مجبور نہیں کیا جائے گا مگر اس نے دے دیا تو واپس لینے کا اختیار نہیں۔ پھر موکل آیا اس نے وکالت کا اقرار کرلیا تو معاملہ ختم ہے اور اگر وکالت سے انکار کرتا ہے اور مدیون (مقروض) سے دَین (قرض) لینا چاہتا ہے اگر مدیون نے دعویٰ کیا کہ تم نے فلاں کو وکیل کیا تھا میں نے اُسے دے دیا اور اُس کی توکیل کو گواہوں سے ثابت کردیا یا گواہ نہ ہونے کی صورت میں دائن (قرض دینے والے) پر حلف (قسم) دیا گیا اس نے حلف سے انکار کردیا مدیون بری ہوگیا اور اگر اس نے حلف کرلیا کہ میں نے اُسے وکیل نہیں کیا تھا تو مدیون سے اپنا دَین وصول کریگا۔ پھر اُس وکیل کے پاس اگر وہ چیز موجود ہے تو مدیون اُس سے وصول کرے اور ہلاک کردی ہے تو

---

(12) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۲۱۰.

(13) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ، فصل فی أحکام التوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

(14) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ، فصل فی أحکام التوکیل... إلخ، ج۳، ص۶۲۲.

(15) الفتاوی الخانیۃ، کتاب الوکالۃ، فصل فیما یکون وکیلا ومالا یکون، ج۲، ص۱۴۷-۱۴۸

تاوان لے سکتا ہے اور اگر ہلاک ہوگئی ہو اور مدیون نے اس کی تصدیق کی تھی تو کچھ نہیں لے سکتا اور تکذیب کی تھی یا سکوت کیا تھا یا تصدیق کی تھی مگر ضمان کی شرط کرلی تھی تو جو کچھ دائن کو دیا ہے اس وکیل سے واپس لے۔(16)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے کہا فلاں شخص کی امانت تمھارے پاس ہے اُس نے مجھے وکیل بالقبض کیا ہے امین اگرچہ اس کی تصدیق کرتا ہو امانت دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور اگر امین نے دے دی تو اب واپس لینے کا حق نہیں رکھتا اور اگر امین سے کوئی یہ کہتا ہے کہ میں نے امانت والی چیز خرید لی ہے اُس کو دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا اگرچہ امین اُس کی تصدیق کرتا ہو اور اگر امین سے یہ کہتا ہے کہ جس نے امانت رکھی تھی اُس کا انتقال ہوگیا اور یہ چیز بطور وصیت یا وراثت مجھے ملی ہے اگر امین اس کی بات کو سچ مانتا ہے حکم دیا جائے گا کہ اس کو دے دے بشرطیکہ میت پر دَین مستغرق نہ ہو (یعنی اتنا قرض نہ ہو جو اس کے چھوڑے ہوئے مال سے زیادہ ہو) اور اگر امین اُس کی بات سے منکر ہے (یعنی انکار کرتا ہے) یا کہتا ہے مجھے نہیں معلوم تو اس صورت میں جب تک ثابت نہ کردے، دینے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔(17)

مسئلہ ۱۶: دائن نے مدیون سے کہا تم فلاں شخص کو دے دینا پھر دوسرے موقع پر کہا اُس کو مت دینا مدیون نے کہا میں تو اُسے دے چکا اور وہ شخص بھی اقرار کرتا ہے کہ مجھے دیا ہے مدیون دَین سے بری ہوگیا۔(18)

مسئلہ ۱۷: دائن نے مدیون کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا روپیہ بھیج دو مدیون نے اسی کے ہاتھ بھیج دیا تو دائن کا ہوگیا اگر ہلاک ہوگا دائن کا ہوگا اور اگر دائن نے مدیون سے کہا کہ فلاں کے ہاتھ بھیج دینا یا میرے بیٹے کے ہاتھ یا اپنے بیٹے کے ہاتھ بھیج دینا مدیون نے بھیج دیا اور ضائع ہوا تو مدیون کا ضائع ہوا اور اگر دائن نے یہ کہا تھا کہ میرے بیٹے کو یا اپنے بیٹے کو دے دینا وہ مجھے لاکے دے دیگا یہ توکیل ہے اگر ضائع ہوگا دائن کا نقصان ہوگا۔(19)

مسئلہ ۱۸: مدیون نے کسی کو اپنا دَین ادا کرنے کا وکیل کیا اُس نے ادا کردیا تو جو کچھ دیا ہے مدیون سے لے گا اور اگر یہ کہا ہے کہ میری زکوٰۃ ادا کردینا یا میری قسم کے کفارہ میں کھانا کھلا دینا اور اس نے کردیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہاں اگر اُس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ضامن ہوں تو وصول کرسکتا ہے۔(20)

---

(16) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۳.

(17) الدر المختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۳.

والھدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۲، ص۱۵۱.

(18) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۵.

(19) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ، فصل فی أحکام التوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۶.

(20) المرجع السابق.

مسئلہ ۱۹: یہ کہا کہ فلاں کو اتنے روپے ادا کر دینا، یہ نہیں کہا کہ میری طرف سے، نہ یہ کہ میں ضامن ہوں، نہ یہ کہ وہ میرے ذمہ ہوں گے، اس نے دے دیے، اگر یہ اُس کا شریک یا خلیط یا اُس کی عیال میں ہے یا اس پر اُسے اعتماد ہے تو رجوع کریگا ورنہ نہیں خلیط کے معنی یہ ہیں کہ دونوں میں لین دین ہے یا آپس میں دونوں کے یہ طے ہے کہ اگر ایک کا دوسرے کے پاس قاصد یا وکیل آئے گا تو اُس کے ہاتھ بیع کرے گا اُسے قرض دیدیگا۔(21)

مسئلہ ۲۰: ایک ہی شخص دائن و مدیون دونوں کا وکیل ہو کہ ایک کی طرف سے خود ادا کرے اور دوسرے کی طرف سے خود ہی وصول کرے یہ نہیں ہوسکتا۔(22)

مسئلہ ۲۱: مدیون نے ایک شخص کو روپے دیے کہ میرے ذمہ فلاں کے اتنے روپے باقی ہیں یہ دے دینا اور رسید لکھوا لینا روپے اُس نے دے دیے مگر رسید نہیں لکھوائی اُس پر ضمان نہیں یعنی اگر دائن انکار کرے تو تاوان لازم نہ ہوگا اور اگر مدیون نے یہ کہا تھا کہ جب تک رسید نہ لے لینا دینا مت اور اُس نے بغیر رسید لیے دے دیے تو ضامن ہے۔(23)

مسئلہ ۲۲: جس کو دَین ادا کرنے کو کہا ہے اُس نے اُس سے بہتر ادا کیا جو کہا تھا تو ویسا رجوع کریگا جیسا ادا کرنے کو کہا تھا اور اُس سے خراب ادا کیا تو جیسا دیا ہے ویسا ہی لے گا۔(24)

مسئلہ ۲۳: ایک شخص کو اپنے حقوق وصول کرنے اور مقدمات کی پیروی کرنے کے لیے وکیل کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ موکل پر (یعنی مجھ پر) جو دعویٰ ہو اُس میں تو وکیل نہیں یہ صورت توکیل کی جائز ہے نتیجہ یہ ہوا کہ وکیل نے ایک شخص پر مال کا دعویٰ کیا اور گواہوں سے ثابت کر دیا مدعیٰ علیہ اپنے اوپر سے اس کو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً کہتا ہے میں نے ادا کر دیا ہے یا دائن نے معاف کر دیا ہے یہ جوابدہی وکیل کے مقابل میں مسموع نہیں کہ وہ اس بات میں وکیل ہی نہیں۔(25)

مسئلہ ۲۴: وکیل بالخصومۃ (مقدمہ کی پیروی کا وکیل) کو اختیار ہے کہ خصم (مدمقابل) کے حق سے انکار کر دے یا اُس کے حق کا اقرار کرلے مگر قاضی کے پاس اقرار کرسکتا ہے غیر قاضی کے پاس نہیں یعنی مجلس قضا (یعنی جہاں قاضی

(21) المرجع السابق، فصل اذا وکل اثنانا۔۔۔ الخ، ص۶۲۶-۶۲۷.

(22) المرجع السابق، ص۶۲۷.

(23) المرجع السابق.

(24) المرجع السابق ۶۲۸.

(25) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۰۹.

فیصلہ کرتا ہے) کے علاوہ دوسری جگہ اُس نے اقرار کیا اس کو اگر قاضی کے پاس خصم نے گواہوں سے ثابت کیا تو وکیل کا اقرار نہیں قرار پائے گا یہ البتہ ہوگا کہ گواہوں سے غیر مجلس قضا میں اقرار ثابت ہونے پر یہ وکیل ہی وکالت سے معزول (برطرف) ہو جائے گا اور اس کو مال نہیں دیا جائے گا۔(26)

مسئلہ ۲۵: وکیل بالخصومۃ اقرار اُس وقت کرسکتا ہے جب اُس کی توکیل مطلق ہو اقرار کی موکل نے ممانعت نہ کی ہو اور اگر موکل نے اُس کو غیر جائز الاقرار قرار دیا ہے تو وکیل ہے مگر اقرار نہیں کرسکتا اگر قاضی کے پاس یہ اقرار کریگا اقرار صحیح نہیں ہوگا اور وکالت سے خارج ہو جائے گا اور اگر وکیل کیا ہے مگر انکار کی اجازت نہیں دی ہے تو انکار نہیں کر سکتا۔(27)

مسئلہ ۲۶: توکیل بالاقرار صحیح ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اقرار کا وکیل ہے یا یہ کہ کچہری میں جاتے ہی اقرار کر لے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وکیل سے کہہ دیا ہے کہ اولاً تم جھگڑا کرنا جو کچھ فریق کہے اُس سے انکار کرنا مگر جب دیکھنا کہ کام نہیں چلتا اور انکار میں میری بدنامی ہوتی ہے تو اقرار کر لینا اس وکیل کا اقرار صحیح ہے وہ موکل پر اقرار ہے۔(28)

مسئلہ ۲۷: جو شخص دائن کا وکیل ہے مدیون نے بھی اُسی کو قبضہ کا وکیل کر دیا یہ توکیل درست نہیں مثلاً وہ مدیون کے پاس آکر مطالبہ کرتا ہے مدیون نے اُسے کوئی چیز دے دی کہ اسے بیچ کر ثمن سے دَین ادا کر دینا اگر فرض کرو اُس نے بیچی مگر ثمن ہلاک ہوگیا تو مدیون کا ہلاک ہوا۔(29)

مسئلہ ۲۸: کفیل بالنفس (30) قبض دَین کا وکیل (قرض پر قبضہ کرنے کا وکیل) ہوسکتا ہے۔ یوہیں قاصد اور وکیل بالنکاح ان کو وکیل بالقبض کیا جاسکتا ہے وکیل بالنکاح مہر کا ضامن ہوسکتا ہے۔(31)

---

(26) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص۳۰۹.

(27) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ ... إلخ، ج۳،ص۶۱۷.
والدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص۳۱۰.

(28) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ ... إلخ، ج۳،ص۶۱۷.
والدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص۳۱۰.

(29) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص۳۱۱.

(30) شخصی ضمانت یعنی جس شخص کے ذمہ حق باقی ہو ضامن اس کو حاضر کرنے کی ذمہ داری قبول کرے۔

(31) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸،ص۳۱۱.

مسئلہ ۲۹: دَین قبضہ کرنے کا وکیل تھا اس نے کفالت کرلی یہ صحیح ہے مگر وکالت باطل ہوگئی۔(32)

مسئلہ ۳۰: وکیل بیع نے (کسی چیز کے بیچنے کے وکیل نے) مشتری کی طرف سے بائع کے لیے ثمن کی ضمانت کر لی یہ جائز نہیں پھر اگر اس ضمانت باطلہ کی بنا پر وکیل نے بائع کو ثمن اپنے پاس سے دے دیا تو بائع سے واپس لے سکتا ہے اور اگر ادا کیا مگر ضمانت کی وجہ سے نہیں تو واپس نہیں لے سکتا کہ متبرع (احسان کرنے والا) ہے۔(33)

مسئلہ ۳۱: وکیل بالقبض نے مال طلب کیا مدیون نے جواب میں یہ کہا کہ موکل کو دے چکا ہوں یا اُس نے معاف کر دیا ہے یا تمھارے موکل نے خود میری مِلک کا اقرار کیا ہے اس کا حاصل یہ ہوا کہ اس نے مِلک موکل کا اقرار کر لیا اور اس کی وکالت کو بھی تسلیم کیا مگر ایک عذر ایسا پیش کرتا ہے جس سے مطالبہ ساقط ہو جائے اور اس پر گواہ پیش نہیں کیے اب دوسری صورت منکر پر حلف کی ہے مگر حلف اگر ہوگا تو موکل پر نہ کہ وکیل پر لہٰذا اس صورت میں اُس شخص کو مال دینا ہوگا۔(34)

مسئلہ ۳۲: مشتری (خریدار) نے عیب کی وجہ سے مبیع (فروخت شدہ چیز) کو واپس کرنے کے لیے کسی کو وکیل کیا وکیل جب بائع کے پاس (بیچنے والے کے پاس) جاتا ہے بائع یہ کہتا ہے کہ مشتری اس عیب پر راضی ہو گیا تھا لہٰذا واپسی نہیں ہو سکتی اس صورت میں جب تک مشتری حلف (قسم) نہ اُٹھائے بائع پر رد نہیں کر سکتا اور اگر وکیل نے بائع پر رد کر دی پھر موکل آیا اس نے بائع کی تصدیق کی تو چیز اسی کی ہوگی بائع کی نہ ہوگی۔(35)

مسئلہ ۳۳: زید نے عمرو کو دس روپے دیے کہ یہ میرے بال بچوں پر خرچ کرنا عمرو نے دس روپے اپنے پاس کے خرچ کیے وہ روپے جو دیے گئے تھے رکھ لیے تو یہ دس اُن دس کے بدلے میں ہو گئے اسی طرح اگر دَین ادا کرنے کے لیے روپے دیے تھے یا صدقہ کرنے کے لیے دیے تھے اس نے یہ روپے رکھ لیے اور اپنے پاس سے دَین ادا کر دیا یا صدقہ کر دیا تو ان صورتوں میں بھی ادلا بدلا ہو گیا۔ جو روپے زید نے دیے ہیں اُن کے رہتے ہوئے یہ حکم ہے اور اگر عمرو نے زید کے روپے خرچ کر ڈالے اس کے بعد بال بچوں کے لیے چیزیں خریدیں وہ سب عمرو کی مِلک ہیں اور بچوں پر خرچ کرنا تبرع ہے (بھلائی ہے) اور زید کے روپے جو خرچ کیے ہیں اُن کا تاوان دینا ہوگا اور یہ بھی ضرور ہے کہ خرچ کے لیے عمرو جو چیزیں خرید لایا اُن کی بیع کو زید کے روپے کی طرف نسبت کرے یا عقد کو مطلق رکھے اور اگر عمرو نے عقد

---

(32) المرجع السابق۔

(33) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۱۔

(34) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۸، ص۳۱۳۔

(35) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۷، ص۳۱۶۔

کو اپنے روپے کی طرف نسبت کیا تو یہ چیزیں عمرو کی ہوں گی اور زید کے بال بچوں پر خرچ کرنے میں متبرع ہوگا اور زید کے روپے اس کے ذمہ باقی رہیں گے یہی حکم دَین (قرض) ادا کرنے اور صدقہ کرنے کا ہے۔(36)

مسئلہ ۳۴: زید نے عمرو سے کہا فلاں شخص پر میرے اتنے روپے باقی ہیں اُن کو وصول کر کے خیرات کر دو، عمرو نے اپنے پاس سے یہ نیت کرتے ہوئے خرچ کر دیے کہ جب مدیون (مقروض) سے وصول ہوں گے تو اُنھیں رکھ لوں گا یہ جائز ہے یعنی عمرو پر تاوان نہیں اور اگر زید نے روپے دے دیے تھے اس نے وہ روپے رکھ لیے(37) اور اپنے پاس کے خیرات کر دیے تو تاوان نہیں۔(38)

مسئلہ ۳۵: وصی یا باپ نے بچہ پر اپنا مال خرچ کیا کیونکہ اُس کا مال ابھی آیا نہیں ہے تو اس کا معاوضہ نہیں ملے گا ہاں اگر اُس نے اس پر گواہ بنا لیے ہیں کہ یہ قرض دیتا ہوں یا میں خرچ کرتا ہوں اس کا معاوضہ لوں گا تو بدلا لے سکتا ہے۔(39)

❁❁❁❁❁

---

(36) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج ۷، ص ۳۱۶-۳۱۷.

(37) لیکن اگر زید نے روپے دے دیے تھے اور اس نے وہ روپے خرچ کر ڈالے اور اپنے پاس کے روپے خیرات کر دیے تو اس صورت میں عمرو پر تاوان ہے، کذا فی البحرالرائق۔۔

(38) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج ۷، ص ۳۱۷.

(39) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۸، ص ۳۱۵.

وکیل بقبضِ العین

مسئلہ ۳۶: جو شخص قبض عین (شے معین) کا وکیل ہو وہ وکیل بالخصومۃ (مقدمہ کی پیروی کا وکیل) نہیں ہے مثلاً کسی نے یہ کہہ دیا کہ میری فلاں چیز فلاں شخص سے وصول کر و جس کے ہاتھ میں چیز ہے اُس نے کہا کہ موکل نے یہ چیز میرے ہاتھ بیع کی ہے اور اس کو گواہوں سے ثابت کر دیا معاملہ ملتوی ہو جائے گا جب موکل آجائے گا اُس کی موجودگی میں بیع کے گواہ پھر پیش کیے جائیں گے۔ اسی طرح ایک شخص نے کسی کو بھیجا کہ میری زوجہ کو رخصت کرالاؤ عورت نے کہا شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور گواہوں سے طلاق ثابت کر دی اس کا اثر صرف اتنا ہوگا کہ رخصت کو ملتوی کر دیا جائے گا طلاق کا حکم نہیں دیا جائے گا جب شوہر آئے گا اُس کی موجودگی میں عورت کو طلاق کے گواہ پھر پیش کرنے ہوں گے۔(1)

مسئلہ ۳۷: ایک شخص قبض عین کا وکیل تھا اس کے قبضہ سے پہلے کسی نے وہ چیز ہلاک کر دی یہ اُس پر تاوان کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور قبضہ کے بعد ہلاک کی ہے تو دعویٰ کر سکتا ہے۔(2)

مسئلہ ۳۸: کسی سے کہا میری بکری فلاں کے یہاں ہے اُس پر قبضہ کرو اس کہنے کے بعد بکری کے بچہ پیدا ہوا تو وکیل بکری اور بچہ دونوں پر قبضہ کریگا اور اگر وکیل کرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو چکا ہے تو بچہ پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ باغ کے پھل کا وہی حکم ہے جو بچہ کا ہے۔(3)

مسئلہ ۳۹: وکیل کیا کہ میری امانت فلاں کے پاس ہے اُس پر قبضہ کرو اور وکیل کے قبضہ سے پہلے خود موکل نے قبضہ کر لیا اور پھر دوبارہ اُس کو امانت رکھ دیا اب وکیل نہ رہا یعنی قبضہ نہیں کر سکتا موکل کے قبضہ کرنے کا چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو۔(4)

مسئلہ ۴۰: مالک نے حکم دیا تھا کہ فلاں کے پاس میری امانت ہے اُس پر آج قبضہ کرو تو اُسی دن قبضہ کرنا ضرور

---

(1) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ فصل فی الوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۹.
والھدایۃ، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالخصومۃ والقبض، ج۲، ص۱۴۹-۱۵۰.

(2) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ...إلخ فصل فی الوکیل...إلخ، ج۳، ص۶۲۹.

(3) المرجع السابق.

(4) المرجع السابق، ص۶۳۰.

نہیں دوسرے دن بھی قبضہ کرسکتا ہے اور اگر کہا تھا کہ کل قبضہ کرنا تو آج نہیں قبضہ کرسکتا اور اگر کہا تھا کہ فلاں کی موجودگی میں قبضہ کرنا تو بغیر اُس کی موجودگی کے قبضہ کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر کہا تھا کہ گواہوں کے سامنے قبضہ کرنا تو بغیر گواہوں کے قبضہ کرسکتا ہے اور اگر کہا بغیر فلاں کی موجودگی کے قبضہ نہ کرنا تو غیبت میں (غیر موجودگی میں) قبضہ نہیں کرسکتا۔ (5)

مسئلہ ۴۱: ایک شخص نے گھوڑا اعاریت لیا اور کسی کو بھیجا کہ اُسے لاؤ یہ اُس پر سوار ہو کر لے گیا اگر گھوڑا ایسا ہے کہ بغیر سوار ہوئے قابو میں آسکتا ہے تو یہ ضامن ہے اور قابو میں نہیں آسکتا ہے تو ضامن نہیں۔ (6)

❁❁❁❁❁

(5) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب السابع فی التوکیل بالخصومۃ... إلخ فصل فی الوکیل... إلخ، ج۳، ص ۶۳۰.

(6) المرجع السابق.

وکیل کو معزول کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: وکالت عقود لازمہ میں سے نہیں یعنی نہ موکل پر اس کی پابندی لازم ہے نہ وکیل پر، جس طرح موکل جب چاہے وکیل کو برطرف کرسکتا ہے وکیل بھی جب چاہے دست بردار ہوسکتا ہے (یعنی وکالت چھوڑ سکتا ہے) اسی وجہ سے اس میں خیار شرط نہیں ہوتا کہ جب یہ خود ہی لازم نہیں تو شرط لگانے سے کیا فائدہ۔ (1)

مسئلہ ۲: وکالت کا بالقصد حکم نہیں ہوسکتا یعنی جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز شامل نہ ہو محض وکالت کا قاضی حکم نہیں دے گا مثلاً یہ کہ زید عمرو کا وکیل ہے۔ اگر مدیون پر وکیل نے دعویٰ کیا اور وہ اس کی وکالت سے انکار کرتا ہے تو اب یہ بیشک اس قابل ہے کہ اس کے متعلق قاضی اپنا فیصلہ صادر کرے۔ (2)

مسئلہ ۳: موکل وکیل کو معزول کرے یا وکیل خود اپنے کو معزول کرے بہرحال دوسرے کو اس کا علم ہوجانا ضرور ہے جب تک علم نہ ہوگا معزول نہ ہوگا اگرچہ وہ نکاح یا طلاق کا وکیل ہو جس میں وکیل کو معزولی کی وجہ سے کوئی ضرر بھی نہیں پہنچتا۔ عزل کی کئی صورتیں ہیں وکیل کے سامنے موکل نے کہہ دیا کہ میں نے تم کو معزول کردیا یا لکھ کر دے دیا یا وکیل کے یہاں کسی سے کہلا بھیجا جس کو بھیجا وہ عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ جاکر یہ کہے کہ موکل نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تم کو یہ خبر پہنچا دوں کہ اُس نے تمھیں معزول کردیا۔ اور اگر اُس نے خود کسی کو نہیں بھیجا ہے بلکہ بطور خود کسی نے یہ خبر پہنچائی تو اس کے لیے ضرور ہے کہ وہ خبر لے جانے والا عادل ہو یا دو شخص ہوں۔ (3)

مسئلہ ۴: اگر وکالت کے ساتھ حق غیر متعلق ہو جائے تو موکل وکیل کو معزول نہیں کر سکتا مثلاً وکیل بالخصومۃ (مقدمہ کی پیروی کا وکیل) جس کو خصم (مدمقابل) کے طلب کرنے پر وکیل بنایا گیا اس کو موکل معزول نہیں کر سکتا۔ (4)

مسئلہ ۵: طلاق و عتاق کا وکیل۔ موکل کا مال بیع کرنے کا وکیل۔ کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا وکیل یہ سب

---

(1) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۱۷۔

(2) المرجع السابق۔

(3) المرجع السابق، ص۳۱۷-۳۱۸

(4) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۱۷۔

اگرچہ اس کو علم ہو وکیل معزول کر سکتا ہے یعنی اپنے کو معزول کر لے اس کے بعد یہ سب کام کیے تو نافذ نہیں ہوں گے۔(5)

مسئلہ ۶: قبض دین کے لیے (قرض وصول کرنے کے لیے) وکیل کیا تھا مدیون (مقروض) کی عدم موجودگی میں اسے معزول کر سکتا ہے اور اگر مدیون کی موجودگی میں وکیل کیا ہے تو عدم موجودگی میں معزول نہیں کر سکتا مگر جبکہ مدیون کو اس معزولی کا علم ہو جائے یعنی مدیون کو اس معزولی کا علم نہیں تھا اور دین اس کو دے دیا بری الذمہ ہو گیا دائن (قرض دینے والا) اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا اور مدیون کو معلوم تھا اور دے دیا تو بری الذمہ نہیں ہے۔(6)

مسئلہ ۷: ایک شخص کو راہن (اپنی چیز کسی کے پاس گروی رکھنے والے) نے وکیل کیا تھا کہ شے مرہون (وہ چیز جو گروی رکھی گئی ہے) کو بیع کر کے دین ادا کر دے اُس نے اپنے کو مرتہن (جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہے) کی موجودگی میں معزول کر دیا اور مرتہن اس پر راضی بھی ہو گیا تو معزول ہو گیا ورنہ نہیں۔(7)

مسئلہ ۸: وکالت قبول کرنے کے بعد وکیل کا یہ کہنا میں نے وکالت کو لغو کر دیا میں وکالت سے بری ہوں ان الفاظ سے معزول نہیں ہو گا اگرچہ یہ الفاظ موکل کے سامنے کہے۔ یوہیں موکل کا توکیل سے انکار کر دینا بھی عزل نہیں ہے۔(8)

مسئلہ ۹: وکیل نے وکالت رد کر دی رد ہو گئی مگر اس کے لیے موکل کو معلوم ہونا شرط ہے مثلاً موکل نے وکیل کیا جس کی خبر وکیل کو پہنچی وکیل نے رد کر دی کہہ دیا مجھے منظور نہیں مگر اس کا علم موکل کو نہیں ہوا پھر اس نے وکالت قبول کر لی وکیل ہو گیا۔ وکیل نے وکالت قبول کر لی اس کے بعد موکل نے کہا وکالت رد کر دو اُس نے کہا میں نے رد کر دی رد ہو گئی۔(9)

مسئلہ ۱۰: توکیل کو شرط پر معلق کر سکتے ہیں مثلاً یہ کام کروں تو تم میرے وکیل ہو مگر اس کے عزل کو شرط پر معلق نہیں کر سکتے۔ توکیل کو شرط پر معلق کیا تھا اور شرط پائی جانے سے پہلے وکیل کو معزول کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے۔(10)

مسئلہ ۱۱: وکیل کو معزول کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جس کام کے لیے اُس کو وکیل کیا ہے وہ اب تک نہ ہوا ہو اور کام

---

(5) المرجع السابق، ص۳۲۰۔

(6) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱۔

(7) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۱۔

(8) المرجع السابق۔

(9) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب التاسع فیما یخرج بہ الوکیل عن الوکالۃ، مسائل متفرقۃ من العزل وغیرہ، ج۳، ص۶۳۹۔

(10) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۰۔

کرنے کے لیے وکیل تھا دَین وصول کرلیا۔ عورت سے نکاح کرنے کے لیے وکیل تھا اور نکاح ہوگیا۔(11)

مسئلہ ۱۲: دونوں میں سے کوئی مرگیا یا اُس کو جنونِ مطبق ہوگیا وکالت باطل ہوگئی جنون مطبق یہ ہے کہ مسلسل ایک ماہ تک رہے۔ یونہیں مرتد ہوکر دارالحرب کو چلے جانے سے بھی وکالت باطل ہوجاتی ہے جبکہ قاضی نے اُس کے دارالحرب چلے جانے کا اعلان کردیا ہو پھر اگر مجنون ٹھیک ہوجائے یا مرتد مسلمان ہوکر دارالحرب سے واپس آجائے تو وکالت واپس نہیں ہوگی۔(12)

مسئلہ ۱۳: راہن نے کسی کو مرہون شے کی بیع کا وکیل کیا تھا یا خود مرتہن کو وکیل کیا تھا کہ دَین کی میعاد پوری ہونے پر چیز کو بیچ دینا اور راہن مرگیا اس کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی یہی حکم اُس کے مجنون ہونے یا معاذ اللہ مرتد ہوجانے کا ہے۔(13)

مسئلہ ۱۴: امر بالید کا وکیل یعنی اُس کے ہاتھ میں معاملہ دے دیا گیا ہے اور بیع بالوفا کا وکیل یعنی مدیون نے دائن کو اپنی کوئی چیز دیدی ہے کہ اس کو بیچ کر اپنا حق وصول کرلو ان دونوں صورتوں میں بھی موکل کے مرنے سے وکالت باطل نہیں ہوگی۔(14)

مسئلہ ۱۵: دو شخصوں میں شرکت تھی شریکین نے وکیل کیا تھا پھر ان میں جدائی و تفریق ہوگئی یعنی شرکت توڑ دی وکالت باطل ہوگئی اس صورت میں وکیل کو معلوم ہونے کی بھی ضرورت نہیں کہ یہ عزل حکمی ہے عزل حکمی میں معلوم ہونا شرط نہیں۔(15)

مسئلہ ۱۶: موکل (وکیل کرنے والا) مکاتب تھا وہ بدل کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون تھا اس کے مولیٰ نے مجبور کردیا یعنی اس کے تصرفات روک دیے ان دونوں صورتوں میں بھی ان کا وکیل معزول ہوجاتا ہے اور یہ بھی عزل حکمی ہے علم کی شرط نہیں مگر یہ اُسی وکیل کی معزولی ہے جو خصومت (مقدمہ) یا عقود کا وکیل ہو اور اگر وہ اس لیے

---

(11) المرجع السابق، ص ۳۲۲۔

والدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۸، ص ۳۲۲۔

(12) الدرالمختار، المرجع السابق، ص ۳۲۲، ۳۲۳۔

(13) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۷، ص ۳۲۱۔

(14) الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۸، ص ۳۲۳۔

(15) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۸، ص ۳۲۴۔

وکیل تھا کہ دَین ادا کرے یا دَین وصول کرے یا ودیعت پر قبضہ کرے وہ معزول نہیں ہوگا۔(16)

مسئلہ ۱۷: جس کام کے لیے وکیل کیا تھا موکل نے اُسے خود ہی کر ڈالا وکیل معزول ہوگیا کہ اب وہ کام کرنا ہی نہیں ہے۔ اس سے مراد وہ تصرف ہے کہ موکل کے ساتھ وکیل تصرف نہ کرسکتا ہو مثلاً غلام کو آزاد کرنے یا مکاتب کرنے کا وکیل تھا مولٰی (مالک) نے خود ہی آزاد کردیا یا مکاتب کردیا یا کسی عورت سے نکاح کا وکیل کیا تھا اُس نے خود ہی نکاح کرلیا یا کسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا تھا اُس نے خود خرید لی یا زوجہ کو طلاق دینے کا وکیل کیا تھا موکل نے خود ہی تین طلاقیں دے دیں یا ایک ہی طلاق دی اور عدت پوری ہوگئی یا خلع کا وکیل تھا اُس نے خود خلع کرلیا اور اگر وکیل بھی تصرف کرسکتا ہے عاجز نہیں ہے تو وکالت باطل نہیں ہوگی مثلاً طلاق کا وکیل تھا موکل نے ابھی ایک ہی طلاق دی ہے اور عدت باقی ہے وکیل بھی طلاق دے سکتا ہے یا طلاق کا وکیل تھا شوہر نے خلع کیا اندرون عدت (عدت کے دوران) وکیل طلاق دے سکتا ہے۔ بیع کا وکیل تھا اور موکل نے خود بیع کردی مگر وہ چیز موکل پر واپس ہوئی اُس طریقہ پر جو فسخ ہے تو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے اُس چیز کو بیع کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اگر ایسے طور پر چیز واپس ہوئی جو فسخ نہیں ہے تو وکیل کو اختیار نہ رہا۔(17)

مسئلہ ۱۸: ہبہ کرنے کا وکیل کیا تھا اور موکل نے خود ہبہ کردیا اس کے بعد اپنا ہبہ واپس لے لیا وکیل کو ہبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ بیع کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے اُس چیز کو رہن رکھ دیا یا اجرت پر دیدیا وکیل اپنی وکالت پر باقی ہے۔(18)

مسئلہ ۱۹: مکان کرایہ پر دینے کے لیے وکیل کیا تھا اور موکل نے خود کرایہ پر دے دیا پھر اجارہ فسخ ہوگیا وکیل کی وکالت لوٹ آئی۔(19)

مسئلہ ۲۰: مکان بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں جدید تعمیر کی وکالت جاتی رہی۔ یوہیں زمین بیع کرنے کے لیے وکیل کیا تھا اور اُس میں پیڑ لگا دیے۔ اور اگر موکل نے اُس میں زراعت کی کھیت کو بو دیا تو وکیل زمین کو بیچ سکتا ہے۔(20)

---

(16) الدرالمختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۸، ص۳۲۵.

(17) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۴.

(18) المرجع السابق.

(19) المرجع السابق.

(20) البحرالرائق، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج۷، ص۳۲۴.

مسئلہ ۲۱: ستو (بھنے ہوئے اناج کا آٹا) خریدنے کو کہا اُس میں گھی مل دیا گیا یا تل خریدنے کو کہا تھا پیلکر (تیل یا رس بیلنے کے آلے میں پیس کر) تیل نکال لیا گیا وکالت باطل ہوگئی اور اگر ان کی بیع کا وکیل تھا تو وکالت باقی ہے۔(21)

مسئلہ ۲۲: ایک چیز کی بیع کا وکیل کیا تھا اُس کو خود موکل نے بیچ ڈالا اس کی اطلاع وکیل کو نہیں ہوئی اُس نے بھی ایک شخص کے ہاتھ بیع کر دی اور مشتری سے ثمن بھی وصول کر لیا مگر اس کے پاس سے ضائع ہو گیا اور مبیع ابھی مشتری کو دی نہیں تھی کہ ہلاک ہوگئی مشتری وکیل سے ثمن واپس لے گا اور وکیل موکل سے۔(22)

مسئلہ ۲۳: دَین وصول کرنے کے لیے وکیل کیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ تم جس کو چاہو وکیل کر دو وکیل نے کسی کو وکیل کیا وکیل اوّل چاہے تو اسے معزول بھی کر سکتا ہے اور اگر موکل نے یہ کہا تھا کہ فلاں کو وکیل کر لو اور وکیل نے اُس کو وکیل مقرر کیا اب اُس کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر یہ کہا تھا کہ فلاں کو تم چاہو تو وکیل کر لو اب اسے معزول بھی کر سکتا ہے۔(23)

مسئلہ ۲۴: مدیون سے کہہ دیا جو شخص تمھارے پاس فلاں نشانی کے ساتھ آئے تم اُس کو دے دینا یا جو شخص تمہاری انگلی پکڑ لے یا جو شخص تم سے یہ بات کہہ دے اُس کو دَین (قرض) ادا کر دینا ان سب صورتوں میں توکیل صحیح نہیں کہ مجہول (غیر معین شخص) کو وکیل بنانا ہے اگر مدیون (مقروض) نے اُسے دے دیا بری الذمہ نہیں ہوا۔(24)

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ۔

❁❁❁❁❁

---

(21) البحر الرائق، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۷، ص ۳۲۴، ۳۲۵۔

(22) المرجع السابق، ص ۳۲۵۔

(23) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الوکالۃ، الباب العاشر فی المتفرقات، ج ۳، ص ۶۴۰۔

(24) الدر المختار، کتاب الوکالۃ، باب عزل الوکیل، ج ۸، ص ۳۲۶۔